قصہ حاجی بابا اصفہانی

ترجمہ

کتاب ایڈونچرز آف دی حاجی بابا آف اصفہان

مصنفہ

علامہ علوم مغربی و مشرقی کپتان موریر صاحب مشہور سیاح ممالک ایران

جسکا ترجمہ حسب فرمائش مالک مطبع

مولانا مرزا حیرت صاحب دہلوی نے عام فہم اُردو مین کیا

اس قصہ مین ایرانیون کی معاشرت علم ادب سیاحت جغرافیہ طرز حکومت

ملازمت اور طبابت غرض تمام جہان کی باتین موجود ہین اور پھر قصہ کا

قصہ جو دور مین جوانون کے لئے پیر ناصح پیرون کے لئے جوان خوش تدبیر

بچون کا دل بہلانے والا اور ہیڑون کی جان ہے

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوا

ماہ جنوری ۱۹۲۵ء

 اجزا ۴۲ مع ٹائٹل پیج

قیمت ۸/ عمہ

اطلاع

اگرچہ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لئے موجود ہے اور فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب معلوم کرسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے لیکن خاص اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادہ ہین اُنمین بعض انگریزی ناول کے اُردو ترجمے درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

مسٹر رینالڈ کے انگریزی ناولون کے اُردو ترجمے	قیمت
فسانۂ الہ دین ولیلی - مشہور ناول اسٹار آف منگریلیا کا ترجمہ رنگین داستانون کے ضمن مین بہشت و دوزخ کی سیر کرائی ہے پڑھکر دل پھڑک جاتا ہے ترجمہ منشی امیر حسین صاحب تحصیلدار ککوروی	عہ۴ر
فریب حسن - ناول فاسٹ کا اُردو ترجمہ حسین قصہ کے پیرایہ مین بدکرداریون کے زبون نتائج دکھائے گئے ہین	زیر طبع
فسانۂ سوزن عشق - ناول ٹیمپرس کا ترجمہ حسین دنیا کی خود غرضی اور سیاہکاری کی ایک عجیب و غریب قصہ کے پیرایہ مین دلکش تصاویر دکھائی گئی ہین -	عہ۸ر
فسانۂ لارنس ڈوروتھ - ایک عفیفہ لڑکی کی داستان فوجی افسرون کی بیباکی چارلس گذشتہ شاہ انگلستان کی بے اعتدالی - زنان درباری کی بدکرداری وغیرہ کا خاکہ - ترجمہ رائے ہوس پلاٹ ترجمہ سید امیر حسین صاحب	زیر طبع
لعبت فرنگ - رینالڈ کے ایک تاریخی ناول کا ترجمہ کرکے واقعی قصہ کو نہایت پیچ دار صورت مین بیان کیا ہے -	عہ ر
فسانۂ حسرت وصل - نہایت عمدہ ناول ہے قابل دید	۵ر
مارگریٹ - شاہ اسکاٹلینڈ کا ملکہ مارگریٹ سے دغابازی سے شادی کرنا اور پوپ کا فیصلہ - حق کی فتح نہایت دلکش ناول ہے	۱۲ر

دیباچہ

قصۂ حاجی بابا مصنفۂ کپتان موریر صاحب سیاح ایران کے ترجمہ سے میری صرف یہ غرض تھی کہ ایک نئے ملک کی پُرانی طرز معاشرت سے جس سے ہمارا سلسلہ زمانہ مدید سے چلا آتا ہی ہم لوگ واقف ہو جائین۔

کپتان موریر صاحب بیس برس کامل ایران کے ہر شہر اور ہر قریہ مین گشت لگاتے رہے اور اُنھون نے اپنے آرام اور چین کے ساتھ ہزارون روپیہ جو اپنی بیش بہا زندگی کا جزو اعظم کھو کر حاصل کیا تھا اس عظیم الشان سفر کے نذر کر دیا۔ اس تحقیق اور محنت کی اگر ہم داد نہ دین اور اُلٹا اپنی نافہم عقل کے صدقے مین اُنپر یہ الزام قائم کرین کہ یہ مسلمانون کا دشمن تھا تو بڑے افسوس کی بات ہی۔

ہم خود دریافت کرتے ہین کہ اگر ہم اپنی اس قوم کی اصلاح کرنا چاہین۔ جس کی شان و شوکت کے ساتھ تہذیب و اخلاق بھی رخصت ہو چکے ہون تو کس پہلو سے کرین۔ میرے خیال مین جب تک کہ اپنی مرحوم قوم کے حالات و واقعات جوش دلانے والے اور غیرت دینے والے الفاظ مین نہ بیان ہونگے وہ کیونکر اصلاح پذیر ہو سکتی ہی۔ حدیث نبوی مین آیا ہی کہ "تو ہرگز اپنے بھائی کے آگے اُسکی تعریف نہ کر کیونکہ تعریف اُسے مغرور بنا دیگی" اسکے کیا معنی ہیں مطلب ہی نا کہ تعریفی کلمات جب مغرور بنا دیتے ہین تو غیر تعریفی جملے انھین اصلاح پر لاتے ہین۔ درحقیقت اگر اس نئے طرز والے قصّے کی طرف نظر تعمق سے دیکھا جائے تو ایک ایسی عبرت خیز دلچسپی ہوتی ہی کہ ناظر ہونٹ چاٹتا ہی رہجاتا ہی ہر کام کسی نہ کسی غرض پر مبنی ہوتا ہی۔ میری اصلی غرض اس ناول کے ترجمے سے یہ ہی کہ انسان اپنی ناکامی

ہین بھی ہمت نہ ہارے۔ اور ہمیشہ اپنی کوششون مین سرگرم رہے جسکا نتیجہ وہ نامعلوم ترقیان ہوتی ہین جو کبھی ذہن مین بھی نہ آتی تھین۔ حاجی بابا جو اس دلکش فسانہ کا ہیرو ہی ایک نائی کا لڑکا تھا جسنے صرف اپنے اس خیال سے کہ مجھے آیندہ ترقی کرنا چاہیے زندگی کے کھلے ہوے میدان مین قدم رکھا۔ جو جو مصائب اُسپر گذرے یہ ایسے قابل برداشت نہین تھے کہ ایک انسانی فطرت اُنھین کچھ نہ گردانتی بلکہ اور آگے بڑھتی چلی جاتی اور ہر دم اپنا یہی ورد رکھتی ہے

قدم آگے بڑھاؤ ہمت کے		علم آگے بڑھاؤ ہمت کے

مگر یہ اولوالعزم بہادر پھربھی آگے بڑھا چلا گیا اور رفتہ رفتہ یہان تک نوبت پہونچی کہ شاہ ایران کا معتمد خاص ہوکر قسطنطنیہ بھیجا گیا۔

جو شخص زندگی کے وسیع اور لق ودق میدان مین پہلے قدم رکھتا ہو یہ ناول دلگداز فسانہ اُسے آگاہ کرتا ہو کہ تجھکو اُن نامعایم ناکامیون اور محرومیون کا ڈھیر ملے گا جو تیرے قدمون کو ترقی کی راہ سے جبراً ہٹائینگی اور تجھے ناکام پھرنے کے لیے مجبور کرینگی مگر تم کبھی اُنکے دم جھانسون مین نہ آؤ اور یہ کہتے ہوے آگے بڑھے چلو۔ چلو چلو تو سہی جو کچھ کرے میرا مولا کرے۔ دولت۔ عزت۔ اور صحت۔ یہ صرف اولوالعزمی اور ہمت پر منحصر ہین۔ مین اس امر کا دعویٰ کرتا ہون اور اپنے دعوے پر مجھے ناز ہو کہ یہ قصہ جو درحقیقت ایک ناصح مشفق ہو انسان کی ناکامیون کو مستعدی سے شکست دینے والا ہو اور اسکے لیے وہ راستے کھولنے والا ہو جنکا اُسکے خیال مین کبھی سان و گمان بھی نہ ہوگا۔ ترکی سلطنت کی اگر کچھ اصلاح ہوئی ہو تو صرف ان مضامین سے ہوئی ہو جو انگریزی اخبارون اور رسائل مین اُسکی مخالفت مین طبع ہوتے ہین اگر سلطان چاہین تو یورپ کے وہ اخبار جنمین اُنکی بُرائی ہوتی ہو اپنی سلطنت مین آنے سے روک سکتے ہین مگر نہین اُنکی اولوالعزم اور اصلاح پذیر طبیعت ایسے دلیر ناصح کا خیر مقدم کرتی ہو اور وہ اُنسے وہ باتین حاصل کرتے ہین

جو انھین خواب خیال مین بھی نہ معلوم ہوتین یہ انھین مخالفانہ تحریرون کا صدقہ ہی کہ دولت عثمانیہ اب ترقی کر رہی ہی آیندہ امید کیجاتی ہی کہ اگر ترقی کے اسکیل پر اُسکے قدم جمے رہے تو ایک زبردست یورپ کی سلطنت کے ہم پلہ ہو جائیگی۔

یہ ناول کیا ہی ایران کی ایک صدی گذشتہ کی ایک نایاب تاریخ ہی۔ اس تاریخ کو اور حال کی تاریخ سے مقابلہ کیا جاے تو معلوم ہوگا کہ زمین و آسمان کا فرق ہوگیا ہی۔ طہران مین ہمنے پہونچکر خود دیکھا ہی کہ وہ چھوٹا لندن یا عظیم الشان لندن کا ایک حصہ معلوم ہوتا ہی۔ ہر قسم کی ترقی کے آثار پائے جاتے ہین اور ایرانی اپنے ہر دلعزیز اور روشن دماغ نصیرالدین شاہ کی سرپرستی مین دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر رہے ہین

میرے خیال مین آج تک کوئی ایسا قصہ ہندوستان مین ترجمہ ہوا نہ لکھا گیا جسپر ایک نتھو دو کاج کا قیمتی فقرہ عائد ہوسکتا۔ یون تو خیرخواہان قوم نے صدہا مضامین طبع کیے ہین اور اصلاحون کی بہت کچھ کوششین کی ہین لیکن ہمین فخر ہی کہ ہمارے فسانے کا ڈھنگ ایک عجیب نرالے طرز پر اگر واقع ہوا ہی قصہ کی نظر سے دیکھا جائے تو قصہ وہ دلچسپ ہی کہ کئی بار پڑھو جب بھی یہ دل چاہیگا قند مکرر کی طرح پڑھتے چلے جاؤ اور جو تاریخ ایران دیکھنا چاہو تو یہ قصہ لطیف اور سچے تاریخی مضامین کا انبار اپنے ساتھ رکھتا ہی۔ اگر کسی کو ناصح مشفق کی ضرورت ہو تو اس سے بہتر ہمت کے لانے والا ہرگز نصیب نہین ہوسکتا۔

گو مین یہ دعویٰ ہرگز نہ کرونگا کہ مین نے ترجمہ بہت اچھا کیا ہی لیکن اس کہنے سے بھی باز نہین آسکتا کہ ترجمے کی اُردو عام فہم ہی مفہوم مطالب صاف صاف بیان ہوا ہی۔ موقع موقع پر اپنے یا اساتذہ کے رنگین اشعار سے بھی کام لیا ہی امید کی جاتی ہی کہ اس قصہ کو فروغ ہوگا۔ اور ہمارے بھائی ہندو مسلمان شوقیہ نظرون سے اسے دیکھین گے۔

مجھے تقریباً چار برس سے اودھ اخبار لکھنؤ سے تعلق ہونے کا فخر حاصل ہی۔ یہ صرف جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ کی قدردان طبیعت کا تقاضا ہی کہ وہ مجھ جیسے ناچیز کی قدر فرماتے ہین اور وہ وہ کچھ اپنی عنایات مبذول فرماتے ہین جنکے مین ہرگز اپنے کو لائق نہین سمجھتا ناظرین اودھ اخبار واقف ہونگے کہ مین نہ صرف اودھ اخبار مین اپنے طبعزاد مضامین

سے اُسکے بیش قیمت کالموں کی جگہ رکتا ہون بلکہ مختلف اخبارات اور رسائل انگریزی مثلاً ایشیاٹک ریویو نائنٹینتھ سنچوری وغیرہ کے تراجم سے بھی مدد دیتا ہون۔ اسی اثنا مین جب مین منشی صاحب کی خدمت مین حاضر تھا مجھ سے یہ ارشاد ہوا ”توکسی ایسے دلچسپ فسانے کا ترجمہ کرو جس مین نہ صرف قصہ پن ہی ہو بلکہ اصلاح قومی بھی مضمر ہو“۔ حسب الارشاد مین نے چند احباب کے مشورے سے یہ قصہ پیش کیا۔ ہمارے ممدوح والاشان نے اسے قبول کر کے منظوری فرمائی۔ جب مین یہ ترجمہ کر چکا تو اسکے بعد قصۂ روز الیمبرٹ مصنفۂ سر جارج رینالڈز کے ترجمے کا حکم ہوا۔ اسکا بھی مین نے بطرز احسن ترجمہ کیا۔ یہ قصہ طبع ہونے پر قصۂ حاجی بابا سے ضخامت مین دُگنا ہوگا۔

جس عرق ریزی اور جانکاہی سے مین نے ان قصص کا ترجمہ کیا ہے مجھے امید ہے کہ اسیقدر جوش سے یہ پسند خاطر ناظرین والاتمکین ہوگا۔ روز الیمبرٹ کی پُر زور اور رنگین اور چست عبارت پر مجھے بہت بڑا ناز ہے اور مین دعوے سے کہ سکتا ہون کہ اسکی زبان گویا ایک نئی روح اُردو کے جسم مین پھونکدے گی اور یہ ایک نمونہ اُردو کا تمام ہندوستان مین تسلیم کیا جائیگا۔ مضامین کی بابت صرف اس قدر کہ سکتا ہون کہ وہ سراسر طلسم ہین۔ خود رینالڈز کو اپنے تمام ناولون مین اسی ناول پر ناز تھا۔

ہم مسلمانون کو جناب منشی صاحب بالقابہ کا دل سے مشکور ہونا چاہیے جنکی سرپرستی مین ہمارے مذہبی علوم کی اُن کتابون کی کامل طور پر اشاعت ہوئی جو مُدت سے پہلوے عنقا مین آرام کر چکی تھین۔ اِس سے زیادہ ایک شخص اپنے مُلکی بھائیون کی اور کیا دستگیری کر سکتا ہے۔

اگر اہل اسلام کا شیوہ منعم پرستی ہے (اور واقعی ہے) تو وہ ضرور ایسے خیر خواہ قوم کا دل سے خیر مقدم کرین۔ فقط

امراؤ مرزا حیرت دہلوی۔

فہرست مطالب قصۂ حاجی بابا

قصّۂ حاجی بابا اصفہانی

مصنفہ کپتان موریر صاحب سیاحِ ایران

پہلا باب

حاجی بابا اصفہانی کی پیدایش اور تعلیم کے بیان مین

میرا باپ کربلائی حسین نامی اصفہان کے مشہور معروف حجامون مین سے تھا۔ اوائل عمر مین صرف سترہ ہی برس کے سن مین اُسکی شادی ہوگئی تھی یہ بی بی ایک شمع ساز کی بیٹی تھی جو اُسکی دُکان کے پڑوس ہی مین رہتا تھا۔ مگر وہ اُمنگین اور اتحادِ دلی کی آرزوئین جو جانبین سے شروع شروع اُٹھین تھین آخرکو اولاد نہونے کی وجہ سے فرو ہوگئین۔ میرے باپنے جب اپنے باغِ آرزو کو مُجھایا ہوا دیکھا اور کسی تر و تازہ پھول کی آمد آمد نہین دیکھی تو اب اپنی پیاری محبتی بیوی کی اُلفت و عشق کی وہ شمع جو مدت سے حجلۂ دل مین روشن ہوچکی تھی آخر ٹمٹما کر بُجھ گئی۔

میرے باپ کو اپنے فن مین وہ ملکہ تھا جس سے اُس کی شہرت نہ صرف عظیم الشان تجار مین ہوگئی تھی بلکہ اُس نے کافی سرمایہ جمع کرلیا اور اب اولاد کی آرزو نے انھین دوبارہ شادی کرنے پر مجبور کیا یہ خوبصورت بی بی ایک دولتمند صراف کی بیٹی تھی اور اُس نے صرف میرے باپ کو اُس کے فن مین کامل دیکھکر شادی کردی کیونکہ اُسی زمانہ مین میرے باپنے اُسکی

حجامت بنائی تھی۔

جب دوسری شادی ہوگئی تواب پہلی بی بی کے سوتاپے کے سرنے میرے باپ کے عیش میں خلل اندازی کرنی شروع کی اور اب اُسکی جان غضب میں آگئی عورتوں کی حقلبش سے خدا بچاوے آخر اسکے خسر نے یہ صلاح دی کہ بہتر ہی کہ تم اپنی بی بی کو لیکر کربلائے معلی چلے جا کہ نور ایمان تو حاصل ہوگا۔ اس نے اپنے حق میں بہتر سمجھا ساعت مسعود پر اپنی نئی بی بی کو ساتھ لیکر کربلائے معلی روانہ ہوا۔ چونکہ یہ لڑکی پورے دنوں پیٹ سے تھی راہ ہی میں درد لگے اور میں پیدا ہوا کربلائے معلی کی زیارت سے پہلے میرا باپ صرف حسین کے نام سے مشہور تھا لیکن بعد ازاں قرب علی کے خطاب سے عزت عطا کی گئی تھی خدا میری ماں کو خوش و خرم رکھے کہ اُسنے پیدا ہوتے ہی میرا نام حاجی رکھا کہ جس سے تمام عمر میری وہ عزت ہوئی کہ جسکا میں ہرگز مستحق نہیں تھا۔ کیونکہ اُس قیمتی اور معزز نام کا فخر وہی اشخاص حاصل کر سکتے ہیں کہ جنھوں نے زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کی حاصل کی ہی۔

جب میرے باپ نے اصفہان چھوڑا ہی تو اپنی جگہ بطور خلیفہ کے اپنا ایک شاگرد بٹھا دیا تھا کہ جس نے نہایت ہوشیاری اور تندہی سے اپنے اُستاد کے کام کو انجام دیا لیکن جب میرا باپ کربلائے معلی کی زیارت سے واپس آیا اپنی جگہ پر نشست کرنی شروع کی اور پھر اپنا پیشہ حجامی سنبھالا میرے باپ کے کربلائے معلی جانے نے لوگوں کے دلوں پر وہ اثر کیا تھا کہ نہ صرف شہر کے بڑے بڑے تاجر اُسکی دُکان پر آکر حجامت بنوانا احسن سمجھتے تھے بلکہ پیشوایان دین کی بھی آمد و رفت ہونے لگی جب میں بڑا ہوا اور اپنا اچھا بُرا پہچاننے لگا تو اب مجھے یہ خیال ہوا کہ کچھ پڑھنا چاہیے واقعی میں نماز روزہ ہی میں ہتا اگر مجھے یہ خبر نہوتی کہ میرے پڑوس میں ایک مولانا صاحب رہتے ہیں اور انکے مکتب کے ضمن میں ایک مسجد بھی ہی اور میرے باپ کو انھوں نے ہی ہدایت کی ہی کیونکہ جب آٹھویں دن مولوی صاحب کی حجامت بنانے جاتے تھے تو وہ قال اللہ اور

قال الرسول کی تلقین کیا کرتے تھے مین نے بھی اُن سے پڑھنا شروع کیا کچھ عرصہ مین
کلام اللہ پڑھ لیا اور جب میرا خط بھی بالیقری ہوگیا تھا مکتب مین پڑھنے سے پہلے مین
اپنے باپ کی دُکان پر بیٹھکر پیشہ حجامی سیکھتا تھا چونکہ حجامت بنوانے والے کثرت سے
آتے تھے اس لیے میرے باپ نے خچر اور اونٹ ہکانے والون کی حجامت کے لیے مجھے
مقرر کردیا تھا مین خوب فراٹے سے انکے سر مونڈتا تاکہ وہ خوش ہوکر مجھے معقول معاوضہ دین
جب مین سولہ برس کا ہوا تو یہ معاملہ بہت ہی اہم آکر واقع ہوا کہ آیا مین اپنے کو
ایک طالبعلم کے نام سے نامزد کرون یا ایک خلیفہ کے نام سے مشہور ہون - علاوہ حجامت
کے بنانے کانون کے صاف کرنے - داڑھی کو زیبایش دینے کے مجھے حمام کے کامون مین
دستگاہ کامل ہوگئی - کوئی شخص مختلف طریقے نہلانے کیسہ سے جسم ملنے کے جو ہند کشمیر
ترکی مین برتے جاتے ہین احسن طریقہ سے نہین جانتا لیکن مین نے صرف اپنے
زور طبیعت اور تیزی ذہن سے اسکو عمدہ طریقہ سے حاصل کرلیا تھا مین اپنے معزز
اُستاد کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ صرف انکی توجہ سے مین ایسا قابل بنگیا اور مین نے
اپنے شعراے نامی مثلاً سعدی حافظ کی کتابین اس طرح سے پڑھ لین کہ جب کبھی
موقع ہوا کرتا تھا مین انکے اشعار استعمال کرتا تھا - اس سے میری کمال شہرت
ہوگئی اور وہ لوگ جو حمام مین غسل وغیرہ کرنے کے لیے آتے تھے اُنھون نے مجھے
اپنا ایک دلپسند ساتھی خیال کیا ہر شخص کا میری طرف یہ خطاب تھا -

گر بر سر و چشم من نشینی　　نازت بکشم کہ نازنینی

میرے باپ کی دُکان شاہی مسافرخانہ کے قریب ہی تھی شہر مین بڑی بات یہ تھی کہ غیر
ممالک کے تجار کی کثرت سے آمد و رفت تھی وہ تاجر شہریون کی طرح سے حجامت بنوانے آتے تھے
اور بعض وقت معمولی اُجرت سے جو وہ ہمیشہ دیا کرتے تھے صرف میرے فی البدیہہ کلام سے محظوظ
ہوکر زیادہ بھی دے جاتے تھے ان سوداگرون مین ایک تاجر بغداد تھا کہ جس سے میری بہت شناسائی

ہوگئی تھی اور وہ ہمیشہ مصر ہوا کرتا تھا کہ تو مجھسے ضرور ملتا رہا کر یہ صرف میرے تجربہ کار باپ
کی فضیلت کا صدقہ تھا کہ ہر شخص آنکھوں پر بٹھاتا تھا مجھے اسنے ترکی بولنا سکھا دیا جسکا مجھے
کچھ کچھ علم بھی حاصل ہوگیا۔ یہ تاجر مختلف شہروں کا جب حال بیان کرتا تھا کہ ایسے خوبصورت
ہیں۔ اور انہیں یہ عجائبات ہیں تو میرا دل بھی بھر بھرا آیا اور میں نے دل میں ٹھان لیا کہ یہ
شہر ضرور دیکھنے چاہییں۔ بغدادی تاجر کو ضرورت ہوئی کہ کسی شخص کو اپنے حساب
لکھنے کے لیے ملازم رکھے۔ لیکن چونکہ مجھے حجامی اور محرری دونوں کاموں میں سلیقہ تھا
تو اُس نے مجھسے یہ منفعت بخش درخواست کی کہ اگر تم ملازم رہنا چاہتے ہو میں تمھیں
رکھ سکتا ہوں میں نے منظور کرلیا۔ اور فوراً اپنا دلی قصد اپنے باپ کی خدمت میں
آکر بیان کیا یہ سنکر میرے باپ کو حد سے زیادہ صدمہ ہوا اور انھوں نے ہرگز میری
مفارقت گوارا نہیں کی۔ اور چاہا کہ یہ صرف ایک امید موہوم کے لیے کرجو خطروں اور
خوفناک موقعوں سے پُر ہو اپنے شہر کو نہ چھوڑے لیکن جب اسکا خیال اس طرف مائل ہوا
کہ ایسے تاجر کی نوکری میں نفع کس قدر ہو اور یہ ہرگز ناممکن نہ تھا کہ اُسکی ملازمت میں یہ
اپنی اس حالت سے کچھ ترقی نہ کریگا۔ آخر کار رفتہ رفتہ میرا باپ راضی ہوگیا اور میرے چلنے پر
مانع نہیں آیا اور مجھے اپنی دلی مرضی سے اجازت دی اور ساتھ ہی اُسکے استروں کا ایک نیا بکس دیا۔

صرف میرے آیندہ سربلند ہونے اور ایک عظمت کے خیال حاصل کرنے نے میرے
باپ کو میری مفارقت پر آزردہ خاطر نہ ہونے دیا مگر میری ماں راضی نہ تھی کہ میں ایک
سُنّی کی ملازمت کروں لیکن پھر بھی اپنی مادرانہ شفقت اور اُلفت سے ایک بیگ ٹوٹے
ہوے اوزاروں اور ایک ڈبّہ قیمتی مرہم کا عنایت کیا اور یہ سمجھا دیا "بیٹا یہ مرہم اوپری
اور اندرونی پھوڑا پھنسی کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہو جب میں سفر کے لیے جانے لگا تو میری
ماں نے مجھے حکم دیا کہ بیٹا اپنا سیدھا مُنھ دروازے کی طرف کرلو جاتے وقت اِدھر اُدھر
نہ دیکھنا کیونکہ پھر تم بخوشی و خرمی گھر واپس آؤ گے۔

دوسرا باب

حاجی بابا کا سفر۔ اُسکا ترکمانون سے مقابلہ اور گرفتاری

عثمان آغا میرا آقا مشہد کی طرف روانہ ہوا تاکہ بخارا کی بھیڑ بکری کا چمڑا وہان خریدے جس کے فروخت کرنے کا ارادہ اُسنے قسطنطنیہ مین کیا تھا۔ یہ شخص یعنی میرا آقا ایک چھوٹے قد کا ڈبل شخص جسکا عرض و طول برابر بڑا سر۔ ایک پھولی پکوڑا سی ناک و رگنجان سیاہ داڑھی تھی یہ ایک کٹا مسلمان تھا۔ اپنے مذہب مین بہت ہی متعصب جب صبح کو وضو کرتا تھا تو فوراً جرابین اُتار ڈالتا تھا حالانکہ صبح کی خنکی اور ٹھر کبھی موزے اُتارنے مین اسکی مانع نہ آئی علاوہ برین مذہب شیعہ سے تو اُسے دلی نفرت تھی۔ جب تک یہ پارس مین رہا اُس نے اپنے یہ عقائد بہت ہی مضبوط رکھے لیکن صرف اپنے ہی تک منفعت پر توجہ دیتا تھا رات دن اسی کی دُھن لگی رہتی تھی سونے سے پہلے یہ اطمینان کر لیا کرتا تھا کہ میرا روپیہ پیسہ ایک محفوظ مقام پر ہے اور اُسپر کسی قسم کی آنچ تو نہین آسکتی۔ اور دوسرے یہ کہ تن پرست بڑا بھاری تھا حقہ علی الدوام پیتا تھا۔ کثرت سے کھانا کھاتا تھا اور شراب کا بھی استعمال کرتا تھا مگر چھپوان لیکن جو لوگ کہ مے خوشرنگ مین رنگے ہوے تھے اور ظاہرا اُسکو غٹر غٹر چڑھا جاتے تھے اُنکو سخت ملامت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ تم خدا کے احکام سے پھرے ہو۔

موسم بہار مین یہ تعیین ہو گیا تھا کہ کاروان جمع ہو گا ہمنے اپنے سفر کی تیاریان کرنی شروع کین میرے آقا نے اپنی سواری کے لیے ایک مضبوط اور ذرا قد مبارز خچر مول لیا۔ میرے لیے ایک گھوڑا تجویز ہوا جس پر مین ایک قلیان ایک انگیٹھی ایک چمڑے کی بوتل اور کوئلے لادے گئے اور اُسکے علاوہ میرا بھی اسباب اسی پر رکھا گیا ایک حبشی غلام نے جو ہمارے لیے کھانا پکاتا تھا اُسنے بھی ایک خچر پکڑ لیا اور اُس پر سونے کا بستر اور باورچی خانہ کا سامان لادا۔ تیسرے خچر پر اور راہ ضروری اشیا اور میرے آقا کے کپڑے وغیرہ بھی اُسی پر لدے ہوے تھے

غرض ہمارا سامان سب مکمل ہوگیا۔ روانگی سے ایک دن پہلے میرے آقا نے اپنے بڑے بھاری عمامہ میں پچاس ڈیوکیٹ ڈھائی روپیہ کے قریب سکہ ہوتا ہی خوب مضبوط سی کر رکھ لیے کہ بندہ بشر ہی شاید کوئی موقع پڑے اور اُن سے کام نکل جائے اور جو باقیماندہ تھے انکی ہمیانی کمر سے خوب کس لی لیکن اُسکا علم سوا میرے اور کسی کو نہ تھا۔

کاروان اب روانہ ہونے کو تیار ہوا۔ پانسو خچر اور گھوڑے ساتھ تھے۔ دو سو اونٹ تھے جن میں اکثر اونٹون پر شمالی فارس کے لیے تجارتی اشیا لدی ہوئی تھیں ڈیڑھ سو آدمی اس کاروان میں تھے جن میں سوداگر اُنکے نوکر اور کاروان کے رہنما بھی تھے علاوہ انکے کچھ اشخاص کاروان کے ہمراہ وہ بھی تھے جو شہد میں امام رضاؑ کے مزار کی زیارت کے لیے جاتے تھے کاروان والون نے اُن زایرون کا ہمراہ ہونا بہت ہی مقدس خیال کیا اور ایک برکت سمجھے۔

اس موقع پر ہر شخص ہتھیار بند تھا۔ اور میرا آقا جسکی طبیعت کی یہ کیفیت تھی کہ ذرا کہیں بندوق چھٹی اور یہ چونکتا ہوا۔ یا کہیں تلوار ننگی دیکھ لی اور چہرہ زرد پڑ گیا مگر اس موقع پر وہ بھی ایک پرتلا ڈالے ہوے ہلال آسا خمدار ایک شمشیر کمر میں پڑی ہوئی دو پستول ایک جانب کمر سے بندھے ہوے باروت اور کارتوس وغیرہ کی کپیان اِدھر اُدھر لٹکی ہوئی مین بھی ساتھ ساتھ سرتاپا ہتھیارون سے آراستہ تھا۔ مگر اُن ہتھیارون کے ضمن میں مجھے ایک بھالے سے بھی عزت بخشی گئی تھی حبشی غلام کے پاس تلوار تھی اور ایک بندوق بھی تھی لیکن اُسکا گھوڑا ندارد تھا۔

اصفہان کی شمالی اطراف سے دن نکلتے ہی ہم روانہ ہوے زائرین کے چاوشون نے غل و شور مچا کر اور ڈھول وغیرہ بجا کر سب میں خبر کر دی کہ قافلہ روانہ ہوتا ہی اب مین اپنے مسافر ساتھیون کا پورا پورا علم ہوگیا وہ سب ہتھیار بند تھے۔ باوجودیکہ سب جنگی سامانون سے آراستہ تھے لیکن پھر بھی انکی صورتون سے ایک امن اور صلح برستی تھی۔

مین اُس نئے ہنگامہ سے بہت ہی خوش تھا جب مین اپنے آقا کے برابر گھوڑ نہین

دوڑا سکتا تھا تو میرا آقا مجھے آواز دیکر کہتا تھا کہ دیکھو میرا گھوڑا ایسا ہی کہ اگر میں لے و بالی اور بے تکلے طریقہ سے بھی اسکو چلاؤن جب بھی یہ ممکن نہین کہ درماندہ ہوکر رہ جاے اور منزل تک نہ پہونچے بہت ہی جلدی سب قافلہ والون سے میری شناسائی ہوگئی۔ اکثرون نے کوچ کے ختم ہونے پر شام کو مجھسے حجامت بھی بنوائی اگر مجھے اپنے مالک کے حق مین خیال کیا جائے تو یہ کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہین ہے کہ مین گویا اسکی ایک آرام کی چیز تھا جب میرا آقا خچر سے اترا۔ تو اب مین نے اُسکے پیر دبانے شروع کیے اور وہ وہ ہنر اسوقت برتے کہ جنکی حمام مین مجھے خوب مشق ہوگئی تھی اس کی ساری تکان چٹکی کرکے اور تمام جسم پر مالش کرکے کھو دی۔

ہم بغیر کسی تعرض اور مانع کے طہران پہونچ گئے ہم نے دس دن طہران مین اپنے خچرون کو آرام دینے اور اُن کی تعداد زیادہ کرنے مین صرف کیے سفر کا خوفناک حصہ گویا اب آئیگا۔ قوم ترکمان جو شاہ فارس سے گرم جنگ تھی راہون کے لیے بہت ہی دہشتناک تھی کیونکہ جب ہی اُنھون نے ایک کاروان کو لوٹ لیا تھا اور جنھون نے کہ اُن سے مقابلہ نہ کیا ان کو وہ گرفتار کرکے لے گئے تھے ترکمان کی دہشت سب کے کلیجون پر اس وجہ سے بیٹھی ہوئی تھی اور خصوصًا میرا آقا تو بہت ہی ڈرتا تھا کہ مشہد تک کیونکر پہونچا جائیگا۔ لیکن جب اُسے یہ معلوم ہوا کہ قسطنطنیہ مین بھیڑ کے چمڑے کی آجکل بہت ہی قیمت چڑھی ہوئی ہے اس خیال سے اُسکے مُنھ مین پانی بھر آیا اور اب اس خوف کا بھی خیال نہین کیا اور صرف اپنے نفع کی دھن مین چلنے کا مصمم ارادہ کرلیا

ایک چاؤش جو پہلے سے زائرین کو طہران اور حوالی طہران سے جمع کر رہا تھا کہ یہ قافلہ پہونچے تو اُس کے ہمراہ مشہد روانہ ہون جون ہی ہم وہان پہونچے تو اس نے ہمین اطلاع دی کہ مین نے آپ کے قافلے کے ساتھ چلنے والون کا ایک گروہ تیار کرلیا ہے جب اس چاؤش نے ہمین یہ خوشخبری سنائی تو ہم بہت ہی خوش ہوے کہ اور بھی مدد ملی اور اب

یہ جس خوف کا اس مین خیال تھا دور کر دے گی اِس چاؤش کا طہران سے مشہد تک خوب
نام ہو رہا تھا اور اُسکی جرأت اور دلاوری کا دور دور آوازہ بلند تھا کیونکہ اسنے ایک
ترکمان کا عین راہ مین سر اُتار لیا تھا اسکی صورت بہت ہی خوفناک تھی سانولا
انگ چمکتا ہوا رنگ چوڑے چوڑے بازو۔ اور موٹے کرخت بالون کی اس کی ڈبل ٹھوڑی
پر داڑھی قلابازیان کھاتی ہوئی۔ چار آئینہ سے آراستہ۔ خود فولادی سر پر اور اسکی زنجیرین
کندھون پر پڑی ہین ایک طرف شمشیر آبدار آویزان دو پستول کمر مین اڑے ہوے ایک ڈھال
پشت پر ایک لمبا برچھا ہاتھ مین۔ اسکی مجسم صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ خوف کو ایک شخص تصور کرتا
ہی اور اسنے اپنی دہ دون کی لینی شروع کی اور وہ دہ اپنی بہادری کے جوہر باتون باتون مین
دکھاے اور ترکمانون کی ایسی حقارت کی کہ میرا آقا اسکی حفاظت مین چلنے کے لیے راضی ہو گیا۔

عید نوروز کے ایک ہفتہ کے بعد کاروان سفر کے لیے مستعد ہوا جمعہ کو تو ہمنے عظیم الشان مسجد مین
جا کر نماز پڑھی وہان سے ہم شاہ عبد العظیم کے گانو مین چلے گئے جہانسے دوسرے دن مشہد کی جانب روانہ ہوے
ہم نے بہت لق و دق اور خشک ملک مین نہایت ہی آہستہ آہستہ سفر کرنا شروع کیا۔ یہ عجیب
ملک بہت ہی کم آنکھون اور دلون کو تر و تازگی دیتا تھا جب کبھی ہم کسی گانون مین پہونچتے یا راہ
مین ہمین مسافر ملتے تو ہمارے رہنما زور زور کی صداؤن سے اپنے ڈھولون کے بجنے کے ساتھ جو
اُنکے کمرون سے بندھے ہوے تھے مناجات پڑھتے تھے۔ اکثر ترکمانون کا ذکر بہت ہوتا تھا گو ہمین
یہ یقین ہو گیا تھا کہ وہ بیخوف دشمن ہین لیکن پھر بھی ہم ہر وقت یہ امید کرکے کہ وہ ہرگز ہمارا مقابلہ
نہین کر سکتے نڈر تھے اور بار بار یہ پڑھتے تھے کہ وہ ہین کون کُتّے جو ہمارا مقابلہ کر سکین گے
ہر شخص اپنی دلاوری اور بہادری کی لاف زنی کر رہا تھا وہ تو میرے آقا کا یہ عالم تھا کہ
غضب ہی کے طرارے بھر رہا تھا اور اُن سے چبا چبا کہ رہا تھا کہ ذرا ایسا موقع ہو تو تم دیکھنا
کیا کیفیت آتی ہی۔ جب اس قسم کی باتین کین تو لوگ سمجھے کہ کبھی اسکا تو تمام زمانہ لڑائیون اور ترکمانون
کے قتل کرنے مین صرف ہوا ہی چاؤش نے جو لاف زنی مین سب سے دو قدم آگے تھا اور جو اپنے کو کارزارمین

سب سے بہادر سمجھتا تھا کہا۔ ترکمانون کی بابت کوئی شخص کچھ نہین کہہ سکتا جب تک کہ اُنسے مقابلہ نہو جاے اور ان سے سواے شیرون کے کھانیوالے کے کوئی ہمنبرد نہین ہو سکتا۔ اسوقت یہ شخص مونچھین مروڑ رہا تھا اور خوب خوب ڈینگ کی لے رہا تھا مگر سعدی نے خوب ہی مناسب موقع پر کہا ہے۔

جوان اگرچہ قوی بال و پیل تن باشد	بجنگ دشمنش از ہول بگسلد پیوند

لیکن میرے آقا عثمان آغا کی اُمید حفاظت اورون سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی تھی کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ مین حضرت عمرؓ کی اولاد مین سے ہون حملہ کے وقت مجھپر کچھ آنچ نہین آسکتی۔ اور اِس بات کے اظہار کیلئے اپنے عمامہ کے گرد ایک سبز ململ کا کپڑا باندھ لیا تھا جس سے گویا نشان امیری نمایان تھا اور یہ پایا جاتا تھا کہ یہ آنحضرت کی اولاد مین سے ہے جنکی نسبت میرے آقا کا اپنی طرف گمان تھا کہ مین ایک خچر کے برابر بھی توقیر نہین رکھتا۔

چند روز تک تو ہم اسی طریقے سے سفر کرتے ہوے چلے گئے جب چاؤش نے نہایت ہی سنجیدہ اور ایک نمایان طریقے سے اطلاع دی کہ وہ مقامات آگئے جہان ترکمان پڑے ہوے قافلون کا رستہ دیکھا کرتے ہین سو اب آپ سب لوگ پیوستہ ہوکر سفر کرین اور سب تیار ہوجاؤ کہ حملہ کے وقت بہادری اور جانبازی دکھلا سکو۔ میرے آقا کے دل پر اسکا پہلا اثر تو یہ تھا کہ اسنے اپنی تلوار بندوق اور پستولون کو اپنے اسباب کے ایک خچر سے باندھ دیا اور سوء ہضمی کی شکایت کی اب وہ سارے خیالات جنگ کا فور ہوگئے اپنے کو بالکل فرغل مین چھپا لیا لیکن صورت پر مصیبت و آفت کی جھلکی نمایان ہونگی تھی بار بار استغفراللہ استغفراللہ پڑھتا تھا اور اپنے کو قسمت کے بالکل حوالہ کر رہا تھا میرے آقا کی حفاظت کا دارومدار اس چاؤش پر تھا جو علاوہ اور وجوہات کے جنکے باعث سے کہ اُسے خوف سے بے پروائی تھی اپنے ان طلسمون اور تعویذون کو بھی دکھا رہا تھا کہ جو اُسکے بازوُن پر بندھے ہوے تھے جنکا اثر وہ بہت بہادری سے یہ بیان کرتا تھا کہ یہ تعویذ اور نقش کمانون کے تیرون کو دفع کر دیتے ہین اور انکا مطلق اثر نہین ہونے دیتے ایک تو یہ شخص تھا جو خونخوار شخص کاروان مین تھا ایک اور شخص بھی جو بہادر تھے آگے آگے

چلتے تھے گویا کہ یہ کاروان کے آگے بڑھے ہوے محافظین مین سے تھے انین سے ہر شخص اپنی بہادری اور جرأت دکھانے کے لیے اِدھر اُدھر گھوڑا کُداتا تھا۔ برچھیان پھراتا تھا۔ اور ہوا مین اُن کو جھونکتا تھا آخر کار جسکا ہمین ڈر تھا وہی اب ہمارے پیش آیا۔ ہمنے چند بندوقون کی آوازین سنین اور ہمارے کانون مین مہیب اور وحشی صداؤن کے غل سنائی دیے ہر شخص خوف سے ٹھہر گیا تمام آدمی اور جانور چھوٹے پرندون کے موافق جو کچھ دور فاصلہ پر باز دیکھ کے مارے خوف کے اکٹھے ہو جاتے ہین باہم سمٹ گئے لیکن جب ہم نے آنکھون سے دیکھ لیا کہ ایک گروہ ترکمانون کا ہمپر چڑھا ہوا چلا آتا ہی بس سب کے اوسان باختہ ہو گئے اور ہیئت مجموعی مین تفرقہ آکے واقع ہو گیا بعض تو کافور ہو گئے۔ اور بعض لوگ جنمین میرا آقا بھی تھا ایسے ڈرے اور اُن پر ایسی دہشت غالب آئی کہ اپنی مردانگی اور جرأت کو یک لخت بھول گئے گھبرا گھبرا کے یہ کہنے لگے۔ اے اللہ۔ اے امام۔ اے محمد ہم مرتے ہین۔ ہم چلے۔ ہماری روحین فنا ہوئین خچر ہکانیوالون نے تو یہ تدبیر کی کہ جسقدر سامان تھا اپنے خچرون سے نیچے پھینکدیا اور مع اپنے خچرون کے چلتے بنے جب دشمن آگے آگیا تو اُسنے پہلے تیرون کا مینھ برسایا پس اُسی سے اُنکو فتح حاصل ہو گئی اور ہم بہت جلد اُنکا شکار ہو گئے۔ چاؤش جو شیخی مین اور لاف زنی مین سب سے زیادہ ڈُون کی لے رہا تھا پہلے ہی سے بھاگ کے کہین کا کہین ہو رہا اور پھر ہمنے نہ اُنکا حال سنا اور نہ اُن کی صورت دیکھی۔ حملہ آور سامان کی طرف جھک پڑے جو میدان مین پڑا ہوا تھا۔ میرے آقا نے اپنے کو دو گٹھڑون کے بیچ مین چھپا دیا تھا اور یہ خوفناک واقعہ دیکھ رہا تھا کہ ایک ترکمان نے جسکا لمبا قد تھا اُسکو دیکھ لیا۔ ترکمان کے چہرے سے خونخواری برستی تھی اُسنے اُسکو اسباب سمجھ کے اپنی پیٹھ پر اُٹھا کے ڈال لیا۔ تو میرے آقا نے اُسکو کھول کے گردن باہر نکالی اور بکمال لجاجت عرض کی جس سے اُسکا خوف نمایان تھا۔ میرے آقا نے چاہا کہ حضرت عمرؓ کی منقبت اور حضرت علیؑ کی مذمت بیان کرکے ترکمان کو نرم دل کر دن

مگر یہ بھی محض بیکار گیا اس وحشی کو اصلا اس لجاجت اور ان باتون پر رحم نہ آیا اور میرے آقا کے سارے کپڑے اُتار لیے صرف ایک پائجامہ اور کرتا باقی رہا اس قزاق نے میرے آقا کی فرغل اور سب کپڑے پہن لیے۔ چونکہ میرے کپڑے کچھ ملگجے سے تھے انھون نے نگاہ بھر کر بھی نہ دیکھا۔ مجھکو اپنے مین شامل ہونیکا حکم دیا اور مجھ سے میرا استرون کا بکس بھی نہین لیا۔

جب ترکمان کل اسباب لوٹ چکے تو اب اُنھون نے قیدیونکی باہم تقسیم کرلی۔ ہماری آنکھون پر پٹی باندھ دیگئی تھی اور ہم مین سے ہر ایک ایک سوار کے پیچھے رکھلیا گیا تھا جب ہمنے اسیطرح دن بھر سفر کیا تو ہمکو خندق مین تنہا ہمین آرام لینے کو چھوڑ دیا گیا دوسرے دن ہمنے ان راہون کو دیکھا جنکو صرف ترکمان ہی جانتے تھے۔

پہاڑی اور ایک ویران ملک مین سے گذر کے آخر ہمین ایک وسیع میدان معلوم ہوا اور یہ ایسا بڑا تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا بس دنیا کی حدود ہمین ختم ہونگی۔ اس میدان پر ہمارے دشمنون کے بیشمار سیاہ ڈیرے اور خیمہ اور اُنکے غول کے غول دکھائی دیے۔

تیسرا باب

حاجی بابا کن ہاتھون مین پڑا اور راستے کے صدقے مین اُسے کتنی دولت ہاتھ لگی

ترکمانون نے قیدیونکی جب باہم تقسیم کی خدا کی شان مین اور میرا آقا ایک ہی شخص کے حصہ مین آیا۔ یہ ترکمان وہی وحشی قزاق تھا جسکا مین اوپر بیان کر چکا ہون۔ اُسکو اصلان سلطان کہتے تھے یعنی شیر سردار یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ شخص ایک گروہ کا کپتان بھی ہے اور یہ پلٹن کہو یا گروہ کہو وہی تھا جو ہمین میدانو نمین پہاڑون پر سے اُترتے ہی معلوم ہوا تھا۔ اس ترکمان کے ڈیرے ایک گہرے نالہ کے کنارو نپر ایستادہ تھے جس نالہ پر سے

ایک ندی بہتی تھی جو قرب کی پہاڑیون کے سلسلونمین جاکر شامل ہوجاتی تھی سبزہ زارونکو ہرا بھرا کرتی تھی جنسے بخوبی مویشیونکی پرورش ہوتی تھی سب سبزہ زارجہانتک آنکھ کام کرتی تھی برابر پھیلے ہوے تھے ہمارے اور بھائی جو گرفتار ہوے تھے اُنکو ترکمان اور اور دور و دراز ملکون کے حصہ مین لیگئے اور باہم اُن ترکمانون مین اُنکی تقسیم کی جو اس اطراف مین رہتے تھے۔

جب ہم وہان پہونچے تو تمام آدمی ہمین دیکھنے کیلیئے اُمنڈ آئے۔ اُسوقت ہمارے فاتحونکو زور زور سے مبارکبادین دیجارہی تھین کتے ہمین اجنبی دیکھ دیکھ کے ایسا بھونک رہے تھے کہ توبہ اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب وہ ہمین نوشجان کرجائینگے۔ میرے آقا کے سبز دوشالہ نے اسکی کچھ عزت افزائی کی۔ لیکن سردار کی بیوی کی نظر جو بانو کے نام سے پکاری جاتی تھی اس دوشالہ پر پڑی جسنے اُسکے لینے کے لیے بہت ہی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ میرے آقا کے پاس سوائے عمامہ اور اس ہمیانی کے جسمین زرنقد رکھا ہوا تھا اور کچھ نہ رہا سب لیلیا گیا لیکن آخر اس عمامہ پر سردار کی دوسری جورو کی نگاہ پڑی جسنے کہا کہ یہ میرے گھوڑے کی زین کے کام آئیگا جو اونٹ پر بندھا ہوا ہے چنانچہ سر پر سے عمامہ اُتار لیا گیا اور ڈیرے کے ایک کونیکی طرف اور ناکارہ چیزونمین اُسکو بھی پھینک دیا۔ عثمان آغا نے اب ہمیانی کے روپیہ کی بڑی بھاری نگہداشت کی کہ کہین یہ بھی رفوچکر نہو جائے مگر اُس سے کچھ مطلب نہین نکلا۔ اس عمامہ کے عوض مین ایک پرانی بھیڑ کے چمڑے کی ٹوپی پہننے کو ملی جو ہم جیسے بدقسمت قیدیون کو دی گئی تھی جو ذلت وخواری اور غم سے پہلے ہی ہلاک ہوچکے تھے۔

جتنے آدمی مرتے جاتے تھے اُنکی ٹوپیان میرے مالک کے پاس آتی جاتی تھین۔ عثمان آغا اُس کام کے لئے تعینات ہوا کہ جب ونٹ پہاڑون پر چرنے جایا کرین تو یہ اُنکی حفاظت کیا کرے چونکہ یہ ڈبل اور بھاری جسم کا تھا اسلیے اسکے بھاگ جانیکا انکلین گمان تک نہین تھا مجھے یہ حکم تھا کہ تو ڈیرونسے پرے نہ جائیو۔ اور میرے سپرد چمڑے کے تھیلونکو صاف کرنا اور روغن ملنا تھا۔

تو مین اپنا یہ کام بہت ہوشیاری اور محنت سے بھگتایا کرتا تھا۔
اس فتح کی شادی کرنیکے لیے سردار نے تمام اپنے متعلقین کی دعوت کی ایک بڑی دیگ مین چانول اور دو بھیڑونکا گوشت ڈال کے اُبالا گیا لوگ ہمارے سردار کے لواحقین سمیت ادھر اُدھر کے ڈیرون خیمونسے نکل نکل کے آنیلگے ان لوگون مین سے اکثر وہ تھے جنھون نے ہمارے کاروان پر حملہ کیا تھا یہ سب ایک ڈیرے مین اکٹھے ہوگئے۔ عورتین دوسرے ڈیرے مین مجتمع ہوئین جب پلاؤ مردون کو کھلا دیا گیا اور وہ نبٹ چکے تو عورتون کو کھلانا شروع کیا جب عورتین بھی کھا چکین تو چرواہون کے لڑکونکو بٹھا کر کھلا دیا جب وہ بھی فارغ ہوے تو سب کے آگے کا بچا کھچا چچوڑی ہوئی ہڈیا گڈیان ہمارے اور کتّون کے آگے لا کے ڈال دی گئین۔
مین اپنی خوراک کے لیے بہت ہی تشویش سے انتظار کر رہا تھا کہ دیکھیے کیا آتا ہی کیونکہ جب سے ہم مقید ہوے تھے ہمنے تو لذت دار خوراک کھائی نہین تھی۔ کہ ایک عورت نے ڈیرے مین سے مجھے اشارہ کیا کہ ڈیرے کے پیچھے سے آکے رکابی لے لے رکابی مین چانول بھرے ہوے تھے اور اُسپر بھیڑ کی دُم کا ایک ٹکڑا رکھا ہوا تھا۔ سردار کی بیوی نے بھی میری مظلومیت پر رحم کھایا اور کہا کہ تو اسے جلدی سے لیکے چلدے اور کچھ خیال دل مین نہ لا۔
آج کا دن تو ایک دوسرے کی سرگذشت کہنے اور حقّہ پینے مین صرف ہوا عورتون نے گانے اور دفون کے بجانے کا تان نہ توڑا۔ مین اور میرا مالک اپنی مصیبت اور آفت پر خون کے آنسو بہا رہے تھے اور افسردہ خاطری سے سر بہ گریبان تھے۔ اس عنایت و نوازش کے بھروسے پر جو مجھپر کی گئی تھی مین نے خیال کیا کہ کچھ کرنا چاہیے اور اب مجھے کچھ ایسی جرات ہوگئی کہ ذرا بھی ہراس دل مین نہ رہا۔ مین نے چاہا کہ کسی طرح سے اپنے رفیق کو خوش کرون اور یہ غبار الم اُسکے دل سے دور کرون مگر محض بے سود تھا۔ مین اُسکو اپنی بد قسمتی پر افسوس کرنیسے مانع نہ ہوسکا۔ مین نے اس سے کہا کہ ہر حالت مین اللہ کریم کو یاد رکھیے سب اُسی کے ہاتھ مین ہی یہ ہر ایک سچے مومن کا تمغہ ہی کہ اللہ کریم کو غم کے وقت یاد کرے۔ اُسنے ان ٹوٹے ہوے الفاظ مین

جواب دیا "اللہ کریم" اللہ کریم تمھارے لیے ہو کہ جسکا ایک پیسہ بھی نہین گیا۔ میرے لیے نہین ہو کہ مین تو ہمیشہ کے لئے برباد ہوگیا" اسکی یہ بربادی اور غلامی کی حالت مین آغا صرف اس نفع کی بدولت تھا جو اُس نے بھیڑون کے چمڑون مین سمجھا تھا بس ہر وقت اس کا یہ مشغلہ تھا کہ جو کچھ لٹ گیا تھا اُسکا شمار بیٹھا ہوا کیا کرتا تھا۔ مگر ہم مین باہم بہت جلد مفارقت ہوگئی۔ صبح ہوتے ہی عثمان آغا کو ہمارے سردار نے اونٹون کی نگہبانی کے لیے بھیجا اور خوب دھمکا دیا کہ اگر ان پچاس اونٹون مین سے ایک اونٹ بھی جاتا رہیگا تو تیرے دونون کان اور ناک کاٹ لی جائیگی اور اگر انمین سے کوئی مر گیا تو وہ اس زر فدیہ مین ادا ہوجائیگا جو تو اپنی رہائی کے لیے آخر کبھی دیگا جون ہی میرے کان مین یہ آواز پڑی کہ یہ فدیہ لینے پر ہمین رہائی دینگے مجھے ایک اُمید سی بندھ گئی مین نے پہلے اپنے مالک کو ایک اونٹ کے زین پر بٹھایا۔ تھوڑا سا پانی ادھر اُدھر سے لے آیا اور ایک صابون کا ٹکڑا آگے رکھ لیا اور استرے سے جو تمام دولت کھو کے بچا تھا کل آدمیون کے سامنے اُسکی حجامت بنائی۔ مجھے معلوم ہوگیا کہ میری لیاقتون اور قابلیتون کا اظہار ضرور مجھے آیندہ منفعت بخشے گا۔ جون ہی ہر شخص کو معلوم ہوا کہ یہ حجامت بنانا جانتا ہو سب نے حجامت بنوائی اور یہ آواز رفتہ رفتہ میرے سردار کے کان مین بھی پہونچی۔ اُسنے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا فوراً میری حجامت بنا۔ مین نے اُسکے بڑے سر پر عمل کرنا شروع کیا۔ جگہ جگہ سر پر تلوارون کے زخم پڑے ہوے تھے اور اُسکے سر کی سطح ایسی کھردری تھی جیسے بھیڑون کی جلد ہوتی ہو جب اُسنے اپنی حجامت اُسی اوزار سے بنی ہوئی دیکھی جس سے اُسکی بھیڑ کے بال صاف ہوتے تھے یہ شخص جو اس سے زیادہ اور عیش جانتا ہی نہین تھا کہ شہری حجام سے حجامت بنوائے اسکو تو یہی بہشت ہوگئی گویا سردار نے میرے ہاتھ کے نیچے بہشت کو سمجھا۔ اسنے فوراً اپنا اطمینان ظاہر کیا اور میری ملازمت کو پسند کیا اور قسم کھا کے کہا کہ مین تیرا ہرگز کچھ فدیہ نہین لون گا بلکہ تیرے لیے کبھی فدیہ قبول نہ کرونگا۔ خیر جو کچھ ہوا تھا تو میرا خاص حجام مقرر ہوگیا۔ مین نے بھی آ یہی ظاہر کیا کہ میرا بھی خاص منشا اس موقع پر یہی تھا جب مین نے جھک کے اپنے نئے آقا

پیرون پر بوسہ دیا اور ہر طرح سے فرمانبرداری۔ اطاعت۔ اور آداب ظاہر کیا تو اب مین یہ سوچنے لگا کہ اس قسم کی آزادی ہونی چاہیئے کہ مین یہان سے بخوف وخطر کافور ہو جاؤن۔ اکثر سردار کے پاس حاضر رہنے سے مجھے ایک غلبہ اسکی طبیعت پر ہو گیا۔ گو اب بھی میری خوب نگھبانی کیجاتی تھی لیکن پھر بھی بچنے کی تدابیر سوچتا تھا۔ جو میرے کام آئین اور جنھون نے مجھے اس حقارت ناک قید اور غلامی سے رہائی دی۔

چوتھا باب

فراست سے اپنے آقا کے مال کی نگہداشت اور اسکو اپنے پاس رکھنے کی تدبیر

اس قید ذلت سے بچنے کے لیے پہلی تدبیر جو میرے خیال مین آئی وہ یہ تھی کہ اپنے آقا عثمان آغا کے اُس روپیہ پر قبضہ کرون جو اُسکی پگڑی مین سلا ہوا تھا۔ لیکن یہ عمامہ یا پگڑی ایک عورت کے ڈیرے کے کونے مین پڑی ہوئی تھی جہان تک میری رسائی نہ ہو سکتی تھی اور یہان ذرا فراست کا بہت کچھ خرچ تھا کہ اس طریقے سے اُڑائی جائے کہ کسی کو کانون کان بھی خبر نہو خبر تو خبر شبہہ تک نہو مین نے ان سب لوگون مین اپنی شہرت حجام کے نام سے کردی اور کل اشخاص مجھکو عزیز سمجھنے لگے تو میرے پاس اس تیقن کے لیے بہت سے اسباب تھے کہ بانو میرے مالک ترکمان کی بیوی مجھے پہلے کی نسبت بہت جاننے لگی ہی لیکن مشکل تو یہ تھا کہ نہ اُسنے اور نہ کسی عورت نے مجھسے کبھی بھی کوئی کام جراحی یا نشتر وغیرہ کا لیا۔ صرف کنکھیون کنکھیون مین باتین ہوا کرتی تھین جنسے الفت دلی کا جلوہ پایا جاتا تھا اسکی طرف سے تو شفقت آمیز نظارے اور میری جانب سے شکریے اور اطاعت کے نشانات باہم جواب وسوال کرتے تھے لیکن چونکہ وہ لوگ جانتے تھے کہ فارس کے حجام صرف اصلاح ہی بنانا نہین جانتے بلکہ جراحی بھی جانتے ہین اور یہ حمام مین علاوہ حجامت کرنے اور مالش کے فصد بھی کھول سکتے ہین دانت

نکال سکتے ہین اور ٹوٹا ہوا عضو موقع سے بٹھا سکتے ہین - بانو کو فوراً اس امر کی ضرورت ہوئی کہ فصد کھلوائے اُسنے میرے پاس پیغام بھیجا کہ کیا تو فصد کھول سکتا ہے - مین نے اُسے مناسب اور ساعت مسعود کوئی بھی نہین سمجھی اور اِس بات پر نظر کرکے کہ جس شے کا مجھے تردد ہے اِسکی بابت بھی کچھ اطلاع ملے گی اور شاید وہ میرے ہاتھ ہی لگجائے مین نے فوراً جواب دیا کہ میرے پاس اِسکا سب سامان بھی موجود ہے اور مین اس پھرتی اور عمدگی سے فصد کھولونگا جس سے میری اُستادی کا خود اعتراف ہوگا - وہ اوزار پیش کیا گیا - اِس قوم کے ایک سربرآوردہ شخص نے جو کچھ کچھ یون ہی برائے نام جوتش سے واقفیت رکھتا تھا اُسنے کہا - کل صبح کو دو سیارے باہم ملینگے وہ وقت فصد کے لیے بہت ہی اچھا ہوگا - اس ساعت مسعود پر مجھکو اُس عورت کے ڈیرے مین بلایا - مین نے دیکھا کہ بانو ایک چادر پر جو زمین مین بچھی ہوئی ہے بیٹھی ہے اور میرے آنے کا بڑے صبر سے انتظاری کر رہی ہے -

یہ اس قسم کی عورت تو تھی نہین جو مجھ ایسے ناتجربہ کار مین کچھ فطرتی نزاکت کے توہمات بڑھاتی کیونکہ اول امر تو یہی تھا کہ اُسکا قد ہی بڑا بے ڈھنگا تھا جسمین بھاری پن پایا جاتا تھا مین نے اُسکی طرف بہت ہی نفرت سے دیکھا لیکن پھر مجھے یہ بھی ڈر ہوا کہ اگر کوئی بات بھی اُسکی طبیعت کے خلاف ہوگی تو پھر کانونکی خیر نہین ہے اسلان سلطان اُڑوا ہی دیگا - لیکن اِس عورت نے مجھپر بہت ہی توجہ مائل رکھی اور جسقدر کہ اُسکی سہیلیان تھی سب مجھپر ملی پڑتی تھین اور مجھکو کوئی بڑا شخص تصور کرتی تھین اور ہر عورت اپنی نبض دکھانیکو آمادہ تھی جب مین بانو کی فصد کھولنے کو ہوا تو اب مین نے اپنی نظر شے مطلوبہ پر ڈالی جسپر قبضہ کرنیکی مجھے فکر لاحق ہو رہی تھی - فوراً مجھے خیال آیا کہ جو کام مین کر رہا ہون اسمین کوئی تدبیر ایسی نکالون کہ کام کا کام بنجائے اور کسی کو معلوم نہو مین نے ذرا توجہ سے ایک دفعہ اور بھی نبض کو دیکھا اور ایکی بار بہت غور کرکے مین نے ظاہر کیا کہ یہ ایک بہت ہی اہم اور کچھ پیچیدہ امر ہے کیونکہ خون کو ایک ظرف مین جمع ہونا چاہیئے تاکہ بعد ازان فرصت مین اُسکا امتحان کر سکون

میری اس تعجبانہ تجویز سے سب عورتون مین ایک ڈھندمچ گیا لیکن بانو کی یہی مرضی ہوئی کہ میرے ہنرمندانہ اور عالی کام مین اپنی رائے سے مضبوطی دے۔ یہان مگر ایک نئی مشکل اور پیدا ہو گئی اور وہ یہ تھی کہ ترکمان کے اقل ذخیرہ مین ایسا ظرف کہان تھا کہ وہ اسکو اس کام کے لئیے صدقہ کر دیتا اور ہمیشہ یہ غلیظ بنا رہتا۔ ہر ایک ایک دوسرے سے یہ کہہ رہا تھا کہ یہ بات کیونکر بن پڑے گی مین اپنے دل مین سوچ رہا تھا کہ آیا مین ہی اپنے خاص اسی موقع پر جاؤن کہ اتنے مین بانو کے خیال مین ایک پرانے چمڑے کا پیالہ آگیا اسی وقت ایک عورت سے کہا کہ تو ڈیرہ کے کونے مین جا کر دیکھ۔ جب وہ پیالہ آیا تو مین نے ڈیرے کی طرف اس کو اٹھا کر دکھایا کہ دیکھو اسمین سے روشنی معلوم ہوتی ہی اور مین نے نشتر سے وہ روزن دکھاے اور مین نے اسی نشتر سے اسکے چھ ٹکڑے کر ڈالے۔

بانو۔ اس پرانے امیر کی ٹوپی کہان ہی۔

ترکمان کی دوسری بیوی۔ وہ تو میری ہی مین نے اپنا زین درست کرنے کے لئیے لی تھی۔

بانو۔ خوب تند ہو کے کفی باللہ شہیدا۔ کیا مین اسکی حرم نہین ہون۔ مین اسے ضرور لونگی۔ دوسری بیوی۔ تمھین نہین ملنے کی۔

اب لڑائی ہونی شروع ہوئی اور وہ چیخ پکار ہوئی کہ معاذاللہ مین یہ سمجھا اور مجھے خوف ہوا کہ کہین سلطان سلطان کے کان تک یہ آواز نہ پہونچ جاے نہین وہ ایک نہ ایک کا قصہ ہی چکا دیگا لیکن خوش قسمتی سے وہ ہی نجومی آگیا اور اسنے اس دوسری بیوی کی طرف مخاطب ہو کے کہا یاد رکھنا کہ اگر کوئی بات بری بنی اور صورت غیر ہوئی تو بانو کا خون تمھاری گردن پر ہوگا یہ سنتے ہی وہ اپنی چیز دینے پر راضی ہو گئی مین نے جلدی سے فصد کھولنے کی تیاری کی اور نشتر نکالا جب بانو نے نشتر کو دیکھا اور وہ ٹوپی دیکھی جو نیچے رکھی ہوئی تھی اور جسمین خون بہہ کر گرتا تھا اور ان عورتون کے چہرون پر ہوائیان اڑتی ہوئی دیکھین کہ چار وگرد گھڑی ہوئی تھین تو بانو ڈر گئی اور کہا مین فصد نہین کھلواتی مجھے خوف معلوم ہوا کہ لیجئیے ساری

کوشش شے مطلوبہ کی ندارد ہوا چاہتی ہے مین نے ٹکٹکی باندھ کے دیکھا اور اس کی نبض پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ بانو صاحبہ آپ کا انکار فضول ہے کیونکہ آپ کی یہ قسمت ہو چکی کہ آپ فصد کھلوائین اور اس مین آپکا خون گرے اور نہ آپ نہ کوئی شخص اس امر کو جانتا ہے کہ روز ازل مین کیا کیا انسان کی تقدیر مین لکھا ہے اور ایک شخص کو زندگی مین کتنے حوادثات کا سامنا کرنا پڑیگا۔ بانو نے تو اس کا جواب کچھ بھی نہین دیا لیکن اور عورتین راضی ہو گئین اور بانو سے کہا آپ بہت بڑا گناہ عظیم کرینگی کیونکہ آپ اُس لکھے کی مخالفت کرتی ہین جو آپکی تقدیر مین لکھا جا چکا بانو نے اپنی بانہہ برہنہ کر کے آگے کر دی اور میرے نشتر کی بھونک کو جراءت اور دلاوری سے سہا فصد کھولتے ہی خون ٹوپی مین لیلیا گیا جب پٹی دی باندھدی اور کام ختم ہو چکا تو مین نے کہا کہ یہ خون ڈیرے سے کچھ دور کے فاصلے پر لیجایا جائیگا اور سوا میرے کوئی شخص اس کو ہاتھ سے چھو بھی نہین سکتا۔ کیونکہ بہت سی برائیان بھلائیان جو فصد کھولنے سے پیدا ہوتی ہین صرف اس خون پر منحصر ہین جب وہ جسم سے زمین پر گرتا ہے۔ غرض مین اُسے اٹھا کے اپنی جگہ پر لے آیا رات تک تو مین نے کچھ نہ کیا جب رات ہوئی اور سب سو گئے تو مین نے وہی ڈکیٹ اس ٹوپی مین سے ادھیڑی پورے پچاس نکلے مین نے فوراً قریب کی جگہ مین اُسے پوشیدہ کر دیا اور پھر گڑھا پیالہ کیلئے ایک کھودا اس کو بھی وہین پیوند زمین کیا۔

علی الصباح مین نے بانو سے کہلا بھیجا کہ شب کو جب تمھارے خیمہ کے اردگرد مین نے بھیڑیون کو شور مچاتے ہوئے سنا تو مجھے ڈر لگا کہ ایسا نہ ہو کوئی صورت اُس کے خون پر وگرگون آکے واقع ہو اس لیئے مین نے خون اور جسمین خون تھا سب کو زمین مین دفن کر دیا۔ اس بات سے بانو مطمئن خاطر ہوئی اور مجھے اپنی اُس خدمت کے معاوضہ مین بانو نے ایک رکابی مین ایک پورے برہ کے کباب اس مین چانول اور کشمش بھری ہوئی جسکے ساتھ ایک لکڑی کے کاسہ مین اَوٹا ہوا دودھ جسمین نمک پڑا ہوا تھا بھیجا۔ یہ سب کھانا بانو کے ہاتھ کا پکا ہوا تھا۔

اب مجھے یہ خیال ہوا کہ جب میرے قبضہ مین پچاس ڈکیٹ اپنے سابق آقا عثمان آغا کے

آ گئے جو کس مصیبت سے اونٹون کے ساتھ پہاڑون مین زندگی بسر کرتا تھا اور مجھے اُس کے
مقابل عیش و عشرت تھی جب یہ خیال میری طبیعت مین آیا تو مین کچھ کچھ سا راضی ہوا کہ یہ
پچاس ڈاکیٹ اُسے واپس کر دون لیکن حاصل ہوے روپیہ کا تو لالچ بُرا ہوتا ہی مین نے
اپنے دلمین یہ ردو بدل کرنی شروع کی کہ کیا یہ میری فراست و کیاست کا نتیجہ نہین ہی روپیہ تو بھی
کا جہنم واصل ہو چکا تھا تو پھر مجھ سے زیادہ اسکا بہتر دعویدار اور کون بن سکتا ہی اگر فرضاً باللہ مین
یہ زر نقد اسے واپس بھی دیدون تو اس حالت مین یہ اُس کو مفید ہی کیا خاک ہون گے غرض
کچھ ہو اس سے تو یہ لے ہی لیئے گئے اب مین ان کا خاصہ مالک بن سکتا ہون - کیونکہ یہ اُس کی
تقدیر مین لکھا ہوا تھا کہ اُس کے پاس سے جاتے رہین اور میری قسمت مین اُنکا پھر آنا بدا ہوا تھا
صرف اُس خیال سے ساری مشکلات دور ہو گئین اور اب اپنے کو اسکا اصلی مالک تصور کرنے لگا
کیونکہ مجھے اس امر کا یقین تھا کہ کوئی قانون بھی مجھے اُس کے واپس کرنے پر مجبور نہین کر سکتا -
جون ہی میرے پاس وہ کھانے کی رکابی آ کے پہونچی تو مین نے چاہا کہ ایک گولیے کے لونڈے
کے ہاتھ اسمین سے نصف کھانا پہاڑون مین اپنے آقا کو پہونچاؤن چرواہے کے لونڈے نے یہ
اقرار کر لیا کہ مین ایک چانول بھی اسمین سے نہین کھاؤنگا اور پورا کھانا اُسے پہونچا دونگا گو مجھے
اُسکے کہنے پر شبہہ ہوا لیکن ڈوکیٹ کی بحث کے بعد میرے دماغ نے سکوت اختیار کیا کس شوق
سے مین اس نعمت غیر مترقبہ مین اُسے شریک بناتا تھا میرا ہرگز جی نہین چاہتا تھا کہ ذرا بھی
اُسکے حصہ مین کم کرون لیکن فسوس صد فسوس مشکل سے اِس لونڈے نے وہ نالہ طے کیا ہوگا اور
مین یہ خیال کر رہا تھا کہ میرے آقا کے منھ تک یہ کھانا پہونچے گا لیکن مجھے اس کا شبہہ بھی نہین تھا
کہ جونہی یہ لونڈا میری نظرون سے غائب ہوا ہڈیان چچوڑی ہوئی راستہ ہی مین رہجائینگی -
یہ بات محض فضول تھی کہ مین اُسکا پیچھا کرتا اسلیئے کہ دوری بہت تھی جو ہماری راہ مین حائل
تھی - مین نے چاہا کہ اس کے سر پر ایک پتھر رسید کرون اور کچھ لعن طعن کرون لیکن وہ تو ہی دور
نکل گیا تھا کہ کچھ بھی نہ ہو سکتا تھا -

پانچوان باب

حاجی بابا کا قزاق بنکے اپنے ہی شہر پر چھاپہ مارنا

مجھے ترکمان کے پاس پورا ایک سال گذر چکا تھا اور مین نے اپنے مالک کا پورا بھروسہ اپنے اوپر حاصل کر لیا تھا تمام کامون مین اور دن کیطرح مجھ سے بھی مشورہ لیتا تھا ۔ جب اُسے مجھپر پورا بھروسہ ہو گیا تو اسنے مجھے بھی اس گروہ کے ساتھ فارس مین تاخت وتاراج اور غارتگری کے لئے اجازت دینے کا ارادہ کیا ۔ چونکہ یہ ہی بچنے کے لیے نہایت عمدہ موقع تھا اسلیے مین نے اس سے کئی بار التجا کی تھی کہ آپ مجھے بھی اپنی ہمرکابی مین چلنے کی اجازت فرمائین آج تک مجھے اس امر کی اجازت نہین ملی تھی کہ مین ان ڈیرون خیمون کی حدود سے پرے جا سکون اور چونکہ مین ان راہون سے محض ناآشنا تھا کہ جو تکی جنگلون مین ہوکے گئی ہین اور جو فارس کے حدود کو سم سے جدا کرتی تھین ۔ یہ محض فضول تھا کہ مین بھاگنے کی کوشش کرتا ۔

مجھ سے پہلے جتنے بھاگے تھے کیا تو وہ راستہ ہی مین ملک عدم کو سدھارے اور اگر گرفتار ہوکے واپس آئے تو پہلے سے بھی زیادہ اُنپر سختی کی گئی ۔ اب مین خوش ہوا کہ مجھے اس ملک کے دیکھنے کا بہت ہی اچھا موقع ہاتھ لگا ہی کیونکہ انھین جنگلون کو مجھے طے کرنا تھا مین نے دل مین مصمم ارادہ کر لیا کہ اگر اس مہم مین بھاگ جانے کا موقع نہین ملا تو نہ ملے واپس ہونے پر میرے فرار ہونیکی کوشش کو کوئی بھی نہین روک سکتا ۔

عموماً ترکمان موسم بہار مین تاخت وتاراج کرتے ہین اس زمانے مین جنگلون مین ان کے گھوڑون کے لیئے چارہ کافی ہوتا ہی اور میدانون مین تازہ تازہ اناج دستیاب ہوتا ہی اس لیئے ضرور ہی اُنھین کوئی نہ کوئی کاروان تاخت وتاراج کرنے کے لیے مل ہی جاتا ہی ۔

یہ موسم ختم ہونے کو تھا ۔ اصلان سلطان نے تمام سردارون کو بلایا ان مین وہ سردار بھی تھے جو دس آدمیون پر افسر تھے وہ بھی تھے جو سو آدمیون کی کمان کرتے تھے ان سے یہ مشورہ کیا کہ

اب فارس کے جگر مین چھاپہ مارنا چاہیئے - انکی تجویز یہ تھی کہ خاص اصفہان تک پہونچین
شب کو شہر مین گھس جائین - جب کہ بالکل سناٹے کا عالم ہو اور اُس کاروانسرا کو لوٹ لین
جہان دولتمند تاجرون کا اژدھام ہو ہمارا رہنما ان کی جنگلون مین خود میر آقا تھا کیونکہ
اسکا تجربہ اور وسیع علم اُس کے ہمعصرون سے بڑھا ہوا تھا اس نے اپنے سب ساتھیون سے
کہا کہ تم مین سے ایک بھی ایسا شخص نہین ہی جو اصفہان کے بازارون اور شاہراہون سے
واقف ہو لیکن مین بخوبی جانتا ہون تو جب ہم شہر مین داخل ہون گے تو سب کی رہبری
مین ہی کرون گا - کئی شخص اس کے مخالف ہوے اور اُنھون نے کہا کہ یہ نہایت ہی غیر عاقبت
اندیشی ہی کہ ہم اس شخص پر بھروسہ کرین جو خود اُس شہر کا رہنے والا ہی جسپر ہم چھاپہ مارنے کو
ہین یہ ضرور اس وقت ہمارے ہاتھ سے نکل جائیگا غرض بڑی بحث کے بعد یہ امر طے پایا
کہ مین اصفہان مین انکار رہنما بنون - دو آدمی دونون طرف میرے مقرر کر دیے کہ اگر وقت
تاخت و تاراج مین بھاگنے کا ارادہ کرون تو مجھے وہین قتل کر دین -

یہ امر طے پا گیا - ترکمانون نے ذرا اپنے گھوڑون کی باگین دیکھین ایک گھوڑا مجھے دیا گیا
جو اور گھوڑون سے دگنا دم رکھتا تھا - مین ایک ترکمان کی طرح ساز و سامان سے درست ہوا
ایک بھیڑ کے چمڑے کی بڑی ٹوپی میرے سر پر پنہائی گئی - ایک بھیڑ کے چمڑے کا کوٹ مین نے
زیب تن کیا - ایک تلوار ایک تیر و کمان ایک ترکش اور ایک وزنی بھالہ جس کا اوپر کا سرا علیحدہ
کر لیا جاتا تھا اور جہان ضرورت ہوئی پھر اسی جگہ رکھلیا جاتا تھا - ایک توبڑا اناج کا میرے
پیچھے گھوڑے پر بندھا ہوا تھا - علاوہ باگڈور کے جس سے گھوڑے کو وقت قیام باندھتے ہین
ایک بندھن روٹیون کا جنمین کئی انڈے رکھے ہوے تھے لٹک رہا تھا کہ اگر ضرورت ہو تو
اُن کا استعمال کیا جاے - جب سے مین ان ترکمانون مین گرفتار ہو کے آیا ہون شدید اور
سخت ہی باتون کی برداشت کرتا رہا زمین پر سونا پڑتا تھا اور جو چیز نمدہ پتھر وغیرہ ملا اُس کو سرہانے
رکھلیا اس طرح سے کہ پھر مجھے بستر کی ضرورت نہ رہی -

ہمارے ساتھی بھی سب اسی طرح سے تکالیف کو برداشت کرنے والے تھے اور جسمانی محنت مین تو ہم ایسے مشاق تھے کہ دنیا مین ہر قوم کا مقابلہ کر سکتے۔

مین نے اپنے سابق مالک عثمان آغا سے اقرار کر لیا جو کس سختی اور آفت مین مبتلا تھا کہ آپ گھبرائیے گا نہین جہانتک مجھ سے ممکن ہوگا موقع دیکھکے آپ کے رفقا سے تمھاری خلاصی کیلئے کہونگا کہ کوئی فدیہ دے کر تمھاری آزادی کی کوشش کرے اور تمھین اس قید سخت سے نجات دلوائے۔

عثمان آغا۔ افسوس کر کے بھئی کوئی بھی کبھی میرا فدیہ دیکر مجھے رہائی نہ دلوائیگا۔ میرا بیٹا ہے وہ بہت خوش ہوگا کیونکہ اُس کے ہاتھ میری کل ملکیت لگ جائیگی۔ بیوی ہے وہ خوشی خوشی دوسرا خصم کر یگی اس لیے کوئی بھی امید نہین ہے۔

نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم	حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم

یہ سب اسی نفع کا صدقہ ہے جو بھیڑون کے جھگڑے پر مین قسطنطنیہ سے کر جاتا۔

اب دوبارہ پھر میرے دماغ مین ڈیوکیٹ کی نسبت خیال پیدا ہونے لگے۔ اگر مین اسے واپس دیدون۔ اور پھر اس کو یہ کچھ مفید بھی نہون تو اُس سے یہی بہتر ہے کہ مین اپنے ہی پاس رہنے دون میری قابلیت جسنے مجھے اس موقع کی صورت دکھائی شاہد تو اسی امر کی ہے کہ میری تھیلی مین کچھ زر نقد پڑا رہے اور خبر نہین کس موقع پر یہ میری دستگیری کرے غرض ان سب پہلوؤن پر نظر کر کے مین نے اس زر نقد کو کمر کا کمر ہی مین بندھا ہوا رہنے دیا۔

نجومی نے جب روانگی کی نیک ساعت دیکھ لی تو پہنے رات ہوتے ہی کوچ کیا۔ ہماری جماعت مین پہلان سلطان جو اس مہم مین افسر مقرر ہوا تھا۔ اور مجھ سمیت بیس آدمی اور تھے ہمارے جتنے ساتھی تھے وہ مختلف قیام گاہون کے تھے جو ہمارے پڑوس ہی مین تھین مگر کم زیادہ سب شہسوار اور دلیر مسلح تھے وہ عمدہ عمدہ گھوڑون پر سوار تھے جنکی پھرتی اور چالاکی ایشیا مین مشہور ہے جوان ہی ہم مسلح ہو کر چاندنی مین سوار ہوئے۔ مجھے یہ ذہن نشین ہو گیا

کہ ہم لوگون کی صورت ایک ہلاکو گروہ کی سی ہی جو ہمیشہ راہ زنی کرتا رہتا ہی مین نے صرف اپنی ہی نسبت خیال کیا کہ تیری فطرت ہی مین جنگجوئی نہین ہی تو کیونکر میدان مین اسپ تیز گام کو اڑائیگا۔ مگر پھر بھی مین نے اپنے اور ساتھیون کے ساتھ نبھایا اور مجھے یقین ہی کہ مین نے کام تو ایسا پورا کیا تھا جسنے میرے مالک اور اسکے ساتھیون کو یقین دلا دیا تھا کہ ہمارے ہاتھ بہت بڑا رستم لگ گیا ہی لیکن واقعی مین تو لرزہ جاتا تھا جب کبھی کوئی موقع ہوتا تھا مین اپنے سردار کی اس دلیرانہ رہنمائی پر بہت ہی متعجب ہوا تھا جو وہ گنجان جھاڑی دار جنگلون مین ہماری کرتا تھا جسپر پہاڑ جنسے خفچاق کی حد بندی ہوتی ہی چھا رہے تھے خوفناک پہاڑون کے اتار چڑھاؤ کے راستے اور ڈھلوان راہین ایسی تھین کہ مجھ جیسے نوجوان مسافر کو ڈراتین۔ لیکن میرے ساتھی اپنے گھوڑون کی مضبوطی کے بھروسہ پر بے پروائی سے باگین اٹھائے ہوے برابر چلے جا رہے تھے۔

پہاڑون پر سے اتر کے ہم فارس کے خشک میدانون مین داخل ہوے اور یہان میرے آقا کا علم ملک پر نمایان ہوا۔ جو جھوٹی قلعہ وغیرہ اس لحہ اُسے دکھائی دیتا تھا اسکو وہ جان لیتا تھا جیسے ایک تجربہ کار فرانسیسی کشتیبان اس زمین کی دوری کو سمندر کی طرف پہچان لیتا ہی اُسنے پیرون کے نشان اور جانور کے قدمون کے کھوج کے نہایت ہی دانائی سے نتائج نکالنے شروع کیے وہ کہہ سکتا تھا کہ ان راہون سے مسافر آئے گئے ہین کسطرف سے آئے اور کہان چلے گئے آیا دشمن تھے یا دوست تھے انکے ساتھ مال و اسباب تھا یا خالی تھے اور اُن کی تعداد کیا تھی۔

ہمنے فارس کے حصص تک بہت ہی احتیاط اور ہوشیاری سے سفر کیا۔ دن کو قیام کرتے اور شب بھر اپنی راہ طے کرتے۔ ہمارا چارہ گھاس اور خوراک ان خانہ بدوش قومون کے قیامگاہ سے جنسے ہم نمکی جنگلون مین پہونچنے سے پہلے ملاقی ہوے تھے از سر نو فراہم ہو گئی تھی اور جب ہم ان جھاڑی دار جنگلون مین داخل ہوے تو ہمنے اس زور سے اپنے گھوڑون کو ہنکایا

گویا بس گھوڑے جواب دیدینگے۔ آخرکار ایک سو بیس[1] فرسنگ (ساڑھے تین میل کا ایک سنگ فرسنگ ہوتا ہی) راستہ طے کرکے ہم حوالی اصفہان مین پہونچے وہ وقت آگیا جسمین میری جرات معلوم ہو اور اس دور و دراز سفر کا کوئی نتیجہ نکلے۔ جسوقت مین نے اپنے ساتھیون کو دیکھا کہ وہ چھاپہ مارنے کی تدبیر کر رہے ہین اسوقت میرے دل نے بالکل دھوکا دیا۔

انکی یہ تجویز ہوئی کہ شہر مین اُن راستون سے جنکے دو طرفہ درخت ہون اور کسی قسم کی وہان کوئی حفاظت نہو گھس چلین۔ اور اُنکو مین بخوبی جانتا تھا اور جسوقت کہ آدھی رات ہو تو سیدھے شاہی کاروان سرا کو چلے جائین جہان ہمین یقین تھا کہ کثرت سے تاجر موجود ہونگے اُسوقت یہ تاجر موسمی اشیاء خریدنے کے لیئے روپیہ جمع کرتے ہین تو ہم تمام روپیہ جسقدر ہمین ملیگا سمیٹ لینگے اور اگر ممکن ہوا تو ہر ایک تاجر کو باندھ بھی لینگے اور یہ سارا معاملہ اس پھرتی سے ہو کہ شہر کے خبردار ہونیسے پہلے ہم اپنی قیامگاہون کی طرف جاتے ہوئے سڑکون پر معلوم ہون لیکن مینے اس تدبیر کو ایسا پرخوف دیکھا اور مجھے ایسی مشتبہ معلوم ہوئی کہ مجھے کامیابی کی آس جاتی رہی اور مین نے اُنکو یہ رائے دی کہ ہمین اس طرح سے ہرگز نہین کرنا چاہیئے لیکن میرے مالک نے میری طرف ایک بُرا اور تیز نظر سے دیکھا اور کہا۔ حاجی اپنی آنکھین کھولو۔ یہ بازی طفلان نہین ہی۔ مین آنحضرت کی ریش مبارک کی قسم کھاکے کہتا ہون کہ اگر تونے ٹھیک ٹھیک کارروائی نہ کی اور راستہ سے نہ چلا تو یاد رکھیو کہ تیرے باپ کو پھوک دونگا ہم پہلے کامیاب ہو چکے ہین پھر ہم اب کیون نہ کامیاب ہونگے"۔ پھر اُس نے مجھے حکم دیا کہ تو میرے ساتھ سوار ہو کے چل ور دوسرے ہلاکو قزاق کو میری دوسری طرف متعین کیا اور دونون نے دینی عہد کیا کہ اگر تو ذرا بھی جھجکا اور کھسکنے کا ارادہ کیا تو خوب سمجھ لیجیو کہ جان سے ہاتھ دھونے پڑینگے"۔ پھر ہم روانہ ہوے اور مین اپنی واقفیت سے ویران حصص اصفہان مین انھین لیکے گذرا۔ یہانسے ہم اصفہان کی آباد شاہراہون مین آئے مگر بسبب رات کے بالکل سناٹا تھا جب ہم عین واردات پر پہونچے تو ہم ایک کھنڈر کی آڑ مین سب ٹھہر گئے جو کھنڈر آباد حصہ

شہر مین بھی ہر جگہ پائے جاتے تھے ہم سب گھوڑون پر سے اُتر آئے اور اپنے گھوڑون کو باگ
ڈورون سے باندھ دیا۔ دو آدمی ہم مین سے اُنکی حفاظت کے لیئے رہگئے۔ دوراندیشی سے
ہم نے پہلے ہی اصفہان سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر ایک مقام تعین کر لیا تھا کہ اگر کوئی دوسری
صورت پیش آئے تو ہم وہان جاکے قیام کرین اب ہم چُپکے چپکے چلے اور جہان تک ہمسے ممکن ہوا
ان بازارون سے بچتے ہوے جہان پولیس کے افسر نگہبانی کیا کرتے ہین۔ غرض گلیون مین ہوکر
ہم کاروانسرا کے دروازے تک پہونچے یہانتک وہ مقام تھا جسکو مین بخوبی جانتا تھا یعنی میرے
باپ کی دُکان تھی جہان وہ بیٹھکر حجامت بنایا کرتا تھا اب ہم نے دیکھا کہ دروازہ بند ہی تو
مین نے اپنے سب ساتھیون کو وہین ٹھہرا دیا اور ایک پتھر سے لیکر دروازہ کھٹکھٹایا اور
دربان کو علی محمد کے نام سے پکارا کہ دروازہ کھولو دروازہ کھولو ایک کاروان آکر پہونچا ہی۔

دربان۔ ادہ کیری نیند مین اور کھولنے کی دُھن مین کونسا کاروان ہی۔

مین۔ بغداد سے کاروان آیا ہی۔

دربان۔ بغداد سے واہ وہ تو کل پہونچ بھی چُکا کیا تم مجھ سے مسخرگی کرتے ہو۔

اس کو دھوکا دینے کے لیئے آخر مجھے مجبوراً اپنا نام بتانا پڑا۔ کاروان می ہی مین حاجی بابا
قرب علی حسین حجام کا بیٹا ہون مین ہی عثمان آغا تاجر بغداد کے ساتھ گیا تھا مین وہان سے
خبرین لے کے آیا ہون اور مجھے امید ہی کہ دروازہ کھول دوگے۔

دربان۔ آہا کیا حاجی بابا آیا ہی ارے بھئی تمھاری دوکان تو مدت سے خالی پڑی رہتی
تھی تم نے میری بھی خوب حجامت بنائی تھی آؤ جم جم آؤ۔

اس بنا پر اس نے دروازہ کھولے جنہین ہوکر کاروان سرا مین داخل ہوتے تھے جب وہ اپنی
چولون پر چرچرا کے کھلے تو ایک ضعیف شخص لالٹین لیے ہوئے معلوم ہوا جس سے معلوم ہوا
کہ کاروان سرا سے سوداگرون اور انکے مال سے پر ہے
ہم مین سے ایک شخص نے تو اسے گرفتار کر لیا اور ہم سب اندر چل پڑے اور اپنا کام کرنا شروع کیا

چونکہ میرے ساتھی اِس قسم کے چھاپون اور تاخت وتاراج مین منجھے ہوئے تھے اِسلیے اُنھین بخوبی واقفیت تھی کہ کس مقام پر لوٹ مچانی چاہیے جسقدر سونا چاندی اُنھین ملا سب کو اُنھون نے اپنے قبضہ مین کر لیا لیکن انکا پہلا کام یہ تھا کہ دو تین دولتمند تاجرون کو پکڑ لین تاکہ اُنسے بھرپور زرفدیہ ہاتھ لگے سب مین ایک تہلکہ مچ گیا۔ ہمنے تین تاجر گرفتار کیے جو نفیس بسترون پر دوشالے کی توشکون پر خواب نوشین مین آرام کر رہے تھے اِسی سے معلوم ہوا کہ وہ دولتمند ہونگے۔

جب ہم سب اپنا مطلب کر چکے اور لوٹ کھسوٹ کر واپس آئے تو ہمنے ان تاجرونکو گھوڑونپر پیچھے بٹھا لیا لیکن اپنے قاعدے کے موافق انکے ہاتھ پیر باندھ دیے گئے تھے۔

کاروان سرا اور اُسکے سب کمرے میری نگہ مین تھے مین خوب جانتا تھا کہ یہان بڑے بڑے تاجر آکر قیام کرتے ہین۔ مجھے اِس سے بھی پوری آگاہی تھی کہ زرنقد کہان ہاتھ لگے گا مین اس کمرے مین گیا جہان میرا آقا آغا عثمان قیام پذیر رہا تھا اور مین نے وہان سے ایک چھوٹا سا بکس اٹھایا جسمین تاجر اکثر روپیہ رکھا کرتے ہین اور مین نے اُسکو اپنے پاس رکھلیا جب مین نے دیکھا کہ اسمین ایک وزنی تھیلی ہے تو مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ مین نے اپنی چھاتی سے لگایا اور جہانتک مجھ سے ممکن ہوا اُسکو پاس سے علیحدہ نہ ہونے دیا گو اندھیرے مین مین یہ تو دیکھ نہین سکتا تھا اِس تھیلی مین کیا بھرا ہوا ہے شہر مین خبر ہوتے ہوتے ہم اپنا کام پورا کر چکے تھے۔

تقریبًا کاروان سرا کے کل آدمی مثلاً ملازم۔ سائیس خچر ہکانیوالے اول ہی شور وغوغا مین چھت پر جا کھڑے ہوے۔ پڑوسی غول کے غول چلے آئے لیکن ابھی تک انھین یہ نہ معلوم تھا کہ اصل واقعہ کیا ہوا ہے پھر پولیس بھی آئی اُسکے افسر بھی آئے مجسٹریٹ صاحب بھی براجے اور یہ سب دیوارون پر جلدی جلدی چڑھ آئے تھے انھون نے شور مچانا شروع کیا لینا پکڑنا قتل کرنا مگر سب محض بے سود تھا دشمن کا کچھ بھی نہو سکتا تھا۔ اِن لوگون نے چند اٹکل پچو فیر بھی کیے لیکن چونکہ ایک تو اندھیرا تھا اور دوسرے پریشانی اور ابتری پھیل رہی تھی ہمین کچھ بھی صدمہ نہین پہونچا۔ ہم اندھا دھند مین چاہتا تھا کہ ہمین اِن لوگون سے [illegible] چھاؤن اور کسی پوشیدہ مقام

چھپ رہون اور جب وہ چلے جائین تو اپنے گھر کا راستہ لون لیکن پھر مجھے یہ خیال پیدا ہوتا تھا
کہ اگر مین بھاگنے مین کامیاب ہوا اور ان قزاقون کے ہاتھ سے نکل گیا تو میری پوشاک
مجھے خود ظاہر کردیگی اور پہلے اسکے کہ مین یہ بیان کرونگا کہ مین اصل مین وہ شخص ہون اور میرا
یہ نام ہی عوام الناس کا غصہ تو مجھپر اگر ختم ہوگا میرا تو وہ سب ملکر بھرتا بنا دینگے یہی یہ نتیجہ ہوگا۔
میرے باپ کی دُکان میری نظرون کے آگے تھی وہ شادمان اور خوش خرم دن جو مین نے اس
دُکان مین گذارے تھے وہ بھی مجھے یاد تھے۔ اب مین خود اپنے دل مین اس حیص بیص مین تھا
کہ کیا کرون اور کیا نہ کرون لیکن جب مین دیکھتا تھا کہ مین ان لوگون کے قبضہ مین ہون اور
پہلی شے جو پھر کر معلوم ہوتی تھی وہ اسلان سلطان کا خوفناک چہرہ تھا جو دھمکی دے چکا تھا کہ
اگر ذرا بھی مین نے تیری نظرین پھرتی ہوئی دیکھین اور تو نے کہین بھی کسی کام مین کوتاہی کی
تو اسی جگہ پر اپنا سر خاک و خون مین لتھڑا ہوا دیکھیگا۔ مین نے ذرا اپنی بہادری کی بانگی دکھانے
کے لیے ایک فارسی کو کہ ہمارے ساتھ ساتھ تھا اور جسپر یہ آفت ناگہانی ٹوٹی تھی نیچے ڈالدیا اور اس سے
کہا کہ اگر تو خاموشی سے اپنے کو قیدی تسلیم کرکے میرے ساتھ نہ چلیگا تو مین تجھ کو ابھی یہین پیوند زمین
کردونگا اُسنے وہی معمولی فقرے رو کر اور منت و سماجت کرکے کہے ارے حضرت امام حسینؑ کا واسطہ
تمھارے والد کی روح مقدس کا واسطہ حضرت عمرؓ کی ریش مبارک کا واسطہ مین عاجزی سے منت
کرکے کہتا ہون کہ تم مجھے رہائی دیدو۔ فوراً مین نے ایک آواز پہچانی جو میرے باپ کی معلوم ہوتی
تھی لالٹین سے مین نے اسکا معزز چہرہ دیکھا۔ معلوم ہوا کہ جب یہ غل غپاڑہ اور طوفان بے تمیزی
کی آوازین سنین یہ اپنے بستر پر سے اُٹھکے اپنی دُکان مین گیا تھا تاکہ اپنی چیزون کو سنبھالے اور
وہ مال کیا تھا صرف چھہ تولیے ہونگے۔ ایک بکس استرون کا صابون اور ایک چادر بس مین نے
پہچانتے ہی اسکی داڑھی پر ادب سے ہاتھ پھیرا کیونکہ ہم لوگون مین یہ دستور ہے کہ جب والدین کے
سامنے آتے ہین یہ تعظیم کرتے ہین پھر مین نے ہاتھون پر بوسہ دیا اور دست بستہ اُسکے آگے کھڑا ہوا
میری زندگی خود خطرے مین پڑی ہوئی تھی اگر مین کچھ بھی جھجکتا تو گویا ایک جھگڑا اسکے ساتھ

مول لینا تھا لیکن مین نے صرف ظاہرداری کے لیے ذرا اسپر بھی زجر و توبیخ کی اور ایک آدھ گونسا خچر کے پالان پر رسید کردیا جہان وہ پڑا ہوا تھا۔ لیکن جب مین نے اپنے باپ کے یہ پُراثر الفاظ سنے کہ اگر حاجی ہوتا تو میری یہ گت کاہے کو بنتی" مجھپر اسکا وہ اثر ہوا کہ مین نے اسے فوراً چھوڑ دیا اور ترکی زبان مین ترکمانون سے کہا جو گھیرے ہوے کھڑے تھے کہ یہ ہمارا کچھ نہین کرسکتا صرف ایک غریب نائی ہی غرض خیر ہوئی کہ کوئی بات نہین پیش آئی وہ فوراً میرے گھوڑے پر سوار ہوکر شہر کی طرف لپکا

چھٹا باب

تین قیدیون اور لوٹ کے مال کی کیفیت

جب ہم اپنی قیامگاہ پر پہونچے گھوڑون پر سے اُتر پڑے اور وہان جانورون کو آرام دینے اور رات کی محنت و سختی سے تازہ دم ہونیکے لیے ہمنے قیام کیا۔ ہم مین سے ایک شخص نے کہین سے بھیڑ بھی اُڑائی تھی یہ فوراً وہین ذبح کی گئی اور جنگل کی ادھر اُدھر سے لکڑیان چن کر اسکے کباب ہوے اور کس مزے سے ہم نے ملکر اس کو نوشجان کرلیا۔

ہماری دوسری ہوشیاری یہ تھی کہ ہم اپنے قیدیونکی جانچ کرین کہ وہ کتنے پانی مین ہین ایک شخص تو دراز قد چھریرا جسم۔ تیز آنکھین۔ تقریباً پچاس برس کی عمر۔ ستوان چہرہ تھوڑی تھوڑی داڑھی ریشمی شلوار پہنے ہوے اور ایک شال کوٹ کے نیچے زیب تن کیے ہوے۔ دوسرا شخص میانہ قد اور متوسط عمر کا تھا سرخ چہرہ۔ سیاہ جامہ پہنے ہوے۔ سینہ پر بٹن لگے ہوے۔ گویا بالکل ایک جج یا کہین کا منصف معلوم ہوتا تھا تیسرا شخص ایک نہایت مضبوط۔ کریہہ صورت اور کریہہ المنظر تھا۔

اسکی سب سے زیادہ نگہبانی ہوتی تھی کیونکہ اسنے بہت بڑا مقابلہ کیا تھا جب ہم کھانا کھا چکے اور باقیماندہ قیدیون کو دیدیا ہم نے پھر انھین اپنے آگے بلایا تاکہ اُنکا نام اُنکا پیشہ اور اُنکی جائے قیام دریافت کرین۔ لانبے قد کا چھریرا شخص جسکی صورت سے امیری برستی تھی اور جسکی نسبت ترکمانون کا سردار ہونے کا خیال تھا اوّل ہی اُس سے سوال کیا گیا۔ چونکہ اس گروہ مین صرف مین ہی تھا

جو فارسی بول سکتا تھا اس لیے مین ترجمان بنا۔

اسلان سلطان۔ تم کون ہو۔

لانبا شخص بڑی دبی اور اطاعت بھری آواز سے حضرت مین یہ عرض کرتا ہون خدا آپکو سلامت رکھے مین کچھ بھی نہین ایک غریب شخص ہون۔

اسلان سلطان۔ تم کام کیا کرتے ہو۔

لانبا شخص۔ حضور مین ایک شاعر ہون۔ اور مین کیا کر سکتا ہون۔

ایک وحشی ترکمان۔ پھر تو کس مدین کھپانے کے قابل ہی۔

اسلان سلطان۔ کسی مین بھی نہین (رگر غصہ مین) یہ دس تومان (فارسی کا سونے کا سکہ ۴ اشلنگ کے برابر ہوتا ہی) بھی تو نہین لا سکتا شاعر ہمیشہ مفلس ہوتا ہی ان لوگونکی زندگی صرف دوسرون پر منحصر ہی۔ پھر شاعر کا زر فدیہ کون ادا کرے گا۔ اگر تم ایسے غریب ہو تو اُستاد یہ قیمتی کپڑے کیسے پہنے ہوے ہو۔

شاعر۔ یہ جناب ایک عزت کی پوشاک ہی شہزادۂ فارس کی تعریف مین مین نے ایک قصیدہ کہا تھا اُس نے میری ان کپڑون سے عزت افزائی کی۔ کل کپڑے اُس سے اُتروالیے گئے صرف ایک بھیڑ کے چمڑے کا کوٹ اُسے دے دیا۔

اب وہان سے اُس کو علیحدہ کر کے دوسرے کو بلایا۔

اسلان سلطان۔ تم کون ہو اور کیا پیشہ کرتے ہو۔

چھوٹے قد والا۔ مین حضور ایک غریب قاضی ہون۔

اسلان سلطان۔ ایسے نفیس و قیمتی بستر آپ کو آرام کرنیکے لیے کہان سے ملگئے تم تو غریب ہو بچۂ سگ اگر تو نے جھوٹ بولا تو سر ندارد سمجھیو یہ تو یقینی امر ہی اسلیے جتنے قاضی ہوتے ہین سب امیر ہی ہوتے ہین۔

چھوٹے قد والا حضور مین گاؤن کا قاضی ہون گورنر نے مجھے گاؤن کا زرلگان قائم کرنے

کے لیے یہان بھیجا تھا مین اس کے حکم کی تعمیل کرتا ہون۔

اسلان سلطان۔ تمھارے زر لگان کا نقد روپیہ کہان ہے۔

چھوٹے قد والا۔ حضور مین نے عرض کیا نا کہ روپیہ تو روپیہ میرے پاس ایک کوڑی بھی نہین ہے اگلے سال ٹڈیان آئی تھین میرے تمام گاؤن کو برباد کرگئین اور پانی کی بھی اس مین حد سے زیادہ ضرورت تھی۔

ترکمانون مین سے ایک شخص بولا۔ اچھا اس تمام رام کہانی کے بعد اس شخص کی قیمت کیا ہے۔

اسلان سلطان۔ یہ ایک بیش قیمت شخص ہے اگر یہ ایک نیک قاضی ہو گا کسان اسے پھر زر فدیہ ادا کر کے واپس کر لینگے اور اگر یہ امر نہ ہو گا تو واقعی ایک دنیار بھی اُسکے لیے بہت ہے۔ ہمین اُسے ضرور رکھنا چاہیے۔ شاید یہ سوداگر ہی نکل آئے۔ آؤ اب تیسرے شخص کی جانچ پڑتال کرین وہ کتنا بھر سکتا ہے۔

اسلان سلطان۔ تم کون ہو۔

کریہ المنظر شخص۔ مین حضور ایک فراش ہون (گرترش روئی سے)

یہ سنکے سب غل مچانے لگے۔ ایک فراش۔ فراش۔ انمین سے ایک بولا (ایسے نفیس بستر پر کیون کر آرام کرنا نصیب ہوا۔

فراش۔ یہ بستر میرا تھوڑا ہی تھا۔ میرے آقا کا تھا۔

یہ سُنکے سب نے غل مچایا کہ یہ جھوٹا ہے۔ جھوٹا ہے سچ بول ورنہ تیری گردن اڑا دی جائے گی وہ یہی کہے گیا کہ مین فراش ہون۔ لیکن کسی نے بھی یقین نہین کیا اور ہر طرف سے اُس پر گھونسے بازی ہونے لگی۔ آخر جب بہت بوچھاڑ ہوئی تو بول اٹھا کہ مین سوداگر ہی ہون۔

مین نے اسکی شباہت سے پہچان لیا تھا کہ یہ سوداگر ہرگز نہین ہے اگر ہے تو وہی ہے جس کا خود یہ مقر ہے۔ مین نے اپنے ساتھیون سے کہا کہ اس سے کچھ اُنھین حسب دلخواہ حاصل نہین ہوگا بہتر ہے کہ اسے رہا کر دیا جائے۔ یہ کہنا تھا کہ مجھپر اُس کے بدلے مین چارون طرف سے لعن طعن

پڑے [illegible] اگر تو نے حب الوطنی کے جوش مین کچھ بھی رعایت برتی تو یاد رکھیو کہ یہی تیری بھی یہی تقدیر ہوگی۔

اور پھر تو ایک غلام بنجائیگا۔ خیر یہ سنکے مین خاموش ہو رہا اور ان ہلاکوون کو اُن کے طریقہ پر عملدرآمد کرنے دیا۔ آدمیون کی چوری کا منصوبہ انہین بہت ہی بدقسمت ثابت ہوا تھا کیون کہ اس یورش مین انھین کچھ منفعت نہین ہوئی تھی اور وہ اس بارے مین باہم مختلف الرائے بھی تھے کہ ان بدقسمت اور بے قیمت قیدیون کے ساتھ آخرالامر کیا کرنا چاہیے بعض کی تو یہ راے تھی قاضی کو رکھلو شاعر اور فراش کو قتل کر ڈالو بعض یہ کہتے تھے کہ قاضی کو تو فدیہ لینے کے لیے رکھا جائے اور فراش کو غلام بنایا جاے۔ مگر شاعر کو قتل کر دیا جاے غرض سب کی راے شاعر کے قتل پر تُلی ہوئی تھی۔

مجکو اس مظلوم شاعر پر بہت رحم آیا۔ مگر مین کچھ مدد نہ کرسکا۔ اس شخص کی چال ڈھال سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ ایک لائق اور فاضل شخص ہے گو مفلسی اسکا اوڑھنا بچھونا رہی ہو اور صرف ذرا اظاہرداری کرنے کے لیے کہ یہ اس شاعر کے ساتھ سختی برتتا ہے۔ مین نے کہا کہ تم سب کیا بیوقوفانہ کام کررہے ہو کہ شاعر کو قتل کرڈالو۔ کیا یہ حد سے زیادہ بُرا نہ ہوگا کہ ہم ایک سونے کی انڈے دینے والی بط کو قتل کرڈالین۔ کیا تم نہین جانتے کہ شاعر بعض وقت بہت دولتمند ہوجاتے ہین اور بعض وقت کیا اگر وہ چاہین تو ہر وقت دولتمند بن سکتے ہین کہ تم نے نہین سنا ہے کہ شاہ نے ایک شاعر کو ایک ایک قطعہ کا معاوضہ ایک ایک مثقال دیا تھا اور پھر شاہ حال نے یہی کہا کہ یہ کچھ پورا صلہ نہین ہوا کون جان سکتا ہے کہ شاید یہی ملک الشعرا ہو۔

گروہ مین سے ایک شخص بولا۔ اچھا ایسا ہے تو اس سے کہو کہ ہمارے لیے چند قطعات تصنیف کرے اگر کچھ نام مین مغالطہ آکر واقع ہوا تو مارا جائے گا۔

اشعار بناؤ۔ اشعار بناؤ سارے گروہ نے آواز سے کہا۔ ایسی دھوم دھام سے کہو کہ جس سے ہماری بہادری اس حصول فتح مین کھُلے اور جو ہماری پسند کے موفق نہ ہوئے تو زبان

کاٹ لی جائیگی۔

آخر یہ امر طے پایا کہ تینوں محفوظ رکھے جائیں۔ جوں ہی اُنھوں نے لوٹ کی تقسیم کرنی چاہی تو وہ میدان خنجاق میں واپس چلے آئے۔

اسلان نے وہاں ہمیں جمع کیا سب نے جو کچھ انکے پاس تھا لاکر پیش کیا بعض تو بیگ چاندی کے زاے بعض سونے کے روپیہ نقد کسی کے پاس نہیں تھا سونے کی ٹھنالیں۔ چاندی کے آفتابے۔ سیاہ ریشمی زنانے پائجامے۔ دوشالے اور اسی قسم کی دوسری چیزیں تھیں جو ہمارے سامنے لائی گئی تھیں جب میری باری آئی میں نے وہ بھاری وزنی بیگ تو ماوان کا پیش کیا بس پیش کرتے ہی سب نے مجھ پر مرحبا و صد مرحبا کے نعرے مارے۔

کیا کہنے حاجی کیا کہنے۔ اب تو تم ایک خاصہ چھٹے ہوے ترکمان ہو گئے ہم سے تو کچھ بھی نہ ہو سکا خصوصاً میرا مالک سا میری وہ سرائی میں تلا ہوا تھا۔

اسلان سلطان۔ میرے بیٹے حاجی مجھے اپنی جان اور اپنے باپ کے سر کی قسم کہ تم نے بہت ہی مردانہ وار کام کیا ہے۔ میں تمھیں ایک لونڈی دونگا تم اُسے اپنی بیوی بنا لینا اور پھر تم ہمارے ساتھ خوب مل جل کر زندگی بسر کرنا تمھیں ایک خیمہ مع بھیڑوں کے ساتھ ملیگا ہمیں کتنی خوشی ہوگی کہ جب ہم اپنے سب رفقا کی ضیافت کرینگے۔

یہ الفاظ میرے دماغ میں وصل ہو گئے اور میں نے یہ پہلا ہی موقع اپنی رہائی کا نہایت ہی استوار پایا لیکن اسوقت بہت شوق سے میری نظریں اس تقسیم پر تلی ہوئی تھیں کہ جو لوٹ کی ہو رہی تھی کیونکہ مجھے امید تھی کہ میرے ہاتھ بھی ایک مقدار زر لگے گی لیکن میری اس محنت شاقہ پر اُنھوں نے مجھے ایک دینار بھی نہیں دیا۔ آخر بصد افسردگی میں نے کہا کہ جو کچھ جانکاہی کی تھی وہ سب بیکار گئی اسپر وہ سب بولے اگر تو نے ایک لفظ بھی نکالا تو ہمیں تیرا سر کاٹ ڈالینگے میں چپکا ہو رہا اور ان ہی پچاس ڈیوکیٹ کو جو میرے پاس تھے جان کے برابر رکھنے کو مجبور ہوا اور میرے ساتھی حصوں کے لیے کھینچا تانی کر رہے تھے۔ ان کا یہ تصفیہ بغیر خون کی

ایک بوندگرے فیصلہ ہوگیا گو ایک جھگڑالو کے دل مین یہ خیال نہ پیدا ہوتا کہ جب ہمارے پاس ایک قاضی ہی پھر ہم کیون جھگڑا کرین وہ سب کا فیصلہ کر دیگا تو بیشک انمین آتش جنگ بھڑکتی
فوراً وہ مظلوم قاضی اُن کے بیچ مین لاکے بٹھایا گیا۔اب وہ اسباب قاعدے کے موافق تقسیم کرنے لگا۔آمین سے بہت سا اسباب اُسکا بھی تھا۔اگر وہ اُسے فیصلہ کنندہ کے موافق فیصدی بھی کچھ نہ دیتے جب بھی اپنے مال کے لینے کا استحقاق رکھتا تھا۔

ساتوان باب

حاجی بابا۔اور شاعر عسکر نامے کی کیفیت

جس راہ سے کہ ہم آئے تھے اُسی راستہ سے واپس پھرے راہ مین قیدیون کو گھوڑون پر سوار کر لیتے تھے اور کبھی وہ بیچارے پیدل چلتے تھے۔

شاعر کی موجودگی نے مجھے اپنی مصیبتون مین پہلے ہی لمحہ سے ایک دلچسپی دی تھی میری سرسری نظر اس بات پر تھی کہ مین اس سے کچھ تعلیم حاصل کر دنگا۔میری خودستائی اور خیال باطل شاید اس تصور سے کہ مین نے اسے مصیبت مین خون سے رہائی دلوائی ہو مجھے اور بھی زیادہ پھلاتا تھا اس شاعر کے ساتھ بغیر کسی قسم کی خاص حمایت ظاہر کیے مین اسکا نگہبان بننے مین کامیاب ہوا تاکہ مین اُسے اشعار کہنے پر ہر وقت مجبور کرتا رہون چون کہ ہم اپنی زبان فارسی مین باتین کرتے تھے اسلیے جو کچھ ہمارا جی چاہتا بہت آزادی سے باہم باتین کرتے کیونکہ یہ خوف تھا ہی نہین کہ کوئی ہمارا مفہوم سمجھ سکے گا مین نے اسے اپنے رہنے کے مقام سے مطلع کیا اور اُسکو اس امر سے بھی خبردار کیا کہ میرا ارادہ اس مصیبت سے رہائی پانیکا ہو۔اور اسکو خوب یقین دلادیا کہ جہانتک مجھسے ہوسکیگا۔مین تیرے لیئے بہتر ہی کرون گا۔وہ ایسے مقام پر جہان اُسے سوا بُری طرح کے پیش آنیکے اور کچھ بھی نہ دکھائی دیتا تھا میرے اُن مہربان الفاظ کو سُنکے بہت ہی خوش ہوا اور جب اُسنے دیکھا کہ یہ میرا خیرخواہ ہی تو پھر اُسنے بھی اپنی اصلی حالت کو نہ چھپایا اور مجھ سے صاف صاف آزادی سے اظہار کردیا۔

جو کچھ مجھے اسپر شبہہ ہوا تھا وہی درست نکلا کر کیا تو یہ ضرور ایک لائق شخص ہی یا ملک الشعرا ہی -
وہ شیراز سے طہران جاتا تھا جہان شاہ نے اُسے کسی کام کے لیے بھیجا تھا - اُسی دن وہ اصفہان
پہونچا تھا جہان سے ہمارے ہاتھ لگ گیا اپنی راہ کی تکان اور آفت پر جو اِس سفر مین مجھے حاصل
ہوئی تھی مین نے اپنا دل بہلانے کے لیے اُس سے درخوہست کی کہ کچھ اپنی رام کہانی سناؤ -
یہ سنکر وہ مظلوم مفصلہ ذیل الفاظ مین بیان کرنے لگا -

مین کرمان مین پیدا ہوا تھا میرا نام عسکر ہی - مدت تک میرا باپ صوبہ کرمان کا گورنر بھی رہا ہی
آغا محمد شاہ خواجہ سرا کے عہد سلطنت مین اُسکے دشمنون نے بہت فن فریب کھیلے کہ کسی طرح سے
یہ حکومت سے محروم کردیا جاے لیکن اسکی قابلیت اور لیاقت کے آگے کسی دشمن کی کچھ نہ چلی گو اُنکے فن
فریب تھے بہت ہی مضرت دہ مگر سب دہنت نگوس کرنا کام رہگئے ہر وقت اُسے خوفناک موقعونکا
سامنا رہتا تھا مگر اسکی تیزی عقل ان موقعون سے اُسے بچاتی تھی - اور آخر وہ اپنی خوش قسمتی سے
شاہ حال کے دور سلطنت مین عزت کے ساتھ انتقال کر گیا مجھے اپنے باپ کی ملکیت پر جو بیس ہزار
تومان تھے قبضہ کرنے کی اجازت ملی بچپن مین مین اپنی تعلیم حاصل کرنے مین بہت ہی مشہور تھا
جب میری سولہ برس کی عمر ہوئی تو میری فن خوشنویسی مین بہت ہی شہرت ہوئی - حافظ کا
دیوان کا دیوان مجھے حفظ یاد ہی اور مجھے شعر گوئی مین خود بھی وہ ملکہ حاصل ہی کہ مین صدہا شعر بے تکان
کہہ سکتا ہون - کوئی ایسا مضمون نہین ہی جسپر مین نے طبع آزمائی نہ کی ہو مین نے لیلی مجنون کے
پُر درد اور عشق آمیز قصہ پر بھی قلم فرسائی کی ہی - مین نے کبھی بلبل کے عشق کی کہانی اُسکی زبان سے
نہین سُنی لیکن پھر بھی اُسکے محبوب گلاب کے پھول کے عشق کا خاکا صاف صاف کھینچ سکتا ہون -
جہان مین آگیا ایسا کہین نہین ہوا کہ مین نے اپنے اشعار پیش کیے ہون اور وہ بھری مجلس مین
لہک لہک کر نہ پڑھے گئے ہون - اُسوقت شاہ کی جنگ صدیق خان سے ہورہی تھی یہ شخص
تخت سلطنت کا کاذب مدعی بنگیا تھا - ایک بڑا میدان ہوا خود شاہ بنفس نفیس آمادہ پیکار تھے
آخر باغیون کو شکست ہوئی - مین نے اِس فتح کی خوشنودی مین شاہ کی شان مین ایک قصیدہ کہا

اور انھین یہ بیان کیا گویا میدان جنگ مین ایک ابر چھا رہا ہی اور یکایک رستم اسی مین سے نمودار ہوا اور شاہ کو دیکھتے ہی اسکے پیرون پر گر پڑا کہ یہی خیر ہوئی کہ مین حاضر خدمت ہوکر سرنگون ہوا ورنہ آپ کے تیر جگر شگاف سے میری ہرگز خیر نہوتی۔ اور مین نے صدیق خان اور اسکی فوج کی نسبت یہ کہا کہ انھین غم و افسوس نہ کرنا چاہیے یہ مانا کہ انکو شکست ملگئی ہی لیکن پھر بھی شاہ اپنی اولوالعزمی اور عالی ہمتی سے اُنکی عزت ہی کرتا ہی اور اُنکے سرون کو آسمان تک بلند کرتا ہی اس نظم مین مین نے اُس واقعہ کی طرف بھی اشارہ کیا جو شاہ نے ان مقتول اشخاص کا کاسہ سرونکا ایک مینارہ بنایا تھا۔ میرے ان اشعار کی رپوٹ شاہ کی خدمت مین پیش ہوئی شاہ اس سے بہت ہی خوش ہوئے۔ اور میری اتنی عزت کی جتنی کہ ایک شاعر کی ہوسکتی ہی عام دربار مین بڑی عزت سے مجھے سونے کی اشرفیان مرحمت ہوئین۔ گویا یہان سے میری ترقی کی لین ڈوری آگے بڑھی مجھے دربار مین حاضرباشی کی اجازت ہوگئی اور حکم ہوا کہ ہر موقع محل پر اشعار موزون کیا کرا ایک دن مین نے اپنا شوق اور جوش ظاہر کرنے کے لیے بادشاہ کی خدمت مین یہ التماس کیا کہ ہمارے شاعر غرا فردوسی نے شاہنامہ تصنیف کیا ہی۔ یہ اُسی کے شایان شان تھا کیونکہ فارس کا وہ ایک ہی سلطان ہوا ہی جسکو خوش قسمتی سے ایسا شاعر ہاتھ لگ گیا تھا جس نے اسکا نام وہ روشن کیا جو کبھی صفحہ عالم سے ہرگز نہین مٹنے کا اگر حضور مجھے اجازت عطا کرین تو مین ایک شہنشاہ نامہ تحریر کردون۔ شاہ نے نہایت ہی شفقت اور مہربانی سے مجھے اُسکے لکھنے کی اجازت دی۔

دربار مین ایک شخص حاکم خزانہ میرا ناحق دشمن ہوگیا تھا اور بلا سبب اُسنے مجھپر بارہ ہزار تومان جرمانہ کردیے تھے جسپر شاہ نے یہ کہا کہ چونکہ یہ اپنے زمانے کا لاثانی شاعر ہی اس سے یہ جرمانہ نہ لیا جائے۔

ایک دن دربار مین محمود غزنوی کی اس فیاضی کا ذکر ہو رہا تھا جو اُسنے فردوسی کو اسکے ایک ایک شعر کی ایک ایک اشرفی قیمت دی تھی۔ مین نے کہا کہ ہمارے شاہ کی فیاضی محمود شاہ غزنوی کے مساوی ہی نہین بلکہ اس سے بھی زیادہ ہی کیونکہ اول صورت مین تو اسکا عمل مشہور

و معروف شاعر بار بس پر ہوا اور دوسری صورت مین مجھ ایسے غریب بےنوا پر ہوا جو حضور کے سامنے حاضر ہے
تمام اہل دربار نے جو یہ سنا کہ مجھ پر اسقدر نوازشات سلطانی ہوئی ہین تو وہ بہت ہی متردد ہوے
کہ کہان اور کس وقت ہوئین۔

پھر مین نے یہ دوبارہ ظاہر کیا کہ جب میرے والد ماجد کا انتقال ہو گیا تو انھون نے دس ہزار
تومان چھوڑے شاہ عالیجاہ نے مجھے اسپر قبضہ کرنیکی اجازت دی وہ دس ہزار تومان کو خود بھی
لے سکتا تھا دوبارہ خزانون کے حاکم نے مجھپر بارہ ہزار تومان جرمانہ کیا لیکن اسکے وصول کرنے
کی شاہ نے اُسے اجازت نہین دی۔ تو گویا بارہ ہزار اور بھی اسمین زیادہ ہو گئے جب سے کہ مین حضور
پرنور کی خدمت مین حاضر ہوا ہون خبر نہین کہ کسقدر لے چکا ہون اب میری زبان اور دل سے
بلیساختہ یہ نکلتا ہی کہ خدا شاہ کو ہمیشہ زندہ و سلامت رکھے۔ اور اُسکا سایۂ رحمت تمام عالم پر
برقرار رہے۔ تمام اُسکے دشمن مفتوح ہوجائین۔ جو اشعار کہ مین فخریہ کہتا تھا وہ بھی گوش گزار سلطان
ہوجاتے تھے۔ چند روز کے بعد مجھے ایک خلعت ملی جسمین ایک زربفت کا کوٹ کمر پر پیٹنے کیلیے
ایک دوشالہ۔ اور شالی رومال سر پر باندھنے کے واسطے۔ اور ایک زربفت کا جبہ جسمین الماس
بھی پیوست کیا گیا تھا ساتھ تھا اسکے علاوہ مجھے خطاب ملک الشعرا سے بھی سرفراز کیا گیا جب مین
اپنا خلعت پہنتا تھا تو مجھے میرے دوست بہت بہت مبارکباد دیتے تھے اور جسقدر کہ انکی عنایات
و نوازشات پہلے مجھپر ہوتی تھین اس سے بھی وہ زیادہ فرماتے تھے مین نے ایک نظم لکھی جس سے
مجھے اُس بدسلوکی سے جو حاکم خزانہ میرے ساتھ کرتا تھا دگنی نوازش اُسنے میرے حال پر کی
اور اُسکا باعث یہ تھا کہ مین نے اسکی ہجو ملیح کی تھی وہ اپنی غلطی سے اُسے اپنی تعریف سمجھ گیا وہ
اشعار عربی زبان مین تھے چونکہ آپ عربی نہین سمجھتے کے اسلیے مین نہین سناتا۔ میرے اشعار
وہ ادق تھے اور انمین وہ معنی مین نے مضمر رکھے تھے کہ ممکن نہین تھا کہ بغیر میری مدد کے اُسے کوئی
سمجھ جائے اور جبتک کہ مین اُسکی تشریح نہ بیان کرون ذرا بھی کوئی سمجھے۔ تو بہ توبہ مجھے علم
تخیل مین بھی کمال مہارت حاصل ہے مین نے کئی ایجادین بھی کین جنکی دربار مین بہت ہی

تعریف ہوئی۔ مین نے کمہار کا چاک ایسا بنایا ہی جو ذرا سی حرکت مین تمام عمر چکر لگایا کرے اس حرکت کی تحریک کا آلہ اسمین شامل ہی۔ مین نے قسم قسم کے رنگین کاغذ بنائے ہین مین نے ایک نئی قسم کا قلمدان بنایا ہی۔ مین بلند شاہراہ پر کپڑے بنوا رہا تھا کہ شاہ کا اُدھر سے گذر ہوا ٹھہر گئے اور مجھ سے یہ کہا عسکر تیرے اشعار طبیعت کو بہت ہی چھبتے ہین" جب مین کپڑونکی خواہش کرتا تھا میرے تاجر یورپ سے میرے لیے جاکے لاتے تھے مین نے شاہ کے ارشاد کی تعمیل کی جب نوروز ہوا تو وہان یہ دستور ہی کہ جسقدر اعلیٰ ملازم ہوتے ہین سب بادشاہ کی خدمت مین نذرین گذرانتے ہین مینے بھی شاہ کی مسواک کی تعریف مین ایک خوش نظم کہی اور اسکو ایک مرصع بکس مین رکھکر پیش کیا۔ جسقدر اہل دربار اس روز ہمایون مین دربار مین موجود تھے سب کو حکم ہوا کہ وہ میرے منھ پر بوسہ دین جس سے یہ قیمتی اشعار برآمد ہوے تھے۔ مین نے اپنی نظم مین شاہ کے دانتون کو موتیون سے تشبیہ دی اور مسواک کو موتیون کا غوّص قرار دیا اُس کے مسوڑھونکو کنارہ کہ مرجان بنایا جہان کثرت سے گوہر شہوار پیدا ہوتے ہین لبتی ڈاڑھی اور گھیردار مونچھین جنھون نے تمام چہرے کا احاطہ کر رکھا ہی دریا بحر بے پایان مین ایک تموج ہی تمام اہل دربار نے میرے خیال کی موزونیت اور عمدگی پر مجھے مبارکباد دی۔ مجھے یقین تھا کہ جب فردوسی کے اشعار سے میرا مقابلہ ہوگا تو وہ میرے آگے لاشے محض ثابت ہوگا۔

غرض اسطرح سے شاہ مجھپر گونا گون نوازشات کرتا رہا۔ شاہ کو اس امر کا بہت خیال تھا کہ کوئی ایسا موقع ہو جس سے اُسے دولت ہاتھ لگ جاے اور عزت بھی پوری حاصل ہو تو مجھکو شاہ نے اس خدمت کے لیے مقرر فرمایا کہ مین شہزادہ کے لیے جو گورنر فرس تھا سالانہ خلعت فاخرہ لیجایا کرون۔ شیراز مین میری بہت ہی آؤ بھگت کی گئی اور لوگون نے کثرت سے مجھے بطور نذرانہ کے بہت کچھ دیا۔ جو کچھ مجھے یہان سے ملا ایک خاصی مقدار روپیے کی میرے پاس ہو گئی لیکن شب گذشتہ کے جانکاہ واقعہ نے وہ تمام روپیہ اور عزت خاک مین ملادی جو کچھ میرے پاس تھا سب مجھ سے لے لیا گیا۔ اور اب جس مصیبت کی حالت مین تم مجھے دیکھ رہے ہو اُسکے

بیان کرنیکی کچھ حاجت نہین ہی۔ اگر آپ میری مدد نہ کرینگے اور مجھے رہائی نہ دلوائینگے تو اس حالت
مین میری جان بچنا محال ہی۔ شاید شاہ کو میری رہائی کا کچھ خیال ہو لیکن تحقیق وہ میرے لیے
ایک تانبہ کا پیسہ بھی بطور فدیہ کے نہ ادا کرے گا۔ حاکم خزانہ وہ میرا دوست نہین ہی کہ مجھے اُس سے
کسی قسم امید ہو۔ نئی وزیر اعظم ہی اُسکی عقل یہانتک ہی کہ وہ یہی نہین جانتا کہ جیبی گھڑی کو کیون
پھیرا کرتے ہین اور اس سے تو وہ محض نابلد ہی کہ یہ بجتی کیون کر ہی۔ بھلا پھر وہ کیا خاک میری
اِس حالت پر رحم کریگا اور زر فدیہ ادا کر کے مجھے کیون رہائی دلوائیگا وہ روپیہ جو مین بطور فدیہ
ادا کر کے رہائی حاصل کرتا وہ ان کمبخت وحشیون نے مجھسے لے لیا اور جہان سے اسقدر روپیہ
مل سکتا ہی مین جانتا ہون یہ میری تقدیر مین لکھا ہوا تھا کہ مین اس آفت ناگہانی مین پھنس
جاؤن اِس لیے مجھے بھی کچھ غم نہین ہی۔ اب تم میرے مسلمان ساتھی ہو آیا تمھین حضرت علی
رضی اللہ عنہ سے محبت ہی تاکہ مین آپ سے ملتجی ہون کہ آپ مصیبت مین میری مدد کرین۔

آٹھوان باب

حاجی بابا کا ترکمانون سے بچنا

جب وہ شاعر اپنی رام کہانی ختم کر چکا تو مین نے اُسے یقین دلایا کہ جہانتک مجھسے ہوسکیگا
تیری خدمت گزاری مین کمی نہین کرنے کا لیکن اُس وقت تک بحال تجھے صبر کرنا چاہیے مین نے
اسوقت ان تدابیر پر بھی عمل نہ کیا جو میری آزادی حاصل ہو نیکے لیے یقین اور اس لیے
اسوقت شاعر کے بچانے مین بھی بڑی دقت خیال کی یہ محض ناممکن تھا کہ جب تک ہم کھلے
ہوے میدانون مین رہے میرے مالک کی نظرین مجھپر نہ پڑی ہون اور مین ذرا دیر بھی اُسکی
نظرون سے بچا ہون۔ اُن کے گھوڑے ایسے عمدہ تھے جیسا میرا گھوڑا تھا اور اِن راہون سے
مجھسے زیادہ واقفیت رکھتے تھے۔ اِن حالتون مین ان سے بچنے کی کوشش کرنی اُس سے
زیادہ دیوانہ پن کیا ہوتا۔

اب ہم اُن ہی ویران جنگلون کی حدود مین پہونچے۔ اور ہم وہ بلند راہ جو طہران سے

مشہد کو جاتی ہی عبور کرنیکو تھے اور یہان ہم بیس مسافرون نے دمکان کے مشرقی طرف مع اسلان سلطان قیام کیا تھا یہان اسلان سلطان نے یہ تجویز کیا کہ ہم ان ٹیرانون اور گڑھے وار زمین مین ایک کمین پوشیدہ ہین شاید ہماری تقدیر سے کوئی کاروان نکل آئے تو ہمین اُسکے غارت کرنے اور لوٹنے کا اچھا موقع ہاتھ لگے گا۔ بہت فجر کے تڑکے ایک سپاہی جو متصل کی پہاڑی مین قیام پذیر تھا بھاگا ہوا شتابی آیا اور اُسنے آکر خبر دی کہ مین نے دمغان کی سیدھ مین مٹی کے دل بادل اُڑتے ہوے دیکھے ہین اور وہ اِس سڑک پر جو مشہد کو جاتی ہی ہمارے قریب ہوتے جاتے ہین۔

ہم یہ سنتے ہی سب چوکس ہوگئے۔ ترکمانون نے اپنے قیدیون کے ہاتھ اور پاؤن باندھکے اُسی مقام پر ڈال دیا۔ جہان ہمنے آرام کیا تھا اس خیال سے کہ جب ہم کاروان کو لوٹ لاکے آئین گے اُن کو اُٹھا لینگے۔ اب ہم گویا خون اور غارت کے لیے مستعد ہوگئے۔

اسلان سلطان سب سے آگے ہوا تا کہ حریف کی جمعیت کو جانچے اور ملاحظہ کرے پھر مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا حاجی یہی وقت اپنے کو سب مین ممتاز کرنے کا ہی۔

	بیا تا چہ داری زمردی و زدر	

تم میرے ساتھ ساتھ رہو دیکھو مین کیا کیا کرتا ہون اور کیسے کیسے کرتب مجھ سے ظہور پذیر ہوتے ہین۔ تم کو یہ ساری باتین مجھ سے سیکھنی چاہیین تا کہ تم آیندہ مواقع پر بڑی بڑی مہمون مین کام کر سکو۔ مین نے تمھین اپنے ساتھ اِس لیے بھی لیا ہی کہ تم میرے ایک ترجمان بنو کیونکہ اکثر ان کاروانون مین کوئی شخص بھی ایسا نہین ہوتا جو ہماری زبان سمجھ سکے۔ ہم دونون آنکے بہت ہی قریب پہونچ جائینگے شاید ان کے رہبر سے ہماری مصالحت ہوجاے اور اگر ہمارے موفق کام نہ بنا تو ہم مع اپنی کل جماعت کے کاروان پر گر پڑینگے۔

جب وہ مسافر قریب آگئے تو مین نے دیکھا کہ اسلان سلطان کے مُنھ پر ہوائیان اُڑنے لگین اسلان سلطان مجھے ڈر ہی کہ یہ کاروان نہین ہین۔ یہ بھی ایک جماعت کے ساتھ سفر کرتے ہین۔ گو مین نے گھنٹہ کی آواز نہین سُنی ہی لیکن خاک ایک رُخ سے کچھ بلند معلوم ہوتی ہی یہ ایک

بے تعداد سوارون کا پرا ہی پانچ گھوڑے سوار رہنما معلوم ہوتے ہین - یہ کچھ منھ کا نوالہ نہین ہی۔
جب وہ بہت قریب آگئے تو یہ پوری طرح سے معلوم ہوگیا کہ یہ کاروان نہین ہین - لیکن بہت بڑی
شناسائی اور جانچ کے بعد معلوم ہوا کہ یہ گورنر صوبہ ہی جو دورے مین تھا اس کے ساتھ کثرت سے
اُس کے نوکر چاکر اور سپاہی ہمرکاب تھے اور ان لوگون کی شان وشوکت اور تزک بھڑک
ویسی ہی تھی جو ہمیشہ ان موقعون پر ہوا کرتی ہی -

جب مین نے یہ دیکھا تو میرا دل بہت ہی خوش ہوا کیون کہ یہان مجھے ترکمانون سے بچنے کا
بہت ہی اچھا موقع تھا - اور مین نے یہ خیال کیا کہ اگر مین ذرا بھی ان کے قریب ہون تو وہ مجھے
قیدی بنا لینگے اور پھر اسلان سلطان کو بھی کچھ شبہہ نہوگا اور مین ضرور بچ جاؤنگا یا تاکہ وہ گورنر
پہلے مجھ سے بُری طرح پیش آئیگا لیکن میری طلاقت لسانی میری سب مصیبتون کو کھو دیگی اور
جس وقت مین اپنی رام کہانی بیان کرون گا ممکن ہی کہ پھر گورنر مجھ پر مہربانی کرے - یہ سوچ کے
مین نے اسلان سلطان سے کہا کہ چلو انکے قریب ہو جائین - اور اُس کی اجازت کے انتظار کیے
بغیر مین نے اپنے گھوڑے کو آگے بڑھایا - وہ فوراً مجھے ٹھہرانے کے ارادے سے میرے پیچھے لپکا ہم نے
جونہی زمین کے چھوٹے بلند ٹکڑے کو طے کیا کہ ہمین صاف ایک تیر کی زد پر ایک عظیم الشان جماعت
نظر پڑی فوراً ہی اُن کی نظرین ہم سے دوچار ہوئین چھ یا سات عمدہ سوار ہمین دیکھتے ہی گھوڑون
کو دوڑا کر ہماری طرف لپکے اور ہمارے قریب آئے - ہم نے انھین دیکھتے ہی بھاگنے کے لیے
باگین پھیرین اسلان سلطان تو ایسا اندھا دھند بھاگا کہ اُسے پھر خبر نہ ہوئی لیکن مین نے صرف
اپنے پکڑوانے کے لیے اپنے کو ذرا ٹھٹکا دیا فوراً مین گرفتار ہوگیا - گھوڑے پر سے مجھے اتار لیا گیا
میرے ہتھیار چھین لیے گئے میرے پچاس ڈاکیٹ بھی اُنھون نے لوٹ لیے میرے استرے
چھین لیے غرض جو کچھ میرے پاس تھا کچھ نہ چھوڑا - یہ سارا کام چند لمحے مین تمام ہوگیا گو مین نے
اپنے ان نئے مالکون کو یقین دلایا کہ مین ہرگز آپ کے پاس سے نہین جانے کا لیکن جب بھی
اُنھون نے میرے اُس دوشالہ سے میری مشکین کس لین جو دوشالہ میری کمر سے اُنھون نے

کھولا تھا مجھ پر چاروں طرف سے گھونسے مُکّے تھپڑ لاٹھی ڈوگ چانٹے پڑتے تھے کیونکہ مین جلدی نہ چلتا تھا وہ مجکو گھسیٹتے ہوے کشان کشان۔

	پا بدستِ دگرے دست بدستِ دگرے	

اپنے سردار کے پاس لائے جو مع اپنے لواحقین کے دورہ کر رہا تھا۔

جس قسم سے کہ اُسکے ساتھ برتاؤ ہوتا تھا اور اُسکے آگے خمیدہ قامت ہونا صاف ظاہر کرتا تھا کہ یہ کوئی شاہی خاندان مین سے ہے جون ہی مین آگے گیا مین نے اپنی حالت کا نقشہ اُسکے آگے کھینچا کہ میرے سر پر کسقدر گھونسے رسید ہوے ہین۔ یہ ایا تھا گویا مین حضور شہزادہ کے قدمون پر گرتا ہون۔ بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور ایک گھیر اکر لیا اُس نے میری رہائی کا حکم دیا۔ جب مین نے اپنے کو رہا پایا تو ان لوگون کی حد سے مین نے اپنے کو علیحدہ کیا جو وہان کھڑے ہوے تھے اور دوڑکر شہزادے کے جبہ کا دامن پکڑ لیا جو گھوڑے پر بیٹھا ہوا تھا اور مین نے یہ کہا دوہائی یا شہزادہ" باڈی گارڈ کا ایک سوار مجھے اس گستاخی کی سزا دینے کے لیے لپکا لیکن شہزادے نے یہ منظور نہ کیا کہ وہ مجھ سے کچھ آنکھ ملا سکتا شہزادے نے مجھے اپنی حفاظت مین رکھنے کا مجھسے وعدہ کیا اور اپنے ملازمین سے حکم کر دیا کہ کوئی اِسے تکلیف نہ دے پھر مجھے حکم ہوا کہ اپنی رام کہانی بیان کر کہ تو اس موقع اِس مقام مین بایں صورت کیونکر نمودار ہوا۔

گھٹنون کے بل کھڑے ہو کر اور زمین خدمت کو بوسہ دیکر جہانتک مجھسے ممکن ہو سکا مین نے اپنی مختصر رام کہانی عرض کر دی۔ اور جو کچھ مین نے بیان کیا اُس کو خوب مضبوطی سے بیان کیا اور اُسی کے ضمن مین مین نے یہ بھی کہا کہ اگر حضور اپنے سوارون کو ان قزاقون پر حملہ کرنے کا حکم دین تو ملک الشعرا عسکر نامے جو دو ایرانیون کے ساتھ گرفتار پنجۂ بلا ہی نجات پا جائیگا اور وہ جو کچھ کہ مین نے گذارش کیا ہے سب کی تصدیق کر دینگے۔ مین یہ کہہ ہی چکا تھا کہ اتنے مین وہ سوار جو ہلاں سلطان کے تعاقب مین گئے تھے واپس آئے اِنکے چہرون سے ہراس ٹپکتا تھا۔ انھون نے حضرت علیؓ اور شاہ کے سر کی قسم کھا کر بیان کیا کہ کثرت سے ڈاکو جمع ہین۔ ایک ہزار

ہونگے جو ہم پر حملہ آور ہونے کو ہین اب شہزادہ صاحب آپ اِنسے جنگ کرنیکے لیے تیار ہو جایئن
مین نے اُنسے کہا کہ جناب وہ صرف بیس ہین مگر کسی نے بھی میری بات کا یقین نہین کیا مجھے لوگون
نے سپاہی اور سخت کذاب تصور کیا اور ہر شخص نے مجھ سے کہا کہ یا درکھو اگر ترکمانون نے حملہ کیا تو ہم
تجکو وہین قتل کر ڈالینگے۔ یہ گروہ ایک عمدہ موقع پر پہونچا تاکہ اپنے دشمن کو پورے طور سے ملاحظہ
کرسکے اور اُن کے سب نشانات وہ ظاہر کرتے تھے جنسے کہ ترکمان فارس مین شناخت ہوتے ہین۔
میرا گھوڑا تو مجھ سے لے لیا گیا اور مجھے ایک اسباب والے لداو خچر پر چڑھنے کا حکم دے دیا جہان
مجھے اپنی بد قسمتی اور اِس کمبخت حالت پر تفکر کرنے کا بہت اچھا موقع ہاتھ لگا تھا۔

درد اچہ گویمت کہ چہا کرد روزگار	با ما ہر آنچہ کرد جفا کرد روزگار

نہ گرہ مین ایک پیسہ کوئی رفیق اگر میری نظرون کے سامنے کچھ تھا تو صرف فاقہ کشی کی ہیبتناک
اور ڈراونی صورت نظر آتی تھی میرے دل مین ابھی دین اسلام کے نور کا وہ چمکارہ تو پوری
طرح سے جلوہ فزا نہوا تھا کہ مین نوشتہ قضا و قدر پر تکیہ کر کے کچھ رنج والم نہ کرتا۔ اپنی حماقت اور
ابلہی پر خون کے آنسو روتا تھا کہ اس مین مین نے خود اپنے کو دیدہ و دانستہ پھنسایا تھا۔

"خود کردہ را علاجے نیست"

اپنے وطنی لوگون کی حمیت و اخوت کے وہ شعلے اور اُن کی محبت کی بھڑکتی ہوئی آگ
جو قید مین بھی میری چھاتی مین مشتعل ہوتی تھی کیا اب نہ ہو گی پھر مجھے اِس مصیبت و آفت سے
کیون نہین رہائی دیتے بہت زور زور سے اُسی پریشانی کی حالت مین ان کو گالیان دے رہا تھا
مین۔ ان لوگون سے جو میرے گرد تھے، تم اپنے کو اچھا کہتے ہو۔ تم مین وحشیون کی سی بھی تو
طبیعت نہین ہے" وحشی کیا تم تو جانورون سے بھی تو بدتر ہو۔ بس تمھارا مقابلہ ترکمانون سے
ٹھیک ہے۔ بعینہ تم اُن ہی جیسے ہو۔
جب مین نے دیکھا کہ میری گالیان دینے سے وہ لوگ قہقہہ لگاتے ہین تو پھر مین نے یہ کہنا
شروع کیا۔ حضرت امام حسینؑ کے واسطے سے۔ نبی آخر الزمانؐ کے طفیل سے۔ اپنے بچونکی وجون

کے صدقہ سے مجھ سے تم غیر شخص کی طرح کیون پیش آتے ہو۔ کیا مین تمھاری طرح مومن نہین ہون
مین نے کیا کیا ہی کہ مجھپر یہ ناگہانی آفت ٹوٹ پڑی ہی۔

خدلے را نظرے کن بحاجی مسکین	کہ این ستم زدہ حیف است بپیشت افتادہ

مین نے تمھین اپنا دوست سمجھکر تمھارے پاس پناہ لی ہی اور تم مجھسے اسطرح ڈھکیلم ڈھکیلا
سے پیش آؤ جیسے کہ کسی دشمن سے ارے کمبختو۔

رحم کردن بر ضعیفان رحم بر خود کردن است	وائے بر شیرے کہ آتش در نیستان افگند

اتنی چیخ پکار پر بھی کسی نے میری ڈھارس نہین بندھائی صرف ایک خچر والا جس کا نام علی قطیر
تھا خچر پر سے قلیان لے کر اُترا اور مجھے پینے کو دیا۔ اور کہا کہ اے میرے بیٹے ہر تنفس دنیا
مین خدا کے دست قدرت مین ہی۔
خچر والا۔ اپنے خچر کی طرف اشارہ کر کے جس پر وہ سوار تھا جب خدا نے اُس خچر کو سیاہ
بنایا ہی تو کیا علی قطیر اُسے سفید کر سکتا ہی۔ توبہ توبہ۔ دیکھو ایک دن تو اسے اناج کھانے کو
ملتا ہی اور دوسرے دن اسے خار دار درخت وغیرہ چرنے پڑتے ہین کیا ہم قسمت سے کچھ جھگڑ سکتے ہین

جو چاہتا ہی کرتا ہی جو چاہے گا کرے گا	یہ بات حکومت کی اُسی کو ہی سزا ہی

تو قلیان پیو اور خوش ہو۔ اور خدا کا شکر کرو کہ تمھارے ساتھ کچھ برائی نہ ہوگی دیکھو حافظ نے
کیا خوب کہا ہی کہ تجھے جسقدر خوشی کا وقت ملے اُسکو تو غنیمت جان تو کیا جانے کہ مآل کار کیا ہوگا
(فارس مین عموماً یہ امر دکھائی دیگا کم درجہ کے کمینہ اشخاص بھی موقع موقع سے اپنے شعرا کے اشعار
استعمال کرینگے گویا فارسی سرفی شاعرانہ دماغ رکھتے ہین) خچر والے کی اس تقریر نے مجھے کچھ
تسکین دی۔ اور جب اُسنے دیکھا کہ یہ بھی حافظ کے اُسی طرح سے اشعار پڑھتا ہی جسطرح مین
پڑھتا ہون اور اسکو ذرا بھی تکلف نہین کرنا پڑتا بلکہ مجھسے دو قدم آگے ہی تو اُسنے اور بھی
مجھپر عنایت کی۔ اور تمام رستہ سفر مین اُسنے مجھے اپنے طعام مین شریک رکھا۔ اسطرح اُسنے
مجھ سے کہا کہ جس شہزادہ کے قبضہ مین تم آئے ہو یہ شاہ ایران کا پانچوان بیٹا ہی جسکو شاہ

نے حکومت خرسان سپرد کی تھی اب یہ مشہد مین جاتا ہی جو اس کی قلمرو مین داخل ہی اس نے صرف
ترکمانون کے سرحدی خوف سے کثرت سے یہ بہیر و بنگاہ اپنے ہمرکاب لے لیا ہی اور یہ بات
مشہور ہی کہ اس کو ترکمانون سے جنگ کرنے مین خوب ہی مشاقی ہی۔ یہ بہت سے سر ترکمانونکے
طہران بھیج چکا ہی تاکہ شاہی محل کے دروازے پر آویزان کیے جائین۔ اور تم اپنے کو بہت ہی
خوش قسمت خیال کرو کہ تم نہ مارے گئے اگر تم گورے ہوتے تمھاری چھوٹی چھوٹی آنکھین ہوتین اور
تمھارے کثرت سے بال ہوتے اور تمھارا یہ سیاہ رنگ جیسے تم ہو نہ ہوتا بلکہ تم کبھی کے قتل کر دیے
جاتے اور تمھارے سر کی ترکمان کے سر کی سی گت بنتی۔

جب ہم رات کو اپنی آرام کی جگہ مین پہونچے۔ یہ ایک جنگل کے پاس صرف تنہا ایک کاروان سرا
تھی جو نصف ویران پڑی تھی مین نے چاہا کہ شہزادہ کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنے پچاس ڈیوکیٹ
کے لئے ملتجی ہون کہ آپ کے سوارون نے لے لیے ہین آپ مجھے دلوا دیجیے۔ اور میرا گھوڑا ہتھیار
سب مجھے ملجائین جنکی نسبت دعوی کرنے مین مین نے کچھ پس و پیش نہین کیا باوجودیکہ میرے دل مین
خود یہ خیال پیدا ہوا کہ جس شخص نے کہ میری چیزون کو لیا ہی وہ بھی میری ہی طرح سے ان چیزون کا
استحقاق ثابت کریگا۔ اب مین وقت کی تاک مین رہا شام کی نماز نے مجکو خود اسکے پاس پہنچا دیا
شہزادہ اس غالیچہ پر گاؤ تکیہ لگائے بیٹھا ہوا تھا جو کاروانسرا کے بالاخانہ پر بچھا ہوا تھا وہ لوگ جو
حاضرین دربار تھے مجھے علیحدہ کرتے تھے لیکن جب مین نے یہ کہا کہ عرض دارم۔ تو شہزادہ نے مجھے
قریب آنے کی اجازت دی اور مجھسے دریافت کیا کہ تو کیا چاہتا ہی۔ مین نے اسکے ان ملازمونکی
جنھون نے مجھے پہلے پکڑا تھا اور مجھسے بری طرح پیش آئے تھے شکایت کی اور کہا کہ حضور مجھ سے
جبراً پچاس ڈیوکیٹ چھین لیے اور خداوند کی عنایت سے مجھے میرا گھوڑا اور ہتھیار بھی ملنے
چاہیین۔ اسنے ان لوگون سے جو اسکے گرد جمع تھے دریافت کیا کہ وہ کونسا شخص ہی جسکی یہ شکایت
کرتا ہی جب ان کے نام لیے گئے تو شہزادے نے اپنے ایک خاص ملازم سے کہا کہ انھین فوراً
خدمت مین حاضر کر۔ جب یہ لوگ آئے تو یہ دو شخص تھے مین نے ان بانیان فساد کو پہچان لیا

اور شہزادے سے ملتمس ہوا کہ حضور یہی ہین کہ جنھون نے مجھپر ظلم توڑا ہی۔

شہزادہ۔ کمبختو وہ روپیہ کہان ہی جو تم نے اُس شخص سے اینٹھا ہی۔

دو شخص۔ ہمنے کچھ بھی نہین لیا ہی۔

شہزادہ۔ اچھا ہم ابھی دیکھ لینگے (اپنے افسرون مین سے ایک کی طرف اشارہ کرکے) فراشون کو بلاؤ۔ اور ان بدمعاشون دغابازون پر کوڑے بازی کرواؤ کہ یہ نکالین وہ بچاس ڈیوکیٹ کہان ہین۔

حکم کا ہونا تھا کہ اُن پر کوڑے بازی شروع ہوئی جب خوب کھال اُدھڑی تو آخر کو قبول کیے کہ ہان اتنے ڈیوکیٹ لیے ہین اور لیجیے یہ موجود بھی ہین یہ زر نقد شہزادے کے پاس پہونچایا گیا۔ شہزادے نے اُسے ایک ایک کرکے گنا اور پھر اسے گاؤ تکیہ کے نیچے رکھ لیا جس سہارا لگاے وہ بیٹھا ہوا تھا اِن شریر بدمعاشون کو چھوڑ دیا۔ اور ایک زور کی آواز مین مجھے کہا کہ تو خارج کر دیا گیا۔ مین منہ کھولے ہوے اس امید سے آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا کہ نہ زر نقد مجھے ملیگا کہ ایک شخص نے میرے شانے کو پکڑ کر مجھے دھکے دیکر باہر نکال دیا۔

مین نے کہا ارے بابا میرا روپیہ تو دیدو۔

شہزادہ۔ کیا کہتا ہی۔ اگر کچھ بھی بولے تو جوتے رسید کرو۔

یہ سنتے ہی اُسنے اپنی بھاری پیزار سبز رنگ کی اُٹھائی اور میرے منھ پر رسید کی اس کے نعل نے مجھے بہت ہی تکلیف دی۔ کیون اب بھی تو شاہ کے صاحبزادے سے اسطرح کہے گا۔ جا چپ چپاتے چلا جا اور اپنی آنکھیں کھول ورنہ کان ندارد ہو جائینگے۔ بس مجھے زور سے دھکے دیدلا کر وہانسے ہٹا دیا مین ایک نہایت ہی مایوسانہ حالت مین واپس پھر کر آیا اور اپنی یہ کل رام کہانی خچر والے کے آگے بیان کی اُسنے سُنکے ذرا تعجب نہ کیا بلکہ مجھ سے یہ کہا اب اس سے زیادہ تم کیا امید کرسکتے ہو۔ کیا وہ شہزادہ نہین ہی۔

جب وہ یا کوئی حاکم اپنے قبضہ مین کوئی چیز لے لیتے ہین تو پھر یہ کیا ممکن سمجھتے ہو کہ وہ واپس

کر دینگے۔ استغفر اللہ بس تم بالکل خچر کو دیکھ لو ایک دفعہ ایک مٹھا یا بکٹا سبز گھاس کا تم اُسکے
منھ مین دیدو ممکن ہی کہ مُنھ مین جانے کے بعد اُس سے ایک تنکا بھی لے لو یہی حال شہزادہ
کا ہی کہ جہان کوئی چیز قبضہ مین آگئی بھر کیا جاتی ہی۔

نوان باب

حاجی بابا کا اپنی مصیبت مین سقا بننا

ہم مشہد ایک معقول وقت مین پہونچے۔ شہزادہ مع اپنی تمام بہیر و نبگاہ شان و شوکت
وغیرہ کے نہایت ہی سنجیدگی کی صورت مین داخل ہوا۔

اپنے کو مین نے ایک غیر شہر مین کھڑے ہوے پایا نہ کوئی یار نہ غمگسار اور نہ کوئی ایسا شخص جس سے
مجھے مدد مل سکتی نہ ایک جوڑا استرونکا جس سے کوئی صورت تسلی نمودار ہوتی جب مین نے اپنے حال کیے وسائل پر
نظر ڈالی تو مجھے معلوم ہوا کہ ہنوز مجھے پانچ تومان باقی ہین جن کو مین نے کاروانسرائے مین سے چرا کر
بحفاظت تمام رکھلیا تھا۔ اور ان کو اپنی ٹوپی کے استر مین سی لیا تھا۔ میرے پاس ایک بھوری
اون کا کوٹ تھا بھیڑ کے چمڑے کی جاکٹ۔ ایک کرتا۔ دو پائجامے اور ایک جوڑا بھاری بوٹونکا خچر والا
جبتک کہ مجھے روزانہ خوراک دیتا رہا مین بسر رہا لیکن جس بیان وہ علیحدہ کر دیا گیا تو اب مین کیونکر اُمید کر سکتا کہ وہ
میرے روزانہ کھانے کا بوجھ اُٹھائیگا کیونکہ جبتک وہ اور اُسکا خچر شہزادے کی نوکری مین تھے اُسے رسد
ملا کرتی تھی اب دونون اپنی نوکری سے علیحدہ کر دیے گئے مین نے چاہا کہ پھر اپنا پیشہ حجامی
کا کرنے لگون۔ مگر بھلا مجھپر کسکو اعتبار تھا کہ وہ اپنا گلا آگے کر دیتا کیون کہ میری شہرت
ترکمان سیاہی کے نام سے ہوگئی تھی اور علاوہ اُسکے مین اگرچہ استرے بھی خرید سکتا تھا
لیکن مجھ مین اسقدر وسعت نہین تھی کہ ایک دُکان کرایہ کی لیکر اُس مین اپنا کام چلاتا مگر
اُسکے مقابل مین یہ منظور نہوا کہ بغل مین اُسترا دبائے گھر گھر حجامت بناتا پھرون۔ میرے
خچر والے دوست نے جو مشہد کے طریق اور عادات سے بخوبی واقف تھا مجھے مشورہ
دیا کہ تو سقا بنجا۔ تم ایک نوجوان اور مضبوط شخص ہو۔ تمھاری آواز مین بھی بہت کڑک ہے

تم لوگون کو ذرا لہراتی ہوئی آواز مین سبیل پلا سکتے ہو۔ تم مین ذرا چرب زبانی اور چاپلوسی اور مسخراپن بہت ہی ایسے موقع کی یہ قابلیت بھی جان ہو۔

زائرین کا گروہ مقبرۂ امام کی زیارت کرنیکے لیے آتا ہی۔ اُسوقت خیرات کرنا گویا وہ اپنا سبب نجات تصوّر کرتے ہین۔ یہ اُن لوگون کو وہ آزاد انہ دیتے ہین جو اُن سے ثواب بخشوانے کا وعدہ کرتے ہین۔

تم اُن کے ہاتھ حضرت امام حسینؑ کا طفیل کہ کرکے ایک ایک جرعہ بیچو ہمیشہ پہلے تو کٹورا آگے کرکے مفت ہی کی درخوہت کرو مگر تم خوب یقین کرلو کہ وہ بغیر قیمت دیے تھین نہین رہین گے جب تمھارا گاہک پانی پی لے تو تم ذرا زور ڈال کے کہو۔ خدا کرے تمھارا یہ جرعہ حسب دلخواہ ہو۔ خدا کرے حضرت امام حسینؑ تھین اپنی حفاظت مین لے لین۔ خدا کرے تمکو کسی طرح کی تکلیف نہو بس اس قسم کی باتین تم اس زور سے کہو کہ سب کے کانون مین یہ آواز گونجے غرض کہ ان زائرین کے آگے جو سیکڑون مین یہان عبادت گذاری کے لیے آتے ہین یقین ہی کہ جو کچھ تم کہوگے وہ اُسے باور کرینگے اور تم جا ہو جو کچھ کہ سکتے ہو۔ دیکھو مین خود مشہد مین سقا بنجاتا ہون کیون کہ یہان کی تجارت کو بخوبی جانتا ہون صرف اسی سقا پنے سے مین نے خچر بھی خرید لیے ہین اور جو کچھ میری حالت ہی تم دیکھتے ہی ہو۔

مین نے اپنے دوست کی نصیحت پر عمل کیا۔ مین نے ان تومان کی مشک اور ایک برنجی ٹونٹی خریدی۔ اور پانی پلانے کا ایک روشن پیالہ مول لیا اپنی مشک مین پانی بھر کر مین نے کچھ دیر اُسے یونہی رکھدیا تا کہ بدبو چمڑے کی جاتی رہے۔ جب بو جاتی رہی مین اُسے بھر کے مقبرہ پہونچا اور فوراً ہی کام شروع کیا۔ جو صدا کہ پانی پلانے مین لگاتا تھا یہ تھی۔ سبیل ہی شہیدون کے نام کی پیاسا سا آجا۔" یہ آواز جہانتک مجھ مین قوت تھی خوب ہی زور سے نرخرے پھلا کر لگاتا تھا اور اپنے رفیق خچر والے کی نصیحت سے دو دن پہلے سے اسکی مشق بڑھالی تھی۔ مجھے اسبات کا تو یقین تھا کہ پرانے تجربہ کار اشخاص سے ہرگز ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹاؤنگا

جون ہی مین جاکر وہان مشک لیکر کھڑا ہوا ان سقون کی نگہ مجھپر پڑی جو وہان قدیم سے پانی پلاتے تھے۔ معلوم ہوا کہ وہ شاید مجھسے استحقاق کی بابت سوال کرینگے کہ تیرا کونسا حق ہے جو تو یہان پانی پلانے چلا آیا۔ جب مین حوض مین پانی بھرنیکے لیے گیا سب سقے میرے ساتھ جھگڑنے لگے اور ایک سقے نے تو یہی چاہا کہ مجھے اندر ہی دھکا دیدے کہ حوض مین پڑا اخ سے جا پڑون۔ لیکن جب اُنھون نے دیکھا کہ یہ ایک مضبوط اور قوی شخص ہے اور میری مضبوطی میرے بازوون سے ہویدا تھی۔ تو اب کر ہی کیا سکتے تھے۔ بس اور تو کچھ نہو سکا برا بھلا ہی کہنے پر قناعت کی اور جس کے وہ مالک ہی تھے۔ زبان اپنے قبضہ مین ہے جا ہے جو کچھ ہانک دیا۔

مین فوراً پانی بھر کے اُن کے آگے بڑھا اور اُنھین سکتہ ہوا فطرت ہی کو یہ منظور تھا کہ مین مشک بھی کندھے پر رکھون اور سقا بنون۔ ایک ہی لمحہ گذرا تھا کہ مین غلیظ اور ناپاک حوض مین سے پانی بھر کے لایا تھا لیکن مین نے اُس کی مدح سرائی یون شروع کی۔ یہ پانی اُس دریا کا ہے جس کی ایک شاخ جنت مین جاکر گرتی ہے۔

یہ امر ایک بعید الفہم ہے کہ یہ خوش ذائقہ کس قدر تھا اور یہ بھی دور از قیاس ہے کہ مین نے کس قدر روپیہ اُس کی سبیل پلانے مین حاصل کیا۔ مین ہر وقت اِس تاک مین رہتا تھا کہ کوئی نیا گروہ زائرین کا آئے اور جسوقت کہ وہ اپنے خچرون پر سے اُترتے تھے تمام رستہ کی خاک مین لت پت اور ترکمانون سے جان بچنے مین خوش۔ وہ اپنا حفاظت سے پہونچنا ایسا مبارک سمجھتے تھے کہ بہت کشادہ دلی سے وہ میرے پانی پلانیکا معاوضہ ادا کرتے تھے اور میرا زور زور سے تنبیہ آمیز الفاظ مین کہنا شاید ہی ہے کہ خالی گیا ہو۔

ماتم حسینؑ جو فارس مین مذہبی ارکان سمجھکر بہت دھوم دھام سے کیا جاتا ہے اب ختم ہونے کو تھا۔ مین نے ارادہ کیا کہ محرم الحرام کی دہم تاریخ کو بھی اپنی مشک سے سبیل پلاؤن۔ کیونکہ بس یہی روز نمایان غم والم کا ہوتا ہے اور ہر شخص ماتم حسینؑ مین سینہ فگار دکھائی دیتا ہے۔

بہر گامے کہ سنجی حوریان را ہو یہ گر سنجی	بہر سوے کہ بینی قدریان را نوحہ خوان بینی

شہر کے ایک عظیم الشان وسیع میدان مین یہ ساری کیفیت اور مرثیہ خوانی۔ ماتم وغیرہ
ہوتا ہے مجھے اُمید ہوئی کہ مین صرف اپنی قوت کے بل پر بہت کچھ فائدہ اُٹھاؤنگا۔ اور میری شہرت
بھی پوری ہوگی مین نے پانی کی مشک بھر کر کندھے پر رکھی اور استقلال اور ہمت کو اپنے ساتھ لیا
ایک شخص میرا حریف بھی تھا جس سے گذشتہ تقریب مین مقابلہ ہوا تھا لیکن جب مین نے پانی
کی بھری ہوئی ایسی مشک اُٹھائی جو اُنکی مشک سے کہین بڑی تھی پھر لامحالہ وہ مجھسے کس بات
مین جھگڑا کر سکتا تھا مین اُس سے ہر حالت مین قوی تھا۔ لیکن پھر بھی مجھے لوگون نے یہ سمجھایا کہ
کبھی ذرا اس سے بچتے رہو۔ کیونکہ یہ ایک حاسدانہ طبیعت رکھتا ہے۔ اور یہ اُسکے آگے کوئی بات بھی
نہین ہے کہ جھٹ ہمین فوجداری کر بیٹھے۔ غرض جب وہ دن آیا شہزادہ اپنے اُس کمرے پر جلوہ فرما
ہوا کہ جو محل کے دروازے پر بنا ہوا تھا۔ تمام مخلوق اپنے مذہبی ارکان ادا کرنے کے لیے جمع ہوئی
مین بھی بدن سے کمر تک برہنہ کہ جس مین خون دوڑتا ہوا دکھائی دیتا تھا پہونچا اپنی بوجھل اور
وزنی مشک کے باعث سے آہستہ آہستہ قدم اُٹھائے۔ جب مین اُس کھڑکی کے نیچے پہونچا
جہان شہزادے صاحب بیٹھے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے مین نے زور زور سے اُن کو دعائین
دینی شروع کین اُنھون نے اوپر سے ایک اشرفی پھینکی وہ مین نے لپک کے اُٹھائی۔ علاوہ
اشرفی دینے کے وہ میرے کام سے بھی بہت خوش ہوے اسی بشاشت اور خوشی کے عالم مین
مین نے چند لڑکون سے جو مشکین لیے قریب ہی کھڑے تھے کہا کہ تم میری پیٹھ پر بیٹھ جاؤ چنانچہ
اُنھون نے ویسا ہی کیا لوگون کو سخت تعجب ہوا اور ایک غل و شور میری تعریف کا مچ گیا پھر
مین نے دوسرے لڑکے کو بلایا وہ بھی میری پیٹھ پر چڑھ بیٹھا میرا حریف موقع کی تاک مین تھا
وہ یہ دیکھتے ہی جلدی سے ایک بلند مقام پر جا کر کھڑا ہوا تاکہ وہان سے مجھے صدمہ پہونچا ہے
لیکن صرف اپنی قوت کے بل پر مین اُس وزن کو بھی بھیڑ مین اِدھر اُدھر لیے پھرا اور کچھ
تکلف نہین کرنا پڑا۔ گو اس وقت جوش مین تو مجھے کچھ تکلیف نہین معلوم ہوئی لیکن جب گھر آیا
تو دیکھا کہ پیٹھ تو ایسی پکا پھوڑا ہوگئی کہ آیندہ مجھسے ہرگز مشک کندھے پر نہ اُٹھائی جائے گی

ناچار مین نے اپنی مشک اور جتنی چیزین اُسکے متعلق خریدی تھین سب بیچ ڈالین اور وہ زر جو مجھے سبیل پلانے مین ہاتھ لگا تھا اُسکے سبب سے یہ حالت میری اُس افسوس ناک حالت سے بہتر تھی کہ جب مین اپنے سخت اور مصیبت زدہ سفر سے مشہد مین داخل ہوا تھا۔ میرا دستخط والا چند روز کے بعد ایک قافلہ کی ہمراہی مین طہران روانہ ہوگیا۔ مین نے اپنے حریف پر جس سے میری فوجداری ہوگئی تھی قاضی کے اجلاس مین دعویٰ دائر کیا لیکن پھر مجھے معلوم ہوا کہ قانون ملکی مین کوئی بھی سزا ایسے جرم کی نہین ہے۔ اس مین تو یہ مرقوم ہے کہ دانت کے بدلے دانت آنکھ کے بدلے آنکھ۔ لیکن کسی کو کچھ کچوک دینے کے بدلے کچوک دینا مرقوم نہین ہے۔ کاش میرا کوئی قوی دوست ہوتا تو ضرور میری اس وقت پشتی کرتا اور پھر شاید مین دادرسی کو پہونچتا۔ لیکن مجھ جیسا مصیبت زدہ شخص نہ جس کو کوئی جانتے نہ جسکا کوئی رفیق پھر مجھے کیا حاصل ہو سکتا تھا ہاں صرف روپیہ ایسے موقع پر کھونا تھا کھو دیتا کچھ حاصل ہونا خیر صلاح تھا۔

دسوان باب

حاجی بابا کا اپنے دل مین مشورہ کرکے پھیری پھر کر تمبا کو فروخت کرنا

مین نے اپنے دل مین یہ مشورہ کیا کہ اب مجھے آیندہ زندگی بسر کرنے کے لیے کیا کرنا چاہیے زندگی کے بہت سے راستے میرے لیے کشادہ تھے۔ مشہد مین گداگری کی راہ بہت ہی کھلی ہوئی ہے جو سقا بننے کی کامیابی پر شاہد تھی۔ جو مین نے کس پھرتی سے نبھایا تھا۔ پہلے مین نے ایک ریچھ نچانیوالا بننا چاہا لیکن اس فن مین کچھ شاگردی بھی کرنی پڑتی تھی۔ اس مین اوّل تو ڈھونڈی سیکھنی پڑتی تھی اور پھر تعلیم لینا پڑتا تھا کہ ریچھ کو کیونکہ سدھایا کرتے ہین۔ لیکن مین نے اس خیال کو ترک کر دیا پھر مین نے ایک دکان کرایہ پر لیکے اپنا پیشہ شروع کیا۔ مگر میرا ہرگز یہ منشا تو تھا نہین کہ مین ایسے دور دراز شہر مین اپنی ریاست کرونگا اور یہین رہ پڑونگا۔ آخرکار مین نے اپنی طبیعت کا رجحان اس طرف دیکھا اور جسکا خود بھی مجھے بہت شوق تھا کہ مین گلی در گلی تمباکو بیچتا پھرون۔ اس ارادے پر مین نے مختلف قد کے حقے خریدے۔ ایک لکڑی کی

کشتی لی جسمین مُونالین بھی تھین - جسکو تسمہ سے مین نے اپنی کمر سے باندھ لیا - مین نے
ایک ظرف آگ رکھنے کے لیے مول لیا - یہ میرے ہاتھ مین رہتا تھا - ایک جوڑا دست پناہ کا -
ایک صراحی پانی کی - ایک آنکڑا پیچھے میری پشت پر ان سکو سنبھالے رکھتا تھا - کئی بڑے بڑے
تھیلے یے جنمین ہر وقت تمباکو بھرا رہتا تھا - جب مین ان سب چیزون سے اپنے کو لادتا تھا اور
ظاہر ہے کہ یہ سب چیزین میرے ہی جسم کی سواری کرتی تھین اُس وقت مین بالکل خار پشت
معلوم ہوتا تھا جو اپنے خار کھڑے کیے ہوئے چلا آتا ہے میرے پاس تمباکو کئی قسم کا رہتا تھا -
تباس شیراز - سوسا - دمشق کا - یہ واقعی درست ہے - کہ مین صاف اور خالص تمباکو نہین
رکھ سکتا تھا - تمباکو کی تھوڑی اصلی پتیون مین مین کثرت سے ادھر اُدھر کی خراب ناپاک چیزین
کوڑا کرکٹ - ملا کر لوگون کو پلاتا تھا مجھے اس بات مین بہت ہی ملکہ ہو گیا تھا کہ مین گاہکون
مین اس کو بہت زور دے کر اصلی ثابت کر دیتا تھا غرض میرا کل نفع صرف میرے مختلف طریق
منحصر تھا جو اشخاص کہ متوسط درجہ کے مجھسے لیتے تھے انھین مین نصف میل کا تمباکو دیتا تھا اور
جو کم درجہ کے لیتے تھے انھین ایک حصہ تمباکو اور تین حصے کوڑا کرکٹ ملا ہوا ملتا تھا اور جو بہت ہی
کم درجہ کے ہوتے تھے اُنکو صرف فضلہ ہی پکڑا دیتا تھا - لیکن جہان مین نے دیکھا کہ مجھپر لوگون کا
یہ گمان ہے کہ اسکا تمباکو اچھا نہین ہوتا تو اُسیوقت مین نے اپنے اچھے تمباکو کی شہادت کے لیے
اصلی اور خالص پیش کر دیا مین عمدہ عمدہ نمونے دکھاتا اُنکے بڑے بڑے فوائد بیان کرتا اور
اُس باغبان کی تاریخ بیان کرتا جسنے اُس تمباکو کو بویا تھا اور اُسی کی نگہداشت مین اسکے
پودے پرورش ہوے تھے اور پھر اُس زمین کا پتا دیتا جہان یہ بویا جاتا ہے -

غرض مشہد مین مین اپنے حقون کی عمدگی مین مشہور ہو گیا - میرا خاص گاہک ایک
درویش تھا جو ایسا پینے والا اور پرکھا تھا کہ مین اُسے ہمیشہ صاف و خالص تمباکو دیا کرتا تھا -
اور اگرچہ اُس کی گاہکی سے مجھے کچھ نفع نہ ہوتا تھا کیونکہ ادائگی مین وہ کھرا نہ تھا لیکن وہ ایسا
چرب زبان تھا اور اپنے اکثر دستون سے کہا کرتا تھا کہ بھئی اس نوجوان سے تمباکو لیا کرو - مین ہرگز

نہین چاہتا تھا کہ کوئی بات اس کے خلاف مرضی ہو۔ یہ درویش جس کا نام درویش سفر تھا ایک
خاص ہیئت کا شخص تھا۔ اس کی لنبی پکوڑے وان ناک۔ تیز تیز سیاہ آنکھین۔ ایک گنجا ان ڈاڑھی
دو طرفہ شانون پر بڑی بڑی زلفین چھٹی ہوئین۔ اس کی مخروطی ٹوپی پر چارون طرف
قرآن شریف کی آیتین اور پاک پاک دعائین مناجاتین کڑھی ہوئی تھین۔ ایک سرخ ہرن کا
چمڑا اسکی پشت پر پڑا رہتا تھا۔ اپنے ہاتھ مین ایک فولاد کا ڈنڈا ہر وقت رکھتا تھا۔ اور اکثر جب
چلتا تو کندھے پر رکھ لیتا۔ دوسرے ہاتھ مین ایک زنبیل رہتی تھی جسمین تین زنجیرین پڑی
رہتی تھین جب کسی مسافر سے سوال کرتا تو اس زنجیر کو ہلا دیا کرتا۔ کمر مین ایک ہار سنگ سلیمانی کا
جسمین کثرت سے وزنی تسبیح کے دانے تھے لٹکتا رہتا تھا۔ اور جسوقت یہ فقیر بازارون شاہراہون
مین چکر لگاتا تھا ایک وحشت اور دیوانہ پن اس کی باتون اور کامون مین ہوتا تھا جس سے خودبخود
ناظرین کی طبیعت پر ایک افسردگی چھا جاتی تھی۔ مجھے پھر معلوم ہوا کہ اس پر ایک استغنانہ ایک
عورت کیطرف سے دائر ہوا تھا۔ اس لیے اس نے اپنی یہ حالت بنائی تھی۔ کیونکہ جب یہ میرا حقہ
پیتا اور وہان اسوقت کوئی نہوتا اور نہ کسی فرد بشر کے آنے کا گمان ہوتا یہ خاصہ جون کا تون
آدمی بنجاتا اور وہ باتین کرتا جو آدمی کیا کرتے مین غرض واقفیت سے بہت جلد میں دملاپ کی
صورت نکل آئی۔ آخر درویشون کے چھوٹے سے دائرے مین مجھے بھی لے گیا جو لوگ کہ اسی قسم
اور اسی پیشہ کے تھے یہ فقیران درویشون کے ساتھ بلا شرکت غیرے زندگی بسر کرتا تھا۔
اپنی کئی مجلسون مین اسنے مجھے بھی مدعو کیا۔ یہ درست ہے کہ مجھے یہ نہ اچھا معلوم ہوا کہ مین انکی
شرکت تمباکو پلانے مین کرون کیونکہ وہ میرا تمباکو پی کر اس قدر تلف کر دیتے تھے جو تمام
میرے گاہک بھی اس قدر نہ پیتے مگر ان کی صحبت اس قدر پسندیدہ تھی کہ مین ان کی خواہش سے
انھین باز نہ رکھ سکتا تھا۔

درویش سفر نے ایک دن شام کو جب ہم سب بیٹھے ہوے معمول سے زیادہ تمباکو پی رہے
تھے مجھ سے مخاطب ہو کے یہ کہا۔ حاجی بابا تم بڑے ہی تمباکو بیچنے والے ہو تم ہماری طرح درویش

نہین

کیون نہین ہوجاتے۔ ہمین آدمی کو اُتو بنالینا کچھ بات ہی نہین ہی۔ گو ہماری زندگی دوسرون پر منحصر ہی تاہم ہم بہت ہی آزادی سے بسر کرتے ہین۔
اصل پوچھو تو ہماری زندگی صرف ان کی کمزوری طبیعت اور سریع الاعتقادی پر منحصر ہی۔ اور جو بات مین نے تم مین دیکھی ہی مجھے اُمید ہی کہ تم ہمارے فن کو ترقی دو گے۔ اور ایک وقت مین تم شیخ سعدی کیطرح مشہور زمانہ ہو جاؤ گے۔ جب درویش سفر یہ کہہ چکا تو اور لوگون نے جو مجھے فقیر ہو جانے پر آمادہ کرتے تھے بہت ہی آفرین کہی اور اُسکی اس تلقین کی دل سے تعریف کی۔ مین نے اس سے کچھ انحراف نہین کیا لیکن مین نے ان ضروریات باتون سے اپنی جہالت بیان کی جو اس فقیری حالت مین ضرور ہونی چاہیین۔
مین بھلا آپ خیال تو فرمایئے۔ یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہی کہ مجھ ایسا جاہل ناتجربہ کار شخص کیونکر فقیر بن سکتا ہی اور اس مین فقیر کی کل صفتین کیونکر آسکتی ہین۔ یہ حق ہی کہ مین کچھ لکھنا پڑھنا جانتا ہون۔ مین نے قرآن شریف بھی پڑھا ہی اور سعدی حافظ کی تصنیفات مجھے حفظ بھی یاد ہین اور اسکے علاوہ مین نے شاہنامہ کا ایک بہت بڑا حصّہ دیکھا ہی لیکن اُسکے سوائے مین محض جاہل کندۂ ناتراش ہون۔
درویش سفر۔ افسوس اے میرے دوست تم کچھ درویشی مین بھی جانتے ہو اور پھر بھی مخلوق اللہ سے کم ہو درویشی کے لیے کچھ بہت علم کی ضرورت نہین ہی یقین۔ یہ اول مقام درویشی ہی جس قدر واقفیت تم نے بیان کی ہی اس کا ⅒ حصہ اور کچھ بیحیائی درکار ہی جسکا مین تم سے وعدہ کرتا ہون کہ اگر تم نہ صرف تھیلون پر بلکہ لوگون کے دلون کے مختار نہو جاؤ تو مجھ سے آئی۔ دیکھو صرف اسی خیرہ چشمی کے طفیل سے مجھے بڑے بڑے آرام اور عیش حاصل ہوئے ہین اور مجھسے تم جیسے لوگ جو یہی نہین جانتے کہ درویشی کیا چیز ہی ڈرتے بھی ہین اور میری عزت کرتے ہین مجھے آنکھون پر بٹھاتے ہین۔
جب درویش سفر یہ باتین بنا چکا تو اُسکے ساتھیون نے بہت ہی تعریف کی اور اس کے اقوال

آفرین کہی ۔ انھین اس قسم کے کرتب آتے تھے جو وہ لوگون کو کرکے دکھاتے تھے کہ مین ایسا حیران ہوا
اور مجھے اُسکا ایسا خیال ہوا کہ یہ باتین ضرور سیکھنی چاہیئن کہ یہ کسطرح عملدرآمد کرتے ہین اُنھون نے
اقرار کیا کہ ہم آئندہ جلسہ مین اپنی تاریخ پوری بیان کرینگے اور اُنھون نے مجھے خوب زور شور سے
تنبیہ کی کہ تو اپنے خیالات اس آسائش اور آرام کے موقع کی طرف بدل دے اور تیری یہ حالت
اُس سے بہتر ہوگی کہ تو تمباکو بیچتا پھرے اور گلی گلی جوتیان چٹخا دے ۔

گیارھوان باب

درویش سفر کی معہ دوا اور درویشون کے تاریخی حالت

جب ہم سب ملکے ایک جگہ جمع ہوے ہر ایک کے ہاتھ مین حقے تھے اور سب دیوارون سے
پیٹھین لگائے ہوے بیٹھے ہوے تھے ۔ ایک کمرے مین جسکی کھڑکی ایک چھوٹی مربع زمین کیطرف
کھلی ہوئی تھی اور جہان پودہ گلدستہ وغیرہ لگے ہوے تھے ہمارا سب کا سرپنچ اور سردار گرد درویش
سفر بیٹھا ہوا تھا اُس نے اپنی تاریخ ان مفصلۂ ذیل الفاظ مین بیان کی ۔
مین لوتی باشی کا بیٹا ہون ۔ جو شہزادہ شیراز کے دربار مین مسخرون کا افسر تھا ۔ اور دربار مین
وہ طاؤس کے نام سے مشہور تھا ۔ ایسے والدین کے سایۂ عاطفت مین تم خیال کرلو کہ مینے کیا
تعلیم پائی ہوگی بچپن مین میرے دوست اور میرے ساتھی بندر اور ریچھ تھے جو میرے باپ
اور اُس کے دوستون نے پالے تھے ۔ ان ریچھون اور بندرون کو صدہا قسم کے فن فریب تعلیم کیے گئے
تھے ۔ ان کو تیزی اور ہوشیاری کی بھی تعلیم ہوتی تھی ۔ ان ہی کی دیکھم دیکھ مجھے نقالی ایسی آگئی
تھی کہ جسکا استعمال مجھے اپنی تمام زندگی کرنا پڑا ۔ پندرہ برس کی عمر مین مین ایک فاضل لوتی
(ایران مین ریچھ نچانے والے کو کہتے ہین) بنگیا ۔ مجھے خود بھی آگ پھانکنی آتی تھی پانی کا فوارہ
منھ سے نکال سکتا تھا اور ہاتھ کی صفائی کے بہت سے اقسام کے کھیل مجھے آتے تھے ۔ میرا شہرہ
اسقدر بلند ہوا کہ روز نوروز کے جشن کے جلسہ مین اہل دربار کے سامنے مین ایک مضبوط رسے پر
کھڑا ہوا ناچ رہا تھا کہ مجھے دیکھکے اُس شہزادے کی لڑکی جو اونٹون کے توپخانہ کا جنرل تھا

فریفتہ ہو گئی ایک نوجوان اونٹ ہانکنے والا جو میرا بہت ہی گہرا دوست تھا اور جسکی بہن جنرل کے گھر مین نوکر تھی ایک دن اُنکی بہن نے اپنے بھائی سے کہا کہ ہماری بیگم صاحبہ رستے پر ناچنے والے شخص پر عاشق ہوئی ہین۔ جون ہی مجھے اطلاع ہوئی مین فوراً مرزا خط نویس کے پاس گیا جو ایک گوشۂ بازار مین بیٹھا کرتا تھا۔ اور اُس سے کہا کہ تم مجھے ایک خط عشق و محبت کا لکھدو۔ سُرخ روشنائی سے ہو اور جسقدر جلے آئین سب سے فراق کی بیکلی اور شب وصل کی آرزو۔ اور دل کی بیچینی اور طبیعت کی بیتابی ٹپکتی ہو۔ اِس مضمون سے بہتر اور کچھ بھی نہین ہوسکتا کہ مین بالکل مر گیا۔ اور مجھے یہ مرگ ناگہانی صرف تمھاری اُن آنکھون سے ہوئی ہی کہ جنمین دو شعلے آتشین مشتعل رہتے ہین۔ اِسی آگ نے میرے جگر اور دل کو بھون کر کباب کر دیا۔ باوجود اِس بیان کے آخر مین مینے یہ بھی تحریر کرا دیا کہ چونکہ ابتک مین تمھارے دیدار انور سے نہین مشرف ہوا۔ تم خود کوئی تدبیر ایسی نکالو جس سے مجھ پیاسے کو شربتِ دیدار پینے کا موقع ملے۔ بڑی خوشی کی حالت مین مجھے کچھ سمجھائی تو دیا نہین مطلب تو یہ تھا کہ کسی طرح چٹھی ہاتھ آئے مین نے مرزا خط نویس کو اپنی معشوقہ کا بھی نام بتا دیا۔ نام کا بتانا تھا کہ اُسنے یہ بھی راستہ نہین دیکھا کہ مین اُس سے کچھ اُسکا معاوضہ تو لے لون۔ سیدھا اُٹھا ہوا جنرل کے پاس چلا گیا اور اُسنے جا کر کہا کہ لوتی باشی کا بیٹا آپکی صاحبزادی پر نظر رکھتا ہی یہ ایسا گناہ ہی جو معاف ہی نہین ہوسکتا جنرل کی دربار مین بہت رسائی تھی اور اُسکا خوب کہنا سنتا تھا اُسنے دربار سے حکم دے دیا کہ لوتی باشی کا بیٹا شیراز چھوڑ کر چلا جائے۔ میرے والد نے شہزادے کی ناخوشی نہ چاہی اور میرے باپ کا ساتھ ہی اُسکے یہ خیال تھا کہ اِسکی شہرت بہت ہوتی جاتی ہی اور یہ بڑا ہوتا جاتا ہی ایسا نہ ہو کہ میرا رقیب بنجائے غرض اِن ان صورت تو ہمہ کی وجہ سے مجھے شہر چھوڑنے پر آمادہ کیا صبح کے وقت جب مین شیراز سے روانہ ہونیکو تھا اور اپنے دوستون بندرون ریچھون اور اسی قسم کے دوسرے جانورون کو رخصتی سلام کر رہا تھا کہ میرے باپ نے مجھسے کہا۔ "اے میرے بیٹے سفر تیری مفارقت کا مجھے بہت ہی صدمہ ہی۔ وہ تعلیم جو تم نے یہان پائی ہی اور وہ خاص

منافع جو تمھین ہماری اور تمھارے جانورون کی سوسائٹی (انجمن) مین رہنے سے حاصل ہوے ہین واقعی تمھین اُن مین کامیابی ہوگی - مین تمھین اسوقت وہ شے وقف کرتا ہون جو کس تیزی سے دنیا کی دولت تمھارے پاس گھسیٹ کر لائیگی - مین تمھین اپنا خاص بندر دیتا ہون جو اپنی قوم مین سب سے کامل ہے - اسے تم اپنا سچا دوست سمجھنا اور اسے مجھے سمجھ کر محبت کرنا اور مجھے اُمید ہے کہ تم ایک وقت مین وہ ناموری اور شہرت - عزت پیدا کر دوگے جیسی مین نے کی ہے اُس کے بعد میرے باپ نے اس بندر کو میرے کندھے پر بٹھادیا اور باین ہیئت مجموعی مین اپنے محبت بھرے باپ سے رخصت ہوا مین یہان سے سیدھا اصفہان کیطرف روانہ ہوا اور میری یہ روانگی کچھ دل پسند طریقے پر نہین تھی کیونکہ مین یہ امر مشکل سے جانتا تھا کہ آیا طبیعت کی ان تغیری حالتون مین خوش ہون یا غمزدہ ہون - بندر اور خودسری یہ دو چیزین بیشک خوشنما اور شادمانی کی جان تھین لیکن اپنے جلیسون اور ان مقامون کو چھوڑنا کہ جنسے بچپن سے مجھے محبت ہوگئی تھی اور اُس شیرین تمثال کی محبت و الفت و عشق کی تصویر جسوقت کہ میری آنکھون کے آگے کھنچتی تھی اُسوقت میرے دل کا حال کچھ نہ پوچھو اسی غم و الم کی صورت مین ایک درویش کے جھونپڑے پر پہونچا جو اللہ اکبر اس قدر تنگ تھا کہ توبہ - میرا دماغ رنج و الم مین ڈوبا ہوا تھا اور مجھپر مایوسی اور ہراس طاری تھا مین اپنے دل مین یہ کہہ رہا تھا -

کہان ہم اور کہان غم ہم کو غم سے کچھ غرض مطلب
دلے اے حضرت دل تم نے ہم پر مہربانی کی

مین جھونپڑے کے قریب ایک پتھر پر بیٹھ گیا - ایکطرف بندر کو بٹھالیا - میری آنکھو نسے اس غم کے جرکے سے جو میرے دل پر بیٹھا تھا برابر آنسو بھرے تھے اور مین اس حالت رقت مین کس زور زور سے یہ کہہ رہا تھا آہ واے - آہ - واے - یہ وہ الفاظ تھے اور اس درد سے کلیجہ سے نکلتے تھے کہ سننے والے کو بھی رحم آئے - میری یہ دردناک آواز سنکر درویش باہر نکل آیا - اور میری ساری کیفیت سنکر مجھے اندر لے گیا جھونپڑے مین مین نے ایک اور فقیر کو دیکھا کہ جو سابق الذکر سے

بھی زیادہ رعب والا تھا۔ وہ ایسے ہی کپڑے پہنے ہوے تھا جیسے مین اسوقت پہن رہا ہون
بلکہ یہ ٹوپی جو میرے سر پر ہی اُسی کی ہی لیکن اسکے دیکھنے سے وحشت ٹپکتی تھی۔ مگر بالکل وہ آنکھین
قریب وہ معلوم ہوتی تھین یعنی یہ وحشت بناوٹ کی تھی۔

میرے اور میرے ساتھی بندر کے پہلو مین یکایک وہ کسی خیال سے چونکا دونون فقیرون نے
باہم نج کے طور پر باتین کر کے مجھسے کہا کہ مین تجکو اپنے ساتھ صفہان لیچلون گا۔ اور مین تجھپر نظر
شفقت سے دیکھتا ہون۔ ایسے رستہ پر تجھے ڈال دون گا کہ تو خوب دولت کمانے لگے گا۔
مین نے بہت خوشی سے یہ منظور کر لیا۔ پھر جھوٹے والے درویش نے ہمین حقہ پینے کو دیا مین
اور یہ فقیر جسنے مجھے صفہان لیچلنے کا وعدہ کیا تھا باہر اُٹھکر ایک اچھی جگہ مین چلے آئے۔ اور جب
تک کہ جگہ مقصود پر نہ آگئے کچھ باتین نہ ہوئین اس درویش کا نام درویش بیدین تھا۔ اُسنے
وہان بیٹھکر مجھ سے یہ سوال کرنا شروع کیا کہ تمھاری گذشتہ زندگی کیون کر گذری اور تم نے
کیا تعلیم حاصل کی۔ جب مین نے اپنے کمال کا حال کہا کہ مجھے اس اس امر مین بہت ملکہ ہی
تو وہ بہت ہی خوش ہوا پھر اس فقیر نے وہ وہ منافع جو درویشی مین حاصل ہوتے ہین
بیان کرنے شروع کیے اور کہا اس کمبخت ریچھ بندر نچانے مین جو بہت ہی کمینہ پیشہ ہی کیا
رکھا ہی۔ اور آخر مجھے یہان تک آمادہ کیا کہ مین نے اُسکے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اُس نے مجھ سے
نصیحتاً یہ کہا کہ کبھی اگر تو نے مجکو اپنا آقا اپنا اُستاد سمجھا تو جو کچھ مجھے آتا ہی مین سب کی تجھے تلقین
کر دون گا اور اُسنے مجھے یقین دلایا کہ مجھے کچھ علم نہین آتا اسقدر آتا ہی کہ فارس مین مین ایک
کامل فقیر مشہور ہون پھر اُسنے مجھسے جادو اور نجوم کا ذکر کیا اور مجھسے یہ بیان کیا کہ مین نے
اپنی زندگی مین بڑے بڑے جادو ٹونے کیے ہین یہ اُسی کا صدقہ ہی کہ ایک دولت کثیر میرے
ہاتھ لگ گئی۔ ایک خرگوش کی دم کو ایک بچہ کے پائنے مین رکھدو پھر تم یقیناً سمجھ لو کہ اُس کو نیند
آجائیگی۔ اگر خرگوش ہی کا خون تم ایک گھوڑے کو پلا دو تو پھر دیکھو اُسے کسقدر تیز اور چابک
قدم بنا دیگا آنکھ اور بھیڑیے کی انگلی کا جوڑ لڑکے کے جسم سے چھوا دو وہ جری اور عالی ہمم بن جائیگا

اور بھیڑیے کی چربی کسی عورت کے جسم سے مل دو اُسکی تاثیر یہ ہوگی کہ اُس کا خصم خود بخود محبت کریگا اور اس قدر اُس سے بالفت پیش آئیگا کہ جسکی کوئی حد نہین۔ اگر اسکا پتا بھی اسی طرح عورت سے مل دیا جاے تو اُس کے ہان اولاد پیدا ہووے۔ چرخ کی مادہ کا چمڑا اگر تمام جسم پر لپیٹ لیا جاے تو اُس شخص سے تمام عالم محبت کرے اور خود بخود ہر ایک کا دل اُسکی طرف کھنچے اسی قسم کی اُسنے اور باتین بیان کرنی شروع کین یہانتک کہ اُسکی باتون سے میرے دل مین ایک دلچسپی کی آگ بھڑکی جبکہ اُسنے ظاہرا دولت کی ایک صورت مجھے دکھائی اور اُسنے مجھسے خود ہی کہا کہ مین تم سے یہ بات کہتا تو ہون لیکن شاید تمھین پسندیدہ نہ ہو۔ فقیر بیدین۔ سفر تم نہین جانتے کہ کس قدر خزانہ اس بندر مین ہی جس کے تم مالک ہو لیکن یہ میرا مطلب نہین ہی کہ جب تک یہ زندہ رہے اس مین سے یہ خزانہ نکل آئے بلکہ میری یہ غرض ہی کہ جب یہ مرجائیگا تو وہ خزانہ اسمین سے نکل آئیگا۔ اگر یہ مرجائے پھر مین اسمین سے ایک مصالح نکالون کہ جس سے بھرپورا جادو ہوسکتا ہی۔ شاہ کی حرمون مین وہ سونے کے برابر وزن کرکے بیچا جائیگا۔ تم واقف ہو کہ صرف بندر کا کلیجہ اور خاص کر اس قسم کے بندر کا کلیجہ جو تمھارے پاس ہی اسقدر مفید ہی کہ تمھارا مطلوب تم پر خود عاشق ہو جائے اور اپنی جان نثار کرنے لگے۔ اسکی ناک کا چمڑا اگر ناک کے گرد آدمی لپیٹے تو پھر ممکن ہے کہ زہر اثر کرے اگر اس بندر کو دھیمی دھیمی آگ مین جلایا جاے اور اندر ہی اندر اُس مین جلتی چلی جاے اور پھر یہ راکھ ہوجائے اس کی راکھ اسی قسم کے بندرون کو فائدہ دیتی ہی۔ انھین چالاک عیار۔ اور مقلد بنا دیتی ہی یعنی قوت تمتع ایسی آجاتی ہی کہ جو کچھ اُن کے سامنے کرو وہ اُسی وقت سیکھ لین۔ اُس نے پھر یہ تجویز کیا کہ ہم اس جانور کو ضرور ہی قتل کرین گے۔

مین واقعی اس تجویز سے بہت گھبرایا۔ مین اور یہ دونون گویا گھر سے ساتھ نکلے تھے جو کچھ نامساعد بخت سے ہم پر گذرتی وہ ہم مل کر سہتے اور جو کچھ ہمین فراخی اور کشادگی اور بلندی ہوتی ہم دونون برابر گذرتی اور پھر ایسی صورت مین اُسے اس وحشیانہ طریقے سے کھونا ہر شخص

جان سکتا ہی کہ میرا دل کیا کہتا ہوگا۔ مین عنقریب درویش کو جواب خشک دینے کو تھا جب
مین نے دیکھا کہ کیا تو فقیر کا چہرہ ہنس مکھ تھا اور بخندہ پیشانی باتین کر رہا تھا یکایک مارے غصہ
کے سرخ ہوگیا اور اب اُسکے رنگ گرگٹ کی طرح بدلنے لگے مجھے یہ ڈر معلوم ہوا کہ کہین یہ اُسے
زبردستی نہ چھین لے کیونکہ اس وقت مین کچھ بھی نہین کر سکتا تھا مین آخر بہت ہی بیدلی سے
اُسکے تعمیل حکم پر راضی ہوا۔ ہم پھر سڑک سے علیحدہ ہوگئے۔ اور اس بندر کو ایک تنہا پہاڑ
کے درہ مین لے گئے۔ ہم نے گیہون کے درخت کے سوکھے ٹھنڈ اور جڑین وغیرہ جمع کین اور
ایک آگ مشتعل کی جو فولاد کو بھی گلا دے۔ جب وہ آگ خوب مشتعل کی گئی میرا ساتھی اُس مین
لیجایا گیا۔ اُسنے میرے مظلوم بندر کو پکڑ لیا اور آناً فاناً مین اُسے ہلاک کر ڈالا۔ پھر اُس درویش
بیدین نے اُسکی نعش کی قطع و برید کی اُس کا جگر نکال لیا۔ اس کی ناک کا چمڑا لے لیا اور پھر
اُسی آگ مین اُسے جلادیا۔ جب یہ جل بھن کر راکھ ہوگیا پھر بڑی ہوشیاری سے اُس کی کل
راکھ کو جمع کیا۔ اور یہ راکھ اُس فقیر نے اپنے رومال کے کونہ مین باندھ لی۔ پھر ہم دونون
مل کر سفر کی راہ پر روانہ ہوے۔

ہم ایک ٹھیک اور درست وقت مین صفہان پہونچے وہان مین نے بھان متی کے
کپڑے اُتار ڈالے اور فقیری پوشاک پہن لی اور پھر ہم سیدھے طہران کی طرف بڑھے یہان
میرے آقا پیر کی بہت ہی آؤ بھگت ہوئی۔ جون ہی لوگون نے سنا کہ یہ آگیا ہی جوق جوق
اُس کی زیارت کے لیے آنے لگے۔ اور اُس سے تعویذ گنڈے لینے شروع کیے۔ ماؤن نے
اپنے بچون کو نظر بد سے بچنے کے لیے تعویذ مانگے۔ بہتون نے کہا شاہ جی کچھ ایسا کرو جس سے
میرا خداوند تابعدار ہو جاے۔ جنگ آور سپاہی بھی بڑا چاہے کہ کچھ ایسی تیغ محافظ دیجیے کہ
جنگ مین ہمین تفنگ جگردوز اور گولہ قلعہ شکن مطلق اذیت نہ پہونچا سکے۔ لیکن شاہی
محلسرا کی بیگمین اُس فقیر کی خاص الخاص گاہکون مین سے تھین۔ اُن کا مدعا دلی یہ تھا
جس کے لیے وہ جان دیتی تھین کہ کسی طرح شاہ کی توجہ ہم پر مائل ہو۔ ان مطالب کے لیے

مادی اشیا جو اس درویش بیدین نے فراہم کین واقعی بہت ہی بڑی بات تھی اُسکے
پاس سیاہ گوش کے بال تھے الو کی پیٹھ کی ہڈی۔ اور مختلف تیاریون کے لیے ریچھ کی چربی
بھی رکھتا تھا۔ ایک بیگم کے ہاتھ جو بسبب اپنی زیادہ عمر ہونے کے نظرون سے گری ہوئی
تھی اور بیگمون کی نسبت اس پر التفات شاہی نہوتا تھا میرے اُسی بندر کا کلیجہ بیچا اور
اس بیگم کو یقین دلایا کہ جسوقت تم اِس کلیجہ کو اپنے جسم کے کسی حصہ مین باندھ کر شاہ کے آگے
جاؤگی شاہ تمھاری اور رقیب بیگمون سے تم ہی کو ممتاز کرینگے اور نگاہ شاہی کی تم ہی مطمح
ہوگی۔ ایک بیگم نے یہ شکایت کی کہ مجھپر شاہ کبھی نظر ہی نہین ڈالتے ہرچند مین بنی سنوری
رہتی ہون کہ اُن کی توجہ اپنی طرف پھیرون لیکن وہان تہ ہی نہین۔ درویش بیدین نے
اُس بندر کی راکھ اُسے دی کہ اِسکا جوشاندہ کرکے پی جانا۔ تیسری بیگم نے یہ کہا کہ میرے
جھرّیان پڑگئی ہین کوئی ایسا جادو کردو کہ جھرّیان مٹجائین درویش نے ایک تیل اُسے دے کر
کہا کہ اگر اُسی طریقہ سے ملا گیا جس طرح سے مین نے رکھا ہی اور بیگم صاحبہ جب تک آپ نہین
بھی نہین تو جسقدر جھرّیان پڑی ہوئی ہین وہ ست یکلخت دور ہوجائینگی اور چہرے کی کھال
تن جائیگی۔

مجھے ان تمام پوشیدہ باتون سے واقف کیا۔ جب کبھی میرا مرشد اپنا اعتقاد لوگون مین
جمانے کے لیے جو اُسکے دام فریب مین پھنس جاتے تھے ایسی فوق العادت باتین کیا کرتا تھا کہ تو
یعنی جسقدر اُسکی باتین ہوتی تھین سب بہت ہی بے سود جنکا سر نہ پیر۔ غرض جو کچھ نفع
ان باتونسے وہ حاصل کرتا تھا اور یا میرے رفیق بندر کے ضایع ہونیسے اُسے ہوا وہ سب
اُسیکا حصہ تھا مجھے ایک تانبے کا پیسہ تک بھی نہین ملا۔

مین درویش بے دین کے ساتھ مختلف شہرون مین پھرا کہین ہم ولیون کی طرح سے
پجتے تھے اور کہین صرف ہرزہ گرد بھکاریون کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ ہمارا سفر صرف
پیرون ہی سے تھا یعنی پیدل ہی چلتے تھے۔ اسلیے مین نے ہر مقام کو بصراحت تمام

ملاحظہ کیا ہم طہران سے قسطنطنیہ چلے گئے اور قسطنطنیہ سے الیپو۔ اور دمشق مین ہو کر قاہرہ چلے گئے پھر قاہرہ سے ہم مکہ۔ مدینہ آئے۔ اور وہان سے جہاز مین بیٹھکر جدہ پہونچے۔ جدے سے سورت مین اور سورت سے گجرات۔ اور گجرات سے کشمیر۔ و لاہور ملاحظہ کیا۔ کشمیر مین درویش نے چاہا کہ لوگون کو اپنے جال مین پھنساؤن لیکن وہ لوگ کچھ ہمین تاڑ گئے تھے آخر ہم بہت ہی بےعزتی سے وہان سے چھپوان کھسکے۔ یہان سے ہم ہرات چلے آئے یہان ہم نے اپنی آرزودن پر پوری کامیابی حاصل کی کیون کہ افغان ایسے سریع الاعتقاد تھے کہ جو کچھ ہم کہتے تھے وہ سب پر ہی تو آمنا صدقنا کرتے تھے۔ لیکن یہان درویش نے عجیب جال کھیلا کہ ولی بننے کی تدبیر کی۔ جب معجزات تیار کرنے کے لیے ہمارے کرتب اور جنتر پورے ہو گئے درویش نے چاہا کہ جو کچھ وعدہ کیا تھا اُسکا جلوہ اُنھین دکھادون۔ درویش نے اپنے کو ایک جھونپڑے مین جو ایک پہاڑ پر بنا ہوا تھا اور جواہرات کے بہت ہی قریب تھا چھپایا یا مین نے ان سریع الاعتقاد لوگون کو اس مرکا۔ یقین دلایا کہ یہ فقیر وہی کھانا کھاتا ہی جو فرشتے یا جنات اسکے لیے لاتے ہین۔ لیکن یہ درویش بیدین سوءہضمی سے وہین مر کر رہ گیا فرشتے کھانا دینے کیا آتے تھے اور ساتھ ہی گھسیٹ کرتے گئے اُسنے بھیڑ کے کباب اور مٹھائی بہت سی کھالی تھی نہ ہضم کر سکا۔

	افسوس کہ دنیا سے سفر کر گئے درویش آنکھین تو کھلی رہ گئین پر مر گئے درویش	

مین نے ان سادہ لوحون مین صرف اپنا اعتقاد جمانے کے لیے یہ کہا کہ حضرت اصل مرے ہے کہ یہ جن ہماری صحبت کے ایسے بھوکے ہین کہ یہ ہرگز نہین چھوڑتے بھلا انکو ایسے ولی اللہ کی صحبت کہان نصیب ہو۔ انھون نے آسمانی کھانا اُنھین اسقدر کھلایا کہ روح کی آمد و رفت کی جگہ بھی نہین رہی وہ ان کے جسم کو چھوڑ گئے اور پانچوین آسمان مین اُنھین اس تیز جھکڑ مین اُڑا لے گئے کہ جو آجکل چل رہا ہی۔ یہ آندھی یا بادِسموم کے جھکڑ موسم گرما مین بیروتن تک

برابر چلا کرتے ہین اگر یہ ہوا نہ چلے واقعی باشندے گرمیون مین مرجائین۔ مین نے اس امر کی بھی فکر کی کہ ان کو اس بات کا یقین ہوجاوے کہ درویش کا یہ معجزہ صرف تمھارے ہی فائدے کے لیے ظہور پذیر ہوا ہے۔ مگر اُن بوڑھے اشخاص نے جو اپنے بچپن سے اس ہوا کو یون ہی چلتا ہوا دیکھتے تھے ہرگز یقین نہین کیا اور میرے کہنے پر وہ معتقد نہوے لیکن اُنکی بے اعتقادی کچھ بھی نہ چلی کیونکہ وہ ایسے تھے جیسے آٹے مین نمک اُن کی چل ہی کیا سکتی تھی۔ درویش بہت ہی بڑی عزت سے دفن کیا گیا۔ شاہزادہ ہرات اسحاق مرزا نے خود کندھا دے کر اُسکے تابوت کو قبر مین اتارا۔ افغانون نے ایک بہت بڑا مقبرہ بنوا دیا اور اب یہ ایک بہت بڑی زیارت گاہ ہے ہرات کے اردگرد کے حصص سے لوگ زیارت کرنے آتے ہین۔

اپنے رفیق گرو کے مرنیکے بعد مین کچھ مدت ہرات مین رہا۔ اسلیے کہ جو کچھ منافع اور تعظیم و تکریم میری ہوا اُس کا لطف اُٹھالون کیون کہ ایک تو مین ایسے نامی گرامی درویش کا دوست دوسرے شاگرد۔ باوجودے کہ فقیر یکایک مرگیا لیکن مین نے اپنے ارادے اور عندیے سے توبہ نہین کی اُسی طرح ثابت قدم رہا۔ مین نے اپنے افسون کی بہت ہی قیمت اٹھائی اور میرے پاس ایک زر خطیر اپنے متوفی دوست کا کنگھا۔ اور ناخن فروخت کرنیسے جمع ہوگیا مین نے خریدارون کو یہ یقین دلایا کہ جب مین چلا جاؤنگا اور تم پہاڑون مین بھر دو گے تمھین کسیطرح کا آسیب نہین ستا سکتا گو اسوقت وہ میرے ہی سبب سے یہان جمع ہین جب مین کنگھا اور ناخن فروخت کرچکا اور کنگھا معزز معزز ڈاڑھیون مین کیا جانے لگا تو مین نے یہ سوچا کہ ایسا نہو کوئی میری اس تجارت پر حجت کرے باوجودیکہ ان کو صرف اپنی سریع الاعتقادی کے صدقہ مین مین نے فریب سے اپنا گرویدہ بنالیا تھا لیکن مصلحتاً مین نے ہرات کو چھوڑ دیا اور خارس کے مختلف حصص مین ہوتا ہوا ہزارہ کے میدان مین آیا یہان لوگون کو صرف ڈیرے ہی مین رہتے ہوئے پایا۔ کابل و رقندھار کے بیچ مین یہ ایک کھلے ہوے ملک کے محیط آکر واقع ہوا ہے۔ یہان میری کامیابی اسقدر ہوئی کہ اُس کی ہرگز مجھے امید ہی نہین تھی ہرات مین جو کچھ

درویش سیدین نے کیا تھا یعنی اُسنے ولی بننے کی تدبیر کی تھی وہی مین نے یہان کی رحاجی بابا
کہتا ہی - پھر درویش سفرنے اپنا ہاتھ اُس فقیر کے کندھے پر رکھا جو اُس سے دوم نمبر پر بیٹھا ہوا
تھا اور کہا کہ اِس موقع پر یہ بھی میرا ساتھی تھا - اور اُسے یاد ہوگا کہ ہم نے ایک ایسی تدبیر کی تھی
کہ جس سے ہزارہ کے باشندون کو یقین کامل ہوگیا تھا کہ ان کے پاس ایک ایسی دیگ ہے
جو ہر وقت پکے ہوے جانورون سے پر رہتی ہی یہ وہ معجزہ ہی کہ جو لوگ ان باتون کا اعتقاد
نہین کرتے وہ بھی اُسوقت تک سر تسلیم خم ہی کرینگے کہ جب تک اُن پر اس کی اصلیت نہ کھولی جائیگی
فی الجملہ مین یہان حضرت اسحاق کے نام سے مشہور ہون جسکی نسبت تم پہلے ہی خراسان مین
بہت کچھ سُن چکے ہوگے باوجودیکہ شاہ نے میری کرامتون پر بہت حملہ کیا لیکن پھر بھی میری
کرامتین ویسی کی ویسی بنی رہین - مین نے صرف اپنے معتقدین کی سرگرمی اور سریع الاعتقادی
سے اسقدر سامان مہیا کر لیا ہی کہ اپنی زندگی باآرام گذارون - کچھ مدت سے مین یہان مشہد مین
رہتا ہون ایک ہفتہ گذرا ہوگا کہ مینے ایک عجیب کرامت دکھائی یعنی ایک اندھے لڑکے کی
آنکھون کو روشن کردیا اسلیے اب ہماری اور بھی زیادہ پرستش ہوتی ہی -

یہان درویش سفرنے اپنی تاریخ ختم کی اور اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ اب تو اپنی تاریخ
بیان کر -

یہ وہ فقیر تھا جو ہزارہ مین اسکا ساتھی رہ چکا ہی اُسنے اپنی تاریخ حسب ذیل بیان کی وہو ہذا
شہر قم مین میرا باپ بڑا قانونی مشہور تھا اسکی ناموری زیادہ تر اسکی عبادت گذاری
اسکی صفائی اور اسکے صوم الدوامی کے سبب سے تھی جو فارس مین اول نمبر کی گنی جاتی تھی
میرے باپ کے بہت سے لڑکے تھے ہم سب کو ہمارے مذہب کے اندرونی نصص کی بہت ہی
مضبوطی سے مشق کرائی جاتی تھی - جس سختی اور تشدد سے کہ ہمکو مشق کرائی جاتی تھی وہ صرف
ہمارے ہی نفس پر بسبب عیاری اور فیلسوفی کے مخالف تھی - یہ خاصیتین رفتہ رفتہ ہماری
طبیعت مین بیٹھتی چلی گئین اور ہمارے طرق مین خوب ہی گندھ گئین - ہماری حالتون پر

کسی دوسرے خیال کے بغیر ہم پر پہلے ہی گویا فریب اور دغاؤن کے جھتہ کا داغ لگا یا گیا
گویا ہم بہت بڑے جھوٹے اور جنمی فریبی بنگئے - مین بجاے خود تو ایسا فریبی اور دغا باز بنا کہ
آخر کو درویش بن بیٹھا اور جو کچھ ناموری اور شہرت مین نے حاصل کی وہ اپن خوش قسمت
حالتون مین حاصل کی ہی جو مین ذیل مین بیان کرتا ہون -

مین طہران مین پہونچا ہی تھا اور مین ایک عطار کی دوکان کے سامنے ہی اپنی جگہ قیام
تجویز کرکے بیٹھا ہی تھا کہ اتنے مین ایک بڑھیا عورت دوڑی ہوئی میرے پاس آئی اور کہا کہ
میرے آقا عطار کو ابھی معمول سے زیادہ کھانے کے باعث سے مرض لاحق ہوگیا ہی - جو دوا کہ
اسنے کھائی ہی اُسنے کچھ بھی فائدہ نہین کیا اُسکے لوحقین چاہتے ہین کہ اُسکے لیے کچھ تعویذ گنڈا
کرین - شاید اُس سے فائدہ ہو اس عورت نے مجھسے تعویذ لکھنے کے لیے کہا - چونکہ وہان میرے
پاس نہ کاغذ تھا نہ قلم تھا - نہ دوات تھی مین نے اسی بات پر زور دیا کہ وہ بڑھیا مجھے اپنے گھر
لیجائے اور مین نے وہین تعویذ لکھنے کا وعدہ کیا - وہ عورت رضامند ہوگئی - اور پہلے مجھے
ایک چھوٹے سے مربع احاطہ مین لے گئی - پھر مین وہان سے کمرے مین گیا جہان مین نے دیکھا کہ
وہ مریض پلنگ پر سے نیچے اتار لیا گیا ہی اس کو کثرت سے عورتین گھیرے ہوے ہین اور جہانتک
کہ اس جگہ کی وسعت تھی عورتین ہی عورتین نظر آتی تھین جو واویلا مچا رہی تھین
اور انکا یہ رونا تھا وائے - وائے - یہ چلا یہ چلا - دوائی کا سامان اِدھر اُدھر پھیلا ہوا تھا جس سے
معلوم ہوتا تھا کہ اسکے تندرست کرنے خواہ مار ڈالنے کی سب تدابیر ہو چکی ہین - ایک ظرف
جسمین کثرت سے اطبا کے نسخے رکھے تھے ایک الماری مین رکھا ہوا تھا ایک کونہ مین ایک پیتل
کی نلی جو ایک جانکنی کا اوزار تھا پڑی تھی - اور دوسرے سائبان مین حضرت ڈاکٹر بھی ایک جگہ
بیٹھے ہوے نہایت ہی بے پروائی سے اپنا پائپ پی رہے تھے اور جب یہ معلوم ہوگیا تھا کہ اب انکی
تدابیر غیر مفید ہین اور وہ بیان کر چکا تھا کہ طلسم سے اچھا کرنا یہ اسکا آخری علاج ہی - اور وہ طلسم
میری تقدیر مین لکھا ہوا تھا کہ مین لکھ کر کے دون - یہ ایک قاعدہ ہی کہ نیا فقیر زیادہ میدین

ولاتا ہی جون ہی مین مریض کے کمرے مین داخل ہوا مین نے دیکھا کہ وہان بہت ہی گودڑ
مچنے لگی۔ مین نے بطور حکومت کے ایک ٹکڑا کاغذ کا مانگا گویا یہ معلوم ہوا کہ سے اپنے تعویذون پر
بہت ہی بھروسہ ہی (اگرچہ پہلے مین نے کبھی تعویذ نہین لکھا تھا) ایک بڑا لمبا چوڑا کاغذ لایا گیا جو
نسخہ لکھنے کا منتظر ہی۔ قلم اور روشنائی بھی مجھے دی گئی۔ مین اپنے پورے جذبہ مین بھر آیا
اور مین نے کاغذ پر بہت بدخط نرالے طریقے سے لکھنا شروع کیا۔ اور اس کاغذ پر اللہ محمد علی حسن حسین
کے اور اوراموں کے نام لکھے۔ اور ان کو مختلف صورتون مین رکھا اور کاغذ پر بجائے حروف کے
نقش کاڑھنے لگا۔ اور مختلف شکلین بنائین پھر مین نے اسے بڑی تعظیم اور ادب سے ڈاکٹر کو دیا
اُسنے اُسی وقت پانی اور ظرف مانگا اور اُن تعویذون کو پانی سے اس ظرف مین گھولا۔ پھر
وہ لوگ جو پاس کھڑے ہوے تھے اُنھین نے ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعائین مانگین کہ یا امام حسین
ان تعویذون مین اثر دینا کہ مریض کو شفا حاصل ہو جائے پھر ڈاکٹر نے یہ کہا کہ لو اس مریض کو
یہ جا کر پلا دو۔ اگر اسکی قسمت مین جینا ہی یہ مبارک نام جو وہ اب نگل جائیگا اُسے چنگا کر دینگے
اور اگر اسکی زندگی نہین ہی تو پھر میری ڈاکٹری اور نہ کسی شخص کا کوئی اور کرتب اُسے فائدہ بخش ہوگا
ایک گھونٹ اسکا پلایا گیا اور ہر ایک کی نگہ اُس کے کمبخت چہرے پر پڑنے لگی کہ شاید اُسکے دیے
سے کچھ افاقہ کی صورت نظر آتی ہی۔ کچھ دیر تک یہ اسی طرح سے پڑا رہا گویا اسمین زندگی کی کوئی علامت
ہی نہین ہی۔ نہ صرف مین اور ڈاکٹر بلکہ اور لوگ بھی اچنبھے مین رہے لیکن پھر اُسنے ایک چیخ ماری
اور آنکھین کھول دین اپنا سر اُٹھا کر اپنے بازو پر رکھا اور ایک ظرف منگایا اور اُسمین قے کر دی
اور اچھا ہو گیا۔ مین فوراً اپنی طبیعت مین خوش ہوا اور مین نے سمجھ لیا کہ یہ صرف اُس نسخہ کا
اثر ہی جو مین نے اُسے گھول کر پلایا تھا اور یہ متلی اور اُبکائی صرف روشنائی کا اثر تھا جس نے
اُسے تندرست کر دیا۔ اب مین نے ان لوگون سے کہا کہ آپ جانتے ہین کہ یہ صحت صرف
میرے تعویذ کی برکت سے ہوئی ہی۔ ورنہ اُس کا جینا ہرگز ممکن نہ تھا۔ اُسکے مقابل مین
ڈاکٹر نے یہ کہنا شروع کیا۔ کہ یہ تندرستی صرف میری ہی دوائی سے حاصل ہوئی ہی کیونکہ

جون ہی اسکے مریض نے آنکھین کھولین اُس نے یہ کہا۔ مین نے تھین ایسا نہیں کہا تھا۔
یہ صرف میرے ہی نسخہ کا اثر تھا کہ یہ اچھا ہو گیا ورنہ اس کا جینا محض نا ممکن تھا۔
مین نے بھی مگر اُس کو ذرا نہ چلنے دیا۔ مین نے کہا کہ جب اے ڈاکٹر صاحب آپ اپنے مریض
کو اچھا کر سکتے تھے پھر یہ تو فرمائیے کہ مجھے بلانے کی کیا ضرورت تھی۔

شرط انصاف ہی ہر بات مین اے بندہ نواز

بس آپ اپنی حکمت لپیٹ رکھیے اور جس کا آپ سے تعلق ہی نہین ہی اُس مین دخل
در معقولات نہ دیجیئے۔
ڈاکٹر مسٹر درویش مجھے اسمین شک نہین ہی کہ تم پُر تاثیر تعویذ لکھ سکتے ہو اور اس کے
معاوضہ مین تم بڑی قیمت لے سکتے ہو لیکن ہر شخص اِس بات سے واقف ہی کہ درویش کون
ہین اور کیسے ہوتے ہین اگر ہمیشہ ان کے تعویذون مین اثر ہی ہو اور کبھی خطا ہی نہ کرین
تب بھی اُس مین کچھ ان کی بزرگی نہین ہی کہ جو تعویذون کو پُر تاثیر بنا دیتا ہی۔
مین تو ہی کون کتا۔ اور مجھ خادم پیغمبر سے تو یہ کیا بکتا ہی۔ ڈاکٹرون کی جہالت کو نہین
جانتا کہ ضرب المثل نہین ہی۔ تم اپنی جہالت کو تقدیر پر ڈال کر چھپاتے ہو اگر اتفاقاً اور حیاناً بااللہ
مریض اچھا ہو گیا پھر تو تم یہی کہتے ہو کہ یہ صرف ہمارے ہی نسخہ سے اچھا ہوا ہی اور
اگر وہ مر جائے تو کہتے ہو خدا کے بھیدون مین کون دخل دیسکتا ہی اسکی تقدیر ہی مین مرنا
لکھا ہوا تھا آدمی کی کوشش اُسے کیونکر مفید ہو سکتی ہی۔ اب تو آپ مہربانی فرما کر تشریف
لیجائیے جب کسی دوسرے مریض کو تم قریب مرگ کر دوگے اور پھر تمسے اسکا کچھ نہو سکیگا مجھے
بلا بھیجنا اسوقت مین تمھاری ڈھیٹھ جہالت کی اصلاح کر کے اسیطرح اُس مریض کو بھی
کو بھی اچھا کر دونگا جیسا مین نے اس عطار کو کیا ہی۔
ڈاکٹر تیری اور اپنی جان ایک کر دونگا مین وہ شخص نہین ہون کہ مین نے آج تک
کسی سے بھی یہ کلام ناشائستہ سُنے ہون کہ آج مین فقیر کے کتے سے بھی کمتر بنایا گیا اسے کہتے ہی

وہ فوراً اُٹھا اور کپکپاتی ہوئی صورت مین میرے پاس آیا اور جہانتک اُس سے ممکن ہوا مجھے خوب ہی برا بھلا کہا۔ مین نے بھی اُسکے جواب مین اسکی اہانت مین کوئی کسر نہین رکھی یہانتک کہ گھونسے بازی ہونے لگی۔ اسنے اس زور سے میرے سر کے بال پکڑکر کھینچے اور مین نے اسکی ڈاڑھی اسی طاقت سے اینچی کہ مین نے مٹھی بھر کر اسکی داڑھی اُکھیڑلی اور اُسنے میرے سر کے بال صاف کیئے۔ ہم نے ایک دوسرے کے منھ پر تھوک دیا۔ اور کاٹ بھی کھایا۔ غرض اسقدر تیزی سے لڑائی ہوئی کہ تو بہ مریض بیہوش ہوگیا۔ اور عورتون نے غل مچانا شروع کیا۔ بڑا زبردست واویلا مچنے لگا اور شاید اس فساد اور غل وشور کا انجام بخیر نہ ہوتا اور یہ معاملہ بہت ہی طول کھینچ جاتا کہ ایک عورت ہماری طرف دوڑی اور اُس نے کہا کہ ارے غضب کرتے ہو پولیس مین دروازہ کھٹکھٹا رہے ہین۔ اور دریافت کر رہے ہین کہ یہ جھگڑا کہان ہو رہا ہے۔

بس یہ سنتے ہی ہم علٰحدہ ہوگئے اور اسوقت مین یہ دیکھ کر بہت ہی خوش ہوا کہ پاس کھڑے ہوے اشخاص میری طرف تھے۔ اس لیے کہ اُنھون نے ڈاکٹر کی دوائی اور ہنر کی توہین کی کہ طبیب ہمیشہ ہی خیال مین رہتا ہی کہ مریض اچھا ہو یا نہ ہو اُس کو روپیہ دیدو۔ اُن لوگون نے اُسوقت میری طرف اس طرح سے دیکھا کہ گویا مین اُن کو ولی اللہ معلوم ہو رہا ہون کہ جس خدا نے میرے ہاتھ کے لکھے ہوے مین وہ تاثیر بخشی ہی گویا مین سب مرضون کو اچھا کرسکتا ہون۔

جب ڈاکٹر نے دیکھا کہ یہ معاملہ پیش آیا جہان تک اُس سے جلدی ہوسکا وہ وہان سے سٹکا۔ کمرے کے چھوڑنے سے پہلے اُسنے جھک کر جسقدر کہ اس کی داڑھی کے بال گرے تھے اور جن کو مین نے نوچ کر پھینکا تھا سب چُن لیئے اور کچھ بال میرے سر کے بھی اسمین شامل کرلیئے اور اُن کو ہاتھ مین لیکر میرے منھ کے آگے نچایا اور یہ کہا۔ اُسوقت ہم دیکھینگے جب کل قاضی کے پاس ہم [illegible] کی طرف خندہ زنی ہوتی ہی اسلیئے کہ ٹھہرئیے داڑھی کا ایک بال ایک [illegible]

کی قیمت رکھتا ہی اور مجھے آپ کے طلسم پر شبہہ ہی کہ جسقدر میرے ہاتھ مین یہ بال ہین آیا آپ اُنھین
خرید لیتے ہین یا نہین یہ ایک صریح امر تھا کہ جب اُسکا غصہ ٹھنڈا ہو جائیگا یہ ہرگز صرف اپنی نامی
کے سبب سے قاضی کے اجلاس مین مقدمہ دائر نہین کرنے کا کیون کہ اس سے اس کی ناموری مین
بٹہ آتا ہی۔ اس لیے مجھے اسکا بھی ڈر نہ ہوا کہ مین عدالت مین گھسٹون گا۔ اس کا تردد ہی
میرے دل سے جاتا رہا۔ اور مین نے صرف یہ خیال کیا کہ کیسا خوش قسمت موقع پڑا ہی کیا کہنے

آفرین باد برین ہمتِ مردانہ من

اب یہ شہرت سارے مین ہوئی کہ عطار (جس کا طہران مین اول نمبر تھا) ۔جان بلب تھا
ایک فقیر نے کہ جو نووارد تھا اُس کو اچھا کر دیا ورنہ اُس کے مرنے مین باقی ہی کیا رہگیا تھا اس
شہرت سے میری طرف عوام الناس کا رجحان ہونیلگا۔ صبح سے شام تک بیٹھا ہوا مین تعویذ
لکھا کرتا تھا جس قسم کا کوئی شخص مانگتا اُسی قسم کا دیتا چند ہی روز مین میرے پاس سیکڑون
روپیہ ہو گیا۔ لیکن مین اپنے کو بدقسمت خیال کرتا ہون کہ روزانہ اُس عطار سے میری ملاقات
نہوتی تھی صرف اس کی کرامت سے جو اُسکے زندہ کرنے مین ظہور پذیر ہوئی تھی مین نے
ناموری پوری حاصل کرلی تھی۔ جس سے میرے تفکرات دن بدن کم ہوتے جاتے تھے۔ اب میرا
ارادہ ہوا کہ فارس کا سفر کرنا چاہیے مین نے فوراً طہران چھوڑ دیا۔ جہان کہین میرا منھ اٹھا اور
جس شہر کی طرف جاہتا مین چل دیتا لیکن کسی شہر مین پہونچنے سے پہلے مین اپنی چالاکی سے
یہ تدبیر کرتا کہ اس شہر مین داخل ہونے سے پہلے میری ناموری اور ولایت کی شہرت ہو جائے
عطار نے مجھے اپنی مہر لگا کر ایک تصدیق دی تھی اور اُس مین یہ مرقوم تھا کہ صرف شاہ صاحب
کے تعویذ کے صدقہ مین میری دوبارہ زندگی ہو گئی ورنہ میرا بچنا محال تھا۔ تو جس مقام اور جگہ پر
کہ میرا گذر ہوتا تھا اُسی تصدیق کو مین پیش کرتا تھا تا کہ ان رپورٹون کو اور بھی مضبوطی ہو جو میری
تعریف اور توصیف مین مشتہر ہو رہی تھین۔ اسوقت اُسی ناموری اور نیکنامی کا تمغہ پہنے ہوے
مین کس عمدگی سے زندگی بسر کر رہا ہون۔ اور اُسی ناموری کے صدقہ مین روزمرہ کی کاربرآری

کے قابل مجھے حاصل ہوجاتا ہی۔ لیکن جب مین دیکھتا ہون کہ آمد مین کچھ فرق آیا بس جہان کہین میرا دل چاہا مین چلا گیا۔ بس یہ کہکے اُس فقیر نے بھی اپنی بپتا ختم کی۔

جب تیسرا درویش موجود ہوا اور اپنی رام کہانی کہنے لگا تو اُس نے یہ کہنا شروع کیا۔

"اب نئی رنگ کی ہوتی ہین دلیل و برہان"

بھائیو۔ میری کہانی تو بہت ہی چھوٹی ہی۔ اگرچہ قصہ گوئی میرے پیشہ مین داخل ہی مین ایک اسکول ماسٹر کا بیٹا ہون۔ اُس نے صرف اِس خیال سے کہ میری قوت حافظہ بہت ہی بڑھی ہوئی ہی مجھے صدہا قسم کی کہانیان بزبان حفظ کرانی شروع کین اور جب میرے باپ نے ملاحظہ کیا کہ اب میرے بیٹے کا دماغ کافی تربیت سے پورا ہوگیا اور اُسے قصص کا پورا علم ہوگیا تو اُسنے فقیری کی پوشاک مین مجھے دنیا مین جانے کی اجازت دی اور کہا کہ تو لوگون مین جاکے ان کہانیون اور قصص کو سنا تاکہ تیری قابلیت اور لیاقتون کا جہان مین ڈنکا بجے۔

اول ہی اول تو مجھے کچھ حاصل نہ ہوا۔ میرے سامعین میری رام کہانی سنتے تھے اور سن سُنا کر یون ہی چلے جاتے تھے مگر اسکا معاوضہ وغیرہ کچھ بھی نہین ملتا تھا رفتہ رفتہ مجھے تجربہ بھی ہوگیا اور اب مین نے اپنے پہلے طریقہ کو بدل دیا کہ لذت مین قصہ کہے چلے گئے اور جب اختتام ہوگیا تو سامعین اپنے اپنے گھر کو لینے ہوے اور ٹکا بھی کسی نے ہاتھ پر نہین رکھا اب مین نے یہ کیا کہ جب سب جمع ہوگئے۔ مین نے اُن سے کہا کہ بھائیو جو کچھ مین کہتا ہون آپ لوگ ذرا مجھ مسکین کی عرض کو فیض بخش توجہ سے گوش زد فرمائین گے چنانچہ پھر مجھے ایسا کبھی بھی اتفاق نہین ہوا کہ مین نے مٹھی بھر پیسے ہر ایک قیام مین نہ کمائیے ہون مثلاً جیسے شہزادۂ ختا اور شہزادی سمرقند کا قصہ ہی کہ جب عفریت اہرمن نے شہزادۂ ختا کو پکڑا ہی اور اُسے نگلنے کو ہوا جب شہزادہ عفریت کے منھ مین لٹکا اور اُسنے اسکو اپنے اوپر اور نیچے کے جبڑے مین دبایا اور شہزادی مو پریشان مایوسانہ اُسکے پیرون پر گر پڑی اور کہا خدا کے لیے

اے دیوؤن کے بادشاہ تو اسے بخشدے اور اسکی جان بخشی کر۔ اور جب اسکے تمام نوکر چاکر سپاہی وہاں اپنے برچھون کو دبکا کر مارے ہر اس کے سناٹے مین رہگئے اور سوارون نے اس خوفناک آفت سے پہلے ہی روگردانی کی تھی۔ اور جسوقت کہ دیو اپنی دہشت ناک آواز سے غل مچاتا تھا تو رعد و برق کی گرج کو بھی پرے بٹھاتا تھا۔ یہ کہانی یہانتک کہکر مین ٹھہر گیا۔ اور مین نے اپنے معزز سامعین کیطرف مخاطب ہوکر کہا حضرات اب آپ ذرا اپنی تھیلیون اور کیسون کے منھ کھولیے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ کس کرامت سے شہزادۂ ختا نے الٹاس دیو ست کا سر اُتار لیا۔ بس اِن کرتبون اور ترکیبون سے لوگونکی تعجبانہ طبائع سے مین نے بہت کچھ کما لیا اور جہان مین نے دیکھا کہ میری کہانیون کا سرمایہ ختم ہوگیا اس جگہ کو چھوڑ دیا اور آگے روانہ ہوگیا۔ اور پھر وہان نیا دانہ نیا پانی نئے سننے والے اور ہمارا اُن کے کانون مین نیا بیان۔

بارھوان باب

حاجی بابا نے فریب و دغل کو مناسب سمجھکے دوسری تازہ تدابیر کین ۔

جب تینون فقیر اپنی اپنی بیتی کہہ چکے مین نے اُن کا شکریہ ادا کیا کہ صرف آپ کے صدقہ مین مجھے کسقدر باتون کا علم ہوگیا ہی۔ جہانتک مجھ سے ممکن ہوا مین نے اُنسے ہر قسم کی تعلیم پائی اور صرف اس خیال سے کہ میری یہ حالت بدل جائے اور اپنا حال کا کام مین ترک کردون اور پھر خود بھی ایک فقیر بنجاؤن درویش سفر نے جس قدر کہ اُسے فریب اور دھوکے بازیان آتی تھین سب مجھے تعلیم کین اور یہ وہ فریب تھے جنکی خود اُس نے مشق کی تھی۔ تاکہ لوگ مجھے ایک مقدس شخص خیال کرنے لگین۔

دوسرے درویش سے مین نے تعویذون کے لکھنے کی ترکیب سیکھی اور قصہ گو درویش نے چند کہانیان مجھے حفظ کرادین جو اُسکے دماغ مین ٹھسا ٹھس بھری ہوئی تھین علاوہ اسکے اُسنے مجھے اپنی کتابین دیدین اور مجھے چند قواعد کی تعلیم کی کہ کس روش اور کس ترکیب سے سامع کا

دل نیچے اوپر انسان مائل کرسکتا ہی یہانتک کہ اُسکا روپیہ گرہ سے نکل آئے۔

اُسوقت مین نے پھر اپنا تماکو بیچنا اور حقہ پلانا شروع کیا۔ لیکن جب جب ارتباط اور میل جول کے یہ درویش میرا سارا نفع پی جاتے تھے اور مین یون ہٹے ٹوٹیان مارکر رہجاتا تھا مین نے آخرکار یہ کرنا شروع کیا کہ اپنے ہمیشہ کے گاہکون سے جس قسم کا تماکو دیتا تھا اِس مین اور بھی میل زیادہ کرنے لگا تو اب اُن کو بجز خشک پتون اور خشک غلیظ کے دھوئین مین کیا خاک مزا آتا۔

ایک دن شام کا وقت تھا آفتاب رخصت ہوچکا تھا گھٹا ٹوپ اندرھیاری کی چادر عالم پر پھیل چکی تھی۔ بازار بند ہونے کو تھی کہ ایک جھکی ہوئی کمر کی بڑھیا گدڑی پہنے ہوے میرے سامنے آئی اور مجھے ٹھہراکر کہا کہ میرے پینے کے لیئے ذرا اپنا حقہ بھر دے۔ اِس عورت کے چہرے پر نقاب پڑی ہوئی تھی اور اُسکے مُنھ سے بلا ضرورت ایک لفظ بھی نہین نکلتا تھا مین نے اُس کو اپنے سب سے بُرے تماکو ؤن مین سے بھر کردیا۔ جون ہی اُسنے حقہ کی مہنال لے کے ایک گھونٹ پیا۔ بس پینا تھا کہ اُسنے اَخ اَخ تھوتھو کرنا اور بُرا بھلا کہنا سننا شروع کیا کہ فوراً چھ آدمی جمع ہوگئے۔ ان سب کے ہاتھون مین رسّیان تھین مجھے گرفتار کرلیا۔ وہ عورت جسکے چہرے پر نقاب پڑی ہوئی تھی جب اُسنے اپنی نقاب اُٹھائی تو معلوم ہوا کہ حضرت کوتوال ہین نقاب اُٹھاتے ہی کوتوال نے مجھ سے یہ کہا اے بدبخت صفہانی آج مین نے تجھے گرفتار کرلیا ہی تو نے مشہد کے آدمیون کو اپنا زہر آلود ملغوبہ پلا پلا کے بہت دنون سے تہ وبالا کر رکھا تھا۔ اب جسقدر آپنے کمایا ہی سب دیکھیے ناکون کے راستہ سے نکلوا لیتا ہون ایسے زیر بند بچہ تمھارے پیرون پر پڑین کہ تم بھی یاد کرو سب چھٹی کا کھایا بھول جاؤ۔ یہ کہکر اُسنے اپنے ماتحت افسرون سے کہا کہ لاؤ بہت جلد اِس کا کاٹھ مین پیر دیدو۔ اُسی وقت میرے دونون پیر کاٹھ مین دیدیے گئے اور پھر میرے پیرون پر زیر بند اڑنے شروع ہوے۔ اُسوقت کی بھی عجیب حالت تھی۔ دس ہزار محتسبون کی صورتین مع دس ہزار نقاب پوش عورتون کے

مین نے اپنی آنکھون کے سامنے پھرتی ہوئی اور ناچتی ہوئی ہنستی ہوئی دیکھین کہ وہ میرے اُس پیچ وتاب پر خندہ زن ہین۔

مین نے اپنے عذاب کرنے والے سے اُسکے باپ کی روح کے صدقہ مین۔ اُسکی ماں اور دادا کے طفیل سے اُسکے بال بچون۔ اُس کے شہزادہ۔ پیغمبر۔ علیؑ۔ اور سب اماموں کے واسطے سے رحم کی استدعا کی اور مین نے اپنے تا کو بہت ہی بُرا بھلا کہا۔ مین نے حقہ پلانے سے انکار کیا مین نے اپنے ان ناظرین سے اپیل کی جو میرے اردگرد دھڑے ہوے تھے۔ اور نیز اپنے ان تین درویشون سے کہ وہ بھی موجود تھے شاید اُن کے دلون مین کچھ رحم پیدا ہو اور یہ میری نجات کی شفاعت کرین جنھون نے میری اس خوفناک حالت کو دیکھ کے نہ تو اپنے بازو اور نہ اپنی زبان کو حرکت دی۔ غرض مین نے ہی اس قدر زور زور سے چلانا اور چیخنا واویلا کرنا شروع کیا کہ آخر کار مین بیہوش ہوگیا اور پھر مجھ مین کچھ حس و حرکت باقی نہ رہی۔

جب مجھے ہوش آیا۔ مین نے دیکھا کہ مین رستہ کے کنارے پر ایک دیوار کی طرف منھ کیے بیٹھا ہوا ہون اور لوگ مجھے گھیرے ہوے میری مصیبت ناک حالت کو ہکّا بکّا دیکھ رہے ہین لیکن اُس غول مین کوئی شخص ایسا نہین دکھائی دیا کہ جو مجھ پر رحم کرتا۔ میرے حقہ وغیرہ جو کچھ میرے پاس سامان تھا وہ سب مجھسے لے لیا گیا تھا آخر جسطرح سے کہ مجھ سے ممکن ہوا مین گھسٹتا ہوا اور رگڑتا ہوا اپنے گھر کی طرف چلا۔ خوش قسمتی سے میرا گھر بہت دور نہین تھا گھٹنیون گھٹنیون مین روتا ہوا اور اس پُردرد آواز سے نالہ ہاے جگر دوز نکالتا ہوا کہ جنپر خواہ مخواہ رحم ہی آے اپنے گھر مین آیا۔

جب اس مصیبت زدہ حالت مین ایک دن تک پڑا رہا میرے تمام پیر سوج گئے تھے اور اُن کا گوشت پوست سب اوپر اُبھر آیا تھا اور بہت ہی جانکنی کی حالت تھی تو اُن تین درویشون مین سے ایک درویش سے میری ملاقات ہوئی وہ بہت ہی جرارت کرکے میرے

قریب آیا لیکن بہت ہی خوف زدہ تھا۔ درویش نے کہا کہ تم میرے رفیق ہو اس لیئے اتنی جلدی مین تمھاری مدد کے لیئے آیا ہون۔ چونکہ اول اول یہ درویش بھی اسی سختی سے پیرون کی مار کھا چکا تھا اس لیئے یہ بخوبی واقف تھا کہ کس کس علاج سے پیر اچھے ہوتے ہین اور ان زخمون کو نسی دوا نوش دارو کا حکم رکھتی ہی۔ تھوڑی ہی مدت مین اس درویش نے میرے پیرون کو اپنی اصلی حالت پر کر دیا۔

اپنی گرفتاری کے زمانہ مین مین اس حالت پر خیال کرتا تھا۔ میرا قصد ہوا کہ مین مشہد کو چھوڑ دون کیونکہ مجھے یہ خیال ہوا کہ تو یہان ایک کمبخت ساعت مین داخل ہوا تھا۔ ایک دفعہ تو میری پشت کا چورا ہوا اور ایک بار میرا لکڑی سے بکل اڑایا گیا مین نے پہلے ہی کچھ زر نقد جمع کر لیا تھا اور مین نے بڑی ہوشیاری سے اپنے کمرے کے ایک کونہ مین جس مین کہ مین رہتا تھا اس زر نقد کو دفن کر دیا تھا۔ بس صرف اسی روپیہ سے مین نے ارادہ کر لیا کہ جو کاروان جاے بس اسی کے ساتھ طہران روانہ ہون۔ مین نے اپنی راے کا درویشون سے اظہار کیا انھون نے میری اس تدبیر پر تحسین کی اور اسکے علاوہ درویش سفر نے کہا کہ مین تمھارے ہی ساتھ طہران چلتا ہون۔ کیونکہ جسقدر راہ رفقیر ہین اُن کو میری اس حالت پر کہ لوگ میرا اعتقاد رکھتے ہین بہت ہی حسد ہو گیا ہی اور رات دن ان کی یہی خواہش ہی کہ وہ مجھے برباد کر دین۔ چونکہ یہ ناممکن ہی کہ مین ان کی تاب مقاومت لا سکون پھر کیا ضرور ہی کہ مین یہین پڑا رہون اور کہین اپنی قسمت آزمائی کرون گا۔

جہان کو رست جاہے بیتوان کند

یہ امر طے پایا اور باہم اس بات کا سمجھوتہ بھی ہو گیا کہ مین بھی فقیری کپڑے زیب تن کرون بازار سے ایک فقیرانہ ٹوپی۔ تسبیح اور ایک بکرے کی کھال جس کو مین نے اپنے کندھون پر ڈال لیا خریدا اور اب تیار ہو ہوا کے مین سفر پر ایک ہی لمحہ کی کوشش مین مستعد ہو گیا۔

جب ہم سب طرح سے تیار ہو گئے تو کچھ ہمارے دلون مین ایسا بے صبرا پن سما یا اور

طبیعتین ایسی اُچاٹ ہوئین کہ ہم نے باہم یہی ارادہ کیا کہ اکیلے ہی چلو" چلو چلو تو سہی جو کچھ کرے میرا مولیٰ کرے"

ہماری اچھی تقدیر خود ہمین راہ کے خطرون سے محفوظ رکھے گی لیکن ہم نے یہ صلاح کی کہ سفر کا ارادہ کرنے سے پہلے سعدی کی کتاب مین فال نکالو دیکھو وہ کیا صلاح دیتے ہین درویش سفر نے کچھ اپنی معمولی پڑھنت پڑھکر کتاب کو کھولا۔ اُسنے ہمارے مدعاے دلی کے خلاف لے زنی کی۔ اُس مین یہ لکھا ہوا تھا۔

کہ "بغیر بھروسہ اور اعتبار کے دوائی پینا خلاف نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ یا بغیر کاروان کی ہمراہی کے سفر کرنا بھی وہی مصیبت برپا کرتا ہے"

بس جون ہی ہم نے یہ دیکھا ہمارے دل مین یہ نصیحت نقش کالحجر ہو گئی اور ہم نے اُسی پر سر تسلیم خم کیا۔

مین یہ دریافت کرتا پھرتا تھا کہ طہران کاروان کب روانہ ہوگا کہ مین نے اپنے دوست خچر والے کو دیکھا کہ جو ابھی مشہد پہونچا ہی تھا۔ اس کا ایک سوداگر سے معاملہ ہو گیا تھا کہ تجارتی اشیا کو جسمین بھیڑ کا چمڑا بھی شامل تھا دارالخلافت تک پہونچا دے جون ہی میرے دوست خچر والے کی نگہ مجھپر پڑی اُسنے بہت ہی خوشی ظاہر کی اور فوراً اپنا ناریل مجھے اتار کر پینے کو دیا جب سے کہ ہم سے جدائی ہوئی تھی اور مجھپر جو کچھ گذرا۔ تھا سب حرف بحرف کہہ سنایا اور اسی طرح سے جو کچھ اس پر بیتا تھا اُس نے مجھ سے اپنی رام کہانی بیان کی ایک کاروان کے ساتھ مشہد سے ہم اصفہان روانہ ہوے اس کے خچر پر کچھ تو چاندی کے ظروف لدے ہوے تھے اور کچھ بھیڑون کی کھالین تھین۔ راہ مین ترکمانون کے خوف سے دم خشک ہوا جاتا تھا مگر خدا خدا کر کے ہم منزل مقصود پر امن سے پہونچ گئے۔

شہر اصفہان مین اب تک ترکمانون کے گذشتہ حملہ سے جسکا مین ذکر کر چکا ہون گڑبڑ ہٹ مچ رہی تھی اور تمام صفاہانون کو یہ یقین کامل تھا کہ جن لوگون نے ملک پر حملہ کیا تھا وہ ایک ہزار سے

ہرگز بھی کم نہین تھے۔ اور صرف اپنی جمعیت کے گھمنڈ پر وہ بہت ہی جرات سے یہان حملہ آور ہوے تھے اور قریب علی حسین حجام خود ایک سردار کو اپنے ہاتھ سے بہت ہی سختی سے زخمی کرکے اپنی جان بچاکر بھاگا تھا۔

ہمیشہ مین نے اپنی سرگذشت کا راز چھپایا اور کسی پر اصلا ظاہر نہ کیا اور یہانتک کہ خچر والے سے بھی تو کسی بات کا کبھی ذکر تک نہین آیا۔ اصفہان سے میرا دوست ردی کا اسباب تماکو۔ تانبے کا سامان یزد کو لے گیا اور وہان چند روز قیام کیا۔ اُس وقت ایک کاروان مشہد جانے کے لیے جمع ہو رہا تھا اور یہ اپنے خچرون کو یزد کی اشیا سے لاد رہا تھا خیر جب چیزین لد چکین تو ہم تینون طہران روانہ ہوے یعنی مین درویش سفر اور خچر والا جب ہم دونون چلتے چلتے تھک جاتے تھے تو خچر والا اپنے خچرون پر ہمین بیٹھنے کی اجازت دے دیتا۔

تیرھوان باب

حاجی بابا کا مشہد سے روانہ ہونا

جب مین اس دروازے سے بچ کر نکلا جس مین سے راستہ سیدھا مشہد سے طہران جاتا تھا تو ایک شخص نے زائرین مین سے میری طرف مخاطب ہوکر یہ کہا "خدا کرے تجھپہ مصیبت پر مصیبت بپا ہو۔ میرا رفیق درویش سفر جسکو مین اپنا ہمدرد سمجھتا تھا میری دلسوزی کرنے لگا اور ہم دونون نے ملکر شہریون کی مخالفت مین گلے کی رگین پھلا پھلا کر باتین کرنی شروع کین۔ جو کچھ اُنھون نے میرے ساتھ کیا تھا اور مجھ سے پیش آے تھے اُسکا مین نے پھر رونا رویا اور جو کچھ مشہد کے ملانون سے اُسے ایذا پہنچی تھی اُسنے بھی ایک ایک حرف کہہ ڈالا۔

درویش سفر۔ مین تمھاری نسبت کہتا ہون کہ تم ابھی نوجوان ہو ابھی جب تک کہ تمھین پورا تجربہ نہ حاصل ہو جائیگا اسی قسم کی بہت بہت تکالیف تمھین سہنی پڑینگی۔ پھر تم کہین جاکر سمجھوگے کہ زندگی کیون کر گذارا کرتے ہین اپنی اس پہلی مار پر نہ کڑھو کیونکہ یہ ایک ہی دفعہ کی مار تھین اور بہت سی مارون سے بچا لینگی۔ دوسرے وقت تمھین تجربہ کو دکھا دیگی۔ اگرچہ

اُسکے منھ پر نقاب بھی پڑی ہوئی معلوم ہوگی۔ مگر تم صرف اِس مار کے صدقہ مین اسے تاڑ لوگے کہ ہان یہ نقاب پوش محتسب صاحب ہین (اپنی داڑھی مٹھی مین لے کے) مجھ جیسے مسن آدمی کی طرف خیال کرو جسنے بہت کچھ دنیا کا حال دیکھا ہی دیکھو پھر سفر پر آمادہ ہوا جو وقعی میرے لیے ایک بہت ہی مصیبت ہی۔

مین (یعنی حاجی بابا) تو پھر آپ کے لیے یہ بہتر ہوگا اور آپ کو اسی مین آرام ملے گا کہ آپ یہین مشہد ہی مین رہین۔ اگر آپ اپنی عبادتون اور طہارت وظیفہ وظائف مین بچتے ہوے تو بلاشک ملانون کا کچھ بھی افسون نہ چل سکے گا۔ اور وہ آپ کا بال بھی بیکا نہ کر سکین گے۔

درویش سفر۔ یہ تو تم سچ کہتے ہو۔ مگر سبب یہ ہی کہ حضرت رمضان تشریف لے آئے ہین اور ان روزون کے زمانہ مین ملانے بہت ہی میری تاک جھانک مین لگے رہتے ہین اور جب تک کہ مین حقہ نہ پیون کہ جو ایسا ہی میرے لیئے ہی کہ جیسے ایک جاندار کے لیے ہوا کا کھانا اور شراب میرے لیے روٹی ہی کہ بغیر اُسکے مین زندہ نہین رہ سکتا تو اب لامحالہ مجھے سفر کرنا لازم آیا کیونکہ مذہباً حالت سفر مین روزہ رکھنے کی رخصت نہین دی گئی ہی اور ہمارا شب و روز یہ عالم ہی۔

ما ہمانیم و سبو مستی ہر روزہ ہمان	نہ شب جمعہ شناسیم نہ ماہِ رمضان

گو مین انھین اب بھی دھوکا دے سکتا ہون کہ جیسے مین نے پہلے کئی بار کیا تھا کہ چھپ کر ان سب کچھ کر لیا اور کسی کو خبر بھی نہین ہوئی لیکن مجھ جیسا مشہور و معروف شخص جسکی نسبت لوگون کا پاکی اور تقدس کا خیال ہی اور وہ چھپ کر ان بھی دیکھا جاے تو پھر تم ہی بتاؤ کہ وہ کیونکر اپنی آزادی پوری طرح سے برت سکتا ہی۔

غرض ہم دونون شخص سمنان پہونچے کوئی مشہور واقعہ ظہور پذیر نہوا ہان ہان سمنان پہونچنے سے دو ایک دن پہلے یہ تو ہوا تھا کہ راہ مین مین نے اپنے علی قطیر دوست خچر والے کے خچرون پر اسباب لدوانے مین مدد کی تھی اور اپنی کمر پر اسباب رکھ رکھ کے لادا تھا

کہ پھر کمر مین سخت درد ہونیلگا تکلیف ایسی سخت ہوئی کہ اب میرے لیے یہ محض ناممکن ہوا کہ
مین کاروان کے ساتھ راہ طے کر سکون اور مین نے یہی ارادہ کرلیا کہ جب تک اچھا نہو جاؤن
یہان سے نہ سرکون۔ ترکمانون کی دہشت دلون مین سما رہی تھی کاروان روانہ ہوگیا درویش
جسکو شراب کی دھت اور دار الخلافہ کی خوشیون اور عیش و آرام کا چسکا لگا ہوا تھا وہ بھی کاروان
کے ساتھ روانہ ہوا فیصلہ شد۔

مین نے ایک قبر پر جو شہر کے کنارے پر تھی رہنا شروع کیا۔ ایک کونہ مین بکرے کی کھال کو
بچھالیا۔ اور مین نے اپنا گذرشل سیاحی درویشون کے بیان کیا۔ اپنا نرسنگھا بجایا اور
صداہاے حق حق۔ اللہ اکبر انت حبیبی نکالین۔ مین بالکل ایک وحشیانہ صورت بنگیا۔
اور مین نے اپنی شیخی بگھارنی شروع کی کہ مین یون کرسکتا ہون اور یون کرسکتا ہون اور
جس قدر لوگونکو کہ دھوکا وہی اور فریب کی مجھے تعلیم دیگئی تھی سب مین نے وہان خرچ کی
چند عورات میرے پاس آئین اُن کو مین نے تعویذ لکھ کے دیے اُنھون نے اسکے عوض
مین مجھے کچھ میوہ۔ دودھ۔ شہد۔ اور کچھ پکوان دیا۔ میری کمر مین اسقدر درد ہونا شروع
ہوا کہ ناچار مین نے یہ دریافت کیا کہ سمنان مین کوئی بھی ایسا شخص ہے کہ جو میرے اس درد
کو اچھا کردے معلوم ہوا کہ سمنان مین صرف ایک بیطار ہے اور ایک حجام ہے جنمین طبی قابلتین
ہین۔ حجام کا کام تو فصد کھولنا دانتون کا نکالنا اور کسی اُترے ہوے عضو کا موقع سے بٹھانا۔
اور بیطار جو ہے وہ گھوڑون کے امراض کا علاج کرتا ہے اور کبھی کبھی انسانی امراض مین بھی مشورہ
دیتا ہے۔ اور ان دو شخصون کے علاوہ ایک اور بڑھیا بھی ہے جس کی عمر امان حوا سے کسی طرح
کم نہین ہے۔ سر سے پاؤن تک کھنکڑ ہے اور وہ یہان گویا غیب دان اور بہت ہی ولی مشہور ہے
اگر یہ دونون شخص کہین ناکامیاب ہوتے ہین تو پھر یہ عورت صدقہ کی چیل کیطرح سے بلائی
جاتی ہے اور اس بڑھیا کے پاس قسم قسم کے مفردات اور مرکبات دوائیان ہر طرح کے
درد کی ہین۔ باری باری سے انہین سے ہر ایک شخص میرے پاس آیا سب نے یہی تشخیص کیا

کہ میری کمر کا یہ درد صرف ٹھنڈک کے سبب سے ہونے لگا ہے۔ چونکہ آگ ٹھنڈک کو دور کرنے کا حکم رکھتی ہے تو انھوں نے بالاتفاق یہ بات قرار دی کہ جس حصہ میں درد ہوتا ہے وہان داغ لگایا جاے۔ بیطار کو چونکہ اس قسم کے کام بارہا پڑ چکے تھے اور اُسنے ٹھنڈے اور گرم ملک مین اکثر تجربہ کیا تھا تو گویا وہ داغ لگانے والا مقرر ہوا وہ اپنا کام انجام دینے کی غرض سے ایک کوٹھے کی کرڑاہی۔ ایک جوڑا دھونکنی۔ اور چند چھوٹی چھوٹی سیخین لایا۔ ایک کونہ مین بیطار نے بیٹھ کے آگ سُلگائی اور اپنی سیخین آگ مین دہکانی شروع کین۔ جب یہ خوب دہک گئین۔ تو مجکو زمین پر اوندھا لٹایا اور بہت ہی سنجیدگی اور آہستگی سے ان جلتی ہوئی سیخون سے میری کمر جلائی اور اُسپر داغ دیا گیا ہوقت جسقدر لوگ کھڑے ہوے تھے بہت زور زور کہہ رہے تھے خدا شفا مید ہد۔ میرے معالجون نے میری پیٹھ پر تیرہ داغ پیغمبر اور بارہ اماموں کے نام لے لے کر لگاے۔ اب گویا مجھپر نصف عمل ہوا تھا اس کو تو مین نے بہت ہی سختی سے برداشت کیا لیکن جب میری پیٹھ جلنے لگی۔ اور برا حال ہوا تو مین مارے تکلیف کے غل مچانے لگا کہ ہاے مار ڈالا ارے مر گیا۔ بچا نا تو بہ ہے۔

عجب تو نے جبر کے ٹھاے ہین ظالم
رہی جان ذرا بھی نہ روح روان مین

مگر وہ معالج صاحب کیا چھوڑنے والے تھے توبہ توبہ ہرگز نہ اُٹھنے دیا اور جب تک کہ اپنا پورا علاج نہ کر لیا مجکو زمین پر سے نہ سکنے دیا۔ یہ گہرے زخم مدت کے بعد اچھے ہوے۔ اور ابھی تک یہ بالکل اچھے نہ ہوے تھے اور نہ انکا اندمال ہوا تھا کہ مین خاموش ہو رہا اور مین نے اپنے کو ایک کوٹھری مین گوشہ نشین کیا اور یہان ایک وقت بعید تک مراقبہ کیا اس کوٹھری مین سے جبتک کہ میرے زخم اچھے نہ ہوگئے اور مجھ مین پوری قوت نہ آگئی۔ اور کمر کا درد مطلق نہ جانا رہا مین نہ نکلا۔ البتہ میری صحت صرف تیرہ بزرگ نامون سے ہوئی جو عمل کے وقت لیے گئے تھے۔ یہ حال تمام شہر کا ہوتا ہے کہ جہان کمر مین درد ہوا اور

بیٹھ رداغی گئی لیکن ہان ایک بات تو ہے اور اسکا مجھے ضرور ہی خیال ہوا کہ میرا سب سے اچھا طبیب ایک پالیسی سے بہت ہی آرام مین تھا اور اسکی قیمتی راے کو مین نے اپنی گرہ مین باندھ لیا۔ مجھے اسپر کوئی اعتراض نہین ہے کہ تمام عالم خیال کرے کہ حاجی بابا پاک اصون کی حفاظت مین تمام عمر رہا ہے۔

اب مین نے ارادہ کیا کہ طہران کا سفر کرون لیکن جب مین نے فقیرانہ صورت بنائی تو اب مجھے لازم ہوا کہ سمنان کے لوگون کے سامنے کہانی کہون۔ جس سے کچھ مدعائے دلی حاصل ہو۔ مین ایک چھوٹی سی کھلی ہوئی جگہ مین چلا گیا یہ مقام بازارون مین داخل ہونے کی راہ پر واقع تھا جہان شہر کے بہت سے کاہل آوارہ گرد لوگ غول کے غول دوپہر کو گشت لگایا کرتے ہین اور اپنی ادھر اُدھر کی گپین شپین اُڑایا کرتے ہین۔ مین نے جلدی سے بہت سے آدمی اپنے پاس جمع کر لیے وہ سب زمین پر بیٹھ گئے اور مین نے کھڑے ہو کر قصہ کہنا شروع کیا۔ ایک چھوٹی سی کہانی بغدادی حجام کی مجھے یاد آگئی جو مین نے درویش سے سُنی تھی ان سب کے بیچ مین مین نے قیام کیا جنھون نے آنکھین اُٹھا کر اور پھاڑ سا منھ کھول کے میرا مفصلۂ ذیل قصہ یون سُننا شروع کیا۔

بغداد مین خلیفہ ہارون الرشید کے سرسبز اور قابل یادگار زمانہ مین ایک حجام علی سکل نامی رہتا تھا۔ یہ حجام اپنی پھرتی اور کاریگری سے حجامت مین اسقدر مشہور تھا کہ اگر اسکی آنکھون پر پٹی بھی باندھ دو جب بھی یہ سر کو مونڈ دیگا۔ ڈاڑھی اور رخسارون کے بالون کو درست کر دیگا مگر کیا مقدور ہے کہ کہین اُسترا لگ جائے اور ایک قطرہ بھی خون کا نکل آے۔ بغداد مین کوئی بھی ایسا شخص نہین تھا جو اُس سے حجامت نہ بنواتا ہو۔ اسقدر اسکے پاس کام ہر وقت رہتا تھا کہ یہ آخر مغرور اور سرکش ہو گیا اور اب اِسنے ایسے شخص کے سر کو مس ہی کرنا چھوڑ دیا جسکا مالک میرزا۔ اور آغا نہو۔ بغداد مین ایندھن کی ذرا کمی ہے اسلیے اسکی کچھ قدر ہوتی ہے چونکہ اُسکی دُکان مین لکڑیون کا بہت ہی خرچ رہتا تھا تو لکڑی والے اپنی لکڑیون کے

گٹھے اسی کی دُکان مین زیادہ لاتے تھے کہ یہ ذرا ہاتھ کے باتھ خرید کرتا تھا۔ ایک دن ایک بوڑھا شخص جسنے نیا نیا ہی یہ پیشہ ہیزم فروشی شروع کیا تھا اور جو علی سکل کی عادات سے بھی محض نابلد تھا ایک لکڑیون کا گٹھا اسکے پاس بیچنے لایا جو وہ ابھی اپنے گدھے پر بہت دور سے لیے چلا آتا تھا علی سکل نے اِس سے یہ لفظ کہکر قیمت کہی کہ بھئی یہ تمام لکڑیون کی قیمت ہی کہ جو گدھے پر ہی۔ یہ لکڑی والا بوڑھا راضی ہو گیا۔ اپنے گدھے پر سے بوجھ اُتار لیا اور اسکی دُکان پر ڈال کر خواستگار قیمت ہوا جب اُسنے قیمت مانگی تو حجام نے یہ کہا کہ ابھی پوری لکڑیان تونے نہین ڈالین۔ کیونکہ میرا اور تیرا یہ اقرار ہو گیا ہی پھر تو سب لکڑیان کیون نہین ڈال دیتا۔ یہ پالان بھی لا۔ اسکو کیون گدھے پر رکھ چھوڑا ہی کیا یہ لکڑی کا نہین ہی۔

لکڑی والا۔ ذرا سراسیمہ ہوکر۔ ایسا سودا تو آج تک کسی نے بھی نہ سُنا ہوگا۔

چہ خوش حیرانہ باشد

یہ محض ناممکن ہی جب بہت تو تو مین مین ہوئی حجام نے جو بہت غرایا ہوا تھا اِس غریب بوڑھے لکڑی والے کا پالان جبراً چھین لیا اور اسکا وہ ناک مین دم کیا کہ وہ دوڑا قاضی کے پاس گیا اور جو کچھ گذری تھی اور حجام نے ظلم کیا تھا سب کہہ سنایا۔ قاضی صاحب خود بھی حجام کے گاہکون مین سے تھے انھون نے اپنی عدالت مین مقدمہ لینے سے انکار کیا لکڑی والے نے اعلیٰ افسر کو عرضی دی۔ یہ بھی علی سکل سے حجامت بنوایا کرتا تھا اُسنے بھی اِس بوڑھے کو وہی خشک جواب دیا جو قاضی جی نے دیا تھا پھر اِس مظلوم ہیزم فروش نے مفتی سے جا کے شکایت کی اور اپنی عرضی گذرانی۔ اسنے اس مقدمہ کو اپنی عدالت مین لے تو لیا لیکن پھر اُسنے یہ کہا کہ مین اسکا ہرگز فیصلہ نہین کر سکتا اسلیے میری سمجھ مین نہین آتا کہ اس جرم مین سزا کیا دیجاے یہان سے بھی صاف جواب ملا مگر اب بھی بوڑھا لکڑی والا شکستہ خاطر نہوا اور ایک عرضی لکھ کے جمعہ کے دن جامع مسجد مین خلیفہ کی خدمت مین پیش کی

یہ ایک مشہور امر ہی کہ خلیفہ نہایت توجہ سے ہر شخص کی عرض کو غور فرماتا تھا اور اگر کوئی

عرضی دیتا تھا خود آپ ایک ایک حرف پڑھ لیا کرتا تھا جونہی اسنے عرضی دی اسی وقت یہ خلیفہ کے سامنے بلایا گیا۔ جب بوڑھا ہیزم فروش خلیفہ کے سامنے گیا جھک کے زمین کو بوسے دئے اور اپنے دونون ہاتھ سیدھے خلیفہ کے آگے پھیلا دیے اُسکے دونون ہاتھ اُسکے چغہ کی آستینون سے ڈھکے ہوے تھے اور اسی سے اُسکے پیر بھی پنہان تھے۔ اب یہ منتظر ہوا کہ دیکھیے یہ آخری منزل ہے میرے مقدمہ مین کیا تجویز ہوتا ہے۔

خلیفہ۔ میرے بوڑھے دوست۔ حجام بھی اپنی جگہہ سچا ہے اور تو بھی اپنی جگہ حق پر ہے قانون مین صرف الفاظ دیکھے جاتے ہین اور اقرار بھی الفاظ ہی سے ہوتے ہین۔ حجام جو کچھ دعوی کرتا ہے وہ صحیح ہے اور جس امر کا وہ دعوی کرتا ہے اسکا اقرار تم دونون مین ہوچکا ہے پھر اب اسکا علاج کیا۔ بس اگر قانون گواہی دیتا ہے تو یہی دیتا ہے کہ حجام اپنے پاس لکڑیان رکھے۔ لیکن یہ کہتے ہی خلیفہ نے اُسے آگے بلایا اور اس کے کان مین کچھ دیر تک چپکے سے کہا جو سواے ہیزم فروش کے کسی نے بھی نہ سنا۔ سُن سُنا کر خوشی خوشی باطمینان یہ بوڑھا چلا گیا۔

یہان تک کہ کر مین خاموش ہورہا اور مین نے اپنا چھوٹا سا ٹین کا پیالہ پھیلا کر کہا کہ اے میرے معزز سامعین اگر تم مجھے کچھ دلواؤ گے تو مین تمھین بتاؤنگا کہ خلیفہ نے اس بوڑھے ہیزم فروش کے کان مین کیا کہدیا تھا چونکہ مین نے تعجب کی آگ سب مین بھڑکا دی تھی شاید مشکل سے کوئی شخص ایسا بچا ہوگا کہ جسنے مجھے کچھ نہ دیا ہو جب روپیہ دے چکا تو مین نے کہا بہت اچھا کہتا ہون۔ خلیفہ نے لکڑی والے کے کان مین پھُسپھُسے کہا تھا کہ یہ کرنا چاہیے اور اب تو جا کر پہلے حجام کا اطمینان کرآ۔ اب جو کچھ خلیفہ نے ترکیب بتائی تھی اُسکو مین آگے بیان کرتا ہون۔ غرض لکڑی والا آداب کر کے اپنے گدھے کے پاس آیا اور اُسکو ساتھ لے کے گھر پر گیا چند روز کا بھلاوا دے کر اسی حجام کے پاس گیا اور اس سے یہ کہا کہ مین اور ایک میرا ساتھی ایک ملک سے آیا ہے جو تیری چالاکی کی بالگی دیکھنا چاہتا ہے اور اسی طرح سے باتین کین گویا کبھی کچھ اس سے چقلش ہی نہ ہوئی تھی۔ غرض دونون کی حجامت بنوائی ٹھہر گئی

جب یہ بوڑھا حجامت بنوا چکا علی سکل حجام نے پوچھا کہ تمھارا ساتھی کہان ہے۔

بوڑھا وہ ابھی یہین کھڑا ہوا تھا۔ ابھی آتا ہے۔ بوڑھا یہ کہہ کے دکان پر سے اُترا اور جہان اپنا گدھا کھڑا کیا تھا اسکا کان پکڑے ہوے لیے چلا آیا۔ یہ میرا ساتھی ہے! اسکی آپ حجامت بنا دیجیے۔

حجام۔ نہایت حیرت زدہ ہوکر۔ اسکی حجامت۔ لاحول ولاقوۃ۔ کیا تم یہ کافی نہین سمجھتے کہ مین نے تمھاری بھی حجامت بنادی ورنہ مین کبھی پاس تو ایسے شخصون کو کھڑا نہین ہونے دیتا اور اسپر طرہ یہ ہے کہ مجھ سے اس قسم کی درخوست کیجاتی ہے کہ گدھے کی حجامت بناؤ۔ بس خیر اسی مین ہے کہ آپ شرافت سے سیدھے تشریف لیجائیے ورنہ تم دونون کو جہنم واصل کردونگا۔ یہ کہہ کے دونون کو اپنی دُکان کے باہر نکالدیا۔

بوڑھا ہیزم فروش بھاگا ہوا خلیفہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور یہ ساری کیفیت بیان کی۔ یہ سنتے ہی حامی دین مبین اور سالک عدل و انصاف نے کہا بس اب کام بن گیا اسیوقت حکم دیا کہ علی سکل مع اپنے اوزار وغیرہ کے ابھی دربار مین حاضر ہو۔ حکم ہوتے ہی چوبدار دوڑا ہوا گیا دس منٹ مین حجام صاحب خلیفہ کے آگے کھڑے ہوے دکھائی دیئے۔

خلیفہ۔ اے حجام تو اس بوڑھے کے گدھے ساتھی کی کیون نہین حجامت بناتا کیا تم دونون مین باہم یہ قرار نہین ہوا تھا۔

علی سکل۔ زمین خدمت بوسید و گفت۔ ہان قرار ہوا تھا مگر حضور آج تک پہلے کبھی کسی نے ساتھی سے مطلب گدھا بھی رکھا ہے اور بھلا کسنے پہلے اس گدھے کو سچا معتقد خیال کیا ہے۔

خلیفہ۔ واقعی تمھارا کہنا یہ بہت ہی اچھا ہے لیکن یہ بتاؤ کہ آج تک کسی نے بھی لکڑیونکے گٹھے کے ساتھ پالان کو بھی شمار کیا ہے۔ نہین نہین بس اب اس بوڑھے ہیزم فروش کی رعایت

جلدی گدھے کی حجامت بناؤ ورنہ جو کچھ اسکی حجامت نہ بنانے کے نتائج ہونگے وہ تمھین سہنے پڑین گے۔

آخر کو حجام مجبور ہوا اور اسنے کثرت سے صابون جمع کیا گدھے کے تمام جسم پر سر سے دم تک اور بیرون تک صابون کو خوب رگڑا۔ اور گدھے کی خلیفہ اور تمام دربار کے سامنے حجامت بنائی اپنی حجامت بنانے مین پاس کھڑے ہوے شخاص سے طعن سنتا جاتا تھا سب ملامت کر کے ہنس رہے تھے اس غریب لکڑی والے کو بہت کچھ روپیہ لوگون نے رحم کھا کر دیا اور خلیفہ کے اس عدل و انصاف کا شہرہ تمام شہر بغداد مین ہوا۔

چودھوان باب

حاجی بابا کا ایک شخص سے ملنا اور اسکی ملاقات کے نتائج کا اظہار

مین نے خوشی خوشی سے سمنان کو الوداع کہا۔ جو کچھ درد وغیرہ تھا وہ سب اچھا ہوگیا تھا۔ اور اسوقت مین نوجوان چاق وچست تھا۔ بیس تمن جو مشہد ہی مین میرے پاس جمع ہو گئے تھے میری جیب مین کھنکھنا رہے تھے۔ مجھے اب دنیا مین کچھ تجربہ بھی حاصل ہو گیا تھا۔ یہ میرا ارادہ ہوا کہ مین جون ہی طہران پہونچون فقیری کپڑے تو علیحدہ اُتار کے رکھون اور نفیس عمدہ شریفون کے سے پہن کر اعلی اعلی وسائل سے کچھ روپیہ حاصل کرون

خضر اگر نیست قدم میزن و میکوش کہ من رستم از خجر بحرم از رہ خذلان رفتم

طہران ایک دن کی راہ پر رہگیا تھا کہ مین اپنے رستہ چلنے مین لیلی مجنون کے عشقی اشعار گا رہا تھا۔ مجھسے اسی اثنا مین ایک ہرکارے سے ملاقات ہوئی وہ مجھسے باتین کرنے لگا اور میرے کھانے کی صلاح کی۔ یہ کھانا وہ ہرکارہ کسی منزل پر سے اپنے ساتھ ہی لایا تھا۔ چونکہ گرمی کی بہت ہی شدت تھی مین نے اسکی دعوت منظور کرلی۔ ہم دونون ایک نہر کے کنارے پر جو آہستہ آہستہ اناج کے کھیت کے قریب بہ رہی تھی بیٹھ گئے اسوقت ہرکارے

نے اپنے گھوڑے کا زین اُتار لیا اور اُسے گیہون کے سر سبز کھیت مین چرنے چھوڑ دیا
ہرکارے نے اپنی خرجی کو ادھر اُدھر سے ٹٹولا۔ ایک رومال نکالا جو دستی رومال کے برابر تھا۔
اسمین کچھ بوندے ٹھنڈے پکے ہوے چانولون کے لپٹے ہوے تھے۔ اور اسمین تین چار ٹکڑے
روٹی کے بھی جلوہ دے رہے تھے۔ یہ رومال اُسنے آگے پھیلا دیا۔ اُسی خرجی مین سے جسمین
اُسکے جوتے بھی براجے رہے تھے کٹورا پانی پینے کا اور تماکو نکالا اور اُسکے علاوہ کئی چیزین اسی
خرجی مین سے برآمد ہوئین اسکے ساتھ اُسنے چھ پیاز کی گٹھیان نکالین۔ ہم دونون نے اس
خواہش سے اس کھانے کو کھایا کہ کچھ بیان نہین ہوسکتا جسقدر کہ سفر کی ماندگی اور جنگل کی
آفت تھی گویا ہم نے اپنی انگلیان چوستے ہی دفع کردی۔ ہم نے نہر مین سے جھک جھک کر
ہاتھ منھ دھویا۔ اور پھر ہم باہم دریافت کرنے لگے کہ تمھارا اس سفر سے کیا تعلق ہے کہان سے
آئے ہو اور کہان جاتے ہو۔ میری پوشاک سے تو اسنے سمجھ لیا کہ یہ ایک درویش ہے گویا
میری کیفیت سفر ختم ہوگئی۔ مگر یہ شخص گورنر استرآباد کا ہرکارہ تھا۔ اس امر کی خوشخبری
لیے جاتا تھا کہ عسکر ملک الشعرا شاہ کی ترکمانون کی قید سے رہائی ہوگئی مجھے یہ سنتے ہی اسقدر
خوشی اور شادمانی حاصل ہوئی کہ میرا ہی دل جانتا ہے۔

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست	
آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید	

مین نے ہرکارے کو اس راز سے آگاہ نہونے دیا کہ مجھے خاص اس معاملہ سے کسقدر
دلچسپی ہے کیونکہ گوناگون تجارب نے مجھے سکھا دیا تھا کہ اپنا راز اپنے ہی تک رکھنا کسقدر
عمدہ نتائج دیتا ہے۔ مین نے اس سے یہان تک لاعلمی ظاہر کی کہ مین عسکر ہی سے
واقف نہین ہون۔

ہرکارے نے کہا کہ عسکر ملک الشعرا استرآباد بحفاظت تمام پہونچ گیا چونکہ اس وقت وہ
ہر طرح سے تہی دست ہے اسلیے مین اُسکے کنبہ کو خبر پہونچانے جاتا ہون۔ جو چٹھیان اُسکے

پاس تھین وہ سب اُسنے مجھے دکھائین - یہ چٹھیان ایک رومال مین لپٹی ہوئی اُسنے اپنی چھاتی سے نکالین گو یہ شخص کچھ پڑھا ہوا نہین تھا لیکن اِسے اس امر کا بہت شوق تھا کہ معاملے کا افشا ہو جاے - وہ بہت خوش ہوا جب اِسنے دیکھا کہ مجھے ایسا شخص ملا ہی جو خطونکو پڑھ سکتا ہی اور مجھے اسکے مضامین سے اطلاع دیسکتا ہی - اول ہی جس چٹھی کو مین نے ملاحظہ کیا وہ چٹھی شاہ شاہان کے نام تھی - اسمین اُسنے اپنے شاعرانہ پہلو سے تمام اُن مصائب اور تکالیف کو بیان کیا تھا جو اسیر ترکمانون کا قیدی بنکر گذری تھین - بھوک پیاس وہ وحشیانہ برتاؤ جو اُس کے ساتھ کیا گیا تھا اُس نے ان سب کا خاکا کھینچ کر لکھا ہی - وہو ہذا -

عالیجاہا - اگر مین تکالیف اور شدید مصائب کا اُن نوازشات سے مقابلہ کرون جن سے مین اتنی مدت تک محروم رہا اور مجھے شاہ عالیقدر کے گوہر تابان کی زیارت نہوئی جاہ وجلال کے جھم جھم کرتے ہوے جواہر تکمیل زمین کا اصلی جوہر یعنی شاہ شاہان تو واقعی وہ مصیبت کچھ بھی نہین ہی - جیسے کہ رب حقیر در حقیر ایک کیڑے کو چمکتے ہوے آفتاب کی روشنی مین آنے کی اجازت ہی کہ وہ اس سے فیضیاب ہو اسی طرح سے مین بھی آپکی رعیت مین سے ایک نہایت ہی ناچیز ہون کیا عجب ہی جو مجھے بھی جلال شاہی سے منور ہونے کے لیے اجازت دیجاے -

ذرۂ آفتاب تابانیم	گرچہ خردیم نسبتیست بزرگ

کس عاجزی اور ادب سے مجھے امید ہی کہ میری اتنی مدت کی غیر حاضری پایہ بوسی تخت فلک رفعت سے ہرگز باز نہ رکھے گی - اور جو کچھ کہ خداوندبندگان ہیچمدان کی حضور مین مجھے پہلے خدمت عطا ہوئی تھی - اسی پر مین اب پھر بحال کیا جاؤن اور بلبل شیدا کی طرح ایک دفعہ اور بھی اجازت ہو کہ اپنے دلربا گل کے آگے دل لبھانے والے گیت گاؤن -

دوسری چٹھی وزیر اعظم کے نام تھی - جسمین اُس مشہور و معروف وزیر کو جو باوا آدم کا ہیولی اور سخت فسادی اور بدباطن شخص تھا سا آرے سے تعبیر کیا ہی یعنی آپ تاردنین

رجو اور امرا سے مطلب ہی) سیارے ہین اور ریاست کے سب سے بڑے اور عظیم الشان لنگر ہین اور پھر اس شاعر نے وزیر اعظم سے استدعا کی ہی کہ میری پھر باریابی درگاہ معلی مین ہو جاے۔

دوسری چھٹیان جو مین نے دیکھین اُنمین ایک تو اُسکی بیوی کے نام تھی اور ایک لڑکے کے اتالیق کے نام۔ اور ایک داروغہ کے نام لکھی تھی۔ اپنی بیوی کو کچھ خانہ داری کے معاملات کی نسبت تحریر کیا تھا۔ کہ مجھے امید ہی کہ تم اپنی خانہ داری کے معاملات مین جزرس ہو گی اور تمنے لونڈی غلامون کو بہت خوبی سے رکھا ہو گا۔ تم بہت جلد لونڈیون مغلانیون سے میرے پہننے کے کپڑے تیار کرادو۔ اسلیے میرے پاس ایک دھجی بھی نہین ہی۔ اب مین بالکل بے سر و سامان ہون۔

جو چھٹی اتالیق کے نام تھی اُسمین بڑی تاکید لکھی تھی کہ آپ میرے بیٹے کی تعلیم مین بہت ہی توجہ کیجیے گا مجھے امید ہی کہ اسے نشست و برخاست کے طریقے اور آداب مجلسی اچھی طرح سے آگئے ہونگے۔ اور یقین ہی کہ وہ اپنی نماز پنجگانہ سے کبھی پہلو تہی نہ کرتا ہو گا۔ اسوقت امید ہی کہ وہ گھوڑے پر بھی خوب بیٹھنے لگا ہو گا۔ اور اُسے بھالہ مارنے کی مشق بھی بخوبی ہو گئی ہو گی اور بندوق بھی نشانہ پر لگا سکتا ہو گا۔

اور جو چھٹی کہ داروغہ کے نام ہی اسمین شاعر نے کاروبار کی بابت کچھ تعلیم کیا ہی کہ ہمیشہ کفایت شعاری اپنے کامون مین رکھنا۔ اور تمھین چاہیے کہ روزانہ وزیر اعظم کی خدمت مین حاضر ہوا کرو۔ اور ذرا اُنکی چاپلوسی اور تعریف کردیا کرو کہ وہ ہز مجسٹی کی خدمت مین ہماری طرف سے کچھ لگا دے بجھا دے نہین۔ اور تمکو لازم ہی کہ تم میری بیگم اور غلامون کی کامل نگہداشت کیا کرنا۔ اور جب بیگم یا اُس کے لونڈی غلام ہوا خوری کے لیے جایا کرین تو تم ضرور اُس کے ساتھ جایا کرو۔ مجھے امید ہی کہ دغا باز فریبی ضعیفہ عورتین اور خصوصاً یہودنین، ہرگز ہرگز گھر مین نہ آتی ہونگی اور دیکھو اسکا تم بہت خیال رکھنا کہ بیگم کے

کمرے کی دیوارین برابر مرمت ہوتی رہین کہ ہمسایہ کی عورتین نہ چڑھ سکین - ادھر دیکھو
میرا حبشی غلام ہرگز ہرگز حرم مین قدم نہ رکھے - اور اگر کسی کام کو جاے تو زیادہ دیر تک
نہ ٹھہرے اگر تم اسے کسی لونڈی سے بات کرتا ہوا دیکھو تو خوب کوڑے بازی کرنا اور یہ ہرکارہ
جو خط لاتا ہے اسکو تم معقول معاوضہ دینا اسلیے کہ یہ تھکین اور میرے کنبہ کو کیسی خوشی آمیز
خبرین پہونچائیگا - مین نے ان چٹھیون کو جنپر ہر دن پر مہرین لگی ہوئی تھین پھر اسی طرح
سے بند کرکے اس ہرکارے کو دیدیا - ہرکارہ اس بات کو مکرر سہ کرر بیان کرتا رہا کہ مجھے
اسکے بدلہ مین بہت بڑا معاوضہ ملیگا کیونکہ مین اسکے بال بچون مین اسکی حفاظت کی خبر
پہونچاؤنگا - اور اس ہرکارے نے یہ بھی مجھ سے کہا کہ مجھے خوف ہے ایسا نہو کہ کوئی اور خبر
نہ لے اڑے اسلیے مین دن رات چلتا ہون اور یہ گھوڑا جو تم میرے پاس دیکھتے ہو یہ مین نے
راہ مین ایک کسان کا چھینا ہے اور اپنا گھوڑا جس کو صدمہ پہونچا تھا پیچھے چھوڑ دیا ہے میرے
بعد وہ بھی آجائے گا -

جب ہم دونون کچھ دیر باتین چیتین کر چکے تو اس پر تکان وماندگی راہ بہت ہی غالب
آگئی اور وہ وہین گھانس پر لیٹ گیا اور ایک گہری نیند مین سو گیا - جون ہی وہ زمین پر
لیٹا مجھے اسکا خیال لڑا رہا اور مین یہ فکر کرنے لگا کہ کس ترکیب سے مین اسپر سبقت لیجاؤن
کیونکہ شاعر کی پوری پوری تاریخ مجھے معلوم تھی - اور مین اس راز سے بخوبی آگاہ تھا -
مین نے خود اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ اصل مین پہلا استحقاق اسکا مجھے حاصل ہے اور
جب اس گھوڑے پر خیال کرتا ہون تو یہ بالکل میرے گھوڑے کی طرح ہے اور خصوصًا
وہ کسان بھی جس کا اس نے گھوڑا چھینا ہے عنقریب پہونچ جائیگا - مین نے اس
رومال کو کھولا جو اس کے زانو پر رکھا ہوا تھا اور وہ چٹھی کہ داروغہ کے نام کی تھی وہ مین نے
نکال لی اور مین گھوڑے پر سوار ہوا موقع سے رکابین لگالین اور ذرا ایڑین لگاکر
اس کو تیز کیا - اور تھوڑی دیر مین اس سونے والے کو بہت دور چھوڑ دیا اور بہت جلدی

پھرتی سے دار الخلافت کی سڑک پر ہولیا۔

جب مین گھوڑے پر سوار جاتا تھا مین نے دل مین خیال کیا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے اور کس طریقے سے شاعر کے بال بچے میرے ساتھ بعزت پیش آئین۔ مین نے اپنی طبیعت مین خوب گڑھ لی کہ اُنکی حالت یون یون بیان کرون گا اور جو معاونہ کہ ہرکارہ کو ملتا اب وہ مجھے ملے گا یہ تو مجھے یقین ہی تھا کہ مین اس سے زیادہ راہ طے کرونگا اور جب وہ کہین جاگے گا اور دیکھیگا کہ درویش صاحب گھوڑا لے اُڑے تو لامحالہ جب تک دوسرا گھوڑا اُسکے ہاتھ نہ لگ جائے گا پیدل ہی چلے گا اور شاید یہ بھی ہو کہ اُس کو ہنوز گھوڑا ابھی نہ ہاتھ لگے اسلیے کہ یہ ایک مشتبہ امر تھا۔ اور جب وہ پیدل یہان تک پہونچے گا تو یہ ایک امر محال ہو کہ وہ اپنی رام کہانی بیان کرے اور کوئی اُس کو یقین بھی کرے۔

این خیال است و محال است و جنون

میرا مصمم ارادہ ہوگیا کہ مین طہران پہونچتے ہی گھوڑے اور اُس کے سارے سازو سامان کو فروخت کرڈالون کیونکہ اگر یہ رہ گئے تو ضرور گرفتار کرادینگے اور نیز درویشی کپڑے اُتار کے ملک کے عوام الناس اشخاص کے سے کپڑے زیب تن کیون اور شاعر کے دروازے پر اس صورت مین پہونچون گویا وہ یہ سمجھین کہ یہ ہرکارہ بہت ہی دور سے آرہا ہو اور اُنسے اس عمدگی اور ترتیب سے تمام کیفیت بیان کرون کہ وہ بھی سمجھین کہ یہ رتی رتی بات سے کیسا واقف ہو۔

پندرھوان باب

حاجی بابا کا طہران پہونچنا اور شاعر کے مکان پر جانا

شاہ عبدالعزیز کے دروازے سے جو ابھی کھلا ہی تھا مین علی الصباح طہران مین داخل ہوا۔ اور فوراً گھوڑے کو اُس بازار مین لے گیا جہان گھوڑے فروخت کی غرض سے روزمرہ آیا کرتے تھے مین نے وہان جاکر کہا کہ یہ گھوڑا نہایت ہی

اور قدم باز ہی۔ اور ہی طرح کی دو چار تعریفین اور کین کہ یہ کتنی راہ طے کرتا ہی اور ہوا کی طرح اُڑتا ہی اور پھر بھی تکان نہین مانتا کیونکہ مین خود ہرکارے کے پاس سے لیکر آنا فانا مین منزلین طے کرتا ہوا یہان آپہونچا تھا اور جب مین نے اُس گھوڑے کو ذرا دلاّل کو دکھایا تو اُسنے جو جو کچھ اُسکے معائب تھے وہ سب آئینہ کرکے دکھا دیے اب مجھے یہ سوچ ہوا کہ یہ میری بہت بڑی خوش قسمتی ہی اگر اُسکا کچھ بھی مجھے مل جاے۔ اوّل تو یہ گھوڑا چپ تھا دوسرے حضرت ابلقہ بھی تھے۔ تیسرے بڈھا ایسا تھا کہ دانت سب رخصت ہو چکے تھے گویا گھوڑدن کا باوا آدم معلوم ہوتا تھا۔ غرض جو باتین کہ ایک گھوڑے مین ہونی چاہئین جس سے کہ اسے گھوڑا کہہ سکین وہ اس مین عنقا صفت تھین اسنے پانچ تمن اسکی قیمت مجھسے کہی مجھے سخت تعجب ہوا کہ گھوڑے کی پانچ تمن قیمت خیر مین نے یہی سمجھا کہ اُسکا کچھ تو ملتا ہی۔ لیکن مین نے بے چون وچرا منظور کرلیا تو اسے بڑا خیال ہوا کہ پانچ تمن کہتے ہی یہ راضی کیونکر ہوگیا۔

اڑھائی تمن غرض اسنے مجھے دیے اور اُڑھائی باقیماندہ کے بدلے ایک گدھا دیتا تھا مین نے کہا کہ بھائی یہ گدھا تو مین نہ لونگا۔ اُسنے کہا اچھا ابکی اگر آپ ملینگے تو اڑھائی تمن بھی دیدونگا اسوقت میرے پاس نہین ہین۔ مجھے تو جلدی بہت تھی مین وہی اڑھائی تمن بازار مین لیکر آیا ایک کالی ٹوپی خریدی اور درویشی تاج اُتار کر اُس ٹوپی کو زیب سر کیا اور مین نے اس طرح اپنے کو بنایا گویا دیکھنے والا یہ سمجھ جاے کہ یہ بہت ہی دور دراز سے آرہا ہی یہ شکل و صورت بناکر مین نے شاعر کے گھر کا راستہ لیا۔

شاعر کا گھر شہر کے نہایت ہی خوشنما اور نفیس حصہ مین بنا ہوا تھا۔ اُسکے چارون طرف باغات لگے ہوے تھے جن باغون مین چنار اور انار کے درخت بہت ہی کثرت سے تھے اور ایک خیابان مین جہان نہر ہوکر نکلی ہی اسکے بھی کنارون پر چنار ہی چنار نظر آتے تھے لیکن بیشک مکانکی صورت حال گویا یہی کہ اُس کا مکین کہین چلا گیا ہی۔ پھاٹک نصف بند تھا۔ ذرا بھی کسی قسم کی

ہلچل نہین معلوم ہوتی تھی جب اول ہی مین نے اسمین قدم رکھا مجھے آدمیون کی علامتین معلوم ہوئین اُس سے مجھے اُس معاوضہ سے کچھ ناامیدی سی ہوگئی جسکے لیے مین نے اسقدر جتن کیا تھا آخرکار مین اوپر کے کمرے مین گیا۔ مین نے وہان ایک شخص جسکی عمر پچاس برس کی ہوگی نمدے پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ یہ قلیان پی رہا تھا۔ مین اسکی صورت دیکھتے ہی تاڑ گیا کہ ضرور وہی شخص ہی جسکی مجھے تلاش ہی مین نے جاتے ہی یہ خوشخبری سنائی کہ خان آرہے ہین۔

بوڑھا شخص۔ یعنی چہ کون سا خان۔ کہان سے آتا ہی۔ اور کب آئیگا۔

مین نے اسکے نام کا خط دیا اور کہا کہ مین ہرکارہ ہون۔ یہ سنتے ہی اُسے خوشی بھی ہوئی اور غم بھی ہوا سراسیمہ بھی ہوا اور اُسے اندیشہ بھی زیادہ ہوا۔

بوڑھا۔ واقعی یہ درست ہی کہ خان زندہ ہی۔

مین۔ ہان جناب یقیناً یہ امر ہی کہ وہ زندہ وسلامت ہین اور پرسون آپکے پاس دوسرا قاصد بھی آجائیگا جو آپکو اُسکی حفاظت کی پوست کندہ کیفیت بیان کردیگا۔ اور اُس کے پاس شاہ وزیر۔ اور اشخاص کے نام کے خط ہین جو وہ لیے آرہا ہی یہ سُن کے وہ کچھ بے جوڑسی گفتگو کرنے لگا کہ یہ ایک بہت بڑی تعجب انگیز بات ہی۔ دیکھیے اب ہمارے سرپر کیا بلا نازل ہوگی۔ اب مین کہان چلا جاؤن۔ اب مین کیا کرون۔

جب اسکے اوسان کچھ درست ہوے تو مین نے کوشش کی کہ اُس سے مین اس امر کو دریافت کرون کہ یہ معاملہ کیا ہی کہ ایسی خوشی کے موقع پر یہ گھبرا کیون گیا۔ اور اسنے اسقدر فکر وتردد کیون ظاہر کیا۔ جو کچھ مین نے اُس سے سُنا وہ یہ تھا۔

"وہ ضرور مرگیا ہی۔ ہر شخص کا یہی مقولہ ہی کہ وہ مرگیا ہی اُسکی بیوی نے خواب مین دیکھا تھا کہ سیر اسب مین بڑا دانت ٹوٹ گیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اب زندہ نہین ہی علاوہ اسکے شاہ نے اس امر کو اور بھی یقین دلوا دیا۔ وہ اب کبھی بھی زندہ نہین ہی۔ ہرگز زندہ نہین ہی۔"

مین بہت خوب اگر آپ یہی سمجھتے ہین کہ وہ مر گیا ہی خیر یون ہی سہی۔ جو کچھ مین کہ سکتا ہون وہ یہ امر ہی کہ مین استرآباد مین بہت ہی صادق القول ہون۔ چھ روز ہی نہ گذرنے پائینگے کہ کہ وہ یہان داخل ہو جائینگے اسوقت آپ بخوبی یقین کرینگے۔

بوڑھا ناظر ذرا غور و تامل کر کے۔ تم ہرگز میری اس اضطرابی پر تعجب نہ کروگے۔ جب مین تمھین جو کچھ یہان ہوا ہی سب کہدونگا کہ میرے مالک کی موت کی خبر آتے ہی کیا غضب برپا ہو گیا۔

اول۔ یہ کہ شاہ نے اسکا تمام مال و اسباب قُرق کر لیا۔ اسکا مکان۔ اسکا اسباب اور سارا سامان مع جار جیا کے غلامون کے شاہ نے اپنے چھوٹے بیٹے خودعلی مرزا کو دیدیا۔ اسکا گاؤن وزیر اعظم دبا بیٹھے اور اسکی جگہ مرزا فضول کو اب مرحمت ہو جائیگی۔ اسکی بیوی نے اپنے بیٹے کے اتالیق سے نکاح کر لیا ہی۔ اچھا اب مین تم سے ہی دریافت کرتا ہون کیا یہ باتین ایسی نہین ہین کہ مجھے تعجب نہ آئے۔

مین نے دل مین خیال کیا کہ میرے معاوضہ مین تو کچھ جھگڑا نہین آکر واقع ہوگا مین نے اُسیوقت اس سے کہا کہ حضرت یہ تو سب کچھ ہو چکا اب بتائیے کہ میرا معاوضہ کہان ہی۔

ناظر اوہو۔ بس آپ اسے رہنے دین بابا مجھسے کسی چیز کے لینے کی ہرگز امید نہ رکھنا اسلیے تم میرے لیے کچھ خوشخبری کی باتین نہین لیکر آئے ہو۔ ہان یہ بات ہی کہ اسکا دعوے تم میرے مالک سے کر سکتے ہو جب وہ یہان آجائین اُن سے تم قطعی اپنا معاوضہ بخوبی لے سکتے کچھ نہین دیسکتا مین نے یہ سنکر ناظر سے کہا بہت اچھا جناب اُسی دن آؤنگا جب شاعر صاحب یہان تشریف لے آئینگے۔ یہ کہ کر مین پھر اپنی اُسی دھن مین چلدیا کہ اپنے گھوڑے کی باقیماندہ قیمت جاکر وصول کرون۔

سولھوان باب

حاجی بابا کا جھگڑے مین پھنسنا اور آیندہ کے لیے تدابیر سوچنا

اب میرا ارادہ ہوا کہ شاعر کے آنے کا رستہ دیکھوں اور اُسکے آنے تک کسی ایسے مقام پر رہنا چاہیے کہ جہاں باعزت مجھے روٹی کھانے کو ملے اور مجھے بغیر ریا و مکر و دغل کے وہ موقع ملے کہ مین اپنی زندگی مین ترقی کرسکون مین کمین اور نیچ قوم سے گھبرا گیا تھا۔ کہ اُنکے ساتھ اُدھر کا اُدھر مارا مارا پھر رہا ہون مین نے اس قسم کی بہت سی مثالین دیکھی تھین کہ لوگون نے میرے آگے آگے ترقی کرکے بڑے بڑے مدارج حاصل کرلیے تھے۔ اور اپنی سعی ہاے نمایان سے دولت وعزت دونون اُنھین حاصل ہوئی تھی اور مین یہ بھی سوچتا تھا کہ اور کون شخص مجھ جیسے کمبخت اور زبون زخت حالت سے ترقی پاکر اعلیٰ درجہ پر پہونچ گیا ہی ہنوز میرے دماغ سے یہ خیال نہین گیا تھا کہ اگر مین وزیر اعظم ہو جاؤن تو انتظامی معاملات کو کیونکر بھگتاؤن اور کس طریقہ سے کام کرون۔

مین خود ہی یہ کہتا تھا کہ شاہ کا سب سے پیارا کون شخص ہی اسماعیل بیگ طلائی ہی جو اصل مین ایک فراش ہی۔ نہ وہ ایسا خوبصورت ہی اور نہ میری طرح سے عمدہ گفتگو کرسکتا ہی اگر وہان کبھی ایسا موقع آجاے کہ ہماری چابک سواری کا مقابلہ ہو تو مین خیال کرتا ہون کہ جس شخص نے کہ ترکمانون مین تعلیم پائی ہو وہ موقع پر دکھادیگا کہ سواری گھوڑے پر کیونکر کیا کرتے ہین۔

اچھا اسکو بھی جانے دو شاہ کے خزانے کے وزیر ہی کو خیال کیا جاے کہ اصل مین وہ کون ہی صرف ایک حجام کا بیٹا ہی۔ اور جب اپنی نسبت خیال کرتا ہون تو مین لکھا پڑھا بھی ہون اور ہر اسلنسی تو الف کے نام بے بھی نہین جانتے۔ اُسکو سواے میخواری اور نفیس نفیس کھانون کے ہوش ہی نہین ہی۔ روز دیکھ لیجیے نئی پوشاک زیب تن کرتا ہی اور شاہ کے بعد ہی کا حسن پرستی مین نمبر ہی۔ اور علاوہ اسکے ہر بات مین مجھ سے سب قابلیتون مین نصف ہونے کے اسکی نسبت لوگون کی یہ راے ہی کہ جہان کہین اس کا ذکر آتا ہی اور اُنھون نے کہا کہ وزیر خزانہ خرب بے تشدید ہست۔

ان خیالات کی ہانڈی مین اپنے دل مین بیٹھا ایک راستہ مین جس کے دو طرفہ درخت تھے دیوار سے پیٹھ لگائے ہوے بیکار رہا تھا۔جس مقام پر مین بیٹھا ہوا تھا اُس کا رستہ سیدھا شاہی محلات کے دروازہ مین جاتا تھا۔یہ خیال کرتے کرتے آیندہ شوکت و عظمت کا خیال کچھ میری طبیعت پر ایسا غالب آیا کہ مین یکایک اٹھ کھڑا ہوا اور آگے کی طرف روانہ ہوا مین نے اِس غول کو جو میرے آگے کھڑا ہوا تھا زور سے ڈھکیل دیا جیسے ایک بہت بڑے زعم والا بھیڑیا چیرتا ہوا چلتا ہی۔بعض اشخاص میری طرف دوڑے بعض نے مجھے گالیان والیان دین اور بعض نے کہا کہ یہ دیوانہ ہی۔واقعی جب مین اپنے آپے مین آیا اور مین نے اپنے فقیری کپڑے اور گدڑی کو خیال کیا اور اپنی شکل کو دیکھا تو سوا اسکے اور کیا کر سکتا تھا کہ خود اپنی حالت پر خندہ زن ہون اور اپنی حماقت پر ہنسون مین سیدھا اس بازار کی طرف چلا گیا جہان کپڑا فروخت ہوتا تھا تاکہ شائستہ پوشاک لیکر اپنی ہیئت تبدیل کرون جب مین نے غول مین سے اپنا رستہ کیا تو یکایک مجکو ایک جھگڑے کے باعث سے ٹھہرنا پڑا کہ جو تین آدمیون مین ایسی سختی سے ہو رہا تھا کہ توبہ۔مین بھی اس گھیرے کو ڈھکیل ڈھکلا کر عین موقع واردات پر پہونچا اور دیکھا کہ تین شخص باہم گتھ رہے ہین ایک دلال ہی جسکے ہاتھ مین نے گھوڑا فروخت کیا تھا ایک وہی ہرکارہ ہی اور ایک وہ کسان ہی جسکا گھوڑا ہرکارہ چھینکر لایا تھا۔ادھر سے وہ گھوڑے کو اپنی طرف گھسیٹتا ہی اور اُدھر سے وہ کھینچتا ہی۔

کسان۔یہ میرا گھوڑا ہی۔

ہرکارہ۔یہ میرا پالان ہی۔

دلال۔دیوانہ تو نہین ہوے۔یہ سب میرا ہی۔

جب مین نے یہ معاملہ دیکھا تو میرے اوسان باختہ ہوے مین چاہتا تھا کہ وہان سے سٹک جاؤن کہ دلال نے مجھے دیکھ لیا لپک کر میرا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ دیکھو یہ شخص ہے جس سے مین نے گھوڑا خریدا ہی جون ہی ہرکارہ نے مجھے پہچانا بس پھر کیا تھا ایک غضب ہی

مجھپر آپڑا اگر جتے ہوے بادلون کی طرح سے سب مجھپر ٹوٹ پڑے - میرے اوسان باختہ ہوگئے
شیطان - چور - دغاباز - بس یہ آوازین تھین جو میرے کانون مین زور سے آرہی تھین
کسان - کہو بچہ میرا گھوڑا کہان ہی -
ہرکارہ - میرا زین تو مجھے دیدو -
دلاّل لائیے میرے تمن دائین ہاتھ سے رکھدیجئے -
لوگ - ارے میان اسے قاضی کے پاس کیون نہین لیجاتے -
جب یہ نوبت ہوئی تو پہلے مین نے غل مچایا قسمین کھائین اور کچھ بھبکی بھی بتائی -
مگر بیہودہ پن مین بہت ملائم اور نرم پڑگیا - اسقدر شور و غل مچا کہ دس منٹ تک یہ بھی
ممکن نہین تھا کہ ایک شخص کی صاف آواز سنائی دیتی - ہر شخص اپنی اپنی ہانکتا تھا -
ہرکارہ کے غصہ و غضب کا کچھ عالم نہ پوچھو - کسان کہہ رہا تھا کہ دیکھو اس ہرکارہ نے میرے
ساتھ بے انصافی کی - اور دلاّل صاحب جو تھے وہ اپنے ڈیڑھ چانول الگ ہی پکا رہے
تھے جو اسکا جی چاہتا تھا لام کاف مجھے کہہ رہا تھا اور کہتا تھا کہ دیکھو حرامزادہ نے میرا روپیہ
ٹھگ لیا - مین اسوقت سہ کھالڑ رہا تھا کسی کو تھپکتا کسی کو دلاسا دیتا اور کسی سے کچھ کہتا
ہرکارہ سے تو مین نے یہ کہا تم اسقدر خفا کیون ہوتے ہو آپ کا زین وغیرہ محفوظ ہی -
لے لو - فیصلہ ہوا کسان سے مین یہ گویا تھا - مرد آدمی سُن تو سہی تم اسوقت بھی کچھ نہ کہہ سکتے
تھے اگر تمھارا جانور راستہ ہی مین مرجاتا خدا کا شکر کرو کہ کوئی سانحہ پیش نہین آیا اونپے
گھوڑے کو تھامو اور چلتے بنو - اس کے بعد دلاّل سے مین یون مخاطب ہوا -
کس احمق کے بچہ اُلّو کے پٹھے نے تیرے دام ٹھگے ہین - تم جو کہتے ہو کہ صاحب مجھے فریب دیا
مجھسے دغا کی یہ سمجھ مین نہین آتا تم اگر اب بھی خیال کروگے تو تمھین خود معلوم ہو جاے گا کہ
تمنے مجھے صرف گھوڑے کی آدھی قیمت دی ہی اور آدھی کے بدلے آپ چاہتے تھے کہ ایک مرا
ہوا گدھا دیدون کیا یہ فریب نہین ہی -

لو تم اپنا روپیہ لے لو۔ مگر دلاّل نے روپیہ لینے سے انکار کیا اور کہا کہ مجھے تو گھوڑا دلوائیے۔
نیا جھگڑا اور بیچ مین کھڑا ہو گیا۔ اور دھڑا دھڑ چشم بجتا ہونے لگی آخر نوبت بانجا رسید
کہ ہم سب مجسٹریٹ کے پاس گئے کہ وہ ہمارا فیصلہ کر دے گا۔

ہمنے مجسٹریٹ کو اُسکی عدالت مین بیٹھا ہوا دیکھا۔ چارون طرف سے اسکے ماتحت
افسر اُسے گھیرے ہوے تھے سب کے ہاتھ مین لکڑیان تھین اُنکی صورتون سے معلوم ہوتا تھا
گویا یہ کسی مجرم کو سزا دینے کے لیے مستعد ہین۔ مین نے تمام مقدمہ کی مشرح کیفیت بیانکی
اور مین نے اسپر بہت زور دیا کہ مجھے اُس دلاّل نے بے دسطہ فریبی اور چور کہا ہی۔ اسپر
دلاّل نے جواب دیا کہ جب یہ گھوڑا اسکا تھا ہی نہین اور یہ دوسرے کا چرایا ہوا تھا پھر
اُس کا استحقاق اسے کیا بیچ سکتا تھا اور یہ اسکو رکھنے والا کون تھا۔

اس سوال وجواب نے داروغہ پولیس کو کچھ ایسا تنگ کیا کہ اُسنے اُس مقدمہ سے
دست برداری کرنی چاہی اور وہ عنقریب حکم ہی دینے کو تھا کہ یہ مقدمہ قاضی صاحب
فیصلہ کرینگے اُنکے پاس لے جاؤ کہ ایک ضعیف شخص نے جو وہین کھڑا ہوا تھا یہ کہا۔ تم ایسے
صاف مقدمہ مین الجھیڑا کیون ڈالتے ہو۔ جسوقت دلاّل حاجی کو باقیماندہ روپیہ ادا کردیگا
اُسوقت حاجی بھی دلاّل کو جو کچھ کہ گھوڑے کے دانے وانے مین خرچ ہوا ہی دیدیگا۔
یہ سنتے ہی چارون طرف سے بارک اللہ بارک اللہ کی آوازین گوش زد ہونے لگین۔
چاہے یہ صحیح تھا یا غلط وہان اس مشتبہ فیصلہ سے باہم پھر زور وشور سے جھگڑنے لگے۔
لیکن داروغہ نے ہم سے کہا کہ تم باہم صلح کرلو۔ تو بہتر ہی۔

اب کیا تھا مین نے فوراً ہی دلاّل کو اُس کے ثمن واپس کرکے رسید لے لی جب میرے
ساتھ اسکا فیصلہ ہو چکا اُسوقت وہ اُس روئداد مقدمہ پر خیال کرنے لگا کہ یہ کیونکر
فیصلہ ہو گیا اور وہ سخت متحیر تھا کہ یہ معاملہ یکایک کیسے ہو گیا کیونکہ اگر مین یہ سمجھون
کہ گھوڑے کی حفاظت حاجی بابا پر صادق آتی تھی اگر وہ مجھے نصف یا ساری قیمت بھی

واپس دیدیتا جب بھی اُسکو یہ حق نہین پہونچتا تھا معلوم ہوتا تھا گویا اسکو دفعۃً دھوکا دیا گیا ہے خوش قسمتی سے اسکا غصہ داروغہ پولیس پر بلٹ پڑا اور اسکو دلال نے بہت آزادی سے یہ کہا عجب خرنا شخص اور اندھادھند دماغ کا شخص ہی فیصلہ کرنے بیٹھا ہی بڑا اہین کا ایماندار بنکر نکلا ہی۔

ستر ھوان باب

حاجی بابا کا جون بدلنا

اب مین خود ہی اس حماقت پر خیال کر رہا تھا کہ مجھسے یہ ناموزون کام کیون سرزد ہوا اور پھر مین خود اپنے کو مبارکباد دیتا تھا چلو سستے چھوٹے نہین دھر دیے جاتے جان بچی لاکھون پائے اب پھر مین بزازے مین چلا اور اول ہی دکان پر جو دروازہ کے قریب واقع تھی جا کر سرخ کپڑے کی قیمت چکائی میرا ارادہ تھا کہ اسکا ایک چغہ بنواؤنگا۔ کیونکہ مجھے خیال تھا کہ یہ پوشاک مجھے بھی ویسا ہی معزز بنادیگی جیسا اُن لوگون کو بنا دیتی ہی جو اسے پہنتے ہین بزاز نے بغور اوپر سے نیچے تک مجھے دیکھا اور کہا۔ چغہ آپ کس کے لیے لیتے ہین اور اسکی قیمت کون ادا کرے گا۔

مین۔ یقیناً مین اپنے ہی لیئے لیتا ہون۔

بزاز۔ تم جیسا نامعقول شخص ایسے کپڑے پہنکر کیا کریگا ارے احمق اسکو تو سب مرزا اور خانجی زیب تن کرتے ہین۔ اور یہ بھی مجھے یقین ہی کہ تم اس قسم کی شخصیت کے نہین ہو۔

مین ایک خشمناک جواب دینے کو تھا کہ اتنے مین ایک دلال پاس سے گزرا جو استعمالی کپڑے لادے ہوئے آواز لگاتا پھرتا تھا۔ مین نے اسی کو آواز دی باوجودیکہ یہ بزاز تڑپ تڑپ گیا کہ میان صاحب مجھسے ہی لین اور اپنی اُس للکار پر جو مجھے دکان سے پرے چلے جانے کو کی تھی بہت ہی پشیمان ہوا ہم دونون ایک متصل کی مسجد کے کونہ مین جا بیٹھے دلال نے اپنے کپڑون کی گٹھری اُتاری اور جو کچھ اس کے پاس تجارتی سامان تھا سب میرے آگے پھیلا دیا۔ مین نے

ایک نہایت ہی نفیس ریشمی جامہ پسند کیا جسکے آگے کی طرف سُنہری لیس ٹکی ہوئی تھی اور سونے
کے بٹن جگ جگ کر رہے تھے۔ اسکو پسند کرکے مین نے اُس سے قیمت دریافت کی دلال نے
اُسکی صفت اور میرے پسند کی تعریف کرنی شروع کی اور کہا بخدا یہ شاہ کی ایک پیاری جارحین
کا ہے اُسنے اُسے صرف دو ہی بار الگ سے پہنا ہے اور پھر اُسنے فروخت کرنے کے لیے مجھے دیا ہے
میرے سے چارون طرف پھرتا تھا اور یہ کہتا جاتا تھا ماشاءاللہ ماشاءاللہ کیا ہی کھلین بھلا
معلوم ہوتا ہے۔ مین اس سے بہت ہی خوش ہوا مین نے پھر ایک شال کمر پر لپیٹنے کے لیے اُس
سے مانگی۔ اُس نے ایک پُرانی کشمیری شال جسمین چھید ہی چھید ہو رہے تھے اور یہ معلوم
ہوتا تھا کہ شاید بابا آدم اسے اوڑھتے ہونگے مجھے دکھائی اور یہ مجھے یقین دلایا کہ یہ شال شاہ
کی ایک بیگم کی ہے اُسنے مجھے یہ فروخت کرنے کو دی ہے کہ اُسکو معقول قیمت پر بیچ ڈالنا۔ میری
خود بینی اور حماقت نے کرمانی شال کو اسپر ترجیح دی کیونکہ مین نے یہ سوچا کہ جس قیمت مین
پُرانا شال کشمیری آئے گا اسی قیمت مین کرمانی نیا آجائے گا۔ اور یہ مین اسلیے لیتا تھا کہ وہ
زخم جو میری پیٹھ پر پڑے ہوئے تھے بالکل چھپ جائین دوسرے کمر مین مین کٹار اُڑس
سکون جس سے میری دردی پوری ہو جائے جب مین نے یہ خواہش کی دلال نے اشیاء
مطلوبہ بھی حاضر کین اور جب مین اُن کو زیب تن کرکے ساز و سامان سے درست ہو گیا
تو خواہ مخواہ مجھے اُس سے اپنا اطمینان ظاہر کرنا پڑا کیونکہ وہ مجھے اس امر کے یقین دلوانے
مین قاصر نہین تھا کہ آپ جیسا جامہ زیب شخص طہران مین بھی نہین دیکھا جب مین نے
یہ سب پسند کر کرالیا اور قیمت دریافت کی تو اسمین بڑی ہی رد و کد ہوئی دلال صاحب
اول تو اپنی ایمانداری کا مجھے یقین دلوانے لگے کہ حضرت مین اُن دلالون مین سے نہین
ہون کہ سو مانگتے ہین اور پچاس پر راضی ہو جاتے ہین۔ مین آپ سے ایک ہی بات
کہونگا بس پھر آپ اُس سے کم پلٹ کر نہ کہیے گا دلال نے غرض پانچ تمن کوٹ کی قیمت مانگی
اور پندرہ تمن شال کی اور چار تمن کٹار کی کل مل کر چوبیس تمن ہوئے۔

یہ سنتے ہی میری تمام اشتیاق کی بھڑکتی ہوئی آگ دھیمی پڑگئی اسلیے کہ کل بیس ہی تمن اسوقت میری گرہ مین تھے مین وہ کپڑے اُتارنے ہی کو تھا کہ پھر اپنی وہی پُرانی درویشانہ گدڑی زیب تن کرون اور یہ کپڑے دلال صاحب کے واپس یدون کہ اسوقت دلال نے مجھے ٹھہرایا اور یہ کہا شاید آپ نے یہ خیال فرمایا کہ قیمت کچھ بہت زیادہ ہے آپ کی جان اور میرے سر کی قسم کہ مین نے انکو انھین دامون خریدا ہے آخر آپ بھی تو فرمائین کہ آپ کیا قیمت دے لائینگے۔ مین اجی حضرت کیا عرض کرون اتنی قیمت کے آگے میرا تو منطقہ نہین لڑتا خیر کہے دیتا ہون گر آپ مانین مانین نہ مانین آپکا مال ہے مین صرف پانچ تمن مین سب چیزین لیتا ہون

کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

یہ سنکر اُسنے کچھ حقارت آمیز صورت سے انکار کیا۔ مین نے اسکے کپڑے اتار کر اُس کے حوالہ کیے۔ بالخیر شما بہ سلامت۔ جب اُسنے کپڑے تہ کیے اور ہماری باہم سب باتین طے پاگئین اُسنے پھر دوبارہ مجھسے کہا۔ مین تمھارے ساتھ دوستانہ برتتا ہون اور دوستی کی نظر سے تمہین دیکھتا ہون جو کچھ تمھارے ساتھ بھلائی کرونگا اپنے بھائی کے ساتھ مین نہین کرنے کا اچھا مین صرف آپ کو دس تمن مین دیدونگا مین نے پھر بھی انکار کیا اب ہم دونون مین جھک جھک ہونیلگی خیر مین نے کہا کہ اچھا چھ تمن سہی بہتی اس سے زیادہ اور مین ایک پیسہ بھی نہین دونگا۔ یہ سنتے ہی اُسنے منظور کر لیا اور مین نے وہ کپڑے لے لیے۔

وہ قیمت لے لواکر روانہ ہوا مین نے کپڑے اٹھالیے اور یہ ارادہ کیا کہ حمام مین چلکر غسل کیجیے اور وہان ان کپڑون کو پھر زیب تن کر درستہ مین مین نے ایک سبز باناتی جوتا ایک نیلے ریشم کی قمیص اور ایک جوڑا قرمزی رنگ کے ریشمی پاجامون کا لیا یہ سب ان مین باندھکر حمام کی طرف بڑھا۔

مین حمام مین اندر تک چلا گیا کسی نے بھی آنکھ بھر کر نہین دیکھا کہ یہ کون شخص ہے کیونکہ

میری صورت ہی ایسی زرغل بنی ہوئی تھی کہ جسنے اُن مین کوئی حرف حرکت نہین پیدا کی مین نے یہ دیکھکر اپنے دل کو آزردہ نہونے دیا اور خوب اطمینان دلایا کہ جون ہی کپڑے پہنونگا یہ سب حالت بدل جائیگی اور پھر ان حقارت آمیز نظرون سے دیکھا جاؤنگا مین نے ایک کونہ مین رکھ دیے اور مین برہنہ ہوگیا۔ اور ایک تولیے کی تہبند باندھکر حمام مین گیا یعنی یہان اس خاص نہانے کے مقام مین سب باین ہیئت آتے تھے مین نے خود اپنے دل مین ذرا دون کی لی کہ میری اچھی صورت ۔ میرا چوڑا سینہ ۔ میری پتلی کمر خود بخود مجھے قابل مدح بنالے گی ۔ مین نے جاتے ہی ایک حمام والے کو آواز دی اور اُس سے کہا کہ تم مجھے اچھی طرح سے نہلاؤ ۔ ہاتھ سے ملنا ۔ کیسہ سے جسم کو رگڑنا حجامت بنانا اور مین نے اسکو یہ بھی حکم دیا کہ تو میری داڑھی ۔ گلچھون اور زلفون کو کھلی بین وغیرہ سے صاف کر غرض اسطرح سے مین نے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ مین کمال طہارت اور پاکی سے نہانا چاہتا ہون جون ہی وہ حمام والا مجھے مل مل کر نہلانے لگا اسوقت اُس نے بار بار میرے چوڑے سینہ کی تعریف کی ۔ اور اپنے خیال مین نئے کپڑون کی تاثیرات نیک سمجھ کر جو غالباً نئی پوشاک پہنکر پیدا ہوتی ہی مجھے بھی اُسی تعریف و مدح کا مستحق کیا کہ جو ایک شخص کو نئی پوشاک پہنکر ہوئی تھی اُسنے کہا کہ آپ کیا ہی خوش قسمت وقت مین تشریف لائے ہین ابھی مین ایک خان کو نہلا آیا ہون جسکو شاہ نے فصل کے پہلے سردے صفہان سے لانے پر خلعت عطا کی ہی ۔ نجومیون نے اسے یہی وقت مبارک غسل کرنے کا بتایا تھا اور یہی وقت نئی پوشاک پہننے کے لیے بھی بہت ہی مبارک ہی ۔

جون ہی مین غسل کر کرا کے فارغ ہوا حمامی نے میرا جسم کتانی کپڑے سے پونچھا اور مجھے اُس مقام پر لے آیا جہان میرے کپڑے رکھے ہوے تھے کس خوشی اور شادمانی سے مین نے اپنے کپڑون کے بنڈل کو کھولا ہی اور کس خرمی سے مین نے اپنی ٹیپ ٹاپ کو ملاحظہ کیا ہی جب مین نے ہر شے کو زیب تن کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ گویا اب مین از سر نو آدمی

بنا مین نے ریشمی کپڑے کبھی نہ پہنے تھے۔ جب مین نے زرا پاجامہ پہنا و عامہ باندھا اور اوپر
سے جامہ کو زیب تن کیا اور اسکی کچھ کھڑکھڑاہٹ ہوئی تو اب میرا دماغ آسمان پر پہونچا اور
مین چارون طرف نظر بازی کرنے لگا کہ بھلا اب میری طرف نظر بھر کر کون دیکھ سکتا ہی۔ مین نے
ایک نئے طریقہ سے اپنی شال کو کمر سے لپیٹا ایک سرا اُسکا آگے چھوٹا ہوا اور اُس سے زیادہ
دوسرا سرا پیچھے چھوٹا ہوا اور جب مین نے کٹار کو کمر مین اُڑسا بس ہو وقت کا عالم کچھ نہ پوچھیے
مین نے خیال کر لیا کہ بس اب کسی چیز کی کسر باقی نہین رہی۔ مین نے اپنی ٹوپی کی نوک کو
کاجاری یا اصلی طریقہ شاہی پر پچکایا۔ اور اسکو سر پر یکطرفہ زیبایش دی جب اُس حماتی نے
مجھے آئینہ لاکر دکھایا جس سے یہ غرض تھی کہ مین اسکا معاوضہ دون۔ مین نے پہلے اُس سے
اپنی زلفین سنوارنے کو کہا کہ وہ انھین ٹیکر دونون کانو نکے نیچے شانو نپر ڈالدے اور میری
موچھون کو گھیر ادیکر یا انکا حلقہ بناکر رخسارونکے ارد گرد کردے جب وہ میرے حکم کی تعمیل
کر چکا مین نے اسکو معقول معاوضہ دیا اور اپنے درویشانہ کپڑے یا گدڑی بھی اُسکی نگہبانی
مین سونپی۔ اور پھر مین وہان سے ذرا اکڑتا ہوا روانہ ہوا۔

اٹھارھوان باب

شاعر کا اپنی قید سے واپس آنا اور حاجی بابا کا اُس سے ملنا

مین سیدھا اس امید پر شاعر کے گھر کی طرف روانہ ہوا کہ اُس کی کچھ وہان سے جاکر
خبر لون جب مین نے راہ کو ختم کیا تو دروازہ کے گرد دیکھا کہ ایک غول آدمیون کا اُس کو
گھیرے ہوے کھڑا ہی معلوم ہوا کہ شاعر ابھی داخل مکان ہوا ہی اور یہ چھت پر سے ہوکر
مکان مین داخل ہوا ہی بجاے اُسکے کہ دروازہ مین ہوکر جاتا ایران کا یہ دستور ہی کہ اگر کسی
شخص کی یہ خبر اُڑ جاے کہ وہ مر گیا اور پھر وہ واپس آجاے تو دروازہ مین ہوکر گھر مین
نہین گھستا بلکہ چھت پر سے ہوکر داخل مکان ہوتا ہی۔
مین فوراً بھیڑ کو چیرتا ہوا اُس کمرے مین پہونچا جہان شاعر بیٹھا ہوا تھا اور مین نے جاتے ہی

اُسکے آنے پر بہت بہت مبارکباد دی اُسنے مجھے اصلا نہین پہچانا۔ لیکن جب مین نے اُس سے
یہ کہا کہ مین فلان شخص ہون تو اُسنے مجھے جب بھی مشکل سے پہچانا کہ کیا یہ وہی میلا کچیلا قزاق
ہی جسکو مین نے دیکھا اور جواب کس آراستگی اور شان و شوکت سے نمودار ہوا ہی۔

شاعر کا کمرہ ہر قسم کے آدمیون سے پُر تھا اُنمین بعض وہ بھی شخص تھے جو اُسکے آنے سے
خوش تھے اور وہ بھی تھے کہ جو اُسکے صحیح و سالم آنے پر بہت ہی مایوس معلوم ہوتے تھے۔
موخر الذکر لوگون مین سے جو ظاہر اتملق اور چاپلوسی کر رہے تھے اور جنھون نے اویری
دل سے اُسکے آنے پر مبارکباد دی تھی ایک مرزا فضول بھی تھے کہ جو اس شاعر کے عہدہ پر
نامزد کیے گئے تھے۔ مرزا فضول یہ کہ رہے تھے کہ آپ کی جگہ خالی تھی ہماری آنکھین
آپ نے اپنے روشن دیدار سے منور کین اور یہ بات جب ہی تک تھی جب تک وہ کمرے
مین بیٹھا رہا۔ آخر کار شور و غل کی آوازین سنائی دین۔ دروازے کھول دئے گئے شاہ
نے ایک افسر کو بھیجکر شاعر کو یاد فرمایا تھا۔ شاعر اُسی حالت مین سفری کپڑے سفری کوٹ
پہنے ہوے تمام گرد آلود شاہ کے پاس روانہ ہوا۔

اُسوقت بھیڑ چھٹ گئی تھی۔ مین بھی وہان سے اُٹھ کھڑا ہوا کہ اب کل آکر ملاقات کرونگا
مین احاطہ ہی مین تھا کہ مجھے اُسی ناظر سے ملاقات ہوئی کہ جس سے پہلے گفتگو ہوئی تھی
مجھے یہ شخص بھی کچھ خوش و خرم نہ معلوم ہوا اُداسی کے آثار اُسکے چہرہ سے ہویدا تھے
مین۔ اللہ کا نام لیکر۔ دیکھا حضرت مین نے جو کہا تھا کہ خان زندہ ہین۔ صحیح نکلا یا نہین
ناظر۔ ایک آہ بھر کر۔ ہان واقعی سچ نکلا بیشک وہ زندہ ہی اور خدا اُسکو ہمیشہ ہمیش
زندہ و سلامت رکھے۔ لیکن ان اللہ علی کل شی عظیم اللہ سب سے بزرگتر ہی۔ اسطرح کی
دو تین باتین بنا کر چلتا بنا صورت سے اُسکی مصیبت اور آفت نمایان تھی۔

مین باقیماندہ دن گشت لگاتا ہوا اور اپنی ہوا باندھتا ہوا بڑا بھرا بازارون کی
سیر کی مسجدون کی زیارت کی۔ اور سست اور کاہل اشخاص کے پاس بھی ہرزہ گردی کرتا ہوا

پہونچا کہ جوغول کے غول کثرت سے شاہی دروازہ کے ادھر اُدھر پھرا کرتے ہین - یہان شاعر کے آنے اور شاہ کا اسکا استقبال کرنے کی خبرین اُڑ رہی تھین - بعض تو یہ کہتے تھے کہ جب شاہ عالیجاہ نے یہ سنا ہی کہ شاعر آگیا اُنھین ہرگز یقین نہ آیا کیونکہ اُنھون نے یہ حکم لگا رکھا تھا کہ وہ مرگیا اور پھر اُسکا صحیح وسالم پہونچنا یعنی چہ - بعض کا بیان تھا کہ جسوقت شاہ جکلاہ کو خبر پہونچی ہی کہ عسکر آگیا اُسوقت اُنھون نے بہت ہی خوشی ظاہر فرمائی اور فوراً دس تمن فقرا کو خیرات دیے - مگر حق امر یہ تھا کہ شاہ عالیجاہ شاعر کی اس بعث و نشر سے بہت مایوس اور آزردہ خاطر ہوے تھے کیونکہ شاعر نے شاہ کے اس انتظام کو برباد کردیا کہ جو اُنھون نے اُسکے گھر اور سامان کی نسبت کیا تھا اسلیے شاہ نے اس بیچارہ شاعر کی کچھ آؤ بھگت تواضع مدارات بھی نہین کرنی چاہی تھی - مگر عسکر جو بخوبی واقف تھا کہ شاہ کی طبیعت نظم کی طرف بہت مائل ہی اور خاص کرکے ایسی نظم کی طرف جسمین اُنکی مدح سرائی ہو وہ اس بات کو پہلے ہی جانتا تھا اُس نے ایک فی البدیہ قصیدہ اپنے ممدوح کی شان مین اُسی وقت سے موزون کرکے تیار کر رکھا تھا کہ جب وہ ترکمانون کی قید مین تھا - یہ ایک مناسب موقع پر اُسنے پڑھکر سنایا - اس مدح سرائی سے عسکر نے شاہ کی اس نامہربانی اور ناراضی کے خیال کو بدلا کہ جو اُسپر جھکا ہوا تھا اور اُس سے منفعت حاصل کی آخرش شاہ نے اسکو کا ئیت کے صلہ مین اُسکا مُنھ سونے سے بھردیا اور ایک خلعت فاخرہ سے ممتاز فرمایا - اور جسقدر چیزین اور سامان وغیرہ قرق کرکے دوسرون کو دیا تھا وہ بھی اُسکا واپس پھیرا اور نیز اُسکے قدیمی عہدہ کا بھی شرف بخشا مین نے اپنے پسندیدہ مربی کو پھر جاکر مبارکباد دی اور اُسکے علی الصباح دربار مین بغیر پس وپیش کے جا دھمکا - جب معلوم ہوا کہ یہ مجھپر بہت ہی عنایت ونوازش کرتا ہی تو مین نے پہلے اپنی جگہ قیام سے اطلاع دی اور پھر یہ عرض کیا کہ اول تو آپ اپنے ہی مکان مین مجھے رہنے کی جگہ بتائیے اور دوسرے اپنے کسی واقفکار سے سفارش کردیجیے کہ مجھے کوئی ملازمت ملجائے - مجھے اس امر سے اطلاع ہوئی کہ ناظر جو اپنے آقا کے آنے پر مایوس ومغموم دکھائی

دیتا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ اُسنے اُسکے مال مین کچھ ہاتھا چھانٹی کی تھی اب اسے یہ ڈر تھا کہ کہین اس امر کا افشا نہو جائے اس سے مجھے اُمید ہوئی کہ شاید مین اُسکی جگہ پر متعین ہو جاؤن مین نے بہت شوق سے شاعر کی خدمت مین یہ عرض کیا اور نیز ساتھی اسکے مین نے اُسکے خادم کے قصور وغیرہ کی نسبت جس سے مین واقف تھا اُسکو آگاہ کیا۔ مگر مین اپنی آرزو مین کامیاب نہین ہوا۔ یا تو یہ امر تھا کہ ناظر کی طرف اسکا بُرا گمان نہین تھا اور اُسکے عادات اور طریقون کو وہ بُرا نہین سمجھتا تھا یا یہ امر ہوگا کہ اُس نے اپنی نیکنامی اپنے آقا کے آگے ظاہر کی تھی اور شاید اُسنے مجھے مشتبہ شخص گردانا تھا۔ غرض یہ کہ وہ تو اپنی ہی جگہ پر قائم رہا اور مین اُسکے صبح کے دربار کا حاضر باش بنا۔

ایک دن بوقت فجر عسکر نے مجھے اپنے پاس بلایا اور یہ کہا۔ اے میرے دوست حاجی تم جانتے ہو کہ مین تمھاری اُن عنایات اور احسانمندیون کا کسدرجہ کا ممنون ہون جو تمنے اُسوقت مجھپر کی تھین کہ جب ہم دونون ترکمانون کی قید مین تھے۔ اب اسوقت مین اپنی شکر گزاری کا ثبوت دونگا۔ مین نے بہت زور دیکر تمھاری سفارش مرزا احمق جو شاہ عالیجاہ کا حکیم اور افسر الاطبا ہے کر دی ہے اُسے ایک ملازم کی ضرورت ہے۔ مجھے اس امر مین کچھ بھی شک نہین ہے اگر تمنے اُسکی خدمت کو بخوبی انجام دیا اور وہ تمھاری طرف سے مطمئن خاطر ہوا تو تمھین اپنا فن طبابت تعلیم کرنے مین دریغ نہ کریگا۔ اور تمھین ایسے راستہ پر ڈالدیگا کہ تم بخوبی دولت کماؤ گے تم اُسکے پاس چلے جاؤ اور اُس سے یہ جاکر کہو کہ مجھے عسکر نے بھیجا ہے پس وہ تمھین ملازمت سونپ دیگا۔ علم حکمت سیکھنے کا میرا ہرگز ارادہ نہین تھا کیونکہ اُس درویش کی مجھے کہانی یاد تھی کہ اُسکی اور طبیب کی لپاڈگی ہوئی تھی اس نظر سے مین اس پیشہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ لیکن میری حالت بہت ہی مایوسانہ تھی۔ میری گرہ مین کچھ بھی نہ رہا تھا اسلیئے خود بخود مجھے طبیب کی ملازمت منظور ہی کرنی پڑی۔ آخر مین صبح کو طبیب کے مکان کی طرف چلا۔ جو محلات کے پڑوس مین واقع تھا۔ مین ایک افسردہ اور بے مرمت بارگاہ

مین داخل ہوا مین نے وہان جاکر چند مریض دیکھے بعض تو التی پالتی مارے ہوے پشت بدیوار بیٹھے ہوے تھے اور بعض مریضون کے دوست وغیرہ انکی تیمارداری مین مشغول تھے اور بعض ہاتھون مین تولین لیئے بیٹھے تھے کہ طبیب صاحب عورتونکے دالان سے نکلین تو ہمین بھی پوچھنے گچھنے کا موقع ملے۔ مین ایک کھلے ہوے دروازہ کی طرف چلا جہان دو اشخاص جو اندر نہ جا سکتے تھے کھڑے ہوے تھے مین بھی وہین کھڑا ہو گیا کہ جب تک کوئی اندر نہ بلائے یہین قیام رکھیئے۔ کمرے مین چند وہ اشخاص بیٹھے ہوے تھے کہ جو ڈاکٹر کی دربارداری کرنے آئے تھے کیونکہ ایران مین یہ قاعدہ ہی کہ ہر افسر اپنے ہان فجر کا دربار کرتا ہی۔ ڈاکٹر دروازہ کی طرف بیٹھا ہوا اپنا دن کا کام کر رہا تھا۔

یہ حکیم ایک ضعیف کھوسٹ شخص تھا۔ ایک آنکھ وہ بھی گڑھے مین گھسی ہوئی رخسارونکی ذرا اُٹھی ہوئی ہڈیان۔ بکرے کی سی قلیل ڈاڑھی۔ خمیدہ پشتی کی صفت حضرت مین یدطولے رکھتی تھی۔ اور آپ کی مدامی وضع یہ تھی جب بیٹھتے تھے تو زنخدان کو آگے کی طرف اُبھارے ہوے بیٹھتے تھے۔ جناب کے سر مبارک نے دو شانون کے بیچ مین پشت کی طرف تکیہ لگا لیا تھا۔ ماشاءاللہ آپ کے دونون ہاتھ ہر وقت دو طرفہ کمر پر رکھے ہوے ہوتے تھے اسوقت حکیم صاحب کی دونون کہنیان جسم کے ہر طرف ایک مثلث بناتی تھین (اقلیدس سیکھنے والون کے بوڑھے حکیم مطالب کے تھے) یہ بہت ہی تنک مزاجی سے مختصر چھوٹے چھوٹے سوال کرتا تھا اور اگر جواب دینے کا موقع آتا تھا تو بہت گنگنا گنگنا کر دیتا تھا۔ جب حکیم صاحب اُن لوگون کے امراض کی کیفیت سُن چکے کہ جو حکیم صاحب سے نسخہ وغیرہ تجویز کرانے آئے تھے۔ اور اپنے چھوٹے سے خوشامدیون اور غور پر چٹون کے دائرہ سے چند الفاظ کہہ کر اُنھون نے میری طرف دیکھا۔ تو مین نے یہ کہا کہ مین وہ شخص ہون اور مجھے شاعر نے بھیجا ہی تو وہ بوڑھا اپنی تیز نظرون سے منٹ دو منٹ میری طرف دیکھتا رہا اور چاہا کہ کچھ دیر بہن تامل کردن کیونکہ اُنکی خواہش تھی کہ مجھ سے علیحدہ

مقام مین گفتگو کرینگے۔ غرض حکیم صاحب وہان سے اُٹھ بیٹھے اور اس کمرے سے باہر نکل آئے
اور پھر مجھے ایک علیحدہ چھوٹے سے قصر مین بُلایا۔ اسکے سب طرف پاس پاس دیوارین محیط تھین
مگر جہان کمرۂ خلوت تھا وہ دیوارون سے معرّا تھا اور یہین ڈاکٹر صاحب تشریف رکھتے تھے۔

اُنیسوان ۱۹ باب

حاجی بابا کا حکیم کا ملازم ہونا

جون ہی مین براجا ڈاکٹر نے مجھے بلایا اور بیٹھنے کے لیے اشارہ کیا مین اس انکساری اور
اطاعت کی صورت بنا کر بیٹھا کہ جیسے کم درجہ کا آدمی کسی بڑے عالیقدر اور شان و شوکت
والے کی ظاہر اتعظیم و تکریم کرتا ہی۔ اُسنے مجھسے کہا کہ ہمارے دوست عسکر نے تمھاری
بہت ہی تعریف کی ہی اور کہا ہی کہ یہ شخص قابل اعتبار ہی اسپر بھروسہ کر سکتے ہین خصوصًا
اس امر مین تمکو بہت ہی محتاط کہا ہی جسکی مین نے تجویز کی ہی۔ اسلیے کہ تمنے زمانہ کا بہت
کچھ گرم و سرد دیکھا ہی اور ہمیشہ اپنی تدابیر لائقہ اور چارہ گری مین تم کامیاب اور بارآور
رہے ہو اگر کوئی مآل اندیشی اور رازداری کا کام تھین سپرد کیا جائے گا اُس کو تم بڑی
قابلیت اور اُس لیاقت سے انجام دوگے جس لیاقت اور قابلیت کی اس مین حاجت
ہوگی۔ جون جون وہ میری تعریف بیان کرتا تھا مین بار بار اپنی کمر کو خم کر کر کے
سر اُسکے آگے جھکا دیتا تھا اور اُسکے آگے دونون ہاتھ دونون زانوؤن پر رکھے ہوے
اسطرح سے با ادب بیٹھا ہوا تھا کہ میرے ہاتھ آستینون کے کنارون سے ڈھکے ہوے
تھے نہ صرف ہاتھ ہی بلکہ میرے پیر بھی جامہ سے پوشیدہ تھے اسکے بعد وہ بوڑھا حکیم
یہ گویا ہوا۔ مجھے تم جیسے شخص کی ٹھیک اس موقع کے لیے حاجت ہوئی ہے اور
جب مجھے اپنے دوست عسکر کی سفارش پر بہت بھروسہ اور اطمینان ہی تو مین چاہتا ہون
کہ تھین تمھارے کامون مین ایک لائق اور قابل شخص بنا دون جسقدر کہ میری
آرزو دین اور امیدین ہین اگر اُنکے موافق تم کامیاب ہوگے تو تم اس بات کا یقین کامل

کرو کہ یہ تمھارے لیے از حد بہتر ہوگا اور پھر مین بھی تمھاری خدمات لائقہ سے پہلو تہی نہین
کرنے کا اور اُنکا مجھے برابر خیال رہے گا پھر مجھے حکیم نے اور بھی اپنے پاس بلایا اور ایک
نہایت ہی دبی اور رازداری کی آواز مین مجھسے کہا۔ حاجی تمھین اس امر سے واقف
ہونا چاہیئے کہ ایک فرانسیسی ایلچی کچھ عرصہ گزرا دربار مین آیا ہی اسکے ساتھ ایک
ڈاکٹر بھی وہین کا ہی۔ اس کافر ڈاکٹر نے یہان بہت کچھ ناموری اور شہرت پیدا کی
ہی۔ یہ اپنے مریضون کا اس طریقہ سے علاج کرتا ہی کہ جو ہمارے آگے بالکل نیا ہی اور
وہ اپنے ہمراہ ایک صندوق دوائیات کا رکھتا ہی جنکا نام بھی ہم نہین جانتے۔
یہ ڈاکٹر بہت سی ایسی اشیا کے علم کے جاننے کا دعوی کرتا ہی۔ جنکو ہمنے تو کبھی فارس
مین نہین سُنا۔ یہ فرانسیسی گرم و سرد امراض مین کوئی فرق ہی نہین کرتا اور نہ ٹھنڈے
اور گرم معالجہ مین غیریت تصور کرتا ہی۔ جیسا کہ جالینوس اور ابن سینا نے برابر اپنی
کتابون اور تجارب مین کیا ہی۔ پیٹ مین اپنا تیز آلہ بھونکتا ہی کہ معدے مین ہوا
پہونچے اور یہ بھی دعوے ہی کہ مین چیچک کا مرض برابر اچھا کر سکتا ہون اور یہ سب مین
ہی بُرا اور بدنما ہی کہ ہماری سرشت مین خاص ایک خلاصہ اور جوہر کسی شے کا منسلک
کر دیتا ہی جسکا عمل الحال اُنکے فلسفیون مین سے ایک فلسفی نے کیا ہی۔ مگر اب یہ کبھی
نہوگا حاجی چیچک ہمیشہ میرے لیے ایک اطمینان بخش سلسلہ آمدنی کا ہی۔ بھلا تم ہی
خیال کرو کہ مین اسے کیونکر ضائع کر دون۔ ایک کافر تو یہ پسند کرتا ہی کہ یہان آئے
اور ہمین مویشیون کی طرح ہانکے بھلا ہم کیونکر اُسے اجازت دے سکتے ہین کہ ہمارے
منھ مین سے وہ روٹی چھینکر چلتا بنے۔ لیکن وہ سبب اور وجہ جسکے باعث سے مین
تمھاری مدد کا طلبگار ہوا ہون یہ ہی۔ کہ دو دن ہوے کہ وزیر اعظم اپنے معمول سے
زیادہ خوراک کھانے کے سبب سے مریض ہو گیا تھا اور بہت بے آرام تھا۔ کمبخت
کچا کا ہوا ور کھیر اس کہ مین ڈبو کر اور کھانڈ ملا کر چٹ کر گیا تھا۔ اس امر کی بھنک

فرانسیسی ایلچی کے کان مین پہونچی کیونکہ اس کھانا کھانے کے وقت وہ بھی موجود تھا اُسنے
فوراً اپنے ڈاکٹر کو وہان بھیجا کہ وزیر صاحب کا جاکر علاج کرے اور اُسنے وزیر صاحب سے
یہ درخواست کی ہی کہ آپ اس ڈاکٹر کو علاج کی اجازت دینگے یقین ہی کہ بہت جلد آپ کو صحت
کلی ہو جائے گی۔ کچھ عرصہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ وزیر اعظم اور فرانسیسی ایلچی کے
باہم چخ چخ گئی تھی۔ موخر الذکر یعنے ایلچی نے یہ چاہا تھا کہ چند تجویز ملکی معاملات مین میسر
لیئے جایئن اور روا رکھی جایئن مگر وزیر اعظم نے بغیر کسی خیال کے صرف منفعت فارس کیلیئے
اس سے انکار کر دیا تھا۔ چونکہ یہ موقع وزیر نے ایلچی سے ملنساری کرنے کا خلاصہ دیکھ لیا ہی
کیونکہ اس سے مصالحت باہمی بھی ہو جائے گی اسلیئے اُس نے مجبوراً ڈاکٹر کی خدمات کو
قبول کیا یعنی اُسکو اپنا معالج بنایا۔ کاش اگر مجھے پہلے سے خبر ہو جاتی تو مین ضرور اس معاملہ
مین قدم آگے بڑھاتا لیکن ڈاکٹر نے دوائی کے استعمال کرانے مین ایک لمحہ کا بھی توقف
نہین کیا۔ مین نے سُنا ہی کہ اسکو دوائی کیا دی ہی صرف بدمزا ایک سفید چھوٹی گولی
دی ہی۔ اگر کُل پہلوؤن سے خیال کیا جائے تو سوا بدقسمتی کے اور کیا کہہ سکتے ہین کہ
گولی نے کیسا اچنبھے کا اثر کیا ہی اور یہ گولی بجائے خود ایک نادر الوجود ثابت ہوئی۔ وزیر اعظم
کو ایسی شفاء کلی میسر ہوئی کہ وہ سوا اسکے کچھ کہتا ہی نہین۔ کہ "مجھے یہ گولی ایسی معلوم
ہوئی گویا میری انگلیون کی نوکون سے نمی کھینچ لی" اور اب وہ کچھ ایسا تندرست اور قوی
ہو گیا ہی کہ وہ خود اپنے بڑھاپے پر ہنستا ہی اور یہ کہتا ہی کہ میری بیویوں کو میری اس قوت
اور طاقت و صحت جسمانی کی مبارکباد دو لیکن یہ نقصان یہین تک محدود نہین رہا بلکہ
اُسنے اور بھی آگے بڑھ کر سانس لیا ہی۔ یعنی اس گولی اور اس فرانسیسی ڈاکٹر کی شہرت
تمام دربار مین پھیل گئی اور پہلی بات یہ ہی کہ خود شاہ نے ڈاکٹر کو اسی صبح کو سلام کہلا بھیجا
ہی اسکو گویا گولی کی کرامت و اعجاز تصور کرنا چاہیے شاہ نے وزیر اعظم کو بلایا کہ تمام
کیفیت مرض و علاج کی بیان کرے جب اُس نے بیان کی تو تمام دربار مین عجب غوب

آفرین ہوئی۔ پھر شاہ میری طرف متوجہ ہوا اور ارشاد کیا۔ حکیم صاحب اسکا آپ سبب بیان کریں کہ کیا وجہ ہوئی جو اتنی سی شے نے اتنا بڑا اثر کیا اور ایسی کارگر ہوئی اسوقت مین یہ جواب دینے کو مجبور ہوا۔ جھک کر اور زمین خدمت بوسید کا مضمون ادا کر کے ملتے شاہ شاہان مین نے ابتک وہ دوائی نہین ملاحظہ کی کہ جو کافر ڈاکٹر نے آپ کے وزیراعظم کو دی ہو لیکن ہان مین اُسے دیکھتے ہی بتادونگا کہ اسمین کیا کیا چیز ملی ہوئی ہے۔ اسوقت آپ کا غلام اے مرکز مخلوق یہ التماس کرتا ہی کہ آپ اس امر کو بخوبی یاد فرمالین کہ اس موقع پر اس کام کا خاص وہ شخص ہی کہ جو اسلام کا دشمن ہی اور اُسکے دماغ مین کفر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہی اسلیے وہ کافر کے ہاتھون مین ایک آلہ ہی اور ایسا شخص جو تمام معاملات قضا و قدر سے انکار کرے پھر بھلا اسکا کیا ٹھکانا۔ یہ کہکر اب مین نے یہ تردد کیا کہ یہ امر کیونکر معلوم ہو کہ وہ کافر اس گولی مین کیا کیا دوا ملا کر استعمال کرتا ہی کہ جو کرامت و اعجاز کا حکم رکھتی ہی کیونکہ مجھے اپنی ٹوپی بھی تو سنبھالنی ہوئی اور مین نے یہ خیال کیا کہ اگر یہ معاملہ نہین ہوا تو بنی بنائی بات بگڑ جاے گی اور عزت کرکری ہوئی کچھ بات ہی نہین ہے۔ تم بڑے ہی موقع پر آے ہو تم سے مجھے مدد ملیگی۔ تمکو ابھی اس سے واقف ہو جانا چاہیے اور جسطرح سے ممکن ہو یہ ساری باتین اُسکے دماغ سے نکال لاؤ۔ لیکن چونکہ مجھے ابھی اس گولی کا ایک نمونہ لینا ہی جو اُسنے وزیراعظم کو دی تھی اسلیے کہ کل وہی گولی شاہ کی خدمت مین پیش کرنی ہی تو اب تم یہ کام کرو اور یہی میری خدمات کی ابتدا سمجھو کہ تم بھی وہ کاہو اور کھیرے وغیرہ کو سرکہ مین شکر ملا کر چٹ کر جاؤ اور اسی طرح سے مریض ہو جاؤ کہ جیسے ہز ہائینس وزیر ہوا تھا۔ تم یہ ساری کیفیت فرانسیسی ڈاکٹر سے کہنا یقیناً وہ تمھین وہی گولی دیگا جسے تم مجھے دیدینا۔

مین۔ (یعنی حاجی بابا) پہلے ہی اس معاملہ مین خوف زدہ ہو کر۔ مین تو اُسے جانتا نہین اسکے آگے اپنے کو پیش کیونکر کر سکونگا۔

ایسی ایسی نادرالوجود کہانیان یوروپینون کی نسبت بیان ہوئی ہین کہ مین خود حیران
ہون کہ اُنسے کیونکر پیش آتے ہین - خدا کے لیئے آپ اِس امر مین مجھے تعلیم کیجیئے اور اُنکی ملاقات کی
ساری اونچ نیچ بتا دیجئے -

میرزا احمق - یہ بیشک درست ہی کہ اُنکی تمام عادتین اور طریق ہم لوگون سے بالکل مناسبت
نہین رکھتے - اچھا انکی نسبت مین چند باتین بیان کرتا ہون انکا تمھین خیال کرلینا چاہیے
ہم اپنے سرون کی حجامت بنواتے ہین اور ڈاڑھیون کو بڑھاتے ہین یوروپین اسکے
بالکل خلاف کرتے ہین - یعنی اُنکی ٹھوڑی پر بالون کا کچھ یون ہی سا نشان باقی رہتا ہی
(داڑھی کیا گاجر کی بیندی دکھائی دیتی ہی) اور انکے سر کے بال انکے سرون پر ایسے گنجان
کثرت سے ہوتے ہین کہ گویا انکا یہ عہد دینی ہی کہ اُنھین کبھی نہ کٹوائین - وہ پلیٹ فارم پر
بیٹھتے ہین - ہم زمین پر آلتی پالتی مار کر بیٹھتے ہین - وہ چھُری کانٹے سے کھانا کھاتے ہین
ہم ہاتھون سے تناول کرتے ہین - وہ ہمیشہ ادھر اُدھر چہل قدمی کرتے پھرتے ہین -
ہم بیٹھے رہتے ہین وہ بڑے مضبوط کپڑے پہنتے ہین مگر ہم ایسے نہین زیب تن کرتے
وہ بائین جانب سے دائین کی طرف لکھتے ہین - ہم دائین سے بائین کی جانب وہ کبھی
نہین خدا کی عبادت کرتے اور ہم دن مین پانچ وقت کرتے ہین - غرض اسکی انتہا ہی
نہین ہی کہ اُنکے طرز معاشرت کے طرق کہان تک ہین - لیکن حق اور نفس الحق یہ امر ہی
کہ یہ لوگ دنیا مین نہایت درجہ کے ناپاک ہین - اسلیے کہ وہ کسی شے کو نجس اور حرام
ہی تصور نہین کرتے - وہ سب قسم کے جانور کھاتے ہین - سور سے لے کر کچھوے تک
چھوڑتے ہی نہین - اور بلا وسواس کے سب کو چکھ جاتے ہین - ہر چہ آید در گھسیٹ
مضمون انکو بہت ہی روان ہی - یہ بھی تو نہین کرتے کہ پہلے اسکا گلہ کاٹ ڈالین نہین بلکہ
مُردہ جسم کو چٹ کرتے ہین اور نہ اُنھین اُنکی صفائی غیر صفائی سے غرض ہی غرض جو کچھ
انکی باتین ہین سب ناشایستہ اور لغو ہین یہ کبھی نہین کرتے کہ گرم حمام مین جائین اور رکھی شے

خوب مل ملکر نہائین۔

مین۔ جناب حکیم صاحب کیا یہ امر سچ ہی کہ یہ لوگ بہت ہی مغلوب بغضب ہوتے ہین اگر انکی کسی بات مین شبہہ کے واقع ہو اور انکو جھوٹا کہا جاے تو یہ اسقدر برانگیختہ ہوکر جنگ کرتے ہین کہ جب تک اُسے یا اپنے کو ہلاک نہین کر ڈالتے ہرگز باز نہین آتے۔

مرزا احمق۔ ہان یہ بھی اُنکی نسبت بیان ہوتا ہی لیکن مجھے ابتک اس قسم کا کوئی معاملہ اکثر نہین واقع ہوا۔ مگر ہان ایک بات مین تمھین بتائے دیتا ہون وہ یہ ہی کہ جب وہ تمھاری کسی چیز کی تعریف کرین تو تم ہرگز انکو اس تعریف کا وہ جواب نہ دو جو ہم لوگ باہم دیتے ہین جیسے یہ آپ ہی کی نذر ہی یہ آپ کا ہی مال ہی۔ اور اگر شاید اُنھون نے وہ چیز لے لی تو پھر اُس وقت بڑی دشواری ہوگی اور تمنے تو صرف ایک جھوٹی صلاح کی تھی وہان وہ چیز ہاتھ سے نکل گئی غرض نہایت تُلی ہوئی باتین اُنسے اِس قسم کی کرنی چاہیئین جنکو وہ پسند کرین۔

مین۔ اگر حضرت یہی بات ہی تو مجھے اور بھی زیادہ خدشہ ہوا۔ بھلا جب مین بناوٹی بیمار بنونگا اور اُس سے جاکر کہونگا کہ مین بیمار ہون تو وہ کب اُسے سچ سمجھے گا اور مجھے مریض سمجھکر وہ کب اپنی دوائی دینے لگا اُسے صاف ظاہر ہوجائیگا کہ یہ دوسرے کے لیے مانگتا ہی بس یہی غضب ہی۔

مرزا احمق۔ نہین نہین تم بیمار ہوجاؤ اور واقعی بیمار ہوجاؤ بس پھر کیا جھوٹ ہوگا بلے میرے دوست حاجی اب تم جاؤ۔ (میری گردن مین ہاتھ ڈال کے) جاؤ اور بہت جلد کھیرے وغیرہ کا استعمال کرو اور اسی شام کو مجھے گولی لادو۔

مجھے بہت کچھ دم دلاسا دیا اور مجھے روکا کہ بس اب میری اس غیر مترتب درخواست پر کوئی اعتراض نہ کرے اس نے نہایت ہی مہربانی سے مجھے کمرے کے باہر کیا۔ غرض مین اُسکے پاس سے روانہ ہوا۔ مجھے اس امر کا اصلا علم نہین تھا کہ آیا میری اس نئی وضع پر کچھ مذاق تو نہین اُڑیگا یا واقعی یہ بات کیا ہی۔ بغیر کسی قول قرار بغیر کسی وجہ کے مریض بنجانا بھلا

اس کو مین کیون کر قبول کرتا یہ بھی ایک عجیب بات تھی۔ مین پھر اپنے مربی سے معاملہ کرنیکے لیئے
اُسکے کمرے مین واپس پھر آیا۔ لیکن اب یہان اُسکا پتہ بھی نہین تھا۔ معلوم ہوا کہ وہ ابھی
حرم سرا مین چلدیے آخر مین مجبوراً واپس پھرا اور اب مجھے یہ فکر ہوئی کہ اپنے مقصود کا پتا لگاؤن

بیسوان باب

حاجی بابا کا اپنے مطلب کا کامیاب ہونا

اب مجھے یہ دُھن لگی کہ ایلچی کے مکان پر چلنا چاہیے۔ مین یہ خیال کر کے پوچھتا پوچھتا
روانہ ہوا۔ اب مین نے اپنے دل مین یہ خیال پکانا شروع کیا کہ حکیم کی بجا آوری حکم کی
تعمیل ہو تو کیون کر ہو۔ بھلا یہ امر ایک خیال کرنے کے قابل تھا کہ درد شکم کوئی فروختنی
یا خریدنی شے تو تھی نہین کہ دم بھر مین بازار سے خرید لی جاتی۔ اگرچہ اس کا ہوا ور کھیرے
نے بوڑھے وزیر کے پیٹ مین درد کیا۔ اور اسے یہ بادی چیزین ہضم نہ ہوئین تو یہ کیونکر
ممکن تھا کہ مجھ جیسے جوان کے پیٹ مین بھی وہ خلل کرتین۔ اور پھر یہ بھی ایک تعجب کی بات
تھی کہ یکایک پیٹ مین کھاتے ہی سڑک پر خلل کیونکر ہونے لگتا۔ یہان بڑا ہی قافیہ تنگ تھا
مگر مین نے سوچ لیا کہ کسی عمدہ تدبیر سے گولی کو حاصل کرنا چاہیئے۔ یہ ترکیب جو مرزا احمق نے
بتائی ہی محض احمقانہ ہی۔ مجھے یہ خیال آیا کہ حاجی تو نے فریب کیا اور وہان جاکر یہ کہا کہ
مین بیمار ہون اور واقعی بیماری دیماری کا پتہ بھی نہین ہی اور وہ تشخیص سے پہچان لیگا
تو ایسا نہو کہ مجھے فریبی سمجھ کے اپنے گھر سے نکال باہر کرے۔ خیر اسوقت یہ تدبیر ذہن نشین
ہوئی کہ مین اس سے جاکر یہ کہون کہ مین شاہی حرم سرا کا ملازم ہون۔ میری بیگم صاحبہ
کو یہ مرض ہوگیا ہی۔ تو لامحالہ مین اپنے ارادہ پر کامیاب ہوجاؤنگا اور وہ مجھے گولی دیدیگا
یہ منصوبہ دل مین گانٹھ کے مین بازار مین ایک پرانے کپڑے فروش کی دکان پر گیا اور جبہ
اپنے لیئے کاہنون کے پہننے کا کرایہ پر لیا اور بجاے کٹار کے کمر مین ایک بستہ کاغذون کا
لپیٹا۔ تاکہ معلوم ہو کہ مین کوئی عام خادمون مین سے نہین ہون۔

مجھے فوراً معلوم ہوگیا کہ ایلچی فلان مقام پر رہتا ہی جو کچھ مرزا احمق نے مجھے تلقین کیا تھا اسکو اپنے دماغ مین جماکر ڈرتا ڈرتا اور سوچتا سوچتا مین ڈاکٹر کی جائے قیام پر گیا مین نے دیکھا کہ دو طرفہ درخت والے راستہ پر صدہا عورتین اپنے معصوم پیارے پیارے بچون کو گودیون مین لیئے کھڑی ہین۔ انسے معلوم ہوا کہ یہ عورتین صرف چیچک کی مجرب دوائی کی خبر سُنکر یہان اپنے بچون کو لے کر آئی ہین۔ کچھ ملکی معاملات کے اسباب سے فرانسیسی اس فکر مین تھے کہ کسی طرح سے کچھ ترقی ہو چونکہ ڈاکٹر اپنا عمل مفت کرتا تھا اسلیئے مریضونکی بھی کمی نہ تھی خصوصاً فرقۂ غربا کے جو ایک دیسی طبیب کو بھی نہین بلا سکتے کیونکہ یا تو انھین کچھ نذرانہ طبیب صاحب کے بھینٹ چڑھانا پڑے اور یا فیس دینی پڑے۔ اور طبیب صاحب ہین کہ بغیر ان دونون کے کہین بلاجتے ہی نہین۔

جب مین اندر گیا تو مین نے ایک شخص کو کمرے کے بیچ مین بیٹھا ہوا پایا۔ اسکے قریب ایک بلند لکڑی کی میز رکھی ہوئی تھی اسپر بکس۔ کتابین آلے۔ اوزار کثرت سے چنے ہوئے تھے جنکے استعمال سے مین محض نابلد تھا۔ وہ شخص ایک عجیب غریب پوشاک مین جیسے کہ نصاریٰ پہنا کرتے ہین اور جنکو مین نے ہمیشہ اسی وضع مین دیکھا ہی جلوہ فرما تھا۔ اسکی ٹھوڑی اور لبون پر بالون کا نشان تک نہین تھا۔ جہان تک مین خیال کر سکتا ہون بالکل ایک ہیجڑے کی صورت تھا۔ اسنے اپنے سر کو بے محابا کھول رکھا تھا۔ اسکی گردن مین ایک سخت و کرخت پٹی (کالر) لپٹی ہوئی تھی۔ اور اسی قسم کی دوسری جوڑ توڑ کی چیزین اسکی گردن مین کلون کی طرف اُٹھی ہوئی تھین گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکو کوئی مرض ہی یا کوئی زخم لگا ہی جسکو یہ چھپاتا ہی اسکے کپڑے اسکے جسم پر ایسے پھنسے ہوے تھے اور اسکا باہر والا کوٹ خصوصاً اسی زاذیہ نما شکل کا بنا ہوا تھا کہ یہ ایک امر بدیہی تھا کہ اس قسم کے کپڑے نہایت ہی کمیاب اور عنقا صفت ایران مین معلوم ہوتے تھے۔ اسکی پوشاک کا نیچے کا حصہ خصوصاً بہت ہی غیر واجب تھا۔ کیونکہ جو دری یا جا در غالیچہ اسکے کمرے مین

بچھا ہوا تھا سبز دہ بوٹ ہی پہنکر بیٹھا ہوا تھا بس اُسنے آدمیت اور بھلمنسی کا خون کر رکھا تھا
مجھے معلوم ہوا کہ یہ ہماری زبان بھی بولتا ہے کیونکہ جون ہی اسکی نگاہ مجھپر پڑی اُسنے
مجھسے پوچھا کہ کیا چاہیئے۔ اور پھر اُس نے فوراً ہی یہ کہا صباح الخیر۔ یہ ایک ایسا صرتحی مسئلہ تھا
کہ مین نے اُسے بدل پسند کیا۔ اسوقت مین نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ اس سے کچھ اچھی اچھی
باتین کرنی چاہیئین اور کچھ اسکی مدح سرائی بھی کرنی ضرور ہے کہ آپ کی قابلتین اور لیاقتین
ایسی ہین۔ پہلے تو مین نے یہ کہا کہ فارس مین آپکی بڑی ناموری اور شہرت ہو رہی ہے
بھلا لقمان کی آپ کے آگے کیا اصل ہے اگر آپ کی دانش و عقل کو اس سے مقابلہ کیا جائے
تو تو یہ تو بس یہی کہنا لازم آئیگا۔

	چہ نسبت خاک را با عالم پاک	

اور دیسی اطبا آپ کے ہمعصر یہ تو سب آپ کے آگے پانی بھرتے ہین۔ ان سب باتون کا
اُس نے کچھ بھی جواب نہ دیا۔ پھر مین نے اُس سے یہ کہا کہ خود شاہ نے آپ کی دوا کے اثر کو
سُنا ہے جو آپ نے وزیر اعظم کو عطا فرمائی تھی اور اُس نے یہ امر سنکر اپنے مورخون کو حکم دیا ہے
کہ وہ واقعات کی سرگذشت مین اس عجیب و غریب واقعہ کو بھی قلمبند کرین کہ صرف ایک گولی
نے آناً فاناً مین مریض کو اچھا کر دیا۔ گویا اسکی سلطنت کے ایک نادر واقعون مین سے یہ
واقعہ ہے آپ کی اس زود اثر دوائی کا شہرہ شاہی محلسرا مین بھی پہونچا ہے اور وہان کئی
بیگمین مریض ہو گئی ہین اب وہ چاہتی ہین کہ اس دوا کا استعمال کرین۔ شاہ کی
بہت پیاری لونڈی جارجیئین اسوقت بہت ہی تکلیف مین ہے مجکو شاہ کے حکم سے
خوجون کے سردار نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ وہی دوائی عنایت فرمائین جو آپنے
وزیر اعظم کو دی تھی۔ خاص اُسی دوا کے حصول کے لیئے مین آپ کے پاس
حاضر ہوا ہون۔
ڈاکٹر (سر بگریبان ہو کے اور کچھ دیر تامل کر کے) میرا یہ طریقہ نہین ہے کہ مین اپنے

مریض کو بغیر ایک نگاہ دیکھے دوائی دیدون اسلیئے اگر بغیر دیکھے مین دوائی دیدون تو اُس سے غالباً نقصان ہوگا۔ اگر مجھے معلوم ہوگا کہ شاہی حرم مین میری مدد و معاونت کی خواستگاری ہی تو مین بہت خوشی سے چلنے کو موجود ہون۔

مین۔ فارس مین یہ دستور نہین ہی کہ حرم کا یا جارجئین لونڈی کا چہرہ بغیر اُسکے خاوند کے کوئی دیکھ سکے۔ اگر بہت ہی ضرورت پڑتی ہی کہ بغیر حکیم کے چارا ہی نہ ہوسکے تو طبیب بلایا جاتا ہی مگر اُس عورت کے ہاتھ پر کپڑا یا برقع پڑا رہتا ہی جب طبیب نبض دیکھتا ہی۔

ڈاکٹر۔ لیکن مین جب علاج کرتا ہون تو نہ صرف نبض ہی پر قناعت کرتا ہون بلکہ مریض کی زبان بھی دیکھتا ہون۔

مین۔ زبان کا دیکھنا فارس مین بالکل ایک نئی بات ہی اور مجھے اس کا یقین ہی کہ جب تک شاہ کا خاص حکم نہو آپ حرم سرا مین تو یہ نہین کر سکتے کہ کسی حرم کی زبان کو دیکھین۔

ڈاکٹر۔ بہت خوب اگر مین آپ کو اپنی دوائی دون تو اس امر مین مین ذمہ داری نہین لیتا اگر اُسے صحت نہ کی اور مار ڈالا تو اُسکا جواب دہ مین نہ ہون گا۔

خیر جب مین نے اُسے یقین دلایا کہ آپ کو کوئی نقصان اور کسی قسم کی کوئی بات عاید نہ ہوگی تو اُس نے ایک بڑا صندوق کھولا جسمین دوائیان بھری ہوئی تھین۔ اُنمین سے اُس نے ایک سفید پاوڈر لی اور اسکو ایک روٹی کے ٹکڑے کے ساتھ ملا ملا کر ایک گولی کی صورت مین بنادی اور کاغذ مین لپیٹ کر مجھے دی اور اُسکا استعمال بتا دیا کہ یون دنیا اور یون کرنا جب مجھے معلوم ہوا کہ اُس نے اپنے علم اور بھید کو پوشیدہ نہین کیا تو مین نے اُس سے اس دوائی کی فطرت اور خاصیت اور اسکے عمل کی کیفیت غرض سب باتین اُس سے دریافت کرلین۔ اُس نے بغیر کسی حجاب اور دور اندیشی کے ساری کیفیت بیان کردی۔ اُسنے ہمارے ایرانی اطبا کے موافق نہین بیان کیا کہ جو بڑے لنبے چوڑے اور فوق البھڑک الفاظ مین کسی بات کو بیان کرتے ہین۔

اور جو اپنے اس مریض کو جو ان کے آگے علاج کے لئے آتا ہی صرف ابو علی ابن سینا وغیرہ کی تحریر پر عملدر آمد کرتے ہین۔

جب سب باتین مین نے خوب سمجھ لین اور جہان تک ممکن ہوا انکی تحقیق تفتیش مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا تو مین اس ڈاکٹر کے پاس سے اسکا شکریہ ادا کرتا ہوا اپنے آقائے نامدار مرزا احمق کے مکان کی طرف روانہ ہوا بے شبہہ مرزا احمق صاحب نہایت اضطراب مین میرے منتظر تھے مین نے اپنا وہ منشیانہ یا کاتبانہ مانگا ہوا جبہ اُتار ڈالا اور اپنے اصلی کپڑے پہن لیے۔ اور اب مین مرزا احمق کے سامنے ایسی بری صورت بنا کے آیا جو اس موقع کے لئے زیبا تھی۔ اسلیے کہ میری یہ خواہش تھی کہ اُسے اس امر کا یقین آجائے کہ اس نے کہا ہوا اور پھر اکھا کر واقعی اپنے کو مریض بنالیا ہی اور صرف اسی مرض کے صدقہ مین یہ اپنے فرایض کی انجام دہی مین کامیاب ہوا ہی۔ مین اپنی ایک ایک بات مین پیٹ پر ہاتھ رکھکر کچھ ایسا پیچ و تاب کھاجاتا تھا گویا میرے پیٹ مین سخت درد ہو رہا ہی اور مین نے بالکل اپنی صورت مریضون کی سی بنائی تھی۔ میری اس حالت نے مرزا احمق کی کرخت اور ناملایم طبیعت کو رحم کی طرف پھیرا۔

جونہی مین نے اُسکے کمرے مین قدم رکھا مین نے کہا لیجئے حضور آپ اپنی مطلوبہ شے کو تھامیے۔ اور پھر مین دُوہرا ہو گیا اور چہرے کی کچھ ایسی کشیدگی سے رو دیا کہ ایک تھا کہ بچ گیا۔ دیکھیے مین نے آپ کے حکم کی بجا آوری کردی ہی اور اب مین نے صرف اپنے کو آپ کی فیاضی اور عالی ہمی پر ڈال دیا ہی۔ اُس نے چاہا کہ مجھ سے اُسکی کچھ کیفیت دریافت کرے کہ تو نے یہ کیونکر کی اور کس طرح پہونچا۔ مین نے اصلی بات کو تو بالکل چھپایا جب مین نے اسے وہ گولی دی تو مین نے اسکے یہ ذہن نشین کر دیا کہ مجھے بہت بڑے صلہ کی امید تھی۔ مین نے اس قسم کا اشارہ کیا کہ گویا مین اس گولی کو درد کی شدت اور اضطرابی مین نگلتا ہون تاکہ وہ کچھ تو اپنے ہاتھ کی چیز مجھے دے۔ مرزا احمق نے

کے استفسار سوال سے جو اُسنے گولی کے معاملے مین کیا تھا ایسا ڈرا ہوا تھا کہ مین نے اُس گولی کو اپنے قبضہ مین کر لیا۔ اور اُس نے فی الواقع مجھے ایک سونے کا ٹکڑا ابھر ٹایا۔ جو کچھ مرزا احمق نے اس گولی کے بدلے مجھے عنایت فرمایا اُنکی کبھی بھی کسی چہیتی بیوی کو بھی جیتے جی یہ نصیب نہوا تھا کہ یہ اُنکے ہاتھ سے کچھ دیتا۔ مین نے اپنا یہ فریب کچھ دیر گانٹھے رکھا اور مین نے ارادہ کیا کہ اس سے اس مرض کے زائل ہونے کے لیئے کچھ اسمین ہی سے دوا لون۔ لیکن مجھے معلوم ہوا کہ بوڑھا اپنی دوائی خود میرے لیئے تیار کر رہا ہی مگر یہ دوائی بہت دیر مین بنتی اور مین کہان تک یہ فریب گانٹھے رکھتا۔ اچانک مین تندرست ہو ہو اکر اُٹھ بیٹھا۔

فارغ البال ہوئے خوب فراغت پائی

جب مرزا احمق نے گولی کو اپنے قبضہ مین لے لیا تو پہلے اُسے بہت ہی شوق سے ملاحظہ کیا اور اپنی ہتھیلی پر رکھ کے اُسے خوب خوب چارون طرف سے پھرا پھرا کے دیکھا۔ لیکن ذرا بھی اُسکی سمجھ مین نہ آیا کہ یہ کیا بلا ہی اور کس کس چیز کی بنی ہوئی ہی جب اُسنے خوب سر ٹپک لیا اور اسکی خاک سمجھ مین نہ آیا تو ناچار مین نے اُس سے یہ کہا کہ جناب ڈاکٹر نے مجھے اسکی کیفیت سے آگاہ کر دیا ہی یہ سیماب کی بنی ہوئی ہی۔

مرزا احمق۔ اہا سیماب کی ہی جب ہی مجھے نہین معلوم ہوا تھا۔ تو یہ کافر یہ علیسوی کیا آئین سیماب سے زہر دینا چاہتا ہی یعنی میرا تمام دستور العمل اور شہرت و ناموری مذاق ہی مذاق مین اُڑ جاتی۔ کسنے سنا ہی کہ سیماب بھی دوائی ہوتی ہی۔ سیماب ٹھنڈا رہا ہی اور رکا ہو کیا ابھی خنک ہی آپ کبھی برف و خنکی کے رفع کرنے کے لیئے برف ہی استعمال نہین کرینگے۔ گدھا اپنے فن کا پہلا اصول بھی تو نہین جانتا۔

چہ داند بوزنہ لذات ادرک

نہین حاجی یہ کبھی نہین ہوگا ہم ہرگز ان طرق مین اپنی ڈاڑھیون پر ضحکہ اُڑانے نہین گے

مرزا احمق اپنے رقیب کو بہت دیر تک برا بھلا کہتا رہا اور بہت سخت لعن طعن بھیجتا رہا اور اسمین شک نہین کہ وہ بڑی دیر تک یون اسکو گالیان دیتا رہتا۔ مگر اتنے مین شاہ کا چوبدار آگیا کہ شاہ نے آپ کو یاد فرمایا ہی کہ بہت جلد حاضر خدمت ہو۔ یہ سنتے ہی مرزا نے درباری کپڑے پہنے اپنی سیاہ بھیڑ کے چمڑے والی ٹوپی کو شال کے عمامہ سے بدلا۔ اور فوراً اپنی سرخ جرابین پہنین اور اپنا گھوڑا سواری کا منگایا۔ گولی کو اپنے ہاتھ مین لیا اور بہت تیزی اور جلدی سے چلا۔ بڑا ہی خوفزدہ تھا کہ دیکھیے وہان جا کے کیا نتیجہ پیدا ہوئے گا۔

اکیسوان باب

طبیب اور شاہ فارس

آخر شام کو طبیب کی ملاقات شاہ سے ہوئی جب میرزا احمق وہان سے واپس آئے آتے ہی مجھے بلایا۔ مین نے اسے بڑی گھبراہٹ اور تشویش مین دیکھا جون ہی اسکی نگاہ مجھپر پڑی مجھے اپنے بہت پاس بٹھایا اور ہر متنفس کو کمرے کے باہر نکال کر مجھ سے کانمین یہ کہا کہ اس کافر ڈاکٹر کا کسی نہ کسی طرح سے بندوبست کرنا چاہیے۔ تم کیا خیال کرتے ہو کہ کیا واقع ہوا شاہ نے اس سے مشورہ لیا اور اس صبح کو کامل ایک گھنٹہ تک شاہ سے اسکے تخلیہ مین باتین ہوتی رہین۔ شاہ عالیجاہ نے اسکا نتیجہ مجھسے بلا کر کہا تھا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس فرانسیسی نے شاہ کے دل پر اپنا بہت کچھ اثر کیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ شاہ نے اپنی تمام شکایتین اسکے آگے بیان کین۔ اپنے ضعف کا حال کہا اپنے پرانے مرض ضیق النفس کی کیفیت بیان کی اور کمی ہاضمہ کی بھی شکایت کی۔ اس کافر نے صرف نبض دیکھتے ہی اور زبان پر ایک نگاہ ڈالتے ہی سب بیان کر دیا کہ آیا شاہ گرم حمام مین اکثر غسل فرماتے ہین۔ اور آیا جب شاہ حقہ پیتے ہین تو شاہ کو فوراً کھانسی کا تو اعادہ نہین ہوتا۔ یا شاہ اپنی خوراک مین۔ گوشت کے مربہ۔ مٹھائی۔ اور مکھن مین تیرتے ہوئے

چانول تو نہین استعمال کرتے تو شاہ نے اُس ڈاکٹر کو تین دن کی مہلت دی ہی کہ وہ اسمین خوض وفکر کرے اور اپنی کتابون مین دیکھے اور عقلاے فرانس کی آراے کو اس معاملے مین مجتمع کرے کہ وہ خاص اس مرض مین کیا حکم کرتے ہین اور پھر ایسی دوا بنائی جائے کہ جس سے مجھے صحت کلی ہوجائے اور پھر اصلی حالت از سر نو اعادہ کر آئے۔

اسکے بعد شاہ عالیجاہ نے میری راے دریافت کی اور مجھسے کہا کہ تم بہت دلیری اور آزادی سے فرانسیسیون کی فطرت خاصیت اور انکی دوائیات کی پوری پوری ماہیت بیان کرو۔ یہ سنتے ہی مین نے ایک لمحہ بھی اپنی راے دینے مین وقفہ نہین کیا۔ مین نے اپنی معمولی تمہید کے بعد یہ عرض کیا۔ کہ اگر انکی فطرتون کی نسبت حضور استفسار فرماتے ہین تو خداوند نعمت اپنی عقل غامض مین یہ تصور فرمائین کہ یہ کافر منکر اور ناپاک قوم ہے اسلیے کہ یہ بغیر وسواس کے سور کا گوشت کھاتے ہین اور شرابین اڑاتے ہین۔ صورت دیکھیے تو بالکل عورتین معلوم ہوتے ہین اور اپنے طرق مین بالکل ریچھ ہین۔ ہر وقت انپر بڑا ہی خیال رکھنا چاہیے کیونکہ آپ خود ملاحظ فرمالین کہ آخر انھون نے ہند کے ساتھ کیا کیا سلطنت پر قبضہ کرلیا اور وہان کے شاہون اور نوابون کو اپنا عاجز خادم بنا لیا۔ اب آپ اگر ان کی دوائیات کی بابت مجھسے سننا چاہتے ہین تو آپ گوش گزار فرمائین اللہ انسے خداوند نعمت کو محفوظ ہی رکھے انکی دواؤن کے اثر ایسے ہی فریب دہ اور دغابانہ ہین۔ جیسے فرانسیسی اپنے ملکی معاملات مین خائن اور دغاباز ہین۔ وہ ہماری صحت ہی کرنے مین رہجاتے ہین اور ہم رخصت ہی ہوجاتے ہین۔ انکا خاص مصالحہ سیماب ہے دیکھئے یہ گولی موجود ہی ملاحظہ فرمائیے۔ وہ انے آلے اور چاقو ایسے آزادی سے استعمال کرتے ہین کہ دم بھر مین ایک شخص کی زندگی بچانے کے لیے عضو کے عضو اُڑا دیتے ہین جسقدر کہ بیرونی طریقہ معالجہ سے اموات ہوئی تھین سب کی تصویر مین نے شاہ کے آگے کھینچ دی۔ اور شاہ سے خوب تاکیداً کہدیا کہ جب تک اسمین خوب غور وخوض کر نہ لیا جائے

ہرگز حضور ان لوگون کی کوئی دوا بھی استعمال نہ کرین۔ اس امر کو شاہ نے پسند کر لیا۔ اب جون ہی ڈاکٹر شاہ کو وہ دوائی بھیجے گا جسکو وہ تیار کر رہا ہے تو مین ضرور اسکو دیکھنے کے لیے بلایا جاؤنگا۔

اب اے حاجی (طبیب کہتا ہے) شاہ کو ہرگز کافر کی حکمت سے تومس ہی نہ کرنا چاہیئے اور اگر کوئی موقع ہوا اور اُسنے دوائی کھائی اور اُس دوانے کچھ فائدہ بھی کیا تو مین تو گیا گذرا ہو گیا بھلا پھر کون مرزا احمق سے بار بار صلاح و مشورہ لے گا۔ نہین کوئی نہین ہمین چاہیے کہ ہم ایسے موقع ہی کو نہ آنے دین۔

لگا نہ رہنے دے جھگڑے کو یار تو باقی

ہم باہمی عہد کرکے کہ جہان تک ہو سکے یہ کوشش کرنی چاہیے کہ یہ کافر ڈاکٹر باطل ہو جائے علیحدہ ہوئے۔

تین دن کے بعد پھر مرزا احمق کو شاہ نے اس دوائی کے ملاحظہ کرنے کے لیے بُلایا دوائی مین صرف گولیون کی ایک ڈبیا تھی۔ دیکھتے ہی مرزا احمق نے صدہا شبہات اُسکی تاثیر کے خلاف پیدا کیے۔ اور سیکڑون اندھا دُھند اشارے اور خوف دول خارجہ کے ایجنٹ کی دوائی کھانے مین شاہ کو دلائے۔ آخر الامر شاہ سے یہ کہا کہ آپ اس معاملے مین اپنے وزراسے مشورہ فرمائین۔ یہ کہکر مرزا احمق چلے آئے۔ دوسرے دن پبلک دربار مین جب شاہ تخت پر جلوہ افروز تھے اور اُنکے چارون طرف اُنکے وزیر اعظم۔ وزیر خزانہ وزیر معاملات اندرونی۔ سکرٹری سلطنت لارڈ چیمبرلین۔ (ناظر) داروغہ اصطبل وزیر تقریبات۔ طبیب خاص۔ اور اسی طرح کے شاہ کے اور اور بڑے بڑے افسر دست بستہ حاضر خدمت تھے۔ اس موقع پر شاہ نے اپنے وزیر اعظم سے مخاطب ہوکر تمام اس معاملہ کو جو دول خارجہ کے طبیب سے ہوا تھا کہ وہ مرض شاہ کو صحت پذیر کریگا اور پھر شاہ کو اصلی حالت پر لے آئیگا فرمایا۔ اور کہا کہ اول ہی مکالمہ اور مشورے مین

سابق الذکر طبیب نے بہت اچھی طرح سے مجھے دیکھ کر یہ تشخیص مرض کیا کہ مجھ مین علامت ضعف بہت ہی۔ دوسری دفعہ مجھے اُسنے اس امر کا یقین دلایا کہ مین نے تین دن تک خوب غور و تامل کیا ہی۔ اور مختلف کتابون مین سے دیکھ کر اور اس مرض مین اپنے ملک کے عقلا کی آرا کو جمع کر کے مین نے کئی قسم و خاصیت کی دوائیات سے ایک مرکب دوائی بنائی ہی کہ اگر اسکا استعمال کیا جاے تو یہ ایسے عجائب و غرائب اثر دکھلائے گی کہ جن اثرون کا کوئی تعویذ گنڈا وغیرہ مقابلہ نہین کر سکتا۔

اسکے بعد شاہ عالیجاہ نے یہ ارشاد فرمایا کہ مین نے حکیم باشی یا افسر الاطبا کو اپنے دربار مین بلایا تھا جس کو سلطنت فارس کی ترقی اور رفاہ کا بہت ہی تفکر رہتا ہی۔ اور وہ ایک رکن سلطنت ہی اُس نے دول خارجہ کے لوگون پر بہت ہی گہرا غوض و فکر کرکے ان شبہات پر جو اُسکے دماغ مین آئے ہین اُسنے مخالفت کی ہی۔ اول یہ کہ آیا یہ ملکی معاملات مین تو اس سے کچھ برہمی نہین پھیلے گی کہ دول خارجہ کے لوگ خاص شاہ کے اندرونی معاملے مین دخل اندازی کرین یعنی شاہ کا علاج اُنکے ہاتھون ہو۔ دوسرے وہ علاج اور اُنکی تدبیر کچھ خوفناک اثر تو شاہ پر نہین کریگی جسکو شاہ نے اپنی صحت کے لیے اکسیر سمجھا ہی اور اُسسے امید بہتری کی ہی۔

ان صورتون مین مرکز مخلوق یعنی شاہ عالیجاہ نے یہ فرمایا۔ مین نے یہ مصلحت سمجھا ہی کہ پیشتر اسکے کہ مین اس کام کو شروع کرون اور انکو اپنا معالج بناؤن تمسے بھی اپنی راے طلب کرون کہ تم سب باہم مل کے اپنی اجماعی عقول سے ایسی مستحکم راے کا اظہار کرو کہ جو شاہون کی خدمت مین پیش کرنے کے قابل ہوتی ہین اور تم اس معاملے مین پورا پورا اپنے علم اور اپنی عقلون سے کام لے کر مجھے بتاؤ کہ طریقہ حسن کونسا ہوگا۔ مین چاہتا ہون کہ تم مین سے ہر شخص اس معاملے کو اپنی اپنی ترازوے عقل مین وزن کرے اور اس دوائی کے اثرات کو ملاحظہ کرے اسلیے کہ ہم سب یعنی تم اور مین پورے طور سے

اس دوا کی ماہیت و کیفیت کو جانچ سکین اور اسکے مختلف اسباب و نتائج بہمہ وجوہ دیکھ سکین جب وزیر اعظم اور ارکین سلطنت نے شاہ کی یہ شفقت آمیز اور محبتانہ سپیچ سُنی تو سبنے زمین خدمت بوسیدکا مضمون اداکرکے دست بستہ یہ عرض کی۔ خداوند تعالی حضور کو ہمیشہ ہمیش زندہ و سلامت رکھے عہ۔ اے آباد باد از تو این بزمگاہ۔

مبادا تہی عالم از نام تو
ہمان جنبش دور ز آرام تو

خدا کرے شاہی پر تو یون ہی کلّی یون ہی بنا رہے اسمین کسی قسم کی کمی آکر نہ واقع ہو ہم سب نہ صرف اس علم حکمت کے حصول پر خوش ہین جو ہمارے سینون مین بھرا ہوا ہی بلکہ ہماری خوشی بہت بڑی یہ ہی کہ حضور انور کے سایۂ عاطفت مین پرورش پاتے ہین۔ خدا حضور خداوند نعمت کو صحت کلی عطا فرمائے اور عالیجاہ کے دشمن پائمال ہون۔

تجھے اور تیرے دشمن کو سدا ہو اوج عالم مین
تجھے تخت خلافت پر اُسے دار سیاست پر

اور پھر سب یکزبان ہوکر یہ بولے۔

اے مہدی آخر زمان با آن کف دریا فشان
کلکت تباشیر ہنر دادہ باہل بحر و بر
لطفت بقہرت ضم شدہ وز جنبش عالم شدہ

آب سلاطین جہان یا بردہ یا ریختہ
تیغت تباشیر ظفر شرقاً و غرباً ریختہ
احراق دوزخ کم شدہ اوراق طوبی ریختہ

قہرت چو شمشیر آختہ بر فرق چرخ انداختہ
سوزن زتف بگداختہ از جیب عیسی ریختہ

خواجہ سراؤن کے سردار کو حکم ہوا کہ حرم سرا مین سے ڈاکٹر کی گولیون کا بکس حاضر کرے اُسنے فوراً ایک سونے کی کشتی مین لاکے حضور انور کی خدمت مین پیش کیا۔ شاہ عالیجاہ نے حکیم باشی کو پاس آنے کا حکم دیا اور کہا یہ گولیون کا بکس لیکے وزیر اعظم سے شروع کر اور چارون طرف پھر کر

ایک ایک شخص کو کھلاتا کہ کھانے کے بعد ہر متنفس اسکے اثر کو ظاہر کرے۔

حکم ہوتے ہی یہ عملدرآمد ہوگیا ہر درباری نے گولی کو نگل لیا اور سب گردنین نیچی کیے ہوئے کچھ دیر تک بےحس و حرکت رہے۔ شاہ کی ہر ایک کے چہرے پر برابر نظرین لڑ رہی تھین کہ دیکھوں ان گولیون کا کیا اثر ہویدا ہوتا ہی۔ جب اینٹھی ہوئی اور کشیدہ صورتین اور بنے ہوے منھ ڈھیلے پڑگئے تو اب معاملات یورپ پر گفتگو شروع ہوئی۔ شاہ عالی جاہ نے ہر شخص سے طرح طرح کے سوالات کیے اور انکے جواب بھی اسی نوع سے ہر ہر شخص نے دیے جو وہان حاضر تھا اور جسنے یہ گولی کھائی تھی۔

اب دوا نے رفتہ رفتہ اپنا اثر طبائع پر کرنا شروع کیا۔ وزیر خزانہ جوکہ ایک بیڈول شخص تھا اور جو اسوقت ایک عالم سکتہ مین کھڑا ہوا تھا یہ کہنے لگا۔ بلے بلے۔ یعنی ہان ہان۔ اے شاہ عالیجاہ جب مین اپنا منھ کھولتا ہون تو مجھے کچھ بےآرامی سی معلوم ہوتی ہی کیونکہ گولی نگلتے ہی میری تمام شکاتین جو خوابیدہ تھین پھر بیدار ہوگئین یعنی عود کرآئین سب کی آنکھین اسپر لگی ہوئی تھین جس سے اور بھی اسکی مضطرب حالت کو زیادتی ہوئی تھی۔ حیف سکرٹری کا یہ عالم تھا کہ اسکے ہر ہر مسام سے دریا بہ رہے تھے۔ یہ عجیب لانبا اور دبلا پتلا شخص تھا بالکل سراپے کا بانس معلوم ہوتا تھا چہرے پر مردنی چھاگئی تھی۔ عنقریب اس آواز کی صدا اسکے چہرے اور حالت سے آنیوالی تھی کہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وزیراعظم نے عالیجاہ شاہ کجکلاہ سے عرض کی کہ حضور ہکا نا خوش اور مریض چہرہ بیرستد عا کرتا ہی کہ اس حالت مین حضور اجازت دین تو وہ اپنے گھر چلا جاے کیونکہ یہ حالت اسکی بہت ہی خراب ہی۔ غرض سب لوگون کی یہی حالت ہوئی۔ مگر وزیراعظم نے جو اپنی فطرت مین بہت ہی سخت اور شدید مشہور تھا ذرا بھی گولی کے برے اثر کو نہ گردانا بلکہ اُن لوگون کی صورتین دیکھ دیکھکے جو اس تکلیف مین مبتلا تھے اور جنکا ناکون مین دم ہو رہا تھا ہنس رہا تھا۔

جب شاہ کجکلاہ نے گولیون کے اثر اور نتائج غور فرلئے تو دربار کو برخاست کیا اور
مرزا احمق سے کہا کہ جہان تک بنے جلدی ممکن ہو ہر گولی کی تاریخ کی پوری پوری تنقیح کرو
اور اس معاملے کی مجھے ایک خاص رپورٹ پیش کرو یہ کہکر اپنی حرم سرا مین چلا گیا۔

یہ تنفنی بوڑھا ڈاکٹر اسوقت اپنے رقیب کو اپنے قبضہ مین کر چکا تھا۔ اس شخص نے
بادشاہ کے آگے اس دوائی کے برُے اثرات کو اس صفائی سے بیان کیا کہ آخر شاہ نے
یہ قطعی ارادہ کرلیا کہ ہرگز دول خارجہ کے اطبا کی دوائیون کا تجربہ نہ کیا جاے اور یہ تمام
معالجہ کے خیالات نسیاً منسیاً کر دیے جائینگے۔ جب اسکی دوبارہ مجھ سے ملاقات ہوئی تو
وہ مجھے ایسا خوش وخرم دکھائی دیتا تھا کہ تو بہ بھلی بشاشت اُسکے چہرے سے غباغب
برس رہی تھی۔ اس ملاقات سے پہلے دن اُس نے اپنی تمام کارروائی سے مجھے آگاہ ہی کردیا
تھا۔ صورت دیکھتے ہی مجھ سے یہ کہنے لگا۔ اے میرے دوست حاجی ہمنے اپنے حریف پر فتح حاصل
کرلی ہے کافر نے توہمین بیوقوف ہی گردانا تھا لیکن ہم اُسے بتا ئینگے کہ فارسی کیا چیز ہین۔
وہ کون کتا ہے کہ شاہ شاہان اُس کی عزت اور عظمت کرے۔ نہین یہ عزت و توقیر تجھے زیبا ہے کہ
ہم نئی تحقیقات اور ایجاد کو لے کر کیا چولھے مین ڈالین ہمارے باپ دادا انہی اسی طب پر عملدرآمد
کرتے رہے ہین۔ جن نسخون اور دوائیون نے کہ ہمارے بزرگون کو شفا بخشی ہے وہی ہمین یہ
شفا بخشینگی۔ جو کچھ اصول کہ ابو علی ابن سینا اور لقمان نے قائم کیے ہین ہمین انپر مطمئن
ہو کر اُنکی تقلید کرنی چاہیے یہ کہکر اُسنے مجھے رخصت کیا اور کہا کہ اگر نیا ڈاکٹر دربار مین
کچھ رسائی پیدا کرے تو تمھین چاہیے کہ وہ تازہ تدابیر عمل مین لاؤ کر اُس کے تمام
اثرات اور رسائی خاک مین مل جاے جس سے کہ میری ناموری اور نیکنامی
دربار مین پوری پوری ہو۔

بائیسوان باب

حاجی بابا کا ڈاکٹر سے تنخواہ طلب کرنا اور اُسمین ناکام ہونا

اب مین نے اس بوڑھے طبیب کے ساتھ مثل دوستون کے رہنا شروع کیا یہ نہین معلوم ہوتا تھا کہ یہ اسکا نوکر ہی - کیونکہ اُسنے مجھے اجازت دیدی تھی کہ ہر وقت میرے پاس بیٹھا رہا کر - میرے ساتھ کھانا کھایا کر - میرا حقہ پیا کر - اور اسی وقت مین مین اُس کے ملازمین کے ساتھ بھی نشست و برخاست رکھتا تھا - اُنکے ہمراہ کھانا کھانا حقہ پینا وغیرہ غرض سب کچھ ہوتا تھا - لیکن ایک دن مین نے خیال کیا کہ حاجی صرف روٹیون پر پڑے رہنا اور پہلوے مصاحبت گرم کرنا یہ تو کچھ عمدہ زندگی نہین ہی - ابتک جو کچھ نقدی کی طرف سے جو طبیب نے مجھے دیا تھا وہی مذکورہ بالا اشرفی تھی جسکو گولی کا صلہ کہنا چاہیے پس یہی میری گرہ مین بندھی ہوئی تھی جسکو مینے بہت احتیاط سے رکھا تھا - مین نے ارادہ کیا کہ اس سے ضرور تنخواہ کی بابت کچھ ذکر کرنا چاہیے اور اپنی تکلیف کو جو اس گولی وغیرہ کی حصول مین پیش آئی تھی اُسکو دہرانا چاہیے مین نے اسکے لیے وہ موقع تاکا جب وہ یورپین پر فتح پانے سے چڑھے دھون یعنی خوش تھا اور پھولا نہ سماتا تھا -

دربار شاہی سے شاہ کجکلاہ کو دیکھکر وہ آیا ہی تھا - اور اپنی فتحمندی کے سبب سے مجھپر بہت ہی مہربان تھا - اُسی خوشی مین اپنے فوارہ کے پتھر کی طرف کامل دو گھنٹے برہنہ پا مجھسے باتین کرتا رہا - عموماً ہمیشہ یون ہی ننگے پاؤن کھڑا رہتا تھا - مجھ سے کہنے لگا کہ ہمارا شاہ بھی کیا ہی اچھا شاہ ہی - کیسا قابل اور خوش خلق ہی - بھائی حاجی یہ تو محض ناممکن ہی کہ مین اُسکی نوازشات کو بیان کرسکون جو وہ مجھپر کرتا ہی - وہ میری لیاقتون اور قابلیتون کے آگے ڈاکٹر کو محض طفل دبستان تسلیم کرتا ہی اور اُسے سخت برا بھلا کہتا ہی اور اُسنے یہ کہا کہ وہ ڈاکٹر اے میرے معزز طبیب تیری جوتیان اُٹھانے کے بھی لائق نہین ہی - اُسنے پھر اپنے پیارے دوڑتے ہوے پیمل ست و تیتر لچھے وغیرہ منگاکر مجھے دیے جو شاہی بار نے شکار کیے تھے -

بیت - (یعنی حاجی بابا) واقعی شاہ درست ارشاد کرتے ہین بھلا آج فارس مین آپکا

ثانی اور نظیر کون ہے۔

	در صفحۂ تصویر جلال است مثالت در پردۂ تقدیر محال است نظیرت	

شاہ بہت ہی خوش قسمت ہے کہ آپ جیسا طبیب حاذق انکے ہاتھ لگا ہے فرانسیسی جیزیں کیا ہین جو دوائیات کی بابت کچھ زبان سے نکال سکین۔ استغفر اللہ لاحول ولا قوۃ۔ توبہ توبہ اگر انھین علوم متعارفہ۔ فنون مروجہ۔ سائنس غرض جو کچھ سیکھنا ہے تو وہ مرزا احمق صاحب کے آگے زانوے شاگردی نہ کرین حضرت کیا یہ غلط ہو سکتا ہے۔

	سالہا غوطہ بخونناب جگر باید خورد تا ز دل یک نفس معتدل آید بیرون	

یہ سنکر ذرا اپنے تملق اور خوشامد سے مسکرایا۔ اور اسی خوشی مین جو قلیان پی رہا تھا اُسنے اپنے منھ مین سے مجھے نکال کر دی اور پھر اپنی ذرا مونچھون کو تاؤ دیا اور ڈاڑھی پھڑکائی پھر مین نے یہ کہا۔ انشاء اللہ کاش وہ دن مجھے بھی نصیب ہو کہ مین بھی آپکی ناموری اور شہرت مین سے کچھ حصہ لون۔ لیکن مین تو ایک کتا ہون۔ میری حقیقت ہی کیا ہے مین اُس مٹی سے بھی تو ہمسری نہین کر سکتا جو صرف گلاب کے پھول کی ہمراہی سے خوشبودار اور معطر ہو جاتی ہے۔

	انسان بناکے کیون مری مٹی خراب کی	

طبیب۔ کیون کیون تم شکستہ دل کیون ہوتے ہو۔

مین۔ ایک کہانی ذکر کرکے آپ ہی کو منصف بناؤنگا۔ اور پھر آپ ہی اُسکا فیصلہ کرینگے ایک زمانہ مین ایک کتا تھا جو اپنی شباہت اور صورت مین بھیڑیا معلوم ہوتا تھا اسلیے بھیڑیے اُسے اپنی سوسائٹی مین شامل کرتے تھے۔ وہ انکے ساتھ کھاتا پیتا اور بھیڑ پھاڑ تو لاتا۔ غرض جو کام بھیڑیا کر سکتا تھا وہ انسے بھی کہین زیادہ بلا تامل کرتا تھا۔

اسی وقت مین وہ اپنے بھائی یار دوستون ساتھیون کتون کے پاس بھی رہتا تھا اور اُن کی جماعتون مین شریک ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ کتون کو یہ معلوم ہوگیا کہ یہ بھیڑیون کے ساتھ مجلس گرم رکھتا ہی اور لطف یہ ہی کہ بھیڑیون کو بھی یہ معلوم ہوگیا کہ واقعی یہ کتا ہے بھیڑیا نہین ہی۔ پھر انھون نے اپنے دوائر مین اُسے شامل نہ ہونے دیا تو اب یہ غریب اور مظلوم کتا دونون جماعتون کا گویا باعث رنج والم ہونے لگا جب اسپر یہ صورت گران گذرنے لگی اور وہ اس غیر مشخص حالت کو برداشت نہ کرسکا تو اُس نے اس فیصلہ کیلیے جہد بلیغ کی کہ کیا تو مین کتا ہی بنجاؤن اور یا بھیڑیا ہوجاؤن کہین یاپ تو کٹے مین نے طبیب سے کہا حضرت مین کتا ہون آپ مجھ سے کہین برتر اور بزرگ ہوکے اپنے ساتھ حقہ پینے۔ اور بیٹھنے کی اجازت دیتے ہین۔ آپ مجھ سے باتین کرتے ہین اور مجھسے مشورہ لیتے ہین اور مین آپ کے احبا کی جماعت مین بھی شریک ہوتا ہون۔ لیکن اس سے مجھے کیا فائدہ ہی اور یہ ساری باتین مجھے کیا مستفید ہین۔ مین اب بھی بغیر کسی منفعت اُٹھانے کے آپکا خادم ہون۔ مجھے کچھ بھی نہین ملتا۔ تو مین آپسے بصد لجاجت عرض رسان ہون کہ آپ مجھے میرے قابل خدمات پر معین فرما دیجئے اور میری تنخواہ مقرر کردیجیے۔

طبیب۔ تنخواہ واقعی مین نہین دیا کرتا۔ میرے جسقدر ملازم ہین وہ سب میرے مریضون سے کچھ لیتے ہین جو جسکی تقدیر کا ہی اُسے پہونچ جاتا ہی۔ تم بھی ایسا ہی کیا کرو وہ سب میرے ہمراہ کھاتے ہین اور مجھ سے نوروز کی تقریب مین ایک کوٹ لے لیتے ہین پھر اس سے زیادہ اُنھین کیا چاہیے۔ اتنے مین ایک پیادہ شاہ کے پاس سے ایک چاندی کے خوان مین دو تیتر رکھے ہوے آیا۔ طبیب اسے دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور بڑے ادب سے اُس سے وہ سینی لی۔ اور یہ تین دعائیہ جملے کہے۔ اللہ کرے نوازشون اور مہربانیون مین کبھی بھی کمی آکر واقع نہ ہوے۔ خدا اسکی دولت کو بڑھاے۔ اور آج

وہ زمانہ غیر محدود تک زندہ و سلامت رہے۔

طبیب نے پانچ روپیہ لانے والے کو انعام کے دیے اُسنے ندامت آمیز صورت مین اُنھین واپس کردیا پھر طبیب نے ایک تمن بڑھایا وہ بھی اُس نے نہین لیا۔ دو تمن دیے وہ بھی واپس تین دیے وہ بھی نہین قبول غرض بڑی جھک جھک اور تھکا فضیحتی کے بعد پانچ تمن پر فیصلہ ہوا۔ اس ناپسندیدہ صورت سے جسقدر خوشی وشی تھی سب کافور ہوگئی۔ شاہ نے تحفہ کیا بھیجا گویا جی کا جنجال بھیجا۔ طبیب کو اس قدر غصہ اور غیظ آیا کہ طبیب آپے کے باہر ہوگیا اور شاہ کو وہ کلام ناشایستہ سے یاد کیا کہ اگر اُسکی رپورٹ شاہ سے کردی جاتی تو میان طبیب صاحب کی قلعی کھُل جاتی اور پوری کان گوشی ہوتی طبیب کی وہ یہ باتین ہین اجی بس خدا بچاے ایسے تحفون سے یہ بھی کوئی بات ہے کہ ہم شاہ کے ملازمین کو مزدوری بھی دین جو واقعی غارتگر شیطانون کا ایک گروہ ہے نہ اُنھین شرم ہے نہ لحاظ ہے اور سب مین بڑی تو یہ بات ہے کہ جب ایسا کوئی موقع ہوتا ہے تو مین تو اُنھین اچھی طرح سے بھرپور دیدیتا ہون۔ لیکن وہ ہین کہ مجھپر ظلم کیے جاتے ہین اور میری اس صحت پر ذرا رحم نہین کرتے واقعی سعدیؒ نے بہت درست فرمایا ہے۔

"کہ تم شاہ کی دوستی پر ہرگز بھروسہ نہ کرو بلکہ اُسکے مقابل مین بچہ کی آواز و فغان پر بھروسہ کرو کیونکہ سابق الذکر کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہین ذرا ذرا سی بات پر بدلتا رہتا ہے کچھ بھی شبہہ ہوا بس مشتبہ کا فیصلہ ہے خواہ وہ کیسا ہی معتبر کیون نہو۔ بچہ اگر اپنا رونا یا آواز بدلے گا تو صرف شب ہی کو۔"

جب طبیب یہ بکار چکا تو اُسے بڑا خوف معلوم ہوا کہ جو کچھ مین نے کہا ہے ایسا نہو کہ بادشاہ تک اسکی خبر پہونچ جاے تو پھر غضب ہی برپا ہوجائے گا اور ایک آفت نازل ہوگی پس وہ خاموش ہوکر پانچ تمنون پر بھی دم سادھ گیا اور پھر کچھ نہ کہا۔

مین نے دل مین خیال کیا کہ یہ وقت موزون نہین ہے کہ مین اُس سے اپنی تنخواہ کی بابت

کچھ ذکر کرون اب اپنے اس معاملے کو کسی آیندہ وقت کیلیے چھوڑنا چاہیے مین نے اپنے دماغ
مین یہ خوب ذہن نشین کرلیا تھا کہ جب کبھی کوئی موقع ہوگا فوراً اس لقمان زمان کو دھتا
بتاؤن گا۔ مگر اسوقت مین نے اپنے کو نہ بھیڑیون مین سمجھا نہ کتون مین۔

تئیسوان باب

حاجی بابا کی شکستگی خاطر اور اسکا ایک مہ رخ کے عشق مین مبتلا ہونا

ابھی اس قسمت سے ناراضامند اور شکستہ دل ہوکر اور آیندہ کی تقدیر سے بیخبر مین نے اپنے
دن سستی مین بسر کرنے شروع کردیے۔ مجھے ذرا بھی علم حکمت کی طرف توجہ نہین تھی اور نہ اسکی طرف
میل کرتا تھا۔ کیونکہ جن لوگون نے کہ اسے سیکھا تھا وہ بھی کچھ سرسبز نہ معلوم ہوئے اسلیے مین نے
ان باتونکی بھی کچھ تفتیش نہین کی جسمین مرزا احمق شب و روز مشغول رہتا تھا۔ اور کیا کرتا
تھا۔ مین نے یہ مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ اگر میری اس حالت نے کچھ ترقی نہین کی اور ذرا مجھے
عروج نہوا تو بیشک مین اس جگہ کو فوراً چھوڑدونگا کیونکہ ایک مایوسانہ حالت مین پڑے رہنا
نہایت ہی نازیبا امر تھا۔ ان خیالات نے میرے دل مین کچھ ایسی ترقی پکڑی کہ گویا مین
اپنے کو یہ سمجھنے لگا کہ مجکو تو انھون نے اپنا غلام بنالیا۔ اس تصور نے اور بھی طبیعت کو بھڑکا۔
اور اب مین بالکل ایک جنون زدہ بنگیا کہ مجنون کو بھی ہرگز یہ دیوانہ پن نصیب نہ ہوا ہوگا
اسکے بعد میرے خیال مین یہ بیان کرنا غیر ضرورت ہے کہ مین مبتلائے عشق زہرہ جبین
ہوگیا تھا۔

موسم بہار گذر چکا تھا اور موسم گرما شروع ہوگیا تھا جسنے تمام باشندونکو مجبور کیا تھا
کہ وہ اپنے اپنے بستر سے لیکر چھتون پر تارون بھری چادر کے نیچے آرام کرین۔ مین نے ایسی
حالتمین فراشون اور چپون وغیرہ کے ساتھ رہنا بہتر نہ سمجھا کہ جو نیچے کے کمرے مین اکٹھے ہوکر
پڑے رہتے تھے۔ مین نے اپنا بستر بالاخانہ کی کھلی ہوئی چھت پر جا بچھایا۔ اس بالاخانہ پر عورات کے
کمرے بھی بنے ہوے تھے۔ یہ کوٹھی یا مکان بصورت مربع بنا ہوا تھا اور جسمین مختلف کمرونکی

کھڑکیاں معلوم ہوتی تھیں - جن کے گرد یاسمن اور چنبیلی وغیرہ کے درخت لگے ہوئے تھے - اسکے بیچ مین ایک لکڑی کی مربع پلیٹ فارم بنی ہوئی تھی جسپر گرمیون مین مکان کے رہنے والے سوتے تھے - مین نے اس بارگاہ کے مختلف حصص مین اکثر عورتین بیٹھی ہوئی دیکھین لیکن کبھی کسی کے نظارے نے میرے دلپر اصلا اثر نہ کیا اور نہ کسی کی زلف سیاہ فام مین میرا طائر دل اُلجھا - اور شاید انہین سے کسی پر دل ریجھ بھی جاتا لیکن مین نے نگاہ بھر کر انہین سے کسی کو دیکھا ہی نہین - جہان مین انکو معلوم ہوا اور انھون نے آوازے توازے پھینکے اور مجھے کراہت آمیز نامون سے پکارنا شروع کیا - غرض ہر عورت سخت برُا بھلا کہتی تھی -

ایک شب کو جون ہی آفتاب نے اپنے دہکتے ہوئے اور تمتماتے ہوے چہرہ پر سیاہی کا برُقع پہنا تو مین اسوقت اپنا بستر بچھا رہا تھا مین نے ایک مہ جبین کو دیوار کے ایک کونے پر جو کچھ ٹوٹا ہوا بھی تھا ذرا اُبھرا ہوا دیکھا مہ جبین تماکو کے پتے چھت پر پھیلا رہی تھی

ماہ روے زدر بام نظر می آید
نہ بزاری نہ بزور و نہ بزر می آید

اُسکی نیلی نقاب بے حجابانہ بیخبری کی حالت مین اسکے سر پر پڑی ہوئی تھی جون ہی وہ ذرا جھکی اُسکی دونون زلفین اُسکے فرق سے اُسکے دہکتے ہوے رخسارون پر آپڑین گو اُنھون نے اُسکا تمام روشن چہرہ چھپا لیا تھا لیکن پھر بھی اُسکی دمک اور چمک نہین گئی تھی اور وہ اسطرح سے روشن تھا جیسے شمع فانوس مین - جب مین نے اُسکا یہ دل لبھانے والا چہرہ دیکھا تو اب مجھے یہ خواہش ہوئی کہ اسکو سراپا دیکھنا چاہیئے کہ یہ نازنین اپنے تناسب الاعضا مین دل عاشق کا کہان تک خون کرتی ہی - جو چیز کہ اُسکے حسن دل آویز مین مین نے ملاحظہ کی حق تو یہ ہی کہ وہ سب بات مین لاثانی تھی اُسکے چھوٹے چھوٹے پتلے پتلے مصفا ہاتھ اُنمین حنائی رنگ کا جلوہ - دل عاشق کا خون کیئے ڈالتا تھا علی ہذا القیاس ہی

اسکے پیرونکا حال تھا جنہیں اُسی طرح سے حنائی رنگ نے اور بھی اُسکے حُسن کو دُو بالا کر دیا تھا غرض اسکا رنگ وروغن اور اسکی صورت کی اجماعی ہئیت سے حسن و خوبی برس رہی تھی۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ فطرت نے بس اسیکو بنایا ہی۔

خوبی کو اُسکی خوبی سے خوبی
نازکو اُسکے ناز سے صد ناز

مین برابر ٹکٹکی باندھے ہوے اُسکی طرف نظارہ کرتا رہا اور جب تک میری طاقت اور شکیبائی نے مجھے سہارا دیا میری آنکھین اس ماہرو کے حسن وجمال سے بہرہ مند اور مسرور ہوتی رہین۔

پری رو پری خو پری صورت پری سیرت
پری ناز و پری انداز و مہر و قمر طلعت

مین نے بہت ہی آہستگی مین کچھ کہا جس سے اُسکی نظرین فوراً اوپر کی طرف اُٹھین جب تک کہ وہ اپنی نیلی نقاب اپنے چمکتے ہوے چہرے پر ڈالے مین نے سرتاپا اُسکو بخوبی ملاحظہ کرلیا۔ ع ہمہ عشوہ ہمہ غمزہ ہمہ ناز۔

لطافت جلوہ آراے بر و دوش
زلعل نازکی در موج آغوش

مین برابر صورت آئینہ بنا رہا یہان تک کہ اُسکے حُسن نے اپنی محبت کے شعلے میری مجمر دل مین پورے پورے مشتعل کردیے۔ اور مین اُسکی زلف دلارام کا اچھی طرح سے شکار بنگیا۔ اُسکا تیر نگاہ ایسا نہ تھا کہ کلیجہ مین جھلکتا اور جگر کے پار نہو جاتا۔

تعجب نیست گر جان رفت با تیرش زتن بیرون
کہ با مہمان برون از خانہ صاحب خانہ می آید

اُسنے کچھ ظاہرا عتاب آمیز صورت سے اپنے چہرے پر نقاب ڈال لی۔ لیکن

نقاب بھی اُس مہ جبین نے اس حکمت سے ڈالی تھی کہ اُسکی دونون آنکھین شعلہ جوالہ کی طرح
میری جان و دل پھونکے دیتی تھین اور برابر مجھپر اپنی نگاہون کے تیز تیز قاصد دوڑاتی تھین
اور میری جنبش و حیرانی نے انمین گونا سرور اور ایک خوشی آمیز اثر پیدا کر دیا تھا۔ مین ابھی اُسکی
طرف دیکھ رہا تھا اور میری شوق کی نگاہین سیر نہ ہوئی تھین کہ اُس شعلہ رو نے میری طرف
مخاطب ہو کر کہا۔ گو اس درمیان مین وہ اپنا کام کرتی جاتی تھی۔ "تم میری طرف کیون
نظارہ بازی کرتے ہو یہ سخت گناہ ہے۔"

مین۔ تمھین قسم ہے کہ مجھ سے روگردانی نہ کرو۔ محبت کچھ گناہ و جرم مین داخل نہین ہے
تمھاری آنکھون کے بھڑکتے ہوے شعلون نے میرے دل کو کباب کر دیا۔ تمھین قسم ہے اُس
مہربان مان کی جس سے تم پیدا ہوئی ہو کہ ایک دفعہ اور بھی چہرے سے نقاب اُٹھاؤ کہ مین
تمھارے پری چہرہ کی زیارت کرون۔ کیونکہ۔

برنگ غنچہ ام جز بوے تو در دل نمی گنجد
بود این خانہ را از تنگی خود قفل بر در ہا

مہ جبین۔ (ذرا شرمیلی اور کچھ اطاعت آمیز آواز سے) تم جانتے ہو کہ ایک عورت کیلئے
سخت گناہ ہے کہ اپنا چہرہ نامحرم کو دکھاے۔ نہ تم میرے بھائی ہو اور نہ باپ ہو نہ خاوند
ہو کہ تم مجھے دیکھنے کا استحقاق رکھتے ہو۔ مین تو اب تک یہ بھی نہین جانتی کہ تم کون ہو
کیا تمھین کچھ شرم بھی نہین آتی کہ تم ایسی مجنونانہ گفتگو کرتے ہو۔

اسوقت اس دلآرام نے اپنے چہرے پر نقاب ڈال لی تھی نقاب ڈالتے ڈالتے بھی مجھے
اُسکی صورت کے دیکھنے کا موقع ملگیا۔ واقعی جسقدر کہ مین نے خیال کیا تھا اُس سے بھی
زیادہ نکلا اُسکی نکیلی اور بڑی بڑی سیاہی مائل آنکھین ناظر کے دل کو جلا بھنا کر کباب
کر رہی تھین۔ جنمین سُرخ سرخ ڈورے جو سرمہ سے پڑ گئے تھے گویا دل عاشق کے پھنسانے
کے لیے کمینگاہ کا کام دے رہے تھے۔ اسکی محرابی بھوین جنکو ناک کے خط مستقیم نے

علیحدہ علیحدہ کر دیا تھا کیا ہی بھلی معلوم ہوتی تھین اور فطرت نے انکو ناک پر سطرح سے جمع کر کے جدا کر دیا تھا کہ وہان کسی حکمت کی ضرورت ہی نہین تھی کہ جو اُنھین باہم ملا دے اسکی ناک ستوان تھی۔ تنگ دہانی یہ اُسی پر ختم ہو گئی تھی۔ جنہین شکر لبالب بھری ہوئی تھی۔

	رخش نگین خطش گلچین لبش شیرین دہن شکر	

کا مضمون تھا۔ اُسکے چاہ زنخدان مین نیلا گدا ہوا سور لخ کا نمایان نشان تھا جو اُسنے کس ہوشیاری سے اُسے بنایا تھا۔ بالونکی خوبصورتی کو تو کوئی چیز بھی نہین پہونچ سکتی تھی اسکی سیاہی سنگ موسیٰ کو بھی مات دیتی تھی اور اُسکے دونون کاندھون پر وہ لانبی لانبی زلفین ناگن کیصورت بل کھا رہی تھین غرض اُسکے حسن دلفریب کا مین ولی شیدا بنگیا۔ کیونکہ ہمارے شعرا نے جو کچھ خاکا ایک معشوق خوش اندام کا کھینچا ہے وہ سب اسمین موجود تھا یعنی شمشاد قد آہو چشم شکر خا وغیرہ وغیرہ۔ میرا دل چاہتا تھا کہ مین اگر اُسے تمام عمر بھی یونہی دیکھے چلا جاؤن گا جب بھی ہرگز نہ تھکونگا۔ دل کچھ ایسا بیتاب ہو گیا تھا کہ بس یہی چاہتا تھا کہ چھلانگ مارون اور اُسکے پاس پہونچ جاؤن۔ میرے دل مین اُسکی الفت و محبت کے شعلے بھڑکتے جاتے تھے اور اُنکی لو برابر بلند ہوتی جاتی تھی یہان تک کہ مین نے یہ قصد کر لیا تھا کہ اُچک کر اُسکے پاس جا ہی پہونچون۔ مین نے یہ آواز کئی بار سُنی۔ زینب زینب۔ تو مین اُسوقت جلدی مین اپنے بالاخانہ سے اُٹھکر بھاگا مگر مین نے اُس مقام پر اپنے کو دیکھا جہان وہ شعلہ رو کھڑی تھی۔

کچھ دیر مین نے توقف کیا کہ شاید وہ پھر واپس آئے نہین اُسکا پتہ بھی نہین تھا۔ مین نے ہر آواز کیطرف بہت ہی کان لگائے لیکن سوا اس منحوس آواز کے اور کچھ نہین سُنائی دیتا تھا کہ جو ہر شے اور ہر شخص پر حملہ آور ہو رہی تھی۔ اور یہ آواز کسی کی بھی نہین تھی صرف طبیب مرزا احمق کی بیوی کی تھی جو اپنے شوہر کو بھی محکوم رکھتی تھی۔

دن بالکل ختم ہو چکا تھا۔ رات کی سیاہ چادر بچھ گئی تھی۔ مین نہایت ہی مایوسی کی حالت مین وہان سے اپنے بستر پر واپس پھرنا چاہتا تھا کہ مین نے پھر یہ آواز سُنی۔

زنیب تم کہان جاتی ہو کیون نہین اپنے پلنگ پر آکے سوتین۔ مین نے غور سے اپنے دلربا کے جواب کو سنا لیکن مین بہت جلدی یہ تفکر کرنے لگا کہ اُسنے کیا جواب دیا کہ اتنے مین مین نے پھر بالاخانہ پر اُسے دیکھا۔ بس اُسوقت تو مین ایسا بیتاب ہوگیا کہ مین نے یہ چاہا کہ ہر دیوار کو پھلانگ جاؤن جو ہم دونو مین حد فاصل تھی مگر وہ جلدی جلدی اپنے تاکو کے پتے سمیٹ کر چلدی مگر چلتے چلتے دبی آواز سے یہ کہ گئی کہ کل رات کو پھر اسی جگہ پر آنا۔ اُسکے یہ لفظ میرے تمام جسم کے رونگٹے رونگٹے مین بیٹھ گئے اور ایسی سنسنیان اُٹھنے لگین کہ کبھی آج تک نا اٹھی تھین مین اُنکو اپنی زبان سے دُہراتا رہا اور اس وعدہ پر تصورات کے گھوڑے دوڑاتا رہا اور اسی حالت مین مجھے نیند آگئی اور جب تک آفتاب کی چمکتی ہوئی اور تیز کرنین میرے چہرے پر نہ پڑین مین بیدار نہوا۔

چوبیسوان باب

حاجی بابا کا زنیب سے ملنا

مین نے اپنے دل مین یہ خیال باندھنا شروع کیا کہ اُسکی محبت تو میرے دل مین بالکل تہ نشین ہوگئی اب دیکھنا چاہیئے کہ اسکا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔

بہ بینیم تا کردگار جہان
بدین آشکارا چہ دارد نہان

آج رات کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ عورت کون ہے۔ اور اسکا کیا تعلق ہے اور اگر یہ کوئی ایسی عورت ہے جسکا تعلق طبیب سے ہے تو بیشک طبیب کو بہت بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑیگا اگر شادی پر خیال کرون کہ اس سے میری شادی ہو جائیگی تو یہ امر محض صورت ناممکنہ مین جلوہ دے رہا ہے۔ بھلا مجکو جورو کون دیگا۔ بھلا مجھ جیسا قلاش اور مفلس شخص کہ جو ایک جوڑا پائجامہ کا بھی نہین خرید سکتا جو شادی اور ازدواج کے اخراجات سے بہت ہی کم ہے مگر انشاء اللہ جب کبھی میرے پاس روپیہ ہوگا تو یہ امر بخوبی انجام پذیر

ہوجائیگا۔ اب تو مین عشق ہی کے اوپری مزے لوٹتا ہون۔

یہ خیال کرتے کرتے مین اُٹھ بیٹھا اور مین نے کپڑے بدلے مگر ذرا اور دنون سے اودھر اُدھر تاک جھانک کر اور کچھ ہوشیاری کے ساتھ۔ مین نے اپنی زلفون مین اور دنون سے زیادہ خوب کنگھی ونگھی کی اور مین نے اپنی کٹار رکھنے کی پیٹی کو باندھا اور ایک طرف سر پر ٹوپی کو رکھا پھر بسترے کو لپیٹا اور ملازمین کے کمرے مین لے آیا اب مین حمام مین نہانے کے ارادے سے گھر سے چلا کہ وہان ذرا نہاؤن دھوؤن اور اپنے کو خوب بناؤن سنوارون کیونکہ وعدۂ ملاقات دلبر سے بہرہ یاب ہوناہی۔ مین حمام مین گیا اور وہان مین نے اپنے وقت صبح کا بہت بڑا حصہ گانے وغیرہ مین صرف کیا۔ اور باقیماندہ وقت ادھر اُدھر گشت کرنے مین گذرا جو محض بے سود تھا یہانتک کہ ملاقات کا وقت آنکھونکے آگے پھرنے لگا۔

آخر کار دن آخر ہونے لگا۔ اور۔

سیاہی آسمان کی کہہ رہی ہی دن ہوا آخر	اجازت ہی کہ جگ جگ کرتے نکلین سب مہ و اختر
وہ سناٹے نے باندھا ہی سما اک آن ایسا	کہ جس سے چھاگئی حیرت بلا کی چشم حیران پر

اُدھر وہ کمٹماہٹ روز آخر کی یہ کہتی ہی
کہ گڈ بائی (خدا حافظ) بس اب ملنا رہا کل پر

میری بے صبری انتہا کو پہونچ گئی تھی اب مین صرف یہ انتظار کر رہا تھا کہ کسی طرح سے شام ہو اور مین درد سر کا بہانہ کر کے اپنا بستر اسنبھالون۔ میری بدقسمتی نے یہان بھی نہین بخشا۔ کمبخت طبیب کو دربار مین اور دنون سے زیادہ دیر لگ گئی۔ یہان اِس انتظار مین کہ وہ آئے تو اُسکے ساتھ شام کا کھانا دانا کھا کے جا کے لیٹین وہان پتہ ندارد تو بہ آخر نوکرون نے تو مجبور ہو کر کھا ہی لیا۔ تو پھر مین کیون بند مین رہنے لگا مجھے بھی اس پابندی سے نجات ہوئی۔ اب مین اپنے وقت معہود کا ہمہ تن چشم ہو کر منتظر رہا اور امید موہوم کا خمار میری آنکھونسے ہویدا تھا کہ اتنے مین مغربی آسمان پر ایک سُرخ چادر

بجھ گئی اور شفق نمایان ہونے لگی۔

	شفق بنکے گردون پہ ہوتا ہی ظاہر یہ کس کشتۂ بیگنہ کا لہو ہے	

مہتاب بھی اپنا روشن چہرہ سیاہی کے برقع مین سے نکالتا جاتا تھا۔ پس اسوقت بنا بستر البغل مین دبا کر مین بالاخانہ کی چھت پر پہونچا جلدی جلدی مین نے اُسے بچھایا اور اب شکستہ دلی سے مین ٹوٹی ہوئی دیوارون کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا لیکن مین نے صرف تماکو کے پتے پھیلے ہوؤن کے اور کچھ بھی نہین دیکھا کسقدر مایوسی اور حیران اُسوقت مجھے ہوئی۔ ان تماکو کے پتون سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ کام ناتمام رہگیا ہی پھر اُسے کوئی آکر سنبھالے گا۔ چارون طرف مین نے دیکھا لیکن کہین پیاری زینب کا پتہ نہین پایا مین دو ایک بار کھانسا کھنکارا بھی لیکن جواب ندارد صرف ایک آواز میرے کان مین پہونچی اور وہ ڈاکٹر یا طبیب کی بیوی کی تھی کہ جو کسی پر خفا ہو رہی تھی اگرچہ اسکی آواز کی باریکی دیوارون مین بھی چھید کرتی تھی لیکن پھر بھی مین یہ دریافت نہین کر سکا کہ اصل مین سبب کیا تھا اور کس پر کس وجہ سے یہ خفا ہو رہی ہے کہ اتنے مین جب وہ صحن مین آکے بہت خفا ہوئی اور غل مچایا تو معلوم ہوا کہ زینب سے یہ مخاطب ہو کے کہہ رہی تھی۔

اب تو مجھ سے کام کو پوچھتی ہی چڑیل یہ تو بتا کہ تو حمام مین کسکے حکم سے گئی تھی شیطان کی بچی مقبرے مین تجھے کیا کام تھا۔ تو اب مین تیری لونڈی بنی کہ مین بیٹھی راستہ دیکھون کہ دیکھئے بیگم صاحب کب تشریف لاتی ہین اور تو خوشیان مناتی پھرے تو نے یہ کام ابتک کیون نہ کیا۔ تجھے نہ کھانے پینے کو ملے گا نہ سونا ملے گا جب تک کہ تو پورا کام نہ کر لے گی۔ پس تو ابھی جا اگر ادھورا چھوڑ کر اُلٹی آگئی تو واللہ باللہ ثم باللہ پیسہ پر رکھ کے تیری بوٹیان اُڑاؤنگی۔ یہانتک کہ تیرے ناخنون سے خون نکل آئیگا۔ اسپر مین نے کچھ کھینچا کھینچی اور کشمکش کی آواز سُنی کہ اتنے مین مین نے اُسکی ناخوش اور کشیدہ صورت کو

اسی جگہ پر دیکھا جسکو ایک لمحہ سے زیادہ نہ گذرا ہوگا کہ مین بچشم انتظار دیکھ رہا تھا۔
عشق بھی کیا ہی عجیب وغریب چیز ہی۔ (مین نے اپنے دل مین خیال کیا) یہ کسقدر زیرکی اور تیز فہمی کو تیز کرتا ہی اور یہ چارہ گری مین کتنا بار آور ہی۔

عشق کیا شے ہی کسی عاشق سے پوچھا چاہیے	کسطرح جاتا ہی دل بیدل سے پوچھا چاہیے

کیا تڑپنے مین مزا ہی قتل ہو قاتل کے ہاتھ
اسکی لذت کو کسی بسمل سے پوچھا چاہیے

مجھے کن انکھیون ہی کن انکھیون مین معلوم ہوا کہ میری معشوقہ نے کس عقلمندی اور دانائی سے ملنے کی تدبیر نکالی ہی کہ بڑی دیر تک بغیر کسی تعرض کے ملاقات ہوا کرے اور کوئی خلل انداز اگر نہو۔ زینب نے مجھے دیکھ تو لیا لیکن جب تک کہ نیچے کا طوفان بے تمیزی نہ بند ہوا وہ مجھ سے کچھ خبر نہ ہوئی اور جب بالکل سناٹا ہوا اور ہر شے چپ چاپ ہوئی تو وہ میری طرف آئی اب اس کہانی اور سرگذشت کا پڑھنے والا خیال کر سکتا ہی کہ مین کس پھرتی سے آناً فاناً مین اسکے پاس پہونچا ہونگا۔ جو لوگ کہ محبت کے کوچہ سے واقف ہین جنھون نے کہ شب وصل کی چاشنی چکھی ہو وہ خود ہی خیال فرمالین کہ ہمارے وجد اور خوشی کا کیا عالم ہوگا کیونکہ ایسی حالت کو بیان کرنا ناممکن ہی۔

خوشا وقتے وخرم روزگارے
کہ یارے برخورد از وصل یارے

زینب سے یہ امر معلوم ہوا کہ اصل مین وہ کردش کی بیٹی تھی کہ جو اپنی قوم مین سردار تھا۔ اور جو مع اپنے تمام کنبہ کے جسمین مویشی اور گلہ وغیرہ بھی شریک تھا قیدی بنا لیا گیا تھا جب یہ لڑکی بالکل معصوم بچہ تھی اور ان حالتون سے جنکا زینب نے مجھسے بعد ازان کہنے کا اقرار کیا طبیب کی لونڈی بنائی گئی چنانچہ اب غلامی کی حالت مین تھی اول ہی اول جب ہم ایک دوسرے کے نظارے سے خوش ہوے تو زینب نے طبیب کی

جورو کے غصہ کی کیفیت ٹوٹے ہوے الفاظ مین بیان کرنی شروع کی۔

زینب۔ افسوس صد افسوس۔ کیا تمنے سُنا کہ طبیب کی بیوی نے مجھ سے کیا کہا بے ایمان عورت لا مذہب عورت کے سخت اور کریہ الفاظ سے مجھے مخاطب بنایا۔ یہ ظالمہ عورت ہمیشہ یون ہی مجھسے پیش آتی ہی۔ اور ہمیشہ مجھے بُرا بھلا کہتی رہتی ہی۔ میرا تو یہان کتے سے بھی تو کم درجہ ہوگیا ہی۔ ہر متنفس مجھے بغیر گالی کے یاد ہی نہین کرتا میرے پاس کوئی بھی نہین آتا۔ میرا زہرا پانی پانی ہوگیا میری تازہ روح مرجھا گئی۔ مین شیطان کی بچی کیون کہلائی جاؤن مین کرد ہون۔ یزیدی ہون۔ یہ سچ ہی کہ ہم شیطان سے ڈرتے ہین بھلا بتاؤ تو سہی کون نہین ڈرتا لیکن مین اُسکی بیٹی نہین ہون۔ کاش اگر یہ طبیب کی جورو ہمین ہمارے پہاڑون مین ملجاتی تو پھر اِس عورت کو معلوم ہوتا کہ کُردش کی بیٹی کیا کر سکتی ہی۔

مین نے اسکی ڈھارس بندھانے کی بہت کوشش کی اور مین نے اُس کے یہ ذہن نشین کیا کہ تو گھبرا نہین وہ وقت آجاے گا کہ تو اُس سے اپنا بدلہ لے لی گی۔ اُس وقت تک اپنا غصہ روک رکھ۔

	ذرّے کا بھی چمکے گا ستارہ قائم جو زمین و آسمان ہی	

اُسنے اِس امر سے ناامیدی ظاہر کی کہ بھلا یہ کیونکر ہوسکتا ہی۔ کیونکہ میرے کل کامون کی بڑائی نگہداشت کیجاتی ہی کہ مین بغیر اپنی بیگم کی واقفیت کے بہت ہی مشکل سے ایک گھر سے دوسرے گھر ہے مین بھی جا سکتی ہون۔

اصل یہ ہی کہ اِس طبیب کا جو پیچ خاندان کا شخص ہی بادشاہ کی ایک لونڈی سے نکاح ہوگیا جو بُرے چال چلن ہونے کے سبب حرم سے خارج کردی گئی تھی۔ اُنھون نے غرض شاہ کے حکم سے اُس سے شادی کرلی۔ یہ لونڈی سواے بدمزاجی اور غرور کے

اپنے ساتھ کچھ بھی نہین لائی بس یہی جہیز گویا ے کر ڈاکٹر کے گھر مین براجی کیونکہ دماغ مین تو وہی شاہی حرم کی ہوا بھری ہی بھلا غرور کیون نہ ہوگا۔ اب نیا خاوند جو اُسے ملا اُسکو وہ اپنے پیر کی خاک سے بھی کم درجہ کا خیال کرتی ہی اور اسکو ایسی قابل رحم اطاعت مین رکھتی ہی کہ توبہ ہی بھلی۔ طبیب کو اتنی دلیری نہین ہی کہ بغیر اسکی اجازت کے اُسکے آگے بیٹھ جاے اور یہ عورت گاہے ماہے اجازت دیدیتی ہی ورنہ طبیب صاحب دست بستہ حاضر ہی کھڑے رہتے ہین۔ اور یہ کمبخت ایسی حاسدہ ہی کہ حرم مین کوئی بھی لونڈی ایسی نہین ہی جسپر اُسے بُرا شبہہ نہ جاتا ہو۔ اور اسکی نگاہ مین ہر ایک مشتبہ نہو اسکے مقابل مین اگر ڈاکٹر کو خیال کیا جاے تو وہ بھی بجاے خود بہت ہی مغرور ہی اور اپنی تنا خوانی سے بہت ہی خوش ہوتا ہی وہ بھی تو اس غیر مستقل انسانی فطرت کا مطیع ہی اور کسی طرح سے بھی تو وہ اپنی حسین اور خوبصورت لونڈیون کا خوش نظارہ نہین کرسکتا۔ گو طبیب کی میری طرف خاص نگاہ ہی گر صرف اپنی بیوی کے حسد سے وہ سرگردان ہی جسکی اجازت ہی کہ کوئی بات کوئی چیت بغیر اطلاع کے نہو۔ حرم مین بہت ہی فن فریب ہوتے ہین اور جب بیگم خود حمام مین یا مسجد مین جاتی ہی تو بہت ہی پیشبندی اور عاقبت اندیشی سے لونڈیون غلامون مین اوقات کی تقسیم۔ جگہ اور موقع کا انقسام ہوجاتا ہی کہ ایسا نہو باہم کچھ ساز و باز ہوجاے۔

چونکہ کبھی اندرون کی حالت دیکھنے کا مجھے اتفاق نہ ہوا تھا تو مین اس سے بہت متعجب ہوا اور میرا تعجب اس درجہ کا بڑھا کہ مہجبین زینب متضمن حالات حرم کی حکایت بیان کرنے لگی۔ اور طبیب کی حرم سرا مین اپنی زندگی کی تاریخ اُسنے یون دُہرائی۔

…ہے اور کچھ نہین - یہ امر تو سب
کیونکہ اُسنے میری
…نتے ہو

زنیب - ہم علاوہ ہماری بیگم
رہنے والی ہی - دوسری - نورجہان
جوکھانا پکاتی ہی - پانچوین بُڑھیل لیلی.
گویا اپنی بیگم کی ٹہلنی یا خادمہ ہون اور جب
حقہ بھر کے دیتی ہون رکافی اُسکے آگے لاتی ہو
حمام مین جاتی ہون - اُسکو کپڑے پنھاتی ہون اور
کرتی ہون - اُسکا تماکو کوٹتی ہون اور اُسکے آگے دست
- میرین
جوجار جیا والی ہی یہ صندوق دار ہی - یعنی کُل گھر کی حفا - اسلئے ذمہ ہی - اسکو میرے
آقا اور بیگم کے کپڑون کی نگھداشت کرنی پڑتی ہی نہ صرف ایک اُن ہی کی بلکہ تمام
گھر کی - جسقدر رکھ کھانے والے ہین خرچ ہوتا ہی سب کا انتظام اسی کے ذمہ ہے -
تمام چینی چاندی اور دوسری قسم کے ظروف کی بھی یہی خبرداری کرتی ہی - غرض
کُل اشیا کی نگھداشت کرنا یہ اُسی کے ذمہ ہی -
نورجہان جو حبشن ہی یہ فراشی کا کام دیتی ہی اور غالیچے وغیرہ بچھاتی ہی اور یہ تمام غلیظ
وناملائم کام کرتی ہی - چاندنیون غالیچون کا بچھانا - کمرون مین جھاڑ دینی تمام صحن
مین چھڑکاؤ کرنا - باورچن کو مدد دینا - پارسلون اور تارون کا لیجانا - غرض جو ہم
کا کام ہو اُسکو وہی انجام دیتی ہی -
اچھا اب بُڑھیل لیلی کو خیال کیا جائے تو یہ گویا نوجوان عورتون کی محافظ ہی
ذرا ذرا سی بات جاکر یہ لگاتی ہی کہ آج اس نے یہ کیا اور اس نے فلان حرم کے ساتھ
یہ باتین کین اور یہی بڑھیا ڈاکٹر یا طبیب کا بھی بخوبی پہرہ دیتی ہی ممکن ہی کہ وہ
آنکھ بھر کر بھی کسی کو دیکھ لے - اسی طرح سے ہمارے دن بیہودہ جھگڑون اور شٹو کین

دوسری شب کو مین نے بالاخانہ کی چھت سے دیکھا کہ شاید نقاب لٹکی ہوئی معلوم ہو
لیکن افسوس نہ معلوم ہوئی۔ کس نا امیدی اور مایوسی سے مین شکستہ دل ہوگیا۔ تمام
تماکو وغیرہ کا پتہ ہی نہ تھا سب نیچے چلا گیا تھا مطلع صاف تھا۔ مین نے طبیب کی جورو کی
طرف خیال کیا اور اُسکی طرف ایسا متوجہ ہوا جیسے کوئی دل لبھانے والی آواز کو سُنتا ہو
مگر بالکل پتہ ہی نہ تھا۔ جوتیون کی کھٹر کھٹر کی آواز بھی نہ سنائی دیتی تھی جسکو مین نے
خیال کیا کہ یہ بڑھیا لیلی کی رفتار کی آواز ہو مگر سناٹا تھا۔ مین نے اسی سلسلہ مین شاہی
بنیڈ کی جھن جھناہٹ کی آواز سُنی۔ طبل کی دُھون دُھون اور قرنا کی تیز صدا ئین
جو سب کو آفتاب ہونے کی خبر دیتی تھین۔ مین نے موذنون کی مختلف اذانین سنین جو
عشا کی نماز کے لیے نمازیون کو بلا رہے تھے۔ پولیس کا طبل بھی بج رہا تھا جو دکانداروں
سے گویا تھا کہ اپنی اپنی دُکانین بند کرکے گھر دن مین جا کے آرام کرو۔ شاہی محل پر سے
سنتریون کی آوازین بہت دُور سے سُنائی دیتی تھین جو محل کے برج مین پہرا دے
رہے تھے۔ رات کی گھٹا ٹوپ چادر اب پورے طور سے تمام عالم پر چھا گئی۔ آفتاب سیاہی
کا برقع اپنے روشن چہرے پر کبھی کا اوڑھ چکا اور ڈاکٹر کی حرم سرا مین سناٹا اور چپ
چاپ معلوم ہوئی۔

مین نے اپنے دل مین کہا کہ اسکا سبب کیا ہو۔ اگر یہ لوگ سب حمام جاتے جب بھی
وہان اتنی دیر تک قیام نہ رکھ سکتے تھے کیونکہ علاوہ برین حمام شگون کے باعث سے
فجر ہی کو کھولے جاتے ہین۔ کیا تو کوئی بیمار ہوگا۔ یا انہین شادی ہوگی یا کہین بچہ پیدا
ہوا ہوگا یا کوئی مرگیا ہوگا۔ یا ڈاکٹر پر خود کوئی آفت آئی ہوگی غرض مین اسی قسم کے
خیالونکا خیال کر رہا تھا اور اپنے کو ہلاک کرتا تھا کہ یکایک مجھے یہ سُنائی دیا کہ کوئی دروازے
کو بہت زور سے دستک دے رہا ہو۔ جون ہی کھلا مچا مچ جوتیون کی آوازین سنائی دین
اور اب بہت سی یکوان عورتون کی آوازین آنے لگین ان آوازون مین خانم کی آواز

الگ معلوم ہوتی تھی اس آواز کا لہجہ صاف کہے دیتا تھا کہ یہ آواز خانم ہی کی ہے۔
کتنی ہی لالٹینین آگے پیچھے آتی جاتی تھین اُنسے مین نے بہت سی عورات کی صورتین
دیکھ لی تھین اُنمین میری پیاری زینب بھی تھی جسنے اپنا برقعہ منھ پر سے اُٹھا دیا تھا
اب مین انتظار کرنے لگا کہ شاید اُسکی ملاقات کی زحمت مجھپر نازل ہو غرض کہ کچھ دیر ہوئی
کہ پیاری جلوہ فزا ہوئی۔

زینب نے بڑی ہوشیاری سے مجھسے کہا کہ یہ حالتین ایسی آگر واقع ہوئی ہین کہ جنسے
ہم اس موقع پر نہین مل سکتے۔ گو مین اُس سے بیخبر نہین ہونگی اگر موقع ملا تو ضرور
بالضرور مین اس امر کی کوشش کرونگی کہ ہم دونون باہم شربت وصل سے مسرور
ہون۔ چند الفاظ مین زینب نے مجھے اس امر سے بھی اطلاع دی کہ ہماری خانم کی
بہن کا انتقال ہو گیا تو اب انھین بھی وہان بُلایا گیا تھا۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اُسے
رقیب نے زہر دے دیا تھا۔ تو ہماری خانم سب عورتون کو اپنے ہمراہ لے گئی تھین
کہ وہان جاکر سب بہت زور و شور سے نالہ و زاری کرین جیسا کہ ایسے مواقع پر ہوا کرتا ہے
سب نے جب تک کہ اُنکی آوازین نہ بیٹھ لین برابر نالہ وزاری کی ہماری بیگم نے اپنے کپڑے
حالت غم مین کمال ہوشیاری اور زیرکی سے پھاڑ ڈالے کیونکہ انھین یہ خیال تھا
کہ مین ایک پیاری اور قیمتی جاکٹ پہنے ہون صرف ایک دو ہی کپڑے پھاڑے جو
محض بے قیمت تھے اور جنکی اتنی پروا نہین کیجاتی تھی۔ کل گویا تجہیز و تکفین ہوگی
یہ ضرور تھا کہ سب لوگ آہ و زاری کرنے کے لیے وہان جمع ہون اور سب ایک ایک سیاہ
رومال لین اور مٹھائی کھائین۔ میرے دلبر نے یہ وعدہ کر کے کہ مجھ سے جہان تک
ممکن ہوگا مین کل شام کو آنے کی کوشش کرونگی پھر مجکو تنہا چھوڑا اور چلتے وقت
مجھ سے یہ کہہ گئی کہ نشان کا خیال یاد رکھنا۔

جب صبح کو مین اُٹھا اس امر سے بہت ہی متعجب ہوا کہ زینب مجھے اشارہ کر کے

نیچے بلاتی ہی - مین دیکھتے ہی چھلانگ مارکر اور بہت پھرتی سے اُسکے اشارے کے ساتھ پہونچا اور اُسی راستہ سے اُتر کر وہان گیا جہان سے کہ وہ اُترتی تھی اب مین نے اُسوقت اپنے کو حرم کے مرکز مین پایا - میرے جسم پر ایک رعشہ سا چھا گیا اور مین مارے ڈر کے کانپ گیا کیونکہ جب مین نے یہ خیال کیا کہ مین اُس مقام مین ہون کہ جہان کسی کے آنے کی اجازت نہین ہی اور کوئی پرندہ پر تک نہین مار سکتا - لیکن اپنی حسینہ کے بے تکلف برتاؤ اور مُسکرانے سے مین آگے بڑھا -

زینب - آؤ حاجی آؤ - ڈر کو اپنے دل سے نکال ڈالو - یہان سوائے میرے کوئی بھی نہین ہی اگر ہماری قسمت اچھی ہی تو ہم تمام دن باہم مزے اُڑائینگے -

مین تجھے کس کرامت سے یہ سناٹا کیا - خانم کہان ہی - اور عورتین کہان چلی گئین اگر وہ یہان نہین ہین تو پھر ڈاکٹر سے کیونکر جان بچے گی -

زینب - ڈرتے کیون ہو - مین نے تمام دروازون کو بند کر دیا ہی اور اگر کوئی آبھی جائے تو میرے کھولتے کھولتے تم بچ سکتے ہو - لیکن اب اسکا بھی کچھ ڈر نہین ہی سب عورتین اسکی تجہیز و تکفین کرنے گئی ہین - اور اگر مرزا احمق کی کہو تو خانم اسکا پہلے ہی انتظام کر گئی ہی کہ اگر مین صرف اکیلی ہون تو اُسکی مجال نہین ہی کہ وہ گھر مین قدم بھی رکھ سکے -

اے حاجی تم خوب سمجھ لو کہ اسوقت ہمارے نصیب بلند ہین اور بڑھ رہے ہین اور وہ بہت ہی خوش قسمت ساعت تھی کہ ہم دونون نے باہم ایک دوسرے کو دیکھا - خدا کی قدرت سے ہر شے ہم دونون کے موافق ہی ہوتی رہی - میری رقیب جارصین نے خانم کے دماغ مین یہ بات نشین کر دی کہ لیلی کو ایسے موقع کا بہت ہی علم ہی اور وہ اُسنے بچپن سے حاصل کیا ہی اور اسے خوب واویلہ دبکا کرنا آتا ہی - تو اُسے وہ اپنے ساتھ لے گئی کیونکہ ایسے موقع پر اُسکا ہونا ضرور تھا - مین وہ ایک کرد کی قوم مین سے ہون اور مین فارسیون کے رسم و رواج سے بہت ہی کم واقف ہون - دوسرے قوم کرد جس

اس صورت نے مجھے سیاہ ادبار اور ادبار صفات سے باز رکھا اسی لیے مین گھر مین چھوڑ دی گئی ایک گھنٹہ گذرا کہ سب کے سب متوفی کے مکان پر چلے گئے۔ جب لیلی میری جگہ پر مقرر ہوئی تو مین ظاہرا بہت ہی خفا ہوئی لیکن خدا کا شکر ہے کہ ہم دونون اسوقت یہان موجود ہین اور اپنا وقت یہان یون ہی خوشی اور خرمی مین گذار دینگے۔ پھر میری پیاری مطبخ مین میرے لیے کھانا تیار کرنے چلی گئی۔ اور مجھے ادھر اُدھر دیکھنے بھالنے کے لیے چھوڑ گئی کہ مین تمام حرم کی پوشیدہ چیزون کی خوب سیر کرون۔

مین پہلے خود خانم کے کمرے مین گیا اس کمرے کی تمام کھڑکیان جنمین آئینے جڑے ہوے تھے باغ کیطرف کھلی ہوئی تھین۔ ایک کونے مین خانم کی خاص جاے نشست تھی کہ جہان ڈبل غالیچہ بچھا ہوا تھا۔ اس غالیچہ پر ایک لنبی مسند بچھی ہوئی تھی۔ جسپر ایک سونے کے تارون کا غلاف پڑا ہوا تھا۔ اسکے آنچلون مین ایک فیتہ لگا ہوا تھا جسپر بہت ہی مہین ململ کی ایک چادر خاک وغیرہ سے محفوظ کرنے کے لیے نقاب نما پڑی ہوئی تھی۔ اس بیٹھک کی جگہ ایک آئینہ لگا ہوا تھا جسپر نہایت ہی خوبصورتی سے نقش و نگار ہو رہے تھے۔ اور وہین ایک صندوقچہ رکھا ہوا تھا جسمین عجیب و غریب چیزین تھین تلے دانی جسمین سرمہ کی سلائی اور سرمہ وغیرہ تھا۔ کچھ چینی سرخ رنگ۔ ایک جوڑا بازوبندون کا جنمین تعویذ بھی شامل تھے یہ سب سامان اسی صندوقچہ مین موجود تھا ایک طرف جڑاؤ جھومر۔ چاقو قینچی۔ سروتا۔ یہ بھی چیزین وہان موجود تھین۔ اور ایک ستار ایک دف۔ یہ بھی دونون چیزین وہین قریب ہی زینت دی گئین تھین۔ خانم کا بستر الپٹا ہوا اور ایک سفید اور نیلے بقچہ مین بندھا ہوا ایک طرف الگ رکھا ہوا تھا چند تصاویر بے چوکھٹے کی دیوارون مین لٹک رہی تھین۔ الماری پر جو بہت اونچی تھی تمام بلوری اور قسم قسم کے ظروف چنے ہوے تھے ایک گوشہ مین مے گلرنگ شیرازی کے شیشے زینت دے رہے تھے جن مین شراب ارغوانی جھلکتی ہوئی کیا ہی بہار دے رہی تھی۔ بہت ہی نور کے تڑکے خانم

اُٹھکر دو ایک گلاس نوشجان فرماتی تھین تاکہ اُس الم و مصیبت کی تخفیف ہو جاے جو اُنکی بہن کے انتقال سے ہوا تھا۔

مین نے اپنے دل مین کہا کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ گھر چھپا ہوا ہی کیا تقدس و پاکی اور کسر نفسی کا جلوہ مین دیکھ رہا ہون۔ ہمارا طبیب جو اپنے کو بہت ہی پکا مسلمان کہتا ہی اور پھر یہ ارغوانی شربت ٹھنڈے پانی مین ملاکر اُڑاتا ہی۔ اور جو وہ باہر صرف شربت کا نام کرکے پیتا ہی اُسکا خزانہ تو یہ جمع ہی۔

اُسوقت مین نے اپنی تعجبانہ طبیعت کو مطمئن کیا اور دوسرے کمرون کو ملاحظہ کرنے لگا یہ کمرے ملازمین کے تھے۔ زینب نے کھانا پکاکر تیار کرلیا۔ اور ہمارے آگے خانم ہی کے کمرے مین قابونمین کھانا لاکے چن دیا۔ مین اسی جواہر نگار اور زرین مسند پر بیٹھا جسکا مین نے پہلے ذکر کیا ہی۔ زینب نے جو جو خوشگوار کھانا تیار کیا تھا اُسکی لذت کو مین نہین بیان کرسکتا۔ ایک قاب مین چانول رکھے ہوے تھے جو برف کی طرح سفید تھے۔ اسی قاب کے پاس دوسری قاب مین کباب شامی مزادے رہے تھے۔ اور یہ شامی کباب پراٹھو نمین پکائے گئے تھے۔ جنکی پرت پرت علیحدہ تھی۔ بالکل اصفہانی سردے کے موافق جس کی خوشنما قاشین اور اُنکے علیحدہ علیحدہ پرت کیے ہوے کیا ہی بھلے معلوم ہوتے ہین۔ ایک بلوری طشتری مین چند ناشپاتیان اور خوبانی بھی رکھی ہوئی تھین۔ ایک رکابی مین کچھ انڈونکا خاگینہ۔ پیاز۔ اور ہرا پودینہ۔ ایک مین ترش وہی بنا ہوا اور چند پیالیون مین قسم قسم کے شربت یہ سب دسترخوان پر چنے ہوے تھے ان چیزون کے ضمن مین کچھ طشتریون مین لذیذ مٹھائی اور ایک ظرف تازہ شہد کا بھی موجود تھا۔

مین۔ ذرا مونچھون پر تاؤ دے کر تمنے تو بہت ہی جلد یہ کھانا جو شاہون کے شایان ہی تیار کرلیا۔

زینب۔ بھلا آپ یہ کیا فرماتے ہین یہ ہی کیا۔ میری خانم نے حکم دیا تھا کہ یہ کھانا

تجہیز کو تیار ہوجاے لیکن اور اور خیالون سے اُنھون نے یہ ارادہ کیا کہ متوفی کے گھر ہی کھانا زیبا ہی۔ اسلیے وہ بے کھاے چلی گئین اور جیسے کہ تم دیکھتے ہو مجھے گھر مین چھوڑ گئین تو آؤ جلدی کھانا کھالین اور پھر خوشی منائین۔

غرض ہم دونون نے بیٹھکر خوب خوب ہتھے مارے اور کچھ دسترخوان پر اسپنے بعد از ان آنے والون کے لیے چھوڑ دیا۔ جب ہم اپنے ہاتھ دھو چکے ہمنے اپنے آگے شراب رغوانی رکھی۔ اور اب دور چلنے شروع ہوے۔ اب یہان نہ نجات کا خیال تھا نہ عذاب حشر کا۔ ہمنے باہم ایک دوسرے کو مل کر مبارکباد دی کہ اسوقت کیسے وہ خوش اور بہت ہی شاد شخصون کا باہم جلسہ ہُوا ہی۔

اُسوقت میری خوشی کا کچھ عالم نہ پوچھو آیندہ وحال کے تمام خیالات کو بالاے طاق رکھکر مین نے ستار اُٹھالیا اور حافظ جی کی یہ غزل الاپنے لگا۔ جو مین نے بچپن مین یاد کی تھی اور جسکو اکثر حمام مین سامعین کے سننے کی چاہ سے گایا کرتا تھا۔

غزل حافظ

کنار آب و پاے بید و طبع شعر یاری خوش	معاشر دلبر شیرین و ساقی گلعذاری خوش
الا اے دولت طالع کہ قدر وقت میدانی	گوارا بادت این عشرت کہ داری روزگاری خوش
ہر آنکس را کہ در خاطر ز عشق دلبری باریست	سپندی گو بر آتش نہ کہ داری کارباری خوش
شب صحبت غنیمت دان و داد خوشدلی بستان	کہ مہتاب دل افروز ہست طرف جویباری خوش
عروس طبع را زیور ز فکر بکر می بندم	بود کز نقش ایامم بدست افتد نگاری خوش
مئے در کاسۂ چشم ست ساقی را بنا میزد	کہ مستی میکند با عقل و می آرد خماری خوش

بغفلت عمر شد حافظ بیا با ما بہ میخانہ
کہ شنگولان سر مستت بیاموزند کاری خوش

زینب اسوقت بالکل وجد مین ہو گئی تھی۔ کیونکہ اس بیچاری نے آج تک اپنی

زندگی مین یہ دل لبھانے والا اور سرور کرنے والا گانا سنا ہی نہین تھا اُسوقت یہ خیال اُسکے سرور اور وجد آمیز قلب سے بالکل نسیًا منسیا ہوگیا تھا کہ ہم دونون ایک کمبخت شیخص ہین کیونکہ وہ ایک لونڈی تھی اور مین ایک تہیدست اور بیچارہ تھا اُسوقت ہمارا باہم یہ خیال تھا کہ جو کچھ ہمارے گرو رکھا ہوا ہی یہ سب ہمارا ہی ہی اور یہ شراب ارغوانی اور ہمارا عشق ہمیشہ تک قائم رہیگا۔

مین نے اسی قسم کے اور بھی کئی گیت گائے لیکن جب مین نے دیکھا کہ جیسے ہماری شراب ارغوانی کی بوتلین خالی ہوگئی ہین اُسیطرح سے مختلف غزلون سے دماغ بھی خالی ہوگیا ہی۔ ابھی وقت بھی بہت کچھ صرف نہ ہوا تھا۔ زیادہ عرصہ باقی تھا جسمین ہم دونون خوب خوشی منائین۔

مین۔ پیاری زینب تمنے وعدہ کیا تھا کہ مین اپنی زندگی کی کچھ رام کہانی دہراؤنگی۔ تو اب یہ بہت ہی موزون وقت ہی۔ بہت دیر تک کوئی چیز ہماری اس خوش صحبت مین خارج نہ ہوگی اور چونکہ ہماری یہ صحبت شب کو ایک بے تحقیق امر ہی خبر نہین ہو یا نہین تو بہتر ہی کہ ان خوش ساعتون مین اپنی سرگذشت بیان کرین۔ یہ سنکر زینب نے میری تجویز کو بدل وجان قبول کرلیا اور اسطرح سے اپنی سرگذشت بیان کرنے لگی۔

چھبیسوان باب

زینب کی رام کہانی

مین ایک سردار کی لڑکی ہون جو کردستان مین بہت ہی نامی گرامی ہی اور جو اوکس آغا کے نام سے مشہور ہی۔ میری مان کون تھی اُسکو مین ٹھیک نہین جانتی مین نے سُنا ہی کہ مین کرند کردستان مین ایک ضلع کا نام ہی کے پوشیدہ جلسون مین پیدا ہوئی تھی۔ چونکہ اس قسم کے راز توقوم کرد مین ہمیشہ چھپائے جاتے ہین اسلیے مین اس امر کی دلیری نہین کرسکتی کہ کسی سے اپنا تعلق ظاہر کرون۔ اور اسلیے مین تحقیق بیان نہین کرسکتی کہ آیا وہ رپورٹ جو

میری پیدائش کی بابت ہی سچ ہی یا نہین - یہ بہت ہی سچ ہی کہ مین نے کبھی اپنی مان کو
ان آنکھونسے نہین دیکھا - ایک مخاطرہ مین مین عورات مین لائی گئی تھی اور میرا ساتھی
ایک گھوڑی کا بچھیڑا تھا جس نے میرے ساتھ پرورش پائی تھی یہ بچھیڑا بھی اُسی ڈیرہ مین
پیدا ہوا تھا جسمین کہ مین تولد ہوئی تھی اس بچھیڑے کی مان کا اصلی عرب کا خون تھا کہ
جسکی آؤ بھگت اور چوپایے جانورون سے زیادہ ہوتی تھی غرض کہ اس گھوڑی پر
بہت ہی توجہ کی جاتی تھی اور یہ اور بیویون سے زیادہ عزیز سمجھی جاتی تھی اور اسکی
نگہداشت آدمیون کے موافق ہوتی تھی - یہ ڈیرے مین ایک گرم مقام پر رہتی تھی
اسکا بہت ہی خوبصورت ساز و سامان زین وغیرہ تھا اور ہمارے کل سفرون مین
بہ نسبت اور جانورون کے اسکی نگہبانی بہت ہی اچھی طرح کیجاتی تھی -

جب وہ گھوڑی مرگئی تو تمام کیمپ مین نالہ و بکا کی آوازین بلند ہوئین - اور سبنے
سخت ماتم کیا - بچھیڑا گویا میرے باپ کا جنگی گھوڑا بنا - اور وہ اسوقت تک تمام کردستان کا
فخر و فتخار ہی -

آپ اس بات کو خیال فرمائین کہ گوکرد اپنے کو کسی سلطنت کا مطیع نہین خیال کرتے
تاہم ہمارے باپ دادا اور خصوصًا میرا باپ اپنے گلہ کو کردستان کے پہاڑونمین جو ترکی سلطنت
مین ہین اور جو پاشاء بغداد کی حکومت مین واقع ہین چراتا ہی اور اپنے ڈیرے خیمے وہان
قائم کرتا ہی - جب کبھی کہ اُسے جنگ کا موقع آتا ہی تو وہ اپنی اور قومونکو بلالیتا ہی کہ جو جنگ
کے لیے کافی تعداد گھوڑونکی مہیا کرین جو ایشیا مین بہت ہی مشہور ہین کہ جنگ مین سب سے
بالاتر رہتے ہین اور بہت ہی خوب کام دیتے ہین - میرا باپ صرف اپنی قوت - اپنی جراءت
اپنی شہسواری کے سبب سے پاشا کا بہت ہی پیارا تھا - اسکی صورت پرشکوہ تھی اور جبوقت
وہ گھوڑے پر سوار ہوتا تھا اور جب اُسکا خود فولادی کا لوہا دونون طرف اُسکے کاندھون پر
پڑتا تھا تو اسکی بہت ہی وحشتناک صورت دکھائی دیتی تھی اُس نے بہت سے جوانان تیز آہنگ

کو تہ تیغ کیا تھا اور وہ اپنے بھالے کی نوک پر بالون کا طرہ لیجانے مین سب سے ممتاز گنا جاتا تھا۔ اور جب جنگی لباس پہن پہنا کر تیار ہوتا تھا تو لوگ بہت ہی تعریف کرتے تھے۔ مین اُسکی اسوقت کی شان و شوکت کبھی بھی نہ بھولونگی جب اُسکی رانون کے نیچے گھوڑا ہوتا تھا

رستم دغا حاتم کرم جان جہان فرخ شیم
در زور طاقت گستہم در معرکہ ثابت قدم

مین نے اُسے ہزارون سوار دنمین دیکھا ہی۔ جو تمام چار آئینہ لگائے ہوے خود فولادی پر مور کے پر لہرین مارتے ہوے اور اُنکے نیزے آفتاب کی روشنی سے چمکتے ہوے جو تیار کرتے تھے اور پاشا سے ملنے کے لیے تیار تھے۔ اس مہم کا نتیجہ یہ ہوا کہ گویا یہان سے ہماری بدقسمتی کی تاریخ شروع ہوئی۔

وہابی حدود بغداد مین حملہ آور ہوے تھے اور تمام اطراف مین ایک تہلکہ مچا یا تھا اُسوقت پاشا نے کُردسے مدد لینے کا وقت خیال کیا۔ وہ کثرت سے فوج لے کر میدان جنگ مین آیا اور فوراً دشمن کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا۔

ایک ہی شبخونمین میرے باپ کا شیخ کے بیٹے سے مقابلہ ہوگیا جو فوج وہابیہ کی کمان کر رہا تھا اُسنے اس عرب کو قتل کر ڈالا اُسکے تمام ہتھیار مع اُس گھوڑی کے جسپر دشمن سوار تھا لے کر واپس پھرا۔ میرے باپ نے اس گھوڑی کو بہت ہی بیش قیمت تصور کیا اور چاہا کہ اسکو پاشا سے پوشیدہ کرے۔ اس خیال سے اُسنے وہ گھوڑی اپنی جگہ قیام مین بھجوا دی اور حکم دیدیا کہ اسکو بہت ہی نگہبانی اور ہوشیاری سے چھپایا جاے اور اسکو حرم سرا کے دیورین مین باندھا جاے۔ لیکن اسکے یہ دور اندیشانہ خیالات محض غیر مفید تھے۔ کیونکہ جس مطلب کے چھپانے کی اُس نے کوشش کی تھی اور جسکو یہ چاہتا تھا کہ کسی کو خبر نہو وہ سب مین کھلگئی تھی۔ چونکہ پاشا کو اس سے ایک الفت تھی اور بہت ہی اسکی توقیر کرتا تھا۔ اور اسکو یہ بھی خیال تھا کہ یہ ایک معمولی گھوڑی ہوگی اسلیے اُسنے کچھ نہ کہا۔ مگر جنگ کے کچھ ہی دن فرو

ہونے کے بعد وہاں جنگلوں مین نکال دیے گئے تھے اور سب کرد اپنی اپنی قیام گاہونمین واپس چلے گئے تھے۔ ایک دن ہمین صبح کو تعجب ہوا جب ہمنے دیکھا کہ چند پاشا کے افسر یعنی سوارون کا کپتان دس آدمیون کی ہمراہی مین ہمارے خیمون مین آیا۔ سب جری سوار اور ہتھیار بند تھے ہر شخص ہم مین سے اُنکی تعظیم و تکریم کے لیے چوکس ہوا اُنکے گھوڑونکو قریب ہی کی سبز چراگاہ مین لے گئے اور اُنکے آگے ہری ہری گھانس ڈال دی بہت دھوم دھام اور تکریم سے سوارون کو ڈیرون مین بٹھایا وہان انکو کافی اور حقے پلائے اور پلاؤ پکانے کے لیے چاولون کی بڑی دیگ چولھے پر چڑھائی گئی۔ دو بھیڑین فوراً ذبح کی گئین اور عورتون نے انھین فوراً پکا کر تیار کیا اور کچھ روٹیان بھی اُسی کے ساتھ پکائین۔ غرض جو کچھ ہم سے ہو سکا اور جہانتک کہ ہم تکلف کرنا جانتے تھے اور جسقدر کہ ہم خاطر کر سکے ہمنے اپنے مہمانون کی خاطر داری مین کوئی بھی دقیقہ باقی نہ رکھا۔

جون ہی میرے باپ نے دیکھا کہ پاشا کے آدمی چلے آتے ہین اور ابھی وہ انکے خیمون سے دور ہی تھے تو وہ اُسی وقت سمجھ گیا کہ ضرور کچھ دال مین کالا کالا ہی اُس نے فوراً اپنے بڑے بیٹے کو حکم دیا کہ اس گھوڑی کو کھول کر تو پڑوس کے خندق مین لے جا کہ کسی کو خبر نہو۔ ہمارے ڈیرے خیمے ایک پہاڑی سیلاب کے کنارے پر ایستادہ تھے تو ایسی حالت مین یہ بہت ہی آسان تھا کہ ہم کوئی چیز وہان سے ہو کر چوری کر کے لیجائین اور کسی کو کانون کان خبر نہ ہو۔ وہ بلند اور پیچدار پہاڑ جو ہمارے پڑوس مین واقع تھے ایسے پیچدار تھے اور انمین اس قسم کا اُلجھاؤ تھا کہ اگر ہم پر کوئی آفت آ کے واقع ہو تو وہ ہماری خاصی پناہ ہو سکتے تھے

اسوقت مجھے وہ ساری باتین اسطرح سے معلوم ہوتی ہین گویا کل ہی گذری ہین ہم عورات جہان مرد جمع تھے اُس مقام کو پورے طور سے جہان تک تاک کر سکتی تھین ہمارے تعجب نے خود ہماری اس امر کی طرف رہنمائی کی کہ ہم سُنین کہ یہ لوگ باہم کیا باتین چینین کرتے ہین۔ افسر اور دو ترک تو ڈیرے مین بیٹھے ہوے تھے اور باقیماندہ ہتھیار بند

ڈیرون کے باہر کھڑے تھے۔ میرا باپ نہایت ہی ادب سے جھکی ہوئی اور ممتاز جادر سے علیحدہ دونون اپنے ہاتھ آگے کیئے ہوے گردن جھکا ئے بیٹھا ہوا تھا۔ اور اسکی نشست دوزانو تھی اور جو بہت ہی عاجزی ظاہر کر رہی تھی۔ مگر چارون طرف اسیحالت مین اپنے کو نظر کر رہا تھا اور ادھر اُدھر دیکھتا جاتا تھا۔

میرا باپ۔ ای آمدنت باعث آبادی ما۔

آپ نے ہمین سرفراز فرمایا اور جو کچھ ہمین آپ کے آنے پر خوشی ہوئی ہو ہم بیان نہین کر سکتے۔

افسر۔ خوشا وقتیکہ ہمین ایک دوسرے کے دیدار سے شادمانی حاصل ہو آج مدت کے بعد ہم باہم ملے ہین۔

غرض اسی قسم کی تکلف آمیز باتین کر کے وہ خاموش ہو رہے اور اپنے حقے پینے لگے جب اُنکے حقون سے بقّے کے بقّے دھوئین کے نکلنے لگے اور وہ کافی طور سے اُنھین پی چکے تو افسر نے میرے باپ کی طرف مخاطب ہو کر یہ کہا۔

ہمارے آقا پاشا نے تمھاری صحت اور امن کی خیر مانگی ہو وہ تمسے زیادہ محبت رکھتا ہو اور کہتا ہو کہ تم میرے گاڑھے دوستون مین سے ہو۔ ماشاءاللہ آپ کیا ہی اچھے شخص ہین تمام فرقہ کرد کے کیا کہنے۔ کیا خوب لوگ انمین ہین۔ تمھارے دوست ہمارے دوست ہین اور تمھارے دشمن ہمارے دشمن ہین۔

یہ سنکر ایک بوڑھے ترک نے جو وہین کھڑا ہوا تھا اُسکی زور سے تائید کی اور اپنے افسر کا ہمزبان ہوا۔ اسپر میرے باپ نے ذرا اپنے کاندھے سُکیڑ کر اور اپنے دونون ہاتھ زانوؤن پر رکھ کے نیچی نگاہون سے یہ گذارش کیا۔

مین پاشا کا ادنی غلام ہون اور مین آپکا بھی غلام ہون۔ آپ میری یہ عزت افزائی کرتے ہین اور آپ نے یہ قدر افزائی فرمائی جو میرے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمایا۔

وہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

الحمد للہ کہ ہم پاشا کے سایہ عاطفت مین امن سے گذارا کرتے ہین اور اپنی ٹوپیونکو نذر ہوکے ایک طرف اُتار کے رکھ دیتے ہین. خدا اُسے سرسبزی عطا کرے گویا اب معاملہ کی گفتگو شروع ہوئی

افسر۔ اوکس آغا ہمارے سردار کے پاس وہابیون نے ایک وکیل بھیجا ہی اور اُس نے وہ گھوڑی مانگی ہی کہ جس پر اُنکا کمانیر سوار تھا اور عین معرکہ جنگ مین مارا گیا اگرچہ اُنکا یہ مقولہ ہی کہ اُسکا خون ہم سب کی گردن پر ہی اور اُس کے خون کی دیت کیا تو خود پاشا کی جان اور یا اُسکے بیٹے کی جان کے ساتھ ہوگی تاہم اسوقت یہ خیال وہ چھوڑ دینگے اگر وہ گھوڑی انھین دیجایگی جسپر کہ وہ تیج کر رہے ہین۔ وہ کہتے ہین کہ وہ گھوڑی عرب کی عمدہ نسلون مین سے ہی۔ اور اگر دیکھا جائے تو اس گھوڑی کا سلسلہ اُس گھوڑی سے ملتا ہی کہ جس گھوڑی پر بیٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ شریف سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی تھی اسکے علاوہ وہ اُس گھوڑی کے لینے کے لیے روپیہ دینے کو موجود ہین یہانتک کہ پاشا آخر ساکت ہوگا۔ اسوقت تمام عالم جانتا ہی کہ تم بہادر ہو اور صرف تمھارے نیزہ جانستان نے شیخ کے بیٹے یعنی عرب کے کمانیر کی جان جسم سے نکالی ہی ہمارے مالک نے تمام وزرا اور اُمرائے شہر بغداد سے صلاح لے کے اُنکی اس درخوست پر توجہ مائل کی اور چونکہ اب یہ ایک گورنمنٹ کا کام ہی اسلیے اُس نے خاص مجھے تمھاری خدمت مین اسی لیے بھیجا ہی کہ تم وہ گھوڑی مجھے پکڑا دو بس یہی میری درخوست تھی جو مین نے گوش گذار کی۔

میرا باپ۔ واللہ باللہ پاشا کے نمک کی قسم جسکو مین کھاتا ہون۔ تمھاری روح کی اور تمھاری اُس ماں کی قسم جسنے تمکو جنا ہی۔ تمام ستارون اور آسمانون کی سوگند وہابی محض جھوٹے ہین۔ وہ گھوڑی کہاں ہی جسکو اُنھون نے گم کردی اور مصیبت زدہ

جانور کہاں ہی جو میری تقدیر مین آکے پڑا۔ یہ صحیح ہی کہ میرے ہاتھ ایک گھوڑی لگی تھی لیکن وہ کچھ ایسی عیبی اور کمبخت تھی کہ مین نے میدان جنگ کے ایک ہی دن بعد اسکو ایک عرب کے ہاتھ فروخت کر ڈالا۔ ہان اسکا ساز و سامان زین و لجام تو آپ لے سکتے ہین اور جو گھوڑی مانگیے تو بندہ پرور اُسکا تو پتہ بھی نہین۔

افسر۔ اللہ اللہ۔ یہ ایک بہت ہی اہم اور بانتیجہ کام ہی او کس آغا تم میری طرح سے ایک متدین شخص ہو۔ ہماری داڑھیون پر خندہ زنی نہ کرواؤ اور ہمین برہنہ سر یہان سے نہ بھیجو اگر ہم گھوڑی کو اپنے ہمراہ نہ لے گئے تو ہمیشہ کے لیے ہمارے مُنھ سیاہ ہو جائینگے اور تم مین اور پاشا مین دوستی کے دروازے بند ہو جائینگے تمھین میری جان کی قسم ذرا مجھے بتا دو کہ وہ گھوڑی کہاں ہی۔

میرا باپ۔ اب مین کیا کہون اور کیا کرون اے میرے دوست۔ گھوڑی یہان نہین ہی وہابی جھوٹے ہین۔ مین سچ کہتا ہون۔ یہ کہہ کے میرا باپ افسر کے قریب آیا اور بڑی دیر تک کُھسر پُھسر کچھ باتین کان مین کرتا رہا جب باتین ہو چکین تو دونون کچھ رضامند سے معلوم ہوے۔

اسکے بعد افسر نے بہت زور سے بآواز بلند یہ کہا۔ اگر واقعی یہ امر ہی کہ وہ جانور تمھارے قبضہ مین نہین ہی تو پھر قسمت سے تو کوئی جنگ و جدل نہین ہی۔ اب ہمین بغداد واپس جانا چاہیئے۔

میرا باپ پھر اپنی جگہ سے اُٹھ کر عورتون کے کمرے مین آیا۔ اور اپنے مہمانون کو کافی اور حقہ پیتے ہوے چھوڑا تاکہ اُس کھانے کو تیار کرائے جو اُنکے لیے پک رہا تھا اُسنے اپنی بیوی سے کہا کہ جو اسکی خزانچی تھی کہ اشرفیون کی تھیلی لائے۔ یہ اشرفیونکی تھیلی پرانے کپڑون مین لپٹی ہوئی رکھی تھی اور جو اُسکے پاس امانتاً رکھوائی تھی۔ اور گھوڑی کا زرین زین و لجام بھی اپنے پاس منگایا۔ اُس نے بیس ڈیوکیٹ لیے اور اُنکو

رومال کے ایک کونہ مین باندھ کر اپنی کمر سے کس لیا اور یہ حکم دیا کہ سب کھانا تیار کر کے مہمانون کے ڈیرونمین بھیجا جاے پھر آپ اپنے معزز مہمانون کے پاس واپس چلا گیا جب تک کہ کھانا کھانے کا گھنٹہ آیا بہت ہی کم باتین ہوئی تھین اور جو چند باتین بھی ہوئین تو وہ صرف گھوڑون کتون اور ہتھیارون پر ہوئی تھین۔

افسر نے اپنی خرجی سے ایک لمبا پستول نکالا۔ اس پستول کا دستہ چاندی کا تھا تمام آدمیون مین یہ پھرا اور ہر ایک نے اسے انگریزی پستول کہا۔

دوسرے شخص نے اپنا تیغہ نکالا یہ پہلے ہی پانی کا خراسانی تیغہ تھا۔ اسکے بعد میرے باپ نے ایک لمبی سیدھی دودھاری تلوار نکالی اور یہ کہا کہ یہ وہ شمشیر ہی جو مین نے عرب کو قتل کر کے اُسکی میدان جنگ مین لی تھی۔

کھانا تیار ہو گیا۔ افسر کے آگے دسترخوان بچھایا گیا۔ اسپر روٹیان لا کے رکھی گئین اور سب کا دایان ہاتھ پانی سے دُھلایا گیا۔ دسترخوان کے بیچون بیچ ایک لکڑی کی بڑی رکابی مین شوربہ بھر کر رکھا۔ میرے باپ نے پھر بآواز بلند کہا بسم اللہ یہ سُنتے ہی سب نے کھانا شروع کیا۔ ایک افسر دس اُسکے ساتھی ایک میرا باپ اور تین اسکے بیٹے وغیرہ دایان بازو آگے کی طرف کر کے لکڑی کے چمچون سے شوربا پینے بیٹھ گئے۔ ایک بھیڑ پوری بھُنی ہوئی آگے لائی گئی سب نے اسکو پارہ پارہ کر دیا اور جسقدر جس سے کھایا گیا اور اُسکا ٹکڑا لیا گیا خوب ہی اُڑایا۔ اُسکے بعد پلاؤ کی رکابی پر بیٹھے لگے۔ جب سب کا پیٹ بھر گیا اور انھون نے کھانون سے ہاتھ کھینچے تو سب اُٹھ بیٹھے اور ہاتھ دھونے شروع کیے ہاتھ دھونے مین یہ کہتے جاتے تھے شکر اللہ اللہ برکت فرسن یعنی خدا تیرے ہان برکت پیدا کرے۔ لوگون نے دسترخوان کو سمیٹ لیا اور ڈیرے کے باہر لے گئے اور میرے باپ کے گوالیون نے جو کچھ اُنکے آگے کا بچا بچایا تھا سب کو صاف کر دیا۔

جب سب فراغت ہو گئے تو افسر یہان سے روانہ ہونے کے لیے متردد ہوا اور

اپنی خواہش بھی ظاہر کی اس کا دوسرا ساتھی گھوڑے تیار کرنے کے لیے چلا گیا۔ اور اب میرا باپ اور صرف افسر ڈیرے مین رہ گئے۔ مین ایک تنگ مقام سے اس ساری کارروائی کو دیکھ رہی تھی اب مین نے چاہا کہ یہ بھی دیکھ لون کہ ان دونون مین کیا ہوتا ہی مین نے انکی گفتگو پر کان لگائے۔

میرا باپ۔ (افسر سے) بیشک دس ہی ڈیوکیٹ ہین جنکو مین دے سکتا ہون ہم غریب ہین بھلا ہمارے پاس زیادہ کہان سے آئے۔

افسر۔ یہ محض ناممکن ہی تم جانتے ہو۔ اور تمھین اسکا بخوبی علم ہی کہ اگر مین اس زرنقد کا گُننا نہ لونگا تو کیا اثر واقع ہوگا۔ جب پاشا کو یہ معلوم ہوگا کہ ہم گھوڑی لے کر نہین آئے تو پھر وہ مجھے فوراً حکم دیگا کہ اوس آغا کو گرفتار کرلاؤ اور اسکا تمام مال و اسباب ضبط کرلاور۔ اور اسکے علاوہ مجھے اب بھی اُس حالت مین گرفتار کرنے کا حکم ہی کہ جب تم ہماری درخواست قبول نہ کرو لیکن مین تمسے کچھ بھی نہ کہونگا اگر تم میرا کہنا سُنوگے اور وہ صرف بیس ڈیوکیٹ یعنی اشرفیان ہین۔ اسپر میرے باپ نے اپنی کمر مین سے وہ رومال کھولا اور اُس مین سے اشرفیان نکال کر ایک ایک کر کے گن دین۔ جب افسر نے انکو ہاتھ مین لے کر خوب پرکھ لیا تو اپنی پگڑی کا ایک آنچل کھول کر اُسکے کونے مین اُسے باندھا اور خوب لپیٹ لپٹا کے اُسے ایک کونے مین رکھ لیا جب وہ اپنی پگڑی مین باندھ چکا اور پوری طرح سے مطمئن ہو گیا تو اُسنے میرے باپ سے یہ الفاظ کہے۔

اب ہم دونون نے مل کر باہم نمک کھایا ہی اور ہم دونون بھائی ہین اگر پاشا کی طبیعت کسی اور غلاف بات کیطرف رجوع ہوئی تو مین اسمین مخل ہونگا لیکن تمھین بھی چاہیے کہ تم بھی اُسکے لیے کچھ نذرانہ بھیجو تاکہ وہ تمھاری تکلیف دہی کے خیال سے پھر جائے۔

میرا باپ ”بشم استن“۔ یعنی مجھے اپنے سر کی قسم میرے پاس ایک گھوڑا شکاری گھتا ہی

اور وہ تمام کردستان مین مشہور ہی اور وہ ہرن کو دوڑ کر پکڑ لیتا ہی۔ آہو کی رفتار اُسکے آگے ہرن ہوتی ہی۔ یہ وہ کتا ہی کہ شاہ فارس کے باپ نے بھی خواب مین نہ دیکھا ہوگا وہ کتا مین بطور نذر کے پیش کرتا ہون۔

افسر۔ بہت خوب لیکن یہ کافی نہوگا۔ تم خود خیال کر لو کہ یہ کسقدر مفید اور بانتیجہ ہی کہ جب ہمارا آقا تمسے خوش ہوگا۔

میرا باپ۔ دیکھنا اسوقت ایک خیال میرے دل مین پیدا ہوا ہی کہ میری ایک لڑکی نہایت ہی خوبصورت ہی چاند کا سا مکھڑا رکھتی ہی۔ اور بہت بڑی جسیم اور تن آور ہی بہت بڑا گھیر رکھتی ہی۔ تم اس سے یہ ضرور ہی کہدینا کہ اگرچہ یزیدی کافر ہین۔ (لیکن صرف اسکی ہی آنکھون مین) پھر بھی اُسکے ہاتھ وہ خوبصورت نازنین لگتی جو حور کو بھی پرے بٹھائیگی۔ اب مین اُسکے بھیجنے کے لیے تیار ہون۔

افسر۔ تالیان بجاکے۔ آفرین آفرین یہ بہت عمدہ بات ہی۔

	آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو	

مین اس سے یہ درخواست کرونگا اور عجب نہین کہ وہ اسے قبول کر لیگا اور پھر اس طور سے حرم مین تمھارا ایک قوی دوست ہوگا جس سے تمھین اس کشمکش سے نجات ملیگی اور آئندہ تم ان سب باتون سے محفوظ ہوگے۔ اس بات پر وہ دونون رضامند معلوم ہوے۔

مین جو کہ ایک قربانی کی شے بنائی گئی تھی مین نے اُس مقام کو چھوڑ دیا جہان سے مین یہ تاک جھانک کر رہی تھی اور مین اپنی آئندہ قسمت پر فکر کرنے لگی پہلے تو اپنی قسمت پر رونے لگی اور مین نے خوب واویلا کیا اور یہ دل مین کہا۔

	ہون وہ تقدیر کی پوری کہ جہان کی کلفت میری غمخوار و انیس اور مری یار خلوت	

بس مصیبت کو وہ الفت ہی خدا کی ہی پناہ	اک گھڑی بھر بھی وہ دیتی نہین مجکو فرصت
وہ زبان لاؤن کہان سے کہ مصیبت رفئے	اسکو ہوتی ہی بہت اپنے بیان سے رقت

لیکن پھر دوبارہ ذرا تفکر کرکے اور سر بہ گریبان ہوکے مین نے یہ کہا "اے میری روح کیا اب مین پاشا کی بیوی بنونگی - کیا مین ہی اچھے اچھے کپڑے زیب تن کرونگی - کیا مین گھانس پر پیدا ہوئی تھی - اور اب اس مقام تولید کو کسقدر خوشی ہوگی تمام پہاڑی لڑکیان میری یہ شان وشوکت دیکھ کے حسد تو ضرور ہی کرینگی -

جب کچھ وقت گذر گیا تو مین نے جنگل مین کھلے ہوے میدانونکی طرف دیکھنا شروع کیا مین نے دیکھا کہ افسر اور اسکے ساتھیون نے کتے کوچ کرا اپنا سارا ساز و سامان درست کر لیا ہی اور سب کسے کسائے پہاڑی سلسلہ مین ہوکے ہمارے ڈیرون کے کنارے کنارے جارہے ہین - مین نے سنا کہ میرا باپ بہت شکر ادا کر رہا تھا کہ خدا نے ان نامبارک مہمانونکو آسانی سے ٹالا -

جون ہی وہ نظر سے غایب ہوگئے اسنے یعنی میرے باپ نے فوراً ایک گوییے کے لڑکے کو اپنے بیٹے کے پاس پہاڑون مین جہان وہ گھوڑی لیے بیٹھا تھا بھیجا کہ گھوڑی یہان لے آئے - جب گھوڑی اسکی بیوی کے ڈیرے مین بحفاظت پہونچ گئی اسنے اپنی قوم کے بزرگتر اشخاص کو بلایا جنہین اسکے اور اسکی بیوی کے رشتہ دار بھی شریک تھے جو ہماری ہمسائگی ہی مین رہتے تھے -

میرے باپ نے انسے ساری کیفیت بیان کی اور کہا کہ ہماری پاشا سے مخالفت ہوگئی ہی وہ ضرور جب تک کہ ہم اسکی حدود مین ہین ہماری بربادی اور ہم سے بالجبر مال متاع لینے کے لیے موقع ڈھونڈیگا اور واقعی ہمسے سب کچھ مقبوضہ شے لے لوانکے ہمین بھیک مانگنے کے موافق کردیگا -

یہ سب لوگ مردانہ ڈیرے مین جمع ہوے تھے کل تعداد اً دس شخص تھے مسند پہ

بطور میر مجلس میرے باپ کا چچا جو ساری قوم مین بزرگ تھا بٹھایا گیا تھا یہ بہت بوڑھا تھا اور اسکی ڈاڑھی بالکل برف کی طرح سفید ہو رہی تھی۔

میرے باپ نے کہا تم جانتے ہو کہ ہم یزیدی ہین اور یہ بھی تمھین معلوم ہے کہ سب مسلمان ہمین کس درجہ کا برا اور ناپاک خیال کرتے ہین۔ پاشا کی میری صرف شخصی دوستی ہوئی اور اُس نے میرے ساتھ بناے دوستی ڈالی۔ اسلیے کہ مین اُسکے ہمراہ جنگلون مین سڑا۔ اسلیے کہ مین میدان جنگ مین ایک شیر ہون اور اُسکے دشمن کا خون پی جاتا ہون۔ لیکن اس کو طمع زر نے ایسا آکے گھیرا ہے کہ میری یہ کوشش اور مدد بھی اُس کا اطمینان نہین کرتی۔

اگر ہم یہ موقع ہاتھ سے کھودینگے تو وہ مجھے میرے باپ کو میرے دادا کو میرے پردادا کو ہمیشہ کی آگ مین کباب ہوتا ہوا دیکھے گا ہم اسکے مقابلہ کرنے کے لیے تھوڑے ہین مگر قسم ہے اُس بڑی قوت کی جسکی ہم پرستش کرتے ہین کہ اگر میرے بال بچے نہ ہوتے اور مجھپر اُنکی حفاظت کا بار نہوتا مین صرف ایک برچھا ہاتھ مین لیکے اور پہلو مین شمشیر آبدار لٹکا کر اور اپنی گھوڑی پر سوار ہوکے جسوقت کہ آراستہ ہوتا تو بزدل پاجیون کے لشکر بے تعداد کا ذرا بھی ہراس میری طبیعت مین نہ آتا اور یہ تو مجھے ارمان ہے کہ مین تیغ بران سے منھ بہ منھ دشمن کا مقابلہ کرون۔ آپ جانتے ہین۔

بہر جا کہ شمشیر من کار کرد
یکے را دو کرد و دو را چار کرد

اسلیے مین یہ تجویز کرتا ہون کہ ہم بلاتوقف یکساعت دیک لمحہ ترکی حدود کو چھوڑ دین اور فارس کی حدود مین اپنا مسکن جہان ضرور ہماری آؤ بھگت ہوگی اور ہم وہان محفوظ ہونگے اختیار کرین۔

اوکسن آغا کا چچا۔ اوکس آغا رسوقت ہر شخص بہت غور سے اس بوڑھے کی بابت

سننے کے لیے ہمہ تن گوش ہو رہا تھا) تم میرے بھائی کے بیٹے ہو اور تم میرے بھی بچے ہو
تم قوم کرد کے افسر ہو۔ اور تم ہماری حفاظت اور اچھے موید ہو۔ اگر مین تمھین یہ نصیحت کرونگا
کہ تم پاشا کو گھوڑی واپس دیدو تو تم مجھے نالائق یزیدی اور کرد خیال کروگے اگر فرض کرین
کہ یہ گھوڑی اُسنے لے بھی لی تو ہمارے ہان کمی ہی کیا ہوجائے گی مجھے ترکی گورنرونکا تجربہ
ہوا ہی کہ انکو صرف بہانہ چاہیے اور جہان اُنکے ہاتھ کوئی بہانہ لگ گیا بس پھر وہ اُسکی زور سے
تائید کرتے ہین اور اُسپر اُنکا عمل ہوتا ہی اسلیے مین تمھاری راے سے موافق ہون۔ اب
ہم یہان نہین رہ سکتے۔ مجھے ایک زمانہ یہان گذر گیا۔ ان ہی پہاڑون پر مین نے
اپنے گلے اور مویشی چرائے ہین اور بچپن سے مین یہ کرتا رہا ہون۔ مین نے آفتاب کو
سامنے کے پہاڑون پر چڑھتا ہوا دیکھا ہی۔ اور دور کے میدانون مین غروب ہوتے
وقت بھی اُسکی الوداعی خونی کرنون کو ملاحظہ کیا ہی۔ مین اس جگہ سے محبت رکھتا ہون
اور زیادہ محبت کا یہ باعث ہی کہ ہمارے باپ دادا بھی یہین پیدا ہوے اور اُنھون نے
یہین پرورش پائی۔ تاہم اب یہ کہا جائیگا کہ قوم کی بربادی کا سبب مین گنا جاؤنگا
اسلیے مین فوراً روانگی کے لیے تیار ہون۔ روانگی مین توقف کرنا بیشک ایک خوفناک امر ہی
دو ہی دن نہ گذرنے پائینگے کہ ہم پاشائی فوج کو سامنے سے نمودار دیکھین گے جو ہماری
بربادی کیلیے آمادہ ہوگا اور ہمارا ستیاناس کردیگا۔ چلو اور جلدی چلو اے میرے بچو خدا
ہر جگہ مہربان ہی۔ وہ وقت آتا ہی کہ تم اپنی پرانی قیامگاہون کو چھوڑدوگے اور جب تم نصف
ہادگرمیونکی چراگاہون سے جاڑون کی قیامگاہون تک اور جاڑونکی قیامگاہون سے گرمیونکی
چراگاہون تک روانہ ہوگیے اُسوقت ہمین کچھ خوف وخطر آگے نہ واقع ہوگا۔
اسکے بعد ایک بوڑھا گوالیا کہ جسکو اس ملک کے حصص سے اور فارس کے اس بڑے حصے سے جو
ہمارے ملک اور فارس مین آگے واقع ہوا ہی بخوبی آگاہی تھی ادب سے یہ گذارش کرنے لگا۔
اگر ہمین جانا چاہیے تو ابھی روانہ ہوجانا چاہیے کیونکہ اگر ایک دن توقف کرینگے

توہمین پھر یہین ٹھہرنا پڑیگا۔ پہاڑون پر برف گلنی شروع ہوگئی ہی۔ مگر ایک ہفتہ کے بعد سخت سیلاب آئیگا کہ ہم ہرگز اپنی بھیڑون وغیرہ کو اُسکے عبور نہ کرسکینگے۔ اسکے علاوہ تین ہفتہ مین وہ دن آجائیگا کہ آفتاب برج حمل مین جاکے قیام کریگا اُسوقت انشاءاللہ تعالی بھیڑون کی بہتات زیادہ ہوگی۔ توہمین چاہیے کہ ابھی اِن ہی دنون مین اپنا سفر طے کرلین اور اُسوقت جاکے آرام کرین کہ جب بھیڑون کی بہتات ہونی شروع ہوجائیگی اب ہمین اِسکو بھی طے کرلینا چاہیے کہ مُلک کے کون سے قطعہ مین ہم اپنا مسکن کرینگے اسلیے کہ فارسی پھرنے والی قومین اپنی چراگاہ کے استحقاق کے لیے ایسے جھگڑے مین کہ توبہ اور پھر بغیر کسی واجبی حکم گورنمنٹ کے جب ہم اُنکی چراگاہون مین دست اندازی کرینگے اور بیجا دخل دینگے تو اُسوقت ضرور ہمارے گوالیون اور اُنکے گوالیون سے باہم لپاڈگی ہوگی اور پھر اِس جھگڑے کا کیا نتیجہ ہوگا اسکا علم خدا کو ہی۔

میرا باپ۔ بیشک یہ گوالیا سچ کہتا ہی۔ (اُسکی طرف مخاطب ہوکے) بہت خوب کار ابیگ کیا کہنے واقعی تمنے بہت ہی اچھی نصیحت کی بات کہی ہی تم واقعی اچھے ملازم ہو۔ شاباش پہلے اس سے کہ ہم فارس کے ملک مین جاکر قیام کرین یہ بہتر ہوگا کہ ہم مین سے ایک شخص کرمان شاہ چلا جاے اور وہان جاکے شہزادے سے ملک مین رہنے کی رخصت طلب کرے اور جب ایک دفعہ پاشا تک ہماری پہونچ ہوجائیگی مین خود اِس خدمت کو انجام دونگا۔ اور یہ جو کچھ مناقشہ یا تنازع دوسری گردش کنان اور خانہ بدوش قوام سے آگے واقع ہوگا سب پورے طور سے انسداد ہوجائیگا اور مین یہ سب بحث و تُہی کرکے تمھارے پاس واپس پھرونگا۔

تمام آدمی فوراً ہی روانہ ہونے کے لیے یکزبان ہوے میرے باپ نے حکم دیا کہ بھیڑین اور سارا گلہ اکٹھا کیا جاے۔ ڈیرے سب اُکھیڑ لیے گئے اور بیل اسباب لیجانے کے لیے تیار ہوے۔ اونٹون پر بھی کجاوے رکھے گئے غرض ہر شے آدھی رات کی روانگی کیلیے

تیار ہو گئی۔ اس سبب سے کہ آفتاب نکلنے سے پہلے ہم ایک منزل طے کرلین۔ وہ گھوڑی جسکے سبب سے یہ سارے کرتوت ہوے تھے اسپر میرا باپ خود سوار ہوا۔ اور اسکی خاص بیبی اونٹ کے کجاوے مین بیٹھے۔ جس اونٹ پر یہ سوار ہوئی تھی وہ قسم قسم کی زیبایشی چیزونسے مزین تھا۔ ایک پاکھر اسپر پڑی ہوئی تھی جسپر زرین پھولون کا کام ہوا تھا ایک کپڑا کجاوے پر پڑا ہوا تھا جسمین کثرت سے فیتے ٹکے ہوے تھے غرض پوری شوکت کا سامان تھا۔

جون ہی عورتون کو یہ خبر ہوئی کہ اب یہان سے کوچ ہوتا ہی ایک واویلا اور شور و غوغا مچنا شروع ہوا۔ کیونکہ انکی نگاہ مین یہان سے کوچ کرنے کی برائی اسکی اصلیت سے بھی زیادہ معلوم ہونے لگی۔ انکو یہ خیال ہو گیا تھا کہ شاید پاشائی فوج پہونچی ہی کہ تمام قوم کرد کو گرفتار کرلین اور انکے بال بچون کو غلام بنا کر لیجائین۔ اور اگر میرا خیال کیا جاے تو میری یعنی زینب کی مصیبت اور نئے نئے خیالات سے بڑھی کیونکہ مین نے اپنے باپ اور ترکی فسر کی باتین سنی تھین مین سوا اسکے اور کیا خیال کرسکتی تھی کہ مین پاشا کی بیوی بنائی جاؤن گی۔ میرا وہ خواب و خیال جاتا رہا بجاے اسکے کہ امیرانہ پوشاکین۔ شاہانہ محلات سنہری محافونکی نشست عیش و عشرت مین زندگی بسر کرنے کے خیالات کہ جنپر پہلے مین پھولی ہوئی تھی اور مجھے ایک خوشی ہوئی تھی سب خیر باد ہو گئے اب تو صرف سواے تشدید اور سخت محنتون کے میرے آگے کچھ نہ معلوم ہوتا تھا۔ مثلاً جانورون کا لادنا۔ اسباب کا باندھنا دودھ کا دوہنا مکھن کا بلونا۔ یہ سب چیزین مجھے برابر معلوم ہوتے لگین۔

اسوقت ہمارا تمام کیمپ جارہا تھا۔ اور جہان تک آنکھ کام کرتی تھی تمام پہاڑ بھیڑون اونٹون بیلون سے پُر معلوم ہوتا تھا۔ جنکو گوالیے اپنی اپنی قیامگاہون سے برابر لیے چلے جاتے تھے۔ ڈیرے خیمون کے ٹکڑے ہو گئے تھے اور سب لاد دیے گئے تھے۔ عورات جنھون نے کہ اس سفر کی محنت کا بہت بڑا حصہ لیا تھا اپنے باورچیخانہ کے برتن وغیرہ لادنے مین زیادہ چالاک دکھائی دیتی تھین تمام چادرین اور دریان

سمیٹ لی گئی تھین اور اونٹ اُنسے لدے پھندے موجود تھے تمام آے مکھن وغیرہ بنانے
کے اکٹھے کر لیے اور خچرون ۔ بیلون ۔ اونٹون ۔ پر کاٹھیان لاد دی گئین ۔ مویشی سب آپہونچے
اونٹون کو گھٹنون کے بل بٹھایا ۔ انپر کجادے رکھے ۔ ہر ایک خچر پانچ یا سات ڈوریون سے
خوب کسا گیا اور اُنکی گردنون مین گھنٹیان ڈالین ۔ بھیڑون اور بکرون نے لمحہ کے لمحہ
اپنا کوچ کر دیا تھا ۔ اور روانہ ہو گئے تھے ۔ چارون طرف اُنکے محافظ کُتّے انکے ساتھ تھے جنکے
ہمراہ گو لیے بھی راستہ طے کر رہے تھے ۔ ایک شخص انمین سے سب سے آگے چلتا تھا اور بھیڑ
اُسی کی پیروی کرتے تھے ۔

آدھی ہی رات کو تمام کیمپ نے زمین کو صاف کر دیا اور جب دن نکلا تو ہم بہت دور پہونچ
چُکے تھے اور ہماری قطار پہاڑون مین بہت دور کے فاصلے پر چلتی ہوئی نظر آتی تھی ۔
ہمین اِسکا خیال تھا اور ہم سب اِسکا کھوج رکھتے تھے کہ ہمین کوئی ایسا شخص نہ ملے کہ جو ہماری
نقل و حرکت کی خبر پاشا تک پہونچا دے ۔ چند روز کے سفر کے بعد ہم حدود فارس مین پہونچے
بہت ہی کم ہمین واقعات اور سانحات پیش آئے اور جسقدر کہ ہمین امید تھی اتنا یا ورئی بخت سے
ہمنے کسی کو سدِ راہ نہ پایا ۔ سفر مین میرا باپ مع چند افسران قوم کے اپنے عقب کا زیادہ خیال
رکھتا تھا کہ مبادا پاشا کے آدمی ہمارے آگے سدِ راہ ہون تو جہان تک ہمسے ممکن ہو ہم اُسکا
انصرام کرین ۔ لیکن خوش قسمتی کی ہمپر عنایت تھی ہمنے سِوا اپنے گردش گوالیون کے کسی کو
بھی سفر کی راہ مین نہ دیکھا ۔

جب ہم ایک محفوظ مقام پر پہونچ گئے تو میرا باپ سوار ہو کے کرمان شاہ کیطرف
روانہ ہوا ۔ جہان شاہ کجکلاہ کا بیٹا گورنری کرتا تھا کہ اُس سے جا کے اِس امر کی اجازت
لے کہ فارس کی حدود مین ہم مقیم ہون اور ایک چراگاہ اپنے گلہ کے لیے تجویز کر لین ۔
ہم متفکر ہو کے اُس کی انتظاری مین رہے کہ اُسی وقت ہمپر دونون ترکون اور فارسیونکا
حملہ ہوا ۔ لیکن چونکہ دونون ملکون کی یہ پالسی ہے کہ خانہ بدوش اقوام کو اپنی حدود مین

آنے کی تحریص و ترغیب دین اسلیے ہمین کسی قسم کی ایذا یا مضرت نہین پہونچی۔ کیونکہ جب فارس کا سردار ہمارے قریب پہونچا وہ ہمسے کچھ مزاحم نہ ہوا۔

آخرکار میرا باپ واپس پھر کے آیا اُسکے ساتھ شہزادے کی طرف سے ایک افسر بھی آیا تھا کہ جو دشت چراگاہ ہمارے لیے بتائے کہ وہان ہم اپنے مویشی چرائین۔ ہمارے جاڑے کی قیام کے لیے تو پہاڑون کا سایہ دار گوشہ تجویز ہوا جسکے قریب کثرت سے پانی کا چشمہ موجود تھا اور ہمارے گرمی کے قیامی قطعات پاس ہی کے ملے ہوے پہاڑون مین جو وہان سے تین دنکے راستہ پر تھے قرار دیے گئے۔ یہ مقام ٹھنڈے تھے۔ جنکے چارون طرف کثرت سے پانی اور گھانس اُگی ہوئی تھی اور مقام بھی ترک کی حدود سے دور فاصلے پر آکے واقع ہوے تھے انسے بھی کسی قسم کی زحمت ہونے کی امید نہ تھی۔ کرمان شاہ مین میرے باپ کی بہت ہی شہرت تھی۔ جب اُسکے آنے کی خبر یہان پہونچی ہی تو شہزادہ خوش ہوا۔ اور بڑی توجہ اور توقیر سے اُسکے ساتھ پیش آیا اور اُسے خلعت فاخرہ سے ممتاز کر کے رخصت کیا۔

اسکے وہان قیام گاہین قائم کرنے اور بسنے پر کچھ قول و قرار نہ ہوے بلکہ اس بات پر بہت بہت اقرار کیے گئے کہ ہم تمھاری حفاظت کرینگے۔ میرے باپ سے شہزادے نے یہانتک کہا کہ اگر پاشا تمپر اور تمھاری قوم پر یہ دعویٰ کرے کہ وہ ہماری گورنمنٹ کی ملک ہی اور میرے پاس اس امر کی درخواست بھیجے کہ مین تمھین اپنے ہان دخل نہ دون اور اپنی حفاظت مین نہ لون تو مین اُسکے باپ کو بھی جلا کر خاکستر کر دونگا۔ اور اُسکی ڈاڑھی پر خندہ زنی کرونگا۔ خدا کی دنیا کا مُنھ ہر شخص کے لیے کھُلا ہوا ہی اگر ایک شخص کو ایک جگہ کچھ تکلیف ہو اور اُس سے وہان بُرے طور سے برتاؤ کیا جاے تو وہ اُس جگہ رہ سکتا ہی جہان اُسے کوئی مضرت نہ پہونچے اور کسی طرح کے چشم زخم حاصل ہونے کی امید نہ ہو۔

غرض ہم یہان بسے اور اپنے پہلے طریقہ اور حرفے کرنے لگے۔

شہزادہ کو جو امید تھی وہی ہوا کہ تھوڑی مدت کے بعد پاشا بغداد کا ایک افسر کرمانشاہ

پہونچا۔ اِسکے پاس پاشا کی ایک چٹھی تھی جسکا یہ مضمون تھا کہ اُوکس آغا مع اپنی تمام بہیر کے ہماری حدود مین پہونچایا جائے اور ہمین ہمارے فرار ہونے کی کل حالتین مرقوم تھین میرے باپ کو چور گردانا گیا تھا اور اسپر یہ الزام قائم کیا تھا کہ اُسنے ایک بیش قیمت گھوڑی چرالی ہے اور اُس گھوڑی کو پاشا کی ملک بتایا گیا تھا۔ وہ گھوڑی فوراً واپس ہونی چاہیے اور اگر یہ امر نہ ہوگا تو حدود فارس کو تہ و بالا کر دیا جائیگا اور اُسکے معاوضہ مین فارس کی ملک پر قبضہ ہوجائیگا۔

یہ تمام باتین اور صورتین میرے باپ کو معلوم تھین۔ شہزادے کے پاس سے ایک طلبی آکر پہونچی کہ وہ فوراً حاضر دربار ہو۔

جون ہی یہ خبر ہمین پہونچی ہم مین ایک گھبراہٹ پیدا ہوگئی اور ایک کھلبلی مچ گئی یہ ایک صریحی امر تھا کہ پاشا گھوڑی لیے بغیر ہرگز باز نہ آئیگا۔ اور کوئی دقیقہ اُسکے قبضہ کرنے مین نہ اُٹھا رکھے گا۔ ہوقت نہ یہ خیال مین آسکتا تھا کہ ہم جیسی کمزور اور بیچاری قوم کچھ جوڑ توڑ کرے اور فریب کر کراکے کچھ رشوت کی صورت نکالے بھلا اتنے بڑے سردار کو ہم رشوت ہی کیا دے سکتے تھے اور علاوہ اسکے یہ بھی تو ہے کہ ایسے خزانہ پر قبضہ رکھنا یہ بھی تو فارسیون کی نگاہ مین بہت بڑا جرم ہے وہ قطعی گھوڑی کو اپنے قبضہ مین کرلین گے۔ اور اس امر کی بالضرور کوشش کرینگے کہ اُسکو ہمسے بالجبر لے لین اگر یہ بھی فرض کرین کہ رشوت نہ سہی اور اوقات مین غرض چھوڑنے کے ہین نہین۔ یہ بات بھی جلد مشہور ہوگئی کہ ہم مین کچھ یزیدی بھی ہین اور یزیدیون سے خصوصاً حضرت علی رض کے مذہب والے سخت نفرت کرتے ہین۔ اب یہ خیال پھیلا کہ جون جون وقت قریب آتا جاتا ہے وہ واقعہ آنکھون کے آگے پھر رہا ہے کہ ہم اب شکار ہونگے۔ اب اسکی کیا تدبیر کرین اور اس کیلئے کیا بات سوچین۔

جب میرا باپ شہزادے کی طلبی پر روانہ ہونے لگا تو اُسنے پوشیدہ حکم دے دیا کہ گھوڑی کو

ذرا محفوظ مقام پر رکھنا کیونکہ مین وہان جا کے محض انکاری ہونگا۔ مگر جب وہ شہزادے کے پاس سے واپس ہو کے آیا تو یہ سارا خیال اور اس گھوڑی کو چھپانا بے ضرورت ثابت ہوا جب میرا باپ وہان پہونچا ہی تو شہزادے نے بڑی عنایت اور نوازش سے باتین کین اور میرے باپ کو یقین دلایا کہ کسی حالت مین بھی پاشا کی درخوست کی تعمیل نہ ہوگی کہ میرا باپ گھوڑی پر قبضہ رکھے اور جب تک وہ یہان رہے امن اور آرام سے زندگی لبسر کرے۔ شہزادے کے یہ لفظ تھے جو خاص اُسکی زبان سے نکلے تھے "تم اب آرام کرو"

اوکس آغا جب تک کہ تم ہمارے سایۂ عاطفت مین ہو تم بیخوف تکیہ پر آرام سے سر رکھ کے خواب راحت مین سرشار ہو پاشا نے تمپر اور تمھاری قوم پر جو دعوی کیا ہے اُسکا مطلب یہ ہی کہ یہ ہماری گورنمنٹ کی ملک ہین۔ اچھا پھر کیا ہی۔ میرے باپ کے محلات کے دروازے جو مرکز مخلوق اور شاہ شاہان ہی ہر شخص کے لیے کھُلے ہوے ہین اور جون ہی کوئی پردیسی یہان داخل ہو اُسے یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ حفاظت مین آگیا۔ تم ہماری پناہ اور حفاظت کے خواستگار ہوے کیا مسلمان نہین ہین کہ تمھاری حفاظت کو ہم اپنے اوپر فرض نہ جانین اور اس سے انکار کرین۔ جاؤ اپنے ڈیرون مین جاؤ خوش ہو ہم پاشا سے سمجھ لینگے۔

جب یہ بات ہمنے سُنی تو ہمین بہت ہی خوشی حاصل ہوئی اور میرے باپ نے صرف اس عظیم الشان فتح کے حاصل ہونے پر تمام بزرگان قوم کی دعوت کی جہان ہماری حال کی جاے قیام پورے طور سے متفرق ہو گئی تھی اور آیندہ کی تدابیر پر توجہ مائل کی گئی تھی۔ ہر شخص اس بات سے خوش تھا کہ وہان سے بھی اللہ نے ساتھ خیر کے بھگایا اور پھر یہان بھی امن ملگیا مگر سب مین بوڑھا شخص یعنی میرے باپ کا چچا وہ متفکر اور متردد ہی معلوم ہوا اور اسکو اس امر سے اصلا خوشی حاصل نہ ہوئی۔ کیونکہ اُسنے ایرانیون کا زمانہ بہت کچھ دیکھا تھا بچپن سے نادر شاہ کی نوکری کی تھی

اُسے شہزادے کی ان مہربان اور شفقت بھری لفظون پر ذرا بھروسہ نہین تھا اور وہ اُسکے وعدہ وعید کو ذرا بھی سچا نہین جانتا تھا۔ اُسنے اپنی تمام جماعت سے یہ مخاطب ہو کے کہا۔ تم فارسیون سے اصلا واقف نہین ہو۔ تمھارا انسے کبھی کوئی معاملہ آکے نہین پڑا۔ اسلیے تمکو چاہیے کہ انکی چکنی چپڑی باتون پر نہ جاؤ اور انکی اس تھپکی دینے پر ہرگز بیخوف وخطر اور امن کے ساتھ زندگی بسر نہ کرو۔ مین انھین مدتون رہا ہون اور مجھے انکے قول وقرار کی قدر وقیمت بخوبی معلوم ہی۔ ان کے ہتھیار ایسے نہین ہین کہ جیسے تمھین میدان جنگ مین دیکھنے کا موقع ہوا ہی۔ بجائے شمشیر اور نیزے کے وہ دغابازی فریب دہی۔ بدمعاشی اور کذب استعمال کرتے ہین۔ اگر تم کچھ بھی سرانجام کرنے کے لئے مستعد ہو تو اپنے کو پھندے مین پھنسا ہوا تصور کرلو۔ جب تم یہ خیال کرو کہ ہم پھولون کے بچھونون پر بیٹھے ہوے ہین۔ بس اپنے سر پر بربادی اور ویرانی تصور کرلو۔ دروغ گوئی یہ انکا بہت بڑا قومی عیب ہی۔

کیا تمنے اس بات پر خیال نہین کیا کہ وہ کوئی لفظ بغیر قسم کے زبان سے نکالتے ہی نہین۔ بھلا تم ہی خیال کرلو کہ جو شخص سچ بولے گا وہ قسم کیون کھانے لگا۔

اعتبار وعدہ ہاے مردم ایران غلط
ہان غلط آرے غلط اثبت غلط نفی غلط

ایک شخص تو قسم کھاتا ہی تمھاری روح کی اپنے سر کی۔ تمھارے بچون کی۔ پیغمبر کی اپنے رشتہ دارون کی اپنے باپ دادا ؤن کی۔ دوسرا شخص قبلہ کی۔ بادشاہ کی اس کی ڈاڑھی کی قسم کھاتا ہی۔ تیسرا تمھاری جان کی۔ تمھارے نمک کی اور امام حسینؑ شہید کربلا کی شہادت کی سوگند کھاتا ہے۔ کیا انھین سے کسی بزرگ شے کا بھی اُنھین پاس ولحاظ رہتا ہی۔ نہین بلکہ وہ ہر وقت جانتے ہین

کہ جھوٹ بولتے ہین اور پھر اسپر بھی وہ قسمین کھائے چلے جاتے ہین۔

اب ہماری ہی حالت اور ہمارے اس مقدمہ مین خیال کیا جاے کیا یہ تصور ہوسکتا ہی کہ ہم بے ایدا دیے ہوے رہا کر دیے گئے۔ کہ ہم اسپر یعنی اس گھوڑی پر قبضہ رکھین جو ہنوز ہمارے سردن پر آفتون پر آفت لارہی ہی۔ یہ فارس والے گھوڑون کے معاملہ مین تو ترکون سے بھی زیادہ وحشی ہین۔ انکی نظرون مین ایک عربی گھوڑی ہیرے اور جوہرات سے بھی زیادہ قیمت رکھتی ہی۔ اگر ہوقت شاہ کو یہ خبر ہوجاے کہ ہم عربی گھوڑی رکھتے ہین فوراً وہ اُسکے لینے کے لیے آدمی روانہ کریگا تو پھر بتاؤ کہ کیا صورت پیش آئیگی۔ کیا ہم تمام دنیا کے مقابلے کے لیے دست بشمشیر ہوجائینگے۔ نہین نہین اے میرے دوستو۔ تم جو کچھ چاہو اپنا اچھا بُرا خوب سمجھ لو۔ اور جو تم میری کہو تو مجھے تو تمھارا یہان رہنا غیر معین معلوم ہوتا ہی۔ مین تمھین ایک عام طور سے نصیحت کرتا ہون کہ تم ایرانیون کے قول و قرار پر ہرگز بھروسہ نہ کرو اور دیکھو کہ وہ کون ہین اور کیا کرتے ہین۔

غرض وہی دہشتناک موقع دیکھنا پڑا۔ اور جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اب تم مجھے یہان دیکھتے ہو۔

ایک صبح کو آفتاب کے نکلنے سے ایک گھنٹہ پہلے ہمنے کچھ غٹر پٹر دیکھی اور کتّے کچھ سٹ پٹائے سے معلوم ہوے اور اُنھون نے بھونکنا اور دہشت سے غل مچانا شروع کیا چونکہ ہم اس بات کے عادی تھے اور ہمین یہ معلوم تھا کہ بھیڑیے اکثر ہمارے گلہ پر حملہ آور ہوتے ہین اسی باعث سے کتّے غل مچاتے ہونگے تو ہمنے چندان خیال نہ کیا مگر آخر کار میرا باپ اور اُسکے بیٹے جاگے بندوقین ہاتھ مین لین اور باہر نکلے کہ دیکھین کیا آفت آتی ہی۔ وہ بیس قدم بھی نہ چلے ہونگے کہ اُنھون نے ایک سوار دیکھا اور پھر دوسرا اور پھر تیسرا اور اسکے بعد بہت سے۔ آخر کار یہ معلوم ہوا کہ

ان کے تمام ڈیرے خیمے گھر گئے میرے باپ نے اُسی وقت اپنا خوف سب مین ظاہر کر دیا فوراً
تمام کیمپ مین ایک تحریک پیدا ہو گئی۔ سوار میرے باپ پر لپکے اور انھون نے چاہا کہ
اُسکو گرفتار کر لین۔ لیکن اُسنے ایک کو گولی مار کر اپنے پیرون مین گرایا اور دوسرے کو
تلوار سے زخمی کیا۔ بندوق کی آواز اور غل غپاڑہ گویا کہ پورے حملہ کرنے کا نشان تھا انکا
اصلی مدعا صرف گھوڑی کا لینا تھا چنانچہ پہلے انھون نے عورتوں کے ڈیرون پر حملہ کیا اور
اپنی متلاشی شئے کو قبضہ مین کر لیا۔

جب دن نکل آیا تو ہمنے دیکھا کہ ہمارے حملہ آور ایرانی تھے اور ہمین یہ بھی فوراً
معلوم ہو گیا کہ وہ شہزادے کے حکم سے حملہ آور ہوے تھے۔ میرے باپ نے بدقسمتی سے
انکے سردار کو قتل کر ڈالا بس یہی ہمارے قیدی بننے کا کافی سبب تھا۔ اب تم خود ہماری
اس وقت کی حالت کو خیال کر سکتے ہو وہ آفت اور مصیبت ہمپر آکے واقع ہوئی تھی جسکو
مین کبھی نہ بھولون گی اور جسکا خوفناک نظارہ ابتک میری آنکھون کے آگے گردش کر رہا ہے
ہمارے باپ کی ہماری آنکھون کے آگے توہین و فضیحت ہو رہی تھی اور ہمارا مال و اسباب
سب لوٹ لیا گیا تھا۔

زینب مجھسے اب یہ کہنے کو تھی کہ مین مرزا احمق کی ملک کیونکر بنائی گئی کہ اتنے مین دروازہ
کے کھڑکھڑانے کی آواز سُنائی دی۔ ہم دونون ایک بڑی دہشت مین اُٹھے میری معشوقہ نے
مجھے تو بالاخانہ کی چھت پر روانہ کیا اور آپ یہ دیکھنے گئی کہ کون آیا ہے۔ اُس آواز سے جو کواڑ
کھلواتی تھی زینب نے پہچان لیا کہ یہ ڈاکٹر کی آواز تھی اور اُسنے اپنی عقل و دانش مین اس امر کا
خیال کر کے کہ کھانا پکانے وغیرہ کی خاصی وجہ ہو جاے گی اور یہ کہنے کی جگہ ہو گی کہ ڈاکٹر کیلیے
تیار ہوا تھا وہ دروازے پر گئی اور دروازے کو کھول کر طبیب کو اندر آنے دیا۔ بالاخانہ کی چھت سے
مین ہر واقعہ کو بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ طبیب زینب کو تنہا دیکھتے ہی کھل گئے۔ اسنے چند باتین
اُس سے الفت آمیز کین اور ہمین ذرا غلطی نہین ہو سکتی کہ کس طرح وہ دل سے فریفتہ

معلوم ہوتا تھا۔

جب اسنے اپنی بیوی کی کھڑکی کی طرف دیکھا کہ کھانا تیار رکھا ہی اور ہر طرح سے نشت جنین موجود ہین۔ چند ہی باتین طبیب زنیب سے پوچھنے پایا تھا کہ اتنے مین خانم مع چند عورات کے اچانک نمودار ہو گئی مین اُسکی نگاہ اور سو وقت کے دیکھنے کو ہر گز نہ بھولونگا۔

خانم۔ سلام علیکم۔ (عزت سے) مین تمھاری عاجزہ ملازمہ ہون۔ مجھے امید ہی کہ دونون حضور عالیجاہ اور بیگم صاحبہ صحیح وسالم ہونگے۔ اور آپ دونون نے اپنا وقت خوب ہی پسندیدگی سے گذارا ہوگا۔ مجھے اس بات کا خوف ہی کہ مین بہت ہی جلدی پہنچی پھر اُسکے چہرے پر خون چڑھ گیا اُس نے فوراً اپنا تمسخر تو ترک کر دیا اور اس ناخوش محرم پر دانت پیسنے لگی۔ اور یہ کہا میرے کمرے مین کھانا ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ۔ معلوم ہو گیا کہ مین ایک کتے سے بھی کمتر ہون۔ میرے ہی مکان مین۔ میرے ہی غالیچہ پر اور میرے ہی چھپر کھٹ پر میری ہی لونڈی سے مزے اُڑائے جائین لا الہ الا اللہ۔ مین سراسر حیرت زدہ ہون میری تو عزت خاک مین ملگئی کہ مجھے آسمان پر سے زمین پر گرادیا گیا۔ پھر خانم نے اپنے خاوند کی طرف مخاطب ہو کے یہ کہا۔

اے میرزا احمق میری طرف دیکھ اور میری روح کی قسم کھا کے مجھسے کہہ کہ کیا تو بھی اس قابل ہی کہ تیرا شمار آدمیون مین کیا جاے۔ تم طبیب بھی ہو۔ لقمان زمان بھی ہو۔ داناے دوران بھی ہو بندر کا سا چہرہ بھی رکھتے ہو۔

	بندر کی یہ صورت ہی تو لنگور کی گردن	

اس لمبی نیچی ڈاڑھی سے۔ اس جھکی ہوئی کمر سے آپ کو عشق بازی سوجھی ہی تو بہ تجھے یہ خبر نہین۔

	چون پیر شدی حافظ از میکدہ بیرون شو رندی و خراباتی در عہد شباب اولے	

لعنت ہی تیری اس لنبی داڑھی پر - پھر خانم نے اپنی پانچون اُنگلیان اُسکے چہرے کے آگے کرکے یہ کہا کہ مین اس صورت پر تھوکتی ہون بھلا میری جب کیا حقیقت رہی کہ جب تمنے میرے آگے ایک غیر مصفا لونڈی پسند کی - اب مین تمھارا کیا کرون کہ تمنے میرے ساتھ کیسا ناجایز برتاو کیا ہی جب تمھارے پاس کچھ بھی نہین تھا اور ایک کوڑی تمھارے پلہ مین نہ تھی اور تم سواے دوائیون اور نسخون کے کچھ بھی نہین رکھتے تھے تو مین اُسوقت تمھارے پالے پڑی تھی اور مین نے تمھین ایک آدمی بنایا تھا اب تم بادشاہ کے دربار مین کھڑے ہوتے ہو آدمی تمھارے آگے اپنا سر جھکاتے ہین - تم کشمیری شال زیب تن کرتے ہو اب تم ایک معزز شخص ہو گئے ہو مگر پھر کیا کچھ بھی نہین - اب بتاؤ اُسکے کیا معنی ہین - کچھ تو مُنھ سے پھوٹو -

طبیب پر جون جون اُسکی بیوی یہ سخت حملے کرتی جاتی تھی وہ ہزارون قسمون اور طرح طرح کی باتون سے اُسکو یقین دلوا رہا تھا کہ نہین خانم مین نے یہ جرم نہین کیا جسکا تمھین خیال ہی - مین بے گناہ ہون -

ہر چند مرزا احمق نے قسمین کھائین اور خدا کو گواہ دیا لیکن پھر بھی اُسکی بیوی کے غصہ کی وُہی حالت تھی بلکہ اور اُسکی قسمین آگ مین تیل کا کام کرتی جاتی تھین - اور وہ لمحہ بلحہ اور بھی زیادہ مشتعل ہوتی تھی - جب خوب اپنے خاوند کو بُرا بھلا کہہ چکی اور جہان تک اُسکے غصہ نے گواہی دی کوئی دقیقہ ذلت وخواری کا نہ اُٹھا رکھا تو پھر یکایک وہ زینب پلٹ پڑی اور پھر زینب بیچاری کے پھپولے پھوڑے چونکہ غصہ مین دیوانی بن رہی تھی پھر مرزا احمق پر گری یہان تک کہ اُسکے منھ سے کف جاری ہو گیا - مگر غضب تو یہ ہوا کہ وہ صرف ان سخت اور مغضوب لفظون ہی پر قانع نہ ہوئی بلکہ اُسنے آگے بڑھ کے کمبخت زینب کی زلف کو جو اس حسین لڑکی کے کاندھون پر بل کھا رہی تھی آگے کھینچ کے جھٹکا مارا اور اسقدر زور اور بیرحمی سے گھسیٹا کہ وہ نہایت ہی دردناک آواز سے غل مچانے لگی پھر اس ظالمہ عورت نے اپنی اور لونڈیون کی مدد سے اسے ایک تالاب مین ڈالدیا اور وہان اُسپر دہ کوڑے بازی کی کوش

ادھ موئی ہوگئی ۔ آہ اُسوقت میری کیا حالت ہوئی جسوقت کہ مین نے اپنی بیگناہ حسینہ کو سطرح سے کوفت ہوتے ہوئے دیکھا ۔ بس یہ جی چاہا کہ اُڑکر جاؤن اور اُسے خلاصی دلوا دون میرے تمام جسم مین ایک ایک رونگٹے سے شعلے مشتعل ہورہے تھے اور تن بدن مین مجھے آگ لگ رہی تھی ۔ مین ان ظالمہ اور ناترس عورتونکا خون پی سکتا تھا لیکن اسوقت مین کرہی کیا سکتا تھا ۔ اگر مین حرم مین بیٹھ جاتا تو موت گویا میری قسمت کی ہوچکی تھی کیونکہ وہ عورتین غالبًا مجھے کٹھرہ سے اس حرم مین گھیر لیتین مگر اسوقت زینب کیلیے مین بہتر کام کیا کرسکتا تھا ۔ بیچاری زینب پر وہ آفت برپا تھی کہ الامان جسطرح سے کہ اُسپر آفت اسوقت ٹوٹ رہی تھی وہ پہلے سے بھی زیادہ تھی کیونکہ خانم کو اُس سے کچھ کم حسد نہ تھا ۔ مین کیا خاک جاتا اور کیا اُسے رہائی دلواتا اور دونونکی جانکے لینے کے دینے پڑجاتے ۔

	آہ آزان دم کہ بعد رفتن من خون زینب بود بر گردن من	

غرض وہ مار تھمی اور اُسکو ادھ موا کرنے کے بعد وہ طوفان بے تمیزی دفع ہوا مین بھی اپنی چھپی ہوئی اور پوشیدہ جگہ سے اپنے بالاخانہ کی چھت پر آیا اور مین وہان سے اُترکر شہر سے جنگل مین چلا گیا تاکہ جو کچھ مجھے کرنا ہو اور میرے لیے آیندہ زیبا ہو اُسکی پیروی کرون ۔ ڈاکٹر کی خدمت مین رہنا یہ تو محض بے سود تھا اور یہ امید کرنی کہ پھر زینب کی صحبت سے لطف اُڑاؤنگا اور بھی حماقت تھی ۔ جب مجھے اُس بدقسمت لڑکی کا خیال آتا تھا تو میرا دل لہولہان ہوجاتا تھا کہ حیف کس بیرحمی اور سفاکی سے اُسپر ظلم شدید روا رکھا گیا ۔ کیونکہ جو کچھ بے اعتدالیان اور مظالم حرم مین ہوا کرتے ہین اُنکی کہانیان مین نے پورے طور سے گوش گزار کی تھین تو پھر یہ امر ظاہر ہی تھا کہ اس عفریت ناخداترس یعنی خانم کے دست قدرت مین جو کچھ ہوتا وہ بھلا اس سے کیون باز رہتی اور اُسپر کیون نہ عمل درآمد کرتی ۔

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

جلد اول تمام ہوئی

دوسری جلد

پہلا باب

مرزا احمق کا شاہ کو مہمان کرنا

مین چلتے چلتے یہ ارادہ کرتا جاتا تھا کہ اب طبیب کے گھر سے تو آزاد ہون اور طہران کو چھوڑ دون - صرف یہ مایوسانہ خیالات تھے کہ جو میرے دلبر اپنی قیام کی جگہ سے گذر رہے تھے لیکن زینب کی محبت نے میرے اس ارادے کو مغلوب کر دیا اور اس تجویز کو کچھ عرصہ کیلئے سر سبز نہ ہونے دیا - اور صرف اسکے دوبارہ دیکھنے کی امید پر مین نے اپنی وہمی مصیبت ناک اور سختی کی حالت گوارا کی اور مرزا احمق ہی پر اپنی زندگی منحصر رکھی - مرزا احمق کو یہ شبہہ تو تھا ہی نہین کہ مین ہی اسکا رقیب ہون اور جو کچھ حرم مین کرتوت ہوئے ولولون فان بے تمیزی مچا اسکا سبب مین ہون - لیکن ہان اس امر سے تو وہ خبردار تھا کہ کسی نہ کسی کی حرم مین ضرور رسائی ہوگئی ہے اور اسلیے آیندہ کیلیے وہ دور اندیشانہ منصوبے باندھتا تھا - مجھے اسکا بہت ہی خیال تھا کہ خانم کے غصّہ کے کیا کیا نتائج ہوے -

مین روزانہ حرم سرا کے دروازے پر ٹکٹکی باندھ کے دیکھا کرتا تھا کہ شاید زینب نکلتی ہوئی معلوم ہو اور اپنی بیگم کی ہمراہی مین کہین جاتی ہو کیونکہ وہ اسکی مصاحبت مین جایا کرتی تھی مگر محض بے فائدہ تھا - اس بیچاری کا وہان سان و گمان بھی نہ تھا اب مجھے یہ خیال گذرا کہ شاید خانم نے اُسے قید کرکے رکھا ہے یا وہ حرم مین اپنے اُن دشمنون کی قربانی بنگئی جو پہلے ہی سے اُس سے جلتی تھین -

صبر و شکیبائی کو تو مین اس خیال مین رخصت ہی کر چکا تھا اور بیتابی قلب

وہ حد کے درجہ پر پہونچ گئی تھی۔ مین نے ایک دن دیکھا کہ نورجہان یعنی حبشن لونڈی حرم سرا سے نکلی ہی اور باہر بازار کی طرف جاتی ہی۔ مین اُسکے پیچھے پیچھے چلا اور صرف اس بھروسہ پر اسکا تعاقب کیا کیونکہ مین یہ جانتا تھا اور زینب سے مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ میری حسینہ کے دوستون مین ہی۔ تو مین اُسکے پاس پہونچا اور یون گفتگو کرنی شروع کی

مین۔ سلام علیکم نورجہان۔ اسوقت صرف تنہا تم اتنی جلدی کہان جارہی ہو۔

نورجہان۔ خدا کرے تمھاری نوازشات یون ہی ہمیشہ بنی رہین اور کبھی کم نہون اے آغا حاجی۔ مین اسوقت عطار کے پاس اپنی کردش لونڈی کے لیے نسخہ بندھوانے جاتی ہون۔

مین۔ کیا زینب کے لیے اسکو کیا ہوا۔ کیا وہ بیمار ہی۔

حبشن لونڈی۔ آہ وہ غریب اور مظلوم لڑکی بیمار بھی ہی اور سخت مغموم بھی ہی۔ تم پارس کے لوگ بہت ہی خراب قوم ہو۔ ہم لوگ باوجودیکہ حبشی ہین اور غلام ہین لیکن پھر بھی تم لوگون سے رحیم ہین۔ تم لوگ ہمیشہ اپنی مہمان پروری اور غیر ملک والونکے ساتھ عنایت و نوازش کی تو بہت دون کی لیتے ہو کہ ہم ایسے مہمان نواز ہین اور ایسے مسافر دوست ہین لیکن دیکھو کہ ایک غریب مظلومہ پردیسن کے ساتھ کیا کیا خدا کا غضب اُنکی جانون پر ٹوٹ جائے جانور سے بھی تو یہ غیر رحیمانہ برتاؤ نہین کرتے۔

مین۔ اے نورجہان خدا کے لیے مجھے یہ تو بتاؤ کہ اُنھون نے اُسکے ساتھ کیا برتاؤ کیا تمھین میری روح کی قسم سچ کہنا۔

نورجہان۔ صرف ہماری خانم کے حسد اور جلاپے نے اس بیچاری مظلومہ کو ایک تنگ و تاریک کوٹھری مین قید کردیا۔ جہان اُسے یہ مقدور نہین تھا کہ وہ کچھ داویلا کرتی اس بیچاری پر اس چار چوٹ کی مار سے جو اسپر پڑی تھی اُسے سخت بخار چڑھ آیا۔ اور بخار کی بھی وہ شدت ہوئی کہ وہ لب گور ہوگئی۔ لیکن صرف اُٹھتی ہوئی جوانی اور

قوت نے خود بخود اُس بخار کو مغلوب کر دیا اور جب وہ اچھی طرح سے تندرست ہو گئی
تو ذرا اُسکی خانم نے اُس پر رحم کیا ہی اور اسے اجازت دیدی کہ وہ سرمہ وغیرہ کا استعمال
کرے جواب مین عطار سے اُسے لاکے دونگی۔ لیکن یہ ایک امر یقینی ہی کہ اگر یہ خبر نہ مشہور
ہوتی کہ شاہ مرزا احمق کے مکان پر آئین گے تو اُسپر ہرگز رحم نہ کھایا جاتا کیونکہ شاہ اس امر کا
استحقاق رکھتا ہی کہ چاہے جس شخص کی حرم سرا مین چلا جاے اور اُسکی بیوی کو بے نقاب
ملاحظہ کرے۔ خانم جو کہ اپنی نمایش کثرت غلامان اور لونڈیون سے جانتی ہی تو اس موقع کیلیئے
زنیب کو قیدخانہ سے باہر نکالا ہی تاکہ وہ اُسکی خدمت مین حاضرباشی کرے مگر پھر بھی وہ
چار دیواری سے کبھی اُکس نہین سکتی۔

اس خبر کے سُننے سے کہ وہ اچھی ہو گئی ہی مجھے گونہ تسکین ہوئی اب مین اس امر کی ڈھونڈھ
کرنے لگا کہ کون سا سلسلہ ایسا نکلے کہ جس سے پھر ایک بار زنیب سے ملاقات نصیب ہو لیکن
ایسی لاینحل روک جو مین نے پہلے ہی خیال کی تھی کہ یہ سخت تکالیف اور مصیبتون کا اس
مظلومہ کو صرف میرے ہی سبب سے سامنا کرنا پڑا تو مین نے مصلحت یہی جانی کہ مین اسوقت
تو چپکا ہی ہو رہون اور شاعر کے اس قول پر عمل کرون "خواہشات نفسانی کی دری کو
لپیٹ لو اور اُسکو ادھر اُدھر اپنی رغبت کیلیئے نہ بچھاؤ"

اسی عرصہ مین شاہ کی روانگی کا وہ دن آ گیا کہ جسمین ہمیشہ وہ موسم گرما مین سفر کیا
کرتا ہی اور اپنے رواج ورسم کے موافق وہ بیچ کا وقت اُمرا سے ملنے ملانے مین صرف
کرتا ہی۔ اور اسوقت وہ اپنے اور اپنی بیوی کیلیے اُمرا سے نذرانہ لیتا ہی۔

نورجہان نے مجھے یہ اطلاع دی تھی کہ شاہ مرزا احمق کے گھر پر آئیگا یہ بات صحیح
نکلی۔ واقعی شاہ نے اُمرا مین سے مرزا احمق ہی کو اپنے ورود مسعود کا شرف بخشا۔
کیونکہ یہ مشہور تھا کہ یہ طبیب بہت دولتمند ہی اور شاہی شکاری جنگل کا مدت سے اسپر احسان
تھا غرض طبیب کو اس امر کی اطلاع ملی کہ فلان روز ہمایون مین شاہ کجکلاہ اپنے قدوم

میمنت لزوم سے تمہارا کاشانہ منوّر کرینگے - اور ایک بہت بڑا ممتاز نشان طبیب کے ساتھ یہ بھی برتا گیا تھا کہ اسکو اس امر کی بھی اطلاع دیدی تھی کہ شاہ کا یہ صرف ایک معمولی ورود ہوگا۔ لیکن طبیب کو فرض ہو کہ شاہ عالیجاہ کے ورود مسعود پر بہت کچھ فخر حاصل کرنے کا موقع ہے۔ غرضکہ شاہ اپنا شام کا خاصہ وہین تناول فرمائینگے -

طبیب کی کچھ اس سے باچھین کھلین کہ شاہ نے مجھے اور امرا سے صرف اپنے قدوم میمنت لزوم سے فخر حاصل کرنے کا موقع بخشا - اور نصف وہ اس غم مین گھلا چلا جاتا تھا کہ اسکی دعوت وغیرہ مین جو خرچ ہوگا اسکا کیا علاج - اس امر کا مرزا احمق کو خیال تھا غرض اسی پیچ وتاب مین وہ دعوت کی تیاری کرنے لگا - اول چیز جو مرزا احمق کے خیال مین آئی وہ پا انداز تھی اسنے سوچا کہ یہ کچھ قیمتی ہونی لازم ہو - کیونکہ اسی سے ملک مین اسکی شہرت ہوگی اور اسی پا انداز پر وہ شاہ سے کھڑے ہوکر باتین کریگا - ایک طرف سے تو اسکی خود پسندی اور خود بینی کی آگ بھڑک رہی تھی اور دوسری جانب سے حرص اور طمع کے شعلے مشتعل ہو رہے تھے - اب آپ یعنی مرزا احمق اس خیال مین تھے کہ اگر مین نے شاہ کے آنے پر بہت کچھ دولت صرف کردی تو پھر آیندہ کیلیے بھی مین ہی نشانہ بنونگا - اور جو مین نے ذرا تنگی سے اٹھایا اور کم خرچ کیا تو مصیبت یہ ہوگی کہ میرے رقیب میری حقارت کرینگے - اور انکی تحقیر آمیز نظرین یون مجھے کھائے چلی جائینگی -

مرزا احمق نے مدت سے مجھ سے کسی کام مین مشورہ لینا چھوڑ دیا تھا اور مین صرف اسوقت نرا مفت خور تھا - لیکن وہ بات پھر یاد کرکے کہ صرف میرے ہی سبب سے اسکو ڈاکٹر یورپ پر فتحمندی حاصل ہوئی تھی اُسنے مجھے پھر اپنے پاس بلایا - تاکہ مجھسے ان پیچیدگیون مین مشورہ لے جو اسکو تہ و بالا کر رہی ہین -

مرزا احمق - حاجی اس سخت مشکل بات مین کیا کرنا زیبا ہی مجھے اس امر کا ایما ہوا کہ

کہ شاہ مجھسے قیمتی پا انداز حاصل کرنے کی امید رکھتا ہے۔ اور یہی معاملہ وزیر خزانہ سے پیش آیا ہے جسکا ایسے مواقع پر شوکت وعظمت دکھانا گویا اصلی مدعا یہ ہے کہ تمام فارس مین اسکی شہرت ہو اور لوگ اُسے تعجب انگیز نظرون سے دیکھین اب یہ محض ناممکن ہے کہ مین اسکا رقیب بن سکون۔ وہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ مین بانات شاہراہ مین داخل ہونے کے موقع پر بچھاؤن کہ جہان شاہ گھوڑے پر سے اُتریگا۔ لیکن اُسپر بالکل سونے کے تارونکا کام ہو۔ اور پھر اُسکی یہ راے ہے کہ جتنی جگہ پر دربار ہو وہان کشمیری شال کا فرش ہو۔ اور شال معمولی نہ ہون بلکہ بہت قیمتی ہون اور انپر جو مسند بچھائی جائے اُسکا تو کچھ ٹھکانا ہی نہین وہ تو بہت ہی زیادہ قیمت رکھتی ہو۔

یہ تو تم جانتے ہو کہ مین نمود یا شخص تو ہون نہین کہ خواہ مخواہ اپنی نمود دکھاؤن مین صرف ایک حکیم ہون۔ اور ایک عالم ہون۔ مین کچھ امیرانہ اظہار یا امیرانہ طریقہ نہین رکھتا۔ اور علاوہ برین یہ بھی صاف ہے کہ یہ وزیر خزانہ صرف یہ کہتا ہے کیونکہ اُسکے پاس اس قسم کے کپڑے ہین۔ زربفت۔ اور کمخواب کے تھان ہین۔ شال ہین۔ جنکا وہ انصرام کرسکتا ہے تو اب وہ یہ چاہتا ہے کہ میرے ہاتھون سے ان چیزون کو لے۔ نہین یہ محض ناممکن ہے کہ مین اس فضول مصرف کی تجویز کو سنون بھی۔ تو یہ بتاؤ کہ پھر کیا کیا جاے۔

مین نے یہ سُنکر جواب دیا۔ یہ صحیح ہے کہ آپ حکیم ہین لیکن پھر بھی آپ شاہی طبیب ہین آپ اسوقت ایک معزز عہدے پر ممتاز ہین۔ آپ کا فرض ہے کہ اپنی بیوی کی عزت اور خود اپنی توقیر کے لیے وہ کچھ کرین جو آپ کے شایان شان ہو شاہ اس بات سے ناراض ہوگا اگر آپ اُسکی خاطرداری مین کچھ کوتاہی کرینگے اور جس سے اُسکی وہ امید اور اعتماد جاتا رہیگا جو وہ تمبر رکھتا ہے۔

مرزا احمق۔ یہ درست ہے اے میرے دوست حاجی اسمین شک نہین جو تو کہتا ہے وہی حق ہے۔ تاہم مین صرف ایک طبیب ہون اور یہ مجھے خیال نہین ہو سکتا کہ جسوقت مجھے

ضرورت ہوگی۔ شال ۔ زربفت ۔ وکمخواب کے تھان اور اور سامان مل سکین گے ۔

مین ۔ اچھا پھر آپ اور کیا کرسکتے ہین ۔ آپ گل عباس سے تو سڑک پاٹ دینگے اور آپ شاہ عالیجاہ کی مسند کی جگہ پچ کاری کا کام کروائینگے ۔

مرزا احمق ۔ ہان یہ تو ہوسکتا ہے کہ ہم پھول راستہ مین بچھواسکتے ہین اسلیے کہ وہ بہت ہی سستے ہین اور شاید ہم ایک بیل شاہ کے گھوڑے کے پیرونمین نثار کرسکتے ہین کیا یہ درست نہوگا ۔

مین ۔ اگر آپ اسطرح سے کام کرینگے تو خود شاہ بدگمان ہوگا اور تمھارے دشمن تمھاری طرف سے شاہ کو لگائے بجھائینگے اور یہ رائے دینگے کہ اسکو ایسا ننگا کردیا جاے کہ جیسا میرا ہاتھ ہے ۔

شاید جسقدر کہ وزیر خزانہ کی رائے ہے اتنا سر انجام کرنا تو کچھ ضرور نہوگا آپ چھینٹین تو شاہراہون مین بچھا سکتے ہین ۔ مخمل کا فرش اس جگہ کیجیے جہان شاہ گھوڑے پر سے اترین کمخواب کا فرش دربار کے احاطہ مین ہو اور کمرے مین شال بچھا دیے جائین ۔ یہ کچھ زیادہ خرچ بھی نہین ہوگا ۔

مرزا احمق ۔ یہ تو تم برا نہین کہتے ۔ مین اسکا تو انتظام بخوبی کرسکتا ہون ہمارے ہان چھینٹ تو موجود ہی اور وہ صرف عورتونکے پائجامے بنوانے کے لیئے خیال کی گئی تھی کل ہی مجھے میرے مریض نے ایک مخمل کا ٹکڑا دیا ہے ۔ اور مین اپنی خلعت کمخواب خریدنے کیلئے بیچ سکتا ہون ۔ اور میری بیوی کی ڈویا تین شالین کمرے مین بچھنے کے لیے کافی ہونگی ۔ غرض حضرت علیؑ کی عنایت سے یہ امر طے پاگیا ۔

مین ۔ افسوس ۔ حرم مین بھی تو شاہ تشریف لیجائینگے آپ جانتے ہین کہ اس سے زیادہ خوش قسمتی کیا ہوگی کہ بادشاہ کا نظارہ ہو ۔ اور آپکی عورات کو یہ زیبا ہے کہ وہ اچھے اچھے کپڑے پہنکے بادشاہ کی حضور مین حاضر ہون ۔

مرزا احمق ۔ او ہو اسکے لیے وہ دوسرے سے بھی مستعار مانگ سکتی ہین اور اُنھین
جس شے کی ضرورت ہو وہ اپنی سہیلیون ملانیون سے لے سکتی ہین ۔ مثلاً ۔ جواہرات
پائجامے ۔ جاکٹین ۔ شال ۔ غرض جسقدر اُنھین حاجت ہو وہ یہ حاصل کر سکتی ہین
لیکن یہ امر کوئی بھی نہین ہو سکتا ۔ جب اِس انتظام کی بابت اُس سے مشورہ لیا گیا اور
کہا گیا کہ ہماری یہ راے ہے اُسنے اِس سے سخت مخالفت ظاہر کی اُسنے اپنے خاوند کو پیدائشی
کمینہ کہا ۔ ممسک بنایا نالائق ۔ نا قابل کہا ۔ اور یہ بھی فرمایا کہ تو اِس قابل ہی کہان تھا اور تیری
یہ عزت ہی کہان تھی کہ تیرے نکاح مین مجھ ایسی بیوی آتی ۔ غرض اُسنے زور ڈالا کہ ایسے
موقع پر وہ عزت اور توقیر کا کام کیا جاے اور وہ شوکت و نمود دکھائی جاے جس سے ہم
تمام لوگون مین ممتاز نبین ۔ یہ تو محض ہی بیکار تھا کہ اسکے خلاف راے زنی کیجاتی غرض
تیاریان اِسی طرح سے ہوتی رہین کہ جو اِس تجویز اور خیال سے بہت ہی دور تھین جو ڈاکٹر
نے سوچا تھا ۔ ہر شخص اِس خرچ اور اخراجات سے بہت ہی خوش تھا اور اسکی خوشی صرف
اِس سبب سے تھی کہ اِس ظالم طبیب نے دوسرون سے غیر رحیمانہ برتاؤ سے یہ روپیہ جمع
کیا تھا اچھا ہوا کہ اِس طرح سے کھلے بھاؤ لٹتا ہے ۔ اسکا یہی علاج ہے ۔

دوسرا باب

شاہ کے استقبال ۔ نذر اور گفتگو کا بیان

اِس دن کی فجر کو جب یہ عظیم الشان واقعہ ظہور پذیر ہوگا اور یہ وہ دن ہی جسکو
نجومیون نے میمون اور مسعود بتایا تھا ۔ مرزا احمق کے مکان مین تیاری کی آوازین
اور ذرا چل پکار گوش گذار ہونے لگین ۔ شاہی ڈیرے خیمے استادہ کرنے والے اُس
دالان مین جہان شاہ آکے رونق افروز ہوگا نئے نئے غالیچے بچھا رہے تھے اور مسندے
بچھاتے اور اُس پر شال ڈالنے کی تدبیر مین مصروف تھے ۔ تمام احاطہ مین اُنھین نے
چھڑکاؤ کر دیا تھا ۔ فوارے چلنے لگے تھے اور عمارت کے سامنے ایک سہری کھڑی

کردی تھی - شاہی باغبان بھی حاضر ہوگئے تھے اُنھون نے تمام احاطہ کو پھولون سے پاٹ دیا تھا - پانی کی پوکھر کی سطح پر فوراً اس مقام پر جہان شاہ کجکلاہ نشست فرمائینگے غلاف وغیرہ چڑھا دیے گئے تھے - اور وہان اُنھون نے گلاب کے پھولونکی پتیان بڑی حکمت اور عقلمندی سے بچھائی تھین - سنگ مرمر کے حوض کے گرد نارنگی کی قطار لگائی گئی تھی جنکی تر و تازگی اور شادابی کیا ہی بھلی معلوم ہوتی تھی - اور ایک عام شکل مین بہت لطف پیدا کر رہی تھی -

پھر باورچی بھی ایک گروہ کا گروہ اپنے پتیلے والون - کڑاہیان لیے ہو دن - چانول ابالنے والون - غرض تمام آدمیون کی ہمراہی مین آدھمکے -

یہ ہیئر و نگاہ دیکھ کے مرزا احمق کے اوسان باختہ ہو گئے - آپ گھبرا کے باورچیونکے افسر سے بولے - کیون بھئی اسکے کیا معنی - کیا تم یہ جانتے ہو کہ مین نے بادشاہ کی طرح سارے شہر کی دعوت کی ہے -

اسنے جواب دیا کہ نہین تو - مگر شاید آپ کو سعدی کے یہ اشعار یاد نہین ہین جو آپ ایسا فرماتے ہین -

اگر ز باغ رعیت ملک خورد سیبے	برآورند غلامان او درخت از بیخ

پنجم	بہ نیم بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ	

اُنھون نے فوراً ہی باورچیخانہ مین اپنا دخل کر لیا - باورچیخانے کا چوتھائی حصہ تو اُنکے کامون سے گھر گیا - اور لاجرم یہ بھی ایک ضروری امر تھا کہ کورٹ کے ضمن ہی مین چولھے بنائے جائین - جنپر دیگون مین چانول اُبالے جائین کیونکہ اس قسم کی تقریبون کے موقعین پر چانولون کا ہونا ایک لابُد امر خیال کیا گیا ہے - علاوہ باورچیو حلوائی بھی ایک دالان مین اپنے کڑھاؤ مین مٹھائی تیار کر رہے تھے - جہان مٹھائی

شربت۔ برف۔ میوے وغیرہ بن رہے تھے۔ وہ اس سامان کے لیے اسقدر کثرت سے مصالحہ مانگتے تھے کہ جب مطلوبہ اشیا کی فہرست طبیب کے سامنے آتی تھی تو وہ مرمر جاتا تھا۔ یہ تو تھی ہی لیکن طبیب کی جان پر ایک اور آفت یہ نازل ہوئی کہ شاہ کا ایک بینڈ بجانے والون کا بھی گروہ آموجود ہوا۔ اس گروہ کے افسر لوتی باشی کے ساتھ بیس شخص تھے۔ انمین سے ہر شخص اپنے اپنے کاندھون پر طبل ڈالے ہوے تھا۔

شاہ کے نزول اجلال کا وقت مغرب کے بعد مقرر ہوا۔ اسوقت جب دن کی کچھ گرمی کم ہوئی اور لوگون کو شام کی خنکی سے کچھ فرحت حاصل ہونیلگی تو شاہ کجکلاہ محل سے سوار ہو کر طبیب کے مکان کی طرف روانہ ہوے۔

شاہراہین تمام صاف ہو گئی تھین اور اُنپر چھڑکاؤ کر دیا گیا تھا۔ جب شاہی جلوس نزدیک پہونچا تو راستہ مین پھول بکھیرے گئے۔ مرزا احمق نے دوڑ کے اپنے کو شاہی حضور مین اس اطلاع کے لیے حاضر کیا کہ سب سامان تیار ہے۔ مرزا احمق اس جلو مین شاہ کی رکاب کے پاس پاس چل رہا تھا۔ نقیبون سے جلوس بھی معلوم ہوتا تھا۔ یہ نقابت کی ممتاز لکڑیان ہاتھ مین لیے ہوے اور اپنے سرون پر کلغی وغیرہ لگاے ہوے شاہ کے پہونچنے کی خبر دیتے تھے اور سڑکون پر سے ہر شخص کو علیحدہ کرتے جاتے تھے۔ مکانون کی چھتون پر عورتین سفید نقابین ڈالے ہوے بیٹھی ہوئی تھین اور امیرون کے گھرون مین عورتین قناتون اور چقون کی آڑ مین ہو کے یہ تمام جلوس شاہی دیکھ رہی تھین۔ یہ قناتین اُنکے بالاخانے کے صحنون مین ایستادہ تھین۔ نقیبون کے بعد ایک گروہ ڈیرے کھڑے کرنے والون اور فراشون کا بڑی بڑی لکڑیان ہاتھ مین لیے ہوے راہ مین مخل ہونے والون کو ہٹاتا جاتا تھا۔ اس کے بعد عمدہ عمدہ پوشاکین پہنے ہوے اصطبل کے افسر آئے۔ اُنکے کاندھون پر کارچوبی زین اور پاکھرین پڑی ہوئی تھین۔ انکے پیچھے شاہ کے سونے کے حقے لیے ہوے زرق برق ملازم نکلے۔ پھر شاہ کی قبا۔ اور شاہ

کی افیون کا بکس ہاتھون مین لیے ہوے اور ملازم خاصہ ظاہر ہوے۔ اور اُنکے بعد گھریلو خاص ملازمین کا ایک دستہ آیا۔ یہ گویا ایک صرف نج کے طور پر جلوس تھا۔ شاہ کجکلاہ کے ساتھ اُسوقت کوتل گھوڑے نہین تھے جو ہمیشہ اُنکی عظیم الشان عظمت اور نمائش کا باعث ہوتے ہین۔

اس جاہ وحشم کے بعد ایک غول دوڑتے ہوے پیدلون کا نکلا جو من موجی پوشاکین زیب تن کیے ہوے تھا۔ بعض پیدلونکے سیاہ مخملی کوٹون پر سونے کے سکے ہار بنانے ہوے تھے۔ اور بعض پیدلونکی کمخواب اور زربفت کی پوشاکین تھین بعض ریشم کے کپڑون سے آراستہ تھے۔ انکے بعد خود شاہ بڑی شوکت سے سب تیز گام پر روان تھے جنکے ارد گرد بڑے بڑے افسر پیدل دوڑ رہے تھے اور ایک شخص معزز عہدے کا ہاتھ مین کوڑا لیے ہوے زین پکڑے ہوے جا رہا تھا۔ شاہ ایک نزاکت رفتار گھوڑے پر سوار تھے اُس گھوڑے پر ساز وسامان سب بہت ہی بیش قیمت تھا۔ مگر شاہ کی خود پوشاک صاف تھی صرف اسکی قیمتی شالون اور جواہرات سے جو اسمین ٹکے ہوے تھے اور رلوگون کے کپڑون سے ممتاز تھی پادشاہ کے بعد پچاس قدم کے فاصلے پر تین آپکے صاحبزادے تھے انکے بعد اُمرا۔ وزرا پھر وزیر تقریبات۔ انکے پیچھے افسر سواران۔ پھر درباری شاعر۔ یون ہی اور بہت سے شاہی خاص ملازم مع اپنے اپنے ملازمین کے ہمراہ رکاب تھے۔ جب یہ سب لوگ جمع ہوگئے تو صرف پانچسو آدمی شمار ہوے تھے جو مرزا احمق کے ہان دعوت کھانے آئے تھے دروازہ پر شاہ عالیجاہ گھوڑے پر سے اُترے اسلیے کہ وہ راہ ایسی تنگ تھی کہ وہان سے وہ سوار ہوکے نکل نہین سکتے تھے۔ یہان سے شاہ مع اپنے تمام اُمرا وزرا کے جو اُنکو چارون طرف سے گھیرے ہوے تھے اُس مقام پر پہونچے جو اُنکی نشست کےلیے بہت شان وشوکت سے آراستہ کیا گیا تھا۔ سواے شاہزادون کے سب دست بستہ پادشاہ کے آگے کھڑے ہوے تھے اور مرزا احمق بھی اپنا خدمتگاری کا فرض ادا کر رہا تھا۔

جب شاہ اپنی نشست کی جگہ رونق افروز ہوے تو تھوڑی دیر کے بعد افسر یا وزیر
تقریبات ہمراہی خواجہ سرا برہنہ پا حوض کے قریب نمودار ہوا۔ موخر الذکر یعنی خواجہ سرا کے
ہاتھ مین سینے سے لگا ہوا ایک چاندی کا طباق جسپن سونے کے سکے کے تمن پھیلے ہوے تھے
موجود تھا۔ اسکے بعد وزیر تقریبات نے بآواز بلند یہ کہا۔

"مرجع خلائق ظل اللہ شاہ عالیجاہ کا نہایت ہی کمینہ خادم حضور لامع النور کی خدمت
مین کچھ نذر گذرانتا ہی۔ یعنی مرزا احمق افسر الاطبا نے اس امر کی جرارت کی ہی۔ کہ شاہ عالیجاہ
کے قدمونکی خاک پر سو اشرفیان نثار کرے" شاہ نے اسکا یہ جواب دیا۔

"مبارک ہوا ے مرزا احمق الحمد للہ تم ایک اچھے اور لائق خادم ہو۔ شاہ اپنی خاص التفات
خسروانہ مین سے تمھین حصہ دیتا ہی۔ جاؤ اور خدا کی حمد کرو کہ شاہ تمھارے مکان پر جلوہ افروز
ہوا ہی اور تمھاری نذر کو قبول کرتا ہی"

یہ سنکر ڈاکٹر یعنی طبیب نے گھٹنون کے بھل کھڑے ہو کے زمین خدمت چومی۔ پھر شاہ نے
اپنے اُمرا ے عظام کی طرف مخاطب ہو کے یہ فرمایا۔

"شاہ کے سر کی قسم مرزا احمق بہت ہی اچھا شخص ہی فارس مین اسکا مثل کوئی نہین"

در صفحۂ تصویر حلال است مثالش
در پردۂ ایران محال است نظیرش

لقمان کی بھی بھلا اسکے آگے کیا ہستی ہی لقمان اسکے آگے کا طفل دبستان ہی گیلن سے
بھی فاضل اجل ہی۔ یہ سنکر سب امرا ایک زبان ہو کر بولے جو کچھ حضور نے فرمایا وہ درست ہے
لقمان یا گیلن کی بھر زا احمق کے آگے کیا حقیقت ہے وہ چیز ہی کیا ہی۔ یہ بھی شاہ شاہان
کی نیک اختری کا سبب ہے۔ آج تک نہ تو ایسا کوئی شاہ فارس نظر آیا اور نہ ایسا طبیب ایسے کسی شاہ کا
دیکھنے مین آیا۔ لوگ یورپ اور ہند کے اطبا کی مدح سرائی کرتے ہین بھلا ہمین کوئی بتلائے
تو سہی کہ جو اطبا ے فارس کو علم ہی وہ کسی نے خواب مین بھی دیکھا ہی۔ جب تک کہ شاہ کے

جاہ و جلال سے فارس منور ہے کون دعوی کر سکتا ہے کہ یہاں کی بزرگی اور عظمت شان و شوکت کہین اور بھی ہوگی۔

شاہ۔ یہ درست ہے فارس ملک ہی ایسا ہے کہ ابتدائے پیدائش عالم سے اسدن تک اُسکے باشندے فہم و فراست اور اپنی عقل و کیاست مین سب سے سبقت رکھتے ہین اور مشہور عالم ہین اور فارس کے حکمرانون کا جلال اور اُنکی مُدبّری نے ایک عالم کی نگاہون مین چکاچوندکی ہے۔ کیومرس سے لے کر جو دنیا کا اول بادشاہ ہوا ہے مجھ تک جو حال کا شہنشاہ ہون فہرست شاہان فارس کیسی مکمل اور کیسی باجاہ و جلال ہے۔ ہندوستان کے بھی شہنشاہ تھے۔ عرب مین بھی خلیفہ ہوے ہین۔ ترکی مین بھی سلطان ہوے ہین۔ تاتار مین خان۔ چین مین خاقان۔ اور اسیطرح سے فرنسیسی۔ خداوند تعالیٰ بخوبی جانتا ہے کہ میری سلطنت مین آتے ہین اور خرید و فروخت کرتے ہین۔ اور میرے لیے تحفے تحائف لاتے ہین۔ یہ غریب کافر جنکے ہان شاہ نکی گویا پارسل ہے اور جنکے ممالک ابتک ہمنے سُنے بھی نہین۔

ایک درباری۔ درست حضور درست سوائے انگریز اور قوم فرانس کے جو سب پہلوون سے خیر تاہم غنیمت ہین مگر اور اقوام تو کچھ بھی نہین ہین۔ مسکوڈس کو ملاحظہ کیجیے جو یوروپ مین نہین ہین یورپ کے کتون سے بھی تو کم ہین۔

شاہ۔ ہاہاہا۔ تم سچ کہتے ہو۔ (ذرا مسکرا کے) وہ خورشید کلاہ بھی تو رکھتے تھے۔ جو اُنھین کا مقولہ ہے۔ یہ خورشید کلاہ ایک عورت کے زیب سر ہوا کرتی تھی اور وہ عورت ایک عجیب شخصیت رکھتی تھی۔ یہ بہت سچ ہے اور اسکو ہم بخوبی جانتے ہین۔ پناہ بخدا کہ جب عورت کسی کام مین دخل دیتی ہے تو پھر اسوقت اللہ یاد آتا ہے۔ لیکن اُس عورت کے بعد مسکوڈس کا پال حکمران ہوا جو بالکل ایک دیوانہ شخص تھا۔ جسکے دیوانہ پن کی مثال مین تمھین دیتا ہون اُسنے ہندپر قزلباشون کے عہد حکومت مین فوج کشی کی تھی۔ روسیونکو دیکھو سر پہ جھجے دار ٹوپی۔ (ہیٹ) رکھ کے اور ایک ڈبل مضبوط کوٹ پہنکر اور سخت کرخت

پاجامہ زیب پاکر کے اور اپنی داڑھی کا صفایا بول کرا نیے کو یورو بین کہتے ہین۔اگر یہ بات ہی تو تم بھی اپنے بازو دن پر لٹکے پر باندھ لو اور اپنے کو فرشتہ کہنے لگو۔

امیر عظام۔کیا خوب کیا خوب۔شہنشاہ اسوقت تو بالکل فرشتونکی سی باتین فرما رہے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے یورپ کا شاہ زبان سے کچھ الفاظ کہتا ہی۔یہ سنکر جسقدر لوگ کھڑے ہوے تھے۔سب نے ہان ہان بلے بلے کہا۔

ایک بولا۔خدا عالیجاہ کو ہزارون برس زندہ وسلامت رکھے۔

شاہ شاہان جیے ہزار برس
ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار

دوسرا بولا۔خدا حضور پر نور کا کبھی سایہ کم نہ کرے۔

شاہ۔ہان یورپ کی عورتون کی تو عجیب وغریب سرگذشت سُنی ہی۔اول ہی تو یہ بات ہے کہ انکے گھر مین اندرون ہی نہین ہوتا۔مرد و عورتین سب ساتھ ساتھ رہتی ہین۔ عورتین اپنے منھ پر کبھی نقاب نہین ڈالتین انکے چہرے بالکل کھلے ہوے ہوتے ہین جسکا جی چاہے وہ نظارہ بازی کرے وہ بالکل ہماری خانہ بدوش عورات کی مثال ہین۔ اے مرزا احمق تم مجھے بتاؤ کہ خدا کی اسمین کیا حکمت ہی۔کیونکہ تم ایک طبیب بھی ہو اور ایک فلسفی بھی ہو یہ معاملہ ہی کیا ہی۔کیا دنیا کے پردے پر صرف مسلمان ہی ہین جو صرف اپنی بیویون پر منحصر ہین اور اُنھین اپنا مطیع رکھتے ہین۔پھر شاہ نے ذرا طنز یہ مسکرا کے کہا کہ تم ہی لوگ ہو کہ خداوند تعالی نے تمھین یہ نعمت غیر مترقبہ عنایت کی ہی کہ تمھاری بیویان تمھاری فرمانبردار اور جان نثار ہوتی ہین۔

مرزا احمق۔حضور سے جان کی امان پاکر عرض کرتا ہون۔خداوند تعالی نے مجھے ہر چیز عنایت فرمائی ہی جس سے میری زندگی خوشی کی حالت مین گذرتی ہی۔مین میری بیوی اور میرا تمام کنبہ سب حضور کے لونڈی غلام ہین اور جو کچھ میرے پاس ہی وہ سب

حضور ہی کا ہی۔ اگر آپ کے غلام مین کچھ جوہر قابلیت ہے وہ بھی آپ ہی کے صدقہ سے ہی
یہ بناہ عالم سے صادر ہوتا ہی اور جو کچھ کہ مجھ عاجز مین کمی اور قصور تھا وہ سب نیکیون سے بدل گیا
اور یہ امر صرف اس وجہ سے ہی کہ حضور کے سایۂ عاطفت مین پرورش ہوتی ہی نا۔ لیکن بھلا
وہ چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا" یا۔

	ظرف نظارۂ خورشید ندارد احمق شبنم تشنہ کجا چشمۂ خورشید کجا	

اور کہین یہ بھی ہو سکتا ہی کہ ایک مینار کو ہ الوند کے آگے بڑا کہلایا جا سکے۔ حضور عالیجاہ
شاہ شاہان نے عورتون کی نسبت جو کچھ ارشاد فرمایا ہی اس کمینہ اور غلام کی فہم ناقص مین
یہ آتا ہی۔

کہ یوروپین اور جانورون مین کچھ اتحاد و محبت معلوم ہوتی ہی اور جنکا درجہ مسلمانون
سے بہت ہی کم ہی۔ جانورون مین نر اور مادہ سب گڈ بڈ ہو کے غول کے غول ساتھ ساتھ
پھرتے ہین یون ہی یوروپین پھرتے ہین۔ جانورون مین مادہ اپنے چہرون کو نہین چھپاتین
یون ہی یورپ کی عورات بھی اپنے چہرون پر نقاب نہین ڈالتین۔ یہ جانور نہ تو غسل کرتے ہین
اور نہ پنج وقتہ نماز پڑھتے ہین اسی طرح یوروپین بھی اُنھین کی مدمین ہین۔ جانورونکی
مادین اپنے نرون کے ساتھ مل جل کر رہتی ہین۔ یہی یورپ کا حال ہی۔ بجائے اسکے
کہ غیر مصفا جانورون کا استیصال کیا جاے جیسا کہ ہم کرتے ہین۔ لیکن مین نے سنا ہی
کہ یورپ کے ہر گھر مین کتا پلا ہوا ہوتا ہی۔ اگر یورپ کی عورتون کو خیال کیا جاے تو
وہ کتیون کی مثال ہین جس کتے نے اپنی مادہ کو سڑکون شاہراہون پر پھرتے دیکھا
اور اپنا کام کیا۔ بیویان ان غیر مصفا ملکون مین اس لفظ کے مانند ہین جو بے معنی ہی
اسلیے ہر شخص کی جورو ہر شخص کی ملک ہی۔

شاہ۔ کہتے کیا خوب کہا ہی۔ بیشک ہمارے سوا سب جانور ہین۔ ہمارے پاک اور

مقدس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب فرمایا ہی کہ کافر ہمیشہ دوزخ مین کباب ہونگے اور اسوقت ہم مومن روز قیامت پر ایمان رکھنے والے جنت کی سیر کرتے ہوے ہونگے۔ اور حوروں سے لطف اُٹھائینگے۔ لیکن اے طبیب ہمنے یہ سُنا ہی کہ تمھاری بہشت زمین ہی سے شروع ہوجاتی ہی اور تمھارے پاس تمھاری حورین اب بھی موجود ہین۔ آہ۔ یہ بات کیونکر ہی۔

مرزا احمق۔ فراشی سلام کرکے بہت کچھ حضور کے جاہ وجلال اور نوازش سے عنایت ہوا ہی وہ ایک بہت ہی خوش نصیب ساعت ہوگی اور مین اپنا سر آسمان پر پہونچا ہوا سمجھونگا اگر حضور اپنے قدوم میمنت لزوم سے میری حرم سرا مین چلکر مجھے شرف بخشینگے۔

شاہ۔ ہان ہم اپنی آنکھون سے ملاحظہ فرمائینگے کیونکہ شاہ کا ایک نظارہ بھی بہت بڑی خوش قسمتی کا باعث ہی۔ جاؤ اور اپنی حرم مین اس امر کی اطلاع کرو کہ شاہ تشریف لاتے ہین اور دیکھو اگر تمھاری حرم سرا مین کوئی عورت مریض ہو۔ یا کوئی عورت ایسی ہو جسکی خواہشات نفسانی پوری نہ ہوئی ہون یا کوئی دوشیزہ لڑکی ہو جسکو عاشق کی تلاش ہو۔ یا کوئی ایسی عورت ہو جو اپنے خاوند سے آزاد ہونا چاہتی ہو وہ ہمارے آگے آئے اور ہم پر نظر ڈالے کیونکہ ہمکو دیکھنا ان نصیبہ کا کھلنا ہی۔

اسپر شاعر نے جو ابتک چپکا کھڑا ہوا تھا شاہ کی شان مین یہ فی البدیہہ اشعار کہے۔

"جو کچھ شاہ نے حکم دیا ہی یہ ایک زاید ثبوت شاہ کی فیاضی اور التفات خسروانہ کا ہی"۔

اسکے بعد نہایت عمدہ اور نفیس اشعار مین یہ کہا۔

"جیسا کہ آسمان کو ایک ہی آفتاب حاصل ہوا ہی اسیطرح سے زمین عراق بھی ایک ہی شاہ سے مشرف ہوئی ہی۔

زندگی۔ روشنی۔ شادمانی۔ اور خوشحالی ہروقت حاضر خدمت رہتی ہین طبیب گو گو اپنی دوائیون پر فخر ہی لیکن بھلا کونسی دوائی شاہ کی نظر ونکی ایک گردش ونظارے سے

قریب قریب ہی۔

بھلا مومیائی سنبل الطیب کی کیا اصل ہی جو ہمارے شاہ کی ایک گردش نگاہ کی برابری کرسکے۔

او مرزا احمق سب سے زیادہ خوش اور نیک نصیب طبیب اسوقت واقعی تمھاری ان محدود دیوارون مین ہر مرض کا تریاق موجود ہی اور ہر بیماری کی ایک حکمی دوا جلوہ فرا ہی۔

گیلن کو لپیٹ رکھیے۔ بقراط کو جلادو۔ ابو علی ابن سینا کو بالائے طاق رکھو سب کا قبلہ عالم تو یہین موجود ہی۔

بھلا جب صرف ایک نگاہ سے ازالۂ مرض ہوتا ہی تو پھر کوئی دوا درمن کو کیلیے کیا کرنگا

اے مرزا احمق سب سے زیادہ خوش اور سب سے زیادہ اور بہتر طبیب۔

جسوقت کہ شاعر یہ پڑھ رہا تھا ہر شخص ایک عالم سکوت مین بہت توجہ سے گوش بر آواز تھا جب شاعر صاحب اپنی راگنی گا چکے تو شاہ نے یہ فرمایا۔

"آفرین تم بیشک ایک شاعر ہو اور اپنے زمانے کے بہت ہی لائق ہو۔ بھلا جب تمھارے ساتھ مقابلہ کرکے دیکھا جاتا ہی تو فردوسی بھی کوئی چیز نہین تھا۔ محمود غزنوی کیا خاک تھا یعنی خاک تھا (امرائے عظام کیطرف مخاطب ہوکے) جاؤ اور اسکے منھ پر بوسے دو اور اسکے منھ کو نبات و قند سے بھر دو۔ ایسے منھ مین تو ہر شے خوشی کی زیادہ ہونی چاہیے بھلا وہ منھ جسمین سے یہ اشعار نکلے ہین۔

یہ سنتے ہی اُمرا لمبی لمبی اور گھنی داڑھیان لے کے شاعر پر پل پڑے اور لطف یہ کہ شاعر صاحب کیا ریشا ٹیلیون سے کم تھے اسکے پاس پہونچتے ہی بوسے بازیان شروع کین اور بڑی دیر تک داڑھیان لڑتی رہین پھر اسکا منھ سب نے مصری کی ڈلیون سے بھرا دونون کلے پھول گئے تھے۔ اب بیچارے کا دم بھی رُک گیا۔ یہ اظہار خوشی اور شادمانی کیا ہوا

کہ شاعر کے لیئے موت کا سامنا ہوگیا۔
جب چارونطرف سے بندر کی طرح سے کلے بھر گئے تو اب اُسنے جلدی جلدی اور زور سے چبانا شروع کیا۔ جلدی مین کہین کچر سے دانتو نمین اسکا ہونٹ بھی آگیا اس صدمہ سے بیچار یکی انکھونسے انسو نکل آئے۔ پھر شاہ نے حضار مجلس اور اُمرا کو رخصت کیا اور اب شاہی کھانے کی تیاری ہونے لگی

تیسرا باب

بیان ضیافت

جس شہ نشین یا دالان مین شاہ نے بیٹھ کے کھانا تناول کیا تھا وہان صرف وہی متعدد شخص تھے جو ایسے موقع پر حاضر ہو سکتے ہین۔ تین شہزادے یعنی شاہ کے صاحبزادے جو اُنکے ہمراہ تھے اور جو کونے پر اپنی پیٹھین دیوارون کی طرف پھیرے ہوئے کھڑے تھے اُنکے لباس تقریبی تھے ایک پہلو مین تلوارین لٹکی ہوئی تھین۔ ایک کشمیری شال جسپر سنہری کام ہورہا تھا خدمتگارون نے غالیچہ پر بچھا دیا تھا یہ گویا دسترخوان تھا۔ پھر سونے کی سلفچیان اور آفتابے شاہ کے ہاتھ دُھلانے کے لیے آئے اسکے بعد خوانچون مین کھانا آنا شروع ہوا۔ مگر اس امر کا بہت خیال تھا کہ کہین زہر وغیرہ نہ ملا ہو۔ کھانے پر شاہی بکاول کی مُہر لگی ہوئی تھی جو اُسنے باورچیخانہ سے لگاکر بھیجی تھی اور پھر شاہ ہی کے آگے وہ مہر کھولی گئی۔ اب یہان تمام قسمونکے کھانون کے عقدے کھلے۔ کئی قسمون کے چانول پکے ہوے تھے۔ اول تو چلاؤ جسکی صورت بالکل سفید برف کی سی تھی دوم پلاؤ جسمین بھیڑ بھی بریان تھی ایک اور دوسری قسم کا پلاؤ تھا جو ایک نمک کا پکا ہوا تھا چوتھی قسم کے پلاؤ مین زعفرانی رنگ دیا ہوا تھا اور جسمین خشک میوے کے دانے بھی ملے ہوئے تھے۔ پانچوین قسم کا نارنجی پلاؤ تھا جو شاہ ہی کے رکابیو نمین رکھا ہوا تھا اور جسکا رنگ بالکل نارنگی کے رنگ سے مشابہ تھا جسمین بادام کشمش پستہ شکر۔ غرض اسی طرح کے قسم قسم کے میوے پڑے ہوے تھے۔ سلمن (ایک قسم کی مچھلی) ہیرنگ (مچھلی) جو کاسین مین ہوتی ہین رکابیو نمین رکھی ہوئی تھین

اور بڑا دٹ (مچھلی کی قسم) دریاے زنگی کے بھی کباب شدہ مزے دے رہی تھی چینی کے پیالون اور رکابیون مین یہ چیزین رکھی ہوئی تھین ۔ قورما ۔ کوفتے جو ایک پرند کے پکتے ہوے تھے ۔ نیم پخت گوشت میٹھے چاول ۔ دو پیازہ ۔ دم پخت پلاؤ جسمین بھیڑ کی ہڈیون کا گودا دیا گیا تھا ۔ اور اسمین کچھ کچھ گوشت بھی پڑا ہوا تھا اور یہ چاول اسی کے عرق مین اُبلے تھے ۔

میٹھا جسمین گوشت بھر کر مکھن مین پکایا گیا تھا ۔ ایک پرند اُبلا ہوا تھا خشک بیر کی چٹنی سرکہ کے ساتھ ۔ خاگینہ جسکی مٹھائی دوا نچہ کی ہوگی ۔ گوشت کا شوربا جسمین گوشت بادام وغیرہ ملے ہوے تھے اور اسکو چلاؤ کے اوپر ڈال کے کھاتے ہین ایک کابی مین نیم جوش انڈے جنمین مکھن اور قند ملا ہوا تھا ۔ ایک رکابی مین بادنجان ۔ شکاری جانور کے گوشت کا قورما اور اسی قسم کے بے تعداد کھانے جنکا بیان نہین ہوسکتا برابر قابون مین چُنے ہوے تھے ۔

اِن کھانون کے بعد کباب آئے ۔ ایک بھیڑ پوری بھُنی ہوئی آئی جسکی دُم اسکی پشت کے اوپر تک مُڑی ہوئی تھی ۔ تیتر اور کبک دری جسکو فارس والے معشوق سے تشبیہ دیتے ہین مثلاً کبک خرام ۔ انکے کباب موجود تھے ۔ ماژندرانی تدرو بھی رکھے ہوے تھے ۔ اور چند قابون مین جنگلی گدھے اور ہرن کے بھی بھُنے ہوے پارچے موجود تھے ۔ کھانون کا اس قسم کا تکلف اور اُنکی کثرت ہر شخص کو متعجب کرتی تھی ۔ یہ سب کھانے بادشاہ کے گرد اس طرح سے چُنے ہوے تھے گویا خود شاہ بھی ایک ڈھیر معلوم ہوتے تھے ۔ مین چھوٹی بے تعداد چیزون کو بیان نہین کرتا کہ جنکا شمار بھی دشوار تھا ۔ مثلاً اچار مربے مکھن ۔ پیاز ۔ پنیر ۔ نمک ۔ مرچ ۔ مٹھائی جو مختلف خوانون پر چُنی ہوئی تھین ۔ کیونکہ انکا پورا پورا بیان دشوار ہوگا ۔ ہان بیشک شربت لکھنے کے قابل تھے ۔ یہ شربت قیمتی قیمتی چینی کے پیالونمین بھرے ہوے تھے اور خوب مزے دیکر انکو چمچونسے پیا جاتا تھا یہ شربت بڑی کاریگری اور اُستادی سے عرق لیمونسے بنائے

گئے تھے۔
سکنجبین اپنی کیفیت اور چٹاخے جدا دے رہی تھی۔ شربتون مین عرق گلاب مہک رہا تھا یہ تمام شربت کھتے کی برف سے خنک کیے گئے تھے۔
شاہ ذرا سا سر جھکا کے کھانون کی طرف مائل ہوئے۔ پلاؤ پر ہاتھ ڈالا اور اُسکو چیٹ کیا اسی طرح جتنی رکابیان آگے رکھی ہوئی تھین سب مین سے شاہ نے لے کر کھایا کھانے مین بالکل چپ چاپ تھے۔ اور شہزادے اور تمام ملازمین بے حس و حرکت ادب سے کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ جب شاہ تناول کر چکے تو اُٹھ بیٹھے اور شمول کے کمرے مین چلے گئے ہاتھ منھ دھویا کافی پی اور اپنا قلیان پینے بیٹھ گئے۔
کھاتے وقت جن پلاؤن مین سے کہ شاہ نے کھایا تھا ایک خادم کو جو وہان حاضر تھا حکم دیا کہ یہ پلاؤ مرزا احمق کے لیے لیجاؤ۔ یہ گویا ایک بہت بڑی خاص عزت سمجھی گئی ہی کہ شاہ اپنا اُکش اپنے کسی خاص خادم کو بھیجے۔ مرزا احمق نے اس لانے والے کو انعام عطا کیا اسیطرح شاعر کو بھی شاہ نے ارسال کیا اُسنے بھی لیجانے والے کو دائین ہاتھ سے بھینٹ چڑھایا ہز مجسٹی نے کچھ کھانا طبیب کی جورو کو بھی بھیجا جسنے لے جانے والے کو سب سے زیادہ انعام عنایت کیا۔
پادشاہ کے اُٹھنے کے بعد شہزادے بیٹھ گئے جب وہ تناول کر چکے تو کھانے کی کل رکابیان دوسرے کمرے مین بھیجی گئین۔ جہان تمام امرا و زرا شاعر وغیرہ جو شاہ کے ہم رکاب تھے بیٹھے ہوے راستہ دیکھ رہے تھے انھون نے بھی وہ کھانا کھایا جسمین سے شاہ اور شہزادون نے نوش کیا تھا اسکے بعد کھانے کی رکابیان ملازمین کے ہتھے چڑھین جنھون نے انکو آئینہ کی طرح سے صاف کر دیا۔ بھلا جب فراش اور ڈیڑھ کھڑا کرنے والے گرین اُسپر بھی کہین کھانے کا پتہ رہ جائے لاحول ولا قوۃ۔
اسی عرصہ مین شاہ صرف طبیب ہی کی ہمراہی مین اُسکی حرم سرا مین تشریف لے گئے

لیکن مجھے یہ معلوم تھا کہ اگر کوئی شخص ایسے موقع پر تاک جھانک کرے اور پھر کہین کسی کی نگاہ اس پر پڑ جاے تو وہ لقمۂ اجل ہوتا ہی اسلیے مین سٹ پٹا رہا تھا کہ کیا کرون اور کیونکر دیکھون مین اسی پس و پیش مین تھا کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ طبیب نے کردستان کی لونڈی یعنی زینب کو بطور نذر کے شاہ کے آگے گذرانا۔ یہ سنتے ہی میری تمام رگ و پے مین ایک سناٹا آگیا۔ اور مین مریض ہو گیا۔ گو اگر خیال کیا جائے تو یہ بڑی خوشی کا مقام تھا کہ خدا نے اُسے اس حالت ظلم سے رہائی دی لیکن ڈر اور بہت سی باتین تھین جنسے مین غمگین ہوا تھا اور ایک اَلم کا بھالا میرے جگر مین آکے بھڑکا تھا۔ انکا خیال کرتے ہی مین ٹھنڈا ہو گیا یہان تو عشق مین یہ حال تھا کہ بس یہ جی چاہتا تھا کہ کسی طرح سے کوئی صورت ایسی نکلے کہ پورا پورا پتہ معلوم ہو کہ وہان کیا کارروائی ہو رہی ہی۔

مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ مین کوشش تو ضرور کرونگا تاکہ مجھے صحیح صحیح خبر ملجاے اور شاید اسمین مجھے ایسا موقع بھی ملے کہ مین لمحہ کے لمحہ زینب سے بھی مل سکون مین آخر اپنے بالاخانہ کے صحن کی چھت پر پہونچا اور وہان سے نظارہ کرنا شروع کیا۔ عورتون کا غل غپاڑہ سنائی دیتا تھا۔ بہت سی عورتین یہ جلسہ ملاحظہ کرنے آئی تھین۔ ان سب عورتون جو اسوقت جمع تھین خانم کے بھی متعلق عورتین تھین۔ لیکن ان سب عورتون مین سے ایک عورت بھی ایسی نہین دیکھی جسکی میری پیاری کی سی صورت ہو۔ ہر چند نگاہ دوڑاتا تھا لیکن زینب کا پتہ بھی نہ تھا۔ بیشک شب کی سیاہی نے سب کو چھپا لیا تھا اب مجھے ناامیدی ہو گئی کہ اُسکا نظارہ تو نہ کر سکے گا۔ کیونکہ مین کوئی ایسا نشان نہین پاتا تھا جس سے کہ اُسکی شناخت ہو جاے۔

صرف اپنی دلی اُلفت اور جذبۂ محبت پر بھروسہ کر کے مین نے اپنی طبیعت کو اس سے اطمینان دیا کہ زینب ضرور وہی نشان جو مین نے اُسے بتا دیا تھا عمل مین لائیگی جس سے مجھے معلوم ہو جائیگا کہ وہ آج میرے پاس آئیگی اور مجھے اپنے شربت دیدار سے سیراب کریگی۔

بالاخانہ کی چھت کا وہ حصہ کہ جہان اول دن ہماری ملاقات ہوئی تھی شاہراہ کی طرف
واقع تھا - اور جب کبھی کوئی تقریب یا کچھ مجمع وغیرہ کہین ہوتا تھا تو عورتین سیر دیکھنے کیلیے
وہان بیٹھ جایا کرتی تھین - تو مین نے امید کی تھی کہ زینب بھی ضرور ہی تماشہ دیکھنے کیلیے
آئیگی - گھوڑون کے ٹاپون کی آواز - لوگون کا غل و شور - لالٹینون کے آگے پیچھے گذرنے
نے میری شکل کو پنہان کیا - اب مین نے کچھ عورتونکی جوتیون کی شپر شپر کی آواز سُنی جو اُسی
مقام پر دیکھنے کیلیے آرہی تھین مجھے بہت شادمانی حاصل ہوئی - مین نے اپنے کو دیوار کے
پیچھے چھپایا - ان عورتون مین جب مین نے نظارہ کیا تو زینب کو بھی جلوہ فرما دیکھا قدرتی
جذبۂ دل نے اُسکی آنکھون کو میری طرف پھیرا - بھلا مین کیون ایسے موقع پر خطا کھاتا واقعی
وہ اُن عورات مین جو بالاخانہ پر تماشہ دیکھنے چڑھی تھین موجود تھی - ہاے کسی نے کیا سچ کہا ہے

محبت جادۂ دارد نہان در خلوت دلہا
چو تار سبحہ گم گردیدہ این رہ زیر منزلہا

زینب نے بھی مجھے پہچان لیا - بس یہی میری آرزو تھی - اب مین نے اسی کی جستجو کی پر
ایک طریقہ باہم گفتگو کرنے کا چھوڑا - یعنی اب اسی پر تکیہ کرنا چاہیے جب اُسی کے ہاتھ موقع
لگے گا وہ آپ آئیگی -

جب بادشاہ روانہ ہونے کے لیئے اُٹھے تو "دور ہو چلا جا" کی تیز تیز آوازین میرے
کان مین آنے لگین - اور ہر شخص نے جلوس مین اپنے کو تیار کیا - سواے چند مستثنٰی
لالٹینون کے جنسے ان لوگون کے درجے اور عہدے معلوم ہوتے تھے کہ جنکے قدمون کو
یہ روشن کر رہی تھین - سارا شاہی جلوس جسطرح سے آیا تھا اُسی طور سے محل کیطرف چلا گیا
عورتونکو اِس امر کا اطمینان ہوا کہ یہانسے بہت کچھ نہین دکھائی دیگا وہ تو نیچے جانے لگین
جبتک کہ وہ بالاخانہ کی چھت پر ٹھہری رہین یہی گفتگو ہوتی رہی کہ شاہ نے کس کی تعریف
کی اور کسکو پسند کیا - اور جب وہ وہان سے اُترنے لگین تو مین نے بہت سی باتین ایسی سنین جنسے

حسد اور کینہ ٹپکتا تھا اور وہ صرف بیاری زینب کی خوش قسمتی پر جلے پھپھولے پھوڑتی تھین
ایک بولی - مین نہین خیال کر سکتی کہ شاہ کو اسکی کونسی ادا بھاگئی اور اسکی کونسی بات
نے اُسکا دل اپنے اوپر لبھالیا - زینب مین کچھ بھی حسن نہین ہی - کیا تمنے کہین بھی
اتنا لمبا دہن دیکھا ہی - نہ آنکھین نمک ہی نہ اسکی صورت مین کچھ ترا وٹ ہی -

دوسری بولی - زینب خمدار بھی تو ہی -

تیسری بولی - اسکی کمر کو دیکھو وہ ہاتھی کے موافق ہی اور اسکے پیرونسے اونٹ کے پیر بڑے
تو چھوٹے ہونگے -

چوتھی بولی - یہ یزیدی بھی تو ہی اور شیطان سے اسکو ایک الفت ہی اور صرف اسی سے یہ پہچانی
جاتی ہی -

یہ سُنکر سب یکزبان ہوکے بولین - یہ سب درست ہی - ہان یون ہی ہی یہ اور شیطان
دونون شریک ہوکے شاہ کو نجاست کھانے پر آمادہ کرینگے - یہ سُنکر سب خاموش ہوگئین اور
پھر مین نے انکی کوئی آواز نہین سُنی -

لیکن ایک عورت کہ جو بالاخانہ کی چھت پر انکے پیچھے بیٹھی ہوئی رہگئی تھی ظاہرا اس
ہنگامہ کو ملاحظہ کر رہی تھی کہ جو سڑک پر ہو رہا تھا جب وہ سب عورتین چلی گئین تو وہ
اُٹھی اور میری طرف آئی -

یہ ہمجبین زینب تھی -

چوتھا باب

حاجی بابا کا زینب سے ملنا اور خود شاہ کا رقیب بننا

وہ دیوار جسکے پیچھے مین چھپا ہوا بیٹھا تھا کوئی بڑی حد فاصل ہم مین نہ تھی اور
مین نے بہت مشکل سے اپنے دل کی ناخوش حالت کو اسپر ظاہر کیا تھا - پہلے اس سے
اُسنے مجھے اس خطرے سے مطلع کیا کہ جو ہماری اس ملاقات سے پیدا ہوتا ہی -

نازنین زینب نے مجھے یہ بھی سمجھادیا کہ بس یہ ہماری آخری ملاقات ہے اسلیے کہ جب میرا تعلق شاہی حرم سے ہوگیا تو پھر ایسے وقت مین اگر اسطرح سے ہمین کوئی باہم باتین کرتے ہوے دیکھ لے تو پھر سواے موت کے اور کوئی چارہ نہو۔ مین اس بات کے سننے کیلیے متردد تھا کہ شاہ نے اسکو کیونکر اور کس طریقہ سے اپنا حرم بنایا۔ اور آیندہ اسکی قسمت کیا ہوگی لیکن مین اس سے یہ ہر ایک بات سانس روک روک کر اور گلا دبا دبا کر اور سسکی لے لیکر کہتا تھا۔ مگر اسکے خلاف جب مین زینب پر نظر ڈالتا تھا تو جسقدر مفارقت کا صدمہ مجھے تھا اسکے دل پر اسکا اثر نہین معلوم ہوتا تھا اسکا کیا تو یہ سبب ہوگا کہ آیندہ قسمتونکی عزت کا چمکدار اسکی آنکھون مین چکا چوند کر رہا تھا اور یا یہ بات تھی کہ اُسنے ان مصیبتون اور شدید تکالیف سے رہائی پائی تھی کہ جو صرف زیادہ تر میرے باعث سے اُسے سہنی پڑی تھین۔ جس سرگرمی اور پرجوشی سے مین نے اپنی دلی الفت و محبت کو دکھایا تھا اور پرستش کی تھی مجھے تو اسکا ویسی کا جواب اسی قدر نہین ملا۔

زینب نے مجھے یہ بیان کیا کہ جب شاہ اندرون مین آئے تو انکا استقبال گانے والی لڑکیون نے کیا جو پہلے ہی سے انکی تعریف کا گانا گانے لگی تھین۔ اور یہ سب گانا طنبورون پر گایا جاتا تھا۔ جب شاہ کھلی ہوئی شہ نشین مین آکے بیٹھے تو بانو یعنی خانم کو اجازت ہوئی تھی وہ شاہ کے قدمون کے بوسے دینے کا شرف حاصل کرے۔ ایک پا انداز جو ایک نہایت ہی قیمتی ریشمی کپڑے کا تھا شاہ کے نیچے بچھایا گیا تھا جون ہی شاہ نے اُسپر قدم رکھ کے اُٹھائے وہ سب خواجہ سراؤن نے جو خاص شاہی تھے سمیٹ لیا کیونکہ خوجے یہ حق اپنے باپ دادا کا سمجھتے ہین شاہ کے خواجہ سراؤن کا افسر حاضر خدمت تھا اُسنے دست بستہ ہوکر خانم کے نذرانہ کی درخواست کی۔ یہ نذرانہ ایک چاندی کی کشتی مین پھیلا ہوا تھا۔ جسکے ساتھ چند عرق گیر بھی رکھے ہوے تھے جنپر خانم نے اپنے ہاتھ سے بیل بوٹے اور گلکاری کا کام کیا تھا۔ چند سینہ گیر تھے کہ جو شال کے بنے ہوے تھے۔ جاڑے مین کرتے پر اسے پہنتے ہین۔ سینہ گیر کو ہندوستان

سینہ بند کہتے ہین) دو جوڑے شال کے پائجامون کے - تین ریشم کی قمیص اور چھ جوڑے جرابون کے ان سب چیزون کو طبیب کے گھر کے خادمون نے بنایا تھا - ہز مجسٹی یعنی شاہ عالیجاہ نے خانم کے ہنر کی بہت ہی کچھ مدح سرائی کر کے اُسے قبول کر لیا - عورتین شاہ کجکلاہ کے دونو طرف قطارین باندھے ہوے دست بستہ حاضر تھین اسکے بعد زینب نے یہ کہا کہ مجھ بگور مصیبت کی ماری افسردہ طبیعت کی بابت پوچھو تو عجیب صورت پیش آئی - ایک تو ظاہر تھا کہ افسردگی اور پژمردہ دلی یہ اسوقت اسیر احصہ ہو رہی تھی - اسپر بھی خانم نے مجھے سب سے اخیر کھڑا کیا تھا یعنی نورجہان حبشی لونڈی کے بھی پیچھے - اسوقت ایک عجیب کیفیت ہو رہی تھی اور تو اور بوڑھی لیلیٰ بھی تو بن ٹھن کے ٹوٹ رہی تھی اور یہ کوشش کر رہی تھی کہ کسی طرح سے شاہ کا دل مجھپر کھینچے اور شاہ مجھے پسند کر لین - بعض شرمگین نگاہون سے کھنچی ہوئی کھڑی تھین - بعض نے نظرین چرائی تھین - بعض ایسی دلیر تھین کہ اُنھون نے جو شاہ کے چہرے پر ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا شروع کیا تو آنکھ نیچی نہین کی - شاہ نے سب کو باری باری سے ملاحظہ کیا کوئی بھی اُسکے دل مین نہ جنچی پھر اُسنے میری طرف نگاہ بھر کر دیکھا اور پھر طبیب سے یہ کہا -

یہ کتنی اچھی چیز ہے - اسمین کسی طرح کی خرابی نہین ہے - شاہ کے جیفہ کی قسم چیز اچھی ہے طبیب ماشاء اللہ - تمھین بھی بہت ہی اچھا مذاق ہے - چاند کا سا چہرہ - آہو چشم شمشاد قد - غرض ہر صفت اسمین موجود ہے -

اسپر طبیب نے ایک فرشی سلام بجا لا کے یہ عرض کی - خدا کرے مین ہمیشہ حضور پر قربان ہوتا رہون - باوجودیکہ یہ لونڈی اس قابل نہین ہے کہ اسکو مین حضور کے پیش کر سکون تاہم اسلیے مین خود اور جو چیز کہ مجھسے علاقہ رکھتی ہے وہ سب بندگان عالی کی ہے تو مین حضور کے قدمون مین اسے نثار کرتا ہون - اگر قبول افتد زہے عز و شرف -

شاہ - قبول - (اپنے خواجہ سراؤن کے افسر کو بلا کے) دیکھو اس لڑکی کو نارنجستان

گانے کی پوری پوری تعلیم دیجائے اور اسکے تمام کپڑے وغیرہ بھی شان و شوکت سے اچھی تیار ہوجائیں کہ جیسے اور حرموں کے ہیں۔ تو بس اب مین آراستہ اور پیراستہ ہو کر اسکی حضور مین پیش ہونگی۔

لیکن اے حاجی یہ موقع بھی مین کبھی نہ بھولونگی جسوقت یہ گفتگو ہو رہی تھی اُسوقت طبیب کی جورو کی آنکھین کس غضب کی ادھر اُدھر گردش کر رہی تھین مگر شاہی چہرہ کی طرف جب اُسکی نظرین اُٹھتی تھین تو بہت ہی حلیمی سے۔

سب باتین جو شاہ نے میری نسبت کہی تھین انکو کس عالم سکوت مین درحقیقت آئی یہ گوش گزار کر رہی تھی۔ اسکی دیکھن کہے دیتی تھی کہ اسوقت اسکے سینہ مین غصہ کی آگ بھڑک رہی ہے اور یہ مارے طیش کے پھکی جاتی ہے۔ پھر جارجیا والی کو دیکھو تو وہ خون کے سے گھونٹ پی رہی تھی اور اسکی طبیعت مین برابر کٹار سا اور بھالے بھک رہے تھے۔ مگر نور جہان ہان یہ بیچاری بہت ہی خوش تھی اور میری تقدیر کھلنے پر پھولی نہین سماتی تھی کھلی چلی جاتی تھی اسکی صورت سے بشاشی ہویدا تھی۔

مین اُسوقت مین شاہ کے آگے زمین پر بچھی چلی جاتی تھی اُسکی اب بھی شفقت و محبت آمیز نظرین برابر مجھپر پڑ رہی تھین۔

جون ہی شاہ تشریف لے گئے تو خانم کی طبیعت یکایک میری طرف سے بدل گئی ابھی کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ مجھے ہی شیطان کی بچی بنایا تھا صدہا گالیان دی تھین لیکن اب یہ ہوگیا میری پیاری۔ میری روح۔ میری آنکھونکی روشنی میری بچہ۔ مین نے جبتک دن آ بابھی اُسکے آگے حقہ نہین پیا تھا اُسنے مجھے اپنا قلیان خود پینے کو دیا۔ چاہے مین کھاؤن یا نہ کھاؤن خانم میرے مُنھ مین مٹھائی کے ٹکڑے برابر دیے جاتی تھی۔ جارجیا کی لونڈی اسقدر حسد مین پھُنکی ہوئی تھی کہ اُسوقت سامنے کھڑے ہو کر یہ نہ دیکھ سکی۔ آخر ایکطرف الگ چلی گئی تاکہ پوری انگارون پر لوٹے۔ دوسری اور عورات نے بھی مجھے بہت ہم دم

سے مبارکباد دی اور انھون نے خوب خوب خوشی کے اظہار کیئے اور اس خوشی کی فہرست کو مجکو پڑھ کر سنایا جو انھون نے پہلے ہی تیار کر لی تھی - وہ یہ تھی - کہ محبت عیش خوش رنگ - موسیقی - جواہرات - نفیس اور عمدہ عمدہ کپڑے - حمام کرنا - شاہ کے آگے کھڑا ہونا - یہ تمھاری آیندہ تقدیر ہوگی چند عورتون نے مجھے یہ نصیحت کی کہ ہمیشہ الفت و محبت کو حاصل کرنا اور ہر ایک کا دل اپنے قابو مین کر لینا تاکہ تمھاری جسقدر سوکنین ہین سبکی طبیعت مین تمھاری طرف سے محبت بڑھ جاوے اور کوئی تجسے بیر نہ کرے - چند عورتون نے مجھے بننے سنورنے پر نصیحت کی اور چند عورتون نے مجھسے یہ کہا کہ جسوقت شاہ کچھہ تعریف کرے تو اسکا جواب ان لفظون مین دینا چاہیئے اور شاہ کے اس طرح سے ادب آداب کرتے ہین - یہ قاعدہ نشست اور برخاست کا ہے -

غرض چشم زدن مین زینب جو ایک مصیبت و آفت مین مبتلا تھی اور جسپر کوئی نگاہ بھر کے بھی نہین دیکھتا تھا آخرکار مرجع تعریف و توصیف ہوگئی اور سب اسے آنکھون پر بٹھانے لگے -

یہان سے زینب نے اپنی رام کہانی ختم کی - زینب قدرتی اپنی اس حالت بدل جانے پر اسقدر خوش تھی کہ مین اسکی خوشی کو اس آیندہ مصیبت و آفت کی خبر دے کر بھی تو دور نہ کر سکا جو شاہی حرمون پر آکے واقع ہوتی ہین - کیونکہ ان مصیبتون اور سختیون سے یہ بہت ہی کم واقف تھی - اگر یہ شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اسکی پسند خاطر نہو وے اور وہ قابل صحبت خیال کرے - تو پھر سوائے موت - جانکنی - بیرحمی کی مرگ - سخت مصیبت و تکلیف کے اور کیا ہوتا ہے اور پھر اپنی اس حالت کی کسی کے آگے اپیل بھی نہین ہو سکتی جب مین نے دیکھا کہ یہ خوش ہے اور تم اسوقت ہاتھیون کی سی صورت بناؤ گے تو یہ درست نہوگا مین بھی بہت خوش ہوا اور گو اسوقت ہم دونون کی مفارقت ہوتی تھی لیکن پھر بھی اس امید سے اپنی طبیعت کو آپ ڈھارس دیتے تھے کہ شاید ایسے مواقع

بڑھجائین کہ ایک دوسرے کا دیدار پھر نصیب ہوجائے۔

زینب نے مجھسے یہ بھی بیان کیا کہ کل شاہی محل کا خواجہ سرا آئیگا کہ مجھے حرم سرا مین داخل کرے اور جب مین حمام کرونگی اور نفیس پوشاکین پہن لونگی تو مجھے ناچ اور گانے والیونکی جماعت مین بھرتی کیا جائیگا۔ اور یہ تعلیم میری بہت ہی جلد شروع ہوجائیگی جب اسنے اپنا نام بار بار سُنا جیسے کوئی بلاتا ہی تو وہ ڈری اور کھڑی ہو گئی اور ہم دونون نے بعد ہزارون اور لاکھون اقرار الفت و محبت دلی کے ایک دوسرے سے مفارقت اختیار کی اسوقت ہماری یہ مایوسانہ طبیعت تھی کہ گویا اب کبھی ملاقات نصیب ہی نہوگی۔

پانچوان باب

حاجی بابا کو زینب کی مفارقت کا صدمہ اور یکایک طبیب بننا

جب میری مہ جبین میرے پاس سے چلی گئی مین اُسی جگہ پر بیٹھا رہ گیا جہان وہ کھڑی ہوئی تھی اور اپنے دل مین یہ باتین کرنے لگا۔ کہ یہ گویا ایک بادام مین دو گری کا مضمون ہوا۔ اگر دنیا کا طریقہ یون ہی ہی تو مین نے دو مہینے خواب و خیال مین صرف کردیے مین نے اُسی خیال مین اپنے کو مجنون اور زینب کو لیلی بنایا اور مین نے دل مین کہا کہ جب تک آسمان پر چاند سورج قائم ہین ہماری محبت کے اُٹھتے ہوے ولولے کبھی ٹھنڈے نہین پڑ سکتے ہم یون ہی باہم جلتے رہینگے۔ دُبلے ہونگے اور مفارقت مین اپنے دلونکو کباب کرینگے۔ لیکن یہ صاف ہی کہ میری ڈاڑہی جلے مضحکہ بنے گی۔ بھلا کیا خدا کی شان ہی شاہ آیا نظارہ بازی کی اور دو لفظ کہے اور اُڑا کر لے گیا۔ حاجی کو اُسوقت نہ یاد کیا زینب ایسی شاہی ہوا پر چڑھی۔ چند شبین مین نے یون ہی گذارین سویرے اُٹھ بیٹھا اور ادھر اُدھر کے منصوبے گانٹھا کرتا۔ اسی دھن مین مین فصیل شہر سے بھی باہر چلا جاتا اور ہر وقت صدہا قسم کے توہمات میرے ساتھ لگے ہوے تھے۔ جون ہی مین گھر سے اُترا مین نے زینب کو ایک گھوڑے پر سوار دیکھا۔ کہ خواجہ سرا ساتھ ہین اور خادم جلو بچو کرتے ہوے

سے مبارکباد دی اور اُنھون نے خوب خوب خوشی کے اظہار کیے اور اس خوشی کی فہرست کو مجکو پڑھ کر سنایا جو اُنھون نے پہلے ہی تیار کر لی تھی - وہ یہ تھی - کہ محبت بیٹے خوش رنگ - موسیقی - جواہرات - نفیس اور عمدہ عمدہ کپڑے - حمام کرنا - شاہ کے آگے کھڑا ہونا - یہ تمھاری آیندہ تقدیر ہوگی چند عورتون نے مجھے یہ نصیحت کی کہ ہمیشہ الفت و محبت کو حاصل کرنا اور ہر ایک کا دل اپنے قابو مین کر لینا تاکہ تمھاری جسقدر کہ سوکنین ہین سکی طبیعت مین تمھاری طرف سے محبت بڑھ جاے اور کوئی تمسے بیر نہ کرے - چند عورتون نے مجھے بننے سنورنے پر نصیحت کی اور چند عورتون نے مجھسے یہ کہا کہ جسوقت شاہ کچھہ تعریف کرے تو سکا جواب ان لفظون مین دینا چاہیے اور شاہ کے اس طرح سے ادب آداب کرتے ہین - یہ قاعدہ نشست اور برخاست کا ہی -

غرض چشم زدن مین زینب جو ایک مصیبت و آفت مین مبتلا تھی اور جسپر کوئی نگاہ بھر کے بھی نہین دیکھتا تھا آخر کار مرجع تعریف و توصیف ہو گئی اور سب اُسے آنکھون پر بٹھانے لگے -

یہان سے زینب نے اپنی رام کہانی ختم کی - زینب قدرتی اپنی اس حالت بدل جانے پر اسقدر خوش تھی کہ مین اُس خوشی کو اس آیندہ مصیبت و آفت کی خبر دے کر بھی تو دور نہ کر سکا جو شاہی حرمون پر آکے واقع ہوتی ہین - کیونکہ ان مصیبتون اور سختیون سے یہ بہت ہی کم واقف تھی - اگر یہ شاہ کی خدمت مین حاضر ہو اور اُسکی پسند خاطر نہو وے اور وہ قابل صحبت نہ خیال کرے - تو پھر سواے موت - جانکنی - بیرحمی کی مرگ سخت مصیبت و تکلیف کے اور کیا ہوتا ہی اور پھر اپنی اس حالت کی کسی کے آگے اپیل بھی نہین ہو سکتی جب مین نے دیکھا کہ یہ خوش ہی اور تم اسوقت ماتمیون کی سی صورت بناؤ گے تو یہ درست نہوگا مین بھی بہت خوش ہوا اور گو اسوقت ہم دونون کی مفارقت ہوتی تھی لیکن پھر بھی اس امید سے اپنی طبیعت کو آپ ڈھارس دیتے تھے کہ شاید ایسے مواقع

پڑجائین کہ ایک دوسرے کا دیدار پھر نصیب ہوجائے۔

زینب نے مجھسے یہ بھی بیان کیا کہ کل شاہی محل کا خواجہ سرا آئیگا کہ مجھے حرم سرا مین داخل کرے اور جب مین حمام کرونگی اور نفیس پوشاکین پہن لونگی تو مجھے ناچ اور گانے والیونکی جماعت مین بھرتی کیا جائیگا۔ اور یہ تعلیم میری بہت ہی جلد شروع ہوجائیگی جب اُسنے اپنا نام بار بار سنا جیسے کوئی بلاتا ہی تو وہ ڈری اور کھڑی ہوگئی اور ہم دونون نے بعد ہزارون اور لاکھون اقرار الفت و محبت دلی کے ایک دوسرے سے مفارقت اختیار کی اسوقت ہماری یہ مایوسانہ طبیعت تھی کہ گویا اب کبھی ملاقات نصیب ہی نہوگی۔

پانچوان باب

حاجی بابا کو زینب کی مفارقت کا صدمہ اور یکایک طبیب بننا

جب میری مہ جبین میرے پاس سے چلی گئی مین اُسی جگہ پر بیٹھا رہ گیا جہان وہ کھڑی ہوئی تھی اور اپنے دل مین یہ باتین کرنے لگا۔ کہ یہ گویا ایک بادام مین دوگری کا مضمون ہوا۔ اگر دنیا کا طریقہ یون ہی ہی تو مین نے دو مہینے خواب و خیال مین صرف کردیے مین نے اُسی خیال مین اپنے کو مجنون اور زینب کو لیلی بنایا اور مین نے دل مین کہا کہ جب تک آسمان پر چاند سورج قائم ہین ہماری محبت کے اُٹھتے ہوے ولولے کبھی ٹھنڈے نہین پڑسکتے ہم یون ہی باہم جلتے رہینگے۔ دُبلے ہونگے اور مفارقت مین اپنے دلونکو کباب کرینگے۔ لیکن یہ صاف ہی کہ میری ڈاڑھی جلانے مضحکہ بنے گی۔ بھلا کیا خدا کی شان ہی شاہ آیا نظارہ بازی کی اور دو نظر کیے اور اُڑا کر لے گیا۔ حاجی کو اُسوقت نہ یاد کیا زینب ایسی شاہی ہوا پر چڑھی۔ چند شبین یون ہی گزارین سویرے اُٹھ بیٹھا اور ادھر اُدھر کے منصوبے گانٹھا کرتا۔ اسی دھن مین فصیل شہر سے بھی باہر چلا جاتا اور ہر وقت صدہا قسم کے توہمات میرے ساتھ لگے ہوے تھے۔ جون ہی مین گھر سے اُترا مین نے زینب کو ایک گھوڑے پر سوار دیکھا۔ کہ خواجہ سرا ساتھ ہین اور خادم جلو بجو کرتے ہوے

چلے جاتے ہین - مین نے یہ امید کی کہ شاید مجھے دیکھنے کے لیے زنیب ضرور نقاب سرکا دیگی مگر نہین اُسنے تو زین پر سے بھی کچھ جنبش نہین کی - مین اور بھی دور تک ساتھ گیا کہ شاید میرا دھیان اُسے آجائے لیکن سب خیال خامیان تھین - خیر کچھ ہو بجاے اسکے کہ مین شہر کے دروازے تک جاتا مین اُس کے پیچھے پیچھے ہو لیا اور اسکو شاہی محلات تک پہونچا دیا -

جب وہ ایک بڑے چوکور مقام مین داخل ہوئی جو خاص دروازہ محل کے قریب ہی واقع تھا - مین نے دیکھا کہ جائزے کیلئے فوج جمع ہے - شاہ خود بھی اوپر کی صحنچی مین رونق افروز تھے -

اب پیاری زنیب میری آنکھون کے آگے سے غائب ہو گئی - جب اسکا گھوڑا پہونچا تو اسکو جگہ دیدی گئی - مین جو اندر جانے لگا تو گارد نے مجھے روکا -

اب مین یکایک اس فوج کی طرف رجوع ہوا جو میرے سامنے قواعد دکھا رہی تھی یہ لشکر اسوقت قواعد کر رہا تھا اور اس فوج کی کمان نامرد خان افسر جلادان کر رہا تھا - یہ افسر خان سنہرے کپڑے پہنے ہوے - اسکی ٹوپی پر کثرت سے زر و جواہر ٹکے ہوئے تھے - جو آفتاب کی کرنون سے جھم جھم کر رہے تھے ایک نایاب اور فاخرہ جنگ کے گھوڑے پر سوار تھا -

ریویو میرے قریب ہی ہو رہا تھا جب مین نے انکے گھوڑ دن - سوارون - ان نیزون کو جو آفتاب کی روشنی مین جھلک مار رہے تھے دیکھا تو مجھے بھی اپنے وہ دن یاد آگئے جو مین نے ترکمانون کے ساتھ گذارے تھے اور مین مدت تک اس فوجی کام مین مشغول رہا تھا -

مربع میدانون کے ایک طرف قواعد کرنے والا ترپ جما ہوا تھا اور سکر بڑی جنگ مع اپنے چھ کا ہتون کے بیچ مین کھڑا ہوا تھا - اور انکے پاس انکے مختلف رسبر بھی بغل مین تھے - دو پکارنے والے بھی وہان حاضر تھے - اُنمین سے ایک شخص ورکی وازمیت سپاہی کا نام

علیحدہ جا کھڑا ہوتا بس اس طریقے سے شاہ تمام فوج کا نظارہ کر لیتے سواروں کی مختلف شکلیں تھیں اور سب نئے نئے کینڈے کے تھے۔ بعض تو نہایت ہی خوبصورت سجے سجائے گرانڈیل جوان تھے کہ بالکل رستم معلوم ہوتے تھے لیکن اور شہسوار اس قماش کے تھے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اُنھوں نے صرف اس موقع کے لیے کسی سے گھوڑے مستعار لیے ہیں اور وہ اسطرح سے اٹک اٹک کر اور کچھ تامل سے قدم آگے بڑھاتے تھے گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ میدان جنگ ہو رہا ہی اور انھیں دشمن قوی کا مقابلہ کرنا ہی جب وہ گھوڑا کدُاتے ہوے آگے سے نکلے تو مین نے اپنے بہت سے آشناساؤن کو پہچانا۔ اور مین نے ایک نوجوان کی زندہ دلی اور دلاورانہ صورت اور شہسواری کی تعریف کی۔ یہ نوجوان اپنا گھوڑا آگے بڑھائے ہوئے تھا۔ اسوقت اسکا گھوڑا چند تقدیری واقعات سے گر پڑا اور یہ گھوڑا اسوقت گرا جب وہ اس لکڑی سے جو راہ کے وسط مین کھڑی تھی گذرنا چاہتا تھا۔ جون ہی یہ جانور گرا اسکا سوار بھی بہت ہی زور سے گھوڑے کے پیرون پر آپڑا۔ یہ ہاتھون ہاتھ فوراً اسی مجمع مین پہونچایا گیا۔ بعض اشخاص نے مجھے پہچانا کہ یہ طبیب شاہی سے متعلق ہی مجھے اُنھون نے بلایا کہ اسکا معالجہ کرون۔ گو مین محض جاہل اور کندہ ناتراش تھا لیکن مین نے ڈاکٹر بننے کیلیے ایک لمحہ کا بھی تامل نہین کیا۔ اور طبیب ہونے کی ہوا مجھ مین سما گئی۔ مین نے اُس بدقسمت شخص کو زمین پر بیجان لیٹے ہوئے دیکھا۔ وہ لوگ جو اسکو گھیرے ہوے بیٹھے تھے ہنوز معالجہ سے بند نہین ہوے تھے ایک شخص اسکے حلق مین امام حسینؑ شہید کربلا کا نام لے کر پانی ٹپکا رہا تھا۔ ایک شخص اسکی ناک پر رکھ کے حقہ پی رہا تھا کہ کسی طرح سے یہ ہوشیار ہو جائے۔ ایک شخص اسکے ہاتھ پیر دبا رہا تھا کہ کسی طرح سے اسکے ہاتھ پیر گرما جائین۔ جون ہی مین وہان پہونچا مین نے ان مختلف علاجون کو جو اسکے ہو رہے تھے اچھا نہ کہا۔ فوراً لوگون کو ہٹا کر مین نے ایک خلاصہ مقام کیا بہت غور سے نبض دیکھی۔ جسقدر لوگ وہان کھڑے ہوے تھے اُنھون نے التجا کی کچھ جلدی تجویز کیجئے۔ مین نے ذرا خوب زور دے کر کہا کہ اس کو یہ ضرب صرف تقدیر

کی وجہ سے آئی ہی اور زندگی موت دونون کشتیان لڑرہی ہین جو غالب آگئی بس اُسی کا پاسا پڑ گیا۔ کچھ اسپر مقرر نہین جو لوگ موجود ہین سب کی موت و زندگی یکر طرلڑا کرتی ہی غرض اسی طرح سے اپنے آقاے نامدار مرزا احمق کی طرح مین نے بھی ہر شخص کو زلونی اور بڑے سانحہ کے لیے تیار کیا۔ مین نے یہ راے زنی کی اور یہی میرا تمہیدی علاج تھا کہ اگر اسکی تقدیر مین اچھا ہونا ہی تو یہ ابھی اچھا ہو جائیگا اور نہین جو روز ازل مین اس کی سرنوشت مین لکھا جا چکا اسکا تو کچھ علاج ہی نہین ہی۔ کوئی نسخہ کارگر نہوا اور نہ کسی نے اپنا کچھ اثر کیا۔ مین دوسرا نسخہ لکھنے کو تھا کہ اتنے مین یہ غل سُنائی دیا کہ۔ راہ بدہ — فرانسیسی ڈاکٹر جسکے علم و ہنر کا حال مین نے پہلے بیان کیا ہی معلوم ہوا۔ اِس ڈاکٹر کو فرانسیسی ایلچی نے بھیجا تھا کیونکہ اسنے یہ آفت خود ملاحظہ کی تھی۔ مریض کو دیکھتے ہی وہ پکارا کہ فوراً اسکا خون لو خبردار ایک لمحے کا بھی تامل اور عرصہ نہ کرو۔

مین اُسوقت جو گویا ایک بڑا قابل اور لائق گنا گیا تھا مین نے دل مین کہا کہ تم بھی اپنی کچھ علمیت بگھارو۔ پھر مین ذرا للکار کر بولا۔ خون لو۔ یہ بھی کیا اچھی طبابت ہے کیا تم نہین جانتے کہ موت ٹھنڈی ہی اور خون گرم ہی۔ اول اصول حکمت یہ ہی کہ ٹھنڈے امراض مین گرم دوائی کیجاے اور برابر گرم گرم علاج ہون۔ بقراط جو کہ تمام اطبا کا قبلۂ عالم ہی یون ہی اپنی حکمت مین لکھتا ہی۔ اور یقیناً تم یہ نہین کہہ سکتے کہ یہ اپنی روح آپ کھاتا ہی۔ اگر اسکے جسم سے تمنے خون لیا تو یہ فوراً جان دیدیگا جاؤ جو کچھ مین کہتا ہون تمام عالم سے کہدو۔

اسپر فرانسیسی ڈاکٹر نے کہا کہ اسکا امتحان کسنے کیا ہی اور اسکی نبض کسنے دیکھی ہی چلو خیر ہماری دردسری تو بچی یہ تو مر گیا اب گرم و خنک اسکے لیے ایک حکم رکھتے ہین یہ کہہ کے وہ رخصت ہوا اور مجھے اور میرے بقراط کو ہماری ناکامی کی طرف کیے ہوے چھوڑا مین بولا کہ موت اسکے لیے بہتر ہوئی۔ خدا کے حکم اور فرمان کے آگے آدمی کی عقل

کیا حقیقت رکھتی ہی۔ ہم طبیب قضا کے آگے کچھ کر ہی نہین سکتے۔ جیسا کہ سٹی ہوئی گھڑی کا پانی دریاؤن کے پانی کو مغلوب نہین کر سکتا۔

ایک مُلا جو اسوقت موجود تھا اُسنے حکم دیا کہ اسکے دونون پیرون کو قبلہ کی طرف پھیر دو دونون پیر کے انگوٹھے باہم مضبوط باندھے گئے۔ ایک رومال اسکی ٹھوڑی کے نیچے لپیٹ کے رکھ دیا گیا۔ اور پھر اسکے دونون پیرون کو لے کر سر کے اوپر جکڑ دیا اور جسقدر پاس کھڑے ہوے تھے سب درود و دعا جو ان کے مذہب مین ہوتی ہی پڑھ رہے تھے۔

اسی وقت اس مظلوم اور متوفی کے رشتہ دار بھی آ گئے۔ وہ وہ نالۂ و بکا ہوا ہی کہ الحفیظ والامان۔ پھر تابوت آیا اور اُسکے رشتہ دار نعش کو اُسمین رکھ کے لے گئے۔

جب مین نے دریافت کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ جلاّدون کا نائب افسر تھا اور اس کے ماتحت ایک سو پچاس جلاّد تھے۔ اسکے یہ فرض تھے کہ جسوقت شاہ روانہ ہون تو اُن کے آگے آگے گھوڑا دوڑاتا ہوا بھیڑ کو صاف کرتا ہوا چلے۔ حکام کی سربراہی کرنا۔ ویسی قیدیون کا چارج لینا۔ غرضکہ پولیس افسر کیطرح سے شہر مین کام کرنا۔ یہ سنتے ہی فوراً یہ اسامی میرے دلمین کھٹکی مین نے یہ خیال کیا کہ یہ ملازمت میرے لیے دوائیان حل کرنے اور نسخہ بنانے سے کسقدر موزون ہوگی اور مین اُسکو کس خوبی سے انجام دونگا مجھے۔ دھیان آتے ہی مین نے خیال کیا کہ یہ کیونکر حاصل ہو سکتی ہی اور اسکا امکان کیونکر ظہور پذیر ہوگا۔ مجھے خیال آیا کہ مرزا احمق کا دوست افسر جلاّدان ہی کیونکہ اُسنے افسر پر بہت ہی احسان رکھا تھا۔ چند روز کا عرصہ ہوا کہ افسر نے مرزا احمق سے شاہ کی خدمت مین یہ سفارش کرائی تھی کہ شراب اسکی صحت کے لیے بہت ہی مفید ہی اور دربار مین سخت ممانعت ہی تو مین چاہتا ہون کہ اُسے اجازت ملجائے اور اس افسر نے اپنے ہان کے قبلۂ و کعبہ سے اسکے لیے فتوی بھی لے لیا تھا کہ تمھین شراب پینا جایز ہی۔ تو مرزا احمق نے شاہ کے آگے اسکی یہ سفارش کر دی تھی کہ افسر جلادان کو شراب

پینے کا عام حکم دیدیا جائے اور وہ منظور بھی ہو گیا تھا۔ تو اب گویا مرزا احمق کا مجھ پر بہت بڑا احسان تھا مجھے اس سے امید بندھی تھی کہ مرزا احمق اگر چاہے گا تو اس کا سر انجام ہو سکتا ہے۔

۶
چھٹا باب

حاجی بابا کا گورنمنٹ کی ملازمت میں بھرتی ہونا اور جلاد بننا

پیشتر اسکے کہ ڈاکٹر (دیر کہنہ محل کا وہ دروازہ جہان رعایا کے متعلق امورات انجام پاتے ہیں) کو روانہ ہوا میں اپنا موقع دیکھنے لگا۔ کہ میں اس سے اپنی آئندہ تقدیر کی بابت ذکر کروں اور اسکو اس بات پر آمادہ کروں کہ وہ افسر جلاّدان سے سفارش کر کے مجھے متوفی کی جگہ دلوانے میں ایک لمحہ کا توقف نہ کرے۔ اور مجھے اسکی جلدی یوں ہوئی کہ شاہ دار الخلافہ سے سلطانیہ روانہ ہونے کو تھے اور پھر طبیب انکے ساتھ جاتا تو پھر یہ ایک بدیہی امر تھا کہ جب طبیب بھی چلا جاتا تو ضرور میں اُسکی جگہ پر رہتا۔

طبیب جو کہ اس خرچ سے جو شاہ کی مہمانداری میں اُٹھا تھا متفکر تھا اور اسکا یہ ارادہ ہو رہا تھا کہ گھر میں اس سختی سے کفایت شعاری کا برتاؤ کیا جائے کہ سب خرچ برابر ہو جائے باوجودیکہ اس غم سے بیٹھا جاتا تھا لیکن اسنے میری خواہش سنتے ہی مجھ سے قرار کیا کہ جہانتک ہو سکے گا میں تمھاری مدد کروں گا۔

طبیب نے مجھ سے کہا کہ جب صبح کا دربار ہو چکے گا تو میں تمھیں عین دربار ہی میں افسر جلاّدان سے ملوا دونگا تم مستعد رہنا۔ جوں ہی میں نے ظہر کی اذان سنی فوراً شاہی محلات کیطرف روانہ ہوا۔ اور میں افسر جلادان کے کمرے میں جس کے بڑے بڑے دروازے خاص پھاٹک کی طرف کھلے ہوئے تھے جا دھمکا چند اشخاص وہاں مجتمع تھے ایک کونے میں یہ افسر خود نماز پڑھ رہا تھا میرے دوست شاعر اور نائب افسر تقریباً سے کچھ باتیں ہو رہی تھیں۔

موخرالذکر متوفی کے متعلق عجیب و غریب روایات بیان کر رہا تھا کہ اتنے مین افسر جلادان نے نماز پڑھتے مین کہا کہ "این دروغ است"۔ آپ ذرا صبر کرین۔ مین نماز پڑھ لون پھر آپ سے مفصل کیفیت بیان کرونگا کہ یہ امر کیونکر ہوا۔ یہ کہہ کر پھر وہ نماز پڑھنے لگا جب یہ نماز پڑھ پڑھا چکا تو اُسنے اپنی اصلی کیفیت بیان کرنی شروع کی۔ اور افسر کی یہ ساری باتین اور کیفیت کا دُہرانا نائب افسر تقریبات کے بالکل خلاف تھا۔ کہنے لگا کہ فرانسیسی ڈاکٹر نے تو اس مظلوم کا خون لیکے اسکو مار اُتارا۔ اور پھر ایک فارس کے طبیب نے اُسے صرف ہلا کے پھر زندہ کر دیا۔

افسر جلادان یہ باتین ہی کر رہا تھا کہ اتنے مین مرزا احمق بھی دروازے مین داخل ہوے افسر یہ ذکر کر رہا تھا کہ دو طبیبون مین یہ ہوا اور یہ ہوا۔ اُسنے اس امر کو ثابت کر دیا کہ بڑے بڑے عجیب و غریب معاملے پیش آئے۔ اسکے بعد اُسنے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہی وہ شخص ہے اگر روکا نہ جاتا تو ضرور ہی اسکی زندگی بچ جاتی۔ یہ اشارہ ہوتے ہی اسکی آنکھین میری طرف اُٹھین اور سب نے مجھے بُلایا کہ تم آکر مفصل کیفیت بیان کرو کہ یہ کارروائی کیونکر انجام پذیر ہوئی۔ یہ سُنتے ہی مین نے فوراً اپنی وضع کو اور ہیئت مجموعی کو بالکل اُسی موقع کا سا بنا لیا اور مین نے تمام علمی اصول کو بیان کر دیا جو اسوقت برتے گئے تھے اور جو مین نے طبیب اعظم کی تعلیم مین دیکھے تھے یہ سنکے مرزا احمق میری تعریف کرنے لگا اور بہت جوش مین اُسنے مجھے افسر جلادان سے ملوایا اور کہا کہ مین اس متوفی کے عہدے کے لیے اس شخص کی سفارش کرتا ہون۔

افسر جلادان۔ اوہو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ طبیب جلادی کا عہدہ لے۔

شاعر۔ یہ کچھ نقصان کی بات نہین ہے (ایک آنکھ کے کونے سے مرزا احمق کیطرف دیکھ کے) دونون ایک ہی قطار مین ہین۔ ایک دوسرے کی نسبت زیادہ تحقیق سے اپنا کام انجام دیتا ہے۔ یہ درست ہے مگران تمام باتونکے بعد یہ بہت کم ظاہر ہوتا ہے کہ آیا ایک

شخص رفتہ رفتہ ایک گولی سے مرجاتا ہی یا شمشیر کے لگتے ہی اُسکی گردن اُڑجاتی ہی۔ یعنی گولی اور تلوار کے اثر مین کتنا فرق ہی۔

مرزا احمق۔ (تردید کرکے) اگر نظر انصاف سے ملاحظہ کیا جاے تو شاعر بھی اسی قطار مین ہین جسمین کہ طبیب اور جلاد ہین۔ اسلیے کہ وہ آدمیونکی ناموری کا خون کردیتے ہین اور اس امر مین ہر شخص میرا متفق ہی کہ بہ نسبت طبیب کے قتل کے یہ خون سخت ہی اور اسطرح سے قتل کرنا جسطرح شاعر قتل کرتے ہین سب سے بڑھا ہوا ہی۔

افسر جلادان۔ یہ سب صحیح ہی تم جس طریقے سے چاہو قتل کرو۔ بشرطیکہ مجھے بھی سپاہیانہ روش پر چلنے دو۔ میرے مقابل مین ایک بہت اچھا جنگ آور چھوڑ دو۔ میرا نیزہ مجھے پھر بھونکنے دو۔ اور مجھے تیغ بُرّان کے کاٹ کرنے دو۔ مین اور کچھ نہین چاہتا ای مسٹر شاعر صرف مین تو بارود کی بو سونگھون اور گلاب کے پھول کی خوشنمائی تمھارے لیے رکھون۔ آپ توپ کے گولے کی گڑگڑاہٹ دین مین ہرگز بلبل ہزار داستان کی طرح تمھارے گانے کا حاسد نہ ہونگا۔

نائب افسر تقریبات۔ سب لوگونکی طرف مخاطب ہوکے۔ ہان ہر شخص آپکے جوہرون اور قابلیتون سے آگاہ ہی۔ اور خاص کرکے شاہ (جو سبسے زیادہ تمھارے اس قتل کرنے کے ہنر سے آگاہ ہی) کیونکہ اسنے اکثر اپنی مسرت ظاہر کی ہی اور کہا ہی کہ اب تک جسقدر فارس مین حکمران ہوے ہین سب مین مین ممتاز ہون۔ اور صرف ان ہی خیالات و تصورات سے وہ جارجیا کے جگر مین اپنے ہتھیارون سے گھس جانیکی گفتگو کرتا ہی (افسر جلادان کیطرف مخاطب ہوکے) اگر روسیونکو یہ معلوم ہوجاے کہ آپ آئے ہین تو اسوقت وہ تمام اپنے معاملات کو اس دنیا مین صاف سمجھنے لگین اور پھر آیندہ کیلیے تیار ہون۔

افسر جلادان۔ روسی چیز ہی کیا ہین۔ کیا خاک ہین۔ جارجیا پر قبضہ کرلینا اور روسیون کو وہان سے نکال دینا ایران کے لیے ایسا ہی کہ جیسے مین اُس لہو کے لیے ہون جو میرے

کُرتے مین گھُس کر مجھے کاٹتا ہی اور اس سے ذرا کی ذرا مجھے تکلیف ہوتی ہی اور پھر
دم بھر مین مین اُسے راہ فنا دکھا دیتا ہون۔ روسی اصل ہی کیا رکھتے ہین۔ اس کے
بعد وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ مین تمھین اس نوکری مین لینا پسند کرتا ہون۔
اسلیے کہ تم میری طرح سے بارود کی بو سونگھنے کے مشتاق معلوم ہوتے ہو۔ کیونکہ جس عہدے پر
تم معین ہوگے ایسے شخص کیلیے رستم کی سی طاقت شیر کا سا دل۔ اور بھیڑیے کی سی
چستی ضرور ہونی چاہیئے۔ مجھے سر سے پیر تک دیکھ کے وہ بہت خوش ہوا اور مجھے حکم دیا
کہ تم میرے نائب کے پاس چلے جاؤ تاکہ وہ تمھین ساز و سامان آفس سے درست کرے
اور تمھین تمھارے عہدے کیلیئے سب ہدایات کردے کہ کسطرح سے کام کرنا ہوگا۔

مین نے دیکھا کہ نائب صاحب شاہ کے سفر کی تیاری مین پھنسے ہوے ہین اور ہر شے
کے انتظام کیلیے احکام جاری کر رہے ہین۔

جون ہی اُسے معلوم ہوا کہ مین متوفی جلاد کے عہدے پر متعین ہوا اُسنے فوراً متوفی کا
گھوڑا اور سب جنگی وردی مجھے دیدی اور مجھے سخت تاکید کی کہ انکی بہت ہوشیاری سے
نگہبانی رکھنا اور یہ بھی اطلاع دیدی کہ اگر انمین سے کوئی شے زایل ہوجائیگی تو پھر دوسری
تمھین نہین ملنے کی۔ تیس تمن ماہانہ میری تنخواہ مقرر ہوئی اور بیٹیا اور میرے گھوڑے کی خوراک
جدا معین ہوئی۔ اب مین نے اپنے کو پوشاک اور ہتھیارون سے مزیّن پایا۔ پہلے اس سے
کہ مین آگے کچھ بیان کرون مناسب سمجھتا ہون کہ اپنے نئے آقا نامرد خان کے چال چلن
اور اسکے طریقہ سے ناظر اور میری سرگذشت کے پڑھنے والے کو آگاہ کرون۔ یہ شخص لمبا تھا
چوڑے کاندھے تھے اور بہت ڈبل اور جسیم بھی تھا اور اسکی عمر کوئی پیتالیس برس کی
ہوگی پورا جوان تھا۔ اور اب بھی اسکو خوب جوان کہتے تھے اسکی ہیئت اس مادہ کی
تھی۔ لمبی لمبی سیاہ گھندار بھوین۔ بڑے بڑے ڈبل بالون کی داڑھی اور ایسی ہی
مونچھین۔ اس کے ہاتھ خصوصاً بڑے اور زور آور تھے۔ اور سیاہ بالون سے

جو اسکی قمیض کے شگاف سے باہر نکلے ہوے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکی اون ڈبل اور موٹی کو الٹی کی ہی۔ اسکی مجموعی صورت سے سرداری برستی تھی لیکن ساتھ ہی اسکے اسکی صورت سے بد دماغی اور ناتراشیدگی بھی ٹپکتی تھی طہران مین یہ بہت خوش گذران مشہور تھا وہ بغیر کسی جھجک یا خدشہ کے خوب خوب مئے گلرنگ اڑاتا تھا اور ملاؤنکو خوب ہی برا بھلا کہتا تھا۔ اسکا گھر گویا مخزن عیش و عشرت بن رہا تھا گانے اور طنبور بجانے کا شور شام سے صبح تک اسکے مکان سے سنائی دیتا تھا۔ اس کے ہان مرد اور عورتین ناچنے والیان تھین۔ اور یہ گویا بذات خود ہر ایک ٹولی کا محافظ تھا۔ لیکن باینہمہ وہ اپنے محکمہ کے سخت اور شدید کامون مین سست نہین تھا۔ کیونکہ گانے اور بجانے کی آوازاون مین ہر شخص ان کمبخت اور بدبخت لوگونکی واویلا اور بکا کی آوازین بھی سنتا تھا کہ جنپر کوڑے باڑی ہوتی تھی اور جو سخت اسکے آگے زجر و توبیخ کیے جاتے تھے۔ یہ نہایت ہی عمدہ سوار تھا۔ اور بھالا لگانے مین ید طولی رکھتا تھا اور گو اسکے چہرے مہرے سے یہ صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہ سپاہی ہی اور اسکی ہر شے یہ یقین دلاتی تھی کہ یہ ضرور مرد میدان ہی اور بڑا قوی ہی لیکن اصل مین یہ حد سے زیادہ ہیز اور نامرد تھا۔ یہ ہمیشہ بڑے بڑے فخریہ اور شیخی کے الفاظ کہہ کے اپنی اس نامردی کی اصلی حالت کو چھپانے کی کوشش کرتا تھا۔ اور ان لوگون مین جو اسکی اصلیت سے واقف نہین تھے کامیاب ہو جاتا تھا۔ اور یہ صرف اپنی شیخی سے حال کے فارسیون مین ایسا ہی سمجھا جاتا تھا کہ جیسے پرانے فارسیونمین سام اور افراسیاب خیال کیے جاتے تھے۔

اسکا نائب یعنی لفٹنٹ اپنی کرخت اور درشت صورت سے ایک چالاک اور عقلمند شخص تھا وہ اپنے افسر کے انتظام کو کامل طور سے سمجھتا تھا جسکی وہ ایسی تعریف کرتا تھا کہ سوا شاہ کے اور اسکے کوئی شخص فارس مین اس قابل نہین ہی کہ اسکو آدمی کہا جائے۔

مجھے جلدی سے اس بات کا علم ہو گیا کہ میری طمع ... وہ شخص نے میرا ایک حاسد پیدا کر دیا

جب اُسنے دیکھا کہ مین نے اِس عہدے کے حاصل کرنے پر اُسے کچھ نذرانہ نہین بھڑایا تو اُسنے اس جلن سے میرے اوپر سخت سخت مشکلات ڈالنی شروع کردین اور میری راہ مین کانٹے بونے لگا لیکن مین نے اپنی اُس زبان کی چوٹ سے جو میری فطرت مین پڑی ہوئی تھی اسکو سیدھا کیا یعنی آپ لقمانوں کے لب لباب ہین اور آپ ایسے لائق اور کارگزار ہین کہ آپکے عہدہ اپنے افسر کا عہدہ سوا آپکے کوئی پا ہی نہین سکتا جب اُسنے یہ یہ مدح سرائی کی باتین اپنی نسبت گوش گزار کین تو بہت ہی خوش ہوا اور میری ایسی تعریف کرنے لگا جو حد سے باہر ہی۔ اللہ کریم کی عنایت سے اسوقت تم گویا یہان اِس محکمہ مین ایک جواہر ہو اور تمھارے ہی دم کی زیب و زینت ہی۔

اتبک مین طبیب ہی کے ہان رہتا تھا یہان تک کہ شاہ کی روانگی کا زمانہ قریب آیا اور مین نے سامان سفر کی تیاری کرنی شروع کی۔ چونکہ مین عہدہ دار بنگیا تھا اور عہدہ دار بھی جلادون کا افسر تو مجھے جس چیز کی حاجت ہوتی تھی صرف اپنے بھرم پر بازار سے بلاتکلف لیتا تھا۔ جس زمانہ مین کہ مین طبیب کے ہان رہتا تھا مین نے مریضون سے لیکر کچھ ضروریات کا سامان جمع کر لیا تھا اور یہ مجھے اُنھون نے بطور نذرانہ دیا تھا۔ مثلاً ایک بستر ایک رضائی۔ ایک پلنگ مجھے ہاتھ لگا تھا۔ اور وہ یون لگا تھا کہ ایک غریب شخص اتفاقیہ ہمارے چارج مین مرگیا۔ مین نے اُسکے رشتہ دارون کو یقین دلایا جنکو مین جانتا تھا کہ یہ بڑے وسواسی مسلمان ہین کہ صاحب ہمارا اصلا قصور نہین ہی ہمنے تو جہانتک ہمسے ہوسکا کوئی بات اُسکی نگہداشت مین نہین اٹھا رکھی اور جو مین نے اُسکے ساتھ کیا تھا اور جسطرح سے پیش آیا تھا اسمین کسی طرح کا شبہہ نہین ہی۔ لیکن اسکا علاج کیا ہو کہ جس بستر پر یہ لیٹا ہوا تھا وہ بستر ہی کمبخت ہی۔ اور اصل بات یہ تھی کہ رضائی ریشمی تھی۔ اور دوسری بات یہ ہوئی کہ بستر کے پائنتی قبلہ کی طرف نہین پھری ہوئی تھی۔ جب اُسکے رشتہ دارون نے بستر کے یہ گن سُنے تو اُنھون نے کانون پر ہاتھ رکھے اور وہ بستر چھوڑ چھوڑ اکر چلتے بنے تو پھر یہ بستر

میرے ہاتھ لگ گیا۔

ایک آئینہ کی کبھی مجھے ضرورت ہوئی تو وہ مجھے یون ہاتھ لگا کہ ایک دن ایک مرزا اپنا آئینہ دیکھ رہے تھے کہ منھ دیکھتے دیکھتے اُنھین اپنا چہرہ کچھ اُترا ہوا اور پژمردہ معلوم ہوا۔ اُنھین یہ صورت کھٹکی مین نے اُنھین یقین دلایا کہ مرزا صاحب خدا کے لیے آپ پھر یہ آئینہ ملاحظہ نہ کیجیئے گا۔ آپکا چہرہ تو سرخ و سفید ہو رہا تھا ابھی تو گلاب کی پتی کے موافق تھا یہ سنتے ہی اُنھون نے آئینہ کو پھینک دیا مین اُسے اُٹھائے لیے گھر چلا آیا۔

مرزا احمق سے زیادہ ظاہر اندھب مین کوئی سخت نہین تھا۔ اور جو چیزین کہ غیر مصفا ہوتی تھین اُنکے لیے حد سے زیادہ شکی تھا۔ مجھے ایک تو یخدان کے جوڑے کی ضرورت تھی اور ایک اُس جوڑیکی ضرورت تھی جو خود طبیب کا تھا جو ایک کمرے مین یون ہی بیکار پڑا ہوا تھا۔ وہان یہ چیزین اکثر میرے ملاحظہ مین گزرتین۔ اب مین نے دل مین خیال کیا کہ یہ چیزین میرے قبضہ مین کیونکر آجائین۔ مجھے یکایک یہ خیال آیا کہ چند کتیا کے بچے جو تمام طہران مین کثرت سے پاے جاتے ہین اور جو ہماری دیوار کے نیچے ہی ایک کتیا نے دیے تھے مع اُنکی مان کے اُٹھا لاؤن اور ایک یخدان مین اُنکو بھر دون چنانچہ مین نے یہی کیا ایک یخدان مین تو وہ بچے اور کتیا بٹھائی اور دوسرے مین خشک ہڈیان ادھر اُدھر سے لاکے رکھ دین اور پھر کچھ خبر نہ ہوا جب کتیا اور بچے باہر چلنے پھرنے لگے اور اُنھون نے غل غپاڑا مچایا تو طبیب کے آدمیونکو خبر ہوئی اُنھون نے طبیب کو اس واقعہ سے مطلع کیا وہ مع اپنے داروغہ مکان اور اور آدمیون کے جنمین مین بھی شریک تھا موقع واردات پر آیا جب سب نے یہ ملاحظہ کیا تو اُنھین بہت ہی خدشہ معلوم ہوا اور اُنھون نے گویا گھر کے لیے خاص بدشگون سمجھا۔

ایک شخص بولا۔ کہ یہ صرف خانم سے شادی کرنے کا نتیجہ ہے اور اُسی سے ہوا ہے دوسرا بولا۔ کتیا کے بچے ابتک اندھے ہین اللہ کرے ہم اور طبیب کہین اندھے نہو جائین

طبیب کو تو اصل مین یخدان کھونے کا بہت رنج تھا اُسنے انھین بخش کہا اور بولا کتنا اُسکے بچے اور سب چیزین ابھی یہان سے علیحدہ کردی جائین۔ مین نے فوراً ہی انپر قبضہ بٹھایا اور بہت جلدی ان سب کو ان نتائج سے آگاہ کیا جو اس شخص کیلیے ہونگے جو ان اشیا پر قبضہ کریگا۔ غرض رفتہ رفتہ مینے خوب سامان جمع کرلیا اور جب ہماری سفر کے لیے تیاری ہوگئی مینے اس یخدان کو شاہی خچر ہانکنے والے کو ذرا خصوصیت اور حق جتا کر دیدیا کہ وہ اُسے لے چلے۔

ساتوان باب

حاجی بابا کا شاہ کے ہمراہ جانا

آخر کار سلطنہ کو روانہ ہونے کا دن نجومیون نے قرار دیا۔ آفتاب نکلنے سے نصف گھنٹہ کے بعد شاہ محل سے روانہ ہوے ۲۱۔ ربیع الاول تھی منھ اُٹھا کر جو چلے تو کہین ذرا بھی لجام کو سہارا دے کر نہ ٹھٹکے جب تک سلطنہ کے محل مین نہ پہنچ گئے۔ یہ شہر کنارہ کرج پر واقع ہے اور طہران سے نو فرسنگ کے فاصلے پر ہی مختلف حصص فوج مع ان پلٹنو نکے جو سلطنہ مین جمع ہوئی تھین انکو حکم ہوا تھا کہ وقت مقررہ پر سب وہان تیار رہین۔ شاہ کے ساتھ باڈی گارڈ۔ اونٹو نکا توپخانہ۔ اور ایک بڑا مضبوط دستہ سوارون کا تھا۔ دربار کے اعلیٰ اعلیٰ عہدہ دار مع وزراء سلطنت اور وہ افسر جو پبلک فاترین ملازم تھے شاہ ہی کے ساتھ سبنے سفر اختیار کرلیا تھا۔ اسطرح سے شہر بالکل سنسان ہوگیا تھا۔ کیونکہ ایک ہی دن مین اسکی آبادی کم ہوگئی۔ ہر چیز اور ہر ایک شخص چلتا ہی ہوا معلوم ہوتا تھا۔ پردیسی اگر کوئی ایسے وقت مین دیکھے گا تو اُسے یہی خیال آیگا کہ باشندے شہر چھوڑ کر سب چلدیے جیسے کہ شہد کی مکھیان ایک جگہ سے چھتا اُٹھا کے دوسری جگہ چلی جاتی ہین اور وہان اپنا قیام کرتی ہین اسی طرح سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ طہرانیون نے شہر کو اٹیڈیو کہا اور اب وہ کہین اور جا کے بس گئے ہین۔ خچرون اور اونٹون کا تانتا جنپر بستر ے۔ غالیچے۔

بادر چنچانے کے برتن رکھے رہے - کوڑونکا سامان اور ہر قسم کی چیز لسطلدی ہوئی تھین -
اور جولدے پھندے راستہ پر چلتے ہوئے معلوم ہو رہے تھے - خاک کثرت سے اڑ رہی تھی -
اور اسوقت اُنکے رہنما برابر اپنی آوازون کو اپنے جانورونکی گھنٹیونکی آوازون سے ملاتے
جاتے تھے جو انکی گردنون مین پڑی ہوئی بجتی جاتی تھین -

روانگی کی فجر کو مین لسین پھاٹک مین مقیم تھا تاکہ اسکا انتظام کرون کہ کوئی چیز شاہ کی
راہ مین مانع نہ آئے - تمام شہر کے سقون نے سڑکون پر چھڑکاؤ کر دیا اور جہانتک ممکن
ہوا تھا وہ تدبیر اور دور اندیشانہ کام عمل مین آئے تھے جن سے شاہ کی رحم مزاجی اور شفقت
رعیت کے حال پر ٹپکتی تھی - خصوصًا بڑھیا عورت کو بھی اجازت نہین تھی کہ وہ شاہ کے آگے
سڑک پر دکھائی دے شاہ کی اُسپر نظر پڑ جائے اور پھر وہ نظر بُری ہو - یعنی شاہ کے دل کو
بھا جائے پھر دقت آکے واقع ہو -

اسوقت مجھ مین دلیری اور جرارت ایسی ہو گئی تھی کہ مین آدمیونکو ادھر اُدھر ہٹاتا
تھا اور اپنی عادت اور مزاج کا ذرا خیال نہ رہا تھا مجھے اچھی طرح سے اپنی وہ حالت یاد تھی
کہ جب مین عوام الناس مین سے تھا اور مین سخت نفرت کی نگاہ سے دفتر کے ہر ایک شخص کو
دیکھتا تھا - لیکن اب مین نے اپنی لکڑی اِس آزادی اور دلیلے پن سے
استعمال کرنی شروع کی کہ نہ لوگون کا سر دیکھتا تھا اور نہ پیٹھ دیکھتا تھا سڑاسڑ جو اُڑانی
شروع کی تو ایک تہلکہ مچ گیا اور میرے بھائی جلاد بھی چمکے اور متعجب ہوئے کہ حاجی امین
ایک عفریت مست کے مانند ہی مجھے یہ تردد تھا کہ کسی طرح سے میری جرارت اور دلیری کی
دھاک بندھ جائیگی اور اس سے مجھے یہ امید تھی کہ جب میری دھاک بندھ جائیگی تو مین
اس سے اور اعلی عہدے پر ترقی کر جاؤنگا -

غرض جلوس اب آگے بڑھنا شروع ہو گیا - توپخانہ شہر پہلے سے آگے چلا گیا تھا کہ شاہ
کے پہونچنے سے پہلے وہ سلطنہ پہونچ جاے اور جب شاہ سلطنہ پہونچین تو کہ دُنا دن

سلامی اُتارے ۔اب معلوم ہوا کہ شاہ طہران سے روانہ ہوئے کیونکہ توپونکی گڑگڑاہٹ نے
تمام شہر مین یہ روشن کردیا تھا۔جلادون کا سوار ایک جنگی رخش صورت گھوڑے پر سوار ہوا
اور شاہراہون مین اسنے گھوڑے کو ڈپٹایا۔اور بہت سے سوار آگے پیچھے دوڑتے ہوئے معلوم ہوتے
تھے یہ سارا جھگڑا اسلیے تھا کہ سڑکون کو شاہی جلوس کے لیے صاف کرین ۔اول لفٹنٹ آئے
انکے بعد سوار جو جواہرات اور شال اور سونے وغیرہ سے لدے پھندے تھے انکے بعد دوڑتے
ہوئے پیادے ۔پھر شاہ۔شاہ عالیجاہ کے بعد شہزادے ۔انکے پیچھے وزرا۔اور ان سبکے
بعد کثرت سے سوارون کا رسالہ جاتا تھا۔

جب یہ بیان کیا گیا کہ اسوقت شاہ کے ہمرکاب تمام مدارج کے لوگ تھے اور جب انکا
ٹوٹل دیکھو کہ جنمین ۔مرزا۔ملازمین رقلیان بردار۔باورچی ۔انکے خدمتگار جو ظروف وغیرہ
کو صاف کرتے ہین ۔فراش ۔دوڑتے ہوئے پیدل ۔چرویدار ۔سوار ۔اونٹ اور خچر
ہکانے والے ۔اور دس ہزار اور لوگ جو کیمپ کی ہمراہی مین قدمزن تھے ۔جسوقت کہ مین
کہین دروازے پر کھڑا ہوا تھا اور یہ غُل وشور کرتا ہوا مجمع میرے آگے سے نکلتا تھا
تو ہر شخص اسکا اندازہ کرسکتا ہے کہ وہ کتنا ہوگا ۔جب شاہ عالیجاہ قریب آئے
جنکی لمبی داڑھی چھاتی پر قلابازیان کھاتی ہوئی ادھر اُدھر اُڑتی تھی اور اُنکی صورت سے
دہشت اور خودسری اور جلال شاہی جلوہ دے رہا تھا مین نے بھی نہایت ہی ادب سے
اور جھک کے سلام کیا اور اپنی گردن کو بغیر جھکائے نہ رہ سکا اگر مین ذرا بھی گردن جھکانے
اور قاعدے کے موافق آداب بجالانے مین کوتاہی کرتا تو کاندھون کے بیچ مین سے میرا
سر ندارد ہوجاتا ۔

اس تمام جلوس نے شہر کے دروازے کو صاف کردیا ۔مین نے گارد کے ساتھ جو
وہین قیام کیے ہوئے تھا حقہ پینے پلانے مین دیر لگادی اُسوقت وزیرونکی عورات جنکو
کیمپ کے ساتھ چلنے کی اجازت ملی تھی نمودار ہوئین اُنھون نے پھر زینب کی یاد کو

تازہ کردیا۔ مین نے بہت دلسوزی اور افسوس سے اُسکی مصیبتناک حالت پر رنج کیا اور اُسکی آیندہ قسمت پر خون کے آنسو بہائے کہ دیکھیے اب اُسکی کیا حالت ہوگی۔ پیاری زینب جیسا کہ مجھے اپنے روانہ ہونے سے ایکدن پہلے نور جہان سے معلوم ہوا تھا اُس گھر مین بھیجی گئی جو ایک چھوٹا موسم گرما کا مکان ہے اور جسکا تعلق شاہ کجکلاہ سے ہے اور یہ چھوٹا مکان ان پہاڑون پر ہے جو طہران کے اردگرد آکے واقع ہوے ہین جہان یہ مظلوم لڑکی گانے اور ناچنے کی تعلیم پائیگی۔ شاہ نے حکم دیدیا تھا کہ جب ہم فصل خریف مین واپس آئین اُسوقت تک زینب فن موسیقی مین کمال پیدا کرلے اُسوقت گویا زینب کے شاہ کی خدمت مین حاضر ہونے کے بھاگ کھلینگے۔ جب مین سوار ہوا چاہتا تھا تو اُسمقام کو نہین دیکھ سکا جہان پیاری مقید کی گئی تھی اور مین نے چاہا تھا کہ اسکا کچھ نشان مین دامن پہاڑ مین سے امتیاز کرسکون شاید کوئی موقع ایسا آکے واقع ہو کہ مین اپنا فرض اور کام چھوڑ چھاڑ کر اُسکے ہان جاکے صرف جھلک ہی دیکھ سکون۔ مگر مجکو پھر حکم ہوا کہ شاہ کے سلطنہ اُترنے سے پہلے مین وہان کا انتظام جاکے کرون۔

دن کا سفر اور میرا ملازمت کا وقت ختم ہوگیا۔ مین جلادون کے بڑے سردار کی قیامگاہ کی طرف گیا جہان مین نے اپنے لیے ایک چھوٹا سا ڈیرہ استادہ دیکھا۔ انمین پانچ اور میری ہی محکمہ کے لوگ تھے جو زمانۂ سفر مین میرے ہی ہمراہ رہینگے مین انسے شہر ہی مین واقف ہوگیا تھا اور وہین میرے انکے بخوبی شناسائی ہوگئی تھی۔ اب ہم باہم ایسے تنگ مقام مین جمع ہوے جو چھ گز طول سے زائد ہرگز نہ ہوگا۔ اور چار گز عرض سے بڑھتی نہ ہوگا۔ غرض اسطرح سے ہم ایک دوسرے پر پڑے۔

چونکہ مین نوجوان اور بچہ تھا تو اس تنگی اور ایسی سختی پر کچھ بھڑکنا چاہتا تھا لیکن مینے اپنے کو سنبھالا اور دل مین خیال کیا کہ اسوقت چاہیے جیسی بے آرامی ہو جب بھی ہنس مکھ ہونا چاہیے۔ اگر اسوقت تکلیف ہوتی ہے ہو آیندہ بڑے بڑے منافع حاصل ہونگے

اور مین بہت کچھ ترقی حاصل کر جاؤنگا۔

افسر جلادان کے نائب کے ضمن مین یہان نائب لفٹنٹ بھی موجود تھا۔ یہ ایک شخص میرا دلی رفیق تھا اور آخرالامر صرف اسکے ذریعہ سے مین نے بڑی بڑی قومون مین شہرت پائی اسکا نام شیر علی تھا۔ اور اسکو درجہ بیگ عطا ہوا تھا۔ خاص باشندہ شیراز تھا وہین اسکی پیدائش ہوئی تھی۔ اگرچہ فارس کے دو رقیب شہرون کے باشندون مین کسی طرح بھی بنائے دوستی قائم نہین ہوتی لیکن میرا تو وہ گاڑھا دوست بنگیا اور ہم دونون شیر و شکر ہو گئے ایک دن گرمی مین جب مین بہت پیاسا تھا اسنے مجھے تربوز کا شربت پلایا۔ مین نے دوسرے موقع پر اسکا حقہ اسکے لیے بھر دیا۔

ایک دن مین چاول زیادہ کھا گیا اسنے اپنے قلم راش سے میری فصد کھولی اور مین نے اسکے عوض مین اسکے گھوڑے کا درد قولنج تماکو کا پانی پلاکر کھو دیا۔ غرض یون ہی دو بدل ہوتی رہی اگر مین اسکا ایک کام کر دون تو وہ یہ چاہتا تھا کہ میرے دو کام کر دے۔ اسیطرح سے ہم دونون مین خوب ہی گاڑھی دوستی ہو گئی۔ یہ مجھ سے عمر مین تین برس بڑا تھا لانبا قد۔ خوبصورت۔ چوڑے بازو۔ تنگ کمر۔ مناسب داڑھی جو صرف اسکی ٹھوڑی کو چھپائے ہوئے تھی۔ نہایت ہی خوبصورتی سے بل کھائی ہوئی زلفین اسکے دونون کاندھو نپر پڑی ہوئین جیسے کہ انگور کی بیلین باغ کی دیوارون پر پڑی ہوئی ہوتی ہین۔ غرض یہ ہمہ صفت موصوف تھا کوئی بات اعتدال سے زیادہ تجاوز نہ کیے ہوئے تھی۔

چونکہ اسے اس عہدے پر ایک زمانہ مدید گذر گیا تھا اسلیے یہ اس عہدے کی تمام فن فریب وغیرہ سے بخوبی آشنا تھا۔ کیونکہ جب ہمارے اس معاملے مین گفتگو ہونے لگی ایک بہت ہی تعجب انگیز امر تھا کہ اسنے کسقدر تجربہ اور کتنی وسیع اپنی مشق میرے ذہن مین نقشین کی اور مجکو کتنی دور از خیال باتون سے آگاہ کیا۔

وہ کہنے لگا۔ تم اسکو ہرگز خیال نہ کرنا جو تنخواہ شاہ اپنے ملازمین کو دیتا ہے اسی کو

اُسکے خدام دیکھین اور انپر قناعت رکھین۔ نہین کبھی نہین۔ صرف اُنکے عہدون کی حیثیت ہی پر بالجبر اور تعدی سے دست درازی کرنا منحصر ہی یعنی جس قدر منزلت کا عہدہ ہو اُسی قدر وہ بالجبر رعایا سے لے سکتے ہین اسکے علاوہ اور زیادہ منافع اُٹھانا یہ انکی دانائی اور عقل پر منحصر ہی۔ اچھا امتحاناً آپ ہمارے سردار ہی کو لیجئے۔ اسکو شاہ کے ہان سے ایک ہزار تمن ماہانہ ملتے ہین اور جو باقاعدہ یا بیقاعدگی سے اُسکو ادا ہوتے رہتے ہین لیکن یہ کچھ بھی نہین ہین۔ یہ انسے پانچ اور چھہ درجہ زیادہ خرچ کر ڈالتا ہی اچھا وہ اسے کیونکر حاصل ہوتا ہی اور بقدر زر نقد اسے کیونکر ہاتھ لگتا ہی۔ بس انھین لوگون سے اینٹھتا ہی جو اُسکے ہتھے چڑھ جاتے ہین۔ ایک خان معتوب ہوا اور قہر شاہی اسپر نازل ہوا اُسپر مار بھی پڑتی ہی اور اُسپر جرمانہ بھی ہوتا ہی۔ تو یہی ہمارا سردار اُسپر ڈنڈ اور تاوان ڈالتا ہی اور مارتا بھی ہی۔ بس جہان داہین ہاتھ سے کچھ بھینٹ چڑھا دیا اور سب تکلیفین اُسپر کم ہوگئین۔ فرض کیجئے کہ ایک سرکش کی آنکھین نکلوانی ہین اب یہ صرف اُسکی سزا کی زیادتی کمی اُس رقم پر ہی جو مجرم سے ملتی ہی کہ آیا یہ سزا یعنی اُسکی آنکھین کٹار اور چھری سے وحشیانہ طریقے پر نکالی جائین یا قلمتراش سے بہت آسانی سے نکال لی جائین۔ جب یہ شخص فوج کا افسر بنکے کسی اہم پر بھیجا جاتا ہی تو جہان جہان یہ جاتا ہی شہرون اور گاؤن سے اُسے نذرانے بھیجے جاتے ہین اور یہ صرف اسلیے ہوتے ہین کہ تم اپنی فوجکو روکنا کہ ہمین نہ ستائے اور ہمارے مال و متاع پر دست درازی نہ کرے جسقدر اسکے پاس روپیہ پہونچتا ہی یہ اُسی قدر رعایت کرتا ہی۔ اور علاوہ ان نذرانون کے جو غربا سے لیتا ہی سالانہ وزرا بھی اسے بخشش دیا کرتے ہین کہ شاہ کبھی نامہربان ہو تو اُسوقت ہمارے ساتھ رعایت ہوگی اور پھر ویسا جور و تعدی روا نہ رکھا جائیگا۔ غرض جہان لکڑی کو جنبش دیجاتی ہی اور جہان سزا دینے کا موقع آتا ہی تو یہ ہمارا سردار خوب دولت سمیٹتا ہی۔ اور پھر درجہ بدرجہ ہماری باری آتی ہی۔ اور پھر ہم اینٹھتے ہین جہانتک ہمارا بس چلتا ہی۔

جس زمانہ مین کہ مین نائب تھا اور مجھے ایک مجرم کے مارنے کے لیے بلایا جاتا تھا اور میری پہلے ہی سے ہتھیلی گرم ہو جاتی تھی تو مین بجاے اُسکے کہ اُسکے پیرون پر لکڑیان مارون اسکے اِس لکڑی کے تختہ پر مارتا تھا کہ جسپر وہ لٹایا جاتا تھا۔ یہ سال گزشتہ کا ذکر ہے کہ اسٹیٹ کے پرسپل سکریٹری کے اوپر شاہ کا عتاب نازل ہوا۔ اور حکم دیا گیا کہ اسپر لکڑی کی مار پڑے بغیر کسی فرق درجہ کے اسکے لیے ایک چھوٹی سی دری بچھائی گئی اور اسکو اسپر لٹایا گیا۔ مین اور ایک دوسرا شخص مارنے والا قرار دیا گیا دو آدمیون نے فیلک کو پکڑا۔ جب ہمنے اسکا شال اور اُسکے سر کی ٹوپی اُتاری اور اُسکی پیٹی اور اُوورکوٹ کو علیحدہ کیا جو قانوناً ہمارا ہو چکا تھا۔ تو اُسنے ہمارے کان مین کہا جو شاہانہ سن سکین اسلیے کہ یہ تمام باتین شاہ ہی کے حضور مین ہوتی ہین۔ اُن ماؤن کی قسم جنھون نے تمھین جنا ہے۔ مجکو زیادہ نہ مارنا۔ اسکے پیر باندھے گئے تھے۔ اور اسکو چادر پر چت لٹا دیا گیا تھا۔ جب یہ سامان ہو چکا تو ہمنے کام شروع کیا ہمنے صرف اپنی جانون کے خطرون سے اُسکو بھر پور مارا یہان تک کہ وہ واویلا مچانے لگا اور اب اُسنے ہمسے کچھ دینے کی درخواست کی کہ اگر مار تھما دوگے تو یہ پیش کرونگا جب ہمنے رفتہ رفتہ مار تھمائی اور ہم بجاے اسکے پیرون کے فیلک پر مارنے لگے۔ دونون جانب سے عقلمندانہ برتاو کیا جاتا تھا کیونکہ یہ بھی تو خوف تھا کہ کہین شاہ ہماری اِس گٹ پٹ کو نہ تاڑ جاے اِس طریقے سے یہ زور زور سے رو رہا تھا۔ آہ امان آہ امان۔ خدا کیلئے مار کم کرو۔ پیغمبر کی روح کی قسم بارہ تمن دونگا۔

تمھین تمھارے باپ اور ماؤن کا واسطہ پندرہ تمن دونگا۔ مجھے شاہ کے سر کی قسم بیس تمن دونگا۔ بھئی تمام اماموں کی سوگند اور تمام پیغمبرونکی قسم تیس چالیس پچاس ساٹھ سو ہزار تک دونگا۔ میری مار تھماؤ۔ جب مار تمام ہو چکتی ہے یہ علم ہمین فوراً ہی ہو جاتا ہے کہ جسقدر پہلے مار کھانے کی حالت مین اسکی فیاضی اور دریا دلی کو ترقی ہوئی تھی اُسی قدر اب گھٹنے لگی ہے لیکن پھر بھی جو کچھ اسنے ہمسے پہلے دینے کے لیے کہا تھا اسقدر تو ضرور ہی دیتا ہے اور اگر نہ دے تو

وہ یہ بھی تو جانتا ہی کہ ابکی اگر باری آئیگی تو یہ اُدھیڑ ہی ڈالینگے اور سخت ماردینگے ۔
اِس ڈر کے مارے دیتا ہی۔

شیر علی نے مجسے اِس قسم کی باتین کر کے تمام اونچ نیچ سے آگاہ کیا اب مجھے یہ سنکے یہی دہن لگی کہ کسی طرحسے کوڑے بازی کرون اور مال اینٹھون ۔اب تو مجھے خواب بھی اسی کا دکھائی دینے لگا۔

مین نے اپنا یہ معمول باندھ لیا کہ ہاتھ مین لکڑی لی اور اُس چیز پر جو پانونکی تشکل ہوئی مشق کرنے لگا۔ اور اسمین مین ایسا مشاق ہوگیا کہ اگر مجھے کبھی حکم ہو اور کسی کے مارنے کا موقع پڑے تو وہ پانونکی اُنگلی کو علحدہ علحدہ لکڑی سے مارسکون میری سرشت مین بیرحمی ہرگز نہ تھی جسکو مین بخوبی جانتا تھا نہ مین ایسا تندا اور دلیر تھا جسکا بھی مجھے بخوبی علم تھا اسلیے مین خود متعجب تھا کہ مین یکایک ایسا شیر بے پیر کیونکر ہوگیا۔ اصل یہ ہی کہ یہ امر صحبت سے بہت تعلق رکھتا ہی دوسرون کے بیرحمانہ کامون اور سختیون نے مجھے بھی سخت دل بنادیا۔ اور اب جو میری بود و باش تھی وہ ایسی سخت اور بیرحمی کی جگہ تھی کہ العظمۃ للہ۔ سوا اِسکے اور کچھ سُننے مین نہین آتا تھا۔ ناکون کا کٹنا۔ کانون کا کترنا۔ آنکھون کا نکلنا۔ او کھلی مین سر کا کچلا کرنا۔ دو آدمیون کو اوپر نیچے لٹکا کے قیما کرنا۔ تنور مین جلانا۔ غرض اسی قسم کی باتون مین مین ایسا مشاق ہوگیا کہ اگر موقع ہو تو اپنے باپ کو سولی دیدون اور اُف نہ کرون۔

آٹھوان باب

حاجی بابا کا اپنے کام مین مشغول ہو کے ایرانیونکی آئین سلطنت کا نمونہ بتلانا

شاہ آہستہ آہستہ سلطانہ کی طرف روانہ ہوے۔ آخر چند دن کے بعد جب ایک نیک ساعت آپ کے وہان پہونچنے کی قرار دی گئی تھی تو وہ اپنی ٹھیک اسی ساعت کو موسم گرما کے محلات میں پہونچے جو کچھ دن پہلے سے اُن کے لیے آراستہ ہوگئے تھے ۔ یہ محل

پہاڑیون پر قائم ہین اور انکی دوری پرانے شہر سے کچھ زیادہ نہین ہی۔ یہان سے پورا پورا نظارہ میدانون کا دکھائی دیتا ہی۔ جو میدان اسوقت سفید سفید ڈیرے خیمونسے پٹے پڑے ہوئے تھے۔ جسوقت کہ اپنے عہدے کے خیال کا دھوان میری چھاتی مین اُٹھتا تھا تو یہ ایک نمایان نظارہ تھا کہ مین اپنے اس حال کیحالت کو اور اس کمبخت اور مصیبتناک حالت کو جب مین ترکمانونکی قید مین تھا مقابلہ کرتا تھا تو صرف مجھے یہ فرق معلوم ہوتا تھا کہ جب مین خود پٹنے والا تھا اور اب مین مارنے والا ہون۔ صرف اس تعلیم سے جو کچھ تھوڑی بہت اصفہان مین میرے پُرانے اُستاد ملاجی نے کی تھی مجھے یاد تھی اور اس سے اللہ کی عنایت سے ابتک شہریون کی یعنی اپنے ہموطنونکی رعایت بہت کرتا تھا اور اُنسے مجھے ہمدردی بھی تھی۔

جب شیر علی میرے پاس آیا اور اُسنے مفصلۂ ذیل کیفیت مجھ سے کہی تو بہت دشواری سے مین نے یہ فکر و غوص کیا۔ وہ مجھسے بولا۔ ہماری قسمت اسوقت بلندی پر ہی لو آؤ تم میری ساتھ آؤ انشاء اللہ ہم دیکھو کیا کارگزاری کرتے ہین۔ تمھین اس بات کا دھیان چاہیے کہ شاہ کے کیمپ کیلیے اردگرد کے گانؤن سے پوری پوری خوراک مہیا ہو گئی ہی مگر یہ معلوم ہوا ہی کہ کدیج سوار کے گانون نے اپنا حصہ نہین ادا کیا ہی۔ اور اسکا گانؤن اس جگہ اور ہمدان کے بیچ مین واقع ہی اور اسنے بہانہ یہ کیا ہی کہ ایک شہزادہ مع اپنی جلو کے شکار کے بہانہ سے چند روز سے یہان ٹھہرا ہوا ہی اور وہ لوگون کو اندر باہر سے صاف کیے دیتا ہی۔ تو اب مجھے حکم ہوا ہی کہ مین وہان جاؤن اور اسکا بخوبی سرانجام کرون۔ اور مین مع اور گانؤن کے بزرگوارون کے کدخدا (سردار گانؤن) کو اپنے سردار کے آگے لے آؤن۔ چونکہ تم میرے دوست ہو اسلیے مین نے اجازت لے لی ہی کہ مین تمھین اپنے ساتھ وہان لیجاؤن گا اور ہمارے محکمہ کے عہدہ دار شکایت کرتے ہین کہ ہماری باری ٹوٹ گئی اور ہمین ساتھ نہ لیا۔ اب تم مغرب کی نماز پڑھتے ہی جلدی تیار ہو جاؤ تاکہ ہم بہت جلدی روانہ ہو جائین اور وہان فجر ہوتے ہوتے جا پہونچین۔

مین یہ سُنکے پھولا نہ سمایا کہ اتنی جلدی مین ایک کام کے سر ہوا۔ گو مین شیر علی کی طرح سے کام کرنا اور موقع سے عمل کرنا نہین جانتا تھا لیکن پھر عقل آزمائی کے لیے اور خنگ ترگام فراست کے دوڑانے کیلیے بہت بڑا کھلا ہوا میدان پڑا ہوا تھا مین نے کہا کہ ہمارا ستارہ برا ہوگا اگر اس مہلک شہزادے نے ہمارے لیے خوشہ چینی کرنے کو کچھ نہ چھوڑا میری دل مین ایک شاعر کا یہ شعر آیا۔ کہ۔

"اگر ایک ظالم نے ڈاڑھی جڑ سے پکڑ کر اُکھیڑ لی ہو تو کچھ خوف کی بات نہین ہو کیونکہ وہ ٹھوڑی سلامت ہو جہانسے وہ اُکھیڑی ہو پھر بھی اُگ سکتی ہو۔ مگر وائے اس خربزے پر جو جڑ سے اُکھیڑ لیا گیا"۔

یہ خیال کرتا ہوا مین اپنے گھوڑے کو کسنے کیلیے گیا جو افسرونکے گھوڑون کے ساتھ ڈیرے کے پاس چر رہا تھا۔ اور مین نے اسے سفر کے لئے تیار کیا۔ اسکے گلے اور پیرونکی رسّی کھولی اور اُسکی طرف مخاطب ہوکے یہ کہا۔ جانور۔ تم شوق سے چاہے لات مارو اور چاہے مجھے اُٹھا کر پھینکدو اسلیے کہ تم اِن کامونکے کرنیکے لیے آزاد ہو۔ اور اسکے علاوہ جو کچھ تمسے نقصان پہونچایا جاے پہونچاؤ۔

شیر علی اور مین نے آفتاب کے غروب ہونے پر اپنا کیمپ چھوڑا۔ ہماری ساتھ ایک لونڈا ہوا جو لدے ہوئے خچر کی چوٹی پر بیٹھا ہوا اُسکو ہنکار رہا تھا۔ اس خچر پر ہمارے بستر چادرے گھوڑونکی اگاڑی پچھاڑی وغیرہ لدی ہوئی تھین۔ جب سے کہ مین سپاہی ہوگیا تھا مین نے اپنے نام کے ساتھ بیگ کا خطاب اور بھی ملا لیا تھا۔ تاکہ میری اِن نام کے ساتھ پوری پوری شہرت ہوجاے مین نے اپنے گھوڑے کے واسطے ایک چاندی کی زنجیر اُسکی پیشانی پر لٹکانے کے لیے اپنے کسی دوست سے مستعار لے لی۔ اور ایک خوبصورت چاندی کے دستہ کا پستول اپنی کمر مین رکھنے کیلیے اُسی سے اینٹھا جب رفیق سے مین نے یہ دونون چیزین لین اُس سے مین نے اقرار کرلیا کہ اُسکے لیے کچھ سوغات گرمی کی

فصل کی وہان سے ضرور لاؤنگا۔

ساری رات ہمنے سفر کیا۔ کل دو گھنٹے ایک گانو نمین جو سڑک ہی پر واقع تھا آرام کیا اور ٹھیک صبح ہوتے ہی ہم کوچ سوار مین اسوقت پہونچے کہ جب عورتین لنبے لنبے تونشیٔ اصطبل سے نکال رہی تھین۔ اور آدمی اپنے حقے بیٹھے ہوے پی رہے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اب کھیت پر کام کرنے کیلیے جائینگے۔ جون ہی ہم گانون مین گھسنے لگے تو یہ ایک بدیہی امر تھا کہ دہان غل غپاڑہ مچے۔ ایک دم مچ گیا۔ عورتین تو خاموش ہوئین اور اُنھون نے فوراً اپنے چہرے آنچلون سے ڈھانک لیے۔ اور آدمی اپنی جگہون سے بیٹھے بیٹھے کھڑے ہوگئے اب مین چاہتا ہون کہ میری سرگذشت کا ناظر اس ہیئت اور شکل کو دیکھے جو شیر علی نے دہان پہونچ کے بنائی۔ اور اپنی کیسی ہوا باندھی ہے۔ اُس نے اپنے کو محکمۂ جلادان کا سب سے اعلیٰ افسر قرار دیا اور نذرا ایک حکومت اور درشتی کی آواز مین لوگون سے گانون کے سردار کا پتہ پوچھا کہ وہ کون بشر ہی اور کہان رہتا ہی۔ ایک سیدھا سادہ آدمی جس کی بھوری داڑھی۔ عاجزانہ صورت تھی۔ اور بہت ہی زدہ کپڑے پہنے ہوے تھا آگے آگے ہوا اور کہا آغا سلام علیکم۔ مین ہون تمھارا نوکر جسکو تم تلاش کرتے ہو۔ خدا کرے تمھارے قدم یہان آنے مبارک ہون اور تمھارا سائیہ عاطفت کبھی کم نہو۔ اور پھر بسم اللہ کہ کے اُسنے ہماری گھوڑونکو تھام لیا ہم نیچے اُتر آئے اور ہمارا اُترنا بھی نوابی اور امیرانہ ہوا ایک شخص نے گھوڑے کے سر پر ہاتھ رکھا ایک نے رکاب پکڑی ایک نے بغلون مین سہارا دیا یون ہم گھوڑون کی پیٹھون پر سے اُترے۔ ایک چھوٹی سی چادر کدخدا کے دروازے پر بچھی اسپر گانون کے تمام مرد بیٹھے اور ہمنے اندر کے رخ ایک کمرے مین نشست کی۔ کدخدا نے خود اپنے ہاتھون سے ہمارے بوٹ اُتارے اور اسی طرح کی ہماری اُسنے خدمت کی جو وہ ہر مہمانکی جو اُنکے ہان جاتا ہی کرتے ہین۔ جب شیر علی کی یہ عزت ہوئی اور اُنکی نگاہونمین اسکی سردارانہ توقیر جمی تو شیر علی نے دو چار لقمے اپنے حقہ مین سے اُڑا کر بڑی ہی تاکید

لفظی سے زور دے دے کر یہ کہا۔ تم جو کہ کدخدا کرج سوار کے ہو جانتے ہو کہ مین یہان شاہ کی طرف سے آیا ہون۔ پھر کہا شاہ کیطرف سے اور مین صرف یہ سبب دریافت کرنے آیا ہون تاکہ مجھے معلوم ہو کہ کرج سوار سے شاہ کے کیمپ کے لیے کیون نہین سامان رسد پہونچا۔ اور یہ رسد تمھین اس حکم کے مطابق بھیجنی تھی کہ جس کو دو مہینے کا عرصہ ہوا گورنر ہمدان کے ہان سے تمھارے نام جاری ہوا تھا۔

اسکا مجھے جواب دو۔ اگر تمسے ہو سکے تو اپنا چہرہ سفید رکھو۔

کدخدا۔ ہان اپنی آنکھون کی قسم جو کچھ مین نے پہلے کہا ہی وہی اب کہونگا جسقدر لوگ کہ یہان موجود ہین (اپنے گانون والون کی طرف اشارہ کرکے) جانتے ہین کہ جو کچھ مین کہتا ہون سب سچ ہی۔ اگر مین جھوٹ بولون تو میری آنکھین نکلوالین۔ حضور والا آپ اللہ کی عنایت سے انسان ہین۔ عقلمند ہین روشن دماغ اور نظر باز ہین آپ مسلمان بھی ہین۔ اور آپ خدا سے ڈرتے بھی ہین مین سوائے سچ کے اور کچھ بھی نہین کہونگا جو کچھ واقع ہوا ہی ظاہر کرونگا۔ نہ اس سے کم ہوگا نہ زیادہ۔ اور پھر آپ ہی پر اسکا فیصلہ کرنے کے لیے چھوڑ دونگا۔

شیر علی۔ بہت اچھا بہت اچھا کہو۔ مین شاہی ملازم ہون جو کچھ شاہ فیصلہ کریگا وہی ہوگا مین کیا کر سکتا ہون۔

کدخدا۔ آپ ہی حضور مالک ہین۔ لیکن بصد لجاجت یہ عرض کرتا ہون کہ آپ میری التماس کو بغور ملاحظہ فرمائین۔

تین مہینے کا عرصہ گذرا کہ جب قریب ایک گز کے گیہون اُگ آئے تھے اور بھیڑون کے بچے تمام ملک مین ممیاتے پھرتے تھے کہ اتنے مین شہزادہ خراب قلی مرزا کے ملازم نے مجھے آکے یہ اطلاع دی۔ کہ کل میرا آقا اس گانو مین آکے مقیم ہوگا تاکہ محیط اضلاع مین شکار کھیلے۔ اور وہ ہرنون۔ جنگلی گدھون۔ تیترون۔ بھیڑون۔ جنگلی مرغون کا شکار کھیلے گا۔ تو اُسنے حکم دیا ہی کہ میرے اور میرے جلو کے لوگون کے لیے عمدہ اور نفیس قبا منگا ہین تیار ہون

اور ہر قسم کا رسد کا سامان بھی مہیا ہو۔ جون ہی یہ خبر لگی تمام گانون مین ایک خوف چھا گیا ہمنے یہ دیکھ کے کہ ہم شہزادی کے ملازمین کے ساتھ کچھ نہ کر سکینگے یہ ارادہ کیا کہ اپنے گھر چھوڑ چھوڑ کر ہم پہاڑون پر مقیم ہون اور جب یہ روز بلا خیر منقضی ہوجائے پھر اپنی اپنی جگھون پر چلے آئین کیونکہ جب وہ آئیگا اور کچھ سامان نہ دیکھے گا تو ہمین تباہ کر دیگا۔ کاش اگر اسوقت آپ ان غریب زمیندارون کی حالت دیکھتے کہ جسوقت یہ اپنی سب چیزین مجبوراً چھوڑ چھوڑ کر بھاگے تھے تو آپکا پتا پانی ہوکر بہ جاتا اور آپکا دل رحم سے پگھل جاتا۔

شیر علی۔ اسکا مطلب کیا ہے۔ شاہ کا تو تمام گانون ویران کر ڈالا۔ اگر شاہ یہ سُنلے تو سب کو کوٹھوین ڈلوا کر ملوا دیگا اور تمہی رحم کے خواہان ہو۔

بوڑھا گانون والا بولا۔ برائے خدا رحم بھی کوئی چیز ہے آپ میری رام کہانی کی آخر کیفیت سُنیے اور مجھپر ترس کھائیے۔ رات ہوتے ہی ہمنے اپنی مویشیون کو لادا اور جتنی چیزین ہمسے لیجائی گئین ہمنے اُنسے جانورون کو بھر دیا۔ اور ہم اُنھین پہاڑونکی طرف ہنکا کرلے گئے جہان ہم ایک گڑھے اور نشیبی گھاٹی مین ٹھہرے اُسکے پاس ندی بھی بھری تھی گانون مین صرف چھ بڑھیا عورتین اور بلیان رہگئین ؎

یہ سُنکے شیر علی نے میری طرف خطاب کرکے کہا۔ سُنتے ہو حاجی یہ ہر قیمتی چیز اپنے ساتھ لے گئے اور برہنہ دیوارونکو اور بڑھیا مریض عورتون کو شہزادی کیلیے چھوڑ دیا۔ اچھا رکدخدا کی طرف خطاب کرکے) چلو اور آگے چلو کیا ہوا پھر۔

ہم وقتاً فوقتاً عورتون کے پاس جاسوس خبر لینے کیلیے بھیجتے رہے تاکہ ہمین کیفیت معلوم ہوتی رہے کہ شہزادے کے آنے پر کیا بیتا پڑی۔ اور ہم اپنا کل سامان چٹانون اور پہاڑونکی گھاٹیون مین لے گئے دو پہر کو یہ لوگ گانو مین پہونچے جب اُنھین معلوم ہوا کہ ہم بھاگ گئے تو انکے غصہ کی آگ بھڑکی شہزادے کے نوکر گھر گھر پھرے اور ہر مکان کے دروازے کو زور زور سے کھڑکھڑایا۔ جب اُنھون نے بہت کھڑکھڑایا تو ایک بڑھیا عورت نے بڑی مشکل سے

اپنے بستر سے اُٹھ کر ان سپاہیون کو ایسا سختی سے دھتکارا کہ کوئی شخص اس سے مقابل نہوا۔ شہزادے نے اپنی خوراک اور رسد کا سامان پاس کے گانون سے منگالیا اور میری مکان مین اُسنے آکے قیام کیا جہان وہ غلہ دیکھتے فوراً اُسے لے لیتے۔ اُنھون نے پہلے تو میرا سارا گھرداری کا سامان لکڑیونکی جگہ چولھے مین جلادیا اور جب وہ بھی کافی نہ ہوسکا تو اُنھون نے کواڑ اور کھڑکیان غرض سب پھونک دین کواڑ توکواڑ تمام شہتیر اور مکان کی کڑیان بھی جلادین۔

نئے لہلہاتے ہوئے گیہون مین اُنھون نے اپنے گھوڑون کو چرنے چھوڑدیا۔ اور وہ خود بھی کاٹ کوٹ کر بہت کچھ اپنے ہمراہ لے گئے۔ غرض ہم بالکل تباہ اور برباد ہوگئے نہ تو ہمارے پاس روپیہ ہی نہ مویشی ہین نہ کپڑے ہین۔ نہ رہنے کو گھر ہے اور نہ سونے کو بستر نہ کھانے کو کچھ خوراک رہی۔ اور سوائے اللہ کے اور آپ دونون صاحبون کے ہمارا اب کوئی پناہ دینے والا نہین ہی۔

	ترحمے بکن آخر کہ عاجزم عاجز نگاہ کن کہ چہ خون میچکانم از گفتار	

یہ سُنتے ہی شیرعلی بیگ نے اپنی جگہ سے اُچھل کر سخت وحشیانہ اور سختی کے طور پر اس بوڑھے آفت رسیدہ کی داڑھی کو پکڑ کے کہا۔ کیا ای بوڑھے شخص تجھے ان سفید بالون پر بھی شرم نہین آتی۔ کہ تو یون جھوٹ بول رہا ہی ابھی تو نے ایک لمحہ گذرا یہ کہا تھا کہ جو کچھ قیمتی اسباب تھا وہ سب ہم اپنے ساتھ لے گئے تھے اور اب تو یہ کہتا ہی کہ ہم برباد ہوگئے یہ کبھی بھی نہین ہوسکتا۔ ہمنے اتنا بڑا سفر کوئی تمھارے نجس کھانے کو نہین کیا ہی۔ اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم مارکیٹ مین اپنی داڑھیون پر ہنسوانے کے لیے آئے ہین۔ تو یہ تمھاری غلطی ہی۔ تمنے شیرعلی بیگ کو ابتک نہین جانا ہی ہم وہ لوگ ہین کہ جب سوتے ہین تو ایک آنکھ ہماری کھلی رہتی ہی۔ اور ایک بند۔ کوئی لومڑی اپنے بل مین سے بغیر ہمارے

علم کے نہین سٹک جاسکتی اگر تم اپنے کو گربہ سمجھتے ہو تو ہم بلیون کے باپ ہین تمھاری داڑھی بہت ہی بڑی ہونی چاہیے تم اپنے بڑے بڑے ملک دیکھو بہت کچھ تجربہ حاصل کرو اُس کے بعد ہمین فریب دو۔

کدخدا۔ نہین نہین اللہ گواہ ہی پناہ بخدا کہ اگر مین نے ذرا بھی آپ کو دھوکا دینے کا خیال بھی دل مین کیا ہو۔ مین چیز ہی کیا ہون جو آپکو دھوکا دہی کی دلیری کرون۔ ہم تو شاہ کی رعیت ہین جو کچھ ہمارے پاس ہی سب اُسی کا ہی۔ لیکن ہم بالکل عریان کردیے گئے۔ ہماری کھال تک اُتار لی گئی۔ آپ اپنی آنکھون سے ملاحظہ فرمالین۔ ہمارے کھیتون کی طرف نگاہ اُٹھاکے دیکھیے۔ ہمارے گدامون کو معائنہ فرمائیے نہ تو غلہ باہر ہی ہی۔ اور نہ ہماری کوٹھریون مین ہی۔

شیر علی۔ بہت اچھا اس سے ہمین مطلب نہین کہ غلہ ہی یا نہین ہی تمھاری کھال تک اُتار لی گئی یا نہین اُتار لی گئی اس سے تو کچھ غرض ہی نہین ہم ایک بات کہتے ہین سی کو تم سُن لو زیادہ جھک جھک سے کچھ سروکار نہین ہی۔ شاہ کا حکم تو بجالانا پڑیگا خواہ رسد کا سامان کرو اور خواہ زر نقد عطا کرو اور جو تم یہ نہین کروگے تو تم اور سب یہان کے مُنڈ ہمارے ہمراہ سلطانیہ چلو وہان تم حکام کے آگے خود جوابدہی کرلینا۔

اسکے بعد کدخدا اور بڑے بڑے گانوٗن والون مین کانا پھوسی اور مشورہ ہونے لگا یہ سب لوگ ایک کونہ مین چلے گئے اور ہمین ہمارے حقے پیتے ہوسے تنہا چھوڑ گئے اور ان بیچارون مین ایک اضطرابی پھیل گئی۔

انکی کانفرنس اور مشورے کا یہ نتیجہ کھلا کہ اُنھون نے اپنی وہ رام کہانی گانی تو چھوڑ دی اور ایک بوڑھا شخص آیا اور مجھے ایک طرف اُٹھاکے لے گیا۔ اور دوسرا ضعیف شخص آیا وہ شیر علی کو ایک کونہ مین لے گیا۔ سابق الذکر بوڑھے نے مجھ سے ملائمیت اور دوستی کی باتین کرنی شروع کین اور وہی معمولی طریقے سے میری مدح سرائی کرنے لگا اُسنے مجھے

کہا کہ آپ خدائی مخلوق مین مکمل ہین پھر اُسنے قسمیہ کہا کہ مین نے بہت کچھ اپنی چھاتی اور
تمام گانون والون کے دل مین آپکی طرف سے محبت والفت کے شعلے بھڑکائے ہین اور
مین ہی ایک وہ شخص ہون کہ اُنکی تکالیف اُنسے رفع کرنا چاہتا ہون جب تک وہ یہ باتین
کرتا رہا مین مردمردانہ اور ذرا بے پروائی کی صورت بنا کر کھڑا رہا اور اپنا پائپ پیتا رہا۔
لیکن جب وہ کچھ معاملے کی گفتگو مین آیا اور اُسنے یہ گفتگو کی کہ ہم سبکی یہ صلاح ہوئی ہی کہ
اسقدر آپکو نذرانہ دین۔ میری پوچھیے تو مین تو راضی ہو گیا اور مجھے اس لینے سی دلچسپی
بھی ہوئی۔ اُس نے کہا کہ جو کچھ ہین کرنا ہی اُسکا ہمنے مشورہ کر لیا اور سب اسپر متفق رائے
بھی ہین کہ شاہ کی خدمت مین رسد وغیرہ کا سامان بھیجنا یہ تو محض ناممکن ہی اور ہم کبھی
اسکو مہیا نہین کر سکتے۔ لیکن ہان کچھ آپسے درخواست کرتے ہین اور آپکی خدمت مین پیش
کرتے ہین جس سے ہماری جان بچے۔

یہ سُنکے مین نے جواب دیا کہ یہ سب صحیح ہی لیکن مین ہی تو صرف ایک شخص نہین
ہون جسکا آپ لوگون نے خیال کیا۔ ہم یہان صرف دو ہی ہین لیکن یہ بھی تو یاد کرنا چاہیے
کہ ہم اپنے سردار کو بھی تو کچھ منھ بھرائی دینگے جب وہ راضی ہوگا۔ اور جو وہ راضی نہوا
تو تمھاری اتنی محنت ومشقت سب محض بیکار ہو جائیگی۔ اور مین تمسے یہ کہ سکتا ہون
کہ اگر تم اُسکی ہتھیلی چکنی کرتے ہو یعنی اسکی منھ بھرائی کرتے ہو تو روغن کو من سے تو لو نہ کہ
مثقال سے وزن کرو۔

کدخدا نے جواب دیا۔ کہ جو کچھ ہمارے پاس ہی سب حاضر کر دینگے لیکن جو آپ نے
اپنے افسر کے لیے فرمایا ہی تو یہ ایسا بھاری ہی کہ ہم سوائے اپنے بال بچون کے اور
کچھ بھی پیش نہین کر سکتے یہی ہماری ملک اور رہگئے ہین۔

مین۔ دیکھو ای میری دوست مین تمسے کہتا ہون۔ اگر تمھاری پاس روپیہ نقد ہی تو
پھر اور شے پیش کرنی محض بیفائدہ ہی۔ روپیہ ہاتھ مین لے کے تو تم شاہ کا اُسکے سپرد

سے تاج خرید کر سکتے ہو۔ لیکن اسکے بغیر مین یہ یقین دلاتا ہون کہ تمھین فصل زردکوب دیکھنی پڑیگی۔

کد خدا۔ افسوس۔ روپیہ۔ روپیہ حضور ہم کہان سے لائین۔ ہماری عورتون کو جب ایک ٹکڑا چاندی کا ملجاتا ہے تو وہ اُس مین چھید کر لیتی ہین اور اسکو اپنے گلے مین ڈال لیتی ہین اور یہی انکا زیور ہے۔ اور اگر ہم بڑی شدید اور سخت محنت کے بعد اور اپنا خون پسینا ایک کر کے پچاس تمن بھی جمع کر لیتے ہین تو ہم اُنھین زمین مین دفن کر دیتے ہین۔ اور پھر ہمین وہ اسقدر خوشی اور شادمانی دیتے ہین گویا ہمارے پاس کوہ نور ہے۔ اسکے بعد وہ بوڑھا میرے قریب آیا اور میرے کان مین اُسنے یہ کہا۔

آپ بہت اچھے اور خوبصورت عمدہ مسلمان ہین کوئی گدھے نہین ہین۔ آپ نہین خیال کر سکتے کہ ہم شیر کے منھ مین چلے جائینگے۔ آخر رحم بھی کوئی چیز ہے۔ (میرے دوست شیر علی کی طرف اشارہ کر کے) یہ کتنے پر راضی ہوجائینگے کیا مین انسے پانچ تمن کی درخواست کرون اور ایک جوڑا شلوارون کا دون۔

مین۔ مین اسکو کیا جانون کہ اُس کا اطمینان کتنی رقم سے ہوگا۔ جو کچھ ہے وہ یہ ہے تم خوب سمجھ لو کہ رحم اور شفقت تو اسمین ذرہ برابر بھی نہین ہے۔ اچھا پانچ کے دس تمن کر دو۔ اور ایک جوڑے شلوار کے ساتھ ایک کوٹ بھی دو تو اس حالت مین مین اُسے راضی کر دونگا۔

بوڑھا۔ او ہو یہ تو بہت ہی زیادہ ہے اگر ہم اپنے تمام گاؤن کو دیکھین تو وہ بھی اتنی قیمت نہین رکھتا۔ آپ انکو پانچ تمن اور ایک جوڑے شلوار ہی پر راضی کرین اور آپکی خدمت مین مین جو نذرانہ پیش کرونگا وہ بھی کافی ہوگا۔ اور وہ آپکو متحیر کریگا۔

اسپر ہمارا مشورہ ٹوٹ گیا اب مجھے یہ فکر ہوئی کہ مین اپنے دوست کی باتون کو سنون کہ اس سے بوڑھے نے کیا کہا اور میرا دوست بھی بے صبر تھا کہ وہ میری گفتگو کا علم حاصل کرے جب ہمنے ایک دوسرے سے ساری باتین کہین تو معلوم ہوا کہ دونون بوڑھون نے

ایک ہی رقم دینے کا مشورہ کر لیا تھا۔ غرض یہ ہی کہ شیر علی نے بار بار ایسا انکار کیا کہ بغیر دس تمن لیے ہوے مانا ہی نہین۔

شیر علی۔ بہت اچھا ابتو تم یہ کر رہے ہو جب تم پر مار پڑیگی اسوقت تمھین کیفیت آئیگی اور پھر تم پورا پورا ادا کر دوگے اور بہت دل کھول کے دوگے۔ ابتو تم چپ چاپ سی بیٹھے ہوے ادھر اُدھر دیکھ لو۔

قصہ مختصر یہ کہ پھر وہ لوگ مع کدخدا کے۔ کچھ سیب۔ آرد۔ ایک ظرف شہد۔ کچھ تازہ پنیر لے کر آے اور بہت ہی لجاجت سے کہا کہ آپ اسے قبول کر لیجیئے۔ یہ ایک معمولی اور دوامی دعوت ہی جو مسلمانونکو دیجاتی ہی۔ جب ہمارے آگے سب چیزین پھیلائی گئین تو کدخدانے نرم اور آہستہ آواز مین بصد منت پھر وہی درخواست پانچ تمن اور ایک جوڑے شلوار کی کی اور اُسنے اپنی مصیبت اور سختی کو اور اپنے گانونکی ویرانی کو ان لفظونمین بیان کیا کہ ممکن نہین تھا کہ کوئی سنتا اور نرم دل نہ ہو جاتا۔ مگر شیر علی ہی کا دلِ ملائم نہ ہوا۔ اور وہی برسر رحم نہ آیا۔

ہمنے تمام میوہ جات اور کھانون کے قبول کرنے سے انکار کیا اور ہم نے متفق ہو کے کہا کہ ابھی ہمارے آگے سے سب اُٹھا لیے جائین۔

اِس سے مظلوم اور آفت رسیدہ آدمیون کی شکستہ دلی ہوئی آخر وہ اپنے خوانون کو اپنے سرون پر اُٹھا کے نہایت ہی سُست اور غمگین قدمون سے واپس لے گئے۔

"واے برحال مظلوم ما"

نصف گھنٹہ کے بعد وہ پھر وہی خوان لے کے آئے اور کدخدا نے عرض کیا کہ دس تمن اور کوٹ دیتا ہون۔ ابتو حضور اسے قبول کر لین اسپر ہم دونون نے اسے خوب کھایا جب کھا چکے تو دس تمن شیر علی نے تو اپنی گرہ مین گھر سے اور اپنا کوٹ اُٹھا کے باندھ لیا۔ اب مین منھ تکنے لگا کہ یہ میرے لیے کیا لاتے ہین جس سے مین متعجب ہونگا۔

کچھ بھی نہین باوجودیکہ اسقدر شور و شغب دکھایا گیا تھا لیکن پھر بھی کہ خدا نے مجھے یون ہی ہاتھون پر کھلایا -

مین - ذرا بیصبرا ین دکھلا کے - کہان ہی - یہ کیا معاملہ ہی - کتنا ہی -

بوڑھا - آرہا ہی - ذرا صبر کیجئے - ابھی وہ تیار نہین ہوا -

آخر ش کچھ دیر انتظاری کرنے کے بعد بڑے طمطراق سے وہ شلوار کا جوڑہ جسکو شیر علی نے لینے سے انکار کیا تھا میرے لیے آیا - اور وہ ایک خوان مین رکھ کے میرے آگے پیش کیا گیا اور اس بوڑھے نے اچھے اچھے اور چکنے چپڑے الفاظ مین مجھ سے اُسکے قبول کرنے کی درخواست کی -

مین - یہ کیا بلا ہی - (سب آدمیون کو مخاطب بنا کے) کیا ای لوگو تمھین ذرا بھی شرم نہین ہی کیا تمھین اسکا علم نہین ہی کہ مین جلاد ہون - وہ شخص ہون کہ جو تمھاری باپ کو جلاد دونگا اور تمھین وہ وہ غم اور الم دونگا اور تمھاری سرون پر وہ وہ آفتین لاؤنگا جو تمنے خواب مین بھی نہ دیکھی ہونگی - تمھارا اس سے مطلب کیا ہی یہ تو تم مجھے بتاؤ کہ تم میرے پاس یہ شلوار کا جوڑا لائے ہو جو تمھاری کئی نسلون کا برتا ہوا ہی اور تمھارے باپ دادا کی اُترن ہی - نالائق بیوقوف اچھا اب تمھین کیفیت معلوم ہوگی جاتے کہان ہو بچا ہی بنا کے نچھوڑین تو کہنا -

تمھین اب پورا پورا کھل جائیگا کہ جلاد کیا ہوتا ہی اور کیا کر سکتا ہی - لیجاؤ اُسے اُٹھا کے مین ہرگز اسے نہین چھونے کا -

یہ سنکے وہ میرے احکام کی تعمیل کرنے کو تھے کہ شیر علی نے اُنھین ٹھہرایا اور کہا اچھا مجھے شلوار کو دیکھ تو لینے دو - شیر علی نے اس شلوار کو اُٹھا کے ذرا اپنی آنکھون کے آگے لگا کے اور آفتاب کی طرف کر کے کہا افسوس یہ تو بہت ہی پرانا اور زردہ ہی - خیر کیسا ہی کیون نہو یہ بھی میری ملک ہو گیا - اسکا بھی مین شکریہ ادا کرتا ہون - خدا کرے تمھارا کنبہ پھلے پھولے

یہ دیکھ کے ہر شخص تحیر اور تعجب کی نظر سے اسکو دیکھنے لگا کہ اسنے یہ بھی تھیایا اور مین
جسنے اتنے بڑے فائدے کی یہ بیشدستی کی تھی شلوار کا جوڑا بھی آخر کار کھو بیٹھا اور یہان سے
سوائے کافی تجربہ کے اور کچھ نہ ہاتھ لگا۔ کہ دوسرے وقت مین اپنے ملکی دوست کی
دوستی کو پورے طور سے پرکھ سکون۔ اور جو شخص کہ اپنے کو دوست کہے اسپر کتنا بھروسہ کرن

نوان باب

حاجی بابا کا افسر جلادان کا نائب لفٹنٹ ہونا

دو ڈنبل اور موٹی تازی بھیڑین جو ہمارے اسباب کے خچرون سے بندھی ہوئی تھین گو
یہی گویا ہمارے افسر کے نذرانہ کے لیے بھیجی گئی تھین۔

جون ہی ہم کیمپ مین پہونچے ہم سیدھے نائب کے پاس گئے وہ فوراً ہمین دیکھتے ہی افسر کے
پاس لے گیا۔ افسر اپنے ڈیرے مین بیٹھا ہوا اپنے دو تین دوستون سے باتین کر رہا تھا۔

افسر۔ اچھا تم کیا کر آئے۔ کیا تم غلہ یا کدخدا کو اپنے ہمراہ لائے۔

شیر علی۔ حضور کچھ بھی نہین۔ صرف یہ دو بھیڑین آپ کے قدمون پر نثار کرنے کیلئے
اُنھون نے بھیجی ہین۔ اور اُنھون نے ہمین اس امر کا اپنی آنکھون سے ثبوت کرا دیا کہ ہمنے
اس گانون مین سوا انکے کسی چیز کو نہین چھوڑا انکو اس طرح سے تباہ کیا ہے اور لوٹا ہے کہ
برخلاف اُنسے اور لینے کے اگر اُنکو خوراک نہ بھیجی گئی تو وہ ایک دوسرے کو کھا لینگے۔

افسر۔ تم اسطرح سے کہتے ہو۔ بیشک۔ اگر اُنکے پاس بھیڑ کے بچے ہین تو پھر ضرور بھیڑین
بھی ہونی چاہیین تمنے کس طرح وہان جاکے شمار کیا۔

شیر علی۔ یہ درست ہے جسطرح آپ فرماتے ہین اُسمین ذرہ برابر فرق نہین لیکن
حضور والا ہم تو غلہ اور اناج کی بابت گفتگو کرتے ہین بھیڑ دن کا کچھ ذکر
نہین ہے۔

افسر۔ تمنے ہماری احکام کی تعمیل کیون نہین کی اور کدخدا اور گانو نکے بڑے بوڑھونکو

کیون نہین لائے۔اگر مین وہان ہوتا تو مین قطعی اُنکے کباب کرڈالتا اوران سب کو زندہ جلادیتا مین اُنسے اونٹون کی باندھنے کی رسّی سے باندھ دیتا اور جب تک کہ وہ اقرار نہ کرتے کہ ہمارے پاس کچھ ہی ہین ہرگز نچھوڑتا۔اب تم مجھے بتاؤ کہ اُنھین کیون تم لیکر نہ آئی
شیر علی۔ہمنے اُنھین لانا بہتیرا چاہا (میری طرف دیکھ کے کہ یہ بھی میری تائید کرے) بیشک ہمنے اکٹھا باندھ دیا اور ہمنے اُنھین بہت کچھ چاہا کہ اُنسے وصول کرین یا اُنھین یہان لائین ہمنے اُنھین بہت کچھ بُرا بھلا کہا اور مارا بھی بہت۔
حاجی بابا بخوبی جانتا ہی اور حاجی بابا نے تو اُنسے کہدیا تھا کہ اگر وہ کچھ نہ دینگے تو ہم اُنپر رحم ہرگز نہین کرینگے۔رحم ایک وہ چیز ہی جسکا ہمسے ذرا بھی تعلق نہین ہی اگر اُنھین معلوم ہوگا کہ ہمارا خان ہمارا آغا ہمارا افسر کیسا مزاج رکھتا ہی تو وہ دیکھینگے کہ مارتا ہی اور فریاد نہین سُنتا۔کبھی کسی حالتمین اُسکا دل پر سر رحم نہین آتا ہمنے یہ ساری باتین کہدین کہ اگر تم نہین دوگے تو تمھین دفن کردیا جائیگا۔
خان۔حاجی یہ کیا کہتا ہی۔مین اتنیک اِس امر کو بالکل نہین سمجھا کہ یہ کیون نہین انھین میرے پاس لے آیا۔
مین۔مگر بہت ہی عاجزی سے۔بیشک ای خان اسکو تو مین بھی نہین سمجھا۔شیر علی بیگ جو آپکا ڈپٹی لفٹنٹ ہی اور کل کام اسی کے اختیار مین ہی مین تو اُسکی خدمت مین گیا تھا مین کوئی بھی چیز نہین۔
یہ سُنتے ہی خان کے آگ لگ گئی اور غضبناکی کی حالت مین جو کچھ اُس سے کہا گیا بطور دھمکانے کے ہمسے کہا۔(اپنے دوستونکی طرف مخاطب ہوکے) یہ صاف ہی کہ یہ شرارت پیشہ مجھ سے فن فریب کرنا چاہتے ہین۔ای شیر علی تو مجھ سے کہہ تجھے میری روح کی قسم شاہ کے نمک کی قسم جو کچھ تو نے اُنسے لیا ہی سب صاف صاف کہدے۔اور تم ای آغا حاجی تمھین شاید اِس ملازمت مین ایک مہینے سے زیادہ نہین ہوا تمنے کتنا اُڑایا۔

ہمنے اپنے کو بیگناہ بھی ثابت کیا۔ مگر بیفائدہ تھا۔ ہمنے یہ بھی کہا کہ ہم کچھ نہین لائے مگر غیر مفید کسی نے بھی تو یقین نہین کیا۔ غرض یہ کہ ہم دونون ڈیرے کے باہر نکالدیے گئے اور اسنے اپنے نائب کی حراست مین ہمین دیدیا کہ وہ ہمین مقید رکھے جب تک کہ وہ کدخدا یہان نہ آجائے ہمین نہ چھوڑے جب شیر علی اور مین تنہا ہوے تو شیر علی نے کوشش کی کہ مجھے بھی اپنی غنیمت کا حصہ دار بنائے۔ مجھ سے نصف کی درخواست کی کہ نصف آپ بھی لے لیں۔

مین۔ ای میری دوست اب یہ نہین ہوگا۔ اسکو عرصہ گذر گیا۔ اگر تمنے ممنوع شراب کو پی لیا اور اُس سے تمنے سرور حاصل کیا اور اب اُس سی تمھاری دردسر ہوگیا۔ تو اب کوئی سبب نہین ہی کہ آپ کوشش کرین کہ مجھے بھی اپنی ساتھ مریض بنائین۔ اِسوقت مجھکو ایک سبق حاصل ہوا ہی۔ آپنے بحیثیت مالک ہونے کے کام کیا اور یہی امر اسوقت مجھے مطمئن بنائے گا۔

پھر شیر علی نے یہ کوشش کی کہ مجکو اپنے ساتھ کرے اور جب کدخدا کا مقابلہ ہو اُسوقت یہ قسمین کھائے اور یہی کہے کہ ہم دونون بے گناہ ہین اور ہمنے اُنسے کچھ بھی نہین لیا ہی لیکن مین ان نتائج کو دیکھ دیکھ کے ایسا ہوشیار ہوگیا تھا کہ مین کچھ اقرار نہ کرسکا۔ شیر علی نے مجھسے بیان کیا کہ اگر مین اُسی طرحسے لٹا کے پیٹا گیا تو اب میرا بچنا مشکل ہی کیونکہ بالعموم جب مین نے دوسرے شخص کو مارا ہی تو اس سختی اور شدت سے پیٹا ہی کہ جسکی کوئی بھی انتہا نہین۔ مجھے بھی یہی معلوم ہوتا ہی کہ میری اوپر بھی کوئی رحم نہ کھائیگا اور میری خبر بھی اُسی سختی سے لیجائیگی۔ اور اُسنے قرآن کی قسم کھا کے کہا کہ مجھپر نہ صرف یہی مصیبت آکے واقع ہوگی کہ مین لکڑی سے پیٹا جاؤن بلکہ مین اور آفتونمین بھی پھنسونگا۔

جب وہ وقت آیا کہ ہم پھر اپنے سردار کے آگے حاضر ہون تو شیر علی کی تلاش ہوئی شیر علی پہلے ہی روپوش ہوگیا تھا۔ لیکن جب مجھ سی واقعہ کا استفسار ہوا تو مین نے جو کچھ کہا وہ یہ تھا۔ مجھے معلوم ہی کہ اُسکو ٹٹینے نے دہلادیا اور یہی وجہ سی وہ بچ کر بھاگ گیا ہی

جون ہی اپنے جج کے پاس گیا دیکھا کہ کج سوار کے لوگ بھی وہین کھڑی ہوئی تھی سب نے
ایک زبان ہوکر یہی کہا کہ اسنے ہمسے کوئی چیز بھی نہین لی ہی لیکن برخلاف اسکے اُسنے ہمین
اس بات پر آمادہ کیا کہ ہمارے خان کو تحقین بڑا بھاری نذرانہ بھیجنا چاہیے جہانتک انسے
ممکن ہوا انھون نے شیر علی کی شکایت کرنی شروع کی اور کہا کہ اُسنے ہمپر مصیبت نازل
کی اور ہمارے کہنہ زخمون پر سے نئی کھال گھسیٹ لی -

ان سب باتون نے آہستہ آہستہ میری ترقی اور نفع کی طرف حرکت کی - اور میری ترقی کی
سڑک کو صاف کردیا - یہ بات سب مین مشہور ہوگئی اور ہر ایک کی زبان زد ہوگئی اور مجکو
سب گویا ایک نمونہ پرہیز اور اعتدال کا دیکھنے لگے -

ایک نے کہا - اجی حضرت طبیب ہی نا اور یہ فعل علم سے اسنے کیا ہے سبب اسکی عقل بدرجہا بہتر
دوسرے نے کہا - اجی جناب یہ نتایج کے اصول علمی سے بخوبی واقف ہی جہان اسکا
سر ہوگا وہان اسکے پیر کبھی بھی نہ ہونگے -

مین ایک ذہین اور بیدار مغز عاقبت اندیش مشہور ہوگیا - صرف اُس موقع سے
جو قسمت سے میرے ہاتھ اتفاقیہ لگ گیا - اور مین اُن اشخاص مین ہوا کہ جنکے طالع اچھے
ہوتے ہین اور جنکا ستارہ گردش مین نہین ہوتا غرض اس کہانی کا یہ نتیجہ ہوا کہ مین اپنے
دوست شیر علی کی جگہ ہوگیا یعنی مجکو عہدہ سب لفٹنٹ ملگیا - ایک عادت اور رہا ان چلن
جو میرے ناظر یہان خیال کرسکتے ہین کچھ کم نتیجہ کا نہوگا جسکو وہ بعد ازان ملاحظہ کرینگے

دسوان باب

حاجی بابا کا جلاد پیشہ ہونے پر بھی ایک عورت و مرد کو مصیبت کی حالتمین دیکھ کے رحم کرنا

اسوقت شاہ سکوڈس سے جنگ کر رہے تھے جنھون نے جارجیا مین اپنے کو قایم کیا تھا

اور حدود فارس کے اُن صوبوں کو تہ و بالا کر دیا تھا کہ جو ارس اور کر کے درمیان آکر واقع ہوئے ہین۔ گورنر ایراڈان جو سردار کے نام سے نامزد تھا اور شاہ کے پیارے افسر و نمین سے تھا اُسنے اُنکی بڑھتی ہوئی لین ڈوری پر بیقاعدے حملے کرنے شروع کیے تھے اور اُنکے تمام قانون اور ملک کے قصبے برباد کر دیے تھے تو مجبور ہو کے وہ بھی فارس کی طرف بڑھے تھے اور اسکی حدود پر حملہ آور ہوے تھے۔ ایک فوج عظیم گورنر آذربائجان اور وارث تاج و تخت کی کمان مین تبریز مین بھی جمع ہوئی تھی۔ اور یہ اُمید کیجاتی تھی کہ بہت جلد موقع جنگ پر روانہ ہوگی۔ اسلیے کہ اگر ممکن ہو تو دشمن کو پھر طفلس کی طرف ہٹادے اور دربار کے احکام کے مطابق اسکو کی طرف بھی بڑھے۔

سلطنہ مین تمام شاہی چھاونی مین ہر روز اسکی خبر سُننے کی اُمید کیجاتی تھی کہ سردار نے جو مشہور کیا ہے کہ مین نے روسی مقام گیومشلو پر حملہ کیا ہے اُسکا کیا نتیجہ ہوا۔ روز احکام جاری ہوتے تھے کہ افسران دشمن کا پوری پوری طرح سے استقبال کیا جائے۔

آخرالامر دیکھا کہ ایک ہرکارہ گھوڑے سوار بہت تیزی سے چلا آرہا ہے اور وہ سیدھا اندھا دھند شاہی ڈیرے کی طرف لپکا۔ یہ تو ایک بدیہی امر تھا کہ کچھ واقعہ آکر ہوا ہے اور مدد لینے آیا ہے۔ دوسری صبح کو ہمارا سردار نامردخان دس ہزار سواروں کا افسر کیا گیا۔ جنکو شاہ کا حکم ہوا کہ فوراً دریاے ارس کے کناروں کی طرف بڑھیں۔

من باشی تو ہزاروں کے افسر تھے۔ یوزباشی سیکڑوں کے افسر۔ اون باشی دہائیوں کے افسر۔ غرض تمام یہ افسر فوج کی کمان کرتے تھے۔ کیمپ مین یہ لوگ مختلف دوائر مین پریشان اور مضطرب معلوم ہوتے تھے۔ اپنے خان کے پاس حاضر ہو رہے تھے اور اجازت لے رہے تھے۔

نامردخان کا ڈیرہ سرداران عجم سے پر ہو گیا تھا۔ یہ وہ سردار تھے جن کو اُسنے اپنے دوائر تقسیم کیے تھے اور اُنکو روانہ ہونے کے احکام دیدیے تھے۔

ہر ایک حصہ فوج کو یہ الگ الگ بتادیا تھا کہ راہ مین فلان فلان گانوئن مین مقیم ہونا میرا فرض یہ ہوا کہ مین اپنے اور محکمہ کے عہدہ دارون کے ہمراہ لشکر سے ایکدن پہلے روانہ ہون تاکہ گانوئن مین انسے پہلے پہونچکر سارا انتظام کرون - یہ میرا وہ فرض تھا کہ جسمین جستی اور چالاکی درکار تھی - لیکن اسی وقت میرے ساتھ زیادہ تر نفع ہمراہ ہی کہ جس سے مجھے امید تھی کہ میری تھیلی وزنی ہوجائیگی - مگر ابتک شیر علی کی مثال میری آنکھون کے آگے سے نہین گئی تھی اور جو میرے پیاور دست اندازی کی خواہش کے شعلے کو بجھا دیتی تھی - آخر مین نے یہ ارادہ کیا کہ ابھی تو مین کچھ نہ تلون اور اپنے ہاتھون کو بالکل اس سے صاف رکھون اور اپنی حرص اور طمع کے شعلون کو آب پرہیزگاری سے بجھاؤن -

مین اپنے اسٹاف کو ساتھ لے کر ایرادان فوج کے پہونچنے سے کئی دن پہلے پہونچ گیا - ہمنے وہان سردار کو دیکھا یہ گیومشلو پر حملہ کرکے بیٹھ رہا تھا اور طالب مدد تھا - لشکر جو شاہزادے کی ماتحتی مین تھا حدود کے دوسرے حصہ کی طرف بڑھ رہا تھا - اور اسکا ارادہ تھا کہ گنجہ کے قلعہ پر حملہ آور ہو جسپر ابھی دشمنون نے قبضہ کرلیا تھا - سردار اپنے لشکر کو بچاکر شاہ سے طالب امداد ہوا تھا -

جون ہی نامردخان اور سردار باہم ملے تو دونون نے مشورہ کرکے فوراً مخبر روانہ کیے تاکہ اس مقام اور حرکت روس کی خبر لائین - اور مین بیس آدمیون پر افسر مقرر کیا گیا - پھر سردار نے اسی قدر تعداد اور دانہ کی جو اُس راہ مین ہماری رہنما تھی کہ جن ملک کے حصص سے ہم محض نابلد تھے -

ہم شام تک سب جمع ہوگئے اور جھٹپٹا ہوتے ہی جب موذنون نے اذان کہی روانہ ہوگئے - ہم ایک ہی دفعہ شستراک گانوئن مین ٹھہرے - ہمنے اچمیزن کو عبور کیا - یہ شہر آرمینیا کے یہودیون کے مجتہد کا مقام ہماری بائین طرف واقع تھا - مشکل سے تڑکا ہوا تھا کہ ہم اشتراک کے کنارون پر پہونچ گئے - اب تک اُن چٹانون کا گھر اندھیرا

سایہ دریا پر پڑا ہوا تھا جو کنارے ہی پر بلند تھیں اور جنسے ناہموار دیواریں معلوم ہوتی تھین
یہ گانؤن خود ان چٹانون کے بیچ مین آکر واقع ہوا تھا اور جہان یہ بنا ہوا تھا ان اُٹھی
ہوئی چٹانون سے الگ ممتاز معلوم ہوتا تھا۔ جبکہ پرانی پرانی عمارت کی بربادی کے نشان
اور بھاری بھاری عمارتی صنعتین۔ اس اندھیاری اور گھٹاٹوپ چادر مین صاف نمایان
تھین اور جو برابر اس منظر کی سنجیدگی اور شوکت بتلا رہی تھین۔ میرے ساتھیون نے مجھسے
کہا کہ جو کچھ آپ ملاحظہ کر رہے ہین بہت سے اُن آرمینین گرجونکا بچا کھچا ہی جو اکثر فارس کے
حصص مین دیکھے جاتے ہین۔ دریا اس زور شور سے برابر تہ مین جاتا تھا اور پھر اُٹھتا تھا۔
جب ہمنے اسکا عبور کیا ہی تو اسکے کھون کو پورا ملاحظہ کیا۔ جو پانی پر صاف نظر آتے تھے۔ ہمارے
گھوڑون کی ٹاپونکی آوازون نے اس گانؤن کے کتون کو ڈرا دیا جنھون نے بھونکنا شروع
کیا جو ہمین صاف معلوم ہوتے تھے۔ کوے کی کریہ اور ناموزون قائین۔ مرغ کی اذان
بھی صاف سُنائی دینے لگی۔ ہماری آنکھین زیادہ تر گھرونکی طرف پھری ہوئی تھین۔
ہم مین سے ایک شخص نے اپنے گھوڑے کو ٹھہرا کر کہا۔ (گرجا کی طرف اشارہ کر کے) یا علی
یہ کیا چیز ہی کیا تم نہین دیکھتے کہ یہ سفید چیز کیا معلوم ہوتی ہی۔
دوسرا بولا۔ ہان ہان۔ مین دیکھتا ہون یہ غول ہی۔ اسمین ہرگز شک نہین کہ یہ قطعی
غول ہی۔ یہ ایک سچی ساعت ہی اور یہ کسی نعش کی فکر مین ہی۔ اور مین اسوقت صاف کہتا
ہون اور کچھ لگی لپٹی نہین رکھتا کہ ہم مین سے یہ ایک نہ ایک کو کھالے گی۔
یہ مین نے بھی اپنی آنکھون سے دیکھا کہ وہان واقعی کچھ چیز تھی لیکن اس امر کا فیصلہ
کرنا کہ وہ کیا چیز تھی یہ نہین ہو سکتا تھا۔
ہم سب پل پر ٹھہر گئے۔ اور اپنی آنکھین پھاڑ پھاڑ کے اسطرف دیکھنے لگے اور
سب نے یہ رائے قائم کی اور اس سے اپنا اطمینان کیا کہ یہ کوئی اوپری چیز ہی۔
اب کوئی حضرت علیؑ کو پکارتا ہی۔ کوئی حضرت امام حسینؑ شہید کربلا کو آواز دیتا ہی۔ کوئی

پیغمبرؐ کو مدد کے لیئے بلاتا ہی کوئی بارہ اماموں کے نام لے لیکے کہتا ہی کہ مدد کرو۔ کسی شخص کا یہ جیتہ نہ پڑا کہ اُسکے پاس جاتا۔

بس اب جھاڑ پھونک شروع ہو گئی اور سپاہی کچھ پڑھ پڑھ کے اپنے اوپر دم کرنے لگے ایک عراقی بولا اپنی شلواروں کی ڈوریاں مضبوط کرلو یہ غول بیابانی ہی جو اصفہان کے جنگل کے قریب رہتا ہی اور ہمیشہ یہ مسافروں کی خبر لیتا ہی۔

دوسرا بولا۔ دیکھیے یہ کیا کریگا میں تو اپنا جانور اس سے علیحدہ ہی رکھتا ہوں۔

غرض اسی کشمکش میں صبح ہو گئی۔ یہ صرف ہمارے خیالات تھے اور کچھ بھی نہیں تھا ہمپر جو ڈر بیٹھ گیا تھا وہ ہماری آنکھوں کے آگے جلوہ فرما تھا۔ لیکن جب صبح نے گریبان اندھیاری کا پھاڑا تو کچھ بھی نہ تھا۔ مگر دوسرے شخص نے جو بہت ہی خوف زدہ ہوا تھا پہلے اُترکر اپنے گھوڑے کو تھیز کیا اور برباد شدہ گرجہ کیطرف اپنے گھوڑے کو لپکایا اور یہ کہا کہ میں ضرور جاکر دیکھونگا کہ یہ چیز کیا تھی جو شب کو ہمیں معلوم ہوئی تھی۔ ہمنے اُسے دیکھا کہ وہ جاتے ہی بہت تیزی سے واپس پھر آیا اور یہ خبر لایا کہ ہمیں جو سفید چیز پر دھوکا ہوا تھا وہ ایک عورت تھی جو اپنے چہرے پر سفید نقاب ڈالے ہوے تھی۔ اور وہ عورت ایک مرد کے ساتھ ٹوٹی ہوئی دیواروں کے بڑے سایہ میں چھپی ہوئی تھی۔

میں اس امر سے بہت خوش ہوا کہ یہ موقع خاص اچھا ہاتھ لگا ہی جس سے اور بھی میرے فرائض میں جان پڑیگی۔ میں دیکھوں کہ اس عورت نے اس ویرانہ میں اس طرح سے کیوں پناہ لی ہی۔ پانچ آدمی میں اپنے ہمراہ لے کے اُسطرف بڑھا اور باقیماندہ کو پل کے قریب چھوڑا۔

جب تک کہ ہم دیوار کے زاویہ سے نہ پھرے ہمنے کچھ بھی نہ دیکھا جوں ہی اُسکو پھر کے ہمنے دیکھا تو ہماری متلاشی شے ایک محراب میں بیٹھی ہوئی تھی ملی ایک عورت ظاہرا زمین پر مریض پڑی ہوئی تھی اور ایک شخص اسکا سر زانو پر لیئے ہوے دبا رہا تھا

آفتاب کی روشنی پوری پھیلی ہوئی تھی - اسکا روشن تاج جھم جھمانے لگا تھا اس سے معلوم ہوگیا کہ یہ دونوں نوجوان ہین - عورت کا چہرہ نقاب سے چھپا ہوا تھا - باوجودیکہ اس پر مردنی کی زردی چھا رہی تھی لیکن پھر بھی وہ بزبانہ معلوم ہوتی تھی اور کچھ نہ کچھ اپنا حسن دیتی تھی اور اس نوجوان کی صورت سے قوت - چالاکی - جودت طبع ٹپکتی تھی ایسا نوخیز اور پربہار بچپن اتبک میری نگاہون مین کم گذرا تھا - یہ نوجوان بجسم جارجیا والون کی سی پوشاک پہنے ہوے تھا - پیش قبض اسکی کمر مین گھرڑ سا ہوا تھا - اور بندوق دیوار سے لگی ہوئی کھڑی تھی - اس عورت کی نقاب جو سفید اور شفاف تھی ادھر اُدھر سے خون سے لتھڑی ہوئی اور پھٹی ہوئی تھی - گو اتبک مین ایسے لوگون مین رہا تھا جہان سوائے دوسرون کی تکلیف دہی اور اُنکے سر پر مصیبت لانے کے کچھ بھی نہین تھا - رحم اور شفقت ہم جانتے ہی نہین تھے کہ کس کھیت کی مولی ہے تاہم مین اور میرے ساتھیون نے جو کچھ اس موقع پر دیکھا اُس سے ایک گونہ دلچسپی لی اور اُن ناآشنا پردیسیون کے غم پر دل ہی دل مین خون کے آنسو بہائے اور زیادہ بیچین ہوے مین سب کے آگے بڑھا اور یہ دریافت کیا -

تم یہان کیا کر رہے ہو اگر تم پردیسی اور مسافر ہو تو پھر تم گانون اور بستی مین جا کے کیون نہین قیام کرتے -

نوجوان بچہ - اگر تم مین حمیت انسانی ہے - اگر کچھ بھی ہمدردی ہے خدا کے لیے تم مجھے مدد دو اگر تمکو سردار نے بھی ہمین گرفتار کرنے کے لیے بھیجا ہے جب بھی تم اس مظلومہ کے بچانے کے لیے مجھے مدد دو - میرے پاس اسوقت کچھ چیز تو ہے نہین کہ تمھاری نذر کرون - لیکن مین خدا کے واسطے اسکی زندگی بچانے کے لیے تمسے مدد چاہتا ہون -

مین - تم کون ہو - سردار نے ہمین حکم نہین دیا ہے نہ تمھارے معاملے مین کچھ کہا ہے

تم کہان سے آئے اور کہان جاتے ہو۔

نوجوان - ہماری کہانی بہت طول طویل اور مصیبت انگیز ہی - اگر تم میری مدد کرو گے اور ہم کو ایسے مقام پر لیجاؤ گے جہان اس مظلوم لڑکی کی کچھ نگہداشت ہو سکے تو مین تمکو جو کچھ ہم پر آج تک بیتی ہی سب حرف بحرف سُنا دونگا - یہ ستم رسیدہ مجروح ہی اگر ذرا اسپر غور ہوئی اور شفقت سے اس کی نگہداشت ہوئی تو یہ اچھی ہو سکتی ہی اب تک اسمین کوئی بات ایسی نہین ہے جس سے یہ خیال ہو کہ یہ جانبر نہو سکے گی - خدا کا شکر ہی کہ تم سردار کے افسرون مین سے نہین ہو مین آپ سے گڑگڑا کر عرض کرتا ہون کہ آپ مجھ سے محبت والفت سے پیش آئین - مجھے یقین ہی کہ جب آپ میری آفتناک اور مصیبت خیز اور ماتمی کہانی سنینگے تو ضرور اپنی حفاظت مین مجھے لے لینگے -

اس نوجوان کا ایک ایک لفظ میرے دل مین اثر کرتا چلا گیا - اور اسکی مظلومانہ اور پژمردہ دافسردہ صورت نے میری چھاتی مین رحم کے شعلون کو خوب بھڑکایا مین اُسکی خواہشون کے پورا کرنے پر مستعد ہوا اور مین نے کہا ہم ابھی گانٔون مین اس مظلوم مریض کو لیے چلتے ہین اور بعد ازان کہانی سُن کے جو کچھ ہم مناسب سمجھینگے تمھارے ساتھ کرینگے -

اُسوقت اُس مجروحہ نے کچھ بھی نہ کہا - لیکن ہان اُسنے بہت ہوشیاری سے اپنی نقاب کو چارون طرف سے سمیٹ کر اپنے چہرے پر کیا - اس درد کی آواز سے روتی تھی جس سے کلیجہ شق ہوا جاتا تھا - ممکن نہ تھا کہ اسکی آواز کوہ سندان مین مثل تیر سام و نریمان کے شگاف نہ کرتی ہو - اسکی دردناک آہ و بکا سے صاف ٹپکتا تھا کہ زخم کاری لگے ہین - مین نے اپنے ایک ساتھی کو حکم دیا کہ تو گھوڑے پر سے اُتر پڑ - خالی گھوڑے پر تو اُس عورت کو بٹھایا اور ہم جلدی گانٔون کی طرف چلے - وہان پہونچ کے ہمنے کئی مکان بنے ہوئے دیکھے مین نے ایک مکان ایسا تجویز کیا جسمین ہر طرح کی آسائش مل سکے - اس مکان کا مالک بامروت اور خلیق تھا ہمنے اس مکان مین اس عورت کو ٹھہرایا اور مین نے حکم دیدیا کہ اسکی ہوشیاری اور نگہبانی

سے خبر گیری ہوئے ایک بڑھیا عورت جو اس گانؤن مین زخمونکے اچھا کرنے مین نامی تھی اس مجروحہ کی خدمت کے لیے بھیجی گئی۔ اور اُسنے اسکا علاج کرنا شروع کیا مجھے اس نوجوان بچہ سے معلوم ہوا کہ مین اور یہ لڑکی آرمینیا کے رہنے والے ہین۔

گیارھوان باب

یوسف آرمینی اور اسکی بی بی مریم کی رام کہانی

یہ میرا خیال تھا کہ ابیرین کی بلندی کی طرف بڑھون جہان خنک موسم ۔ سرسبز چراگاہ ہم اپنے گھوڑون کے لیے پائینگے ۔لیکن جب مین نے یہ سُنا کہ اس مقام خاص مین خانہ بدوش اقوام کا زیادہ تر مسکن رہتا ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ اُنکے ڈیرے خیمے اُس جنگ کی دہشت سے جو ہو رہی ہے ان پہاڑون مین چلے گئے ہین تو مین نے ارادہ کیا کہ ہم اشتراک اپنا قایم کرین اور جب تک کہ دنکی گرمی نہ کم ہو جاے وہین پڑے رہین ۔ اسکے مطابق میرے آدمی گانؤنکے مختلف حصص مین چلے گئے بعض نے تویل کی محرابونمین قیام کیا ۔ بڑی بڑی اُگی ہوئی گھانس مین چرنے کے لیے اپنے گھوڑے چھوڑ دیے ۔ ایک دو چکی کے پاس جا کے بیٹھ گئے جو دریا کی ریت پر واقع ہی جسکا بہتہ صرف پانی کے زور سے چکر کھاتا ہی۔ مین نے اپنا غالیچہ ایک کھلے ہوے کمرے مین جو چٹانکے چپٹے طبقے پر بنا ہوا تھا جہان سے مجھے دور دور کا نظارہ صاف صاف معلوم ہوتا تھا اور جہان سے مین ہر چیز کو جو روسی سرحدات سے برآمد ہو بخوبی دیکھ سکتا تھا بچھایا اور اُسپر بیٹھا۔

دو گھنٹے کامل نیند لے کے مین جاگا اور مین نے آرمینیا کے بچہ کو بلایا ۔ جو کچھ ہمارے مہمان نواز میزبانون نے ہمارے لیے کھانے تیار کیے تھے ہم دونون نے بیٹھ کے خوب کھاے اور پھر مین نے اُس سے کہا کہ اب تم اپنی بیتی سناؤ اور مجھ سے بیان کرو کہ تمھین کونسی شے یہان لائی ۔ جب ہم کھانے اور نیند سے خوب تازہ دم ہو گئے تو روشن آفتاب نے اپنی روشنی سارے مین پھیلا دی ۔ جو کچھ اس نوجوان بچہ نے مجھ سے کہا میرے دل پر برابر ایسا اثر

کرتا چلا گیا کہ مجھے اُسکی کوئی بات خلاف نہین معلوم ہوئی - اور اسکی بھولی بھولی اور پیاری
صورت صاف کہہ رہی تھی کہ اِسپر یہ واقعہ ضرور گذرا - وہ اِسطرح سے بیان کرنے لگا

مین پیدائشی آرمینین ہون اور مذہباً مسیحی ہون - اور میرا نام یوسف ہے میرا
باپ گانون گیوگشلو کا سردار ہے جسمین بالکل آرمینین ہی آرمینین رہتے ہین - یہ خوبصورت
دریا پیمباکی سے بہت دور فاصلے پر واقع نہین ہے اور یہانسے چھ فرسنگ دور ہے -
ایک شاداب ملک کے بیچ مین ہونے کے سبب سے جو سرسبز سرسبز چراگاہون اور
خنک ودل آویز وصحت بخش موسم سے پر فزا ہے ہم صحیح اور سخت قوم ہین مرض کبھی
ہمارے پاس آکر پھٹکتا ہی نہین - باوجودیکہ بیشمار گورنرون کی زیادہ ستانی اور محصول
نے ہمین بالکل مفلس بنادیا ہے - ہم پہاڑ زمین اتنی دور کے فاصلے پر رہتے ہین کہ ہم
اُن مظالم سے جو اُن باشندون پر ہوتے ہین جو شہرون کے قریب ہین یا اُن کے
مسکن گورنرون کی قیامگاہون کے قریب ہین بہت بچے ہوے ہین اور یہ صرف
ہماری دوری ہونیکا باعث ہے کہ ہمپر دست ظلم اُنکا اسقدر دراز نہین ہوتا -

دُنیا سے علیحدگی جو ہمین حاصل ہے اس باعث سے ہماری عادتین سادی ہین اور
ہمارے طریقۂ زندگانی مجتہدانہ ہین - میرا ایک چچا تھا جسکو درجہ ڈیکن یا دریون کے
نیچے کا درجہ حاصل تھا - اور اچمیازین مین وہ بڑے گرجہ مین بطور مجتہد کے کام کرتا
تھا - دوسرا چچا ہمارے گانون کا پادری تھا اسلیے میرا سارا کنبہ کا کنبہ گرجہ مین اعلی
عہدون پر ہے - تو اُنکا یہ ارادہ تھا کہ مجھے بھی وہ اس مبارک عہدے کی تعلیم کرین -
میرا باپ خود جو زمین کھودنے مین اپنی اوقات بسر کرتا تھا اُسنے صرف اپنی محنت
اور جانفشانی سے ہمارے گانون کے قریب ایک بہت بڑا قطعہ زمین کا صاف کردیا -
علاوہ میرے اُسنے اپنے دو بیٹے اور بھی اپنے ساتھ اس کھیت مین کام مین لگا لیے
اور چونکہ انسے اپنے کام مین مدد لینے کی کافی اُمید تھی اسلیے اُسنے صرف مجھے گرجہ مین

تنہا چھوڑا میری جب دس برس کی عمر تھی مین اچمیزین مین تعلیم پانے چلا گیا۔ جہان مین نے
لکھنا پڑہنا اور گرجہ کی خدمت کرنا سیکھا۔ مین نے تعلیم سے بہت خوشی حاصل کی اور جو کتابین
کہ مجھے پڑہنی تھین اُنکو مین نے بہت شوق سے پڑھ لیا۔ ایک پورا کتبخانہ آرمنین کتابونکا
میرے پاس جمع ہو گیا جنکو مین نے ادھر اُدھر سے جمع کیا تھا گو بہت سی کتابین مذہبی
تھین لیکن تاہم مجھے آرمینیا کی ایک تاریخ ہاتھ لگی تھی جسنے میرے تمام ارادے کو توڑ دیا
کیونکہ مین نے اسمین یہ پڑھا کہ ایک زمانہ مین ہم بھی بادشاہت رکھتے تھے ہم وہ ہین
جنھون نے عالم مین اپنے کو معزز بنایا تھا اپنے اس حال کی مصیبتناک حالت پر
افسوس کرکے اور یہ خیال دلمین جماکے کہ ہمارے گورنر کون تھے مجھ مین یکایک اس
خیال سے کچھ جرارت سی آگئی اور میرے سارے خیالات اس مقدس پیشہ کیطرف سے
پھر گئے جسکے لیے مین مقرر کیا گیا تھا۔ اُسوقت روس و ایران مین جنگ چھڑ گئی اور
ہماری یہ بستی گویا لشکرون کا گذرگاہ بنی۔ مین نے دلمین خیال کیا کہ اسوقت میرے
کنبے کو ہر طرح سے اپنی حفاظت کرنیکی ضرورت ہوگی بہتر ہی کہ مین اس گوشہ نشینی
سے ان ہی کی جاکے مدد کرون اور جسطرح سے مجھ سے ہو سکے اپنے ہنر سے انکا معاون
بنون۔ کچھ ہی دیر کے بعد مین نے پادری سے حکم لیا اپنے دوستونکو تو اچمیزین مین چھوڑا
اور آپ اپنے باپ کے گھر کیطرف واپس پھرا یہان مجھے دیکھتے ہی سب نے مبارکباد دی
جنگ کے باعث سے انپر خوف طاری تھا۔ کیونکہ روس اور ایران کے غارت کُن
اور لوٹنے والے گروہ آتے تھے اور بیگناہ اور پُر امن آس پاس کے گانون کے باشندونکو
دق کرتے تھے اور اُنھین ایذا پہونچاتے تھے۔ یہ سرحدی جنگ اگر خیال کیا جائے
تو دونون سلطنتون مین سے ایک کو بھی فائدہ بخش نہین ہی۔ ہان اُن لوگون کیلیے
زیادہ خوفناک ہی جو ادھر اُدھر آباد ہین اور اس جنگی سرحد پر ان کے مسکن بنے ہوے
ہین۔ ہمارے بالکل دم فنا ہوے چلے جاتے تھے ایک تو ہمین حملہ کنان فوج کا خوف

دوسرے خود اپنی گورنمنٹ کے لشکر کا ڈر جو ہمین تباہ کئے ڈالتا تھا۔ اور ہمپر ظلم شدید کر رہا تھا۔ ہماری تمام فصلین تباہ ہوگئی تھین۔ ہمارے مویشی برباد کر دیے گئے تھے اور اب ہمین یہ خوف ہو رہا تھا کہ ہم کو قیدی بنا کے کہین نہ لے جائین۔

اب ہمین یہ فکر ہوئی کہ ہم اپنا مال و اسباب محفوظ کرین اور اپنے کو لوٹ اور غارت سے بچائین۔ ناچار ہمنے یہ کیا کہ تلوارین اپنے پہلوؤن مین لٹکا لین اور بندوقین بھر بھر کے اپنے کاندھو نپر رکھین اور جب کبھی ہمین کوئی پردیسی معلوم ہوتا چاہے یہ کوئی کیون نہو ہم سب جمع ہو کے اسپر حملہ کرتے۔ اس صورت سے کئی سال تک ہمنے انتظام کیا اور بڑی دقت اور ہوشیاری سے ہمنے اپنی فصلون کو محفوظ رکھا۔ اور خدا کی عنایت سے ہمنے بخوبی امن سے گذر کیا۔ لیکن یہان مین چندہ خاص خاص مواقع بیان کرتا ہون جو میری خاص تاریخ سے تعلق رکھتے ہین۔

دو سال کا عرصہ گذرا جب ہم اپنی فصلون کی نگہداشت کر رہے تھے اور ہم نے انھین محفوظ کر رکھا تھا مین اپنے دور کے گانؤن مین سے ایک گانؤن مین اناج جمع کرنیکے لیے چلا گیا تھا اسوقت مین اپنے ہمیشہ کے طریقے پر ہتھیار بند اور ہر طرح سے تیار تھا مین نے دیکھا کہ ایک فارسی سوار ایک عورت کو اپنے پیچھے بٹھلائے ہوے بہت تیزی سے اس راستہ سے جو پہاڑ و نمین ہو کر گذرا تھا اور جہان مین کھڑا ہوا تھا نکلا چلا جاتا تھا ظاہر تھا کہ عورت خلاف اپنی مرضی کے اُسکے پیچھے جبرًا بٹھائی گئی تھی۔ اس عورت نے مجھے دیکھتے ہی ایک چیخ ماری اور اپنے دونون بازو میری طرف پھیلائے۔ مین یہ دیکھتے ہی لپکا اور اس تنگ راستہ مین ہو کے اس سوار کا سدراہ ہوا۔ مین نے اُسے آواز دی کہ کھڑا رہ۔ اور پھر مین نے اپنی تلوار کو نیام سے سٹر سے گھسیٹ لیا اور اب مین لپکا کہ کسیطرح جلدی اسکے گھوڑے کے زین کے پاس پہنچ جاؤن۔ چونکہ اسکے پیچھے عورت کا بوجھ بہت تھا تو وہ اس قابل نہ ہوا کہ اپنی تلوار کو استعمال مین لاتا۔ اور یا اپنی بندوق سے

کچھ کام لیتا جو اُسکی پشت پر پڑی ہوئی تھی اُسنے اپنے گھوڑیکو اور بھی تیز ہانکا کہ مجھسے بچ کے نکلجاے جون ہی مین نے ایک جگہ ٹھہر کر اپنی تلوار کو جنبش دی اسکا گھوڑا کچھ ایسا بھڑکا اور اُسنے ایک ایسا طرارہ بھرا کہ وہ عورت جو پیچھے بیٹھی ہوئی تھی زمین پر گر پڑی - جب فارسی سوار اسکے بوجھ سے آزاد ہوا اب اُسنے اپنی بندوق سے کام لینا چاہا لیکن جب اُسنے دیکھا کہ یہ بھی نشانہ باندھ کر مارنے کو ہی تو اُسے خوف معلوم ہوا اور وہ سمجھا کہ یہان سے بچ کے نکلنا مشکل ہی پھر جو وہ بھاگا مین نے اُسکا نشان نہین دیکھا کہ وہ کہان چلا گیا -

مین اس گری ہوئی عورت کی مدد کے لیے دوڑا جسکی پوشاک سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ آرمینین ہی - یہ عورت سر کی چوٹ سے بیہوش ہو گئی تھی - اور اسے گھوڑے پر سے گر کے بہت صدمہ پہونچا تھا - اسکی اوپر والی نقاب بیکار ہو گئی تھی - اور صرف اسکو ہوا دینے کے لیئے مین نے اسکی اندرونی نقاب کو گھسیٹ لیا جو چہرے کے نیچے کے حصّے کو ڈھانکے ہوئے تھی - (جیسا عموماً آرمینیا کی عورتین استعمال کرتی ہین) مجھے اسکی صورت دیکھ کے بہت ہی حیرت ہوئی کیونکہ اسکو خداداد حسن فطرت نے اُسی قدر بخشا تھا جو خیال مین آسکتا ہی -

یہ پیاری مخلوق جسکو مین نے اپنے زانو پر رکھ لیا تھا تقریباً پندرہ برس کی تھی - آہ مین ہرگز اس سرور اور خوشی کو کبھی نہین بھولونگا جو اُسکے روشن چہرے کے ایک نظارے سے مجھے حاصل ہوئی تھی - اسکے حسن کا کا لبہ قلب کو منور کرنیوالا چمکا را میرے دل پر اتر گیا - اور میرے دلمین اسکی طرف سے وہ جوش الفت پیدا ہوا جو آج تک نہین ہوا تھا - سوا اسکے مین ہر شے کو بھول گیا - پہلا لفظ جو اسکی زبان سے نکلا وہ میری روح مین گھُبتا چلا گیا - لیکن جب اسنے یہ ظاہر کیا کہ مین کہان تھی - اور پھر اسنے اپنے کو بالکل ایک پردیسی کے ہاتھو مین پایا تو وہ رونے پکارنے لگی اور اس طرح سے چیخین مار مار کے روئی گویا وہ خود مجھسے خوف زدہ ہی - مگر رفتہ رفتہ اسکو تسکین ہوئی

اور جب اسے معلوم ہوا کہ مین اسکا ہمقوم اور ہم مذہب ہون تو وہ میری طرف مختلف فیلنگ سے دیکھنے لگی - مجھے میری خودنمائی اور خودفروشی نے یہ یقین دلایا کہ یہ نازنین تجسے ناراض نہین ہی کیونکہ تیری رعنائی اور نوجوانی سے اسے ضرور دلچسپی حاصل ہوئی ہی - وہ حظ جو ایک خاوند مشکل سے اپنی بی بی سے پاتا ہی وہ ممتاز تنبیہ عصمت و پاکدامنی اور عزت کی ایک آرمینین عورت کی نظر و نہین اسقدر واجب التعظیم ہی مجھ سے اسپر بھی ہر طرح سے اسکے ساتھ ایسی بے احتیاطی ہوئی تھی اور مین نے کسی قسم کا اسکا قاعدے کے موافق لحاظ و پاس نہ کیا تھا تو مین اسکے آگے اس صورت مین کھڑا تھا جیسے ایک مجرم جسنے اسکے باعصمت چہرے کیطرف آنکھ اٹھا کے دیکھا ہو - آخرکار مین نے اس سے کہا کہ یہ میرا قصور نہین ہی کہ مین نے آپکی اوپر کی نقاب یا جسم کے کسی حصہ کو بے پردہ کیا ہو - اور یہ صرف تمھارے گھوڑے پر سے گرنے کے باعث سے ہوگیا واقعی یہ نیچے کا حصہ چہرے کا مین نے کھولا تھا کیونکہ اگر وہ نہ کھولا جاتا اور تازی ہوا اسے نہ لگتی تو تم قطعی مرجاتین - میری ان باتونکا اسے صلا یقین نہین آیا - مگر مفصلہ ذیل باتون نے اور باتونسے اسکے دل پر کچھ اثر کیا مین نے اس سے یہ کہا کہ اگر تمھارا یہی خیال ہی کہ سوا میرے تمھاری کسی نے بعزتی نہین کی تو مین پاک صلیب اور سنیٹ جریگوری کی قسم کھاتا ہون کہ مین تمھاری بے نقابی کا باعث نہین ہوا جب مین نے یہ کہا تو اب اسے اطمینان ہوا - اور میری طرف سے جو کچھ گمان تھا وہ جاتا رہا - اب مین نے اس سے یہ درخواست کی کہ تم اپنی سرگذشت بیان کرو اور مجھ سے کہو کہ میری قسمت کیونکر جاگ گئی کہ تم جیسی باحیا اور مرجع عصمت کی زیارت مجھے نصیب ہوئی -

یہ سنکے وہ مہ جبین بولی - اگر تم اس شخص کی نسبت پوچھتے ہو جو مجھے گھوڑے پہ لیے چلا جاتا تھا تو اسکی نسبت مین اسقدر جانتی ہون کہ وہ ایرانی تھا - مین نے

پیشتر کبھی اُسے نہین دیکھا تھا۔ اور مجھے سوائے اسکے اور کوئی سبب اُسکے لیجانیکا نہین تھا کہ وہ مجھے لونڈی بناکے فروخت کرتا۔ چند روز کا عرصہ ہوا کہ جارجین اور فارس کے ایک دستہ سوار دونین باہم مُٹ بھیڑ ہوکے سینہ بسینہ جنگ ہوئی۔ ماقبل الذکر کو شکست ہوگئی اور وہ ہٹادئے گئے اور فارسیون نے انمین سے کچھ آدمی قید بھی کر لیے جنکو وہ ایران شادیانے بجاتے ہوے اور فخر کرتے ہوے لیگئے۔ ہمارے گانؤن پر اس دار وگیر اور ہنگامہ سے کچھ دن پہلے فارسیون نے حملہ کیا تھا مجھے خیال ہر کہ مجھے ایک شخص نے چاہا کہ جارجین کا قیدی بناکے یہانسے لے اُڑے مین صبح ہی اُٹھکر گانؤن کے کنوئین سے اپنی ٹھلیا پانی کی لیکے بھرنے گئی تھی۔ کہ وہ شخص ایک ٹوٹی ہوئی دیوار مین سے نکلا۔ اور مجھے چھُرا دکھاکے کہا کہ اگر تو نے ذرا بھی غل مچایا تو مین تجھے مار ڈالونگا اور جھٹ اُسنے مجھے اپنے گھوڑے پر سوار کیا۔ اور مجھے لیکے بھاگا۔ جون ہی وہ مجھے لیکے بھاگا تو میری بستی کی چند لڑکیان کنوئین کی طرف آرہی تھین اس سے مجھے کچھ بچنے کی اُمید ہوئی تھی کہ یہ لڑکیان تمام گانؤن مین اس خطرے کو پھیلادینگی اور میرے باپ بھائی میرے بچانیکی کوشش کرینگے۔ چند منٹ مین ہم نگاہ سے غائب ہوگئے ایرانی اپنے گھوڑے کو بہت تیزی سے پہاڑون اور کھڈ ونپر چلا رہا تھا اور ملک کے ان حصص کو طے کر رہا تھا جنسے مسافر ناواقف ہوتے ہین۔ آخرالامر مین نے تمھین اس پہاڑی کے نکڑ پر دیکھ کے باوجودیکہ مجھے اسکا خوف تھا لیکن مین نے غل ہی مچایا اور تمسے طالب امداد ہوئی پھر اسکے بعد جو کچھ ہوا اُس سے تم بخوبی واقف ہو۔

اس حسینہ لڑکی نے مشکل سے اپنی گفتگو پوری کی ہوگی کہ اتنے مین اس نے چند آدمیونکو دیکھا کہ سامنے سے آرہے ہین ایک گھوڑے پر سوار ہے اور چند اُسکے ساتھ پاپیادہ ہین۔ اور ہماری طرف بہت جلدی مین بڑھے آتے ہین۔ جب وہ قریب آسئے اور اُس نازنین نے اُنھین پہچانا تو وہ مارے خوشی کے کھل گئی۔

اور یہ کہنے لگی۔

اوہو یہ میرا باپ ہے۔ میرے بھائی بھی ہین۔ اودنس بھی ہے۔ ایکوپ بھی آیا ہے ایرالین بھی ساتھ ساتھ ہے اور میرا چچا بھی ہے۔

جون ہی وہ آکر پہونچے پریرو کی خوشی کا عالم کیا پوچھتے ہو باچھین کان تک جاتی تھین پہلے انکو دیکھ کے مین بہت چکرایا تھا اور کچھ دیر میری جانکنی کی سی حالت رہی تھی۔ کہ شاید چند نوجوان اسکے حسن خداداد کے شیفتہ و فریفتہ آئے ہین کہ اس کو مجھ سے چھڑاکے اپنے قبضہ مین کرلین۔ بعدازان معلوم ہوا کہ نہین یہ غیر نہین ہین بلکہ اسکے رشتہ دار ہین۔

انھون نے اس سے بیان کیا کہ تیرے گرفتار ہونیکا خوف تیری نوجوان ساتھنون نے تمام گانوٴ مین آکے پھیلا دیا تھا۔ لیکن خوش قسمتی سے ہم گانوٴ مین نہ چلے گئے تھے اور ہمارا گھوڑا مکان پر موجود تھا جسپر مین سوار ہو کے لپکا ہون۔ جہانتک کہ وہ سڑک سڑک چلا تھا اُسکے گھوڑے کے پیرونکے نشان برابر نمایان ہوئے۔ اور جہان سے کہ وہ مڑا تھا وہ نشان بھی ہمنے دیکھا۔ اور پھر ہم اُسی کے قدمونکے کھوج پر کھیت مین چلے گئے آخر کار اودنیس نے بلند چوٹی پر چڑھ کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ اُس راستہ سے اُتر رہے ہین جسکے دونون طرف پہاڑ ہین جو اس مقام سے بہت ہی قریب ہے جہان ہمنے تجھے اب پایا ہے یہ سُنکے لڑکی نے کہا کہ یہ سب صحیح ہے اور پھر اُسنے خدا کا اور سینٹ جرجیگوری کا اپنے بچنے پر شکریہ ادا کیا۔ اور پھر کچھ دیر تک تامل کرکے بہت ہی دلسوزی اور جوش سے اُسنے میری طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ میرا بچانیوالا ہے۔ اور صرف اسی کے صدقے مین میری اس سے جان بچی ہے۔ یہ سُنتے ہی سب میری طرف متوجہ ہوئے اور اُسکے بڈھے باپ نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم کس کے بیٹے ہو۔

مین۔ مین کوجا بیٹیرز کا بیٹا ہون جو گیومسلو کا سردار ہے

بوڑھا شخص۔ آہ وہ تو میرا دوست اور ہمسایہ ہی۔ لیکن مین تمھین نہین جانتا۔
شاید تم وہ بیٹے ہو جو تین گرجاؤن مین پادری بننے کے لیئے تعلیم پا رہا تھا۔ اور جو وہان سے
اس شور و شغب کے زمانہ مین اپنے کنبہ کی مدد کے لیئے آیا تھا۔

مین۔ جی ہان آپ درست فرماتے ہین۔

بوڑھا شخص۔ "اے آمدنت باعث آبادی ما" خدا تیرے گھر کو سرسبز کرے
تم نے ہماری لڑکی کو بچایا ہی۔ ہم تمھارے ہمیشہ ممنون رہینگے۔ تم ہمارے ساتھ
ضرور چلو اور ہمارے مہمان بنو۔ وہ وقت اب ہمین حاصل ہی کہ ہم ایک بھیڑ کو ذبح
کرین اور خوشی منائین۔ اور تمام میرا کنبہ تمھین اپنے سر و نپر بٹھا کے لیچلے گا۔
ہم تمھارے قدمون کو بوسہ دین گے۔ اور تمھارے آبروؤنکو صاف کرین گے
کیونکہ تمنے ہماری مریم کو بچایا ہے اور تمنے اُسکو مسلمان کی لونڈی بننے سے
محفوظ رکھا۔

اُسکے بھائیون اور چچا نے بھی مجھے مبارکباد دی اور مشکوری ظاہر کی اور اُنھون نے
مجھ سے بصد لجاجت کہا کہ آپ ضرور اپنے قدوم میمنت لزوم سے ہمارے غریب خانہ
کو شرف بخشین ہم آپ کے ہمیشہ کے لیئے خادم ہو چکے جب اُنھون نے بہت زور
دیا اور مجھے چلنے پر مجبور کیا تو مین نے بھی اُن کی مہمانی قبول کر لی۔ اور دوسرے
میرا دل گوارا نہین کرتا تھا کہ پیاری مریم سے جلدی علیحدہ ہو جاؤن سب اُن کے
گانوُن کیطرف روانہ ہوے۔

جب ہم ایک پہاڑ پر سے اُتر رہے تھے اور مریم کے گانوُن کیطرف گرم رفتار تھے
تو مجھے وہین سے بتایا گیا کہ وہ جو دکھائی دیتا ہی ہمارا گانوُن ہی۔ یہ گانوُن گو گرم گوشہ مین
واقع تھا لیکن پھر بھی یہ سب جانب کی ہواؤن سے محفوظ تھا۔ صرف مشرقی ہوائین
دریائے قلزم سے اسمین آتی تھین جو تمام گانونکو خنک کر دیتی تھین۔ اسکے پرے

دریاے ہمپاکی تھا - جو ایک خوبصورت پہاڑی مین چکر کھاتا ہوا بہتا تھا اور جسکے
باعث سے بہت کچھ سرسبزی ہوتی تھی - بہت دور کے فاصلے پر ہمین کاراکسے گرجا
نظر آتا تھا یہ گویا روسی حدود کا پہلا ہی مقام تھا - یہ ایک اندھیاری اور بیڈول
پہاڑی پر واقع تھا اور اسکے تمام اردگرد سبزہ ہی سبزہ دکھائی دیتا تھا -

جب ہم گانون کے قریب پہونچے تو گانون کے لوگ اور خصوصاً عورتین وغیرہ
کھڑی ہوئی یہ راستہ دیکھ رہی تھین کہ دیکھیے مریم مل گئی یا نہین اور جب اُنھون نے دیکھا کہ
بی مریم صحیح وسالم چلی آتی ہین بس پھر اُنکی خوشی کی کوئی بھی انتہا نہ تھی -

اُسکے فرار ہونے اور بچنے کی تاریخ سب حرف بحرف کہہ دیگئی - سُننا تھا کہ ایک کان پڑی
اور دس کانون پہونچی - اور اس تیزی سے وہ حاشیہ چڑھا کے پھیلائی گئی کہ توبہ - حاشیے
چڑھتے چڑھتے یہان تک نوبت پہونچی کہ یہ مشہور ہوا کہ مریم کو ایک ایسا دیو اُڑا کے لیگیا تھا
جسکا سر لوہے کا تھا اور کمر کے نیچے اور پیر فولاد کے بنے ہوئے تھے - اور اُسکی پشت پر
ماہی صورت چھلکے اور اُسکے گھوڑے کی ٹاپ قدم قدم پر زمین کو شق کرتی ہوئی چلی
جاتی تھی اور پہاڑون پر وہ ایسا شور وغوغا مچاتا تھا جو توپ کے گرجنے کو بھی پرے
بٹھاتا تھا - یہ اس صورت مین مریم کو لیے جاتا تھا کہ اتنے مین آسمان سے ایک فرشتہ
بصورت طفل کسان اُترا اسکے ہاتھ مین ایک تلوار برہنہ تھی جس سے آتشین شعلے سے
جوالہ نکلتے تھے - اس نے گھوڑے کو چمکا کے مریم کو زمین پر گرا دیا - اور اس عفریت کو
مغلوب کر کے وہین اسکو جلا کر خاک بنا دیا - جب مریم کو اپنی دہشت اور خوف سے ہوش
آیا تو کسی کو بھی وہان نہ دیکھا - مجکو سب نے طفل کسان کہکے ایک دوسرے کو آگاہ کیا اور
تمام گانون والونکا خیال میری طرف رجوع ہوا جب عنقریب میری عارف باللہ اور مرشد
کامل کی سی عزت ہونے کو تھی تو بدقسمتی سے مجھے ایک لڑکے نے جو اکثر مجھ سے ملا کرتا تھا
پہچان لیا اور کہا کہ یہ فرشتہ نہین ہے یہ یوسف ہے اور کوجا بیٹرون کا باہی ہے جو گیو مشلو کا

سرداری ہی۔ غرض پھر اُسوقت مین نے جامہ بشریت پہنا اور لوگ مجھے بشر سمجھنے لگے۔ مگر ہر شخص
نے میری خاطرداری مین کوئی دقیقہ باقی نہین چھوڑا اور خصوصًا مریم کے رشتہ دارون نے
تو اسقدر خاطر اور مدارات کی جسکا کوئی بھی بیان نہین۔ میرے آگے پیچھے چلے جاتے تھے اور
پھر یہی کہتے تھے کہ آپ نے ہم پر جو کچھ احسان کیا ہی اُس کے ثمرہ برابر بھی ہمسے خاطرداری
نہین ہو سکتی۔ لیکن اِسوقت مریم کے عشق جہان سوز کے شعلے جان و تن کو جھُلسے دیتے
تھے اور عشق مریم برابر رگ اور پٹھے مین بیٹھا چلا جاتا تھا پھر مین نے مریم کو بے نقاب کبھی
نہین دیکھا گویا میری خوش قسمتی پر اب مُہر لگ گئی تھی۔ مین نے اپنے دل مین یہ کہا کہ کوئی
چیز بھی اُس مہجبین سے مجھے علیحدہ نہین کر سکتی۔ فی الحال جو کچھ ہمارا مرکز خاطر ہی اور مدعا ہی
وہ ایک ہی خداوند تعم نے اپنی رحمت رحیمانہ اور کریمانہ سے ہمین ایک ہی جگہ جمع کیا ہی سوا
مشیت ایزدی کے ہمین کوئی چیز علیحدہ نہین کر سکتی اور نہ میرے اُسکے مفارقت ممکن ہے
اگر اسوقت ایرانی کی طرحسے مین بھی اُسے بالجبر لے بھاگون اور یہان سے چلتا ہون جب بھی
تو کوئی شے فارق بیچ مین نہین آسکتی۔

ہم یہان اور وہان دونون باہم مِل چکے ہین اور گو اُسنے زبان سے بہت ہی کم کہا ہی۔
لیکن آنکھین تو برابر محبت و الفت کی شاہد تھین۔ آہ اسکا بھلا مین کیونکر منتظر رہون کہ اب ایک بار
پھر ایک نہین بلکہ بیس ایرانیون سے میرا مقابلہ ہو تو پھر مین اپنی الفت و محبت کی بانگی دکھاؤن
لیکن مین نے پھر یہ دل مین خیال کیا کہ مین ہون کیا چیز صرف ایک غریب آرمنین بچہ ہون
اور میرا ایسی خستہ اور ذلیل مظلوم قوم سے تعلق ہی جس سے بدتر اور ذلیل تر اسوقت چشم فلک نے
بھی نہ دیکھی۔ بہت بڑی میری کارگزاری اور دلاوری یہی ہی کہ مین اپنے باپ کے گلّے سے
بھیڑیونکو ہنکاؤن اور کھیتون سے غارت گر پنڈارون کو نکالون اور اُنسے نگہداشت کرون
گیگلو مین مین تمام دن رہا۔ ایک بھیڑ ذبح کی گئی اور ایک بڑی دیگ مین اُسکا پلاؤ پکایا گیا
دوسرے دن مین وہان سے اپنے والدین کے پاس آیا جو میرے منتظر تھے اور انھین بہت

خوف تھا کہ یہ کہان چلا گیا جب مین وہان پہونچا مین نے اپنی پوری سرگذشت اُنسے بیان کی
مین مریم کی چشم میگون کے نشہ سے کچھ ایسا چور تھا کہ مجکو سوا اس کے اور کچھ دکھائی
بھی نہین دیا کہ مین اپنے باپ کو بھی اِس راز سربستہ سے آگاہ کرون۔ اور اپنی الفت
اور محبت کے موقع سے خبر دون۔ مین نے اُنسے یہ کہا کہ مین اسوقت بفضل رب العزت
ہر طرح سے مطمئن ہون اور مین خود اپنی خبرگیری آپ کر سکتا ہون خدا کی اور آپکی عنایت سے
اسوقت میرے بازو پُر زور ہین اور اُنسے مین اپنی روزی آپ پیدا کر سکتا ہون۔ مجھے
شادی کرنیکی آرزو ہی اور اللہ نے پہلے ہی میرے لیے راستہ بھی نکال دیا ہی۔

پھر مین نے اُنسے مریم کی درخواست کی کہ اُس سے میری شادی کر دو۔

اُنھون نے جواب دیا کہ ان اہم اوقات مین شادی کا ہونا مشکل ہی کیونکہ آج کل ہم
ایسے غریب ہین کہ ہرگز شادی کے اخراجات کو نہین اُٹھا سکتے۔ جب شادی ہو تو کپڑے
بھی خریدنے ہونگے ایک انگوٹھی بھی لینی ہوگی۔ موم بتیونکی بھی ضرورت ہوگی۔ مٹھائی کی
بھی حاجت پڑیگی۔ ایک قرمزی نقاب بھی ہونا چاہیے بستر اور بستر پوش کا بھی ہونا لابد ہی
گانے والون اور نچویون کو بھی دیا جائیگا۔ ایک دعوت بھی برادری کو دینی ہوگی۔ تو پھر ان
سب باتونکے لیے روپیہ کہان سے آئیگا۔

مین نے جواب دیا۔ یہ سچ ہی کہ روپیے کی ضرورت ہوگی اور بغیر روپیے کے شادیکا
ہونا ممکن نہین کیونکہ اس سے ہمارے کُنبے کی بھی عزت ہوگی اور میری الفت و محبت کی
بھی توقیر ہوگی لیکن مین اسکے لیے قرض لے سکتا ہون۔ ایراوان اور تین گرجاؤن مین
میرے کئی دوست ہین اور مین خیال کرتا ہون کہ اگر مین اُنسے خواہش ظاہر کرونگا تو مجھے
شادی کے اخراجات بخوبی مل سکتے ہین۔ اور پھر ان قرضونکی ادائی کی یہ صورت ہوگی کہ
مین اس سختی سے محنت کرونگا کہ رفتہ رفتہ سب قرضہ اُتار دونگا۔ علاوہ اسکے مین ایک تاجر
کا نوکر بھی ہو سکتا ہون جو ایک حصہ اپنے منافع مین سے مجھے دیگا۔ اور صرف قسطنطنیہ کا

استراچان کا ایک ہی سفر کافی ہے اسوقت مین اپنا قرضہ مع سود چکا دونگا۔

آخرالامر مین نے اسقدر کہا کہ میرے والدین راضی ہو گئے اور انھون نے مریم کے والدین سے درخواست کرنے کی دل مین ٹھان لی۔ یہ امر طے پا گیا کہ چند دن کا بیچ مین زمانہ دے کر میرا باپ میرا چچا پادری اور گانو کے بزرگ لوگ گیکلو جائین اور مریم کے باپ سے شادی کا پیغام دین اِس عرصہ مین مین کسی بہانے سے وہان پہونچتا اور مین معشوقہ سے مریم کو اس امر کی اطلاع کرتا کہ میرا یہ ارادہ ہے اور اب یہ معاملہ ہونے والا ہے کہ کہین وہ یا اُسکا کنبہ وقت پر انکار نہ کر جائے جب میرے والدین اور ہمارے گانو کے بزرگ مریم کے ہان پہونچے تو سب نے عزت سے اُنکا استقبال کیا۔ خوب خوب عرق پیا گیا اور یہ ذکر چھیڑا تو انھون نے کہا کہ ہم راضی ہین ہان اول تو یہ مقرر ہو جانا چاہیے کہ یہ یہ دلھن کو دیا جائیگا اور نامزد ہونے کی تقریبات اسطرح سے انجام پذیر ہونگی۔

اسکے تین دن کے بعد میری ماں دو گانو کی بڑھیا عورتون اور میرے چچا پادری اور مجھے لیکے نامزد ہونے کی رسم ادا کرنے کو وہان گئی تاکہ وہان شادی کی بھی رسمون کا قرار کرے کہ ہم یہ یہ دین گے

میری طرف سے میری ماں نے یہ کہا کہ دولھا اپنی پیاری دُلھن کو یہ یہ کپڑے دیگا جو وہ زیب تن کرتے جسمین سے ایک تو قرمزی ریشم کا ہوگا اور دوسرا نیلی روئی کا۔ دو جوڑے شلوارونکے ہونگے۔ انمین ایک جوڑا ریشمی اور ایک سوتی۔ دو جبہ جو زیب کی پٹیون سے باندھے جائینگے دو نقابین ایک سفید سوتی اور دوسری نیلی۔ دو جوڑے جوتون کے ایک جوڑا تو تخت کا سبز دوسرا بھورے چمڑے کا۔ اسمین نعل بھی لگے ہوئے ہونگے۔ ایک کڑھا اور نقش و نگار کیا ہوا رومال اور سر پر باندھنے کے لیے ایک پٹی یہ بھی دیجائیگی۔ اسکے علاوہ میری ماں نے میری طرف سے یہ کہا۔ پچاس طالیہ کے چاندی کے سکے چھوٹے چھوٹے خرچ کے واسطے۔ گردن کے لیے ایک زنجیر جس سے فارس کی ایک اشرفی جو زنجیر مین لٹکائی جاتی ہو تو ہی رکھی گئی تھی

دُلھن کے رفقا کے تھوڑی دیر کے مشورے کے بعد یہ امر طے پا گیا۔ لیکن اتنے مین ایک بُڑھیا عورت جو مدتون ایرانی خاندان مین ملازم رہی تھی یہ بول اُٹھی اور اُسنے یہ تجویز پیش کی۔ کہ دولھا سے شیر بہا (دودھ کی قیمت) بھی تو لینی چاہیے۔ کیونکہ ایران مین یہ رسم ہے کہ شیر بہا دولھا سے لیا کرتے ہین۔ ہماری طرف کی عورتون نے جواب دیا کہ آرمینیا والون مین یہ رسم نہین ہوتی۔

بوڑھیا نے کہا۔ نہین شیر بہا تو دینا ہی پڑیگا۔

غرض یہ بات بہت بڑھ گئی مین نے اپنی ماں سے کہا کہ آپ ناحق ہوئی ہوائی بات کو طول دے کے اُلجھیڑے مین ڈالتی ہین۔ دس روپیے شیر بہا کیلیے بھی منظور کر لیجیے غرض جب یہ درخواست ہوئی ہے تو اُنھون نے منظور کر لیا۔ اب ہر طرح سے طرفین مطمئن خاطر ہو گئے اور بات قرار پا گئی۔

یہ بات تو عورتون مین طے پا گئی۔ پھر مین مع اپنے چچا کے اندر بلایا گیا مجھ سے خوب تاکید کر دی گئی کہ خبردار جو ہنسا یا مسکرایا اور کوئی بیجا حرکت کی کیونکہ اگر شادی مین ایسی باتین ہو جاتی ہین تو ہمیشہ پھر بدقسمتی جدا نہین ہوتی۔

مین نے دیکھا کہ میری ماں زمین پر دو بڑھیا عورتون کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہے اور اُس کے سامنے دُلھن کی ماں بھی موجود ہے۔ پھر اُسی وقت مریم بھی آئی میری ماں نے میری طرف سے ایک انگوٹھی لے کے اُس کی اُنگلی مین پہنائی پھر پادری کو جو بطور قاضی کے ہوتا ہے شراب پلائی گئی۔ اِس نے ایک آدھ پیالہ چڑھا کر کہا کہ دونون جورو خاوند ہو گئے اب چارون طرف سے مبارکباد ہمپر برسنے لگی۔ گو مجھے حد سے زیادہ منع کر دیا تھا کہ مین دُلھن سے اسوقت کوئی بات نہ کرون لیکن پھر بھی جب ہر شخص ایک دوسرے کی پیشانی پر بوسہ دے رہا تھا ہمنے کچھ نہ کچھ باتین کر لین۔ چارون طرف سے سب ہاتھ پھیلا پھیلا کے اسقدر دعائین دے رہے تھے کہ مین تو یہی سمجھتا ہون کہ آج تک کسی جوڑے کو یہ نصیب نہ ہوا ہوگا

کہ اسکو نیک خواہشات سے یون دعائین دیجاتین۔

میری ماں پھر اپنے گانوں مین واپس چلی آئی۔ اب مین اپنے گانوں مین آکے تیاری کرنے لگا کہ شادی کا سارا سامان جلدی سے ہوجائے تاکہ ایسا نہو کہ کوئی بات ایسی نکل آئے کہ کی کرائی خاک مین مل جائے۔

جب ہم باہم یہ مشورہ کرنے لگے کہ کسقدر خرچ ہوگا اور یہ بھی اسوقت بحث ہوئی کہ یہ آئیگا کہان سے یہ مشورہ ہو ہی رہا تھا کہ دیکھتا کیا ہون کہ میرا باپ کوٹھری مین سے ایک بیگ نکالے لیے چلا آتا ہے مجھے یہ دیکھ کے سخت تعجب ہوا۔ اے لو یہ روپیہ موجود ہے گیو مشلو کا سردار اپنے بیٹے کے لیے گانون مین سب چیزین اسی طرح سے مہیا کریگا کہ جیسے شہر مین لوگ کرتے ہین۔ پھر وہ میری طرف مخاطب ہوکے کہنے لگا۔ اے لو پیارے یوسف لو دس تمن لو اور اپنی بیوی کے کپڑے جاکر خرید لاؤ۔

اسپر مین نے دوزانو ہوکے اسکے ہاتھ چومے اور بہت کچھ اسکے احسانات کا شکریہ ادا کرکے اسے دعائین دین۔

میرا چچا میرے باپ کی یہ فیاضی دیکھ کر بہت خوش ہوا اور سرگرمی سے اسنے یہ کہا آؤ میرے پیارے بھتیجے آؤ اور دیکھو مین غریب ہون مگر جا بھی مفلس ہے اور جسقدر اسکے خدام ہین وہ بھی مفلس ہین لو یہ بیس روپیے ہین۔ لو اور جاکر اپنی شادی کی جیز بسط خرید لاؤ۔ یہ دیکھ کے اور لوگون نے بھی مجھے اپنی حیثیت کے موافق کچھ کچھ دیا۔ اب میرے پاس اسقدر ہوگیا کہ مجھے قرض لینے کی بھی کوئی ضرورت نہین رہی اور مین نے اپنی تھیلی کو ایسا پڑیا پایا کہ مین اس روپیہ سے اپنی شادی کا پورا پورا سامان کرسکون۔ اب مین متردد ہوا کہ مین ایرن اوا جاؤن اور وہانسے جاکر کپڑا خرید کر لاؤن کیونکہ سواے ایراوان کے اور کوئی شہر ہمارے گانونکے قریب ایسا نہین تھا کہ جہان مطلوبہ اشیا دستیاب ہوسکتین۔ چونکہ مین خرید و فروخت اشیا سے محض نابلد تھا اور خصوصًا عورتونکے کپڑے خریدنے اور ان کے اچھے

بڑھے کی پہچان کرنی تو مجھے آتی ہی نہین تھی تو پھر یہ امر طے پایا کہ میری مان میرے ہمراہ خچر پر سوار ہو کر چلے اور مین اُسکے ہمراہ پیدل جاؤن -

ایراوان مین میری مان کا ایک دوست بھی تھا جسکا ہمین خیال تھا کہ وہ ہم دونوںکو دو ایک شب اپنے ہان مہمان رکھے گا - اور راہ مین سونے وغیرہ کا بندوبست یہ ہو گیا تھا کہ ہم خانہ بدوش لوگون کے ڈیرون مین چلے جائینگے جنکے فرائض مین داخل ہی کہ مسافر نوازی کرین

غرض خچر پر میری مان سوار ہوئی اور مین پیدل ہوا تلوار آبدار میرے پہلو مین لٹکی ہوئی - بھری ہوئی بندوق میرے کاندھے پر رکھی ہوئی - ہم غرض گانون سے روانہ ہوے -

جب ہم ایران کی بلندی پر پہونچے تو ہمنے ایک کیمپ دیکھا کہ سفید ڈیرے صدہا لگے ہوے ہین - انمین سے ایک ڈیرہ سردار کا الگ معلوم ہوتا تھا اور یہ ڈیرہ نہایت ہی خوبصورت بنا ہوا تھا - ایک سوار جس سے راستہ مین ہماری ملاقات ہوئی اُسنے ہمین اطلاع دی کہ یہان سردار نے قیام کیا ہی اسکے ساتھ بہت کثرت سے سوارون کا لشکر ہی - اور اب یہان روسی اور جارجیا والون کی نقل و حرکت کا بہت خیال پھیلا ہوا ہی امید ہی کہ یہ دونون عنقریب فارس پر حملہ آور ہونگے -

اِس خبر سے میرے ہوش اُڑ گئے اور مجھپر بہت بڑا ڈر طاری ہوا - میری مان کا ارادہ ہوا کہ گھر واپس پھر جاے اور شادی کو بالاے طاق رکھے - یہان بھلا عشق کی آگ طبیعت مین لگی ہوئی تھی اور چھاتی مین شعلے بلند تھے مین نے اُس سے کہا کہ آپ اسقدر گھبرائی کیون جاتی ہین ذرا تیزی مین چلیے کچھ بھی نہوگا ابھی واپس پھر کر چلے آئینگے - غرض پہلے ہی دن ہمنے اسقدر راستہ طے کیا کہ دور سے ہمین ایراوان کا دھوان اُٹھتا ہوا معلوم ہوا - ہمنے شب تو ایک چٹان کے نیچے طے کی یہانسے ہمین عظیم الشان پہاڑ ارارٹ پورا پورا دکھائی دیتا تھا ہمین معلوم ہوتا تھا کہ ہم بہت جلد اسکا راستہ طے کر لینگے - خانہ بدوش لوگ بہت ہی آگے بڑھ گئے اور ہم اُنکی حفاظت مین رہنے اور اُنکے ڈیرونمین پناہ گزین

ہونے سے محروم رہے ۔

چونکہ ہم رات کے آرام لینے سے تازہ دم ہو گئے تھے ہمنے علی الصباح اپنا سفر شروع کیا
اور بحفاظت تمام ایروان پہونچ گئے ۔

میری ماں کی سہیلی نے ہماری بہت ہی آؤ بھگت کی اور نہایت ہی مہربانی سے
پیش آئی وہ دونون ملکر بازار مین شادی کے کپڑے خریدنے کے لیے گئین مین اُسوقت
اِدھر اُدھر گشت لگاتا پھرا اور ہر شے کو بغور دیکھتا رہا اور جو لوگ کہ بازارون مین ایک جگہ
جمع ہوکر اِدھر اُدھر کی گپین شپین اُڑاتے تھے اُنکو بھی خوب سُنا ۔

بہت سے لوگ تو سردار کے معاملے مین گفتگو کر رہے تھے کہ اُسنے دشمن کے مقابل مین
یہ یہ تیاریان کی ہین ۔ یہ ایک بدیہی امر تھا کہ بہت جلد کچھ نقل و حرکت ضرور ظہور پذیر ہوگی
اور عجیب و غریب فطرت کا حملہ ہوگا ۔ اسلیے کہ ابکی بارود گولے کا سامان بہت ہی اور ابکی وہ
آلہ حرب تیار ہوے ہین کہ پہلے فارس مین کبھی دکھائی بھی نہ دیے تھے ۔ مین تو خود اپنی
شادی کی خوشی اور اُسکے کامون مین ایسا ڈوبا ہوا تھا کہ ان خبرون سے مجھے دلچسپی ہی نہ ہوتی
تھی ۔ یہ تھا کہ اس کان سنا اور اُس کان اُڑا دیا ۔ میرے دلمین یہ خیال گذرا کہ گرجاؤن کے
سردار کے ذریعہ سے ہم سردار کو اپنی پناہ بنائین اسلیے کہ معرکہ جنگ مین ہمارے گاؤن
اور اُسکی حدود کو تکلیف نہ پہونچے ۔ مگر اسکو ایک زمانہ چاہیے تھا یہان ایک ایک لمحہ بھی دشواری
سے کٹتا تھا مین نے یہ ارادہ کیا کہ ابتو اس خیال کو موقوف رکھو پھر کبھی دیکھا جائیگا صرف
مین نے اپنی شمشیر آبدار اور بندوق پر بھروسہ کیا جو تمام حملہ آورون سے مجھے پناہ دیگی
جس سڑک سے ہم آئے تھے مین اور میری ماں اُسی راستہ سے واپس پھرے ۔ مگر زیادہ
تیز خچر کو اب کی نہین ہنکایا کیونکہ کپڑون اور اسباب وغیرہ کا اسپر وزن بہت ہو گیا تھا
دوسرے میرے ہتھیار بھی اُسپر لدے ہوئے تھے ۔ میرے پاس اسباب جلد اٹھا ۔ سردار کا
کمپ ابھی تک اسی مقام پر خیمہ زن تھا ۔ ہم بغیر کسی روک ٹوک اور مزاحمت کے سب بے خرخشہ

چلے آئے کوئی واقعہ یا سانحہ ہمیں نہین گذرا یہانتک ۔ ہم اُس بلند زمین پر پہونچے جہانسے ہمارا پیارا وطن گیومشلو معلوم ہونے لگا۔

پہلے ایک ڈیرے کا نظارہ میری ماں کو کھٹکا۔

میری ماں ۔ یوسف دیکھو یہ کیا معاملہ ہے۔

مین ۔ میرے دماغ مین سوا اسکے اور کیا خیال تھا کہ میری شادی کا سامان ہو رہا ہے ہان ہان مین دیکھ رہا ہون شاید وہ لوگ ہماری ضیافت کا سامان کر رہے ہین ۔

میری ماں ۔ میرا خاوند اور تیری مہمانداری وضیافت کا سامان کرے یہ تیری تیز فہمی اور زیرکی کا تقاضا ہے۔ آیا روسی یا ایرانی وہان آدھمکے ہین ۔ چونکہ ہم عیسائی ہین اسلیے ہمین بہت ہی خوف ہے اور ہمارے لیے یہ بہت ہی بُرا ہے۔

ہم اپنے رہنے کی جگہ کی طرف بہت ہی تردد اور تشویش مین روانہ ہوے ۔ اور جب نزدیک پہونچے تو معلوم ہوا کہ میری ماں ہی سچ کہتی تھی اور اسنے ٹھیک پہچانا تھا روسی چھوٹے سے دستہ نے گانون مین تصرف کر لیا تھا۔ اس دستہ کی کمان جسین پچاس آدمی تھے پنجاہ باشی (یا افسر پچاس سپاہیان) کے ہاتھ مین تھی معلوم ہوتا تھا کہ فوج نے اس گانون کو گویا اپنے حملہ کرنے کا مقام بنایا تھا تاکہ یہان سے ایک دن راہ کی دوری پر حملہ آور ہون ۔ ہمارے گانون کا ہر ایک مکان مجبوراً سپاہیون کے رہنے کو دیدیا گیا تھا اور ہر ایک مین کئی کئی آدمی بھرے ہوے تھے ۔ اور خاص ہمارے مکان مین کپتان فوج کا ڈنڈا ڈیرہ موجود تھا۔

اب آپ خیال فرما سکتے ہین کہ اسوقت ہماری گھبراہٹ اور پریشانی کا کیا عالم ہوگا جب ہمنے یہ نیا شگوفہ یہان کھلا ہوا دیکھا اور خصوصاً مین کیسا کمبخت تھا کہ میری شادی بھی ایسے موقع پر قرار پائی جب ہم پر بربادی چھا رہی تھی اور امن کی ناؤ اِدھر اُدھر گردش مین ڈانوا ڈول تھی ۔ اس خیال نے مجھے کچھ ایسا مغلوب کیا اور سطرح سے ہلادیا کہ مینے

اس امر مین جلدی کی کہ مین شتابی سے اپنے دوستونکو گیکلو مین جاکر اس امر کی خبر کرون شاید وہ میری کچھ ڈھارس بندھا سکین۔ کیونکہ انکا گانون حملہ آورونکے نقش پا اور پگڈنڈی سے اسقدر دور تھا کہ ابتک فوج نے انکو اپنا نحس چہرہ نہ دکھایا تھا۔ لیکن جب انھون نے یہ سنا کہ ہمپر کیا گذری اُنھون نے فوراً آکر ہمارے درد کا حصہ لیا۔

مین نے مریم فطرت کے پیارے بچہ کو دیکھا۔ ہمارے ملک کی رسمین ہمین اجازت نہین دیتین کہ ہم کچھ کھلم کھلا بیان کرین۔ لیکن محبت ہمیشہ ہر موقع پر بار آور ہوتی ہے۔ ہمنے باہم دیگر عہد و پیمان کیا اور یہ سخت قسم کھائی کہ چاہے جو کچھ ہو ہم کبھی بھی جدا نہ ہونگے اور ہمیشہ ہم مین اتحادی اور وصالی سلسلہ جاری رہیگا۔

میری اسکی باہم اکثر ملاقاتین ہوئین۔ اور اب مین اپنے جوش مین صرف اس نا امیدی پر کہ اب شادی نہین ہو سکے گی مجنون بنگیا۔ یہ تو ایک بدیہی امر تھا کہ ابھی بہت جلد کچھ بلا نازل ہونے والی ہے۔ لشکریون بدن چلے آتے تھے پھر بھلا اس صورت مین ہم کیا خاک اور کسطرح اپنی شادی کی خوشی منا سکتے ہین یہ سب کچھ تھا لیکن میری طبیعت مین وصل کی آگ بھڑک رہی تھی جس سے صبر و شکیبائی پہلے ہی رخصت ہو چکی تھی۔ ناچار مین نے پھر بھی صبر کیا لیکن اسکو مین پورے طرح سے نہ روک سکا۔

ہمارے ایراوان کے پاس ہونے کے بعد پندرہ روز بھی گذر گئے لیکن کچھ نہ ہوا۔ ہمنے اپنے مہمان روسیون کی بہت ہی خاطر داری کی تھی کیونکہ روسی ایرانیون کی نسبت بہت ہی بے شر تھے اور ہرگز کسی کو مضرت نہ پہونچاتے تھے اسلیے ہم مین اور انمین باہم بہت ہی گاڑھی دوستی ہو گئی۔ ہماری طرح سے وہ بھی عیسائی تھے۔ انکے ہان بھی صلیب کا نشان تھا۔ ہمارے گرجا مین وہ عبادت کرتے تھے۔ سور کھاتے تھے اور شراب پیتے تھے۔ ان سادی اور یکسان حالتون نے باہم ہم مین اور روسیون مین بہت ہی اتحاد پیدا کر دیا اور وہ ہمسے ہمدردی کرنے لگے۔ انکا کپتان بہت ہی زبردست اور نوجوان شخص تھا۔ اسنے ہمارا ہر طرح سے

اطمینان کیا۔ وہ اپنی فوج کی پورے طور سے نگہبانی کرتا تھا ممکن ہی کہ بغیر اُسکی مرضی کے وہ
کچھ کرسکتی اور وہ خود بھی خدا کی مخلوق مین بہت ہی متقی اور پرہیزگار تھا۔ اُسنے جب سُنا کہ
یہان شادی ہونے کو تھی اور صرف ہمارے سبب سے رُک گئی تو اُسے بہت ہی فکر ہوئی اور
اُسنے جہان تک اُس سے ہوسکا ہر طرح انھین اطمینان دلایا کہ جس چیز کی آپ کی خواہش ہو
وہ شوق سے آپ ہمین کہین ہم اسکا بخوبی سرانجام کرینگے۔ اس سے بہت ہی اطمینان اور
فرحت ہمارے ہان پھیل گئی اور خصوصًا میری شادی کے بارے مین لوگونکا اور بھی زیادہ
خیال رجوع ہوا گویا اس ارادے مین جان پڑگئی کپتان کو جب اسکا پورا پورا علم ہوگیا کہ
میری شادی ہوگی تو مجھسے اُسنے کہا کہ مین تیرا ہمیشہ کا دوست بنتا ہون اور اُسنے کہا
کہ اسوقت یہ تقریب کیون نہین ظہور پذیر ہو۔ کوئی بات ایسی نہین ہی جس سے اسکو معطل رکھا جائے
ہم یہان تمھاری محافظت کے لیے موجود ہین اور مین اس بات کا اقرار کرتا ہون کہ جو کچھ مجھسے
ہوسکیگا اسکو ہم ہین مہیا کردینگے۔ ایرانی کبھی نہین بڑھ سکتے کیونکہ طفلس سے ہماری فوج کی
مدد آجائے گی اور جب تک وہ بڑھین یہان مدد موجود ہوجائیگی۔ اسلیے تمھاری تقریب کے
انجام ہونیکے لیے کافی وقت موجود ہی اور مین خیال کرتا ہون کہ ہمارے ہونے سے اور بھی
زیادہ شان وشوکت اور جلوس بڑھ جائیگا۔

اسکے علاوہ اُسنے یہ بھی اقرار کیا کہ مین دُلھن کو چار چین سُنہری لیس بھی چڑھاوے
مین چڑھاؤنگا۔ اور اس موقع کے لیے دولھا کو سواری کے لیے اپنا گھوڑا بھی دیدونگا
اس کپتان نے اسقدر کہا۔ کہ آخر مجھے دُلھن کے رشتہ دارون کو شادی کا دِن
ٹھہرانے کے لیے راضی کرنا پڑا۔

مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ بھلا کوئی شخص دوسرے کے معاملے مین اسقدر
زور دیتا ہی۔ اور بھلا کسی کو بھی پرائی شادی سے اسقدر دلچسپی ہوتی ہی جو اس کپتان نے
ظاہر کی ہی بس اس سے میری طبیعت صاف کھٹک گئی کہ ضرور کچھ دال مین کالا ہے۔

اور صرف اُسکو یہ رشک پیدا ہوا ہی مگر کیتان بقدر بدصورت اتنا بھونڈے اپنے سے بدصورت تھا کہ گویا
ہمارا خوبصورتی مین بالکل ضد تھا تو اسلیے مجھے یہ خیال مطلق نہین رہا تھا کہ مریم اُس پر ریجھ
جائیگی - کیونکہ اگر مریم اُسے دیکھے گی تو اُسے یہ معلوم ہوگا کہ آدمی کیا ہی بندر بیٹھا ہوا ہی -
اُسکا چہرہ تو بالکل چیچک کی طرح سے سفید چمڑے کا تھا - اُسکے سر پر بال تھے اور وہ ایسے
تھے کہ جیسے خارپشت کی پیٹھ پر کانٹے ہوتے ہین - ان بالون مین نا ملائم اور کرختی بیچ بیچ
مین لکیرین ہو رہی تھین - اور انکی ہیئت بالکل بھوس کی سی تھی - اُسکی گول گول آنکھین
جنمین گڑھے پڑے ہوے تھے اور ڈھیلے اندر کو گھُسے ہوے کیا ہی کریہہ معلوم ہوتے تھے -
یہ آنکھین رخسارونکی چھوٹی چھوٹی اُٹھی ہوئی بیڈول ہڈیون کے پیچھے واقع تھین -
اُسکی ناک کو دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کسی نے ایک گوشت کا لوتھڑا رکھدیا ہو -
اُسکے نیچے دو سوراخ تھے جو نہریان معلوم ہوتی تھین اُسکی ٹھوڑی شیشہ کی طرح صاف
اور شفاف تھی جس نے بالونکی بہت ہی چھوٹی صورت نہین ظاہر کی تھی - دو ہونٹ
تھے یا خدا کا قہر تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہمالیہ کے دو ٹکڑے کرکے کسی نے اوپر نیچے چپکا دیے
ہین - کل ہیئت ایسی چکنی اور چمکتی تھی کہ جیسے اُسکے پیر کے بوٹ وارنش سے چمک رہے تھے
مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر مریم عاشق ہوتی تو اس سے اُس پر اپنی یہ ہو جاتی
اور جب اُس پر نہین ہوئی تو اس بدہیئت اور کریہہ منظر پر کیا ہوگی - اور جب وہ میرے
حسن اور میری جوانی اور رعنائی کا اُس سے مقابلہ کریگی تو بس ظاہر ہی کہ مین نے
اپنے رقیب پر فتح حاصل کرلی - اور اُسکو ایک طرف بٹھا دیا -

اب یہ ٹھہر گیا کہ میرا نکاح ہووے - نکاح ہونے کے دن سے ایک شام پہلے سب
کپڑے اور دوسری اشیا خوانون مین لگائی گئین اور ان خوانون کو آدمیونکے سر پر
رکھکے گانے بجانے والون کی ہمراہی مین دولھن کے مکان پر بھیجا - وہی باجا گاجا
تھا جو کاؤن مین مل سکتا تھا - ہمارے بینڈ مین ایک تو شہنائی بجاتا تھا - اور ایک

طنبور پر تھاپ مارتا تھا اور دو آدمی گانے والے تھے یہ گویا ایک شان و شوکت کا نشان قرار دیا گیا ہی کہ برات کے ساتھ گا جا باجا بھی ہو۔ ہمارے روسی دوستون نے ہمین اپنا ڈھول بھی دیدیا تھا۔ اسکے بجنے سے جسکو ہمارا ایک گوالیے کا لونڈا بجاتا تھا تمام ملک مین اسکی آواز سے بہت ہی اثر پڑتا تھا۔ چونکہ یہ رسم ہوتی ہے کہ پہلے دُلھن کے ہان سے دولھا کو جو کچھ ملنا ہو مل لے اسلیئے دولھا کو کچھ دیر کے بعد چڑھاوا چڑھانا ہوتا ہی۔ چنانچہ یہی کیا گیا۔ مجھے دُلھن کے ان سے ایک جوڑا پستول کا ملا جو کوہ قاف کی ساخت تھا۔ اور یہ جوڑا پستول کا دُلھن کے چچا کا تھا جو اسنے اپنی پیاری بھتیجی کیطرف سے مجھے دیا تھا۔ دُلھن کا چچا پہلے جارجیا کی فوج مین ملازم تھا اُسوقت تک روسیون نے جارجیا فتح نہین کیا تھا۔

دوسرے دن یعنی وہ دن جو میری دلی آرزوؤنکے برآنے کا تھا مین اور سب میرے کُنبے والے صبح ہی سے اُٹھے۔ موسم گو ساکت تھا لیکن گرم تھا۔ پہلے کئی دن آگے یہان سخت طوفان برپا تھا اور ہر وقت آسمان پر بادلونکا ہجوم ہی رہتا تھا۔ لیکن فطرت موسم شب کو ترشح ہونیسے بہت ہی تروتازہ اور سرسبز ہو گئی تھی۔ میرے دوست کپتان نے مجھے سواری کے لیے اپنا گھوڑا عنایت کیا جسکو مین نے جہانتک ہو سکا خوب گہنا پاتا پہنایا جیسا کہ ایسے مواقع پر ہوتا ہی۔ مین نے خود بھی سر سے پانؤن تک نئے کپڑے پہنے اور پھر ریشمی کام کیئے ہوے کمر بند باندھے انمین سینگڑے اور توسدان ڈالے۔ پیش قبض کمر مین گھر سا۔ اسی طرح سے اور بہت سی چیزین مناسب موقع کی زیب تن کین اور یہ سب چیزین جنسے میری پوری زیب و زینت ہو گئی تھی میرے ایک دوست جارجین نے مجھے عاریتاً دی تھین جو ملازم روس تھا۔ مجھسے لوگون نے بھی کہا اور مجھے خود بھی یقین تھا کہ مین نہایت ہی حسین جوان رعنا خوبصورت معلوم ہوتا ہون اب مین مع اپنے رشتہ دارون کپتان اور اس کے بہت سے سپاہیونکے جنسے خوب بھیڑ ہو گئی

تھی گیکلو روانہ ہوا۔

جب ہم اُسکے قریب پہونچے تو ہمنے اپنے جلوس کو یون ترتیب دیا کہ آگے گانے والون قرنا پھونکنے والون اور ڈھول بجانے والون کو کیا۔ اور ہم سب اُنکے پیچھے پیچھے روانہ ہوے یعن اپنی دُلھن کے مکان پر اُترا۔ جہان ہر قسم کی آسائشین ہمارے لیے موجود تھین۔ اور چارون طرف سے سلامتی اور مبارکبادی کا مینھ برس رہا تھا۔ اور جب گیو مشلو واپس ہونے کے لیے ہر شے وہان تیار تھی اور جہان میرے چچا نے ساری تیاری کر رکھی تھی ہم پھر سوار ہوے میری دُلھن کے سر سے پانؤن تک ایک قرمزی نقاب پڑی ہوئی تھی سر پر ایک تاج نما ٹوپی رکھی ہوئی تھی جسپر یہ نقاب آویزان تھی پیاری اپنے باپ کے گھوڑے پر سوار تھی اور اپنے بھائیونکی جانب روان تھی۔ ہمارے ہان رواج ہے کہ ایک ٹیکا یا پٹی دولھا داہنے ہاتھ سے پکڑتا ہے اور اُسی ٹیکے کو دُلھن دوسری جانب سے پکڑتی ہے اور پھر اسطرح سے دولھا دُلھن گرجا مین جاتے ہین چنانچہ ہمنے بھی اس رسم کو ادا کیا۔ اس جلوس مین سب ہمارے دوست سب ہمارے رشتہ دار گانؤن کے سارے نوجوان بچے بعض پاپیادہ بعض گدھون پر اور بعض گھوڑون پر سوار شریک تھے۔ یہ سب لوگ سارے راستہ واہ واہ کرتے ہوے خوشی کی آوازین بلند کرتے ہوے۔ مسخراپن۔ مذاق۔ چھیڑ چھاڑ غرض ہر طرح سے خوشی ظاہر کرتے ہوے چلے جب ہم آخر کار کچھ اُٹھے اور ذرا اونچی زمین پر پہونچے تو جلوس ٹھہر گیا۔ اب یہان ایک شخص کو موم بتی دی گئی جو فی الحال روشن کر لی گئی تھی۔ سب سے آگے میرا چچا تھا جس کے ساتھ میرا دوسرا چچا تین گرجاؤن کا پادری بھی شریک تھا۔ یہ دونون ملکر بھجن یا سرود عارفانہ بہت ہی خوش آوازی سے اس تمام جلوس مین بہ آواز بلند الاپ رہے تھے۔ کپتان نے پہلے ہی اپنی فوجکے آدمیونکو خوب زرق برق بنا دیا تھا۔ جو اس جلوس مین شریک تھے اور ہمارے ساتھ گرجا تک گئے تھے۔

ہم آخر گرجا کے دروازے کے پاس جا کے اُترے - مین اور دُلھن ٹیکے کو پکڑے ہوے قربانگاہ یا مذبح کے نیچے پہونچے - یہ مقام ہماری عاجزانہ حیثیت کے موافق بلکہ اس سے کہین اور بھی زیادہ پھولون - ریشمی فیتون اور آئینونسے سجا ہوا تھا - مجھے اور مریم کو آمنے سامنے بٹھایا - انجیل مقدس کھولی گئی اور ہم دونونکے سر پر رکھی گئی اُسوقت ہم دونون ایک دوسرے کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیے ہوے بیٹھے تھے - پھر پادری نے پہلے مجھ سے پوچھا - تمنے مریم کو اپنی زوجیت مین قبول کیا مین نے گردن ہلادی کہ ہان قبول کیا - پھر مریم سے دریافت کیا تمنے یوسف کو اپنا شوہر بنایا اُسنے بھی گردن ہلادی - کہ ہان بنایا - جب یہ بھی ختم ہوگیا تو پھر شیرین اور مقدس آئتین انجیل پاک کی پڑھی گئین - اس کے بعد یہ تقریب نکاح ختم ہوگئی - پھر جگ گانا بجانا - بھنورون پر دھپ پڑنی اور بانسری بجنی شروع ہوئی ہے بس یہ معلوم ہوتا تھا کہ آسمان سر پر اُٹھالیا ہی - ہر شخص خوشی کے گیت گاتا تھا -

در و دیوار سے ظاہر تھے خوشی کے سامان
ذرہ ذرہ تھا وہ سرمست شراب عشرت

وٹنگ روم بنا جس سے تھا گوشہ گوشہ
دل لُبھاتی تھی ہر ایک شوخ کے پا کی حرکت

سرسرائی تھی خوشی مین وہ نسیم شادی
مسکرانے لگے غنچے بھی عجب ہی حیرت

بچے قلقاریان بھرتے تھے لگاتے ہر سو
جسکو دیکھو لیے آتا تھا نوید بہجت

دن کی روشنی اسوقت بالکل ناپید ہوگئی تھی - آسمان پر ایک طوفان عظیم برپا تھا چرخ ناہموار پر اندھیارے کی گھٹاٹوپ چادر چھا گئی تھی - بجلی کی کڑک اور بادلون کی گڑگڑاہٹ سے مینھ صاحب بھی تشریف لے آئے تھے - اس نکاح کی تقریب اور گانے بجانے کے ختم ہونے کے بعد سب کی دعوت کی گئی اور بہت خاطر داری سے ساری مجلس کو کھانا کھلایا - اس کے بعد ہمارے مہمان چلے گئے - اب وہ نیک ساعت

میرے لیے آئی جو مجھے آدمیون مین بہت ہی خرم و شادمان کرے گی - اور مین گلہاے خرمی اپنے دامن مراد مین چُنونگا -
کیا اے صاحب مین اب یہین اپنی رام کہانی کو ختم کردون اور رات کو جو کچھ خوف اور ہیبت واقع ہوئی اسکو بیان نہ کرون - یا انکو چھوڑکر اور جو کچھ بیتی ہی وہ بیان کردون - ڈر ہی کہ زیادہ طول سے آپکی سمع خراشی نہ ہو -
آپ میری پیاری دُلھن کو صبح کے ستارے کیطرح پیاری اور فرشتہ کے مانند بیگناہ اور ہر جرم سے پاک خیال کرین جسکا مجھے کس صدق دلی سے عشق تھا اور یہ امر تو آپ بخوبی خیال کرسکتے ہین کہ اسوقت مجھے کیا خوشی ہوگی اور میرا غنچہٗ دل جسمین سواے اسکی بوکے دوسرے کی محبت کی خوشبو نہین سمائی تھی کس شادابی اور تروتازگی سے کھلا ہوا تھا جسکی وصل کی اُمید کے سب رشتے منقطع ہوچکے تھے اور یہ ہرگز امید نہ تھی کہ مین پھر اسکے روشن چہرے سے اپنا کاشانہٗ دل منور کرونگا - اور پھر مجھے وہ نصیب ہوگیا تو اب اس سے زیادہ میری زندگی کا روشن زمانہ کیا ہوسکتا ہی -
لیکن چونکہ مجھے یہ منظور ہی کہ مین جو کچھ یہان اب بیان کرنے کو ہون اُسکی پوست کندہ حالت سے آپ کو اطلاع دون اسلیے آپ اس امر کو بخوبی سمجھ لین کہ جارجیا اور آرمینیا کے گانون زیادہ تر زمین کے نیچے بنے ہوے ہین - اگر کوئی مسافر یہان آئے تو گو وہ مکانون کی چھت پر کھڑا ہوا ہوگا لیکن اسے یہ معلوم ہوگا کہ مین کف دست میدان مین کھڑا ہون جسکے بہت سے چھوٹے سوراخ اور درارون سے روشن معلوم ہونگے جسمین کہ میرا کلبہ بنا تھا یہ بھی اسی قسم کا مکان بنا ہوا تھا - اور جہان میرا نکاح ہوا تھا وہ بھی اسی صفت سے موصوف تھا - میرے کمرے مین اس قسم کے سوراخ مین سے ایک سوراخ تھا جو اس موقع پر بند کردیا گیا تھا اور ایک دروازہ ہوا کے رخ کیطرف کھول دیا گیا تھا -
آرمینیا والون مین یہ رسم ہی کہ پہلے دولھا جاکر گوشہ نشینی اختیار کرے اور اس کمرہ مین بیٹھے

اُسوقت اُسکے جوتے اور جرابین اسکی دُلھن اُٹھاکے لیجائے اور پیشتر اُسکے کہ دُلھن اپنی نقاب اپنے منور چہرے سے اُٹھائے۔ پہلے وہ چراغ یا شمع کو گل کردیتی ہی۔ اب طوفان عظیم برپا ہوا۔ گرج اور گڑگڑاہٹ ہمارے سرون پر قلابازیان کھارہی تھی۔ بجلی ماہی بے آب کیطرح کوندرہی تھی جسکی چمک لمحہ بلمحہ معلوم ہوتی تھی۔ اور نہایت ہی زور شور سے وحشتناک آوازونکے ساتھ مینھ برس رہا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ عنصر مین بہت ہی کھلابلی اور اضطرابی پھیل رہی تھی اُسوقت میری پیاری مریم نے اپنے روشن چہرے سے نقاب اُٹھاکے چراغ کو گل کردیا۔ دُلھن نیچے لیٹی ہی تھی کہ ہمنے ایک غضبناک آواز سوا اُسکی طرف سُنی جو بالکل غیر معمولی تھی گڑگڑاہٹ کے ساتھ آدمیونکا شور غل بھی شامل ہوگیا تھا گھوڑونکا دہشتناکی سے ہنہنانا بھی برابر سُنائی دیتا تھا۔ یکایک اسی کشمکش مین ہمنے یہ آواز سُنی کہ کوئی وزنی شے ہمارے بستر ہی کے قریب گری ہی۔ اور جسمین سے چمک اور کچھ گندھک کی بو آتی ہی۔

مین گھبرا کے بولا کہ یہ گولا گرا ہی۔ اے خداوند تعالیٰ تو ہمین اس سے محفوظ رکھیو۔ میری روح یہ دیکھتے ہی پرواز کرگئی مگر شکر اللہ کہ میری بیوی بچ گئی۔ مریم اپنی نقاب اُٹھاکر چاہتی تھی کہ دروازے کے باہر نکلے۔ اتنے مین اُسی کمرے مین ایک ایسی زور کی آواز آئی کہ جیسے کوئی چیز پھٹتی ہی۔ مین نے خیال کیا کہ مین اس رجیم اور درشت آفت کی نذر ہوچکا۔ مین ان گرے ہوے پتھرون اور اسباب کے اوپر بیہوش گر پڑا "رہی اپنی سُدھ بدھ نہ صلا کسی کی"!!

روشنی کی بھڑک اور چمکارے گندھک کی بو کے ساتھ آنے لگے۔

مین کچھ وقت تک یون ہی بیخبر پڑا رہا مجھے نہین معلوم کہ کیا ہوا اور پھر کیا گذری جب مجھے ذرا ہوش آیا اور مین نے دیکھا کہ مین ابتک بالکل محفوظ ہون اور میرے کسی عضو پر کچھ ضرب نہین آئی اور مین چل بھی سکتا ہون اب مین خیال کرنے لگا کہ مین کیونکر

اس بلاے بے درمان سے نجات پاؤن۔ شادی اور نکاح تو اسوقت خواب وخیال ہو گیا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے مین نے خواب دیکھا ہو۔ جو کچھ اسوقت مجھے سنائی دیتا تھا سوا ے
بادلون کی گڑگڑاہٹ بجلی کی کڑک اور لوگون کے شور غل واویلا اور بکا کے کچھ نہ تھا۔
ہر طرف سے یہی صدائین زور زور سے کانو مین آرہی تھین۔ اور یہ نالہ و بکا کی آوازین
اُن لوگو نکی تھین جو اس آفت ناگہانی۔ قہر الٰہی بلاے بے درمان سے مجروح ہو گئے تھے۔
اپنے زخمو نکی تکلیف مین شور مچاتے تھے۔ یا وہ لوگ تھے جو دو سرو نکی تیغ بُران کے شکار
ہو گئے تھے گھوڑو نکا زور زور سے ہنہنانا اور ہتھیارو نکی جھنجھنا ہٹ کی آوازون نے کان کر
کردئے تھے مین کہتا تھا کہ یا اللہ یہ کیا معاملہ ہے۔ مین ابھی وہین پڑا ہوا تھا کہ اتنے مین
میرے کان مین ایک عورت کے چیخنے کی آواز آئی۔ مین نے آواز سنتے ہی یہ کہا کہ کیا یہ مریم ہی
کہان ہے۔ کہان ہے۔ مین اسے تو دیکھو نگا۔ مین اُٹھا۔ جسقدر روزن تیھرون وغیرہ کا پڑا
ہوا تھا انکو بہت آہستگی مین مینے اوپر سے سرکایا اور ایک ٹانگ سے لنگڑاتا ہوا مین آگے
کی طرف پیاری دُلھن کو تلاش کرنے کیلیے بڑھا۔ اسوقت مجھے جو کچھ خوفناک نظارہ معلوم
ہوا وہ ایسا نہیں ہے کہ معرض بیان مین آسکے یا زبان اُس مطلب کو صاف صاف ادا کر سکے
مین نے اپنے پاس ایک ایرانی کو دیکھا کہ تلوار سوتے ہوئے ہے اور ایک سر کٹا ہوا اُسکے ہاتھ
مین ہے اور اُس سر مین سے خون کی بوندین ٹپک رہی ہین۔

رات کی اندھیاری اور سیاہی مین جب کبھی کہ یکایک چمکارا ہو جاتا تھا تو کچھ
دکھائی دینے لگتا تھا۔ جون ہی ایک دفعہ چمکارا ہوا تو مین نے دیکھا کہ بہت ہی ہیبتناک
غم کا واقعہ ہوا ہے بس اچھی طرح سے نہ دیکھنے پایا تھا کہ پھر وہی گھپ گھپ اندھیرا ہو گیا
دوسرا چمکارا جو پھر ہوا تو مین نے دیکھا کہ ایرانیون نے جنکے ہاتھون مین شمشیرہاے برہنہ
آویزان تھین بے بس لٹو سیون پر شبخون مارا ہے۔ انکو بسترون پر سے گھسیٹ لیا
ہے۔ اور انکو قتل کرڈالا۔ گانون والے بیچارے بے انتہا گھبراہٹ اور اضطرابی مین لپٹے

مکانون مین سے بھاگ بھاگ گئے تھے - اسکے بعد بہت زور کی گڑگڑاہٹ ہوئی جسنے شہر
کو پراگندہ کردیا حسین خان سردار نے آرمینیو نکے گاؤن پر حملہ کیا تھا اور سولاخون اور موکھون مین
سے بم کے گولے برسائے تھے - گاؤن کے مویشی اپنی پناہ کی جگہ مین سے گھبراگھبرا کے باہر جنگل
مین نکل گئے تھے اور انھین بھی اس ہیبت وخوف کا حصہ ملا تھا - غرض اب مین کہانتک
بیان کرون کہ کیا نوبت تھی اور کیا آفت برپا تھی - مگر اللہ کا شکر ہی کہ میرا بال تک بیکا نہ ہوا
در مجھپر خداوند نعم کا ہاتھ پھیلا رہا جسنے مجھے اس قہرآلود موقع سے بچایا -

اب مین سٹپٹایا کہ اپنی بیوی کو - کہان جاؤن اور کہان ڈھونڈھون - اُسکے چیخنے
کی آوازین تو میرے کان مین آتی تھین اور وہ دردناک چلاّنا اور الم آلود واویلا تھا جس سے
یہ ثابت ہوتا تھا کہ مریم کو کوئی ضرب ایسی پہونچی ہی جس سے وہ جان بلب ہے اور عنقریب مر جائیگی -
اب مین نے اپنا راستہ نعشون مین ہوکر کیا - دیوانہ وار مجنونانہ شدت غضب مین
مین نے قدم اُٹھایا - یہان سے مین گاؤن کے دامن مین پہونچا کہ اپنی دلربا کی آواز
سنون کہ کہانسے چیختی ہی - جب مین وہان پہونچا اور ایک دفعہ پھر بجلی چمکی تو مین نے
دیکھا کہ دو ایرانی سوار جارہے ہین ایک کے پیچھے گھوڑے پر ایک عورت سفید نقاب پوش
بیٹھی ہی - مین نے جان لیا کہ ہو نہو یہ میری بیوی ہی مین نے بہت تیزی مین جیسے پہاڑی
بکرا پہاڑ پر چڑھتا ہی اُنکا تعاقب کیا جب طوفان ٹھہر جاتا تو پھر بجلی نہ چمکتی اور پھر اس
گھپ گھپ اندھیرے مین جہان ہاتھ کو ہاتھ بھی نہ سُجھائی دیتا تھا ٹٹے ٹوئیان مارنے
لگتا تھا - پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہوا ہون مگر یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ کسطرف جاؤن اور کس رُخ
قدم اُٹھاؤن یا نہ اُٹھاؤن قریب قریب مین برہنہ ہی تھا جو ضرب آئی تھی وہ جُدا تھی -
چونکہ میرے پیر پہاڑون پر برہنہ چلنے کے بالکل عادی نہ تھے تو وہ تمام پارہ پارہ ہوگئے
تھے بھلا ایسی حالت مین مجھسے تعاقب کیا خاک ہوسکتا تھا - اب میری طبیعت کا وہ
حال ہوا کہ توبہ ہی - مایوسی نے چارون طرف سے آکے گھیر لیا تھا غم والم بہت دیر سے میرے

جلیس و انیس بنگئے تھے ۔شکستہ خاطری میری ہمرکاب تھی ۔ناامیدی نے جان و دل پر اپنا قبضہ پہلے ہی سے کر لیا تھا ۔غرض یہ چیزین اسطرح سے محیط ہو گئی تھین جس سے میرے اوسان اصلا بجا نہین رہے تھے ۔آخر مین نے اپنے کو جبتک کہ آفتاب اپنا جھلگاتا ہوا تاج پہنکر نہ نکلا اور اُسکے روشن تاج کی کرنین میری آنکھون مین چکاچوند کرتی ہوئی ادھر اُدھر نہ پڑنے لگین مین وہان سے نہ اُٹھا ۔اور جب تک مجھ مین یہ ہوش نہین آیا کہ مین کہان پڑا ہوا ہون "کہان تھا کہان آگیا اب کدھر ہون" اصلا خبر نہ ہوا۔

مین نے اپنے کو مخاطب بنا کر آپ کہا کہ کیا واقعہ ہوا مین کہان پڑا ہوا ہون اور یہان کیونکر آگیا ۔آیا شب کو دوسرے عالم کے دیو عفریت مست یا شری جنون نے آکے ستم برپا کیا تھا یہ معاملہ ہی کیا ہوا۔

گئی یک بیک جو ہوا پلٹ نہین دلکو میرے قرار ہے
کرون غم ستم کا مین کیا بیان مرا غم سے سینہ فگار ہے

مین نے دیکھا کہ مبارک اور پرشوکت گروہ صفا اور بے بادل آسمان پر بلند ہو رہا ہے جسنے فطرت کے مزاج کو ساکن اور معتدل بنا دیا ۔جس سے صبح کی تازگی نمودار ہوئی ۔پرندونکا گیت سنائی دیا ۔مویشیون کے باڑہ سے اُنکا ممیانا نکلنے لگا ۔میرے سامنے کے مربیانہ کون مین بالکل سناٹا معلوم ہوا ۔مین نے دل مین خیال کیا کہ اسوقت سے مہیب اور دہشتناک صورتین جو میرے دماغ مین سرگردان ہین شاید یہ اس مردہ خیال کا اثر ہے ۔کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ اس علیحدہ جگہ مین اس پیارے اور بہت پیارے آسمان کے نیچے ۔نیچر کی ان فیاضانہ بخششون کے سایۂ عاطفت مین مین آدمیون کو اپنے بھائی مخلوق کو قتل کرتا ہوا گاؤن مین آگ لگاتا ہوا ۔نعشون کو کچلتا ہوا دو پارہ پارہ کرتا ہوا ۔سرون کو اُتارتا ہوا دیکھ سکتا اور بیرحم قتل کرنے کے تصور مین کیا مین اپنی پیاری بیوی اپنی بیگناہ دُلھن سے محروم کیا جاؤنگا ۔ایک دفعہ پھر جو کچھ واقعہ ہوا تھا اُس کی تصویر میری آنکھونکے آگے پھر گئی

گو پہلے میری چشمان سیاہ سے آنسو نہین گرے تھے لیکن اس لمحہ ٹپ ٹپ ٹپکنے لگے۔ انسے میرے بھڑکتے
ہوے دل اور مشتعل چھاتی کی کچھ بھڑاس نکل گئی۔ مین اُٹھا اور آہستہ آہستہ گانونکی طرف چلا
سب کوت مین چپ چاپ تھے کچھ کچھ دھوان ادھر اُدھر اُٹھتا ہوا معلوم ہوتا تھا کنارے پر آوارہ
اور اپنے باڑے سے گم شدہ مونشی چر رہے تھے۔ پردیسی بیچارے گھوڑون پر جا رہے تھے اور
کمبخت گانون والے جنپر یہ قہر خدا نازل ہوا تھا حد سے زیادہ پراگندہ خاطر تھے اور جو کچھ پر اُنکے
خانمان پر اچانک آفت اور مصیبت آپڑی تھی اس سے بہت ہی مشکل سے ہوشیار ہوئے تھے
اور وہ ابتک ناواقف تھے کہ آخر اُس بلاے جانستا نکا نتیجہ کیا ہوا میری آپ بیتی پوچھین تو مین نے
اپنی آنکھون سے اس وبال کو ملاحظہ کیا تھا مجھے تو ہر ایک شخص بدقسمتی کا رفیق معلوم ہوتا تھا
مین نے اپنے دلمین خیال کیا کہ تو اپنے رشتہ دارونکو جو سب راہ فنا مین گامزن ہو گئے
ہونگے چل کے دیکھ اور اُن مکانونکا تو ٹل ملاحظہ کر جو شب کو منہدم ہو گئے ہین اور تو
اس امر کا بھی معائنہ کر کہ تو اس دنیا مین تن تنہا رہگیا۔ نہ تیری غمگسار بیوی رہی۔
نہ آرام کرنے کو گھر بچا۔ نہ شفقت کرنے والے والدین رہے اور نہ ڈھارس بندھوا نے
والے دوست زندہ بچے۔ لیکن نہین یہ بات تو نہین ہوئی گو خیال نے دماغ مین ایسی بلند
پروازی کرنی شروع کی تھی اور اپنے قدم ایسے جمائے تھے کہ توبہ مگر اول جسکو مین نے گانو مین
داخل ہوتے دیکھا وہ میری پیاری اور مظلوم مان تھی مجھے دیکھتے ہی جسقدر کہ تکالیف اور
مصائب اُسپر ٹرپے تھے اُسے پھر از سر نو یاد آگئے۔ اُسنے دوڑ کر مجھے گلے سے لگا لیا اور زار و
نزار رونے لگی۔ جب وہ بہت کچھ رو چکی اور اُسکے دلکی بھڑاس نکل گئی تو اُسنے مجھ سے کہا
کہ تیرے باپ کو بہت ہی ضرب آئی ہے۔ اور اُسکے سر پر ایک آفت ناگہانی ٹوٹ
پڑی تھی مگر شکر ہے کہ زندگی تھی بچگئے۔ اور باقیماندہ کنبہ سب اچھا ہے کسی کی جانکا بال بیکا
بھی نہوا ہمارا گھر سارا منہدم ہو گیا تھا۔ ہماری ساری خانہ داری کی اشیا غنیم لوٹ کر لیگیا
تھا۔ اور خصوصًا وہ کمرہ جہان مین اور پیاری مریم بیٹھی تھی بالکل برباد ہو گیا تھا۔ اُسکی تو

اینٹ سے اینٹ بجگئی تھی۔ میری ماں نے مجھ سے کہا کہ نیک روسی کپتان وہ پہلا ہی تھا جسنے اپنی پیاری جان اس بلوے کے بھینٹ چڑھائی تھی جب یہ غل غپاڑا ہوا ہی اور توپکی گرجکی آواز آئی ہی تو وہ میرے کمرے مین سوتا تھا یکایک گھبرایا ہوا باہر نکلا کہ یہ قہر خدا کیا نازل ہوا نکلتے ہی دو ایرانیون نے اسکو پکڑلیا۔ انمین سے ایک نے فوراً اس کا گلا کاٹ ڈالا۔ یہ اُسی کا سر تھا جب اول ہی مین چونکا تھا اور پہلے ہی جمکارے مین مجھے ایک ایرانی کے ہاتھ مین معلوم ہوا تھا جو تازہ تازہ تھا اور جس سے خون کی بوندین ٹپک رہی تھین۔

میری ماں پھر مجھے پناہ کی جگہ مین لے گئی اور مجھے کپڑے پنھائے جیسے کپڑے کہ وہاں دستیاب ہو سکے۔

ایرانی جب اپنا کام دہشتناکی سے کر چکے تو پھر اپنی قیامگاہون کو واپس چلے گئے تھے۔ اور ہمارے کمبخت گائون والون کو ان تیس روسیونکو گاڑنے دفن کرنے کے لیے چھوڑ گئے جو بیخبری مین اُنکی تیغہائے بران کے شکار ہوے تھے۔ ان تیس کمبخت سپاہیونکے سر ایرانی بطور نشان فتح کے اپنے ہمراہ خُرجیون مین لٹکا کے لیکر چلے گئے تھے۔

والد بزرگوار کی زیارت کے بعد اب میرا یہ ارادہ ہوا کہ مین اپنی پیاری بیوی مریم کا تعاقب کرون۔ یہ تو ایک بدیہی امر تھا کہ مریم کو وہی لوگ لے گئے ہین جو گائون پر حملہ آور ہوئے تھے اور یہ بھی ضرور تھا کہ وہ ایروان پہونچی ہوگی کیونکہ یہ غلام اور لونڈی کے بیچنے خریدنے کے لیے یہان سے بہت ہی نزدیکی کا بازار ہی اور اسمین بھی اصلا شک نہین تھا کہ خاص لونڈی بنا کے فروخت کرنے کی غرض سے اسکو ایرانی پکڑ کر لے گئے ہونگے۔

میرا پستول۔ تلوار۔ بندوق۔ جو گویا میری عروسی کمرے کا زیور اور سجانے والا سامان تھا تمام تہ و بالا ہو کر خاک کے نیچے دبا ہوا تھا۔ اُنکو مین نے نکالا کیونکہ میری حفاظت

سوا اُن کے اور کون کرسکتا تھا۔ کچھ زر نقد گرہ مین تھا ہی یہ لے کر مین نے گیو شلو کو اڑ دیو کہا اور اپنے دل مین یہ قطعی ارادہ کرلیا کہ چاہے جو کچھ ہو بغیر پتہ لگائے مریم کے ہرگز نہین واپس پھرنے کا۔

مین بہت تیز قدم روانہ ہوا اور پہاڑون پہاڑون سیدھا ایروان کا راستہ لیا جب مین نے دو بلند سڑکون کی ایک شاخ کو طے کیا تو مجھے دو سوار ملے۔ یہ سوار بہت ہی خوبصورت اور ساز و سامان سے درست تھے اُنھون نے مجھے ٹھہرایا اور یہ پوچھا کہ تم کہان جاتے ہو اور کسلیے جاتے ہو۔

مین نے اپنی کمبخت اور بدقسمت رام کہانی کہنے مین ایک لمحہ کا بھی توقف نہین کیا کیونکہ مجھے خیال تھا کہ شاید سوار میری بیوی کا کچھ پتہ نشان بتا سکین اور اسکی سیاہبختی مین روشنی کا چمکارہ ملا دین یہ تو انھون نے کہا کہ اُسکا پتہ بتایا لیکن ان بیرحم الفاظ مین کہ اُنکے ہر ہر حرف سے مہیب شبہات ٹپکتے تھے اُنھون نے مجھے یقین دلایا کہ تیری بیگناہ بی بی تیری گم گشتہ پیاری۔ تیری منکوحہ ایسے ظالم اوباش عیاش کے قبضہ مین آئی ہو کہ اُس سے بدتر چشم فلک نے بھی نہین دیکھا ہوگا۔

مین سکیا یہ ممکن ہو کہ اگر مین وہان جاؤن اور وہ میری یہ افسوس ناک حالت سُنے اُسکے دلمین رحم آجائے اور جو بُرائی کہ اسوقت اُسکے دل مین سمائی ہو وہ جاتی رہے یہ مین جانتا ہون کہ مسلمانون کے ہان عورتین صرف عیش کے لیے ہوتی ہین لیکن پھر بھی تمام عورتین ایک ہی کے عیش کے لیے نہین بنائی گئی ہین کہ صرف سردار ہی سب کا مالک بن بیٹھے۔ تو مجھے کیا یہ امر خیال مین آسکتا ہو کہ میری امید۔ میری جان کی تسلی اور میرا عمری ساتھی وہ دیدے گا۔

یہ سنکر وہ سردار جو سردار کے باڈیگارڈ مین سے تھے خندہ زن ہوے اور کہنے لگے کہ بھائی یہ ایک ناممکن امر ہی کہ جو عورت حرم مین داخل ہو چکے اُسکے لیے تو کوشش کرکے

تیری یہ ساری محنت محض بیکار ہی۔ بہتر ہو کہ تو خواہ مخواہ کی تکلیف بیجا نہ اٹھا اور جہاں سے آیا ہی پھر کر واپس چلا جا۔

مین نے انکے اس ہنسنے اور کہنے پر کچھ زیادہ خیال نہین کیا اور جلدی مین قدم آگے بڑھا دیا اور دل مین خیال کیا کہ جس خدا نے مجھ ایسے گناہگار پر یہ قہر نازل کیا۔ اور جسنے مجھ کمبخت پر یہ یہ آفتین برپا کین۔ کیا عجب ہے کہ وہ پھر مجھپر مہربان ہو اور میری اس مصیبت کو ٹالے۔

اب مین ایران کیمپ کے پاس پہونچا جہان مجھے معلوم ہوا کہ سردار بذات خود یہان مقیم ہو اور اس امید مین ہو کہ کچھ عمدہ خبرین گوش گذار کرے۔ ایرانی دستہ کے پہونچنے سے جنھون نے کہ ہمپر حملہ کیا تھا وہان بہت ہی حیرت چھا رہی تھی۔ وہ اپنے کارہائے عظیم کی کامیابی کے بہت بہت ثبوت دے رہے تھے۔ جو سر روسیون کے کاٹ کر لائے تھے یہی انکی فتحمندی کا بہت بڑا ثبوت تھا جنکے کئی ڈھیر سردار کے ڈیرے کے آگے لگے ہوئے تھے۔ جو کچھ ان لوگون کو فتحمندی حاصل ہوئی تھی اس سے یہ بہت ہی نازان تھے اور بڑی بڑی خوشیان منا رہے تھے۔

شاہ فارس کو بڑے طمطراق۔ شان و شوکت اور جاہ و جلال سے نمک مرچ لگا کے اس فتح کی خبر کی اطلاع و سر انکو بھیجے گئے کیونکہ شاہ جب تک ایسے ایسے بدیہی ثبوت نہ پاتے ہرگز یقین نہ کرتے کہ ہماری فتح ہوئی ہو۔ لیکن خوشی مین ایک طرہ اور یہ نیا کھلا کہ ایک قاصد یا مخبر روسی حدود سے دوڑا دوڑا آیا اور ایک ایسی خبر لایا جس سے ایک انتشار پھیل گیا اور سارا معاملہ صورت دگرگون مین جلوہ دینے لگا۔ اسنے بیان کیا کہ روسی لشکر نے اپنے اس دستہ کی خبر سنی ہی جسپر گیومشلو پر شب گزشتہ حملہ ہوا ہی تو وہ بہت ہی غضبناک اور جوش مین سردار پر حملہ کرنے کے لیے آ رہا ہی کیا عجب ہی جو شام ہونے سے پہلے پہلے وہ یہان آکے پہونچ جاے۔

اِس خبر نے بالکل صورت خوشی کو بدل دیا اور اب لینے کے دینے پڑ گئے۔ سردار نے تمام کیمپ کو حکم دیا کہ ابھی تیار ہو جاے اور بہت پھرتی سے صف آرائی کر کے پیچھے ہٹے ڈیرے گرا دیے گئے۔ خچرون پر اسباب لدنے لگا۔ آدمیون نے غل مچانا شروع کیا۔ گھوڑے اونٹ۔ آدمی۔ توپین ایک ہی دفعہ سب متحرک ہوئین۔ دو گھنٹے گذرنے نہ پاے تھے کہ وہان کسی کا پتہ بھی نہ رہا اور اچانک سب غائب ہو گئے اور سیدھے ایراوان کی طرف باگین اُٹھاے ہوے روانہ ہوے۔

مجھے اُسوقت اپنی گم شدہ مریم کی کوئی خبر نہ ملی۔ یہ ظاہر تھا کہ اگر وہ سردار کے قبضہ مین ہی تو ضرور ایراوان کی حرم سرا کی دیوارون مین جا کر مقید ہو گی۔ مین نے اور بھی زیادہ تیز قدم اُٹھاے کہ شاید اس گھبراہٹ مین میرے فائدے کی کوئی عمدہ صورت نکل آئے۔

جب مین وہان پہونچا تو زنگوئی کے پل پر مین نے اپنا قیام کیا۔ جہان سے مین اچھی طرح سے سردار کے اُن محلات کو دیکھ سکتا تھا جہان عورتین رہتی تھین۔ اُسوقت اس پل پر سے سردار کی فوج اُتر رہی تھی لیکن مجھے اپنا فوجی ہمراہی سمجھ کے کسی نے کچھ نہ کہا اُنھون نے سمجھا کہ ہمارے لشکر کا یہ بھی کوئی شخص ہوگا۔

یہ عمارت اندھیاری چٹان کے کنارے پر واقع ہی جسکے دامن مین صاف اور شفاف ندی زنگوئی بہتی ہی اور اس زور سے بہتی ہی کہ اُسکی چٹانی سطح سے کف اُٹھتے ہوے معلوم ہوتے ہین اسکا پتھریلا اُبھار جس سے ایک سفید چکر دار شکل بنتی ہی اور اُسی کے باعث سے پانی بھی بہت ہی دھائین دھائین ہو کے گرتا ہی سہ محرابی پل اسپر بنایا گیا ہی جسمین وہ بلند سڑک بھی شامل ہی جو جار جیا اور ترکی مین جاتی ہی۔

اُس محل کے خاص دالان کے اُس گوشے کا دروازہ جہان خصوصًا سردار بیٹھا کرتا تھا دریا کی طرف کھلا ہوا تھا اور وہان سے دور دور کا نظارہ ہوتا تھا۔

اس عمارت سے کچھ ہی دور فاصلے پر عورتون کے کمرون کی کھڑکیان ہین جن مین

جالیان لگی ہوئی ہوتی ہین اور اسی سے وہ مردانہ دروازون یا کھڑکیون سے ممتاز ہوتی ہین
دیکھتے ہی معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ زنانے کمرے ہین۔ مین نے انکی طرف جو نظارہ کیا تو وہ
یہان سے بخوبی نہ معلوم ہوتی تھین مگر وہان ان کھڑکیون مین سے ہر شخص بخوبی پل پر سے
گذرتے ہوے اور آتے ہوے شخص یا جانور کو دیکھ سکتا ہے۔ مین نے دل مین خیال
کیا کہ اگر مریم یہان مقید ہوئی ہے تو ضرور مین نیچے کھڑا ہوا ہون میری طرف دیکھے ہی گی
اور اگر یہ بھی مانا کہ اُسنے دیکھ لیا تو پھر اُسکا علاج کیا ہوگا۔ مین کر ہی کیا سکتا ہون۔
مین نے اپنے دل مین مایوسانہ یہ بات کہی۔ اُسکا میری طرف نظارہ بازی کرنا اُسکو
وہان سخت اذیت دیگا اور مجھے تو بالکل ناامید ہی کردیگا۔ ایسی بلندی سے بچکر نکلنا
یہ محض ناممکن معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ اتنی بلندی سے گرنا فوراً ہلاک کر ڈالیگا۔ یہ دیکھکر
دلمین یہ کہتا تھا کہ اے مریم۔

ملنا ترا نہین اگر آسان تو سہل ہے
دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہین

مگر مین نے خیال کیا کہ یہان ایک ہی جگہ کھڑا رہنا تو کچھ بات نہین ہے ایسا نہو کہ کوئی
دیکھ لے اور اُسے شبہہ ہو تو کہین وقت آ کر نہ واقع ہو تو اسلیئے مین نے یہی مناسب سمجھا
کہ اسوقت تو یہان سے چلتے بنو شام کے بعد یہان آکر پھر کھڑے ہو تاکہ جب کوئی دیکھنے والا
نہوگا تاکہ مجھپر کسی کو شبہہ کرنے کا موقع نہ ملے۔
مین اسی طرح سے جھٹپٹے وقت آتا اور حرم سرا کی کھڑکیونکی طرف دیکھتا۔ یون ہی
مجھے پورے پندرہ دن گذر گئے۔ کوئی دن ایسا نہین ہوا کہ تین تین بار پل پر چڑھا
اوترا نہ ہون۔
آخر ایک دن جھٹپٹے کے وقت مین ٹکٹکی باندھے ہوے کھڑکیونکی طرف دیکھ رہا
تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ ایک کھڑکی کی درخت کے طرف جالی اُٹھی ہے اور اسمین سے ایک عورت

اِدھر اُدھر نیچے کی طرف نگران ہے مین اُسے نہایت ہی سکتہ کے عالم مین دیکھتا رہا۔ اس عورت نے مجھے پہچان لیا مین نے اپنا ہاتھ پھیلایا۔ اس عورت نے بھی یہ دیکھتے ہی اپنے دونون ہاتھ پھیلا دیے مین نے اپنے دل مین یہ کہا کہ ہان یہ عورت ہے۔ ہان ہان یہ ضرور میری بیوی ہے بیشک یہ مریم ہی ہے اسپر نہ تو مین نے ایک لمحے کا توقف کیا نہ مین نے کچھ سوچا۔ "ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم"۔

آنکھین بند کر کے مین تو دریا مین دھڑام سے کود پڑا نہ یہ سوچا کہ آخر اسکے نتائج کیا ہونگے۔ اور مین دریا مین دو تین ہاتھ مار کر ڈھلوان زمین کی طرف اپنی پیاری بیوی کے محل کے نیچے جا کر کھڑا ہوا۔ کئی بار مریم نے اپنے بازو میری طرف پھیلائے گویا وہ اپنے کو نیچے پھینکنا چاہتی ہے۔ مین نے خوف سے غل بھی مچایا مگر جب ذرا اسکو تامل ہوا تو مین نے یہ خیال کیا کہ شاید وہ ایسا نہ کریگی کہ نیچے آ پڑے۔ ہم بہت توجہ سے کچھ وقت ایک دوسرے کی طرف نگران ہے مگر دہشت کے مارے ایک نے دوسرے سے کچھ باتین نہ کین کہ ایسا نہو کسی کو خبر ہو جائے اور پھر دونونکو مختلف نامعلوم آفتون کا سامنا کرنا پڑے آخر کار یکایک مریم نے جالی کو ڈالدیا اور مجکو مہیب اور دہشتناک شبہات کرنیکے لیئے چھوڑ گئی۔ مین وہان کچھ دیر تک کھڑا رہا لیکن میری برابر ٹکٹکی بندھی ہوئی تھی۔ پھر یکایک وہ جالی کا پردا اُٹھا۔ اور پھر مریم نمودار ہوئی لیکن اسکی صورت حال سے گھبراہٹ ہویدا تھی اور سخت تحیر برس رہا تھا۔ مین اُس سے بہت ہی مشکل سے یہ کہہ سکا کہ کہو پیاری کیا گذری لیکن لمحہ بلمحہ روح فنا ہوئی چلی جاتی تھی کہ کہین کوئی آفت نہ آ کر واقع ہو یہان تک کہ مین نے اُسے دیکھا کہ وہ آگے جھکتی ہے اور پھر پیچھے ہٹ جاتی ہے۔ جھکتی ہے اور پھر پیچھے ہٹ جاتی ہے۔ ہوتے ہوتے یہان تک نوبت پہونچی کہ وہ دل مضبوط کر کے دھڑ سے نیچے آ ہی رہی — میری ٹانگین جواب دے چکی تھین۔ میری آنکھین تیرہ و تاریک ہو چکی تھین اور مین خود سر تا پا مختلف خیالات مین ڈوبا ہوا تھا کیونکہ یہ کل حالتین اُسوقت طاری

ہوئی یقین جب مین نے تہیہ کیا تھا کہ دیکھیے اتنی بلندی سے وہ گرتی بھی ہی یا نہین -
بھلا کس کو یقین آسکتا کہ ایک لڑکی اتنی جرارت کر جائیگی - مین فوراً ہی درخت پر
چڑھ گیا جو بہت ہی قریب کھڑکی سے بھڑا ہوا تھا اسکو آتے آتے مین نے اپنے بازوؤن پر
سنبھال لیا - اب مجھ مین یہ معلوم ہوا کہ زمین پر سپچلنے کی کسی نے گویا ایک نئی روح پھونک
دی - اب وہ طاقت آگئی کہ مین دریا سے بخوبی پار ہو جاؤن - اور بہت جلد اپنے قیمتی وزن
کو لے کر بستی کے کنارے سے پار ہو کر جنگل کیطرف نکل جاؤن - یہ تو سب کچھ تھا لیکن اسمین پھر
بھی دوسرے شخص مددگار کی ضرورت تھی - طرح طرح کے وساوس اور شبہات اب مجکو
آنے لگے اور مین سخت متحیر ہوا کہ بالخیر انجام کیونکر کرنا چاہیئے - فطرت نے میری اس
موقع پر رہنمائی کی - غرض اللہ کی عنایت سے خدا نے میری اور پیاری مریم کی جانکو
بچا دیا اور ہمارا یہ بچنا ایسی بلائے بے درمان سے بہت ہی قیمتی خیال کرنا چاہیئے -

جب مین نے اول ہی کوشش زور آزمائی کی کی اور پھر مجھے معلوم ہوا کہ میرے اس
بے ست وزن مین کچھ رمق زندگی باقی ہی مین ذرا ٹھہر گیا اور اُسے چپ چاپ سے لوٹی ہوئی
دیوار دبکے پیچھے باطمینان تمام بٹھا دیا - گو مریم کو اتنی بلندی پر سے گرنے کا صدمہ تو بہت ہی
ہو چکا تھا مگر کوئی ہڈی نہ ٹوٹی تھی جس درخت پر کہ پیاری مگر مظلوم مریم اُتری تھی اور اپنے
کو آنکھین بند کر کے پھینکدیا تھا اُسکی شاخون نے جابجا سے اُسکے نازک جسم کو زخمی کر دیا
تھا - خون خوب زور شور سے جاری تھا - مگر الحمدللہ کہ زندہ تھی سانس لیتی تھی آنکھین
بھی کھولین اور میرا نام بھی لے کر پکارا - مین اسوقت اسقدر خوش تھا کہ توبہ مین نے
اس سرگرمی اور گرمجوشی سے اُسے گلے لگایا کہ جس سے مجنونیت برستی تھی - جب ذرا مریم سستائی
مین نے اُسکو اُٹھا لیا اور دل مین خیال کیا کہ جہان تک جلدی ہو سکے یہان سے پار
چلے چلو اور پہاڑون مین اپنا راستہ لو - مبادا کوئی آفت نہ نازل ہو - مگر پھر خیال آیا کہ
دریائے اشتراک کو بھی عبور کرنا پڑیگا - اور جب یہ میرے بازوؤن پر بیٹھی ہوئی ہی تو یہ

کیونکر ممکن ہوسکتا ہی کہ بغیر پل کے مین اسکو پار ہوجاؤنگا ۔ خیر چلے چلو تو سہی جو کچھ کرے میرا مولیٰ کرے ۔ مین نے اپنے قدم تیز تیز اُٹھائے ۔

ہم اِس پل کے دامن مین آرام کر رہے تھے اسوقت مینے آپکے گھوڑونکی ٹاپونکی آواز سُنی تھی ۔ چونکہ مجھ مین اب بھی یہ قوت تھی کہ یہان سے اُٹھکر مین چلا جاؤن اور برباد شدہ گرجہ مین جہان آپ پہلے نمودار ہوے تھے پناہ گزین ہون اِسلیئے مین یہان بیٹھا ہوا یہ دیکھ رہا تھا کہ شاید سردار نے آپ لوگونکو ہماری گرفتاری کے لیے بھیجا ہی ۔ اب مین یہ عرض کرتا ہون کہ اگر آپ ہمین بچا دین اور ہمکو اپنے مکان کی جستجو کرنے کے لیئے اجازت دین تو آپ کو دو شکور دلونسے دعائین نکلینگی اور ہم جیسے بدبخت اور مصیبت ماروںکے ساتھ مدد کرنے اور اُنسے شفقت سے پیش آنے کا خدا آپ کو بہت بڑا اجر دیگا ۔ آپ لوگ کوئی کیون نہون اور کسی غرض سے کیون نہ بھیجے گئے ہون مگر آپ مین ہمدردی کی بُو آتی ہی اور جسقدر انسانمین انسانیت کی صفات ہونی چاہئین وہ سب آپ مین موجود ہین ۔ خداوند تعالیٰ آپکی مہربانی اور شفقت کو ہزار درجہ ہمپر زیادہ کرے گو ہم آپ کے نہ مذہب کے ہین اور نہ قوم کے ہین ۔ لیکن پھر بھی ملتجی ہین کہ آپ ہمپر رحم کھائین اور جس خدا کی آپ مخلوق ہین اُسکا آپ کو واسطہ دے کر کہتے ہین کہ آپ ہماری فریاد سُنین ۔

رحم کردن بر ضعیفان رحم بر خود کردن است
وائے بر شیرے کہ آتش در نیستان افگند

بارھوان باب

حاجی بابا کا اس نوجوان کے ساتھ ہمدردی سے پیش آنا

یہان آرمینین نوجوان نے اپنی رام کہانی کو ختم کیا مین بہت ہی متعجب ہوکر اُسکی مدح سرائی کرنے لگا ۔ میری اجازت سے وہ اپنی بیوی کو دیکھنے پھر چلا گیا اور کہہ گیا کہ مین ابھی واپس پھر کے آتا ہون ۔ اور اس کے حال کی حالت وکیفیت کا اظہار کرتا ہون ۔ کہ یہان آرام لیکم

اُسے کسقدر فائدہ ہوا۔

جب وہ چلا گیا تو مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اسوقت لہولہان اور زخمی لڑکی یہان پڑی ہوئی ہی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ جو کچھ اس شخص نے کہا ہی وہ سب سچ ہی کیونکہ اسکا خون خون ہونا ہی کافی ثبوت ہی اچھا اگر مین اس نوجوان کو اجازت دیدون کہ تو یہان سے چلا جا اور پھر سردار کو یہ علم ہو جاے تو وہ میرا کیا درجہ کریگا اور مجھسے کسطرح پیش آئیگا۔ سچ ہوگا کہ ایک تو اپنے عہد سے دست بردار ہونا پڑیگا اور دوسرے کان کاٹے جائینگے وہ جدا اب مین اس پس و پیش مین ہوا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ مین نے دل مین خیال کیا کہ لقمان کے قول پر جو خاص اس موقع کے مناسب حال ہی چلنا چاہیئے۔ چنانچہ وہ کہتا ہی کہ۔

"اگر تم شیر ہو اور واقعی شیر ہو تو پھر ہمیشہ شیر ہی رہو اسلیئے کہ دوسرے جانور تمسے آگاہ ہو جائینگے کہ تمپر کسقدر اور کس امر مین بھروسہ کرین۔ اور جو تم شیر نہین ہو اور شیر کی جھول پہنکر اور جانور و نمین چلو گے اور قدم تمھارے بے کم و کاست گدھے کی طرح سے اُٹھینگے تو سوا اسکے کہ وہ تمھارے ساتھ بہت ہی برائی سے پیش آئین اور کیا کر سکتے ہین"

اب مجھے یہ فکر ہوئی کہ مین اُسے چھوڑ دون یا نہین۔ اور گدھے اور شیر کی مثال پر مین بہت ہی پریشانی سے بیتاب ہوا۔ کہ اتنے مین یوسف واپس پھر کر آیا اور اُسنے بیان کیا کہ یہان آرام ملنے سے اتنا ہوا ہی کہ مریم بہت تر و تازہ ہی۔ لیکن خون جو اُسکا بہت نکل گیا ہی اس سے ضعیف بہت ہو گئی ہی اور اسکو اتنے اونچے سے گرنے سے جو کچھ صدمہ پہونچا ہی اُسکا بند بند ٹوٹ رہا ہی۔

خصوصاً ایک ٹانگ پر اُسکی بہت ہی صدمہ پہونچا ہی۔ کتنے دن تک تو وہ پلنگ سے ہل بھی نہ سکے گی۔ بھلا اگر ہمارا سردار کے آدمی تعاقب کرتے تو پھر ہمارا کہان پتہ لگتا اور سواے بڑھنے اور آگے چلنے کے اور کیا چارہ ہوتا۔ گو ابھی اسمین قوت نہین آئی ہے کہ جو کچھ اسپر اتنے دنون مین بیتی ہی وہ بیان کرے۔ گیو مشلو کو چھوڑ کر اسکو کن کن آفتون کا

سامنا کرنا پڑا - مگر پھر بھی اُسنے یہ کہا - یہ معلوم ہوتا ہی کہ جب مین کمرۂ عروسی سے گھبرا کر باہر نکلی تو صرف سفید نقاب میرے چہرے پر پڑی تھی ایرانی بھی وہین موجود تھا - جون ہی بجلی کا چمکارہ ہوا اُسنے مجھے دیکھا کہ یہ نوجوان بھی ہی اور خوبصورت بھی ہی بس اُسنے فوراً گرفتار کیا پہلے پکڑنے کیلیے تھوڑی دور دوڑا یہان تک کہ دوسرے کی مدد سے مین پکڑی گئی اور جبراً گھوڑے پر بٹھا کر بھگا کر لیگئے لیکن یہ دو شخص براہ راست سیدھا مجھے کرپا برین مین لیگئے اور اُنھون نے سردار سے بیچنے کی درخواست کی جسنے مجھے پسند کرکے لے لیا اور حکم دیدیا کہ ایراوان کی حرم سرا مین اسکو لیجا کر کھین اور اس سے خدمت لیجائے جس مصیبتناک اور خوفناک حالت مین مین تھی اُسنے مجھے ایسا بنادیا تھا کہ جب سردار کے روبرو مین لیجائی جاؤنگی تو اُمید ہی وہ میری مُردنی اور مُرجھائی ہوئی صورت پر نظر ڈالتے ہی میری طرف نگاہ بھر کر بھی نہین دیکھنے کا - اور پھر مجھ سے کچھ خبر نہ ہوگا - خصوصاً جب مین نے اُسکے مظالم کا حال سُنا اور مجھے معلوم ہوا کہ یہ کس قدر اپنی خود غرضی اور خود مطلبی سے ان ان مظلوم صورتون پر ظلم کرتا ہی جو اُسکے قبضہ مین آچکی ہین تب مجھے اور بھی اندیشہ ہوا -

مین اس امید سے اپنے کو ہمیشہ ایک بیاہی ہوئی اور منکوحہ عورت کہتی تھی کہ شاید ایک مسلمان سکے گھر مین میری کچھ عزت ہو مین نے کبھی اپنے خاوند کے نام لینے مین ایک لمحہ کا بھی توقف نہین کیا - اور اس سے مجھے یہ کامیابی ہوئی کہ مجھ سے وہ اتنا خبر نہ ہوا - مین دوسری لونڈی غلامون کے ساتھ بہت ہی پریشان تھی جو مجھے سکھایا کرتی تھین کہ اس طرح بجاآوری احکام کرنی چاہیئے - یون اطاعت زیبا ہی خدمت اس طرح کرو - ان باتون نے میرا اور بھی ناک مین دم کردیا تھا - لیکن بدقسمتی سے مین اپنا منصوبہ بہت عرصہ تک اپنے دل مین نہ رکھ سکی مین نے اپنی ایک ایرانی عورت سے اپنی ساری رام کہانی کہدی اور جو کچھ اپنا خیال تھا سب اظہار کردیا - مجھے کیا خبر تھی کہ یہ چڑیل مار آستین بنجائیگی اُسنے تو دوستی کا اظہار کرکے مجھسے کہا تھا

کہ مین تیری دوست ہون اور اس ظالمہ نے مجھے امید دلائی تھی کہ جہانتک ہوگا مین تیری رہائی اور آزادی کی تدبیر کرونگی اور تجھے بہت جلد اس شدید قید خانہ سے رہائی دیدونگی اس کمبخت نے مجھ سے تو دھوکا دیکر سب پوچھ لیا اور جاکر سردار سے لگا دیا کہ وہ یہ کہتی ہے - یہ سنکر سردار کو بہت غصہ آیا اور اُس نے مجھے مجبور کیا کہ جو کچھ یہ ایرانی عورت کہتی ہے اسکی تو آپ تصدیق کر گویا یہ صحیح ہے یا نہین میری بے احتیاطی کا اندازہ اسی سے ظاہر ہے -

سردار نے حکم دیا کہ اسے بنا سنوار کر ہماری خدمت مین پیش کرد - اب تم خود خیال کرلو کہ اُسوقت میری حالت کیا ہوگی اور مین کس پُرخطر مقام مین ہونگی مین نے اپنے بچنے کے صدہا خیالات کیے لیکن اُس سے سب راستے بند ہو گئے تھے -

مین نے اس سے پہلے اپنے قید خانہ کی کھڑکیونکی جالی کی طرف دیکھنے کا کبھی دل مین خیال ہی نہین کیا تھا - لیکن اب مین نے دل مین سوچ لیا کہ چاہے جو کچھ ہو اپنے کو یہان سے نیچے ڈال ہی دون -

لیکن چند گھنٹے پہلے جب مین نے تمھین پُل پر دیکھا تو اب مین نے مصمم ارادہ کرلیا کہ جس طرح سے ہو مین اپنے کو تمھارے پاس پہونچاؤن - اور یہ مین نے سمجھ لیا تھا کہ یہاںسے پوشیدہ مین اپنے کو تمھارے پاس ڈال دونگی اگر بچ گئی بچ گئی - اور جو مرگئی مرگئی - جب مین نے جلدی مین دروازہ بند کیا تھا تو چند عورتین میرے پاس آئی تھین تاکہ مجھے گرم حمام مین لیجاکر نہلائین دُھلائین اور اچھے اچھے کپڑے پہنائین - پھر مین نے ان سے کچھ دیر تامل کرنیکے لیے معافی چاہی اور اُنکو وہ الفاظ کہے کہ وہ کمرے کے باہر چلی گئین - اسکے بعد مین نے پھر کھڑکی کو کھولا اور جالی اٹھاکے دھڑام سے اللہ کا نام لیکے کود پڑی -

جب یوسف اپنی اور اپنی بیوی کی سرگذشت ختم کرچکا تو اب بڑا متردد ہوا کہ دیکھیے یہ (یعنی حاجی بابا) میرے ساتھ کیا کرتا ہی اور اُسنے مجھسے (خواہان امداد ہوکے) چاہا کہ

یہ کچھ تدبیر بتائے۔

وقت صبح بہت گذر چکا تھا میرے سب آدمی اپنی مُہم پر روانہ ہونے کو تیار ہو گئے تھے میرا گھوڑا کسا کسایا میری انتظاری کر رہا تھا۔

مین نے اسکو اپنے پاس بلایا اور یہ کہا۔ جو کچھ تمنے بیان کیا ہی اور جس معاملے کا تمسے تعلق ہی یہ محض ناممکن ہی کہ مین تمھین آزاد چھوڑ دون۔ تمنے خود بیان کیا کہ سردار کی حرم سرا سے مین عورت کو لے کر بھاگ آیا ہون۔ شاید تم اس سے واقف نہین ہو کہ ایران مین اس جرم مین سزاے موت ملتی ہی۔ اگر مین حق کی پیروی کرون اور انصافاً تمسے پیش آؤن تو مجھے تم دونون کے ایروان واپس بھیجنے مین ایک لمحہ کا بھی توقف نہین کرنا چاہیے مگر یہ نہین کرنے کا صرف تم اس مہم مین ہمارا ساتھ دو اور ملک کے اُن حصون مین ہماری رہنمائی کرو جن سے ہم محض نابلد ہین اور انکو تم بخوبی جانتے ہو۔ پھر مین نے اس سے اپنے عہدے اور جس کام پر مین جاتا تھا سب حال بیان کیا۔

مین نے اسکو یہ بھی اطمینان دلایا کہ اگر تمنے ہمارے اس کام مین بہت سرگرمی اور جوش سے مدد کی تو مین تمھین یقین دلاتا ہون کہ اسکا معقول صلہ مین تمکو دلواؤنگا اور اُسوقت مجھے تمھارے حق مین سفارش کرنے کا بھی انشاءاللہ بہت خوب موقع ملیگا۔ اس درمیان مین تمھاری بیوی یہین رہے گی۔ اور اسکی یہ مہمان دوست اور خلیق گانوکے والے خبرگیری کرینگے۔ اور جب ہم واپس پھر کے آئینگے تو مجھے امید ہی کہ یہ بالکل تندرست اور توانا ہو جائے گی۔

یہ سُنکر اس نوجوان آرمنیین نے میرے ہاتھون پر بوسہ دیا اور ہمارے ساتھ چلنے اور رہنمائی کرنے کے لیے بہت خوشی سے روانہ ہوا۔ مین نے اُسے اجازت دی کہ تو اپنی بیوی کے پاس جا اور جو کچھ انتظام ہوا ہی وہ سب اُس سے بیان کر دے اور اسے یقین دلا دے کہ ہم بہت جلد باہم ایک دوسرے کے دیدار سے خوشی حاصل کرین گے

اسنے پھر میرا شکریہ ادا کیا اور ہمارے آگے ہرن کی تیزی کی طرح چوکڑیان بھرتا ہوا ہم سے پہلے ہی اول ہی پہاڑی کے اوپر چڑھ گیا۔ اور ہم ہنوز چڑھتے ہی رہے۔

باب ۱۳

تیرھوان باب

آرمینین نوجوان کا حاجی بابا کی آنکھون مین لائق بننا

ہم جا ہین بعد دکیطرف بڑھے سان پہاڑون پر ہم قدمزن تھے جن کا راستہ ہم بالکل نہین جانتے تھے اور یوسف ہماری بہت مستعدی سے رہنمائی کررہا تھا۔ اُس نے ہمین ہر زمین کے نشان کو دکھایا۔ اور کچھ مقام کے رستہ اور پھیردار راہون سے ایسا واقف تھا جس سے ہمین سخت تعجب آتا تھا جب یہ اپنے گانون کے قریب پہونچا تو کسی قسم کا اسے تردد نہ ہوا اور اسنے مجھے اس امر کا یقین دلایا کہ گو مین اپنے گانون مین جا سکتا ہون لیکن مین نے قسم کھائی ہے کہ گانون مین ہرگز قدم نہین رکھنے کا جبتک کہ میری بیوی میرے ساتھ نہ ہوگی۔

وہ خبر جو سردار کو لگی تھی اور جس سے وہ ایراوان ڈنڈا ڈیرہ سنبھالکر چلتا بنا تھا کہ روسی بڑھتے چلے آتے ہین وہ محض غلط ثابت ہوئی۔ کیونکہ ہمنے انھین دریاے پمبا کی کے کنارے خیمہ زن دیکھا اُنھون نے ہملو گانون پر قبضہ کرلیا تھا اور کرا کلس پر مورچہ بندی کررکھی تھی۔ سابق جگہ سے ہم دور نہین تھے جب ہم نزدیک پہونچے تو مجھے اس امر کا تردد ہوا کہ دشمن کے لشکر کی کچھ خبر سنون اور اُنکی تعداد معلوم کرون کہ کتنی ہے اور کیا عزم رکھتا ہے مجھے یکایک یہ خیال آیا کہ اس نوجوان مسیحی سے مین یہ کام لے سکتا ہون پھر مین نے سوچا کہ کہین یہ ہاتھ سے تو نہین نکل جائیگا کہ مین خبر لینے کو بھیجون اور یہ غائب ہوجاے اس سے بہتر موقع اور کوئی تھا ہی نہین جس سے دشمن کا پورا پورا حال ملسکتا۔ اگر یہ ہملو جاے اور جو کچھ مین چاہتا ہون خبر لاکر دیدے تو پھر مجھے کوئی چیز بھی اسکا اور اسکی بیوی کا قصد ملاقات کرانے مین نہین [illegible] معقول سفارش اسکے لیے کرونگا اور

جو اُسنے دغا کی اور دھوکا دیا تو پھر سردار سے معاوضہ طلب کرکے اسکی لونڈی کو وہان واپس پھیر لاؤنگا۔

مین نے اُسے اپنے پاس بلایا اور اپنا مطلب اظہار کیا۔ اسنے بہت جلدی سوال کی کل مشکلات کو سمجھ لیا۔ اور بغیر سوچے مجھ سے اقرار کرلیا کہ مین اس فرض کو انجام دونگا۔ اسنے اپنے کو تیار کیا اور اپنے کوٹ کو پٹکے سے کمر پہ باندھا۔ ایک طرف سر پر ٹوپی رکھی اور اپنی لمبی بندوق پیٹھ پر لٹکائی۔ اور پہاڑ کیطرف اُترا اور پھر جھاڑیون مین غائب ہوگیا۔

ایک نوجوان سوار۔ رفت کہ رفت۔ اب بھلا کہین آتا ہی۔ توبہ توبہ۔

مین۔ کیون نہین آئیگا بھلا ایسی بھی کوئی بات ہی گو وہ آرمینین سہی لیکن جب بھی اپنی بیوی کو تو نہین چھوڑ سکتا۔

نوجوان سوار۔ ہان ہان وہ آرمینین ہی۔ لیکن جناب وہ مسیحی بھی تو ہی روسی بھی مسیحی ہین ہمین تو یہ خیال ہی کہ جب یہ دونون کافر کافر ملجائینگے تو ایسا نہو پلٹ کر اسلام کے بچون کو قتل کر ڈالین۔ نہین چاہیے وہ پاکدامن اور مقدس یوسف ہی کیون نہو اور اُسکی بیوی زلیخا ہی کیون نہو لیکن اگر وہ پھر کر واپس آجائے تو مین اپنا گھوڑا ہارتا ہون۔

ایک بوڑھا سوار۔ جسکے آفتاب سے جلتے ہوے چہرے پر زمانے کی گرم و سرد ہواؤن سے جھریان پڑگئی تھین اور اسکی گھندار داڑھی نے تمام چہرے کو گھیر رکھا تھا اور نیز بھوین بھی بہت ہی جھک آئی تھین۔ اے میرے چھوٹے جنٹلمین تم جھوٹ کیون بولتے ہو۔ یہ گھوڑا شاہ کا ہی تمھارا نہین ہی۔ اور پھر تم اسپر شرط لگاتے ہو۔

نوجوان سوار۔ شاہ کی جو ملک ہی وہ میری ہی۔ اور جو میری ہی وہ خواہ مخواہ میری ہوئی۔
مین نے اور میرے ساتھیون نے اس قسم کی بیفائدہ گفتگو کو ملتوی رکھا اور ہم سب مل کر ایک جگہ بڑی بڑی گھانس مین جاکے گھوڑون پر سے اُترے۔ ہمنے ادھر اُدھر گھوڑے کی جھول اور دری وغیرہ بچھائی اور اپنے گھوڑونکو چرنیکے لیے گھانس مین چھوڑ دیا۔ مین نے یہ بنا

خیال ظاہر کیا کہ اگر یوسف شام تک بھی واپس پھر کر نہ آیا تو رات بھر یہین قیام کرنا ہوگا۔ ہم مین سے دو سوار کسی پھرتی ہوئی جنگلی بھیڑ اور پرند وغیرہ کے شکار کیلئے گئے کہ اگر ہاتھ لگ جاے تو ہمارے شب کے کھانے کے لیے ہو۔

ایک گھنٹہ کے بعد یہ ایک بھیر پکڑ کر لائے جو قریب ہی اپنے گلہ مین دریا کے کنارے پر چر رہی تھی۔ فوراً اُسکو ذبح کر ڈالا اور اسکے کباب کرنیکے لیے تیار کر لیا۔ بڑی بڑی لکڑیان جنگل مین سے کاٹ لی گئین اور ایک لکڑی کو سیخ بناکر اُسپر بھیڑ چڑھا کر جلتی ہوئی آگ پر رکھ دیا۔ آگ جو شعلہاے جوالہ دے رہی تھی اور اسپر پوری بھیڑ چڑھی ہوئی تھی۔ ہم مین سے ایک شخص اُسکے پاس بیٹھ گیا تھا تاکہ اُسکو برابر اُلٹتا پلٹتا رہے۔ جب وہ بھن بھنا گئی تو اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر لیے گئے اور پھر جو شخص بلا فرق مدارج کے اسپر گرا ہی اور رغبت سے کھانا شروع کیا ہی تو مزا ہی آ گیا۔

اسوقت دن بالکل چھپ گیا تھا اور یوسف کا کہین پتہ بھی نہین تھا۔ ہمنے پھر سونے کی ٹھانی اور ایک دو شخص کو گھوڑون کی نگہبانی اور پہرے کے لیے چھوڑا۔ آدھی رات جب ٹن سے ایک بجا اور چاند اپنے مقام سے نیچے کی طرف اُترنے لگا تو بہت دور سے کچھ آواز سنائی دی پھر اور قریب سے وہ آواز آئی قدم بقدم پاس ہوتی جاتی تھی یہانتک کہ ہمارے لگ بھگ ہو گئی۔ ہم اس آواز سے سب چونکے اور ہم مین ایک اضطراب پھیل گیا کہ کون شخص آتا ہی ہمین اس شبہہ مین زیادہ وقت نہ گذرا تھا کہ ہمنے آرمنین کو اپنے پاس بولتا ہوا دیکھا۔ ہمنے اسکے جواب مین آوازین لگائین اور خوب اسکی آواز پر آوازین لگاتے رہے جب وہ دکھائی دیا۔ گو یہ نوجوان بہت ہی تھک گیا لیکن اب بھی اپنی سرگذشت بیان کرنے کی اسمین کافی قوت باقی تھی۔ وہ بیان کرنے لگا کہ جب مین ہملو پہونچا ہون تو مجھکو چند اُن سپاہیون نے پہچانا جو اس حملہ سے بچ گئے تھے جو ایرانیون نے ہمارے گانو پر کیا تھا۔ وہ سپاہی مجھے دیکھتے ہی قلعہ مین لے گئے اور میرے ساتھ بہت ہی

عنایت و شفقت سے پیش آئے ۔ وہ سپاہی پھر مجھے اپنے اعلیٰ افسر کے پاس لے گئے اُسنے میری
صورت دیکھتے ہی میرے یہان آنے کا سبب دریافت کیا مین نے چھوٹتے ہی بس یہ جواب دیا
کہ مین اپنی بیوی کو تلاش کرتا ہوا پھرتا ہون - یہ جواب ایسا تھا جو تمام مشکل اور لاینحل باتونکو
حل کر دیتا تھا - اِسکے علاوہ اِس نوجوان آرمینین نے یہ بھی کہا کہ میرا گانوٗن تباہ ہو گیا میرے
مکانات منہدم کر دیے گئے اور میرا کُل اسباب لٹ گیا اِس سے مین اور بھی بے خانمان
ہو گیا ۔

پھر قلعہ کی سیر کرنے کے لیے اسکو اجازت دی گئی ۔ بھلا یہ بھی ایک تقدیر الٰہی تھی کہ
مجکو اچانک اِس آرمینین کا ملنا اور پھر اِس طرح سے دشمن کی پوری پوری کیفیت اُنکے
عزم اُنکے مقام محاربہ سے اطلاع ہونا - غرض جب قلعہ کے دروازے بند ہونے لگے تو
اُس سے پہلے ہی مین نے کھسکنے کا ارادہ کر لیا تھا اور وہان سے سیدھا پہاڑون کو ہو لیا ۔
یوسف کو مین نے تازہ دم ہونے اور کھانا کھانے کے لیے کہا - جو کچھ یوسف نے
کہا تھا وہ سب سچ سمجھ کر اور اُسکی تمام باتون پر پورا پورا بھروسہ کر کے مین نے اپنی جماعت
کے لوگون سے کہا کہ ایراوان چلنے کے لیے مستعد ہو جاؤ - چونکہ وہ بہت تھک گیا تھا
اسلیے مین نے اجازت دی کہ تو ایک سوار کے گھوڑے کے پیچھے بیٹھ لے ہم یہان سے
روانہ ہو کر اور تھوڑا سا پہاڑی راستہ طے کر کے اشترک گانوٗن مین پہونچے - ہم یہان
خود بھی اور اپنے گھوڑون کے تازہ دم ہونے کے لیے ٹھہرے - اِس عرصے مین مین نے
نوجوان آرمینین کو اجازت دیدی کہ تو اپنی پیاری بیوی سے جا کر مل آ - وہ اپنی بیوی سے
ملکر بہت ہی شادان اور فرحان واپس آیا اور مہمان نوازون کا شکریہ ادا کیا کہ واقعی اُنھون
نے اسقدر اُسکے ساتھ محبت برتی جسکا کوئی شمار نہین اور اسکی خبر گیری اور نگہداشت مین
ایک دقیقہ بھی باقی نہ چھوڑا اب اسے بہت ہی آرام ہے -

سردار اور ہمارا افسر جلادان ایراوان سے روانہ ہو چکے تھے اور اُنھون نے اُسوقت

آرمینیون کے مجتہد کے رہنے کے مقام کے نزدیک خیمے ایستادہ کیے تھے - یہان سے ہم بھی مع یوسف کے ادھر کی طرف روانہ ہوے -

چودھوان باب

حاجی بابا کا اپنی کارروائی بیان کرنا اور شکستہ و پریشان حال کو اپنا دوست ظاہر کرنا

راتیمیزن کی خانقاہ جسکو آرمینی اپنی زبان مین اُچاکسیھ کہتے ہین بڑے اور بارآور میدان مین واقع ہی - یہ خوش وسرسبز مقام ایرکیس اور چند ندیون سے تروتازہ رہتا ہی خانقاہ پہاڑ اگری داغ کے دامن مین واقع ہی (یوسف نے مجھسے جیسا کہ بیان کیا) اس خانقاہ کی کل مسیحی اور خصوصاً آرمینین بہت ہی پرستش کرتے ہین کیونکہ اس پہاڑ کی برفی چوٹیون پر حضرت نوح علیہ السلام کا تابوت رکھا ہوا ہی -

خانقاہ یا گرجا ایشیا مین زیادہ تر اپنی دولتمندی کے باعث بہت ہی مشہور ہی چارونطرف بلند بلند دیوارون سے گھرا ہوا ہی - اور اسمین بڑے بڑے وزنی مضبوط دروازے لگے ہوے ہین کہ گویے بہین جب بھی تبر ہو - یہین آرمینیا کے گرجاؤن کا بڑا پادری رہتا ہے اسکے ساتھ بشپون - نیچے درجے کے پادریون اور اسی طرحسے اُن لوگونکا جنکا تعلق گرجاؤنسے ہی - بہت ہی جاہ وحشم اور ہجوم رہتا ہی - فارس مین یہ خلیفہ کے نام سے مشہور ہی - یہ لقب ملکی افسر کو بھی اسیطرح سے دیا جاتا ہی جیسے مذہبی پیشوا کو - مثلاً فرمانروا ے بغداد وغیرہ خلیفہ کے نام ولقب سے ملقب تھے - خلیفہ کو مسیحیون مین پیٹری آرک کہتے ہین - اور اسکا گرجا آرمینیون کے لیے زیارت کا مقام ہی - جو خاص موسمون مین دنیا کے مختلف حصص سے وہان آکے جمع ہوتے ہین -

اسطرف ہمنے اپنی باگین پھیرین ہمنے دیکھا کہ سردار اور افسر چلاودان کے سفید خیمے

بیقاعدگی سے خانقاہ کے اردگرد ایستادہ ہین - خانقاہ کی دیوارون کے پاس پہونچنے سے پہلے ہمنے یہ سُنا کہ دونون افسرون نے خانقاہ مین اپنا ڈنڈا ڈیرہ ڈالا ہی اور پیٹر آرک یعنی مجتہد کے مہمان ہوے ہین -

نوجوان سوار بڑی خوشی مین میرے پاس دوڑ کے آیا اور یہ خوشی کی خبر لایا بہت خوب ان کافرون کے باپ کو جلادو - اور چلکے اُن کی خوب خوب شرابین پیو جس سے تکان تو اُترے -

مین - تم مسلمان ہو اور پھر شراب پینے کا لفظ زبان پر لاتے ہو - تم تو خود ایک کافر ہو -

نوجوان سوار - یہ بھی آپ نے خوب کہی ہمارا سردار تو مسیحی شخص کیطرح خوب خوب شرابین اُڑاتا ہی پھر مین حیران ہون کہ مین نے کیا قصور کیا ہی -

جب ہم خانقاہ کے قریب پہونچے تو مین نے یوسف کو اپنے پاس بلا کے کہا کہ اب تم تیار ہو جاؤ اور جب مین تمھین بلاؤن فوراً چلے آنا - اور تم اپنے کو ہر قسم کی قسم کھانے کے لیے جو تمھین دلچسپی دے اور جو تمھارے ہان کھاتے ہون تیار رکھنا -

اور مین نے خوب تاکید کردی کہ جسوقت تم بیان کرنے لگو اُسوقت جھوٹ سچ چاہے وہ خطرے تمپر آکے واقع ہوے ہون یا نہون بہت ہی مخوف الفاظ مین بیان کرنا - اور یہ بھی ضرور کہنا کہ میرا روپیہ بھی اسقدر اس خطرے مین نذر ہو چکا ہی اور یہ مصیبت مینے صرف ایران کے فائدے اور نفع کے لیے اپنے اوپر جھیلی ہی - اس سے مجھے اُمید ہے کہ تمھاری بیوی تمھین بخشی جائے گی - اور کیا عجب ہی جو تمھین اسکے علاوہ کچھ صلہ بھی ملے

باہم یہ سمجھوتہ کرکے ہم ہماری محراب دار راستہ کی طرف بڑھے جو سیدھا خانقاہ کے پہلے ہی کورٹ مین جاتا تھا - ہمنے دیکھا کہ یہان سردار اور ہمارے افسر کا سامان فوج رکھا ہوا ہی اور نوکر چاکر لدے ہوے ہین - یہان برابر برابر گھوڑے اپنی اگاڑیون پچھاڑیون سے

بندھے ہوے تھے اور انکا کامل سامان ایک طرف ڈھیر تھا۔

ایک طرف خچر نظر آتے تھے جو اپنی گھنٹیونکی جھنکار سے جو ہمیشہ اُنکی گردنونمین پڑی رہتی ہین اور جانورون سے ممتاز تھے۔

دوسرے احاطے مین خاص خاص ملازمین کے گھوڑے بندھے ہوے تھے اور یہ چھوٹے چھوٹے تھانون مین جو کورٹ کے دوطرف محیط ہین ہنہنا رہے تھے۔

ہم پہلے ہی کورٹ مین اپنے گھوڑونسے اُترے۔ مین نے اُترتے ہی اپنے افسر کے خیمہ کو دریافت کیا۔ یہ مجھے اُسی وقت معلوم ہوگیا میرا افسر سردار کے پاس موجود تھا جہانمین اپنی اُسی سفری صورت سے منھ پر خاک پڑی ہوئی بوٹ پہنے ہوے سب سامان سے آراستہ حاضر ہوا۔

معلوم ہوا کہ اُنھون نے آرمینین کے معابد مین اپنا عملہ دخلہ کر لیا ہے اور مسیحیونکا خلیفہ مع اپنے حکام کے وہانسے علیحدہ ہو گیا ہے۔ کیونکہ سردار وغیرہ نے اُسی کے کمرے مین اپنا ڈنڈا ڈیرہ ڈالا تھا۔ اُسوقت مظلوم پادری ادھر اُدھر دبک رہے تھے اور مظلومانہ نظرونسے اُن لوگون کی طرف نگران تھے کہ جنھون نے اُنکے مکانون پر قبضہ کر لیا تھا۔ دونون ایرانی افسرون کے گھوڑے گرجا کی دیوارون کے بہت ہی قریب چر رہے تھے آرمینیون کی نسبت ان گھوڑون کے آرام اور آسایش کی بہت ہی خبر گیری کیجاتی تھی۔

میرے ناظرین افسر جلادان کے چال چلن سے تو ہنوز واقف ہو چکے ہین لیکن جب مین قدم آگے بڑھاؤنگا تو سردار کے چال چلن اور مزاج سے بھی آگاہ کر دونگا۔

ایسا بے ایمان دغاباز منحوس شخص آج تک دیکھنے مین نہین آیا۔ اسکی آنکھین ڈھیلون مین ایسی معلوم ہوتی تھین جیسے کسی نے دو غیر مصفا اور غلیظ شیشونکے ٹکڑے رکھدیے ہین۔ ان آنکھون پر اور بھی غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ انپر جھُرّیان پڑی ہوئی ہین اور

جب یہ جھریان نمایان ہوتی تھین تو ہمیشہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکا منھ اور تمام چہرہ مرجع مضحکہ بنگیا ہی جیسا کہ شاہ کے شاعر نے اسکے مُنھ کی تشبیہ دی ہی کہ یہ بالکل اگرمی داغ وغیرہ ایک پہاڑ ہی جسکے پاس وہ رہتا ہی جب اسکی چوٹی پر ابر محیط ہوتا ہی اور آفتاب میدان مین چمکتا ہی یہ معلوم ہونے لگتا ہی کہ ایک طوفان عظیم برپا ہوجائیگا - وقت نے خود اس کے رخساروں کے نیچے دو شکنین ایسی زبردست اور گہری ڈالی تھین جو قلیل داڑھی سے چھپ نہ سکتی تھین - باوجودیکہ اُسنے اُسے گلعذار کرنے کے لیے بہت بہت تکالیف اُٹھائی تھین اور اُسی دشمن یعنی وقت یا عمر نے اسکے سب دانتوں کو گرادیا تھا صرف سارے پوپلے مُنھ مین ایک ہی دانت معلوم ہوتا تھا - جسکے باعث سے گہرے گڑھے نمایان تھے جنپر ناہموار پتلے بال چھائے ہوے تھے - یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے پہاڑی کی چوٹی پر جلے ہوے ٹھُنٹ کھڑے ہین جب اسکی مجموعی حالت پر غور کیا جاے تو یہ امر دریافت کرنا بہت ہی مشکل تھا کہ آیا بکرا اس سے فائق ہی یا بھیڑ - مگر ہان یہ جانچنا بہت ہی سہل اور ایک بدیہی امر تھا کہ جو صفات حیوانی اور اعضا کی بناوٹ جانور کی طرح اسکی تھی اور کوئی ایسا انسانی نمونہ دیکھنے مین نہین آیا۔ اسکی صورت سے چال چلن تو ہویدا تھا نہ کوئی قانون انسانی نہ شریعت ربانی اسکی نفس پرستی کے پاس آکر بھی کھٹکا کھاتی تھی - اور جب اسکی طبیعت مین جوش کے شعلے بھڑکتے پھر تو اسکے جبر و تعدی کی کوئی حد بھی باقی نہ رہتی -

لیکن باین ہمہ چند باتین اسمین ایسی بھی تھین جنسے لوگ اسکی طرف رجوع ہوتے تھے - یعنی یہ بہت بڑا آزاد اور جفاکش تھا - رسائی اور جودت طبع کا اسنے فطرت سے بڑا حصہ دلیو حاصل کرلیا تھا - شاہ اور اسکی گورنمنٹ کی طرف سے اسطرح مدبرانہ لقاعدہ سیاست کا م کرتا تھا کہ شاہ کا اسپر بہت بڑا بھروسہ اور خیال رجوع تھا - یہ شاہزادانہ جاہ وجلال سے زندگی بسر کرتا تھا - مسافر پروری اور مہمان نوازی مین اسکی بہت ہی شہرت تھی اور یہ اسب اپنی بےقاعدگیون کو مسلمان شخص کی طرح چھپاتا نہین تھا - یہ فرانسیسی نژاد تھا لیکن جو کچھ کرتا تھا

وہ بہت کھلم کھلا - اپنے ماتحتوں سے بہت ہی ملنساری سے پیش آتا تھا - لیکن نکا یہ بہت ہی بڑا رفیق تھا جو اُس کی عیاشی مین اسکا ساتھ دیتے تھے - ایران مین اس جیسا شراب پینے والا ایک بھی نظر نہ آتا تھا ہان سوائے اسکے حال کے ساتھی افسر جلادان کے جسکی شرابخواری کا کوئی بھی ٹھکانا نہ تھا - اس شخصیت کے دو شخصون کی خدمت مین مین پیش کیا گیا دو میرے ساتھ میرے اور بھی خاص خاص آدمی تھے - مین کوٹھری کے آخر کونے کی طرف کھڑا رہا یہان تک کہ میری طرف خطاب کیا گیا -

افسر جلادان "اے آمدنت باعث خوشنودی ما - میرے پیارے حاجی آؤ - خوش باش - کہو تمنے میری روح کی قسم کتنے روسی قتل کر ڈالے - کیا تمھارے ساتھ کوئی سر آیا ہی تو مجھے دکھادو -

سردار - تم کیا کر کے آے پہلے تو یہ بتاؤ - کیا حدود پر روسی موجود ہین ہم اُن تک کب پہونچینگے یا ہمارے اُنکے مٹ بھیڑ کب تک ہوجائے گی -

مین - (یہ سب باتین سنکے) ہان اے آغا صاحبو جو کچھ میری قوت مین تھا وہ مین نے کر لیا ہی - بڑے ہی خوش وقت اور ساعت نیک مین ہم روانہ ہوے تھے اسلیے کہ جو چیز آپ چاہتے ہین اُس کو مین بخوبی بیان کر سکتا ہون - یہ ایک بدیہی امر ہی کہ میرے آقا افسر جلادان اور سردار کی تقدیرین براوج فلک گرم پرواز تھین کہ مجھ جیسا باہنر شخص انکا غلام بنے اور اس طرح سے سرنگون انکے آگے کھڑا ہو -

سردار - خوش قسمتی کوئی بڑی چیز نہین ہی - یہ سچ ہی اور اس کو ہم بھی مانتے ہین مگر بھائی ہم تو اپنی شمشیر آبدار پر بھروسہ کرتے ہین - یہ کہتا جاتا تھا اور اپنی دونون آنکھین سردار کی طرف پھرا پھرا کر ہنستا جاتا تھا -

افسر جلادان ہان ہان یہ بہت ہی صحیح ہی - تلوارین - بارود - نیزے - پستول بھی ہمارے نجومی ہین - وہ وقت ہمیشہ ہی خوش قسمت ہوگا جب ایک کافر کا سر آویزان

خون آلود دکھائی دیگا اور میرے پاس آئیگا - اگر میری آپ پوچھین تو مین قزلباش ہون اگر میری خواہش ہی تو یہ ہی کہ ایک بادرفتار گھوڑا جو شاہون پر کام کرے - ایک شمشیر بران نیزۂ سندان شگاف ہاتھ مین ہو اور ایک وسیع میدان جو روسیون سے بھرا ہوا ہو اور پھر مین وہان اپنے اسپ تیز رفتار کو جنبش دون پھر دیکھئے کیا سیر ہوتی ہی -

سردار - (حاجی سے) کہو شراب کو کیسا سمجھتے ہو -

مین - حضور یہ ایسی ہی اچھی ہی جیسا آپ نے فرمایا -

سردار - کوئی ہی - ذرا مسیحی خلیفہ سے جاکر ایک جام شراب حاجی کے لیے لاؤ (میری طرف مخاطب ہوکر) لیکن پہلے تم ہمین یہ بتاؤ کہ تمنے کیا دیکھا اور کیا کیا - روسیون نے کہان اور کس جگہ قیام کیا ہی کتنے روسی وہان ہین - کیا اُنکے پاس توپین بھی ہین - اُنکی کون کمان کرتا ہی - وہان کوہ قافی بھی ہین - تمنے چار جیا والون کی بھی کوئی کیفیت سُنی - روسیون کا کمانڈر انچیف کہان ہی اور منکر اسلام اسماعیل خان کا بھی کچھ پتہ ہی کہان ہی - آؤ اور یہ باتین مجھ سے کہو - (اپنے ایک کاتب کیطرف مخاطب ہوکے) مرزا تم جو کچھ حاجی کہے سب لکھ لو -

یہ سُنکے ذرا مین تنا اور گردن آگے بڑھا کے یہ بیان کرنے لگا - قسم ہی سردار کی روح اور افسر جلادان کی جان کی روسی کچھ بھی حقیقت نہین رکھتے - اگر ایرانیون سے اُنکا مقابلہ کیا جائے تو وہ نرے گدھے ہین - مین نے جو کچھ اپنی آنکھو سے دیکھا ہی کہہ سکتا ہون کہ ایک ایرانی ہاتھ مین بھالا لے کر دس کمبخت اور بزدل نامرد روسیون کو میدان جنگ مین قتل کر سکتا ہی -

یہ سُنکے میرے افسر نے کہا لیکن بہت خوش ہوکر -

آہ تم شیر نر ہو - یہ تو مین ہمیشہ سے جانتا تھا کہ تم بھی کچھ چیز ہو - صرف ایک صفہانی کافی ہی وہ ہی دیکھ لو کیا عقل و دانش سے کام کرتا ہی -

مین ۔ حضور حدود پر بہت ہی کم روسی ہین ۔ پانچ چھ سات یا آٹھ سو ہونگے شاید ایک ہزار یا دو ہزار ہو جائین لیکن تین ہزار سے زیادہ نہین ہو سکتے انکے پاس دین ہیں پلتیں تو ہین ہین ۔ اور کوہ قافیون کو آپ دریافت کرین تو وہ کچھ بھی نہین ہین ۔ یہ ایک بہت ہی سخت بات ہی کہ جہان اُنکی ضرورت ہو وہین موجود ہین ۔ انکے ہاتھون مین ڈبل ڈبن بھالے جنکی صورت بیل کے آنکس کی سی ہوتی ہی اور یہ بھی صحیح ہی کہ وہ اس سے ہلاک بھی کر ڈالتے ہین لیکن جب وہ یابوؤن پر سوار ہوتے ہین جو ہمارے گھوڑون سے کبھی سر بر نہین ہو سکتے جنکے یابوؤن کی قیمت تیس چالیس پچاس تمن ہوتے ہین اور جنکی یہ پھرتی ہی کہ جہان اُنپر سوار ہوئے اور وہ نظرون سے غائب ہو گئے ۔ یہ بھی نہین معلوم ہوتا کہ وہ کہان چلدیے ۔

افسر جلادان تم کوہ قافیون اور اُنکے گھوڑون کا کیون ذکر کرتے ہو میان حاجی اُن بندرون کا ذکر کرو جو ریچھون پر سوار ہین ۔ کافرون کی کون کمان کرتا ہی ۔

حاجی ۔ حضور جو اُنکی کمان کرتا ہی اُسکو وہ دیلی میجر یعنی متوالا میجر کہتے ہین اور جب اُسکا سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اسلیے کہتے ہین کہ یہ جنگ سے کبھی نہین بھاگتا ۔ صدہا واقعات اور قصص اسکے متعلق بیان ہوے ہین ۔ انمین سے ایک یہ بھی ہی کہ اُسکے پاس ایک جیبی قرآن ہی ۔ اور اس قرآن کی نسبت اُسکا بیان ہی کہ مین نے سردار یعنی حضور والا جاہ سے چھینا ہی ۔ یہ قرآن وہ ہر ایک کو دکھاتا ہے ۔ کہ دیکھو یہ میری فتح کا نشان ہے

سردار ۔ ہان یہ درست ہی ۔ سال گزشتہ مین ان نامعقول کفار نے مجھے بہت ہی متعجب کیا مین یہان سے پانچ فرسنگ سے زیادہ فاصلے پر خیمہ زن نہ تھا اُسوقت مجھے صرف یہ دقت ملا کہ مین اپنے جامے اور شلوارون کو سنبھال کر بے کسے ہوے گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگون لیکن خیر اب دیکھا جائیگا ۔

مین نے اُنپر یہ تو ظاہر کر دیا کہ مین کیو منسلو مین کیا کر سکتا ہون ۔ اور ابھی دیکھیے

اگر انکے باپ دادا کی قبرین اُکھیڑ کے نہ پھینکدی ہون تو جب ہی کہنا - ہان حاجی تمنے کتنی توپین بتائی تھین کہ روسیون کے پاس ہین -

مین - چار - پانچ - یا چھ -

مرزا - (کاتب) مین نے ابھی تو بیس تیس لکھی ہین - مرد آدمی اب چار پانچ - چھ بتاتا ہے اب یہ بیان کر کہ دونون مین کتنا صحیح ہے اور کون سی تعداد درست ہے -

سردار - ذرا آنکھین نکال کر - حاجی جھوٹ کیون بولتے ہو - اگر مجھے معلوم ہو گا کہ جو کچھ تمنے کہا ہے اسکا کوئی حصہ بھی غلط ہوا تو یہ سمجھ لینا حضرت علی کی قسم بس وقت ہی آ کے واقع ہو گی اور داڑھیون پر خندہ زنی ہو گی وہ جدا -

مین - حضور یہ درست ہے خلاف بیانی یون آ کے واقع ہو گئی کہ یہ خبر مین نے خود جا کر نہین لگائی ہے خدا کی قدرت ہے کہ حضور کی یاوری بخت سے ایسی صحیح صحیح اور پوری خبر ایک آرمینین کے ذریعہ سے لگی ہے کہ مین کیا بیان کرون یہ بھی اتفاقیہ ہوتا ہے کہ ایسے ایسے وسائل ملجاتے ہین - اُسنے آپ یہ خیال کرین کہ اپنی جان خطرے مین ڈالدی اور کن کن مصائب اور تکالیف سے وہ جان پر کھیل کر خبرین لایا - اور یہ جان جوکھونکا کام اُسنے صرف اس امید پر کیا ہے کہ سردار سے اُسے کچھ معاوضہ ملے گا -

سردار - مجھسے معاوضہ کا خواہان ہے - کہان ہے وہ آرمینین - کیا آرمینین اس قابل ہے کہ اُسے معاوضہ دیا جائے -

یہ سُنکے مین نے آرمینین کی مفصل تاریخ کو سردار کے آگے بیان کیا اور عام طور پر حرف بحرف سُنا دیا اور پھر مین نے عرض کیا کہ مجھے یقین ہے کہ آپ اپنی طبیعت رحیمانہ کی اُسکی حالت مظلومانہ دیکھ کے اُسپر رحم کرینگے تاکہ میرا یہ نوجوان آرمینین اس وحشت سے رہا ہو جائے اور وہ خوف اُسکی طبیعت سے نکل جائے جو آپ کی طرف سے بیٹھا ہوا ہے اور اُسے یقین ہو جائے کہ میری بیوی پوری میرے قبضہ مین آ چکی -

جب مین یہ کہ چکا تو سردار کی ادھر اُدھر آنکھین پھرنے لگین اور یہ کہنے لگا اللہ اللہ اللہ۔ (یہ بہت ہی استعجاب اور حیرت کے وقت مسلمان کہا کرتے ہین) اپنے منھ کی نئی نئی صورتین بنا کے یہ کہا کہ اس آرمنین کی ہی بہت ہی عجیب بات (زور سے اپنے خادم کو آواز دے کر) میر اقلیان لاؤ۔

جب دو چار گھونٹ پی چکا اور منھ سے بُقّے کے بُقّے دھوئین اُڑا چکا تو یہ کہا۔ آرمنین کہان ہی۔ خلیفہ مسیحی کو بھی حکم دو کہ وہ بھی آ کے حاضر ہو۔

یوسف اُسی طرح سے جسطرح کہ ایک غریب آرمنین ایک ایرانی سردار کے آگے لایا جاتا ہے لایا گیا اور وہ تمام مجمع کے آگے اپنے خوبصورت چہرے۔ اور حسین صورت چوڑے چوڑے بازوؤن۔ اور فراخ سینے سے کھڑا ہوا۔ سب کی آنکھین اُسکی طرف لگی ہوئی تھین اور نیز سردار نہایت ہی پسندیدگی کی نظر سے اُسکی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا تھا۔ خلیفہ بھی سرخ و سفید چہرے کا سیاہ پوشاک پہنے ہوے جو خاص آرمنین پادری زیب کرتے ہین مع اپنے چند اور پادریون کے حاضر خدمت ہوا۔ کچھ دیر تک تو وہ سردار کے آگے کھڑا رہا اُسکے بعد بیٹھنے کی اجازت دی گئی۔ وہ بیٹھ گیا اور جیسا ایسے مواقع پر معمول ہوتا ہی کہ کچھ تعظیمی اور کچھ تعریف کے الفاظ کہتے ہین اُسنے ادا کیے اور بہت ادب سے اپنے ہاتھ پیرون کو ڈھانک کر آگے آ کے نشست کی۔

سردار۔ (خلیفہ کی طرف مخاطب ہو کے) ہم مسلمان ایران مین تو نہایت ذلیل اور حقیر ہو گئے۔ آرمنین نے ہماری حرم سرا مین بھی دخل کیا اور وہان بھی جا کے جوڑ توڑ ٹھہایا۔ ہمارے آگے ہماری بیویون اور ہماری لونڈیون کو بھگا کر لے گیا اور ہمارے بزرگون کی قبرون پر نجس اور غلاظت پھینکی اور انکو ناپاک کر دیا۔

یہ کیا معاملہ ہی اے خلیفہ یہ کس کا کام ہی۔

یہ سنتے ہی خلیفہ چکرا گیا اور بہت ہی خوف زدہ ہوا اور حیران تھا کہ یہ کیا معاملہ

ہی مارے دہشت کے اسکی پیشانی پر شبنم کی طرح قطرے نمایان ہونے لگے۔ تجارب نے اسے یہ بتا دیا تھا کہ اس قسم کے حملون کا نتیجہ سوا اسکے اور کچھ بھی نہین ہوتا کہ بڑا بھاری جرمانہ ہو۔ اس نے اپنی ایک لرزتی ہوئی اور متعجبانہ صورت بنا کر یہ کہا۔)

حضور یہ معاملہ کیا ہی۔ ہم کون ہوتے ہین جو حضور والا جاہ کی نسبت یہ خیال رکھین ہماری کیا مجال ہی ہم تو شاہ کی رعیت ہین۔ آپ ہمارے امن و محافظ ہین آپ ہی کے سایۂ عاطفت مین آرمینی صلح و امن سے بسر کرتے ہین۔ وہ کون سا شخص ہی کہ جسنے ہمارے سرون پر یہ خاک ڈالی ہی۔

سردار۔ (یوسف کی طرف اشارہ کر کے) دیکھو وہ شخص یہ ہی۔ اے شخص کہ تو نے میری حرم سرا سے لونڈی چرائی ہی یا نہین۔

نوجوان۔ اگر مین حرم سرا سے کسی شخص کے بھگا لیجانے کا قصوروار ہون۔ اور یہ مین نے گناہ کیا ہی تو مین بذات خود موجود ہون اور اسکا جو کچھ پاداش مجھے ملیگا وہ مجھ کو برداشت کرنا پڑیگا۔ جان تک حاضر ہی۔

جس عورت نے اپنے کو آپکی حرم سرا کی کھڑکی سے میری گود مین ڈالا وہ آپ کی لونڈی بننے سے پہلے میری پیاری بیوی تھی۔ ہم دونون شاہ کی رعیت ہین۔ اور اس امر کو حضور بخوبی جانتے ہین کہ آپ انھین حلقہ بگوش کرین یا نہین۔ یہ درست ہی کہ ہم آرمینین ہین لیکن آخر لباس انسانی تو خداوند تعالی نے ہمارے بھی زیب تن کیا ہی اور جو فیلنگ کہ انسان مین ہوتے ہین وہی تو ہم بھی ہین نا۔ یہ امر اظہر من الشمس ہی کہ ہمارے والا قدر ذی شان شاہ نے کبھی بھی اپنی کمینہ سی کمینہ رعیت کی طرف بھی تو نگاہ اٹھا کے نہین دیکھا نہ اسے حرم بننے کے لئے مجبور کیا۔ اے والا جاہ سردار پھر ہم یہ کیونکر خیال کر سکتے ہین کہ ویسی ہی حفاظت اور امان ہمین تیرے سایۂ عاطفت مین نہ ملے گی۔ واقعی آپ کو دھوکا ہوا اور آپ نے یہ سُنکے کہ وہ جارجین ہی اپنی حرم سرا

ہین بھجوادیا اور کاش اگر حضور کو یہ معلوم ہو جاتا کہ یہ آپ کے ایک ادنی کسان کی جورو ہو تو آپ ہرگز اسے حرم بنانا قبول نہ کرتے نہ اُسے اپنی ملک بناتے۔

یہ سُنتے ہی نوجوان کی تیز بیانی سے خلیفہ بہت ہی خائف ہوا اور چونکا۔ ڈانٹ کر بہت زور کی آواز مین اُسے ٹھہرایا۔ سردار بجاے اسکے کہ اسکی ان باتون سے خفا ہوتا نہین کچھ اسکی آواز مین اُسکے دل کو ایسی کھٹکین کہ چہرے پر بجاے غضب کے خوشی نمایان ہو گئی۔ اور اس نوجوان کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا۔ جو کچھ اس سے قصور ہوا تھا سب فراموش کر کے یکایک اسکی طرف مخاطب ہو کر یہ کہنے لگا۔ بس بس کافی ہے۔ جاؤ اور اپنی بیوی کو لو اور زیادہ کچھ نہ کہو۔ چونکہ ہملو مین تمنے ہماری خدمت کی ہے اسلیئے تم خاص میرے ملازم ہوے۔ جاؤ ہمارا افسر تمھین تمھارے اُن فرائض کی تعلیم کر دے گا جو تمکو کرنے پڑینگے اور تمھین تمھارے عہدے کی پوشاک بھی پہنا دے گا۔ پوشاک پہن پہنا کر ہمارے سامنے پھر حاضر ہو۔ جاؤ اور اس بات کا خیال رکھو کہ میرا التفات صرف تمھاری صورت دیکھ کر تمپر برپا ہوا ہے۔ اور مین نے تمپر یہ نوازشات کی ہین۔

یہ سنتے ہی یوسف دوڑ کے سردار کے پیرون پر گر پڑا اور اُس کی زرق برق پوشاک کا دامن چوم لیا اُسے کب خبر تھی کہ مجھپر یہ التفات خسروانہ ہونگے اور میری تقدیر یون یکایک پلٹ جائے گی

حاضرین دربار مین سے ہر شخص یہ دیکھ کے متعجب ہوا۔ افسر جلادان نے ذرا اپنے کو سُکیڑا اور انگڑائی لے کے بہت ہی زور سے جمائی لی۔ خلیفہ کی بھی عجیب نوبت تھی کہ دیکھیئے اب کیا آفت آکر نازل ہوتی ہے اور وہ عرق جو اس کی پیشانی پر نمایان ہوا تھا جاتا رہا اور اب اُسکا مُرجھایا ہوا اور رالم آلود چہرہ تروتازہ ہوا۔ سب نے سردار پر اُسکے رحم اور اُس کی انسانیت کو دیکھ کے مرحبا کہا۔ اور اسکی فیاضانہ طبیعت پر آفرین کی اور سب یکزبان ہو کے بولے کہ آپ نوشیروان ہین ہر ایک زبان سے آوازین

آرہی تھین بارک اللہ۔ ماشاءاللہ۔ سردار کی بلند ہمتی کی یہ رام کہانی سب مین پھیل گئی اور تمام کیمپ مین روشن ہوگئی۔ کہ سردار ایسا فیاض ہے اور ایسا ہے۔

پندرھوان باب

ایرانیون کا روسیون سے مقابلہ ہونا اور حاجی بابا کے فرار کی نامردی ظاہر ہونی

سردار اور میرے افسر جلّادان نے مجھسے اور یوسف سے سارا بھید روسیون کا سُنکے کہ وہ فلان جگہ مقیم ہین اور اسقدر ہین یہ ارادہ کیا کہ انپر فوراً حملہ کیا جاے۔ لشکر کو حکم ہوا کہ پہلو پر بڑھے۔

اسوقت ہر شے گویا متحرک تھی۔ قلعہ کی فوج مستعد ہو ہوا کے پہاڑ دمین اپنا دشوار گذار راستہ طے کرنے لگی جو نسا راستہ صاف اور سیدھا تھا وہان سے فوج پیدل روانہ ہوئی اور سوارونکی میدان مین ادھر ادھر ٹکڑیان معلوم ہوتی تھین کوئی اُدھر جارہا ہے تو کوئی وہان جاتا ہے۔ اِس امرکو تو مین ہرگز فروگذاشت نہ کرونگا کہ آرمینین کا ذکر نہ کرون کوچ سے ایکدن پہلے مجھسے آرمینین سے ملاقات ہوئی۔ یکایک اسکی عجیب صورت بدل گئی سر پر بھیڑ کے چمڑے کی ٹوپی۔ اسکا چھوٹا سا جارجین کُرتہ اسکے کھڑا ون دامے پر اسکا چھُرا جو گھٹنے تک لٹکتا رہتا تھا اور اسکی بندوق جو پیٹھ پر آویزان رہتی تھی یکایک یہ چیزین غائب ہوگئین اور اب بجاے ان جنگلی کپڑون کے ایک کام کیا ہوا مخملی جامہ جسمین ایک سنہری لیس اور سونے کے بٹن لگے ہوے۔ ایک خوبصورت قیمتی کشمیری شال جو اسکی کمر سے لپٹا ہوا۔ بخارا کی بھیڑ کے نیچے کے چمڑے کی چھوٹی ٹوپی۔ دو بل کھائی ہوئی زلفین جو گنڈلی ہو کر اُس کے کانون پر پڑی ہوئی تھین کیا ہی خوب اسے اچھی معلوم ہوتی تھین۔ یہ بالکل ایک خوبصورت عورت کی صورت معلوم ہوتا تھا

اسنے ایسے مناسب اعضا پائے تھے کہ بس کچھ کہا نہ جاتا تھا۔ اسکی قیمتی پوشاک اسکے اعضا کو چھپائے ہوئے تھی۔ اور جب یہ اس شان و شوکت سے میرے پاس آیا مین ہرگز اسکی اس تبدیل ہیئت اور تغیر شکل سے اُسے نہ پہچان سکا۔ اسنے مجھے دیکھتے ہی دل سے میرا شکریہ ادا کیا اور بہت ہی میرا ممنون ہوا اور اُسنے مجھ سے یہ بھی کہا کہ جسوقت مین سردار کے آگے کھڑا ہوا تھا اور اُسنے مجھ سے یہ سوال کیا تھا مین نے سمجھ لیا تھا کہ میری اور بیوی کی جان جاتی رہے گی پھر کیا پروا ہے مین پہلے ہی اپنی جان ہتھیلی پر رکھے ہوئے تھا اسی خیال پر مین نے دیری اور تیزی سے اُسکے آگے یہ گفتگو کی۔ لیکن اے میرے حقیقی دوست تو یہ خوب سمجھ لے کہ مجھے سردار کی یہ نوکری اور یہ اعزاز ہرگز نہین بھاتا مجھے اپنی وہی عاجزانہ حالت اچھی معلوم ہوتی ہے جب تک کہ میری بیوی میری حفاظت مین نہین آجاتی۔ مین اس فرض کو پورا کرونگا۔ اور جب وہ میرے ہاتھ بحفاظت تمام لگ جائیگی بس پھر سلام ہے۔

جارجین پہاڑون مین ہمین زندگی بسر کرنا اچھا لگتا ہے۔ ہمین بے خانمان۔ برہنہ رہنا ان ریشمی اور مخملی زرق برق کپڑونسے اچھا معلوم ہوتا ہے یہ عیش و عشرت خدا کرے ایرانیونکو ہی نصیب ہو۔

مین اسکی اس تجویز مین اُسکا شریک نہوا اور نہ مین نے تائید کی مین تو اس لئے بہت خوش ہوا تھا کہ ایک تو بھروسہ کرنے والا شخص میرا ہو گیا اب مجھے بڑا خیال اس بات کا ہوا کہ وہ بھاگ جائیگا تو جوابدہ تو مین بنایا جاؤنگا۔

اُسوقت فوج موالج بل بھرتی ہوئی روانہ ہوئی۔ جون ہی ہم آشتراک پہونچے یوسف کو اجازت ملی کہ جاکے اپنی بیوی کو سنبھال لے۔ یہ وہی مریم ہے جو سردار کی حرم بن کے پھر یوسف کی بیوی بنی۔ اور ایک گھوڑے پر بڑی عزت اور توجہ کے ساتھ اُسنے بیٹھ کے سفر کیا۔

ایزن اور گیومشلو مین کمپ خیمہ زن ہوا یہان جو چیز کہ ہم مین لیجانے کے لائق نہین تھی اُسکو یہین چھوڑا گیا۔

جب ہم مین موقع واردات پر پہونچے تو سردار پر وتامل ہونے پر متردد معلوم ہوا اور اپنی رائے ظاہر کی کہ جلدی سے سوارون کا دستہ آگے بڑھایا جاے۔ مین اپنے افسر کی اضطرابی حالت کا زیادہ حال بیان نہ کرونگا۔ اسنے اپنی شیخی کو بھی حد کے درجے تک پہونچا دیا۔ یہ ہر ایک کو اس امر کا یقین دلوا رہا تھا کہ جہان مین پہونچا اور دشمن مین کھلابلی مچی۔ آخر افسر جلادان پیچھے کے گارد مین رہے اور سردار سوارون کا رسالہ لے کر روانہ ہوا مین اپنے افسر کے احکام کی بجا آوری کے لئے پیچھے رہ گیا۔ سردار کا یہ ارادہ ہوا کہ دن نکلنے سے پہلے ہم لوگ پہونچ جاؤن تاکہ دروازون پر یک بیک جا پڑنے کا موقع ملے اور دریاے پمبا کی پایابی کو اُترنے کے لیئے سڑک کا راستہ چھوڑ دین ہم سیدھے اس مقام کو روانہ ہوے۔

جب ہم دریا کے کنارون پر پہونچے ہین تو دن نکل آیا تھا۔ افسر جلادان کے گرد تقریبا پانسو تو سوار اور کثرت سے پیدل حلقہ کیئے ہوئے تھے ہم دریا پایاب مین اُترنے کو تھے کہ ہماری دوسری جانب سے زور زور سے دو آوازین آئین اور وہ آوازین ایسی زبان مین تھین جسکو ہم نہین سمجھتے تھے اُنھون نے اپنا مطلب بندوق کی آواز سے آشکار اکیا اس آواز نے ہماری سبیل کو روک دیا اب ہمارے افسر کا خیال اسطرف رجوع ہوا جو بالکل بیار زرد پڑ گیا تھا کہ جیسے مُردے کی صورت۔

افسر جلادان۔ بہت ہی دبی اور دھیمی آواز سے کیا معاملہ ہی۔ ہم کیا کر رہے ہین ہم کہان جا رہے ہین۔ حاجی بابا میری طرف دیکھ کے کیا یہ تمھاری بندوق تھی جو اسوقت چلی تھی۔

مین۔ نہین مین نے کوئی فیر نہین کیا۔ معلوم ہوتا ہی کہ روسیون مین بھی آرمینون

کی طرح غولِ بیابانی ہین اور یہ اُنھین کا کام ہے۔

کچھ ہی دیر کے بعد ایک وحشیانہ غل غپاڑا سُنائی دیا۔ اور دوسری بندوق اور بھی چلی اُسوقت دن پورے طور سے نکل آیا تھا یہ معلوم ہوا کہ دوسرے کنارۂ دریا پر دو روسی سپاہی کھڑے ہوے ہین۔

جون ہی ہمارے سردار نے خطرے کے وزن کو پہچانا اور دیکھا کہ صرف مخالفین ہین سے دو ہی تو کھڑے ہوے ہین تو ایک دفعہ آپ ذرا کھِل گئے اور وہ جو پہلے خوف چھا گیا تھا جاتا رہا بہت زور اور ذرا غضبناکی کی صورت بنا کے اپنے آدمیون سے کہا کہ اون سامنے کے دو آدمیون کے جا کر ذرا سر لے آنا۔

فوراً چند آدمی تلوارین سُوتے ہوے دریا مین گھُس پڑے اور اُنکے سر کاٹنے کیلئے لپکے۔ اُنھون نے بھی پیچھے ہٹ کر ایک محفوظ مقام مین کھڑے ہو کر اپنے حملہ آورون کا بہت مستعدی اور مردانگی سے مقابلہ کیا ہمکو اُنکی یہ مستعدی دیکھ کے بہت ہی تعجب ہوا۔ اُنھون نے دو آدمیونکو مار ڈالا۔ باقیماندہ اپنے سردار کے پاس دوڑ آئے۔ اب ہم مین سے کوئی شخص قدم آگے نہین بڑھاتا۔

آخر کار ہمارے افسر نے قسمین کھائین روپیہ کا بھی لالچ دیا کہ جو اُنکا سر لے آئیگا اُسے یہ یہ زر و جواہر دونگا ہر چند چاہا کہ وہ کسی طرح سے آگے بڑھین لیکن کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ سرکا۔ آخر ذرا بڑی شوکت دکھا کے اور للکار کے اُسنے یہ کہا۔ تم مین سے کوئی بھی نجائے مین خود تن تنہا جاؤنگا۔ یہ کہ کے ٹھہر گیا اور میری طرف مخاطب ہو کے یہ کہا۔

حاجی میری رُوح۔ میرے دوست تم بھی نہین جاتے اور ان کفار کا سر کاٹ کے نہین لے آتے۔ جو کچھ تم مانگو گے تمھین ہر شے دونگا۔ (اپنا ہاتھ میری گردن مین ڈال کے) جاؤ جاؤ مجھے یقین ہے کہ تم اُنکا سر ضرور ہی کاٹ لاؤگے۔

ہم یہ باہم قیل و قال کر رہے تھے کہ اتنے مین ایک روسی گولی ہمارے افسر کی رکاب

کے پاس ہوکر نکل گئی بس صاحب پھر جو اُسپر ڈر غالب ہوا ہی اور اُسکے خوف مین ترقی ہوئی
ہی زور بر زور سے غل مچا مچا کے ہزار ہا قسمین دینے لگا۔ اپنے لشکر کو بلایا اور بہت تیزی سے
یہ کہا۔ لعنت ہی تمھاری داڑھیون پر۔ لعنت ہی تمھارے باپون پر۔ تف ہی تمھاری ماؤن پر
پھٹ ہی تمھارے بزرگون پر۔ آخ ہی تمھاری نسل پر۔ کون اور کسنے آج تک اس طریقے سے
جنگ کی ہی۔ مار ڈالو مار ڈالو ہم اتنے سور تو یہان جمع ہین دیکھو تو سہی وہ کیا جانور ہین۔
وہ ہرگز تمھارے آگے سے نہ بھاگینگے یہان تک کہ تم جو جا ہوگے اُنکے ساتھ کروگے تم بالکل
جانور ہو جانور بھی فیلنگ ہوتے ہین لیکن تم مین وہ تک تو ہی نہین۔ ہاے اللہ ہاے اللہ
جب انھین لڑنا مرنا نہ تھا تو یہ اپنے گھروانے نکل کر کیون آئے تھے اُسوقت ہم کچھ دور آگے
بڑھ کے ٹھہر گئے۔ ہمارا افسر اس امید مین تھا کہ روسیون کو پشت بہ پشت جھاڑیون مین
دیکھ کر کچھ کارروائی کرے لیکن یہ خبر نہ تھی کہ اب کیا موقع آکے واقع ہوگا ہمنے دیکھا کہ سردار
سوارون کا رسالہ لیے ہوے بھاگا چلا آتا ہی اور اسکی صورت سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ
یہ اپنے کار عظیم مین کامیاب نہین ہوا اور اسے ضرور شکست حاصل ہوئی ہی۔ معلوم ہوتا تھا
کہ دشمن کو پیٹھ دکھا کر بھاگا ہی یہ ایک بدیہی امر تھا کہ جب وہ شکست کھا چکا تھا تو لشکر کے لیئے
سوا اسکے اور کیا ہو سکتا تھا کہ جہان سے آیا ہی وہان واپس پھرے۔

سردار کی فوج پر جو کچھ مصیبت پڑی اور اُسکی آفتناک حالت ہوئی اُسکی تصویر
کھینچنے کی مین کوشش نہ کرونگا۔ انکی وہ بُری نوبت ہوئی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایسے
تنگ اور ماندہ ہو گئے ہین کہ ایک سے لے کے سب کی بس یہ حالت تھی کہ منھ گھر کی سیدھ
مین اُٹھا ہوا تھا اور فراٹے بند بھاگے چلے جاتے تھے اسقدر بیتاب تھے کہ پھر کر بھی کسی نے
نہین دیکھا کہ پیچھے کیا ہو رہا ہی ان لوگون کی روحین کھچی ہوئی تھین اور جسقدر مردانگی کے
شعلے اُٹھے تھے وہ سب اُسوقت ٹھنڈے تھے لیکن ہمارا کمانڈر یعنی افسر برخلاف اسکے
اپنی بہادری اور مردانگی کی بہت ہی ہوا باندھ رہا تھا اور اُس زخم کا بیان کر رہا تھا

جو اُسے روسیون کی جنگ مین لگا تھا کہ مین ہر زخم کا کچھ بھی خیال نہین کرتا یہ کہکے نیزہ اُسکے گھوڑے کو پھیرکی اور کڑک کر بیچارے خاص اپنے باورچی پر جھپٹ پڑا اور اُسکی کمر مین جو شال سے کسی ہوئی تھی نیزہ ڈال کے اُٹھا لیا۔ اور کہا کہ دیکھو یہ مرد ہوتے ہین۔

یہ مہم سردار نے اس طریقے سے ختم کی جس سے بڑی بڑی امیدین تھین کہ یون روسیون کے سر کاٹ کر لائینگے اور یہ ہوگا۔ اور جس بات کا افسر جلادان فخر کرتا تھا یہ امر اُسے تمام اُسکی باقیماندہ زندگی مین بشاشت اور تفاخر کا موقع دیگا۔ اور باوجودیکہ اسمین یہ نقص تھا کہ مردانگی کا نام و نشان تک کہین نہین پایا گیا لیکن تاہم اسکے لیئے وہ موقع تھا جس سے وہ لوگون سے اپنی فتحی پر مرحبا کہلوا سکتا تھا۔

تمام اسکے متعلقین ہمراہ تھے جنمین ایک مین بھی تھا اور یہ اُسوقت سب کے بیچ مین گرج رہا تھا کہ مین ایسا بہادر ہون اور ایسا ہون اتنے مین ایک قاصد سردار کے پاس سے آیا اور یہ آکر اُسنے اطلاع دی کہ حاجی بابا کو سردار نے یاد کیا ہے۔ مین اس قاصد کے ہمراہ فوراً سردار کے پاس پہونچا اُسنے میری صورت دیکھتے ہی پہلے یہ الفاظ کہے۔ یوسف کہان ہے اور اُسکی بیوی کہان گئی۔

مجھے یہ سنتے ہی معلوم ہو گیا کہ وہ بچ کے نکل گئے۔ مین نے صاف انکار کیا کہ حضور مجھے تو معلوم نہین۔ مین اصلاً آگاہ نہین کہ وہ کہان چلے گئے۔

یہ سُنکے سردار نے اپنی ٹباسی آنکھون کو چارون طرف پھیرا اور گرگٹ کی طرح سے کئی کئی رنگ بدلے۔ اس کی چھاتی مین شعلے مشتعل ہونے لگے اور بہت زور سے اُسے جوش آیا اور اُسنے اس امر کے لیئے دینی عہد کیا کہ مین اُس سے اُسکی قوم سے اُسکی جگہ قیام یعنی گانؤن سے۔ ہر ایک شے سے۔ اور ہر ایک شخص سے جو اُس سے تعلق رکھتا ہے ضرور بدلا لونگا۔ اور سردار نے مجھے بے گناہ سمجھ کے یہ کہا کہ یاد رکھیو حاجی اگر مجھے ایک رمق برابر بھی یہ معلوم ہو گیا کہ اسکے فرار ہو جانے مین تو بھی شریک تھا تو جسقدر میرے

جوش اور غضب کے شعلے ہین اُنکا متحمل تجھے بننا پڑیگا اور اس طرح سے مین تجھ سے پیش آؤنگا جو دنیا مین کم ہوا ہی۔ مین نے سُنا بعد ازان سردار نے کچھ آدمی اُسکے گانٔون مین اُسکے والدین اور رشتہ دارون کے پکڑنے کے لیے بھیجے ہین۔ تاکہ وہ اُسکے پاس اُس کے والدین کو اور جو کچھ اُنکا سامان تھا سب کو لے آئین اُنکے مال پر قبضہ کرلین اور جو کچھ وہ لینے ساتھ نہ لاسکین اُسکو برباد کردیا اور پھونک ڈالا جائے۔ نوجوان دوراندیش اور عقلمند نے پہلے ہی سوچ لیا تھا کہ آخر یہ ہونی ہی وہ ایسی حکمت سے کہین جا کے روپوش ہوا کہ اسکو یہ سخت ظلم نہ سہنا پڑا۔ اور خدا نے اُسے اس آفت سے بچایا۔ یہ نوجوان اُسکی بیوی اور اسکے رشتہ دار اور اسکے والدین بیچارے بھاگ کے روسی حدود مین چلے گئے اور وہان جا کر پناہ گزین ہوئے۔ "فارغ البال ہوئے خوب فراغت پائی"۔

جو کچھ بعد ازان اُنکی بابت سُنا گیا وہ یہ تھا کہ جب وہ وہان پہونچے تو خود گورنمنٹ اور اُنکے ہم مذہب بھائی اُنسے بہت مہربانی سے پیش آئے۔ انکو زمینین دیدی گئین کہ وہ اپنی کھیتی باڑی کرین اور جسقدر اُنکا مال ضایع ہوا تھا اسکے لیے ہر طرح سے اُنکی مدد کی گئی۔

سولھوان باب

حاجی بابا کا شاہ کے کمپ مین پہونچنا اور کار نمایانکی بانگی دکھانا

مین اپنے افسر کے پاس اس دھمکی سے جو سردار نے دی تھی ڈرتا ہوا اور خوف کرتا ہوا واپس پھر کر آیا اور مجھے اس بات کا علم ہوا کہ ماتحتون پر اِن لوگون کو کسقدر اختیارات ہین کہ جا ہے جو کچھ دم بھر مین کردین۔ مین نے اپنے افسر کو اس امر کے آگاہ کرنے مین ایک لمحہ کا بھی توقف نہین کیا کہ مجھسے یوسف کے فرار ہونے پر اُسنے یہ یہ کہا ہی اور یون دھمکی دی ہی۔ یہ سنتے ہی وہ آگ بگولا ہو گیا اب کیا تھا مین نے اُسکی طرف سے اور بھی غصہ کے شعلے بھڑکانے شروع کیے اور جہانتک مجھ سے ممکن ہوا کوئی بھی دقیقہ باہم لڑوانے کا باقی نہین چھوڑا۔ خوب ہی خوب بھڑکایا۔

لیکن اس بات سے خوف زدہ ہو کر کہ سردار مین اتنی قوت ہی کہ مجھے ایذا پہونچا سکے اور اس
مقابل مین مجھے اپنے افسر پر بھی یہ کامل بھروسہ تھا کہ وہ مجھے بچالیگا - مین نے ارادہ کیا کہ اپنے
مالک کی اجازت لے کر مین طہران چلا جاؤن - مین نے ایک دن موقع پا کے یہ کہا کہ بہتر ہی آپ
مجھے طہران روانہ کردین کیونکہ اگر سردار نے مجھپر زور ڈالا اور کچھ دوسری صورت پیش آئی تو آپکی
توہین ہوگی اسنے مجھے فوراً اجازت دی اور مجھے چند باتونکی تعلیم کی کہ جو وقت وزیر اعظم سے
ملو تو اس مہم کی بابت یہ یہ کہنا اور میری بہادری اور جرأت کی یہ یہ تعریف کرنا - غرض
جہانتک ہو سکے سب مین میری دلاوری اور بہادری - اور شجاعت ہی آشکارا ہو -
مجھ سے پھر افسر نے یہ کہا - اس مہم مین تو حاجی تم بھی شریک تھے تو جہان تک تم سے
ممکن ہو تمام معاملات کو پورے پورے طور سے بیان کرنا ہم قطعاً تو یہ نہین کہہ سکتے کہ ہمین
فتح حاصل ہوئی حیف ہمارے پاس روسیون کے سر تو ہین نہین لیکن یہ بات تو اب بھی ہی
کہ شکست تو نہین ہوئی - سردار جو کہ بالکل ایک گدھا ہی جسمین مطلق شعور نہین نہ تو اسنے
فوج قلعہ شکن کا راستہ دیکھا نہ اسنے فوج پیادہ سے کچھ مدد لی - صرف اپنے سوارون کو لے کر
فصیل والے شہر پر حملہ آور ہوا - وہان اسپر گولہ باری ہونے لگی کیسے فیصلہ ہوا اب وہان سے
بصد ذلت و خواری بھاگ کر آیا - اگر مین وہان کمانڈر ہوتا تو حضرت صورت معاملہ ہی
اور ہو جاتی - اور دیکھ لیجیے جہان موقع ہوا مین دشمن سے سینہ بسینہ ہو کر لڑا - مین
دیکھو کیسا بجگری سے مجروح ہوا تھا کاش اگر اُنکے بیچ مین دریا نہوتا تو ایک متنفس بھی تو ایسا
نہین بچتا جو جا کر کیفیت جنگ تو بیان کرتا - یہ ساری باتین تم کہنا اور جس قدر تمھارا جی چاہیگا
اس سے بھی زیادہ بڑھا دینا - یہ تمھین اختیار رہا - پھر مجھے ایک پیکٹ چٹھیون کا وزیر اعظم
کے نام دیا - اور کئی چٹھیان دفتر کے مختلف اشخاص کے نام کی تھین اور ایک عریضہ شاہ کو دیا
اور پھر مجھے رخصت کیا - اور حکم دیا کہ روانہ ہو جاؤ -
مجھے معلوم ہوا کہ شاہ ابھی تک سلطانیہ ہی مین پڑے ہوئے ہین - گو فصل خریف گذر چکی تھی -

اور طہران واپس پھرنے کا وقت پہونچ گیا تھا۔

مین وزیر اعظم کے صبح کے دربار مین پہونچا۔ میرے ساتھ مختلف ملک کے حصص سے جو قاصد آئے تھے وہ بھی وہین کھڑے ہوے تھے ہم سب داخل دربار ہوے اُسنے میری خبر سُنی اور مجھ سے وہ خطوط لیے جب اُسنے میری طرف دیکھا تو مجھکو آگے بلایا اور بہت زور سے کہا۔ خیر مقدم " اے آمدنت باعث دلجوئی ما"۔ تم بھی ہملوین تھے۔ کفار کو اتنی دلیری نہین ہوئی کہ قزلباشون کا مقابلہ کرتے۔ ایرانی سوار اور ایرانی تلوار کا کوئی بھی مقابلہ نہین کر سکتا ممکن ہو کہ کوئی آنکھین تو ملائے۔ اس چٹھی سے معلوم ہوا کہ تمھارا خان زخمی ہو گیا واقعی وہ شاہ کے عمدہ ترین ملازمین سے ہو خیر اللہ کا شکر ہو کہ جان تو بچی۔ یہ تو کچھ بات نہین ہو تم نے بھی دریا کے کنارون پر بہت ہی شدت اور سختی سے کام انجام دیا ہو۔

ان ساری باتون کے علاوہ مین نے اور بھی نمک مرچ لگا کے کہا اور جہان جہان ہان ہان۔ اور نہین نہین کا موقع ہوا برابر ہان مین ہان ملاتا چلا گیا۔ مجھے اُسوقت بڑی خوشی ہوئی اور اس خوشی کی لذت مین نے ہی اُٹھائی کہ مین ان نظرون سے دیکھا جاتا تھا گویا مین عین میدان جنگ سے آیا ہون۔

وزیر نے پھر اپنے سکرٹری مرزا کو طلب کیا۔ اور کہا دیکھو تم ابھی ایک فتحنامہ بناؤ جو ملک کے مختلف حصص مین ابھی روانہ ہوگا خصوصًا وہ خراسان بھیجا جائیگا تاکہ سرکش اور باغی خان وہین اور اُنکی پوری پوری کیفیت ہمارے فاتح سلطان کو مفصل لکھی جائے ہم ابھی فتح کی آرزو کر رہے تھے کہ ابھی ہمارے پاس فتح اور فتح بھی کیسی خونخوار فتح کی خوشخبری آئی۔

مرزا۔ دشمن کس قدر قوی تھا۔ (میری طرف دیکھ کے)

مین۔ (ذرا سوچ کر اور دل مین خیال کر کے کتنے کہون کس قدر مناسب ہونگے)

بسیار بسیار۔

وزیر۔ (ذرا آہستگی مین) کیا پچاس ہزار سے نیچے نیچے تھے۔

مرزا۔ (پہلے وزیر کی طرف دیکھ کے اور پھر میری صورت پر نظر ڈال کے) تمنے کتنے قتل کیے۔

وزیر۔ لکھدو ہزارون لاکھون مارے گئے۔ ان چٹھیون کو دیکھو جو کتنی دور سے یہان آکر پہونچی ہین۔ یہ ہمارے شاہ کی توہین ہوتی ہی اور یہ اُسکا درجہ نہین ہی کہ کچھ کم تعداد بتائی جائے۔ بلکہ ہزارون۔ لاکھون لکھدو۔ کیا تم ہمارے شاہ کو رستم سے کم اور افراسیاب سے کمزور سمجھتے ہو نہین ہمارا شاہ ضرور خون کا پینے والا ہی۔ اور قاتل عدو ہی ہزارون کو دم بھر مین فنا کر دیتا ہی۔ اچھا مرزا تمنے لکھ لیا۔

مرزا۔ ہان حضور کی توجہ اور الطاف سے لکھ لیا (اپنا کاغذ پڑھ کے) کہ کفار روس (خدا اُنکو غارت کرے اور اُنکو دوزخ کی آگ مین پھونکے) بڑی دلیری سے پچاس ہزار فوج لے کے ہمنبرد ہوسے تھے جو برابر گولیون کی آگ برساتے ہوے چلے آتے تھے۔ لیکن جون ہی شاہ کا لشکر ظفر پیکر مقابلے کے لیے تیار ہوا اُنھین سے دس سے پندرہ ہزار تک فی النار والسقر کر دیئے۔ اور اس کثرت سے زندہ قید کیے ہین کہ غلامون کی قیمت سو روپیہ فی صدی گھٹ گئی۔ (تمام ایشیا کے غلامون کے بازار مین)۔

وزیر اعظم۔ بارک اللہ۔ تمنے بہت ہی خوب تحریر کیا ہی اگر یہ امر صحیح بھی نہ نکلا تو بھی شاہ کی خوش قسمتی سے ایسے موقع ہو جانے مین کیا دیر لگتی ہی۔ راستی بہت ہی اچھی چیز ہی کہ جب تک خاص مطلب کے لیے ہو لیکن بعض موقع پر یہ مضرت بھی دیتی ہی۔

مرزا۔ (اپنے گھٹنے کی جانب سے نگاہ اُٹھاکے جو اس خط پر پڑی ہوئی تھی کہ جو شاہ کو لکھا جا رہا تھا حضور آپ سعدی کا یہ مقولہ گوش گذار فرمائین دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔

وزیر نے اپنی جوتیان منگائین اپنی نشست کی جگہ سے اُٹھا اور اپنے گھوڑے پر

سوار ہوا جو بڑی دیر سے ڈیرے کے دروازے پر اسکی انتظاری کر رہا تھا سید ھا
شاہ کی بارگاہ فلک رفعت کی طرف روانہ ہوا تاکہ جو کچھ اُسے خبرین ملی ہین وہ سب
جاکر شاہ سے عرض کرے مین بھی اسکے اور ملازمین کے جرگہ مین اُسکے ہم کاب روانہ ہوا
اسنے چلتے مین میری طرف دیکھا۔ اور کہا جاؤ تمھین رخصت کیا۔ جاؤ اور ماندگی سفر سے آرام کرو

ستترھوان باب

حاجی بابا کا آفت ناگہانی مین پھنسنا

چند روز کے بعد وہان سے کیپ اُکھڑا اور شاہ اُسی تزک و شان سے طہران
اپنے موسم سرمائی گذارنے کے مقام پر روانہ ہوے۔ مین نے اپنے عہدہ سب لفٹننٹی
سے اپنے سردار کے فرائض بھی اُسکی غیر موجودگی مین انجام دیے اور جو لوگ میرے
ماتحتون مین سے تھے اُنکا مین خوب تندہی سے انتظام کرتا رہا۔ اور برابر شاہ کی
سواری اور کل انتظام کو اچھی طرح سے نبھاہا۔ حکم ہوتے ہی مین نے ایک قاصد طہران
روانہ کر دیا تھا کہ گانے بجانے والیان اپنے اپنے سازو سرود درست کر رکھین کہ جسوقت
سلیمانیہ مین شاہ پہنچین وہ ہر طرح سے تیار رہا ئین۔ سلیمانیہ ایک محل ہی جو کارج کے
کنارون پر واقع ہی اور دار الخلافہ سے اسکا فاصلہ نو فرسنگ کا ہی۔

جسوقت مجھے یہ حکم پہونچا تو میری بھولی ہوئی پیاری زینب پھر مجھے یاد آ گئی میری
وہ محبت اور الفت کے جوش جو دھیمے پڑ گئے تھے اور وجوہات پر دری کے باعث میرے
عشق کی جلتی آگ ٹھنڈی ہو گئی تھی اب پھر بھڑک اٹھی۔ اوّل ملاقات کو سات ماہ کامل
گذر چکے تھے گو اس عرصے مین میری زندگی کا بہت سا حصہ بالکل وحشی ناخدا ترس
آدمیون مین گذرا تھا جس سے میرے فیلنگ برباد ہو جاتے۔ تاہم اب بھی وہی نرمی ہی
ملائمیت وہی الفت میرے دماغ مین باقی تھی۔ اور اسوقت جو خیال میرے دل مین

بسا ہوا تھا صرف وہ مقام تھا جہان وہ رکھی گئی تھی دمبدم مجکو اسکا خیال آتا تھا۔ مین نے اپنے دلمین تصور کیا کہ ہم بہت جلدی ایک دوسرے کے دیدار سے شادان ہونگے۔

گو کہ شب آخر ہوئی ای شمع تو زاری نہ کر
پھر وہی محفل وہی تیرا شبستان غم نہ کھا

چند ہی روز مین ہم سلیمانیہ پہونچتے ہین پھر اسکی قسمت کا فیصلہ کرینگے۔
پہونچنے کے روز مین جلوس سے آگے آگئے تھا تاکہ اس امر کو دیکھون کہ آیا شاہ کے لیے تیاری مکمل ہوگئی ہی یا کچھ کسر باقی ہی۔ جون ہی مین اس محل کی دیوارون کے پاس پہونچا جہان یہ تمام مغنین اپنا ساز و سامان درست کیے جلوہ فرا تھین۔ مین نے انکی اور انکے موسیقی کے آلون کی آوازین سُنین کیا مین زینب کی آواز نہ سُن سکونگا اور کیا ای خدا اسکی دور سے بھی صورت نہ دیکھ سکونگا مجھے اس بات کا بخوبی علم تھا کہ مین زیادہ اُسکی نسبت کسی سے سوال نہ کرونگا۔ کیونکہ پھر کسی کو شبہہ ہو جائیگا۔ یہ دونون کے لیے ایک خطرے کا مقام ہی اور عجب نہین کہ اس سے وہ فتنہ اُٹھے جو دونون کو نیست و نابود کر دے۔ اسکی نسبت خیال کرنا اور دماغ پچی کرنے کا مجھے کوئی بھی فائدہ نہ ہوا کیونکہ بہت ہی کم دیر مین مین نے اونٹون کے گُردون (چھوٹی توپ) سے سلامی کی آوازین سُنین معلوم ہوا کہ شاہ گھوڑے پر سے محل کے دروازے پر اُترے ہین۔ عام دربار کے مقام پر شاہ نے کچھ دیر قیام کر کے حقہ پیا اور پھر تمام درباریون کو رخصت کر کے آپ حرم سرا مین چلے گئے
جب شاہ محل مین داخل ہوے تو مین نے عورتون کے گانے کی آوازین سُنین طنبور۔ دف۔ اور ستار بجتے جاتے تھے۔ اور خوب دھوم دھام ہو رہی تھی جسکی برابر آوازین آ رہی تھین۔ مین نے وہان ٹھیرا اپنے کانون سے زینب کی خوش آواز کو سُنا کہ کس الک سے گا رہی ہی۔ ہر چند اس کے سُننے کی کوشش کی لیکن محض فضول تھی کہین نام بھی نہین تھا۔ اب مین ایک خوف اور نا اُمیدی شکستہ دلی کی

حالت مین رہ گیا۔ یہ تو ظاہر ہی کہ عاشق کو سوا ے اسکے اور کچھ حصہ ہی نہین ملتا۔

عادت عشاق چیست مجلس غم داشتن	ماتم شیون زدن نالۂ ہم داشتن
برسرعمان وردموج حلاوت زدن	بروز میدان دل فوج ستم داشتن

اُسی وقت بہت جلدی کا شاہ کے پاس سے ایک حکم نازل ہوا کہ ابھی مزرا احمق میرا پُرانا مالک حاضر خدمت ہووے۔

جب مین نے سُنا کہ حکیم بلایا گیا ایک سناٹا میرے سر سے اُٹھا اور دل مین جا کے مُجھا برابر سنسنیان اُٹھنی شروع ہوگئین کہ ضرور اتنی جلدی حکیم کو بلانا کچھ دال مین کالا کالا ہی شاید بیاری مگر مظلوم زینب کی جان پر کوئی آفت ٹوٹ پڑی ہی۔

مزرا احمق حاضر ہوتے ہی رخصت کردیا گیا۔حرم کے دروازے پر مین کھڑا ہی ہوا تھا مجھے دیکھتے ہی مزرا احمق نے ایک طرف بلایا اور کہا۔

حاجی۔شاہ بہت ہی خفا ہو رہا ہی۔بتحقیق یاد ہوگا کہ جب نوروز کی تقریب مین شاہ میرے یہان دعوت کھانے آیا تھا تو مین نے اپنی کردش لونڈی کو نذر دیا تھا اب اسوقت وہ ناچنے والی عورتون مین نہین آئی اور اُسنے مرض کا عذر کیا ہی۔شاہ اسپر مٹا ہوا ہی اور وہ اس بات پر اپنی جان قربان کیے دیتا ہی کہ کسی طرح سے اسے دیکھے۔اُسنے بتاکید مجھ سے کہا کہ تم جاکر فوراً اسکا انتظام کرو اور ابھی اُسے یہان حاضر کرو اور یاد رکھنا کہ اگر اُسے پوری صحت نہ ہوئی اور وہ حُسن نہ ہوا کہ جب وہ محل مین داخل ہوتے وقت اپنے چہرۂ پر نور مین رکھتی تھی تو یاد رکھیو اے مزرا احمق تیری جڑ سے داڑھی اُکھڑ لیجائیگی۔

لعنت ہی اُس کمبخت گھنٹے پر جسوقت وہ میری لونڈی بنی تھی اور نیز ہزار درجہ لعنت ہی اُس ساعت پر بھی کہ جب شاہ میرے یہان مہمان آیا تھا۔

یہ کہکے طبیب صاحب تو طران روانہ ہوے اور مین اپنے ڈیرے مین واپس چلا آیا اور اس کمبخت اور بدنصیب لڑکی کی قسمت پر خیال کرنے لگا کہ دیکھیے آیندہ اُسے کن کن آفتون اور مصیبتون کا سامنا کرنا پڑیگا۔ مین اس امر سے گونہ خوش تھا اور یہ مجھے پوری امید بندھی تھی کہ جب قطعی وہ مریض ہی تو پھر ایسی حالت مین وہ شاہ کے آگے حاضر کیونکر ہوسکتی ہی پھر مجھے اس امر سے بھی خوف ہوتا تھا کہ جب شاہ نے مرزا احمق کو یون یون دھمکایا ہی تو وہ ضرور اُسے جا کے چھینٹے دیگا اور کہے گا کہ تو ذرا چہرہ بشاش بنا کے شاہ کے آگے چلی چل۔

پھر بھی اگر واقعی میرے جذبات کچھ قوی اور بہادر ہین تو پروا ہی کیا ہی "تو نہین اور سہی اور نہین اور سہی"

مجھے اسوقت ایک شاعر کے چند مصرعے یاد آئے۔

اگر عالم مین ایک ہی آہو چشم پیدا ہوا ہی۔ اگر ایک ہی سرو قد کا دنیا مین ظہور ہوا ہی یا ایک ہی ماہ کامل جلوہ فرما ہی تو ضرور مجکو ایسے کے جاتے رہنے پر رونا اور واویلا و بکا کرنا چاہیے۔

مین کیون سوختہ ہون۔ کیون اپنے کو آپ قتل کرون اور کیون مین چشمان پرنم سے خون کی ندیان بہاؤن۔

نہین جہان عشق سستا ملے وہین سے کیون نہ خریدون کیونکہ مین خود اپنی محبت و عشق کے جذبات کا بہت بڑا ممسک ہون۔

اس طرح سے مین نے اپنی طبیعت کا اطمینان کیا اور اپنے دل مین یہ خیال کرکے کہ تو ایک راسخ الاعتقاد پکا مسلمان ہی کیون اپنی ایک عورت کے پیچھے جگ ہنسائی کی لیکن پھر بھی جہان مین جاتا اور جس خیال مین ہوتا زینب کی صورت یا ایک نعش خاک و خون مین لتھڑی ہوئی میری آنکھون کے آگے رہتی اور ہر ساعت اور ہر وقت میرے خیالات کا شکار کھیلتی۔

آخر کار شاہ کے طہران کے داخلے کی خوش ساعت نجومیون نے بتائی اور شاہ مع اپنے تمام جلوس کے اسی طرح سے طہران کی بھری آبادی مین دار الخلافۃ مین داخل ہوے یہان بہت ہی شاہ کے پہونچنے پر مبارکبادی کی آوازین بلند ہوئین۔ اب میری دلی خواہش یہ ہوئی کہ کسی طرح سے حکیم سے ملاقات کرون کہ خبر نہین زینب کے معاملے مین کیا کارروائی ہوئی مگر اِس طرز سے یہ حال معلوم ہوا کہ مجھپر کوئی شبہہ آکر نہ واقع ہو۔ داخلے ہی کی شام کو میری آرزوئین اور خواہشین (وہ خواہشین جو خونی تھین) پوری ہوگئین مین اپنے ایک ماتحت کو کچھ احکام سُنا رہا تھا کہ مین نے دیکھا حکیم صاحب بہت ہی متردد شاہ کے خاص کمرے مین سے نکلے۔ ایک ہاتھ تو انکا اپنی کمر کی پیٹی پر رکھا ہوا تھا اور دوسرا ہاتھ ایک طرف پڑا ہوا تھا ہمیشہ سے زیادہ کمر جھکی ہوئی اور زمین کی طرف بہت مضطربانہ حالت مین پریشان نگاہین نگران تھین مین نے اپنے کو مرزا احمق کے راستہ مین کھڑا کیا اور اُسنے سلام کیا جس سے مرزا احمق نے میری طرف نظر اُٹھا کر دیکھا۔

جب مجھے حکیم صاحب نے پہچانا تو میری طرف مخاطب ہو کے بولا۔ تم ہی کو تو مین تلاش کر رہا تھا آؤ ذرا یہان آؤ تم سے کچھ باتین کرنی ہین۔ یہ کہکے مجھے ایک جانب لے گیا۔

حکیم۔ ایک عجیب معاملہ درپیش ہے۔ اس کروش لڑکی نے میری داڑھی کو بھی خاک آلود کر دیا۔ واللہ شاہ تو بالکل اُسکے پیچھے مجنون بنگیا ہے۔ اب وہ یہ کہتا ہے کہ جس قدر میری حرم مین یا حرم کے باہر مرد ہین سب کا قتل عام کرنے کو حکم دیتا ہون نہ وزیر بچیگا اور نہ کوئی خواجہ سرا محفوظ رہے گا۔ اسنے اپنے سر کی قسم کھاکے کہا ہے کہ اے حکیم پہلے تجھی کو قتل کرونگا۔ اگر مجھے وہ مجرم نہ ہاتھ لگا۔

مین۔ کون۔ کیا۔ کیسے توسہی کیا واقعہ ہوا وہ مجرم کون ہے۔

حکیم۔ وہ مجرم اصل زینب ہے۔ اور کس کو بتاؤن۔

مین۔ اوہو زینب تو مجھے معلوم ہوا کہ آپ اُس سے اُلفت رکھتے ہین۔ اور

مین نے یہ بات حکیم سے یون کہی کہ کہین اُسے مجھپر شبہہ نہ ہو۔

حکیم۔ استغفراللہ حاجی یہ تمھارے کہنے کی بات ہی۔ خدا کے لیے یہ زبان سے ہرگز نہ نکالو۔ اگر شاہ کو اشارتاً بھی یہ معلوم ہوگیا تو ابھی میری گردن اُڑا دیگا۔ یہ تمنے کہان سُنا کہ زینب پر مین مرتا ہون۔

مین۔ آپ کی نسبت جب یہ غلغلا اُڑا تھا کہ آپ اسیر جان و دل سے فریفتہ ہین حضرت مجھے تو یہ یقین نہین آیا تھا کہ آپ جیسا دانا شخص لقمان زمان فارس مین جالینوس ایسی بات کرے اور ایک کردش لونڈی کے ساتھ محبت کرکے اپنی جان کو خطرے مین ڈالے گا۔ اور وہ لڑکی جو شیطان کی بیٹی ہی اور جسکا وہ نحس قدم ہی کہ اُسنے سب کو بیچارا کھا ہی جس نے تمام سلطنت کو کس طرح خدشہ مین ڈالدیا ہی۔ خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

حکیم۔ حاجی یہ تو تم سچ کہتے ہو۔ (اپنا سر اِدھر اُدھر ہلا کے اور اپنا بایان ہاتھ پیٹ پر رکھکر) مین بڑا ہی جید بیوقوف تھا کہ اُسکی سیاہ سُرملی نشیلی آنکھون کا رام ہوچکا تھا بھائی حاجی وہ آنکھین تھوڑی ہی تھین وہ تو خود سحر تھین۔ وہ لڑکی خود نہین نظران تھی بلکہ شیطان اُنین ہوکے دیکھتا تھا۔ مین کمبخت تو فرمساق ہوگیا اور زندگی بھر یہ دھبہ میرے دامن عزت سے نہین جاسکتا۔ خیر جو کچھ ہوا وہ تو ہوا اب یہ بتاؤ کہ کیا کیا جائے۔

مین۔ کیا کہہ سکتا ہون شاہ دیکھیے اب اسکا کیا کرے گا۔

طبیب۔ شاہ کو تو جہنم واصل ہونے دو۔ شاہ کو اُسکے باپ کے مقبرے مین دفن ہونے دو اب تو مجھے اپنی جان کے لالے پڑ رہے ہین۔

یہ کہہ کے مرزا احمق نے محبتانہ نظرون سے میری طرف دیکھ کے کہا۔ آہ حاجی اسکا تو تمھین بخوبی علم ہی کہ مین تم سے کیسی اُلفت کرتا ہون۔ جب تم بے خانمان تھے مین نے خاص اپنا گھر تمھین رہنے کو دیا۔ مین نے تمھین کیسا عہدہ دلوایا۔ اب تم میرے ہی سبب سے یہان تک پہونچ گئے۔ دیکھو حاجی دنیا مین احسانمندی اور حق شناسی

سے بہتر کوئی چیز بھی خداوند تعالیٰ نے پیدا نہین کی بس ہی ایک بیش بہا زیور ہی اور اب وہ وقت آگیا ہی کہ تم اسمین کار بند ہو۔

کچھ دیر توقف کرکے اور میری داڑھی کو ہاتھ لگاکے۔

جو کچھ مین نے کہا تمنے اُسکا خیال کیا۔

مین۔ نہین اب تک یہ میری سمجھ مین نہین آیا۔

طبیب۔ بھائی اصل یہ ہی کہ تم مجرم بنجاؤ۔ تم نوجوان ہو اور یہ عشق و محبت کی بات تمپر بخوبی صادق آسکتی ہی۔

مین۔ (ہوش و حواس باختہ ہوکے) اسمین تو جان کی جوکھون ہی۔ ای طبیب دیوانہ تو نہین ہوگیا۔ آپ مجھے ایسا ہی خیال کرتے ہین۔ مین کیون مرنے لگا آپ میرا خون اپنی گردن پر کیون لینا چاہتے ہین۔ جو کچھ ہی وہ صاف صاف یہ ہی کہ اگر مجھسے اس امر مین سوال ہوا تو اتنا تو کہہ سکتا ہون کہ حکیم صاحب مجرم نہین ہین اور نہ انکا زینب سے کچھ تعلق ہی کیونکہ جس زمانے مین وہ انکی حرم مین تھی اِنکا تو خانم کے ڈر کے مارے دَم نکلتا تھا۔ یہ نہین ہوگا کہ مین اپنے کو کہدون کہ ہان مین اُسپر مرتا ہون۔ اور گنا ہگار مین ہون۔

ہم باہم باتین ہی کر رہے تھے کہ اتنے مین ایک خواجہ سرا آیا اور اُسنے یہ کہا کہ ہمارے سردار نے حکم دیا ہی کہ افسر جلادان کا سب لفٹننٹ آدھی رات کو پانچ آدمیون کو لے کے اس بلند مینارے کے دامن مین انتظار کرے جسکا راستہ شاہی محل مین جاتا ہی کیونکہ اُنھین تدفین کے لیے ایک تابوت لیجانا ہوگا۔

مین نے جواب مین یہی کہا کہ بچشم۔ میری یہ بہت ہی خوش ساعت تھی کہ اُسنے مجھے جلدی سے رہا کیا۔ مرزا احمق بھی مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ اب شام ہوگئی تھی جو کچھ اس خبر جانکاہ کے سُننے سے مجھپر ایک آفت نازل ہوئی تھی اُسکو مین ہی خوب جانتا ہون

ایک سناٹا چھاتی مین سے اُٹھا اور کلیجے مین جاکے پار ہو گیا۔ آنکھین اِدھر اُدھر ڈگمگا کر رہی تھین میرے گھٹنون نے جواب دیدیا تھا خود بخود بیٹھے چلے جاتے تھے۔ اگر مجھے اپنی اس بات کا خیال نہوتا کہ کوئی شبہہ کریگا تو مین واقعی لڑکھڑا کے بیہوش گر پڑتا اور اسی محل کے مرکز سے مین ہرگز نہ رُکتا۔

مین نے اپنے دل مین کہا۔ کہ کیا یہی کافی نہین ہی۔ مین اُسکی موت کا باعث ہوا کیا یہی سزاوار ہی کہ مین ہی اُسکا قاتل بھی ہون۔ مین ہی اپنے بچے کے لیے قبر کھودون مین وہ بدقسمت ہون کہ جسنے اپنے سرو اور بیجان اعضا قبر مین پھیلائے ہین۔ اے بے رحم تقدیر! اے بے رحم سرنوشت مین کیون ایسا کرون۔ کیا مین اس ظلم کے راستے سے بچ نہین سکتا۔ کیا مین اپنے کلیجے مین چھری نہین بھوک سکتا۔ لیکن نہین یہ صاف ہی کہ میری سرنوشت مین یہی لکھا ہوا تھا۔ روز ازل سے میرے لیے یہ قسمت ہو چکا تھا تو اب اس سے جھگڑا کرنا بے سود ہی۔ جو کام کہ میرے لئے مقرر ہوا ہی اُسکو ضرور مجھے کرنا چاہئیے۔ اے دنیا اے دنیا تو بھی عجب ہی خبر نہین تونے کیا کیا کیا ہی اور کیا کریگی۔ ایک شخص اپنی رازکی باتون پر نقاب ڈالتا ہی اور تو اُسے ظاہر کرتی ہی کہ اصل یہ ہی۔

ان جذبات اور خیالات جانکاہ سے میرے دل پر ایک غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔

نہ تھا معلوم اُلفت مین کہ غم کھانا بھی ہوتا ہی	جگر کی بیکلی اور دل کا گھبرانا بھی ہوتا ہی
سسکنا آہ کرنا اشک بھر لانا بھی ہوتا ہی	لیے کو اپنے آخر کار پچھتانا بھی ہوتا ہی

اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را
نمی کردم بدل روشن چراغ آشنائی را

فوراً اپنے کام کی انجام دہی کے لیے مین روانہ ہوا اور مین نے اپنے آدمیون کو اس خونی کام کے لیے جمع کیا۔ یہ لوگ اس واقعہ سے محض نابلد تھے وہ سوچ رہے تھے کہ آیا ہم آلۂ قتل لے کے چلین یا ہمین صرف نعش اُٹھانی پڑیگی۔

رات کی اندھیاری چادر کافی طور پر زمانے مین پھیل گئی تھی اور کام کرنے کا وقت آچلا تھا۔ آفتاب خون آلود شفق مین غروب ہوگیا تھا۔ جب بہت رات ہوگئی تو وہ بجلی اور مینہ کی طرح سے موقع واردات پر پہونچے۔

جُون ہی ہم پہونچے چاند اچانک غبار مین سے نکل آیا لیکن پھر فوراً ہی غروب ہوگیا رات کی اندھیاری اور سیاہی کی وہی کیفیت ہوگئی۔ مین محل کے گارڈ روم مین تن تنہا بیٹھا ہوا تھا۔ اُسوقت مین نے پہرے والے مینار سے پاسبانون کی آوازین سُنین جو آدھی رات کے ہونے کی شاہد تھین۔ اور موذنون کی آوازین جو وحشتناکی سے میرے کانون مین ہوکے رگون مین ایک سناٹاسا پیدا کرتی تھین اور میری آنکھون کے آگے خون آلود صورت گردش کررہی تھی۔ مین نے سمجھ لیا کہ وقت قتل آپہونچا ہی۔ یہ سب باتین گویا اس مظلومہ لڑکی کے قتل کی مقدمۃ الجیش تھین مین جوبکا اور ان آوازون کے زیادہ دیر سُننے کی تاب نہ لایا۔ مین نہایت ہی مایوسانہ حالت مین لپکا۔ جب مین جاے مقررہ پر پہونچا تو مجھے معلوم ہوا کہ میرے پانچ ساتھی بھی وہان موجود ہین۔ اور تابوت کے اِدھر اُدھر بے پروائی سے بیٹھے ہوے ہین۔ مجھ مین صرف اس لفظ کے کہنے کی تو طاقت تھی کہ شد یعنی کیا یہ کام ہوگیا۔ انھون نے جواب دیا نہ شد یہ سُنکے مین غمگین ساکت ہوگیا۔ مین سمجھا تھا کہ یہ خوفناک امر ہوچکا ہوگا۔ ہان اتنا ہوگا کہ مین صرف اسکے مدفن تک چلا جاؤنگا تاکہ مجھے اور دوسرے خوفناک موقع کے دیکھنے کا موقع نہ ملے۔ مگر نہین یہ اب ہونے ہی کو تھا۔ تو اب مین بھلا یہان سے بازگشت کیونکر کرسکتا تھا۔

جہان شاہ کی عورات مقید رہتی ہین یہ مقام ایک بلند ہشت پہلو گرگج ہی۔ تیس ۳۰ گز اسکی بلندی ہوگی۔ شہر کے تمام حصص سے یہ بخوبی دکھائی دیتا ہی۔ چوٹی پر ایک کمرہ بنا ہی جہان شاہ اکثر آکے ہوا خوری کرتا ہی اور آرام لیا کرتا ہی۔ اسکے محیط ایک غیر

مشخص زمین واقع ہی حرم کا خاص بڑا پھاٹک اسکے بہت ہی پاس ہی۔ اس گرج کی چوٹی پر ایک بالا خانہ کا صحن ہی۔ اوہ صحن جو تمام عمر مجھے نہین بھولے گا یہی جگہ تھی جس پر ہمارا بالکلیہ خیال رجوع کیا گیا تھا۔ مین وہان بہت مشکل سے پہونچا تین صورتین مین نے دیکھین۔ ان مین دو مرد تھے اور ایک عورت تھی جنکی صورت چاندنی سے چمک رہی تھی۔ اور انکی ہیئت سے وحشت اور خونخواری ٹپک رہی تھی۔ وہ اپنے وکٹم اقربان کو بہت دور سے گھسیٹ رہے تھے۔ وہان زینب دکھائی دی جو اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے گھٹنون کے بل کھڑی ہوکر اپنی وضع مین التجا اور منت کر رہی تھی۔ یہ گویا نہایت ہی جانکنی اور حد سے زیادہ اندوہ والم کا موقع تھا جس سے زیادہ خونخوار وقت چشم خون آلود فلک نے بھی نہین دیکھا ہوگا جب یہ دونون قاتل گرج کے کونے پر تھے تو مظلومہ زینب کی آواز وہان سے تو سنائی دیتی تھی لیکن وہ آوازین ایسی پُر وحشت اور خطرہ آمیز تھین جب اس تیز ہوا مین جو گرج کے گرد بہت زور شور سے چل رہی تھی اس طرح سے آتی تھین جیسے کوئی دیوانہ ہنس رہا ہو۔

ہم سب اسطرح سے بیٹھے ہوئے تھے جیسے ہماری جانین تنون مین تھی ہی نہین۔ میرے ساتھی قاتل پھر متحرک ہوے۔ مین تو بالکل بیجان مٹی کے دھیلے کے موافق ہو گیا تھا اگر کوئی مجھسے یہ دریافت کرتا کہ تیری اسوقت کیا حالت ہوگی تو مین صرف اتنا کہہ سکتا ہون کہ جب مین اپنے آپے ہی مین نہین تھا تو میری حالت کیا پوچھتے ہو۔ گو مین محض ایک تودہ گل ادبیجان تھا لیکن پھر بھی مین اس سے واقف تھا کہ اب کیا ہو رہا ہی آخرش ایک زور کی اور غمگین دُکھ دینے والی صدا سنائی دی جو نکلتے ہی پھر ساکت ہوگئی جسوقت ہمسے یہ کہا ہی کہ معاملہ ختم ہو گیا بس مجھپر تو غم کا کوہ ہمالیہ ٹوٹ پڑا۔ الم کا ایک بھالا تھا جو جگر کے پار ہوگیا۔ مین جلدی سے اُٹھا اور چلاتا ہوا موقع واردات پر پہونچا جہان میری زینب خاک و خون مین لتھڑی ہوئی سرنگون پڑی ہوئی تھی۔ اب بھی کچھ کچھ زینب کی سانس چلتی تھی۔ مگر موت کی پوری حالت اسپر طاری تھی۔ اسکے ہونٹ پھڑپھڑا رہے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ کچھ کہے گی۔ مگر اب بھی اِسکے

منھ سے برابر خون کے فوارے چھوٹ رہے تھے۔ مین اسکی کوئی بات نہ سمجھ سکا حالانکہ اسکی آواز سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کچھ الفاظ کہتی ہی شاید وہ یہ کہتی ہوگی "میرے بچے میرے بچے" مگر یہ صرف میرے دماغ کو دھوکا دیتی تھی۔ مین ایک گہری اور جگر شکستہ دلی سے اسکے قریب گیا اور پھر مجھے اسکا کچھ خیال نہ رہا کہ ان باتون سے میری زندگی بھی بچے گی یا نہین۔ اسوقت میری دہ بیچینی کی حالت تھی اور مین اپنی اُس مایوسانہ اور شکستہ طبیعت پر کام کر رہا تھا۔ اگر ذرا بھی کسی کو شبہہ ہوجاتا ممکن تھا کہ میری جان جاتی۔ مین نے آگے بڑھ کے اپنا رومال اسکے خون مین ڈبو لیا اور دل مین کہا کہ اسے کبھی جدا نہین کرنے کا۔

جب مین نے اوپر کی چوٹی پر سے زینب کے قاتل کی ایک کریہ اور بیرحم آواز سنی کہ کیا زینب کا دم نکل گیا یا ہنوز تڑپ رہی ہی تو مین اپنے آپے مین آیا۔

جلاد۔ ہان وہ تو اب پتھر کے موافق ہوگئی ہی۔

دوسرا جلاد۔ تو پھر اُسے گاڑنے کے لیے کیون نہین لیجاتے۔

یہ سُنکے میرے آدمیون نے اُسکی خون آلود نعش کو تابوت مین رکھا اور اپنے کاندھون پر اُٹھا کر قبرستان کی طرف لے گئے۔ یہان اس مظلومہ مقتول کے لیے پہلے ہی گڑھا کھدا ہوا تھا مین بھی جنازے کے پیچھے خونی جگر بدحواس وسان باختہ چلا۔ تمام جہان کی مصیبتون اور غمون مین میرے خیال ڈوبے ہوے تھے جب ہم اسکے مدفن مین پہونچے تو مین قبر کے ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔ مجھپر وہ عالم طاری تھا کہ یہ بھی خبر نہین تھی کہ کیا ہو رہا ہی مین نے یہ سارا معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا۔

ایک شخص نے نہایت ہی بے پروائی سے مُردے کو قبر مین ڈالدیا۔ پھر اسپر مٹی چھوڑ دی اُسکے بعد ایک پتھر اُسکے سرھانے رکھا اور ایک پیرون کی طرف رکھا جب اُنھون نے اپنا کام پورا کر لیا تو وہ میرے پاس آئے اور کہا کام تمام ہوگیا۔ مین نے اُن سے کہا تم گھر جاؤ مین بھی تمھارے پیچھے آتا ہون۔ اُنھون نے مجھے قبر ہی پر بیٹھا ہوا چھوڑا۔ اور وہ

شہر واپس چلے گئے۔
رات کا بہت ہی گھپ گھاپ اندھیرا تھا۔ پہاڑون مین سے کچھ گڑگڑاہٹ کی آوازین آرہی تھین سوائے گیدڑون کے جو بچّون کی طرح شور مچاتے ہین اور کسی کی بھی آواز نہین آتی تھی۔ یہ گیدڑ مُردے کی بو پاکر قبر کے اِدھر اُدھر چکر لگا رہے تھے۔
مین بڑی دیر تک قبر پر بیٹھا رہا یہان سے نہ گھر واپس پھرنے اور نہ اپنے خونخوار عہدۂ جلادی کا اصلا خیال آیا۔ ہزارہا قسم کے توہمات اور خیالات میری طبیعت مین آنے لگے اور دُنیا سے دل وہ بیزار ہوا اور اُسکی بیوفائی کا نقشہ کھنچا ایسا قلب مین بیٹھ گیا کہ بس جی مین ٹھان لی کہ اس تمام جھگڑے ٹنٹے کو چھوڑ چھاڑ کر الگ کرون اور پھر اچھا خاصہ درویش بنجاؤن تاکہ میری زندگی کا باقی ماندہ حصہ صبر و آرام سے کٹے جون ہی مجھے اس امر کا خیال ہوا کہ اگر میرے کوئی فعل یا کسی بات سے افشائے راز ہوجائے تو پھر ظاہر ہے کہ مظلومہ مقتول کے پہلو بہ پہلو مجھے بھی آرام کرنا پڑے گا۔ پس مین نے تو یہ ارادہ کیا کہ اِس منحوس شہر کو چھوڑ ہی دو۔
اسوقت دِن نکل آیا تھا اور دو وجوہات سے یہ خواہش میری طبیعت مین آئی کہ سب کو چھوڑ چھڑا کے چلتے بھی بنو وہ یہ وجوہات تھین کہ اول تو مجھے اپنی جان کا ڈر تھا دوسرے طہران سے مجھے سخت نفرت ہوگئی تھی مین نے ارادہ کرلیا کہ پیدل ہی روانہ ہو۔ اور کنارہ گرد پر چل پڑ د۔ وہان سے قافلہ اصفہان روانہ ہوگا اُسی کے ساتھ چلے چلنا۔
مین نے اپنے دل مین کہا کہ خبر نہین میرے والدین کی کیا نوبت ہوئی ہوگی شاید مین اپنے باپ کو زندہ و سلامت پاؤن اور اُسکے کلیجے کو جا کے تسکین دون جو میری مفارقت سے چھلنی ہوگیا ہوگا۔ اور اُسکے بڑھاپے مین اُسکو مدت کے گم شدہ بیٹے کے ملنے کی خوشی دون۔ بھلا مین کیونکر اس بدقسمتی سے جو میرے گلے کا

ہار ہو رہی ہے اپنے فرائض پورے کرونگا۔ مین نے بہت کچھ اپنی زندگی مین برائیان کی ہین۔ اور بڑے بڑے گناہ کیے ہین اب مجھے اُن سے توبہ کرنی چاہیئے۔

اِس خوفناک واقعہ نے میری طبیعت مین کچھ ایسا گھر کیا اور میرے دماغ کو ایسا پلٹا یا کہ آخر میرا قطعی ارادہ ہوگیا کہ بالکل فقیر بنجاؤن اور ان تمام مکروہات کو چھوڑ دون

اٹھارھوان باب

حاجی بابا کا اپنے پرانے دوست سے ملنا

مین نے اپنی چھاتی سے وہ خون آلود رومال نکالا جو پیاری زینب کے لہو سے اب بھی گیلا تھا کس حسرت اور غمناکی سے مین نے اسکی طرف نظر کی ہے۔ پھر مین نے اس خون آلود رومال کو قبر پر پھیلا دیا اور مین نے جیسا کہ مین دیکھ دیکھ کے عادی ہوگیا تھا اسکی قبر پہ فاتحہ پڑھی جب مین یہ کر چکا تو اب میرا ارادہ قوی ہوگیا کہ مین طہران چھوڑ دون خوب مصمم قصد کرکے مین نے اپنا رُخ اصفہان کی طرف کیا۔

جب مین کنارہ گرد پہونچا اور وہان کاروان کا کوئی کھوج نہ دیکھا تو مین کاروانسرا مین چلا گیا اور شب بھر وہین بسر کرنے کا ارادہ کیا۔

جنگل سے کچھ دور فاصلے پر جب مین ایک عمارت کے قریب آیا تو مین نے دیکھا کہ ایک شخص زمین پر بیٹھا ہوا ہے اور عجیب سا ناگ کر رہا ہے کوئی شے اسکے آگے پڑی ہے اس سے وہ کھیلتا بھی جاتا ہے اور کچھ اُس سے کہتا بھی جاتا ہے جب مین اُسکے قریب پہونچا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ کچھ اپنی ٹوپی سے باتین کر رہا ہے جو وہ مین اُسکے آگے کچھ فاصلے پر پڑی ہوئی ہے۔ مین نے وہ صورت دیکھی جو میری پہلے شناسائی تھی۔

مین نے اپنے جی مین خیال کیا کہ یہ کون شخص ہے شاید میرے مشہدی درویشون مین سے یہ ایک درویش ہے۔

غرض کہ معلوم ہوا کہ یہ قصہ گو درویش تھا جو اپنی ٹوپی سے مخاطب ہو کے قصہ کہہ رہا تھا تا کہ اسکی مشق بڑھے - جون ہی اسکی نگاہ مجھپر پڑی اُسنے مجھے پہچان لیا اور دوڑ کے گلے سے لگا لیا اور بہت ہی محبت و اُلفت دلی ظاہر کی -

درویش - ای حاجی بھائی السلام علیکم - اتنے سال گذشتہ کہان ہے تمھاری جگہ مدت سے خالی پڑی ہے - اسوقت تمھین دیکھ کے میری آنکھون مین نور آ گیا -

غرض یون ہی اُسنے کئی بار کہا کہ تیرے ملنے سے حاجی مجھ مین جان آگئی اسقدر دل خوش ہوا ہے جیسے ہفت اقلیم کی سلطنت مل گئی - پس یون ہی کہتا رہا - اسکے بعد اصلی مطلب کا ذکر آیا اور اُسنے ذکر چھیڑا -

جب سے کہ ہم جدا ہوے تھے اُسکو ایک زمانہ مدید گذر گیا تھا - جب سے اُسنے مختلف باتون کا ذکر کیا - سفرون کی شدائد و تکالیف جو اُسنے بھگتی تھین کہنی شروع کین اور جن جن وسائل اور طرق حیلہ و حوالہ سے اپنی روٹی پیدا کی تھی سب بیان کیے - یہ قصہ گو درویش قسطنطنیہ سے آیا تھا اور اب اسکا ارادہ تھا کہ موسم گرما کو صفہان مین صرف کر کے دہلی چلا جائے -

گو مجھپر ایک غم کا پہاڑ ٹوٹا ہوا تھا اور اپنی بے گناہ مظلومہ کو خون آلود دیکھ کے قلب خونم خون ہو رہا تھا اور اُسکی باتون کی طرف بہت ہی کم توجہ تھی لیکن پھر بھی اس خیال سے کہ کہین میرا ساتھی مکدر خاطر نہ ہو اور اسکو ملال نہ گذرے مین نے اپنی صورت جان کے کچھ بشاش سی بنالی اور اسکی طرف پوری اپنی توجہ مبذول کی اور جو کچھ مشہد چھوڑ کے مجھپر بیتی تھی آج تک کی رام کہانی اُسسے کہہ سنائی -

مین نے سارا اپنا مفصل حال اُس سے بیان کیا اور قدم بقدم جس طرح سے کہ مین نے ترقی کی تھی اور اتنے بڑے عہدے پر پہونچا تھا سب اُس سے کہہ دیا - اور مین اس امر کا خیال کر کے بہت ہی مسرور تھا کہ میری ایسی کامیابی اور اعلیٰ درجے پر پہونچ جانے سے

یہ میری بہت توقیر کریگا اور اسکی نظروں مین میری عزت بڑھے گی جب مین نے یہ بیان کیا
کہ مین نے سب لفٹنٹی سے عہدۂ چیف جلادہ حاصل کیا تو مجھے اس امر کا یقین کامل تھا کہ یہ
ضرور میرے آگے ڈنڈوت کریگا۔ تجاربت نے اُسے اس بات کی تعلیم کی تھی کہ وہ ایسے عہدے
والے کے سامنے گردن عجز خم کرے۔ لیکن جب وہ میری رام کہانی گوشگذار کر چکا کہ مین نے
کس طرح سے صرف ایک عورت کے لیے اپنا ایسا اعلیٰ عہدہ چھوڑ دیا۔ یہان خیال اور تھا اور
اُسنے کچھ اور ہی کہا۔ وہ بولا۔ حاجی تو اُس عزت کے خلعت کے قابل نہین تھا جو خوش قسمتی
نے تجھے چھانٹ تراش کر پہنائی تھی۔

کیونکہ اگر شاہ نے ایک بے ایمان لڑکی کو قتل کروا ڈالا جسکے قصور مین نصف تم بھی
حصہ دار ہو تو تمنے اس عہدہ اور اعلیٰ عہدے کو جو آسنی مصیبت مین تمھین حاصل ہوا تھا
چھوڑ دیا اور پھر تمھارا ہی جی چاہے کہ اسی مصیبت اور فلاکت مین گرفتار ہوا ور
فاقہ مستی مین پاپڑ بیلو جس مین کہ مین پھنسا ہوا ہون۔

اچھا دیکھو جو شخص زندگی مین صرف خوشی حاصل کرنے کے لیے جو راستے اختیار کرتا ہی
اُنکا کوئی شمار نہین ہی۔ کوئی تو بلند سڑک پر چلتا ہی کوئی کم درجہ اور کمینہ وسائل سے
خواہان خرمی ہوتا ہی بعض لوگ اپنے لیے اور بھی نئے راستے نکالتے ہین اور بعض کوئی
راہ بھی اختیار نہین کرتے اور ہمیشہ تذبذب کی حالت مین رہتے ہین لیکن مین نے
آج تک تم جیسا شخص نہین سُنا ہی جو ہر راستے پر چلا ہو۔ اور جب بعد محنت و مشقت کے
کچھ حاصل کر لیا تو اسے صاف کھو بیٹھے۔

بعد ازان اُسنے پھر میرے آنسو پونچھنے اور فردوسی کا یہ شعر پڑھ کے اپنی مشفقانہ
نصیحت کو ختم کیا۔

چنین است رسم سرائے دُرشت	گہے پشت برزین گہے زین بہ پشت

ہم یہ باتین کر رہے تھے کہ ایک کاروان صفہان کی سڑک سے آتا معلوم ہوا جو

سیدھا کاروان سرا میں چلا گیا اور وہان اُسنے اپنا ڈنڈا ڈیرہ ڈالا۔

درویش۔(ایک خوش اور عمدہ جلیس) آؤ حاجی اور اسوقت اپنا سارا غم بھلادو باوجودیکہ ہم خشک اور ویران جنگل مین ہین لیکن پھر بھی اپنی شام غریبی پسندیدہ طور پر بسر کرینگے۔ لو آؤ مسافرون کے پاس چلو جسمین تاجر۔ خچر ہکانے والے سبھی طرح کے لوگ موجود ہین اور چل کر بیا لو کر لو حقہ پی لو۔ پھر مین تمسے ایک تازہ کہانی کہونگا جو ابھی اسطنبول مین گذری ہے اور جو فارس مین مجھے یقین ہے ابتک مشہور نہین ہوئی۔

بہت ہی خوشی سے مین نے اسکی اس تجویز کو پسند کرلیا اور اُسپر دل سے کاربند ہوا کیونکہ اسکی اس سحر آمیز تقریر سے میرے دماغ اور دل مین جو غم بھرے ہوے تھے وہ سب کم ہو گئے تھے۔ ہم وہ دونون ملکے مکان کاروانسرا مین داخل ہوے۔ یہ درویش جو قصہ گو بھی تھا بڑا ہی چلتا ہوا شخص تھا سستی اور تکان سفر نے ہم مین سے نکلکر اس نکی جنگل کو عبور کیا اور وہ خوب کھا چکے اور اپنا اپنا من تازہ کر چکے تو وہ کھلے ہوے جو کو صحن مین اُنھین جمع کرکے لے آیا اور اُسنے اپنی وہ کہانی کہنی شروع کی جسکا اُسنے اقرار کیا تھا۔ آپ بیچ مین بیٹھ گیا اور سب کو اپنے چارون طرف بٹھا لیا۔ مین نے ہر چند کوشش کی کہ جو کچھ درویش کہے اُسپر دھیان رکھون مگر میرا دھیان کچھ متضمن حکایات باتون سے ایسا اُچٹا ہوا تھا کہ یہ میرے لیے محض ناممکن تھا کہ مین اُسکی کہانی کو ذہن نشین کرتا۔ ایک مقام پر درویش نے قصہ مین سامعین کو بہت ہی دلچسپی دی جب مین اپنے شیخ چلی کے خیالات مین سے کسی خیال مین غرق تھا۔ سامعین کی جو واہ وا اور آفرین کی صدائین آئین تو مین چونکا۔ مین نے اپنے دل مین یہ عہد کرلیا کہ اگر آیندہ اسنے کبھی اس کہانی کو بیان کیا تو مین ضرور دل لگا کے سنونگا اور جس قدر مجھسے ہوسکا ہمہ تن باقیماندہ قصہ سُننے کے لیے گوش بنگیا۔ مجھے اپنے ساتھی کی یہ کیفیت دیکھ کے بہت ہی رشک آیا کہ اسکی کس قدر بات بات پر واہ واہ ہو رہی ہے اور لوگون کا یہ عالم ہے کہ اسپر مٹے جاتے ہین اور کس قدر متوجہ ہین

اور ہرایک خود انکی امیری دیکھ کے دل مین رشک کرتا تھا اب مین نے پھر اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ جس طرح سے ہوسکے پھر مین ان لوگون کا سا دولتمند بنون۔ اور بغیر کسی فکر و تردد کے اپنی زندگی عیش وعشرت مین بسر کرون۔

فرصت اگرت دست دہد مغتنم انگار | ساقی و مغنی و شرابے و سرودے

زنہار ازان قوم نباشی کہ فریبند
حق را بسجودے و نبیؑ را بہ درودے

یہ ایک فطرتی امر ہی کہ غم بھی اور جوش خروش کی طرح سے اپنا راستہ ضرور پکڑتا ہی صدہا ولولے اٹھتے ہین اور بجھ جاتے ہین یون ہی غم کا بھی ایک ولولہ ہی کہ جو اٹھتا ہی اور پھر ٹھنڈا پڑ جاتا ہی۔ مثلاً جب بہار ہوتی ہی تو روکھے خشک چٹانون مین سے۔ کونے کونے گوشے گوشے سے پھوٹتی ہی اور جب اسکا زمانہ ختم ہوتا ہی تو کسی ندی نالے مین جا کے تمام ہو جاتی ہی۔

یون ہی رفتہ رفتہ غم کی ترقی ہوتی ہی اور پھر یہ عروج پر پہونچ کے دنیا کے بھنور مین غائب ہو جاتا ہے۔

جسوقت فقیر نے اپنی رام کہانی ختم کی ہی دن چھپ گیا تھا۔ آسمان کی نیلی چادر پر چمکتے ہوے ستارے جگ جگ کرنے لگے تھے۔ گویا شب کے آنے کی اپنی چمکتی ہوئی آنکھون سے شہادت دیتے تھے۔ چاند نے بھی اپنی مصفا اور خنک چادر کو عالم پر پھیلا دیا تھا کہ اتنے مین ایک سوار گھوڑے کو دوڑاتا ہوا کاروانسرا کے دروازے میں آیا۔

کاروان کے خاص آدمی بھی پلیٹ فارم پر بیٹھے ہوے اپنے قلیان پیتے جاتے تھے اور درویش کی کہانی کو بگوش دل سن چکے تھے۔ ملازمین نے چارپائیون پر اپنے آقاؤن کا بچھونا بچھا دیا تھا۔ اور خچر ہکانے والے شب کو آرام کرنے کے لیے اپنے خچرون اور اسباب کے پاس چلے گئے تھے۔

یہ تو سب کچھ تھا لیکن جب مین نے اپنے اوپر خیال کیا کہ مین شب کو کاہے پر آرام
کرونگا تو مجھے معلوم ہوا کہ سوا ے برہنہ زمین اور پتھر کے تکیہ کے اور کیا ملسکتا ہی
لیکن جب میری نگاہ ایک سوار پر پڑی جو گھُپ گھاپ اندھیرے سے یکایک روشنی مین آیا
تھا تو یہان نوبت ہی دوسری ہوگئی۔

مین نے اُسے پہچان لیا کہ یہ وہی جلاد ہی جو میرے ماتحت تھا اور جسنے اس کمبخت
مقتولہ لڑکی کے قتل کی میرے احکام سے شہادت دی تھی۔ اب مجھے سوچ ہوا کہ یہ جو
یہان آیا آخر کچھ تو سبب ہوگا۔ اسکی صورت دیکھتے ہی میرا ماتھا ٹھنکا کہ ضرور کچھ دال مین
کالا کالا ہی۔ مین نے یہ سُنا کہ وہ کاروان سے دریافت کر رہا ہی کہ جو طہران جاتا تھا آیا تم
مین سے کسی نے اس شکل و شباہت کا شخص دیکھا ہی۔ بس اب کیا تھا مین کھٹک گیا کہ یہ
مجھے ہی دریافت کرتا ہی اور وہ مین ہی ہون۔

میرے دوست فقیر نے فوراً اس معاملے کی طرف توجہ کی اور اپنا قیاس دوڑایا کہ کیا
ہوگیا۔ اُسے بہت بڑا خیال ہوا چھوٹتے ہی اسنے تمام جماعت کے جواب کا بوجھ اپنے اوپر لے لیا۔
اسنے کہا کہ سواے میرے اور میرے دوست کے سب لوگ طہران چلے گئے۔ وہ بھی
درویش ہی۔ ہم اور وہ ابھی قسطنطنیہ سے آئے ہین۔ لیکن ہان جس شخص کی نسبت
آپ کہتے ہین مین نے اُسے دیکھا ہی۔ جو بہت ہی چوکنا معلوم ہوتا تھا۔ غموم و آلام
نے اُسکو گھیر رکھا تھا اور وہ اس وحشتناک جنگل مین یون ہی مارا مارا پھر رہا تھا۔ غرض
یون ہی درویش نے بہت سی ایسی باتین بھی بیان کین جو مجھ سے خصوصیت رکھتی تھین۔
سوار یہ کیفیت سُنکر ایک لمحہ بھی مشتبہ نہ رہا۔ یہی شخص تھا جو حاجی بابا کی تلاش مین تھا
اسنے سُنتے ہی فقیر کے بتانے کے موافق اپنے گھوڑے کی باگ اُٹھائی اور بہت پھرتی سے
وہان سے چلدیا یہ اس درویش کی حکمت عملی تھی جسنے اسکو بہکا دیا۔

جب وہ چلا گیا اور اسکو کچھ عرصہ گذر گیا تو درویش مجھے ایک جانب بُلا کے

لے گیا۔ اور کہا اگر تم اس شخص سے بچنا چاہتے ہو تو تمھین چاہیے کہ تم فوراً یہان سے روانہ
ہو جاؤ۔ جب وہ جنگل مین اِدھر اُدھر مارا مارا پھریگا اور تمھارا اُسے کہین پتہ نہ ملے گا
اور اُسکی جستجو بیکار جائیگی تو پھر وہ یہین واپس پھر کر آئیگا تو پھر تمھارا چھپنا اور ظاہر نہونا
یہ مشکل ہوگا۔

مین۔ یہ ایک امر بدیہی ہو کہ وہ میری گرفتاری کے لیے آیا ہو۔ مین ہرگز نہین امید
کر سکتا کہ ایسا جلاد مجھ پر رحم آئے اور ایک یہ بھی بات ہو کہ میرے پاس کچھ زر نقد بھی نہین
ہو کہ اُسکی نذر ہی کر دون کہ لے بابا میرا پیچھا چھوڑ۔ کیونکہ مُنھ پھیلائیگا بہت اُسکو مین بخوبی
جانتا ہون۔ اب مین کہان جا سکتا ہون۔

درویش۔ (کچھ دیر تامل کر کے) تمھین قُم جانا چاہیے۔ تم وہان صبح ہوتے ہوتے
پہونچ جاؤگے اور دیکھنا جب تم وہان پہونچو فاطمہؑ کے مقبرے کے عبادتخانے مین چلے
جانا اس مین ایک لمحہ کا بھی توقف نہو۔ وہان تم اب اور جب کبھی ہوگا محفوظ ہی
رہوگے وہان شاہ کا بھی کچھ نہین چل سکتا اگر تم وہان سے نکلے اور اُن دیوارون کے
باہر ہوے تو پھر اپنی خیر نہ سمجھنا۔ اور جو تمھین تقدیر نے گرفتار کرا دیا اور وہین لوگ آ پہونچے
تو پھر اللہ تعالیٰ تمھین اپنی امن مین لے گا۔

مین۔ اچھا جب مین وہان رہا تو مین کیا کرونگا اور کیونکر جیونگا۔

درویش۔ یہ بات تو میرے اوپر رکھو مین تمھارے لیے سب کچھ بندوبست کر دونگا
مین اُس مقام کو اور اُن آدمیون کو جو اس مین رہتے ہین بخوبی جانتا ہون جیسا تمھین
خیال ہو انشاء اللہ وہ نہین ہوگا اور تم بآرام تمام گذار وگے۔ ایک دفعہ مجھ پر بھی اسی قسم کی
آفت نازل ہوئی تھی اور مین نے وہان جا کے پناہ لی تھی اصل یہ تھی کہ مین نے شاہ کی
ایک حرم کو کچھ زہر لا دیا تھا اور یہ زہر اسنے اپنی ایک حریف یا سوکن کے لیے منگایا تھا
یہ بات بہت دور تک پہونچی اور شاہ کا حکم ہوا کہ یہ شخص گرفتار کیا جاے مین شاہ عبدالعظیم

کی پناہ گاہ مین پہونچ گیا۔ پانچ ہی منٹ گذرے ہونگے کہ ایک جلاد میرے پکڑنے کے لیے آپہونچا اب کیا ہوتا تھا۔ مین نے کبھی اپنی زندگی مین خوش وقات بسری نہین کی کیونکہ مین نے کبھی کچھ نہین کیا۔ وہ لوگ جو زیارت کرنے کے لیے آتے تھے اُنسے میری وقات بسری ہوتی تھی اور نیز زائر عورات بھی میری بہت ہی خاطر مدارات کرتی تھین۔ ہان بیشک ایک بات بہت ہی مشکل کی ہی اور وہ تمھین بہت دہلائیگی۔ وہ یہ ہی کہ اگر شاہ کا یہ حکم آگیا کہ کوئی تمھین روٹی کھانے کو نہ دے اگر دیگا تو اُسے سزاے موت ملے گی تو بیشک یہ تمھین فاقہ کشی یہین ہلاک کرڈالیگی لیکن نہین تم اُسمین بھی صبر کرنا پیغمبرؐ تمھین اپنی حفاظت مین لینگے۔ لیکن تمھارا یہ معاملہ ایسا نہین ہی کہ تمھارے لیے یہ حکم جاری ہو۔ ایک لونڈی کے لیے وہ کیا خیال کر سکتا ہی جب صدہا اُسکے محل مین موجود ہین۔

ان سب باتون کے بعد آدمی اس آسانی سے نہین مر سکتے جیسا ہم ایرانیون کا خیال ہی تم دیکھو شیخ سعدیؒ نے کیا اچھا کہا ہی۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک درکارند	تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

مین۔ مین وہ شخص نہین ہون کہ اے میرے دوست درویش تمھاری عنایت و مہربانی کو بھول جاؤن۔ شاید میری تقدیر نے پھر زور پکڑا اور وہ عروج پر ہوئی تو مین اپنی داڑھی تمھارے ہاتھ مین دیدونگا۔ تم حاجی بابا کو مدت سے جانتے ہو وہ اُن لوگون مین سے نہین ہی جو اپنی نیکیون کو تو ہتھیلی پر رکھ کے سجائے پھرتے ہین مگر اپنی بُرائیون کو بغل مین سے نہین نکالتے جو انھون نے چھپا رکھی ہین۔ مین مشہد مین گیا تھا صرف ایک ادنی سٹرا ایسا بنا کو فروش بنا اور ویسا ہی اب ہون اور پھر مین سب لفٹننٹ اور اس سے سب کا افسر ہوگیا تو اسی طرح سے مجھے اب بھی امید ہی کہ مین ہو سکتا ہون۔

درویش۔ بہت خوب پیارے اب تم جاؤ خدا کو سونپا۔ خدا تمھارے ساتھ ہو جب تم یہ نمکی جنگل عبور کرنے لگو تو ذرا غول بیابانی اور جنون کا خیال رکھنا۔ اور پھر مین یہی

کہتا ہون کہ اللہ تمھین اپنی امن مین رکھے۔

جب دن نکلا تو مین نے ملمع شدہ سنہرا قبہ دور سے امتیاز کیا۔ اپنی پناہ اور امن کا نشان دیکھ کے مجھے اور بھی جرأت ہوئی اور مین وہان پہونچنے کے لیے جو مجھ سے بہت ہی دور تھا تازہ دم ہوگیا۔ اور یہ تازہ دمی اس سنسان لق و دق خشک جنگل کے سفر مین کام دیگئی ایسے کالے کوسون کا سفر اور پھر تنہائی۔ اُفوہ۔

مین بہت ہی مشکل سے شہر کوم کی حدود مین پہونچا ہونگا کہ مجھے معلوم ہوا ایک سوار میرے پیچھے آرہا ہی اور جسکا منشا میرے پکڑنے کا ہے مین نے نہ دائین نہ بائین ذرا بھی پھر کر نہین دیکھا یہانتک کہ وزنی زنجیر جو عبادتگاہ کے خاص بڑے دروازے کے بیچ مین لٹک رہی تھی میرے اور اسکے درمیان فارق رہگئی۔ اب مین نے یہ کہنا شروع کیا الحمد للہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اے علی مشکل کشا۔

دست مرا بگیر کہ دستم ز کار رفت	در بحر رنج بسکہ نمودم شناوری

شاہا منم کہ بعد ہزار آرزوے دل
بختم نمودہ سوے جناب تو رہبری

یہ کہکے مین نے آستانے کو بوسہ دیا اور اس صدق دلی اور سرگرمی سے عبادت مین مشغول ہوا جیسے وہ شخص جسکی کشتئ عمر طوفان اور تلاطم گرداب سے بچ کے کنارے پر آجاتی ہو اور وہ جان لڑا کے شکر بھیجتا ہی۔

مین اپنی ادھر ادھر جانب وقت سے دیکھنے پایا تھا کہ اتنے مین وہی جلاد جو میری گرفتاری کے لیے آیا تھا میری طرف پھرا۔ اور اسنے بہت ہی سرد سلام کرکے مجھ سے مخاطب ہوا کہ مجھے شاہ کا حکم ہوا ہو کہ جہان تم مجھے ملو مین تمھین پکڑ کے شاہ کے آگے حاضر کرون۔

مین۔ بھائی مین نے تو ایسے پیر کے مزار مین آکے پناہ لی ہو جو ہر امیر و غریب کا

ملجا و ماوا ہی۔ توکیا اگر کوئی دشتر خان بھی آجائے جب بھی مجھے یہان سے نہین
لیجا سکتا۔ علاوہ ان تمام باتون کے یہ شاہ شاہان کا پیارا پیر ہی اور خود شاہ اور ان
کی نسبت اسکے مزار کی بہت ہی عزت کرتے ہین اور انکا پاس لطیب منظور ہی۔
جلاد۔ ای حاجی پھر مین کیا کرونگا۔ یہ تو تم جانتے ہو کہ یہ حکم مین نہین لکھا ہوا
ہی اگر مین بغیر تمھین گرفتار کیے چلا جاؤنگا تو بجاے تمھارے میرے کان کاٹ ڈالے جائینگے
ہین۔ انشاء اللہ۔
جلاد۔ آپ انشاء اللہ کہتے ہین (آگ بگولا ہوکے) چہ خوش چرا نباشد۔ کیا مین
وہ طریقہ برتون کہ لوگ مجھے گدھا کہین مین وہ شخص نہین ہون کہ تمھین یہان چھوڑ جاؤن
جس طرح سے چلوگے چلنا ہی پڑے گا۔
اب باہم ہم مین خوب تو تو مین مین ہونے لگی اور یہان تک یہ جھگڑا فضیحتی بڑھی
کہ خدام درگاہ کے کان تک یہ آواز پہونچی وہ اپنے حجرون مین سے نکل نکل کے دوڑے
ہوے آئے کہ یہ معاملہ کیا ہی اور کیون امن وحفاظت کے مقام مین لپاڈگی ہو رہی ہی۔
مین بولے حضرت یہ وہ شخص ہی جو ایسی بڑی درگاہ کی بے ادبی کرتا ہی مین نے
تو یہان آکے پناہ لی ہی اور یہ چاہتا ہی کہ مجھے یہان سے گرفتار کرکے لیجائے۔ آپ جو کہ
ولی اللہ ہین اچھا آپ ہی ارشاد کرین کہ کیا یہ اسکی زیادتی نہین ہی اور کیا آپ اسے
ایسا امر کرنے کی اجازت دینگے۔
ملا۔ (سب میری طرف ہوکے۔) یہ تو آج تک کبھی ایران بھر مین نہین ہوا اگر
تم اسکو یہان سے لیجانے کی دلیری کروگے تو تم پر نہ صرف اس پیر کا قہر نازل ہوگا
اور وہ تمسے اسکا انتقام لیگا بلکہ علما کی تمام جماعت تمپر پل پڑیگی۔ پھر نہ تمھین کوئی
شاہ شاہان بچا سکتا ہی اور نہ تمھاری شاہ دیوان حفاظت کرسکتا ہی۔ اسوقت تمھین ان
سب کا پورا غصہ سہنا پڑیگا اور انکی غضبناکی کی آتش فشانی تمھین برداشت کرنی پڑیگی

یہ سُنکر جلاد کے ہوش اُڑ گئے اور اب مین ند بذ بین بین رہ گیا کیا کرنا چاہیے اور کیا نہ کرنا چاہیے ذرا دھیما پڑا اور مجھ سے یہ عہد و پیمان کرنے لگا کہ اچھا اگر مین تمھین یہین چھوڑ جاؤن اور کسی قسم کی ایذا نہ دون تو جو کچھ تم وہان سے لائے ہو وہ ہین سے مجھے کیا دلواؤ گے مین نے اُسکے حق سے ہر گز انکار نہین کیا کیونکہ اُسنے میرے لیے اتنی تکلیف اُٹھائی تھی یہ ظاہر ہو کہ جب مین اس طرح سے اُسکی جگہ پر ہوتا تو کیا بغیر لیے ہوے پیچھا چھوڑتا۔

لیکن مین نے اُس سے یہ کہا کہ مین تمھین اسکی مکافات دینے مین بہت ہی قاصر ہون کیونکہ تم بخوبی جانتے ہو کہ مین طہران سے کس طرح سے بھاگا ہون مین ایک چیز بھی وہان سے نہین لایا۔ بس یون ہی مُنھ اُٹھائے ہوے چلا آیا۔

اسنے مجھ سے یہ دریافت کرنا چاہا اور اس امر کی ہدایت کی کہ تم یہ بتاؤ کہ اصل اصل مدعا کیا تھا جس سے تم یہان بھاگ آئے مین نے وہ سب بتا دیا اور اُس سے کہا بس اب آپ جہان سے تشریف لائے ہین واپس چلے جائیے۔

مجھے بعد کو معلوم ہوا اسکا اصل سبب یہ تھا کہ اس بدمعاش نے اول تو میرے سارے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا جیسے میرے کپڑے۔ میرا صندوق میرے گھوڑے کا سامان۔ پاکھر۔ کاٹھی وغیرہ۔ اور قلیان اور اسی قسم کی اور چیزین تھین اور اسی حرامزادے نے شاہ کے آگے مجھے ملزم گردانا تھا اور میری طرف سے کئی کئی باتین لگا کے کہی تھین۔ یہ تو اس امر کی انتظاری ہی کر رہا تھا اور اُسے بہت خیال تھا کہ کسی طرح سے کمبخت اور ناخوش گردش لڑکی کا سبب موت مین قرار دیا جاؤن اب اسکو موقع لگا تو اسنے میرے نیست و نابود کرنے مین کوئی کسر باقی نہین چھوڑی غرض یہ تھی کہ میری جگہ پر وہ مقرر ہو جائے۔

جب اُسے یہ معلوم ہوا کہ اب میری یہان دال نہین گلنے کی اور نہ حاجی بابا اس پناہ کی جگہ سے قبضے مین آسکتا ہے تو وہ مایوس و مجبور ہو کے طہران

واپس پھر گیا۔ مگر چلتے چلتے گورنر صوبۂ کوم (قم) کو ہدایت کر گیا کہ جب وقت حاجی بابا اِس مقبرے کی چاردیواری کے باہر نکلے اُسی وقت اُسے گرفتار کرکے طہران روانہ کر دینا۔

اُنیسوان[19] باب

حاجی بابا کا مقبرے مین پناہ گزین ہونا اور ایک عجیب و غریب کہانی سے اپنے آلام کو بہلانا

خدا نے اس جلاد سے مجھے رہائی دی تھی اور وہ جانے ہی پایا تھا کہ اتنے مین مین نے اپنے دوست درویش کی آواز سُنی جو کس طرح للک للک کے خداوند تعالیٰ سے مناجات کر رہا تھا کہ تو نے اپنے فضل و کرم سے مجھے اس پاک اور مقدس مقام مین پہونچایا اور میرے دوست درویش کی مناجات اور حمد باری تعالےٰ ایسی تھی جیسے سچے مسلمان کیا کرتے ہین۔

تھوڑی ہی دیر کے بعد مین اُسکا خوش نظارہ کرتے ہی کھل گیا اور مین نے اِسے سُنا دیا کہ اللہ نے مجھے اس اس طرح سے میرے تعاقب کرنے والے سے بچا یا ہی۔ مین یہان آکے داخل ہوگیا ورنہ اسنے تو مجھے لے ہی لیا تھا۔

درویش۔ خدا نے بڑی خیر کی۔

ہمنے اُس مقبرے کے حجرون مین سے ایک حجرہ اپنے رہنے کے لیے لے لیا۔ میرے پاس خوش قسمتی سے بیس اشرفیان علاوہ روپیون کے تھین۔ مین نے پہلے اِس حجرے مین ایک چٹائی لے کے بچھائی۔ اور ایک جھجری پانی رکھنے کے لیے خریدی۔ جب ہم یہ سامان کر چکے تو پھر ہمین کوئی اور چیز خریدنے کی ضرورت نہ ہوئی۔

اب ہم یہان بہت آرام سے اپنی زندگی گذارنے لگے۔ ہمکو پیٹ بھر کے کھانا مل جاتا تھا۔ اسکے علاوہ اور کسی چیز کی ہمین ضرورت بھی نہین تھی جسکے بغیر ہمکو تکلیف ہوتی۔

ایک روز میرے دوست درویش نے مجھ سے پوچھا کہ حاجی کہو تمھاری نماز تو کبھی قضا نہین ہوتی ہے۔

مین۔ حضرت آپ کو اس سے کیا مطلب چاہے مین نماز پڑھون یا نہ پڑھون آپ کو اس سے کیا سروکار ہے۔

درویش۔ بھائی میرا مطلب ہی اور ہے۔ اور تم خدا جانے کیا سمجھتے ہو آخر اسکے بتانے مین تمھارا کیا نقصان ہے۔

مین۔ مجکو یہی تعجب ہے کہ آپ کو اسکے پوچھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ کہ مین نماز پڑھتا ہون یا نہین۔

درویش۔ پیارے حاجی میرا مطلب یہ نہین ہے کہ تم ضرور ہی نماز پڑھو یا روزہ رکھو۔ مجکو تو تمھاری دوستی سے مطلب ہے۔ مگر بھائی یہ مقام کوم (قُم) ہے۔ اور اس مقام پر جتنے لوگ ہین ان مین یا تو بزرگان دین کی اولاد سے ہین۔ یا عالم ہین۔ جس کسی کو دیکھو گے دُبلا اور ضعیف پاؤگے چہرے کا رنگ زرد ہوگا۔ یہ کس وجہ سے۔ یہ عبادت اور نفس کشی کی وجہ سے۔ یہان ہر شخص عبادت خدا مین مصروف رہتا ہے۔ انکی اُس شخص پر نگاہین پڑتی ہین جس کا گُل رخسار تروتازہ ہوتا ہے۔ جس کی باتون مین مسکراہٹ پائی جاتی ہے۔

جس شخص نے یہان رہ کے اپنے چہرے کو حسین بنایا بس یہ سمجھ لو کہ اُسکی تقدیر پلٹ گئی۔

حاجی تمکو نہین معلوم کہ اس مقام پر آدمی کو کیونکر رہنا چاہیے۔ اور کس قسم کی صورت بنانی چاہیے مجھکو دیکھو کہ جب مین کوم مین آتا ہون تو اپنے رنگ کو میلا کر لیتا ہون۔ اور بالون کو اُلجھا لیتا ہون اور جب یہان داخل ہوتا ہون تو پھر تو کچھ نہ پوچھو ایسی صورت بناتا ہون جیسے کسی بڑے عبادت کرنے والے اور نفس کُش کی ہوتی ہی۔ یہان مین اپنی اوقات عبادت کرنے ہی مین بسر کرتا ہون۔

اگر تم بھی ایسا نہ کرو گے تو علما کی جماعت تمپر پل پڑے گی اور تمکو تکا بوٹی کر ڈالے گی۔ پھر تمھارا بچنا محال ہی۔

یہ سب تمکو مار ڈالنا ایسا سمجھین گے گویا اُنھون نے اپنے لیے جنت کو جانے کا ایک سیدھا راستہ بنا لیا۔ انکو بہت بڑے اختیارات حاصل ہین۔ اور سب سے بڑا مجتہد جو ہی وہ تو ایسا زبردست ہی کہ چاہیے تو سلطان کے حکم کو بھی پھیر دے اور ہر ایک کو دکھا دے کہ اصل یہ تھی۔

لوگون کے دلون کا پھیر دینا اسکے نزدیک کوئی بات ہی نہین ہی۔ اور سلطان تو اسکے ایسے معتقد ہین کہ کوئی بھی نہ ہوگا۔ جس بات کے لیے یہ کہے پھر کیا ممکن ہی کہ وہ ٹل جائے۔

اے حاجی اگر تم میرے کہنے کے موافق میری سی روش اختیار کرو گے تو اسمین تمکو فائدہ بھی بہت کچھ ہوگا۔

مین نے یہ سُنکے اپنے دوست کا کہنا منظور کر لیا اور جو کچھ ارکان مذہب کے مجکو یاد تھے اُنکے علاوہ مین نے اور بھی سیکھ لیے۔

اب مین ہر وقت عبادت کرنے لگا اور ایسی صورت بنائی کہ جو کوئی دیکھتا یہی خیال کرتا کہ یہ بڑا پرہیزگار اور نفس کُش ہی۔

مین نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جہان میرے کان مین اللہ اکبر کی آواز پہونچی اور فوراً اُٹھ بیٹھا۔ اور حوض مین وضو کر کرا کر مستعد ہوا اور جس قدر ارکان شیعہ مذہب کے ہوتے ہین سب کو بہت ہی مضبوطی سے ادا کیا اور ایک ظاہر مقام مین نماز پڑھنے لگا۔ مقبرہ کے ہر کونے مین میری آواز اللہ اکبر برابر ہو بجنے لگی اور مین نے یہ امید کی کہ ضرور یہ یہان کے رہنے والون کے کان تک بھی پہونچتی ہوگی۔ اب کیا تھا مین عبادت و نفس کشی مین سب سے بڑھ گیا کوئی صورت بھی ایسی دکھائی نہین دیتی تھی جو مجھ سے زیادہ نفس کش معلوم ہوتی ہو حالانکہ میرا پیارا اور عزیز دوست جو کہ بہت ہی ظاہرداری کرتا تھا اور اسقدر ناصیہ سائی کرتا تھا کہ توبہ لیکن اسکو بھی مین نے اپنی عبادت کے آگے مات کر دیا۔

اب لوگ اتنا مجھے جاننے لگے کہ یہ شخص اس مقدس اور پاک مقام مین آکے پناہ گزین ہوا ہی جسقدر رہنا فع کی درویش نے مجھے اُمید دلائی تھی اُسی قدر مین نے اس عبادت سے حاصل کیے۔ اور لوگون کے خیال میری طرف متوجہ ہونے لگے اور وہ سمجھنے لگے کہ یہ بہت ہی پختہ مسلمان ہی۔ درویش نے تمام اندر باہر میری مصیبتناک رام کہانی کو پھیلا دیا۔ یہ سب باتین گویا میرے نفع کے لیے تھین کہ یہ شخص حاجی بابا دوسرے کے گناہ مین پکڑا گیا ہی کیا کسنے ہی اور آفت اسپر نازل ہوئی ہی۔

شہر کے خاص خاص اشخاص مجھ سے بخوبی واقف ہو گئے جنھون نے میری نسبت اس امر کا اعتراف کیا کہ ہمنے آج تک ایسا پکا مسلمان اور ایمان والا شخص حاجی بابا جیسا نہین دیکھا ہی۔ یہانتک کہ انھین یہ تردد ہونے لگا اور اس امر کا خیال ہوا کہ مجھے وہ اپنا پیش نماز بنائین۔ مجھے معلوم ہوا کہ میری خموشی اور سکوت سبب ناموری اور عقل مشہور ہوگا یعنی لوگ کہینگے کہ یہ بڑا ہی عقلمند ہی ہر وقت خموش ہی رہتا ہی۔ کیونکہ نظامی نے یہان پہلے ہی فرما دیا ہی۔

سخن گرچہ باوازہ بود		نہ گفتن ہم از گفتنش بہ بود	

اور میری تسبیح جسکو مین ہمیشہ پھیرا کرتا - اور ہونٹون ہی ہونٹون مین بڑبڑاتا - اور پھر یکایک رونے لگتا - یہ سب میرے افعال مجھپر لوگون کی بہت بڑی توجہ کے باعث ہوے -

مین اور میرے رفیق درویش کو اب خرچ کی بھی ضرورت نہوئی بے خرچ کیے ہو اس قدر خوراک آتی کہ کھائی بھی نہ جاتی - خصوصاً عورات جو ملا تو قف میرے پاس بطور پیش کش میوہ - شہد - روٹی وغیرہ لاتین - اور بہت ادب سے پیش کرتین مین بہت ہی شکریے سے لے لیتا - اور کبھی کبھی انکو تعویذ لکھ کے بھی دیدیتا - اور تعویذ مین اپنے ہاتھ سے لکھتا

گو ہمین یہان آرام وغیرہ سب کچھ حاصل تھا مگر ہماری زندگی کی ایسی سست ساعتین ہوتی تھین اور ہمارا وقت واقعات مختلف سے ایسا خالی ہوتا تھا کہ بعض وقت بہت ہی طبیعت گھبرانے لگتی اور میرا رفیق بھی اسی مین ڈوبا رہتا کہ دل بہلانے کی کیا ترکیب ہو مین نے اُس سے ایک دن کہا کہ آپ کو جس قدر کہانیان قصص یاد ہین آپ سب ایک ایک کرکے مجھے سُنا دیجیے اور خصوصاً پہلے وہ قصہ سُنائیے جو آپنے کاروانسرا مین سُنایا تھا اسکے سُننے کا بہت مشتاق ہون - یہ طریقہ ہمارا دن گذارنے کا اچھا ہاتھ لگا یون دن تیر ہو جاتا اور ہمین معلوم بھی نہ ہوتا تھا -

ای میرے ناظرین با تمکین مین چاہتا ہون کہ آپ بھی میری اُس سستی مین سے کچھ حصہ لین جسمین میرے دن گذرتے تھے اور مین نے اس سستی کو اپنے رفیق درویش کے صدقے مین کالعدم کیا تھا تو مین آپ کی خدمت مین وہ کہانی دُہراتا ہون جو درویش نے مجھ سے کہی تھی - چاہے آپ کو اُس سے دلچسپی ہو یا نہو لیکن آپ کو اتنا تو معلوم ہو جائیگا کہ ایک غریب قیدی نے شہر کوم اور اس مقبرے مین اپنی زندگی کے ایام کو کیونکر بہلایا ہی اور اسنے اپنی تکالیف کو کیونکر کاٹا ہی -

ایک کہانی

حال کا روم کا خونخور۔ (ایران والے سلطان روم کو خونخور کہتے ہین۔)
ایک پکا مسلمان اور حامی دین متین ہے۔ جب وہ تخت پر جلوہ آرا ہوا تو اُسنے
اپنا خیال اس طرح سے ظاہر کیا کہ مین اُن عادتون اور طرق کو محمدیون مین سے
نکالنا چاہتا ہون جو کفار کی خاصیتین ہین اور سلطنت کے انتظام مین گزشتہ
فرمانروائون کے سبب سے بہت جاری ہوگئین۔ اسنے یہ خیال کیا کہ یہ امر بہت ہی
ضروری ہوگا کہ مین تمام چیزون کو انکی اصلی حالت پر پھیر دون اور ترکی سلطنت کا
ایک صاف اور شفاف قانون بنا دون اپنے خیال کے مطابق اُسنے ایک رسم
اختیار کی جو آخر کار چھوڑنی پڑی۔ یہ سلطان تبدیل ہیئت کرکے بازارون مین
پھرتا تھا۔ اور یہ اس ہوشیاری اور دانائی سے تبدیل ہیئت کرتا تھا کہ کوئی
بھی نہ پہچان سکتا تھا جن آدمیون سے کہ یہ ملاقات کرتا تو اُسے بہت کچھ
پیشبندی کرنی پڑتی اور جس پوشاک مین ہوتا تھا اور جس صورت مین جلوہ
گرتا تھا اُسے بہت ہی اُسے چھپانا پڑتا۔ مبادا کہین ظاہر ہوجاے اور وقت
آکے واقع ہو۔

اُسکو بہت زمانہ گذرنے نہ پایا تھا کہ ایک عام ناراضگی ترکی مین پھیل گئی اور
خاص قسطنطنیہ مین بغاوت کے شعلے اُٹھنے لگے۔ اب سلطان کو اس امر کا بہت تردد
ہوا کہ پبلک کے خیالات کی تحقیق کرنی چاہیے۔ اُسنے اپنے وہی مُداجی اندیشناک
طریقے کو برتنا چاہا اور یہ ارادہ کیا کہ یہ اس طرح سے کیا جاے کہ خود اِن لوگون کو بھی
خبر نہو جو ہر وقت حاضر باش رہتے ہین۔

وہ ہمیشہ درزیون کو مختلف اوقات اور مختلف مقامات مین بلاتا تھا۔ اس
موقع پر اس سلطان نے اپنے پیارے خواجہ سرا منصوری کو بلاکے کہا کہ ایک ایسا

درزی بلا کے لا جسکو کوئی نہ جانتا ہو۔ اور یہ راز کسی کو آشکارا بھی نہ ہو ٹھیک آدھی رات کو ۱۲ بجے تو یہان اُسے لے کے پہونچیو تا کہ مین اُسے سمجھا دون کہ اس قسم کی پوشاک بنے گی۔

غلام نے بہت ہی عاجزی سے اپنا سر جھکا کے یہ کہا۔ باش اسلم یعنی یہ میرے سر پر اور حکم کی بجا آوری کے لیے چلا گیا۔

بیزستین (بزازہ) کے دروازے کے قریب ایک بوڑھے شخص کو ایک ایسی تنگ دُکان مین دیکھا کہ وہ اُسمین بہت ہی شکل سے ٹر سکتا تھا بس حسب رُخ بیٹھا ہی پھرنا یعنی چہ۔ یہ ایک پُرانے جبہ مین پیوند لگا رہا تھا۔ یہ بیچارہ محنت کرتے کرتے جھک گیا تھا اور اُسکی کمر ہلال آسا ہو گئی تھی۔ اور اُسکی دونون آنکھین ایسی معلوم ہوتی تھین گویا کسی نے ناک پر دو شیشے کے ڈلے رکھ دیے۔

غلام نے اپنے دل مین کہا بس ایسے ہی شخص کی مجھے ضرورت بھی تھی مجھے یقین ہی کہ اسکی اتنی کیا شہرت ہو گی۔ یہ بیچارہ بوڑھا جھکی ہوئی کمر کا درزی اپنے کام مین ایسا مشغول تھا کہ منصوری نے پاس جا کے سلام بھی کیا کہ ای دوست سلام علیکم مگر وہ پھر بھی باخبر نہوا۔ جب اس درزی نے منھ اُٹھا کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک شخص امیرانہ پوشاک پہنے ہوے کھڑا ہی دل مین خیال کیا کہ ایسا امیر مجھے بھلا سلام کیون کرنے لگا۔ کسی کو کیا ہوگا بس یہ خیال کر کے گردن جھکائی اور بغیر جواب دیے پھر اپنا کام کرنے لگا۔ لیکن جب اُسے معلوم ہوا کہ خواجہ سرا میری ہی طرف مخاطب ہی اور مجھسے ہی باتین کرتا ہی اُسنے اپنی عینک اُتار کے رکھ دی اور اپنا کام علیحدہ سمیٹ کے رکھ دیا۔ اور اُسکے قدم لینے کو تھا کہ خواجہ سرا نے اُسے روکا اور کہا کہ ای دینی بھائی تو اپنے کو اس قدر تکلیف نہ دے۔

منصوری۔ تمھارا نام کیا ہی۔

درزی ۔حضور میرا نام عبداللہ ہے لیکن میرے دوست مجھے بابا دل کہتے ہین ۔
منصوری ۔ تم درزی بھی ہو یا نہین ۔
درزی ۔ مین درزی بھی ہون اور مچھلی بازار کی چھوٹی سی مسجد کا موذن بھی ہون اس سے زیادہ مین کیا کر سکتا ہون ۔
منصوری ۔ تم کچھ متفرق چھوٹا چھوٹا کام بھی کر سکتے ہو ۔
درزی ۔ کیا مین بیوقوف ہون ۔ آپ مجھ سے کہین کہ وہ کیا کام ہے ۔
منصوری ۔ (بہت نرمی سے) بہت اچھا بہت اچھا آپ اس قدر ناراض نہ ہون ۔ کیا تم پسند کروگے کہ مین تمھین آنکھون پر پٹی باندھ کے متفرق کام کرانے کے لیے آدھی رات کو ایک مقام پر لیجاؤن ۔
بابا دل ۔ یہ سوال ہی اور ہے ۔ آجکل بہت نازک وقت ہے ۔ سر بے انتہا اڑ رہے ہین اور کیا ایک غریب درزی اسطرح سے جاسکتا ہے جیسے وزیر ۔ یا کپتان سپاہ یا شاہ ۔ لیکن میری مزدوری بھرپور دوگے تو مین یقین کرتا ہون کہ مین بہت ہی اچھا کپڑون کا جوڑا بنا دونگا ۔
منصوری ۔ بہت خوب تمنے میری اس تجویز کو تو پسند کر لیا جس وقت تم وہان پہونچوگے دو اشرفیان تم اپنے ہاتھ مین رکھی ہوئی دیکھ لینا ۔
بابا دل ۔ ہان بہت ہی یقیناً ۔ اب مین موجود ہون جو کچھ آپ فرمائین بس آپ مجھپر منحصر رہین ۔
غرض دونون نے باہم اقرار مدار کر لیا کہ آدھی رات کو مین آؤنگا اور تیری آنکھون مین پٹی باندھ کے تجھے لیجاؤنگا ۔
منصوری ۔ یہ قول وقرار کر کے چلا گیا ۔ اب بابا دل بہت ہی خوش ہوے کہ خدا نے تقدیر سے ایسا شخص بھیجدیا ۔ اس سے وہ کام بھی نہو سکا ۔ اب یہ ارادہ کیا

کہ بیوی کو بھی چلکے اس خوش قسمتی کا شریک بناؤن۔ غیر معمولی وقت مین دُکان کو بند کرکے سیدھا اپنے گھر کی طرف جو مچھلی والے بازار کی مسجد کے پچھواڑے واقع تھا روانہ ہوا۔

دلفریب کہنہ۔ اس درزی کی بیوی بھی ایسی جھکی ہوئی تھی کہ جیسے یہ خود درزی دو اشرفیون کی خوشی مین اور اس امید مین کہ اور بھی بہت کچھ اور ملیگا دونون نے ملکے کچھ شیرینی اور کباب وغیرہ بہت خرمی سے ایک رکابی مین تناول کیے اور بعدازان کچھ کافی بھی اُڑائی۔

ٹھیک آدھی رات کو ۱۲ بجے منصوری بابادل سے دُکان پر ملا۔ بغیر کسی بات چیت کے بابادل نے اپنی آنکھون پر پٹی باندھ لی اور منصوری اُسکا ہاتھ پکڑکے پیچدار راستون مین پھراتا ہوا حرم سرا مین لے کے پہونچا۔ وہان کچھ دیر ٹھہرکے منصوری نے لوہے کا دروازہ کھولا اور درزی کو سلطان کے خاص کمرے کے جگہ مین لے گیا اُس کمرے مین اسکی آنکھون کی پٹی کھولی گئی۔ صرف ایک چھوٹا سا لیمپ وہان روشن ہو رہا تھا مگر اسباب سب شاہانہ موجود تھا پلنگون پر مخملی زربفت کا بچھونا اور بڑے بڑے قیمتی غالیچے بچھے ہوئے عجیب کیفیت دے رہے تھے۔ یہان بابادل کو بیٹھنے کے لیے کہا گیا۔ اتنے مین منصوری ایک بنڈل کپڑون کا لے کے آیا جو ریشمی رومال مین بندھا ہوا تھا۔ اس رومال کو کھولا گیا ایک درویشانہ پوشاک دی اور کہا کہ اسکو تو خوب غور سے دیکھ لے کہ ایسی کتنے دن مین تیار ہو جائے گی۔ اور پھر اسے واپس دیدے پھر وہ پوشاک ریشمی رومال مین باندھی گئی۔ اُسی وقت منصوری نے درزی سے یہ کہا کہ تم یہان ٹھہرو مین ابھی تمکو گھر پہونچانے کے لیے واپس آتا ہون۔ یہ کہکے اسکو اکیلا چھوڑ چھاڑ کے چلدیا۔

بابادل نے اُسکو الٹ پلٹ کرکے کھول کے دیکھا اور پھر اُسے باندھ دیا۔ اتنے

مین دوسرا شخص ایک لانبا قد اور پُررعب صورت کا اس کمرے مین آیا۔ بابادل دیکھتے ہی تھرتھرا گیا۔ اُسنے اس سے کچھ بات بھی نہین کی اور وہ بنڈل اُٹھاکے لیے چلا گیا۔

بابادل یہ دیکھ کے سخت حیران تھا کہ یہ جگہ بھی عجیب ہی اور یہ معاملہ خبر نہین کیا ہورہا ہی کہ اتنے مین چند منٹ کے بعد کمرے کا دوسرا دروازہ کُھلا۔ ایک چھپی ہوئی صورت اندر آئی۔ کپڑے بہت ہی امیرانہ پہنے ہوے تھی ہاتھ مین ایک بنڈل تھا جو شال سے ڈھکا ہوا تھا۔ اُسنے پہلے تو ایک لمبا چوڑا فراشی سلام درزی کو کیا اور بہت ہی ادب اور عاجزی سے اُسکے پاس گیا۔ اسکے بیرون پہ یہ بنڈل رکھ دیا۔ نہ تو ایک لفظ کہا اور نہ اوپر نگاہ اُٹھاکے دیکھا۔ اور پھر کے چلدیا۔

بابادل نے یہ معاملہ دیکھ کے کہ یہ چیز کچھ بہتر ہوگی اور مین تو بڑی ہی معزز شخصیت کا ہون کہ میرے آگے یہ ڈنڈوت ہوتی ہی۔ یہ تو ایک امر محقق ہی کہ مین اس کام مین زیادہ فائدہ اُٹھاونگا یا مجھے پُرانے چغہ مین پیوند لگانا زیادہ منفعت بخشیگا۔ وہ اُسکے آگے کیا حقیقت رکھتا ہی۔ کون جانتا ہی کہ یہان مین کس لیے لایا گیا ہون۔ اس طرح سے لوگون کا آنا اور بغیر کچھ کہے چلے جانا یہ ضرور دال مین کچھ کالا کالا رکھتا ہی۔ مین چاہتا ہون کہ وہ مجھسے کچھ باتین چیتین کرین تو معلوم ہو کہ وہ مجھکو اس ساری محنت کا کیا دلوائینگے۔ مین نے سُنا ہی کہ غریب عورتین کپڑے مین سلوا سلوا کر سمندر مین پھینکدی جاتی ہین کیا خبر ہی کہ اس کپڑے کے سلوانے کے لیے تو مین نہین بُلایا گیا

یہ درزی اسی پیچ وتاب مین تھا کہ اتنے مین منصوری آیا اور کہا کہ یہ بنڈل اُٹھالو بس اس سے زیادہ کچھ نہ بولا۔ درزی کی آنکھون پر پٹی باندھ دی گئی اور اُسکو وہ اُس جگہ پہونچانے لے چلا کہ جہان سے وہ آیا تھا۔

بابادل کو چونکہ منصوری کے اقرار پر بھروسہ تھا اُسنے اُس سے کچھ سوال نہ کیا بلکہ

یہ اقرار کیا کہ تین دن مین یہ اس پوشاک کو سی کے دیدونگا منصوری نے دس اشرفیان دینے کا وعدہ کیا تھا۔

غرض یہان سے درزی ہل ہانکتا کو دون پھانکتا اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا جہان اُسے یہ خیال ہوا کہ میری بیوی بہت ہی مضطربانہ حالت مین راہ دیکھ رہی ہوگی جب آگے آپ روانہ ہوا تو دل مین خود اپنے کو مبارکباد دیتا جاتا تھا کہ کیا تقدیر آکر کھلی ہو کہ یہ فقیرانہ پوشاک سینے کو ملی ہو۔ تین دن مین دس اشرفیان آجائینگی جس سے بڑھاپے کے کچھ دن تو آرام سے کٹین گے۔

پورے رات کے دو بجے تھے کہ جب یہ اپنے گھر پہونچا۔ بیوی یہان بہت ہی بے صبر بیٹھی ہوئی تھی کہ اتنی دیر میرے بوڑھے خاوند کو کہان لگی اور اُسپر کیا بیتی۔ جب درزی یہ بنڈل اُسکے آگے لے کے پہونچا ہو تو وہ اُسی وقت چراغ اُٹھالائی اُسکے بعد درزی بولا۔ لاؤ کچھ دلواتی ہو تو تمھین مژدہ سناؤن۔ دیکھو مین اپنا کام بنالایا۔ یہ وہ کام ہو کہ جب پورا ہو جائیگا تو ہمین۔ اسکا معقول معاوضہ ملے گا۔ عورت بھی بہت خوش ہوئی اور زیادہ شادمان تھی۔

درزی۔ ابتو اسے رکھ دو صبح کو اُٹھ کے دیکھین گے۔ نیند آرہی ہی۔

درزن۔ نہین نہین جب تک مین یہ نہ دیکھ لونگی کہ کیا لائے ہو مین سوؤنگی تھوڑے ہی مجھے اسکے خیال مین نیند ہی کاہے کو آئے گی۔

یہ کہکے درزن چراغ اُٹھالائی اور اُس بنڈل کو کھولا لیجیے وہان بات ہی کچھ اور تھی جب اُسے کھولا تو بجاے کپڑون کے ایک رومال مین ایک آدمی کا سر نہایت ہی خوفناک اور پُردہشت حالت مین لپٹا ہوا دیکھا۔

سر دیکھتے ہی یہ درزن کے ہاتھ سے چھوٹ پڑا اور کچھ دور لڑھکتا ہوا گیا۔ یہ دیکھکر دونون خاوند و جورو نے اپنی آنکھون پر ہاتھ رکھ لیے کیونکہ اچانک وہ اس کٹے ہوے

سر کو دیکھنا برداشت نہ کرسکے اور پھر اُنھون نے آنکھون پر سے ہاتھ اُٹھائے اور ایک دوسرے نے تعجب و حیرت کی نظر سے دیکھنا شروع کیا۔

درزن۔ کام۔ واہ کیا خوب کام کرکے آئے ہو سُبحان اللہ۔ کیا یہی ضرور تھا کہ اتنی دور جاکے یہ نازک معاملہ اُٹھالائے۔ اور اپنے سر پر خود مصیبت اور بدقسمتی کو بلا لائے کیا تم اس شخص کے سر کو گھر مین کپڑے بنانے کے لیے لائے ہو۔

درزی۔ مجھے معلوم نہین مین نے تو اس خواجہ سرا کے کہنے پر دھوکا کھایا اُسنے میری آنکھون پر پٹی باندھی اور مجھے ہدایت کی کہ زبان سے کچھ نہ نکالنا مین جیسا سیدھا اور صاف متحرک ہون ؟ لیا مین نے خیال کرلیا کہ متفرق کام مین سوائے کپڑون کی پوشاک کے اور کیا ہوگا۔ اور اس خواجہ سرا نے مجھے اسکے بدلے ایک سر دیدیا یا اللہ اب مین کیا کرون۔

مین اسکا گھر بھی تو نہین جانتا کہ اسے ابھی فوراً واپس لیجاؤن اور اسکے مُنھ پر مار کر آؤن۔ ابھی آناً فاناً مین پولیس آ کھڑی ہوگی فوراً ہمین گرفتار کرے گی۔ اور پھر ہمارا بچانے والا کون ہوگا۔ ای میری روح دلفریب پیاری مشورہ دے۔ کیا کرون۔

دلفریب۔ جلدی اس سر سے رہائی حاصل کرو صرف ہمارا ہی حق نہین ہے کہ ہم ہی اسکو اپنے ہان رہنے دین۔ دوسرے کو نہ لپیٹین ہماری بلا کو غرض پڑی ہے کہ خواہ مخواہ اپنے سر پر نئی آفت لین۔

درزی۔ لیکن دن جلدی نکل آئیگا اور پھر اسکو بہت عرصہ ہو جائیگا مجھے پھرتی سے کوئی کارروائی کرنے کو بتاؤ ورنہ دقت پڑے گی۔

دلفریب۔ میرے دل مین ابھی یہ خیال آیا ہے کہ ہمارا پڑوسی نان بز اسوقت اپنا تنور جلاتا ہے۔ اور جلدی جلدی اپنے صبح کے گاہکون کے لیے روٹیان پکاتا ہے اسکے ہان مختلف پڑوسیون کے گھر کی چیزین پکنے کے لیے شب کو اسکے تنور کے پاس رکھی رہتی ہین تو

مجھے خیال آیا ہی کہ مین بھی یہ سر اپنے ایک مٹی کے برتن مین رکھ کے اُسکے تنور کے پاس رکھ آؤن جب تک کہ یہ پکنے نہ لگے گا کوئی بھی اسے نہ دیکھ سکے گا بس پھر تو اسکی بلا نانبائی کی ہی جان پہ نازل ہوگی۔

یہ سُنکے بابا دل بہت ہی خوش ہوا اور اسنے اپنی بیوی کی اس صلاح کی تعریف کی اور پھر وہ اس تدبیر کے بجالانے مین مشغول ہوے۔ جب یہ عورت دلفریب نامے وہان برتن مین رکھ کے سرلے کے پہونچی تو وہان کسی کا پتہ بھی نہین تھا مگر اور مختلف چیزین رکھی ہوئی تھین جہان اسنے اس سر کو بھی چپکے سے رکھ دیا۔ اور یہ دونون بوڑھا بوڑھی دروازہ بند کر کراکے سو رہے اور جس وشائے مین کہ سر لپٹا ہوا تھا اُسکو قبضے مین کر کے انھین گونہ اطمینان ہوا کہ اتنی محنت و مشقت کے بعد کچھ چیز تو ہاتھ لگی۔

اس نانبائی کا نام حسین اور اسکے بیٹے کا نام محمود تھا یہ دونون ادھر اُدھر کے کوڑا کرکٹ اور لکڑیون سے اپنا تنور گرم کر رہے تھے کہ اتنے مین انھین شبہہ ہوا اور یہ متعجب ہوے کہ آج یہ کُتا کیون بھونکتا ہی جو ہمارا پلا ہوا ہی اور جب اسکو بچے کھچے ٹکڑے دیے جاتے ہین تو یہ بہت ہی صبر سے کھا لیتا ہی اور آج بہت ہی بیتاب اور بیقرار معلوم ہوتا ہی

حسین۔ (اپنے بیٹے سے) محمود دیکھ تو سہی کہ یہ معاملہ ہی کیا ہی یہ کیون بھونکتا ہی ضرور اسنے کچھ تو دیکھا ہی ہوگا۔

محمود نے اپنے باپ کے حکم کے بموجب اُٹھ کے چارون طرف دیکھا مگر کچھ بھی نہ معلوم ہوا۔ کہا ابّا جان کچھ بھی نہین ہی اور پھر کُتے کو نکال دیا۔

پھر بھی کُتا بند نہوا اور برابر چیخے چلا گیا کہ حسین خود اُٹھا اور جس طرف کُتا جھکا ہوا چیخ رہا تھا اس طرف مڑا تو معلوم ہوا کہ وہ درزی کے برتن کی طرف مُنھ کر کر کے بھونکتا ہی۔ اسنے آہستہ سے اس برتن کو اُٹھا کے دیکھا تو وہان کیفیت ہی اور معلوم ہوئی۔ ایک انسان کا سر کٹا ہوا رکھا ہی۔ اس خوفناک صورت کو دیکھ کے وہ سٹ پٹا گیا۔

یا اللہ۔ نانبائی نے کہا لیکن چونکہ یہ بہت ہی متین اور مضبوط دل تھا اسنے اور آدمیون کی طرح اسکو پرے نہ پھینکدیا جیسے اس موقع پر خوف زدہ ہو کے پھینک دیتے ہین اسنے اُسی برتن مین اُسے رہنے دیا اور اپنے بیٹے محمود کو آواز دی۔

نانبائی۔(محمود سے) یہ ایک بہت ہی خراب دُنیا ہی اور آدمی جتنے اسمین ہین سب شریر ہین۔ چند بدمعاش کفار نے ایک آدمی کے سر کو پکانے کے لیے بھیجا ہی۔ لیکن ہماری خوش تقدیری اور راس کُتے کا سلوک ہی کہ ہم اس سے پہلے ہی آگاہ ہوگئے۔ اور یہ بھولے سے پک نہ گیا۔ اب ہم اپنی روٹیان صاف صاف ہاتھوں سے بخوبی پکا سکتے ہین۔ اگر یہ معلوم ہو جاے کہ ہمارے پاس ایک آدمی کا سر پکنے کے لیے آیا ہی تو پھر تو کوئی بھی ہم سے کام نہ لے اور کوئی چیز بھی نہ پکوائے۔ ہم فاقون مرجائینگے ہمین اپنا تنور بند کرنا پڑے گا۔ ہمارا یہ نام ہوگا کہ یہ خمیر مین انسان کی چربی ملاتا ہی اور اگر اتفاقیہ کبھی کوئی بال نکل آیا تو لوگ یہ کہینگے اور انھین فوراً شبہہ ہو جائیگا کہ یہ آدمی کی داڑھی کا بال ہی۔

محمود جسکی کُلھم بیس برس کی عمر تھی اور جسنے اپنے باپ کا اس اضطراب اور اوسان باختگی مین حصّہ لیا تھا اس نے اس سر کی طرف براہ تمسخر دیکھا تو اس سر کی بری صورت پر بہت ہی خندہ زن ہوا جو اسکے سامنے برتن مین رکھا ہوا تھا۔

محمود۔ ہمین چاہیے کہ اسے ہم حجام کی دُکان پر رکھ دین جسنے ابھی کھولی ہوگی چونکہ وہ کانا ہی اسے ہرگز نہ دکھائی دیگا اور ہم اپنا کام کر لینگے۔ تو آپ ای میرے والد جلدی سے کہنے دین مین خود یہ کارروائی کر کے آتا ہون ممکن ہی کہ کوئی اسے دیکھ لے اور یہ سب کام مین دن نکلنے سے پہلے کر لونگا۔

باپ نے اسکو منظور کر لیا اور وہ سر اُٹھا کے لے چلا۔ نائی بیچارہ سڑک پر کچھ کام کے لیے اِدھر اُدھر ٹہل رہا تھا کہ اس نے چُپکے سے اُسکی دُکان مین گھُس کے اور

تکیہ پر وہ سر رکھ دیا اور اسکی چارون طرف تولیے رومال رکھ دیے جیسے کوئی شخص
حجامت بنوانے بیٹھا ہی۔ وہان سے یہ پھر واپس پھر کے چلا آیا اور اپنے تنور پر آکے بیٹھ گیا
کہ دیکھو اب کیا معاملہ پیش آتا ہی اور کانا نائی اس اپنے نئے گاہک کے سر کی کیونکر حجامت بناتا ہے
حجام اپنی دُکان مین آیا۔ کچھ یون ہی سا اُجالا ہو چلا تھا اور آفتاب کی ٹمٹماتی
ہوئی روشنی اسکی کھڑکیون مین سے ہو کر گذرنے لگی تھی۔ اسکو معلوم ہوا کہ کوئی شخص
کاندھے پر رومال ڈالے ہوے شاید حجامت بنوانے کے لیے آیا ہی۔
حجام۔ (سر کی طرف مخاطب ہوکے) اہا۔ السلام علیکم آج صبح کو تم بہت ہی
سویرے اُٹھ آئے ہو۔ مین نے اس سے پہلے تمھین کبھی نہین دیکھا۔ میرا پانی ابھی گرم
نہین ہوا۔ اُوہو مجھے معلوم ہوا کہ آپ اپنا سر منڈوانا چاہتے ہین۔
لیکن تمنے اتنی جلدی اپنی ٹوپی کیون اُتار لی تمھین سردی نہ ہو جاے۔
جب نائی یہ کہہ چکا تو اپنی باتون کا کچھ بھی جواب نہین پایا۔ تو نائی اپنے دل مین
کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہی یہ گونگا ہی۔ بہرا ہی اور بالکل چوپٹ ہی کہ اسنے کوئی جواب بھی
میری بات کا نہین دیا۔ خیر کچھ مضائقہ نہین ہی۔ مین نصف اندھا ہون پھر ہم دونون
ایک مد مین ہوے۔ مگر ای میرے بوڑھے چچا اگر مین اپنی دوسری آنکھ بھی کھو دون
تو مین دلیری سے کہہ سکتا ہون کہ میرا اُسترہ تمھاری کھوپڑی پر قدرتی ایسا صاف
چلے گا کہ جس صفائی سے مئے رنگین کا ایک جرعہ میری حلق مین چلا جاتا ہی۔
اب یہ حجام حجامت بنانے کے لیے اپنے سامان کی درستی کرنے لگا ایک تھیلی مین
سے اپنے ٹین کے برتن نکالے۔ پھر صابون کو تیار کیا۔ اپنا لنبا اُسترہ ذرا ایک چمڑے کے
بڑے ٹکڑے پر پھیرا۔ جب اُسترہ خوب صاف کر لیا تو یہ اس خیالی گاہک کی جو اصل مین
صرف ایک سر تھا حجامت بنانے بڑھا۔ بائین ہاتھ مین ٹین کا برتن لے لیا۔ داہنا ہاتھ
گویا پانی کو چند بار پر گرتا تھا کہ بال نرم ہو جائین تو اُسترہ چلے۔ اُسنے اُسکے سر پر ہاتھ

رکھا ہی تھا کہ سر اُٹھا ہوا چلا آیا۔ آہ۔ ای میرے دوست یہ معاملہ کیا ہی تم تو برف کی طرح خنک ہو۔ تمھارا سر اتنا ٹھنڈا کیون ہو گیا۔

لیکن جب بارِ دگر حجام نے ذرا زور سے دبایا تو وہ سر نیچے آ پڑا۔ سر کا گرنا تھا کہ یہ خوف زدہ دکان کے باہر اُچک کے بھاگا۔

حجام امان امان پکارنے لگا۔ اب یہ ہمت نہ تھی کہ سر کی طرف قدم بڑھاے وہین کھڑا ہوا امان امان کرتا رہا۔ میری دُکان لے لے۔ میرے اُسترے لے لے۔ میرے تولیے لے لے لیکن خدا کے لئے میری زندگی پر دستِ شفقت دراز نہ کیجیو۔ اگر تو شیطان ہی تو کہدے اور مجھے معاف کر کہ مین تیری حجامت بنانے بیٹھ گیا۔

لیکن جب اُسے معلوم ہوا کہ یہ نہ ہلے نہ جلے نہ کچھ کرتا ہی نہ اسنے کسی بات کا جوابدیا تو وہ اس سر کے پاس گیا اور اسکو بال پکڑ کے اُٹھا لایا اور بہت ہی تعجب کی نظر سے اُسکی طرف دیکھا اُسنے اُسکی طرف خطاب کرکے کہا کہ آپ یہان تشریف کیونکر لائے کیا تم میری بے عزتی کرنی چاہتے ہو۔ تم ایک ناپاک گوشت کے ٹکڑے ہو۔ گو میری آنکھ جاتی رہی ہی لیکن دوسری تو اتنی تیز ہی کہ مین سب کچھ دیکھ سکتا ہون۔ مین تمھین نانبائی کی دوکان پر دیتا اگر اُسکا بیٹا جو اس معاملے کو دیکھ رہا ہی میری آنکھ کی طرح سے تیز آنکھ نہ رکھتا ہوتا۔ خیر اب مین تمھین وہان تو لیجا نہین سکتا کیونکہ محمود بہت ہی کائیان ہی اب مین تمھین ایسی جگہ لیجاؤنگا کہ جہان تم مجھ کو کچھ مضرت نہ پہونچا سکو۔

اچھا تو مین تمھین یونانی کبابی کے پاس لیجاتا ہون جہان تمھارے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاینگے اور تم اسکے کفار گاہکون کے لیے کباب بنائے جاؤگے۔ یہ کہ کے نائی نے اُسے اپنے ہاتھ مین لیا اور اپنی عبا کے ایک کونے مین ڈھاک کر یونانی کباب فروش کی دُکان کی طرف روانہ ہوا۔ ایک ہاتھ مین سر اور ایک ہاتھ مین پائپ پیتا ہوا وہان پہونچا۔ چونکہ یہ شراب وغیرہ وہان جا کے پیا کرتا تھا اس لیے وہ اس سے واقف تھا یہ اس سر کو وہان لیجا کے بیٹھا اور آنکھ بچا کے ایک اندھیرے کونے مین جہان بکریکی کھ

گوشت وغیرہ کباب ہونے کے لیے رکھا ہوا تھا رکھ دیا۔ کسی نے بھی دُکان مین اس نائی کو یہ بدعت کرتے ہوے نہین دیکھا آفتاب اُسوقت نکل آیا تھا۔ اسنے اپنا پائپ سلگایا۔ اور اس یونانی سے کہا کہ صبح کے ناشتے کے لیے کبابون کی ایک رکابی میرے لیے بھیجدینا تاکہ اسے شبہہ نہو کہ یہ علی الصباح کیون آیا تھا۔ بہانہ بھی خاصہ ہو جائیگا کہ مین کبابون کے کہنے کے لیے آیا تھا۔

یونانی نے اسی وقت اپنے برتن وغیرہ صاف کیے۔ آگ کو سُلگایا اور سیخون کو اُسپر رکھا۔ شربت کو تیار کیا اور اپنی تمام دُکان کو صاف کیا۔ پھر وہ اس کوٹھری مین جہان کباب وغیرہ کا سب سامان رکھا ہوا تھا گیا۔ تاکہ وہان سے جاکے نائی کا ناشتہ بنانے کے لیے کباب کا گوشت نکال لائے۔ یہ یونانی کبابی اصلی یونان کا رہنے والا تھا یہ بہت ہی بڑا فیلسوف عیار غدار اور فریبی تھا۔ اپنے بڑون کے آگے تو لجاجت و منت کرتا تھا اور چھوٹون کو کاٹنے کو دوڑتا تھا۔ اور نہایت ہی اپنے دَرے ہوے دل سے اپنے آقا مغرور ترکون کی حقارت کرتا تھا مگر پھر بھی اُنکے مُنھ پر اُنکی تعریف ہی کرتا مگر جب کوئی کم درجہ کا آجاتا تو پھر اسکو تو یہ خوب ہی آڑے ہاتھون لیتا۔

جب یہ گوشت لینے کوٹھری مین گیا تو اُسنے تمام چیزون کو اُلٹنا پُلٹنا شروع کیا۔ کبھی یہ کچا گوشت کا اُلٹتا ہو اور کبھی وہ غرض اسنے اپنے دل مین یہ کہا کہ کوئی بڑا ہوا بوٹا ہاتھ لگ جائے تو وہ ایک ترک کے لیے موزون ہوگا۔ نصف بھیڑ کٹی ہوئی تازہ رکھی تھی اُسکو ذرا پلٹ کر دیکھا دیکھ کے رکھدیا کہ نہین اسکو تو ابھی رہنے دون لیکن جب اُسکو دُم کے پاس سے اُلٹنے لگا تو انسان کی آنکھ اسے چمکتی ہوئی معلوم ہوئی اسنے دیکھتے ہی اپنے قدم پیچھے ہٹاے اور بہت ہی چونکا کہ یہ معاملہ ہی کیا ہے۔

کبابی (سر کی طرف مخاطب ہوکے) خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کون ہین؟ جواب ندارد پھر اسنے جُھک کے دیکھا۔ پھر دیکھا آخر تو ہیبت آگیا۔ پھر اپنا ہاتھ بھیڑ کے پاچون

اور سری مین ڈالا - اور اس سر کو گھسیٹ لیا - وہ خوفناک سر اٹھا ہوا چلا آیا جب سنے آگے کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ تو مجھے مضرت پہونچائیگا - اُسنے سر کے بال پکڑ کے یہ کہا آہا یہ ایک مسلمان کا سر ہی - اگر اسی طرح سے تم سب کے ای ترکو میرے ہاتھ سر لگ جاتے تو مین ضرور کباب بناتا - خدا کرے ای ترکو تم سب کی یہی نوبت ہو - خدا کرے جیسی میری قسمت ہوئی ہی یہی ہر ایک یونانی کی ہو - ہمیشہ ہر یونانی کے ہاتھ تمھارا سر لگا کرے - اسی غصہ مین اُسنے سر کو اُٹھا کے پھینکدیا اور اُسے لات ماردی مگر جب خیال آیا کہ یہ تو صرف غصہ ہی اگر کسی نے دیکھ لیا تو بہت ہی دقت آکے واقع ہوگی اور چاہے جو کچھ کہونگا لیکن کوئی یقین نہین کرنے کا اور یہی کہے گا کہ یونانی نے ایک ترک کو مار ڈالا یکایک وہ نہایت ہی سیاہ دلی سے چیخنے لگا - ای یہودی یہودی اس سر کے لیے وہ جگہ تجویز کرنی چاہیے جو آج تک کبھی سُنی نہین گئی - اور وہان تم اسے لے کے جاؤ - اور اسکو رکھ دو -

یہ کہ کے یونانی اُس سر کو اپنے کوٹ مین چھپا کے لے گیا اور وہان پہونچا جہان ایک یہودی مرا ہوا پڑا تھا اور اسکا سر اُسکی ٹانگون مین رکھا ہوا تھا -

(درویش کہتا ہی) ای حاجی بابا اس سے بھی تمھین آگاہ ہونا چاہیے کہ ترکی مین جب کسی ترک کی گردن اُڑائی جاتی ہی تو اسکا سر اُسکے دونون بازوؤن مین رکھ دیتے ہین اور جب کسی مسیحی یا یہودی کو ایسا موقع ہوتا ہی تو اُسکا سر اُسکی ٹانگون مین رکھ دیتے ہین یہ گویا ایک نہایت ہی توہین کی بات ہی -

بس یونانی نے وہ سر لے کے اس مردہ یہودی سے بہت جلدی مین بدلا کے رکھ دیا - جلدی مین یہ اُسے کافی طور پر نہ دیکھ سکا - گو دن نکل آیا تھا لیکن روشنی بہت ہی کم پھوٹی تھی - اور یہ گھبرایا ہوا بہت جلد واپس دکان پر چلا آیا کہ ایسا نہو کوئی اسے دیکھ لے اور پھر ایک غضب نازل ہو جائے -

جس بدقسمت شخص کی یہ نعش تھی اُسپر یہ الزام قائم ہوا تھا کہ اُسنے مسلمان بچہ کو چرا کے قتل کر ڈالا (کیونکہ ایران وروم دونون ملکون مین یہ بات مشہور ہو کہ یہودی اپنی کسی تقریب مین ایک مسلمان بچہ کی قربانی کرتے ہین) تو اس سے تمام قسطنطنیہ مین ایک اشتعال طبع پھیل جاتی ہو۔ اور جب تک کہ وہ شخص قتل نہین کیا جاتا یہ غصہ ترکون کا فرو نہین ہوتا غرض اسی طرح سے یہ ایک دولتمند یہودی کے دروازے کے آگے قتل کیا جاتا ہو۔ تین دن کامل نعش پڑی رہتی ہو اسکے بعد یہ اجازت ملتی ہو کہ اسے دفن کرنے کے لیے لیجاؤ۔ اور انکا مطلب یہ ہوتا ہو کہ کسی طرح سے یہ افسر کو مُنھ بھرائی دے کہ میرے دروازے پر یہ سانحہ نہو کیونکہ دولتمند یہودی کو یہ ڈر بھی تو رہتا ہو کہ ایک ہی دفعہ ہو کر تو پیچھا نہین چھٹے گا جب کبھی یہودی کو قتل کرنا ہوگا وہ یہین آکے کرینگے۔ اور جو وہ نہین مانتے اور یہودی قتل ہی کیا جاتا ہو تو وہ دولتمند یہودی اپنا دروازہ بند کر لیتا ہو اور جب تک کہ اسکی نعش اُٹھ نہین لیتی وہ دروازہ نہین کھولتا کبھی کبھی وہان چند مسلمان آکے کھڑے ہوتے ہین لیکن چونکہ اُنھین یہ ڈر لگتا ہو کہ ایسا نہو حکام کچھ شبہہ کرین۔ اس ڈر سے صرف نعش ہی پڑی رہتی ہو اور کوئی آکے بھی نہین پھٹکتا۔ اب یہ موقع اُسوقت یونانی کو ہاتھ لگا کہ وہ اپنی بلا بھی وہین ٹال دیا یعنی اس سر کو یہودی کے پاس رکھدیا۔

جب دن بخوبی نکل آیا اور لوگ راستہ چلنے لگے تو اُنھون نے ایک اور سر بھی یہودی کے سر کی ضمن مین رکھا ہوا دیکھا ہزارہا آدمی چلے آئے۔ اور ایک غُل مچگیا۔ یہ افواہ اُڑگئی کہ ایک معجزے کا وقوع ہوا ہو کیونکہ ایک مُردہ یہودی دوسر کا بنگیا مُنھ بہ مُنھ یہ روایت گوشگزار ہوئی اور تمام شہر معجزہ دیکھنے کے لیے اُمنڈ آیا۔ یہودیون کی جماعت مین یہ خبر ہوئی کہ تمھارے ہمقوم بھائی مین ایک نئی بات دیکھی گئی۔ جب وہ قتل ہوا تو ایک سر تھا اور جب قتل ہو چکا تو دو سر ہو گئے۔ بڑے بڑے یہودیون کے رہنما ادھر اُدھر ٹہلتے ہوے معلوم ہونے لگے۔ تمام یہودی اس میت کے گرد بیٹھ گئے اور پڑھ پڑھ کے پھونکنے لگے کہ شاید یہ

مُردہ زندہ ہوجائے۔ اسکا سر بھی گردن پر رکھ دیا۔ مگر وہان پتہ بھی نہین۔
چونکہ ایک وبال آنا تھا ایک جنیسری اُس جماعت مین ملا ہوا کھڑا تھا اور وہ بہت غور سے دیکھ رہا تھا کہ یہ سر کس کا ہی۔ دیکھتے دیکھتے نہایت ہی شبہہ اور تعجب کی حالت مین بولا۔ اللہ اللہ یہ کافرون کے سر نہین ہین ایک تو میرے مالک میرے آقا آغا جنیسریر کا ہی۔ پھر اسنے چارون طرف دیکھ کے اپنے ساتھیون کو بُلایا۔ اب انکے غصے کا کیا ٹھکانا تھا وہ دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گئے۔ اور اپنے سردار کو اُنھون نے جاکے یہ خبر سُنائی۔
یہ خبر وحشت اثر خوفناک آگ کی طرح سے تمام جنیسریون مین پھیل گئی۔ اور ایک نہایت ہی خوفناک بلوہ فوراً پیدا ہو گیا۔ کیونکہ انھین معلوم نہ تھا کہ اُنکا سردار جسپر وہ اپنی جان و مال قربان کرتے تھے اس طرح سے مار ڈالا گیا۔
اُنھون نے باہم یہ کہا کہ کیا ہمارے ساتھ دغابازی اور فریب نہین ہوا ہی کہ جس افسر پر ہم اپنی جان فدا کرتے تھے اُسکو قتل کر ڈالا گیا ہی۔ ہماری سخت توہین ہوئی اور ہم ایسی حقارت سے پیش آئے گئے کہ انسان کبھی ایسی ذلت گوارا نہین کر سکتا۔ کیا ہمارے سردار ہمارے والی آغا کا سر ایک یہودی کے ناپاک حصہ سے مس کر کے رکھا جاے تو اب پھر ہمارے ساتھ کیا کیا جائیگا صرف یہ ہماری ہی توہین نہین ہوئی ہی بلکہ یہ کل اسلام کی توہین ہوئی ہی اور سخت بے عزتی ہوئی ہی اور اسوقت اسکی حرمت جاتی رہی۔ اور کس کُتے نے یہ کیا ہی اور سر یہان کیونکر آپہونچا۔ کیا یہ وزیر کا کام ہی۔ یا یہ رئیس آفندی کا فعل ہی۔ یا فرانسیسی ایلچیون کا کام ہی قسم ہی خداے بزرگ کی اور قسم ہی پاک کعبہ کی ہم ضرور اسکا بدلہ لینگے۔
ہم کچھ وقت برپا شدہ ہنگامہ کو چھوڑتے ہین ہم اپنے ناظرین سے عرض کرتے ہین کہ آپ اب وہ معاملہ خیال کرین کہ جسمین بیچارے یہودی اب بھی اُدھر

بھاگتے پھرینگے اور اپنے کو غصیلے اور پُرجوش ترکون سے ٹبری ہوشیاری اور دوراندیشی سے پوشیدہ مقامات مین چھپائینگے۔ جو جوشیلے ترک کہ اب جُھنڈکے جُھنڈ گلیون مین پھرتے ہوئے دکھائی دینگے۔ ہاتھون مین ہتھیار تلوارین پستول وغیرہ ہونگے اور جو شخص بیچ مین آئیگا اُس سے وہ اپنا انتقام لے لینگے۔

ناظرین کو یہ بھی ضرور سمجھ لینا چاہیے کہ قسطنطنیہ ایسا شہر ہی جسکی تنگ تنگ شاہراہ ہین اور نیچے نیچے مکان ہین۔ اور جنمین کثرت سے آبادی ٹھسا ٹھس بھری ہوئی ہی۔ ہزارون لاکھون آدمی بستے ہین جنکی قسم قسم کی پوشاکین ہین مختلف رنگ ہین سب متردد۔ سب باہم گفتگو کرتے ہوئے جیسے کوئی عجائب چیز کا وقوع ہوگا اب مین اس قصّے کو تو یہین ختم کرتا ہون اور اب سلطان کی حرم سرا کی کیفیت لکھتا ہون کہ جب وزری سر کو لے کے چلا آیا تو وہان کیا گذری۔

اِسی شب کو جب وزری حرم سرا مین حاضر ہوا تھا تو سلطان نے ایک پوشیدہ حکم دیا تھا کہ جینسریز کے آغا کا سُر اتار لیا جائے۔ کیونکہ ترکون کی جماعت مین جس قدر فساد ہو رہے تھے وہ سب اسی کا طفیل تھا اور اسی کے سبب سے آتش بغاوت مشتعل ہو رہی تھی سلطان کو اپنے اس فعل قتل کا ایسا خیال تھا کہ اُسنے یہ حکم دیدیا تھا کہ سر اُترتے ہی میرے پاس لایا جائے وہ شخص اپنا کام کرکے اس سر کو ایک دوشالے مین لپیٹ کے لایا اور سلطان کے پاس سے واپس پھرا کہین وہ اول اسی کمرے مین آیا جہان درزی موجود تھا اسنے نگاہ اُٹھا کے بھی نہین دیکھا کیونکہ اسکو اتنی دلیری کہان تھی اسنے فوراً وہ خون آلود سر سلطان سمجھ کے وزری کے پیرون پر رکھ دیا اور اُسی طریقے سے جُھک کے تین بار آداب بجا لایا۔ کہ جیسا سلطان کے آگے بجا لاتا تھا۔ ایک منٹ نہ گذرا تھا کہ سلطان وہ بنڈل جسمین ریشمی کپڑے تھے اُٹھا کے لے گیا تھا اور اُسے اس بات کا اتنا خیال تھا کہ میری اس تبدیل ہیئت کی خود منصوری کو بھی خبر نہو۔ تو اب ٹبری دقت تو یہ آکر واقع ہوئی کہ ایک تو منصوری فوراً درزی

کے پیچھے واپس چلا گیا اور دوسرے اسکو وہ سر نہ پہونچا جسکا اسنے اسقدر اہتمام کیا تھا اور اسکو سب سے چھپانا چاہتا تھا۔ اب اُسے اسکا بہت ہی تردد ہوا یہ بھی مناسب نہین جانا کہ منصوری کے پیچھے اور بھی آدمی دوڑاوے کیونکہ اس سے افشاے راز ہوتا تھا تو اب سلطان کو مجبوراً منصوری کے واپس آنے کا انتظار رہا کہ وہ جب آئے تو کیفیت معلوم ہو غضب تو یہ ہوا کہ وہ پوشاک خود سلطان کے قبضہ مین تھی اور سلطان یہ سمجھا تھا کہ وہ مع پوشاک چلے گئے ہین اُسے کیا معلوم تھا کہ یہ کمبخت درزی سر کا بنڈل کپڑون کی جگہ اُٹھا کے لے گیا ہی۔

اب اسوقت کی مضطربانہ اور بیصبری کی حالت کو خیال کیا جاے جب سلطان نے اُس افسر کو بلوایا جسکے سبب سے یہ کام انجام پذیر ہوا تھا اور جب باہم گفتگو ہوئی اور اصل اصل واقعہ کی حالت بیان ہوئی تو دونون کا تعجب اور بھی بڑھا اور دونون سخت متردد ہوے

سلطان۔ (کچھ دیر تامل کرکے) مجھے اپنے سر کی قسم درزی سر لے گیا ہی۔

جب منصوری اس درزی کو پہونچا کے آیا تو سلطان کے اوسان باختہ ہوے یہ شخص یعنی منصوری درزی کو حد تک پہونچا کے واپس ہی پھرا تھا اور یہ چاہے آرام کر چکتا کہ سلطان کے آگے اسے پھر آنا پڑا۔

سلطان۔ (ذرا مضطربانہ حالت مین آواز دے کے) اے منصوری ابھی تو درزی کے مکان پر جا کیونکہ وہ بجاے درویش کے کپڑون کے آغا جنیسر بنز کا سر لے گیا ہی بالکل ایک لمحہ کا بھی توقف نہ کر ابھی چلا جا ایسا نہو کہ کسی بدقسمت واقعہ کا وقوع ہو جاے۔ منصوری سے یہ بھی بیان کیا کہ یہ عجیب واقعہ کیونکر ہو گیا۔ اب منصوری چکرایا یہ بڑی دقت ہو گئی مشکل تو یہ ہی کہ مین صرف اُسکی دُکان کو تو جانتا ہون مکان سے تو واقف نہین اب اگر پوچھونگا تو کیونکر پوچھونگا۔ لیکن کیا کرے حکم حاکم مرگ مفاجات کا حکم رکھتا ہی یہ بیچارہ اسی ارادے مین روانہ ہوا کہ چلکے اُسکی دُکان ہی کے پڑوسیون سے اُسکے مکان کا پتہ پوچھے

اگر معلوم ہوگا تو وہین سے معلوم ہوگا - ابھی رات بہت ہی باقی تھی اور بزازہ نہین کھُلا تھا - ہان صرف ایک شخص اپنے گاہکون کے لیے کافی تیار کر رہا تھا وہان تو اسکا کچھ بھی پتہ نہین لگا اب یہ بہت ہی پریشان ہوا اسی حالت مین خوش قسمتی سے اسے کہین یہ یاد آگیا کہ وہ مچھلی بازار والی مسجد کا مؤذن بھی ہے بس ہان ضرور اسکا پتہ لگے گا بس یہ خیال آتے ہی سیدھا اس طرف قدم اُٹھایا - اُسوقت برابر اذانین ہو رہی تھین اب اسے یقین ہوا اور اس یقین کے ساتھ اطمینان بھی ہوا کہ بابا دل بھی ضرور اذان دینے آئیگا جب اس مسجد کے قریب پہونچا تو اسنے سُنا کہ ایک آواز جھرجھری اور کمزور سی آرہی ہے اور بہت ہی مٹھی ہوئی ہے جیسے کوئی ضعیف شخص گلا پھاڑ کے چلاتا ہے سمجھ گیا کہ قطعی بابا دل ہی ہوگا غرض جب مسجد کے اندر پہونچا تو اسکے قیاس نے غلطی نہ کھائی تھی بابا دل ہی ترخرہ پھلا پھلا کے اذان کہہ رہا تھا -

منصوری جب مینار کے نیچے کھڑا ہوا تو اسنے بابا دل کو دیکھا کہ دونون ہاتھون سے کان پکڑے ہوے ہے اور بہت ہی مُنھ پھاڑے ہوے چیختا ہے کہین اسی حالت مین اذان دیتے دیتے درزی کی بھی نگاہ منصوری پر جا پڑی یہ اُسے دیکھتے ہی ایسا بیتاب ہوا کہ کچھ ٹھکانا نہین کیونکہ اسکے پیٹ مین تو چوہون نے قلا بازیان کھانی شروع کین کہ اس سے اس سر کی کیفیت بیان کرون بس اس جلدی مین ادھوری سدھوری جو مُنھ مین آیا جلدی سے اذان کہہ کہا کر اسنے اسکو ختم کیا اسکی اس عجلت پر اسکے ہمسایے جو بہت پکے مسلمان تھے بہت ہی ناراض ہوے - اذان کہتے ہی یہ مسجد کے دروازے کی طرف لپکا اور اسنے گلے مین منصوری کو جا لیا - جاتے ہی اسنے کہنا شروع کر دیا کہ واہ آپ سے یہی اُمید تھی مجھے پکڑوانے کی صلاح کی تھی کپڑون کی جگہ سر کا بنڈل پکڑا دیا - بھلا یہ بھی کوئی بات تھی -

درزی - آپ آدمی ہین ایک غریب سے یون پیش آتے ہین - آپ نے تو ہمارا

دین دونیا سے تباہ کرنے کا منصوبہ گانٹھ لیا تھا۔ اب تم مجھ سے میرا خیال ہو کہ دوسرے خون کی قیمت دریافت کروگے۔

منصوری۔ دوست یہ تم کیا باتین کر رہے ہو۔ تم نہین دیکھتے کہ غلطی آ کے واقع ہوئی

درزی۔ درست ہو غلطی۔ غلطی بھی ایک غریب شخص کے پھنسانے کے لیے ہوئی۔ ایک شخص تو میری کمبخت اور نالائق داڑھی پر خندہ زن ہوتا ہوا اور کہتا ہو کہ تو ہی شخص ہو جو میرے لیے کپڑون کا جوڑا بنائیگا۔ دوسرا آیا وہ کپڑون کا بقچہ اُٹھائے لیے چلا گیا۔ تیسرا جو اُٹھا تو اُس نے لے کے سر ہی باندھ دیا۔ اللہ اللہ اچھا مین کمبخت اور دغاباز۔ عیار لوگون مین جاکے پھنسا۔

منصوری۔ (درزی کی داڑھی پر ہاتھ رکھ کے بس زیادہ نہ بک بس زیادہ نہ بک کیون دیوانہ ہوا ہو۔ تو جانتا ہو کہ کس کو بُرا کہہ رہا ہو۔

بابا دل۔ مین نہین جانتا اور نہ مجھے جاننے کی ضرورت ہو مین تو صرف اتنا جانتا ہون کہ جو شخص مجھے ایک آدمی کا سر دیوے اور یہ کہے کہ اسکے کپڑے بنا دے۔ وہ ایک کافر کا کتا ہو۔

منصوری۔ (غصہ مین) ای بیوقوف ای کندۂ ناتراش تو ظل اللہ کو کافر کا کتا بناتا ہو۔

جب منصوری نے اپنے معزز آقا کی نسبت یہ توہین آمیز الفاظ سُنے تو غصہ مین سب کچھ بھول گیا کہ آیا رازداری اس امر مین کرنی چاہیے یا نہین اور یہ معاملہ تو بہت ہی دور اندیشانہ ہو۔

منصوری۔ (بہت لال پیلا ہو کے)۔ مردود تو عالم پناہ کی شان مین یہ یہ گستاخی کرتا ہو تو کیا کیچڑ چاٹ رہا ہو اور اپنے سر پر کیا خاک ڈال رہا ہو۔ آؤ اور زیادہ نہ بکو۔ مجھے بتا کہ وہ سر کہان ہو اور نہین اسکے عوض مین تیرا سر ندارد ہوجائیگا

یہ سُنکے درزی کا مُنہ کھُلا کا کھُلا رہگیا گویا اب اسکی سمجھ کے دروازے کا قفل کھلا

بابا دل۔ امان امان۔ اے آغا منصوری جو کچھ مین کہ رہا تھا محض جہالت مین بک رہا تھا۔ بھلا اسے کون خیال کریگا۔ مین بھی کیا ہی گدھا بیوقوف اور خرنا شخص ہون۔ بسم اللہ آپ میرے مکان پر تشریف لائین۔ آپکے قدوم میرے لیے میمنت لزوم ہون گے اور تمھارے غلام کا سر آسمان تک پہونچے گا یعنی آپ کے چلنے سے مجھ غریب کو تو معراج ہو جائے گی۔

منصوری۔ تجھے تو حد سے زیادہ جلدی ہے اور بہت ہی عجلت ہے۔ تو یہ بتا کہ وہ سر کہان ہے۔ وہ سر تو آغا جان نثار کا ہے۔

جب درزی نے یہ کیفیت سُنی کہ وہ سر کس کا ہے تو اب اسکے اوسان باختہ ہو گئے اور اُسکے گھٹنے کانپنے لگے کیونکہ وہان تو اسنے اور اسکی بیوی نے اور ہی کارروائی کی تھی سر تو کہان کا کہان پہونچا تھا۔

بابا دل۔ اب وہ کہان ہے۔ دیکھیے اب ہم پر کیا آفت نازل ہوتی ہے۔ ہماری بھی کیا بُری قسمت ہے۔

منصوری۔ ارے جلدی بتا سر کہان ہے۔ جلدی بتا سر کہان ہے۔ بتا بتا بتا۔

اب بیچارہ درزی اسکا کیا جواب دیتا ششدر بیچ مین رہگیا اور سخت حیرت زدہ ہوا۔ ایک ہول اسپر طاری ہو گیا۔ آخر منصوری نے گھبرا کے بہت جلدی مین اس سے یہ یہ سوال کیے۔

منصوری۔ کیا تُنے اُسے جلا دیا۔

درزی۔ نہین۔

منصوری۔ کیا تُنے اُسے کہین پھینک دیا۔

درزی۔ نہین۔

منصوری - اچھا پھر تمھین پیغمبرؐ خدا کی قسم تمنے اسکا کیا کیا - سچ کہو - کیا تم اُسے کھا گئے -

درزی - نہین -

منصوری - کیا یہ کسی دوسرے شخص کے مکان مین چھپا ہوا ہے -

درزی - نہین -

منصوری - اچھا تو وہ تمھارے مکان پر پڑا ہوا ہے -

درزی - نہین -

یہ سُنکے منصوری کو بہت ہی غصہ آیا بابا دل کی ایک ہاتھ سے داڑھی پکڑکے خوب ہی زور زور سے سر کو ہلایا اور کہا کہ اے کم عقل پیر فرتوت جلد بتا کہ یہ معاملہ کیا ہے

درزی - جناب اصل تو یہ ہے کہ وہ پک رہا ہے -

منصوری - بہت ہی سراسیمگی کی صورت مین - پکنا پکنا - یہ کیا کہتا ہے - اچھا تمنے اُسے کیون پکایا کیا تم اُسے کھاتے ہو -

بابا دل - زیادہ آپ چاہتے ہی کیا ہین - بس یہ پک رہا ہے -

درزی نے منصوری سے پوری پوری کیفیت بیان کی کہ یہ ہوا اور یہ ہوا مین نے اور میری بیوی نے اپنی جان بچانے کے لیے یہ کیا -

منصوری - اچھا تو مجھے اس نانبائی کی دوکان بتا - اگر وہان بھی مل گیا جب بھی غنیمت ہے اللہ اللہ سردار جان نثاران کا سر اور پکے -

یہ دونون ملکے نانبائی کی دُکان پر پہونچے وہ اُسوقت روٹیان پکا رہا تھا جب اُسنے یہ ماجرا سُنا تو ایک لمحہ کا بھی توقف صاف صاف کہنے مین نہین کیا اور جو کچھ گذری تھی سب کہدی کہ میرے بیٹے نے اس طرح سے نائی کی دکان پر اس سر کو رکھ دیا تھا - پھر یہ تینون شخص یعنی منصوری - درزی - نانبائی - نائی کی

دُکان کی طرف چلے اور اُس سے دریافت کیا کہ تیرے ہان جو ایک سر رکھا گیا تھا اُسکے ساتھ تونے کیا کیا۔

نائی۔ (خوب سوچ کے اور سر گریبان تفکر مین ڈال کے) جناب اصل یہ ہی کہ جب مین نے اس سر کو دیکھا ہی تو مجھے بہت ہی خوف معلوم ہوا اور مین سمجھا کہ یہ شیطان کی کچھ کارستانی ہی کہ مجھے پھنسانے کے لیے کوشش کرتا ہی۔ مین نے تو یہ مناسب سمجھا کہ اس سر کو اُٹھا کے یونانی نانبائی کے یہان رکھ آؤن چنانچہ مین نے ایسا ہی کیا مجھے یقین ہی کہ اُسنے اپنے گاہک کفار کے لیے تو اُسکے کباب بھی بنا لیے ہونگے۔ سب کے اوسان باختہ تھے اور سب نہایت ہی تحیر کی حالت مین سوچتے تھے کہ دیکھیے یہ نزلہ کدھر گرتا ہی آخر یہ چارون شخص یونانی کبابی کی دُکان پر پہونچے۔

جب یونانی نے یہ یہ صورتین دیکھین تو سمجھا کہ یہ گوشت لینے آئے ہین کباب تو پکے پکائے کیا لینگے تو وہ گوشت نکالنے کے لیے کوٹھری مین گیا کہ انکے دُکان پر پہونچنے سے پہلے باہر نکال کے رکھ دے۔

لیکن جب اس سے سر کے معاملے مین گفتگو ہوئی تو اسنے صاف انکار کیا اور کہا مین نے تو سر کو دیکھا بھی نہین کیسا سر اور کسکا سر۔

نائی نے جہان سر رکھا تھا بتا دیا کہ اس کوٹھری مین رکھا تھا اور پھر قرآن شریف کی قسم کھائی کہ اس مین ہرگز خلاف نہین ہی۔

منصوری نے اپنی جستجو مین کوئی کسر باقی نہین رکھی اور خوب ہی جان توڑ کے تلاش کی آخر جب اسے معلوم ہوا کہ شہر مین یہ افواہ اُڑ رہی ہی اور ایک یہودی کے سر کے دو سر ہو گئے ہین اور اس سے تمام فرقۂ جان نثار دن مین ایک بدمزگی اور تحریک ہو گئی ہی دل مین خیال کیا ہو نہو وہی سر تو کہین وہان نہین پہونچا۔

آخر منصوری نائی نانبائی درزی کو لے کے اس مقام پر پہونچا جہان اسرائیلی

کی نعش پڑی ہوئی تھی دیکھا کہ وہ سر رکھا ہوا ہی۔
یہ تو یہان آئے اور یونانی کبابی نے سوچا کہ خبر نہین مجھ پر کیا آفت آ کے واقع ہو وہ تو جو کچھ روپیہ اُسکے ہاتھ لگا سمیٹ سمٹا کے شہر ہی سے بھاگ گیا۔
منصوری۔ (اپنے چارون طرف دیکھ کے اور یہ سمجھ کے کہ کبابی بھی ساتھ ساتھ ہی) وہ کبابی کہان گیا۔ ہم سب کو سلطان کے پاس جانا ضرور ہی۔
نائی۔ مین اس امر کو دلیری سے کہہ سکتا ہون کہ وہ بھاگ گیا مین ایسا اندھا نہین ہون مجھے صاف معلوم ہوتا ہی کہ وہی شخص ہی جسنے وہ سر یہودی کے سر کے ساتھ ملا کر رکھا ہے منصوری نے تو ہر چند چاہا کہ کسی طرح سے یہ سر ہاتھ لگ جائے مگر اس سر کے ارد گرد مسلح سپاہی جنکی طبائع مشتعل ہو رہی تھین کیونکہ اُنکا آقا کس بُری ذلیل صورت مین قتل ہوا تھا۔ اُنکا یہ عالم تھا کہ آگ بگولا ہو رہے تھے۔ اور بدلا لینے کے لیے آمادہ تھے۔ آخر کو یہ تہی کہ منصوری ان تین شہادتون کو لے کے اپنے آقا کے پاس پہونچا۔
جب منصوری وہان پہونچا اور اُسنے پوری کیفیت بیان کی کہ وہ سر اب کہان رکھا ہوا ہی اور وہان تک کیونکر پہونچا اور اب اُس سے بلوہ ہو جائیگا سب جان نثار ترک آمادۂ فساد ہین تو اب ناظرین خود خیال کر سکتے ہین کہ یہ حالت سُنکے سلطان کی طبیعت کی کیا حالت ہوگی اور اسکو بڑا اندیشہ ہوا کہ اسکا اظہار سبب ملی توقیر ہوگا اور میری وہ عزت اور وہ رعب نہین رہے گا اور لوگون کی نگاہون مین مین کم وقعت ہو جاؤنگا۔ اور اگر بلوے کے بجھانے کے لیے لگتے ہاتھ کوئی تدبیر کیجاتے تو یہ بھی محض ناممکن ہی شعلۂ بغاوت بھڑکین اور بھڑکین جب بارود مین آگ پڑ چکی پھر کہین یہ امید ہو سکتی ہی کہ وہ بالکل مشتعل نہ کہرے گی۔ یہ شعلۂ بغاوت تو اور بھی بلند ہوگا اور ایسا نہو کہ میری جان اور تاج پر کچھ آفت آ کے واقع ہو۔
کچھ دیر تک تو سلطان بین بین تذبذب کی حالت مین رہا اور بار بار بڑبڑا کر کہا کہ

اللہ اللہ یہان تک کہ اُسنے حکم دیا کہ وزیر اعظم اور مفتی ابھی حاضر ہون۔
جب انکے پاس یہ خبر پہونچی کہ سلطان نے یاد کیا ہو تو یہ کانپ گئے کہ دیکھیے کیا آفت آتی ہو ڈرتے ڈرتے یہ شاہی محل کے دروازے مین داخل ہوے۔
جب سلطان نے انسے یہ بیان کیا کہ فرقۂ جان نثارون مین شورش پھیل رہی ہو اور نہایت دہشتناکی سے قسطنطنیہ مین بلوہ ہو جانے کا ڈر ہو اسکی کیا تدبیر بتلاتے ہو۔ یہ سُنکے انھین گو نہ اطمینان ہوا کہ اور کوئی آفت ہمارے سر پر تو نہین آئی۔ بڑے لمبے چوڑے شورے کے بعد یہ امر قرار پایا کہ مفتی کی عدالت مین نائی۔ نانبائی۔ کبابی۔ اور وزری حاضر ہون کیونکہ یہی لوگ ملزم ہین کہ آغا کے سر کو مونڈنے بھوننے کباب بنانے اور کپڑے پہنانے کے لیے چُرا کے لے گئے انھین چارون سے اس سر کی خون بہا ضرور لینی چاہیے لیکن چونکہ کبابی ہی اس بلوے کا باعث ہوا ہو اور اُسنے ہی آغا کے سر کو وہان لیجا کے رکھا ہو تو مفتی یہ فتویٰ شائع کرلے کہ اس کبابی کا جو یونانی اور کافر بھی ہو سر کاٹا جائے اور اُس جگہ رکھا جائے جہان آغا کا سر اُس نے جا کے رکھا تھا۔
باہم سلطان اور وزیر اعظم اور مفتی مین یہ امر طے پایا کہ فرقۂ جان نثار جس شخص کو پسند کرین اپنا آغا بنا لین تاکہ بلوہ فرو ہو جائے اور آغا کی نعش بہت ہی توقیر سے دفن کی جائے۔
یہ سب باتین تو حکم ہوتے ہی ہو گئین لیکن یونانی کبابی نہین ملا جو پہلے ہی سے کافور ہو گیا تھا شہر مین تمام امن و امان پھیل گیا اور فرقہ جان نثار نے غدر نہین کیا۔
یہ ایک بات سلطان کے رحم اور عالی ہمتی کی بیان ہوتی ہو کہ اُسنے نائی۔ وزری نانبائی کو نہ صرف وہی زر نقد ادا کیا جو اِن پر جرمانہ ہوا تھا بلکہ اسکے علاوہ سلطان نے ہر ایک کو معقول معاوضہ دیا اور کہا کہ یہ صرف اُس تکلیف کا صلہ ہو جو تمکو خواہ مخواہ اُٹھانی پڑین۔ اب تم جاؤ اور خوش رہو۔

(حاجی بابا کہتا ہی) مین نے یہان کہانی بہت ہی مختصر کردی جہان کہ منصوری سلطان کے پاس اِن تین شخصون کو لیکے آیا ہی اور پوری پوری کیفیت بیان کی ہی۔ کیونکہ جتنا مجھ سے درویش نے کہا تھا اگر سب کو بیان کرتا تو بہت ہی طول ہو جاتا۔ واقعی مین نے اپنے کو بہت ہی مختصر بیان مین مقید کیا ہی کیونکہ جس قدر کہ میرے ساتھی نے بیان کیا تھا اور ہر امر کی مفصل کیفیت اظہار کی تھی تو وہ اس قدر تھی کہ ایک جلد مین بھی تو نہ سما سکتی تھی۔

قصہ گوئی کا ہنر تو یہ ہی کہ جس قدر سامعین ہون اُنھین بات بات پر دلچسپی ہو اور واہ واہ کی صدائین چارون طرف بلند ہون۔

میرے دوست درویش نے مجھ سے بیان کیا کہ اگر مین ایک شخص کی کہانی بیان کرنے لگون تو تمھین ساری رات بیٹھا پڑے لیکن پھر بھی اُسمین سے بہت ہی کم بیان ہووے۔

بیسوان باب

حاجی بابا کا ولی ہونا اور ایران کے ایک مشہور پیر سے ملنا

آخر کار مرزا عبد القاسم نے خود میری پاکی اور طہارت کی بہت کچھ تعریف سُنی جب وہ زیارت کرنے درگاہ مین آئے تو اُنھون نے مجھے بُلایا۔ اُسوقت مجھے بہت ہی خوف ہوا اور مین بہت چکرایا کہ دیکھیے کیا بنتی ہی یہان محض جاہل کندۂ ناتراش ہان وہ عالم ممکن ہی کہ اس سے لیاقت چھپائی جائے وہ تو فوراً ہی تاڑے گا اور یہان لطف تو یہ تھا کہ جہالت بھی حد درجہ کی تھی یہی نہین جانتا تھا کہ اسلام کے پہلے ارکان کیا ہین۔

آخر مین نے جو کچھ مجھے آتا تھا وہ خود ہی کہنا شروع کیا۔ دیکھیے مین نے کہا کہ اسکو مین جانتا ہون۔ اور یہ اصل ایمان ہی۔

اوّل۔ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا یقین نہ کرے۔ اور حضرت

علی علیہ السلام کو انکا خلیفہ نہ مانے تو وہ کافر ہی ملحد ہی۔ اور قتل کرنے کے قابل ہی۔
دوم۔ مین یہ خوب جانتا ہون کہ ہم شیعیان علیؑ بہشت مین جائینگے۔
اور یہ بھی میرا یقین ہی کہ میرا دین سچا ہی۔ یہ مجھے یقین ہی اور اس مین اصلا شک و شبہہ
نہین کہ سب کافر جہنم واصل ہونگے یہ ہمارے قانون شریعت مین نہین ہی کہ ہم شراب پیوین اور
سور کا گوشت کھائین۔ یہ فرض ہی کہ ہم دن مین پانچ وقت نماز پڑھین اور ہر نماز کے پہلے تازہ
وضو کرین پانی برابر بھوؤن سے انگلیون تک ڈورے۔ نہین کہ ناپ تناپ وضو کیا جائے
مین اپنا مذہبی علم کا یہ خزانہ ایک جگہ دماغ مین جمع کر رہا تھا کہ اتنے مین درویش میری
کوٹھری مین آیا۔ مین نے فوراً اس سے اپنی مصیبت بیان کی کہ اسوقت اسنے بلایا ہی
اور مجھپر یہ آفت آکے واقع ہو رہی ہی اس لیے کہ مین جاہل ہون۔ کیا کرون۔
درویش۔ حاجی تمھین دنیا مین آئے ہوے اتنا زمانہ ہوا لیکن ابھی تم یہ نہین جانتے
کہ دنیا مین کوئی چیز بغیر بے شرمی کے حاصل نہین ہوسکتی۔ وہ کہانیان جو درویش سفر اور اسکے
ساتھی اور مین نے تمسے بیان کی ہین مین جانتا ہون کہ تمھارے دل پر انکا بہت ہی کم اثر پڑا۔
مین۔ میرے دماغ مین اُن کہانیون کا ایسا اثر ہوا جیسے میرے پیرون پر لکڑیون
کی مار کا ہوا تھا۔ ان کہانیون سے میرا اخلاق بہت ہی درست ہوا اور مین آپ سے
اس امر کی درخواست کرتا ہون کہ آپ یقین رکھین کہ جب تک مین زندہ ہون ہرگز
نہ آپکو اور نہ درویش سفر اور اُسکے ساتھی کو بھولون گا جیسے لٹاکے مین لکڑیون سے
پٹا تھا کیا مین وہ بھول سکتا ہون۔ اب تمھارے حساب کے مطابق ایک دفعہ تو
لکڑیان کھائین اب سنگساری کے موقع پر آکے پھنسا ہون۔ یہ میری سنگساری تمھارے
آگے وہی وزن رکھتی ہی جیسے لکڑیون سے پٹنا۔ تو اب ہی درویش تو مجھے یہ بتا کہ مین کیا کرون۔
درویش۔ تم وہ حاجی تو ہو نہین جس سے مین پہلے ملا تھا۔ ہان جب جانو نگا کہ تم وہی
حاجی بابا ہو جب مجتہد بنجاؤ۔ اگر مجتہد بننے کی عقل نہین رکھتے تو کیا ہی کیا۔ بالکل

خاموشی اختیار کرلو سمٹ سمٹا کے ایک طرف بیٹھ جاؤ اور اللہ ہو کے سوا اور کچھ نہ کہونگا میں بالکل نیچی رہیں پھر دیکھیں کہ تمھیں کون شخص سمجھتا ہے۔ اور کوئی تو کوئی میں خود ہی نہیں سمجھ سکونگا۔

یہ سُنکے میں نے اُسکی رائے کو قبول کرلیا اور میں مجتہد کی ملاقات کے لیے آنکھیں نیچی کیے ہوئے چلا اور میں نے اپنی بدقسمتی کا شکریہ ادا کیا میں نے اپنے دل میں یقین کرلیا کہ تمام شہر میں کوئی بھی ایسا شخص نہوگا جو میری سی متقیوں کی سی صورت بنانے میں مجھ سے زیادہ فخر حاصل کرسکے۔ میں بہت ہی آہستہ آہستہ زمین پر چلا اور اپنے فلاسفر سعدیؒ کے یہ برجستہ فقرے اور شعر اُسوقت یاد آگئے جو اُنھوں نے درویشوں کے اخلاق پر کہے ہیں۔ یہ میرے اس معاملے سے ایسا تعلق رکھتے تھے اور مجھ سے کچھ ایسی مناسبت کھاتے تھے کہ اس سے میں بہت ہی خوش ہوا اور اب وہ فکر و تردد جاتا رہا اور مجھے اس امر سے اطمینان ہوا کہ میں اب مجتہد کو اب کاہے کو چلنے دونگا اُسے کبھی اپنی جہالت ظاہر نہونے دونگا وہ سعدیؒ کے جملے مفصلۂ ذیل یہ ہیں۔

یکے از بزرگان گفت پارسائے راچہ گوئی بحق فلان عابد کہ دیگران رالحق دری طعنہ سخن ہا گفتہ اند گفت بر ظاہرش عیب نمی بینیم و در باطنش غیب نمیدانم۔ قطعہ

ہر کرا جامہ پارسا بینی	پارسا دان و نیک مرد انگار

در ندانی کہ در نہانش چیست
محتسب را درون خانہ چہ کار

میں نے پھر سعدیؒ کے اسی باب میں سے چند اور بھی جملے یاد کیے جنسے مجھے اطمینان ہوا کہ اب مجتہد کو میری علمیت اور پاکی کا کامل یقین ہو جائیگا۔ کیونکہ اگر اُسنے مجھے ذرا بھی موقع دیا تو میں یہ کہونگا۔

درویشے را دیدم کہ میگفت۔ یاغفور یارحیم تو دانی کہ از ظلوم و جہول چہ آید شعر

گر کشی ور جرم بخشی روی و سر بر آستانم		بندہ را فرمان نباشد ہرچہ فرمائی برانم

مجتہد ظہر کی نماز پڑھ چکا تھا اور سلام ہی پھیرنے کو تھا کہ مین نے اُس دالان مین قدم رکھا جہان وہ بیٹھا ہوا تھا۔ یہ مقام تمام اُسکے معتقدین سے پُر تھا اور ہر شخص کی نگاہ اُسپر اس طرح سے پڑ رہی تھی جیسا کوئی اپنے بڑے آقا کو دیکھتا ہی۔ یہان یہ وعظ بھی کہا کرتا ہی۔ ایک مُلّا نے جسکو مین پہلے ہی سے جانتا تھا مجتہد سے میری نسبت بیان کیا کہ فلان شخص ہی اور اسکا یہ نام ہی۔ پھر مجھے دری پر بیٹھنے کے لیے کہا گیا۔ مین نہایت ہی عاجزی سے اس مجتہد کی عبا کے دامن کو بوسہ دے کے اُس شطرنجی پر بیٹھ گیا۔

مجتہد۔ تم بہت ہی مبارک ہو۔ ای حاجی مین نے تمھاری نسبت بہت کچھ سُنا ہی انشاء اللہ تمھارے یہان قدم بہت ہی خوش قسمت ہونگے۔ آگے سرک آؤ۔

جب اسنے مجھ سے کہا کہ اور بھی ادپر سرک آؤ تو مین نے بہت ہی گھگھیا کے انکار کیا اور کہا کہ جہان مین بیٹھا ہون یہ جگہ بھی مجھسے ننگ کرتی ہوگی جس جگہ پر مین بیٹھا ہوا تھا اس طرح سے دو زانو ہاتھ شانون مین سکیڑے بیٹھا ہوا تھا کہ صورت ادب بن گیا تھا اور اس مجتہد کے آگے بس مجسم تعظیم ہو گیا تھا۔

مجتہد۔ ہمنے سُنا ہی تم بہت ہی بڑے عبادت گزار ہو اور خدا کے پاک و رصاف بندون مین سے ہو اور تم اُن لوگون مین سے نہین ہو جنکی دورنگی داڑھی ہی۔ اور انکا یہ حال ہی کہ ظاہر تو مسلمانون کی صورت بنے ہوے ہوتے ہین مگر دل مین منافق ہوتے ہین۔

مین حضور کا رحیمانہ التفات کبھی بھی کم نہو جناب کا یہ خادم اُن لوگون کا خاک پا بھی نہین ہی اور انکی برابری بھی نہین کر سکتا جو خدا کی با جاہ و جلال درگاہ کی چوکھٹ پر ناصیہ سائی کرتے ہین۔

یہ باتین ہوکے پھر باہم مُنھ کو قفل لگ گئے۔ اور ہم دونون خاموش ہو رہے

اسکے بعد اُس نے مجھ سے یہ کہا۔

کیا یہ سچ ہی حاجی کہ تمسے تمھارے نصیبہ نے روگردانی کی اور تم یہان آکے پناہ گزین ہوے مدت ہوئی کہ دُنیا کا اور ہمارا باہم رخصتی سلام ہو چکا ہی۔ اس لیے میرے سوالات تعجب اور حیرت کے لیے شاید اطمینان بخش نہ ثابت ہونگے۔ اب تم مجھے اس بات کی اطلاع دو کہ مین جس سے تمھارا کوئی کام نکال سکون یعنی جس شی کی تمھین ضرورت ہو کہو جہان تک مجھ سے ہو سکے گا اُسکے بہم پہونچانے مین کوتاہی نہ کرونگا۔ کیونکہ ہمین اپنے دینی بھائیون کی مدد کرنی چاہیے۔ ہمارا فرض ہی کہ اگر ایک اندھا راستہ بھول جائے تو اُسکا ہاتھ پکڑکے اُسکو گھر پہونچا دین ہمین چاہیے کہ جو حالت مصیبت مین ہین اُنکی ہم مدد کرین۔

یہ سُنکے مجھے دلیری ہوئی کہ مین وہی مذکورۂ بالا اشعار سعدی کے پڑھون۔ چنانچہ ذرا درد کی آواز سے مین نے اُنکو پڑھ کے سُنایا۔ اسکے بعد مین نے اپنی رام کہانی اُن درد آمیز الفاظ مین بیان کی اور اسکا طرز بیان ایسا اختیار کیا کہ سب میری صورت دیکھنے لگے۔ اور یہ سمجھنے لگے کہ یہ شخص فنا فی اللہ ہی اور دین کے راستے مین اپنی جان ہتھیلی پر لیے پھرتا ہی۔

اگر ایسا ہی۔ (مجتہد نے کہا) تو وہ دن کچھ دور نہین ہی کہ مین خدا کے ہاتھ مین گویا ایک آلۂ انصاف ہونگا اور پھر مین دیکھونگا کہ تمھارے ساتھ کیا انصاف کیا گیا۔ شاہ خود اس مہینے کے گذرنے کے بعد یہان زیارت کرنے آئیگا اور جب وہ قبولیت اور منظوری کی نگاہ سے میری طرف نظر کریگا تو تم اس بات کا تو یقین ہی کرو کہ مین تمھاری رہائی کے لیے اُس سے ضرور سفارش کرونگا۔

مین۔ کیا مجھ جیسا گناہگار آپ جیسے پاک اور مقدس جناب مین کچھ عرض کر سکتا ہی مین آپ کے لیے دعا کرونگا۔ خدا کرے آپ کی خاک پا میرا سرمۂ چشم بنے۔

جو کچھ آپ میرے لیے کرینگے خداوند تعالیٰ اسکا اجر دے گا۔

مجتہد۔ یہ تو ظاہر ہی کہ تم بھی ہم ہی مین سے ہو۔ جو سچے مسلمان ہوتے ہین اُنکا یہ قاعدہ ہی کہ وہ اپنے بھائیون کی ہر جگہ شناخت کر لیتے ہین جیسے مین نے قوم فرانس کی نسبت سُنا ہی کہ ان مین ایک فرقہ ہی جسکو فرانوشی (فرمیشن) یا فرامیشن کہتے ہین اُنکا یہ حال ہی کہ وہ اپنے فریق کے ہر شخص کو چاہے سیکڑون مین ہو اور چاہے ہزارون مین ہو پہچان ضرور لیتے ہین۔

یہ سنکے تمام لوگون کی زبان سے مجتہد کے علم کی تعریف مین اللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ نکلا۔ پھر مجتہد میری طرف مخاطب ہوکے یہ کہنے لگا۔

یہان ایک اور بھی شخص تمھارے ساتھ ہی جو اپنے کو درویش کہتا ہی کیا تمھاری اُس سے کچھ واقفیت ہی وہ تو یہ کہتا ہی کہ مین اور حاجی ہمدم ہین۔ کیا یہ ایسا ہی ہی

مین۔ چہ عرض بکنم۔ مین صاف صاف نہین جانتا کہ آیا مین اس امر کا اقرار کرون کہ وہ میرا دوست ہی یا نہین ہی۔

ہان وہ فقیر ہی ایک غریب شخص ہی اُسکو مین نے بھی اپنے حجرے مین جگہ دیدی ہی اُسنے میری کچھ خدمت بھی کی ہی اور مین اُسکی ہوشیاری بھی کرتا ہون۔

ایک بوڑھا ملّا جو مجھسے دوم نمبر پر بیٹھا ہوا تھا یہ بولا کہ تمھین ضرور اُس سے ہوشیار ہونا چاہیے جس قدر عجمی ہوتے ہین سب یا تو چور ہوتے ہین اور یا دغاباز ہوتے ہین چونکہ یہ بھی عجمی ہی اس لیے یہ بھی ضرور چور اُٹھائی گیرا ہو گا۔

مجتہد۔ ہان یہ درست ہی۔ (اسوقت مجتہد کا ہاتھ کمر پر رکھا ہوا تھا اور اس ہیئت مین باتین کر رہا تھا۔ اس صورت کو مجتہد کے معتقدین بہت ہی پیاری سمجھتے ہین اور اُنکا دھیان۔ بالکل مجتہد پر ہوتا ہی اور اُسکی ہر بات کو ہمہ تن گوش ہوکے سنتے ہین)

ہان یہ لوگ اپنے کو درویش کہتے ہین۔ اور ان مین بہت سے فرقے ہوتے ہین۔

انکے عقائد بھی جُدا جُدا ہین۔ چنانچہ ایک فرقے کا تو یہ عقیدہ ہی اور وہ یون اسکو مشتہر کرتے ہین کہ رمضان شریف کے روزے رکھنے۔ وضو کرنا۔ روز پنجگانہ نماز ادا کرنی نجات کی خواہش کے لیے بے ضرورت ثابت ہوئی ہی۔ ان فاقون اور ٹکرون اور اٹاک بھٹک سے نجات ہرگز نہ ہوگی جسم کی حرکت سے کچھ نہین ہوتا صرف اپنے دل کو نرم کرنا چاہیئے اس سے سب کچھ ہو جاتا ہی۔

دوسرا فرقہ قرآن شریف کے برحق ہونے کا مقر ہی لیکن ساتھ ہی اسکے اوامر کی توہین کرتا ہی اور نہین مانتا۔ اقوال بزرگان اور نصائح پیران وہ انکو بہت ہی حقارت آمیز نظر سے دیکھتا ہی اور ان باتون کو سخت مکروہ سمجھتا ہی۔

حاجی بابا۔ واقعی جناب نے جس قدر ارشاد فرمایا سب درست اور بجا ہی۔ کون کہہ سکتا ہی کہ اس مین سرمو فرق ہی۔

مجتہد۔ ایک اور فرقہ کی سُنیئے کہ اسکا رویہ ہی اور ہی۔ اسکا قاعدہ ہی کہ اپنی ظاہری صورت کو بگاڑے اور جس قدر عیش و عشرت۔ آرام و آرائش دنیا کی باتین ہون سب کو اُڑا دے مگر یہ خوب خیال رکھنا چاہیئے کہ ان مین فریبی غدار بہت ہوتے ہین۔

انکا ایک اور فرقہ ہی وہ تو بالکل دہریہ ہی بظاہر وہ ہم لوگون کو اس امر کا یقین دلاتے ہین کہ ہماری زندگی ابدی سنگت مین خوق العادت قوتون کے ساتھ گذرتی ہی۔ اور جب وہ کوئی کپڑا۔ پیوند در پیوند پہنتے ہین تو دُنیا کی جس قدر نفیس اور عمدہ چیزین ہین سب سے حقارت کرتے ہین۔ اور وہ یہ کہتے ہین۔

ہرچہ در دنیاست بر آزادگان آمد حرام	خاطر جمع است در زیر فلک سامان ما
ما گرفتاران ہستی را بچشم کم مبین	چرخ ناپید است در گردش بجور ما

معلوم ہوتا ہی کہ ہمیشہ وہ بعید الطبیعت استغراق مین سرگرم رہتے ہین جسکو نہ تو وہ اور نہ کوئی اور متنفس سمجھ سکتا ہی۔ ان مین صفائی اور کدورت کا کوئی بھی فرق

نہین ہوتا۔ انکے آگے سب ایک ہی۔ شریعت اور غیر شریعت کو وہ کچھ بھی نہین سمجھتے اُنکے آگے دونون باتین ایک ہی حکم رکھتی ہین۔

ایک۔ اللہ۔ اللہ۔ ایسے فرقے بھی اس پردۂ دُنیا پر موجود ہین جنکے عقائد پر جہانتک تعجب کیا جائے بجا ہے۔

دوسرا۔ خدا انکو ہدایت کرے۔

جب یہ باتین ہو رہی تھین اُسوقت مین نہایت خاموشی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اور دیکھتا تھا کہ یہ تمام جماعت ہر فقرے کے بعد آمین آمین پکارتی تھی جب یہ مجتہد اپنی رام کہانی گا رہا تھا تو ساری جماعت تعریف بھی کرتی جاتی تھی اور سب کی مجھپر بھی نگاہین لڑ رہی تھین کہ ان باتون سے اسے کچھ سرایگی تو نہین ہوتی لیکن مین آمین وغیرہ کہنے مین اُنسے بھی دس قدم آگے تھا۔ مین نے ان تمام باتون کو اس طرح سے نبھایا کہ میرے فیوہ مین سب کے دلپر بہت بڑا اثر ہوا اور وہ میری طرف بہت ہی رجوع ہوے اور سمجھنے لگے کہ پکا مومن ہے مجتہد کہتے کہتے اس قدر گر گیا اسقدر گرمایا کہ صوفیون کو خوب ہی آڑے ہاتھون لیا۔ اگر ایک شخص بھی وہان کوئی صوفی ہوتا تو ضرور قتل کیا جاتا۔ مین تو بیچارہ یون ہی مظلومون کی طرح سے گردن ڈالے ہوئے بیٹھا رہا۔ اور اس خاموشی کو اپنی کامیابی سمجھا۔

جب سب معاملہ ختم ہوگیا اور مجتہد بک چکا تو مین بھی وہان سے اُٹھکے اپنے حُجرے مین آیا جب میری اپنے ساتھی سے ملاقات ہوئی تو مین نے اُس سے جو کچھ کیفیت گذری تھی سب حرف بحرف سُنا دی اور جو باتین کہ اُسکی اور درویشون کی نسبت کہی گئی تھین سب ذکر کر دین۔

اب مین نے اُسے نصیحت کی کہ بہتر ہے تم یہان سے چلے جاؤ اور اس شہر کو چھوڑ دو کیونکہ تمھارا ہر متنفس یہان خون کا پیاسا ہے۔ بھائی اگر اُنھون نے تمھین پکڑ لیا تو وہ ضرور تمھین سنگسار کرینگے۔ تو پھر سواے موت کے چارہ کیا ہو سکتا ہے۔

خدا کرے انھین کے سرون پر پتھر برسین - (درویش بولا کمبخت کفار کا گروہ ہی جو مسلمان کے خون کے پیاسے ہوتے ہین -

ایسا کونسا مذہب انکا ہی جسمین یہ لکھا ہوا ہی کہ ایک بیگناہ کی جان کے پیچھے ہاتھ دھوکے پڑجاؤ اور اُسکو قتل کرکے ثواب دارین حاصل کرو -

یہان مین آیا ہون نہ مجھے سُنی و شیعہ سے کچھ سروکار ہی اور نہ صوفی اور مسلمان سے غرض ہی اور باوجودیکہ اُنسے مطلب نہین ہی لیکن پھر بھی پانچون وقت وضو کرنا پیچگانہ نماز ادا کرنا - اور پھر بھی ان لوگون کا اطمینان نہین ہوتا خیر اب انکے بُرے دغل وزظاہری شہر پر لات مارونگا بس پھر مجھے وضو کرنے اور نماز پڑھنے کی ضرورت ہی کیا ہوگی - ہان - یہ ہوگا کہ اگر پھر اسی طرح سے مجبور کیا گیا تو خیر دیکھا جائیگا -

اگر میری پوچھیے تو مجھے تو ذرا بھی فکر نہ تھا جب درویش نے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ مین جاتا ہون مین نے بہت ہی خوشی کی حالت مین اُسے چمڑے کی پٹی کمر سے کستے ہوے دیکھا جسمین بڑا گچھا تسبیح کا گھُرسا ہوا تھا اور ایک لکڑی اُسنے ہاتھ مین لی ہرن اُسکے ہرن کے چمڑے کو پیٹھ پر بندھولنے مین مدد کی جب اُسنے اپنے ہاتھ مین بڑا فولادی ہتھیار لیا جو وہ کاندھے پر رکھکے چلتا تھا اور ایک ہاتھ مین زنجیر بن لین تو ہمنے باہم ملکے ایک دوسرے کو ایڈیو یعنی رخصتی سلام کیا اور بہت دل سے ہمنے ایک دوسرے کو رخصت کیا جب وہ مجکو رخصت کرکے روانہ ہونے لگا تو مین نے اُسے دیکھا کہ وہ بہت ہی خوش تھا اُسکی کھلی ہوئی صورت سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ دُنیا کا حکمران ہی نہ کہ خود دُنیا اُسپر حکومت کرتی ہو اور یہ صرف اُسکو اپنے دو پیرون کا بھروسہ تھا جس سے کہ وہ دنیا مین قدم زن تھا -

مین - خدا کرے تمپر اللہ کی ہمیشہ رحمتین نازل ہوتی رہین خدا کرے تمکو کبھی ایک جوڑے جوتی کی اپنے پیرون کے لیے خواہش نہو - اور خدا کرے ہمیشہ تمھاری زبان سے وہ دلچسپ کہانی ادا ہوتی رہے جس سے دُنیا کے وہ امرا نداق حاصل کرین جو صدہا اور

ہزارون ضرورتون کے غلام ہین۔ اور ہمیشہ انھین باتون سے تمھاری زندگی کی ضروریات پوری ہوتی رہین۔

۲۱ اکیسوان باب

حاجی بابا کے دوست کا حاجی بابا کا مال چرانا اور حاجی بابا کا محتاج ہو جانا لیکن قید سے رہائی پانا

اب میرا خیال تو مجتہد کے وعدے پر تلا جسنے مجھ سے یہ عہد کیا تھا کہ شاہ جب اس مقبرے کی زیارت کے لیے آئیگا تو مین تیری سفارش کر کے اُس سے رہائی دلوا دونگا۔ تو اب مین نے یہ چاہا کہ اُسکی خدمت مین کچھ نذرانہ پیش کرون کیونکہ تمام ایران مین بغیر نذرانہ کے کوئی کام انجام کو نہین پہونچتا لیکن اب یہ خیال آیا کہ نذرانہ ہو تو کس چیز کا ہو۔ جو کچھ تھیلی مین زر نقد تھا وہ اڑے تھڑے کو پاس رکھا ہوا تھا کہ اگر کہین موقع ہو اور ضرورت آکے پڑے تو مین اُس سے زندگی کے دن بسر کر سکونگا۔ اور گو یہ بہت ہی ناچیز رقم تھی لیکن میری زندگی کی آسرا اور ڈھارس بندھوانے والی تھی اسلیے مین نے اسکو اپنی کوٹھری کے ایک کونے مین دفن کر دیا تھا مین نے چاہا کہ اسکو اپنی جانماز نذرانہ مین دون کیونکہ وہ ہمیشہ صوم وصلوٰۃ مین رہتا ہے اسکے لیے یہی پیشکش مناسب ہوگا۔ اور اپنے لیے دوسری بازار سے خرید لاؤنگا۔ کیونکہ جب وہ نیک شخص یعنی مجتہد نماز پڑھے گا تو اُسے میرا بہت ہی خیال رہیگا اور شاید اسی خیال مین وہ میری رہائی کی کوشش کرنے مین غافل نہ رہے لیکن مین یہین ٹھہرتا ہون۔ اور اپنے ناظر سے ملتمس ہون کہ وہ میری اس جانکنی کی حالت کو دیکھے۔ ایک سناٹا تھا کہ سر سے اُٹھا اور دل مین جاکے بجھا۔ اب یہان نہ تو میرا غصہ کچھ کام دے سکتا تھا اور نہ میرا غم نہ میرا داویلا۔ سب بیکار تھے۔ جب مین نے دیکھا کہ وہ اشرفیون کی تھیلی وہان ندارد ہے۔

یہ دیکھتے ہی میرا نتھنون مین سانس چلنے لگا اور بغیر ایک لمحہ کے توقف کے مین نے یہ کہا اے دیوالیہ کُتے۔ اے حرامزادے درویش یہ تو درست ہے کہ تو بندرگاہ حفاظت مین مجھے لے آیا لیکن تو مجھے بے لنگر یہان چھوڑ کے چلا گیا۔ خدا کرے تیری زندگی ہمیشہ تلخی مین گذرے خدا کرے تیری ہر روزہ روٹی غم کی روٹی ہو۔ غرض ان سب باتون کے بعد صاف تو یہ ہے کہ حاجی بابا محتاج ہو گیا۔

اسکے بعد مین بہت ہی دردناکی سے نالہ وزاری کرنے لگا۔ اور مجھے یہ رونا اس لیے آتا تھا کہ اب تو فاقہ کشی کرتے کرتے مر جائیگا گو یہ مین جانتا تھا کہ اہل کرم کی خیرات اور فیاضی بہت بڑھی ہوئی تھی۔ مین نے اپنے دل مین یہ کہا۔

درد دل سے لوٹتا ہون میں اُسکو درد ہے	ہون مین لفظ درد جس پہلو سے اُٹھو درد ہے

جو جو میرا مایوسانہ مرض ترقی کرتا تھا مجھے زندگی کے تمام خطرے جن مین میری جان زار پھنس چکی تھی برابر یاد آجاتے تھے۔ زینب کو کس مایوسی کی حالت مین خاک و خون مین لتھڑا ہوا دیکھنا اور اسکے بہتے ہوئے خون مین رومال تر کرنا۔ اپنے اس قید خانہ کو دیکھ کے گریہ وزاری کرنا۔ اپنی رقم کثیر پر دست افسوس ملنا۔ ان سب غموم و آلام نے مجھے اسطرح سے آ کے گھیر لیا اگر واقعی اس وقت میرے پاس زہر ہوتا تو مین ضرور کھا کے مر جاتا۔ اسی اثنا مین میری کوٹھری کے قریب ایک بوڑھے مُلا کا گذر ہوا جسنے مجھے مجتہد سے ملوایا تھا اور جسنے درویش کے خلاف بہت ہی زبان آوری کی تھی۔ مین نے اُسے دیکھتے ہی اپنی دردناک اور خون آلود رلم کہانی کہی اور ایسا پھوٹ پھوٹ کے رویا کہ اُسکے دل پر میری اس آہ وزاری کی چوٹ لگی۔

مین۔ اے مُلا صاحب آپ نے بہت ہی درست فرمایا تھا کہ اس درویش کا ہرگز بھروسہ نہ کرنا چاہیے۔ میرا روپیہ یا زر نقد وہ چوری کرکے لے گیا اور مین یون کا یون خالی ہاتھ رہ گیا۔ مین تو ایک پردیسی ہون۔ اس کمبخت نے اپنے کو میرا دوست بنایا تھا لیکن وہ

میرا دشمن جانی نکلا۔ ایسے دوست پر ہزار لعنت ہی ہاے اب مین کس کا دامن پکڑون اور کس شخص کو اپنا مددگار بناؤن۔

مُلّا۔ اے میرے پیارے بیٹے تم کچھ غم نہ کرو۔ یہ تو ہمین یقین ہی اور ہم جانتے ہین کہ خداوند تعالی کی ذات وحدہ لاشریک ہی اُسنے صرف تمکو یہ مصیبت اور فلاکت بھیج کے آزمائش کی ہی صبر کرو اللہ اسکا یقین صلہ عطا کریگا۔ تمھارا روپیہ چلا گیا اور بیشک جاتا رہا جانے دو تمھارا چمڑا تو رہ گیا اب تم زیادہ کیا چاہتے ہو چمڑا کوئی بُری چیز نہین ہی۔

مین۔ آپ یہ کیا فرماتے ہین۔ مین جانتا ہون کہ چمڑا بُری چیز نہین ہی لیکن یہ چمڑا درویش سے میرے گم شدہ زرنقد کو واپس پھیر لے گا۔

پھر مین نے اُس بوڑھے مُلّا سے یہ کہا کہ آپ میری اس مصیبت کی خبر مجتہد تک ضرور پہونچا دین اور میری اس بے نوائی اور محتاجی کو عرض کر دین کہ مین اب اُنکی خدمت مین کسی قسم کا نذرانہ پیش کرنے کے قابل نہین رہا جو کچھ اسکی بابت میرا خیال تھا وہ اب مفلسی کے سبب سے کسی طرح بھی حاصل نہین ہوسکتا۔

مُلّا مجھ سے مضبوط وعدے وعید کرکے چلا گیا اور چلتے چلتے اُسنے یہ اقرار کیا کہ مین اِس مقدس شخص کے گوش گذار تیری پوری پوری مصیبتناک حالت عرض کرو ن گا اور علاوہ برین تیری اُس سے سفارش بھی کرونگا۔ میری بڑی خوشی اور خرمی اس غمناک حالت مین اُسوقت اِس خبر سے ہوئی کہ مین نے سُنا شاہ زیارت مقبرے کے لیے آتا ہی اور یہ شادمانی کی خبر ڈیرے خیمے ایستادہ کرنے والے لائے تھے۔ یہ لوگ شاہ کی معمولی ضروریات کو بہم پہونچانے کے لیے پہلے ہی چلے آئے تھے۔ مقبرے کے صحن مین ایک بہت بڑا شہ نشین ایستادہ کیا گیا اور اُسکے نیچے ایک بہت خوبصورت اور عمدہ غالیچہ بچھایا گیا۔ یہان گویا شاہ بیٹھ کے عبادت کرینگے۔ مقبرے کے تمام صحن مین چھڑکاؤ کیا گیا۔ حوض کے وسط مین جو فوارہ بنا ہوا تھا وہ اُسوقت چھٹنے لگا تھا اور جس قدر مقبرے کی راہین تھین سب صاف ہوگئی تھین

تمام مجاور لوگ جمع ہو کے شاہ کے استقبال کے لیے مستعد ہو گئے تھے کہ جسوقت وہ مقبرے مین قدم رکھین تو سب انکا استقبال کرکے اندر لائین۔ غرض کوئی ایسی تیاری نہ تھی جو ظل اللہ کے قدوم میمنت لزوم کی تقریب مین کرنی رہجاتی ہو۔

اب مین اپنی آیندہ قسمت کے لیے متردد ہوا۔

ببینیم تا کرد گار جہان		درین آشکارا چہ دارد نہان

مدت ہوئی تھی کہ مین اس امر سے محض نابلد تھا کہ میرے اوپر شاہ کا کس قدر غصہ ہی اور وہ مجھپر کس طرح لہو کے گھونٹ پیے بیٹھا ہی۔ یہ حالت دیکھ کے اور اپنی قسمت کو چوپٹ سمجھ کے مین نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ اسے سوائے میرے سر اڑا دینے کے اور کوئی چیز اطمینان بخش نہو گی لیکن پھر یہ غم آلود خیال اس تصور سے مٹ گیا جب میرا سفارشی ایسا مقدس اور دلی شخص ہی جسکو شاہ بھی مانتا ہی پھر میری گردن کیون اُڑنے لگی اس تصور سے گو نہ مجھے اطمینان ہوا اور یک لخت میرا وہ مارے جانے کا غم صورت خوشی مین جلوہ دینے لگا۔

فراشون کا سردار میرا پہلے دوست تھا اور جس قدر اُسکے نائب وغیرہ تھے اُن مین سے بہت سے میرے شناسائی تھے مین نے اپنے سے اُنھین فوراً آگاہ کیا۔ وہ میری صورت دیکھتے ہی میری طرف مائل ہوے اور اُنھون نے مجھ سے اصلا کچھ پرہیز نہ کیا یہ ایک بہت ہی تعجب انگیز بات تھی حالانکہ ہمارا ایک فاضل اجل کہتا ہی۔

”ایک شخص جو نامساعد بخت سے سرگردان ہوتا ہی وہ ایک فرومایہ زر کے موافق ہی کہ اول تو اُسے کوئی لیتا نہین اور جو لیتا بھی ہی تو فوراً دوسرے شخص کو واپس دیدیتا ہی“

ان نئے آنے والون نے مجھے تمام ان باتون سے مطلع کیا جو طہران چھوڑنے کے بعد وقوع مین آئی تھین۔ گو اپنے دل ہی دل مین پہلے یہ عہد کر چکا تھا کہ اب دنیا کو مطلق ترک کر دونگا اور گوشہ نشینی اختیار کرونگا۔ لیکن پھر بھی اسوقت مین کہتا تھا کہ ہر امر

سے کے سُننے کے لیے میرے کان مشتاق تھے۔ اُنھون نے مجھے اس امر سے اطلاع دی کہ تمھارا اعلی افسر جنگ روس سے واپس آگیا اور شاہ کے لیے دو غلام جارجیا کے لایا انمین ایک مرد ہی اور ایک عورت ہی۔ اس نذرانہ کو شاہ نے قبول کرلیا اور اسکے صلے مین اُسے خلعت فاخرہ سے ممتاز کیا تمھارے افسر نے اس امر سے بھی توبہ کی کہ مین اب کبھی شراب کا استعمال نہین کرونگا

مین نے یہ بھی سُنا کہ گو زینب کے معاملے مین سراسر مین ہی خطا دار گروانا گیا تھا اور کل جرم مجھپر ہی عاید کیا گیا تھا لیکن پھر بھی مرزا احمق کی آدھی داڑھی جڑ سے اُکھڑی گئی اور مرزا احمق مجبور ہوئے کہ شاہ کو دوبارہ ایک گران بہا تحفہ پیش کرین اور یہ داڑھی شاہ نے صرف اُس رنج سے اُکھڑوائی تھی جو اُسکو زینب کی جان شیرین لینے سے ہوا تھا اور بہت بڑا صدمہ یہ تھا کہ جب مین (یعنی شاہ) سلطانہ سے واپس پھر کے آیا وہ میرے آگے کیون نہ گائی اور کیون نہ ناچی۔

شاہ کا وہ صدمہ اور رنج جو کروش کی لونڈی کو ہاتھ سے کھو دینے پر ہوا تھا افسر جلادان کے اس جارجین لونڈی کے پیش کرنے سے جاتا رہا جو وہ صرف شاہ ہی کے لیے اپنے ہمراہ لایا تھا یہ جارجین لونڈی نہایت حسینہ تھی۔ یہ مشہور ہوگیا تھا کہ آج تک بازار غلامان مین جب سے اس بازار کی بنا پڑی ہو ایسی حسینہ لونڈی دیکھنے مین نہین آئی۔ اس لونڈی کا چودھوین رات کے چاند کا سا چہرہ تھا اور اسکی آنکھین گھیرے مین فسر خراشان کی چار انگلیون اور انگوٹھے کے حلقے کے مانند تھین۔ اور اُسکی کمر اسقدر پتلی تھی کہ خود شاہ کی کلائی مین آسکتی تھی۔ اس کا قد بالکل سرو سا تھا جیسے پورا سرو کھڑا ہوا ہو۔ اور ان لوگون نے مجھے یہ بھی یقین دلایا کہ شاہ کا غصہ اور غضب جو تمپر ٹوٹا ہی اگر کچھ اشرفیان پیش کرو تو ابھی سب جاتا رہتا ہو۔

یہ سُنکے پھر درویش پر مین اپنے جلے پھپھولے پھوڑنے لگا اور مجھے خیال آیا کہ شاہ کے آگے بغیر اشرفیون کے پیش ہوتا ہی غیر مفید معلوم ہوتا ہی لیکن مین یہ

اُسکے بہت ہی شادان ہوا جس قدر مین نے اپنے مقدمہ مین مایوسی اور نااُمیدی کر رکھی ہی اس مقدمہ کی یہ حالت نہین ہی چادر امید پر بیٹھ کے اور توقع کا حقہ پیکر اسباب کا منتظر رہا کہ دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظہور پذیر ہوتا ہی اسوقت مین یہ کہہ رہا تھا

ای احمد محبوب خدا وقت دعا ہی	حاجی یہ ترے آگے عجب وقت پڑا ہی

دوسرے دن شاہ شاہان آکے پہونچا اور اُس ڈیرے مین فروکش ہوا جو اُسکے لیے صحن مین پہلے ہی کھڑا ہو گیا تھا۔ مین اپنی کتاب کے ناظر کا وقت ان تقریبات کے بیان کرنے مین برباد نہ کرونگا کیونکہ شاہ کی خود ہی خواہش تھی کہ جسقدر جاہ و حشم کا سامان ہو وہ بہت ہی کم ہو اس لیے کہ یہان وہ کوئی شوکت دکھانے تو آیا نہ تھا بلکہ ایک عاجزانہ صورت بنا کے فاطمہ علیہا السلام کے مقبرے مین آیا تھا تاکہ ان گناہون کی آمرزش چاہے جو اُس سے زندگی مین سرزد ہو گئے ہین پھر ایسی صورت مین نمود و شان دکھانے کی کیا ضرورت تھی۔ شاہ کی خواہش تھی کہ اس عاجزی کا مجھے بہتر صلہ ملے۔ کیونکہ یہ ایک امر مسلمہ ہی۔

ہو نہ مایوس ریاضت کا صلہ ملتا ہی
بندگی کرنے سے کہتے ہین خدا ملتا ہی

شاہ کی ہمیشہ یہی پالسی تھی کہ اپنے ملک کی امامت کو بہت ہی نمایان صورت اور عطر پیز لپیٹ سے معطر رکھے۔

کیونکہ شاہ اس امر کو بخوبی سمجھتا تھا کہ ان لوگون کا اثر خلقت کے دماغون پر بہت ہوتا ہی اور عوام الناس انھین بہت ہی مانتے ہین بس یہی بہت بڑا فرق شاہ اور غیر محدود طاقت مین تھا۔ اس لیے شاہ نے میرزا عبد القاسم کی اپنے دربار مین آنے کی دعوت کی اور جب یہ مجتہد کوم آیا تو شاہ سرتاپا کھڑا ہو گیا اور بہت عزت سے اپنے سامنے بٹھایا۔ شاہ نے پیدل تمام شہر کا گشت لگایا اور

جب تک یہان قیام رکھا غربا محتاجون کو بہت کچھ خیرات کی اور خصوصًا مجاورون اور اُن ولی اللہ لوگون کو جو وہین رہتے تھے اور بظاہر دنیا پر اُنھون نے لات ماری تھی بہت ہی قیمتی نذرین دین۔ شاہ اور وہ لوگ جو اُسکے ہمرکاب تھے کن استدعائی نظرون سے اِس متبرک مقام کو تاک رہے تھے اور یہ دیکھکے مین بہت ہی خوش ہوا کہ اِس غم آلود اور پُر آلام مصیبت مین مین تنہا گرفتار نہین ہون جس زمانہ مین کہ مین ملازم دربار تھا تو مین نے یہ سُنا تھا کہ گو شاہ ظاہرا اس تشدد اور سختی سے ارکان مذہب کا پابند ہی لیکن دلی بہت بڑا صوفی ہی۔ اور یہ بات اور بھی پایۂ ثبوت کو یون پہونچ گئی کہ شاہ کا سکرٹری ریاست جو ایک مشہور و معروف عقائد صوفیہ کے گنہگارون مین سے تھا اُسے حکم ہوا کہ تو اپنے تمام ارکان مذہب صوفیہ کو بخشش و عفو کے رومال مین لپیٹ لے اور سچے مذہب کی پوشاک پہنکے دربار مین حاضر ہو۔

اس صبح کو جب شاہ اپنی عبادت کرنے کے لیے مقبرے مین تشریف لائے تو مین نے اس بارے مین چستی اور چالاکی کا کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا کہ ایک دفعہ مجتہد کی نگاہ مجھپر پھر پڑ جاے اور میری رہائی دلوانے کا خیال پھر اسکے دماغ مین آ جائے۔

ظہر کی نماز سے ایک گھنٹہ پہلے شاہ پا پیادہ کھڑے ہوے تھے اور تمام لوگ مجاور اُمرا وغیرہ اُنکو گھیرے ہوے تھے۔ شاہ اسوقت سیاہ کپڑے پہنے ہوے تھے جس سے ایک سنجیدگی اور متانت اُنکے چہرے سے عیان تھی ہاتھ مین ایک خوبصورت چھڑی تھی جس پر پچی کاری کا کام ہو رہا تھا اور یہ لکڑی خود ہاتھی دانت کی بنی ہوئی تھی۔ اسوقت شاہ کچھ بھی زر و جواہر نہ پہنے ہوے تھے۔ جو دوسرے موقع پر ہمیشہ اُنکے گلے کا ہار ہوتے ہین ہان صرف اسوقت ایک تسبیح تو شاہ کے ہاتھ مین تھی۔ یہ تسبیح دُر شہوار کی بنی ہوئی تھی جنکی آب و تاب کے آگے تمام زر و جواہر خجل ہوتا تھا۔ یہ تسبیح ہمیشہ اور ہر وقت شاہ کے ہاتھ مین رہتی تھی۔

مجتہد شاہ کی بائین جانب دو چار قدم پیچھے آہستہ آہستہ چل رہا تھا اور جو کچھ شاہ سوالات کرتا تھا بہت ہی ادب اور تعظیم سے اُسکا جواب دیتا تھا اور بہت ہی توجہ اور غور سے شاہ کی ہر ایک بات کو سنتا تھا۔

جب شاہ مع اپنے جلوس کے میری کوٹھری کی طرف ٹہلتا ہوا آیا۔ تو مین نے یہ موقع بہت ہی اچھا دیکھا۔ اسوقت شاہ کے آگے کوئی افسر بھی نہین تھا لپک کے ایک سجدہ گھٹنون کے بل زمین پر کیا اور یہ غل مچایا پناہ ای شاہ شاہان پناہ۔ پناہ ای ماوا و ملجاے عالم پناہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کے صدقے مین پناہ۔

شاہ (مجتہد کی طرف مخاطب ہوکے) یہ کون شخص ہی۔ کیا یہ کوئی تم مین سے ہی۔

مجتہد۔ حضور اسنے اس روضہ مین آکے پناہ لی ہی اور یہ اس امر کا استحقاق رکھتا ہی اور استغاثہ چاہتا ہی کہ جب شاہ شاہان زیارت درگاہ کے لیے آتا ہی تو سب کا قصور بخش دیتا ہی اس لیے مجھے بھی اُمید ہی کہ میری خلاصی ہو جائیگی۔ یہ اور ہم سب حضور پر قربان ہین جو کچھ شاہ حکم دین اور اسکے لیے تجویز کرین اسی پر عملدرآمد کیا جاے۔

شاہ (میری طرف خطاب کرکے) تم کون ہو اور کیا ہو تمنے یہان آکے پناہ کیون اور کس لیے لی ہی۔

مین۔ حضور پر میرا جان و مال تصدق ہو جائے۔ حضور کا غلام افسر جلادان کا نائب ڈپٹی تھا میرا نام حاجی بابا ہی۔ میرے دشمنون نے حضور سے لگا بجھاکے میری طرف سے بدظن کر دیا حالانکہ جو جرم مجھپر عائد کیا جاتا ہی اُس سے مین محض بری ہون۔

شاہ (ایک منٹ کے بعد) ہان ہم سمجھے اچھا تو تم وہ حاجی بابا ہو۔ مبارک۔ پھر آیا یہ کون تھا جس نے یہ فعل کیا حکیم ہو چاہے نائب ڈپٹی ہو دونون مین سے تو ایک ہونا ہی چاہیے (مجتہد کی طرف مخاطب ہوکے) کیا یہ بات نہین ہی ای مرزا عبد القاسم کہ شاہ کی تمام نیکیان برباد گئین اور ذرا بھی اُسکا پاس و لحاظ نہوا۔

مجتہد۔ ہان درست ہی حضور کے سر مبارک کی قسم عموماً ایسے عورت و مرد کے مقدمہ
مین توسیع ہی بولا جاتا ہی۔

شاہ لیکن اسمین ہمارا پاک مذہب کیا حکم دیتا ہی۔ شاہ کی ایک لونڈی ہاتھ سے
جاتی رہی اور خونبہا تو چاہے کیسی ہی پست اور کم درجہ کی مخلوق ہو اُسکی لینی ضرور ہی۔
یہان تک کہ روسیون اور فرانسیسیون کی بھی خونبہا ہوتی ہی۔ تو پھر ہم اپنی نیکیان
ایک طبیب یا ایک ڈپٹی جلاد کے واسطے کیون چھوڑین۔

مجتہد۔ یہ حضور کا فرمانا درست ہی کہ خونبہا سب کی ہی لینی چاہیے اور خدا
کی کوئی مخلوق بھی اِس سے کمتر اور گئی گذری نہین ہی کہ اسکی خونبہا نہ لی جائے۔
لیکن ای عالم پناہ اور ای مظلومین کی فریاد کو پہونچنے والے آخر بخشش گناہ
کی نظر بھی تو ایک مظلوم اور بیکس مخلوق کی طرف کرنی فرض ہی جسکی نسبت
ہمارے پاک پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیروکارون کو سخت تاکید
فرمائی ہی تو ای شاہ اپنے پیارے نبی کی بجاآوری احکام کا اس سے بہتر اور
کوئی نمونہ نہین ہو سکتا تو اب اسکی خطا کو بخش اور اُسکے خون کو معاف کر اسکا اجر ای
شاہ شاہان تجھے روز جزا ملے گا۔

شاہ۔ بہت خوب (میری طرف متوجہ ہو کر) مرخص (ایک زور کی آواز مین)
خوب سمجھ لیجیو کہ تجکو اس ولی خدا کے صدقے مین رہائی ملگئی۔

جب مجتہد کی طرف اشارہ کیا تو اسکے کاندھے پر اپنا ہاتھ رکھدیا۔ تم آزاد ہو۔
اور اب تم بہت اچھی طرح سے آفتاب سے فوائد حاصل کر سکتے ہو۔ برو۔ اپنی آنکھون
کو کھولو اور پھر کبھی ہمارے آگے کھڑے نہونا۔

دوسری جلد ختم ہوئی

تیسری جلد

پہلا باب

(حاجی بابا کا اصفہان پہونچنا اور اپنے باپ کی تجہیز و تکفین مین شریک ہونا)

مین نے روانہ ہونے کے لیے حکم ثانی کی بھی راہ نہین دیکھی۔ اول ہی حکم ہوتے ہی جو مین چھوٹ ہوا تو مین نے پھر کے بھی نہین دیکھا کہ مقبرہ کہان رہ گیا اور مجاور کہان رہ گئے کوم اور اُسکے مجاورون کو چھوڑ کے سیدھا اصفہان کی طرف روانہ ہوا کچھ ٹکے میری گانٹھ مین موجود تھے جس سے راستہ مین مین اپنی خوراک خرید سکتا تھا۔ اور کاروانسرا مین کسی کونے مین پڑ جانے کی بھی مجھ مین قدرت تھی۔ یعنی پیسہ ٹکا مہترانی کے ہاتھ مین رکھا اور اِدھر اُدھر سرا مین لڑھک رہے۔ اس جوانی مین مجھے دُنیا سے سخت نفرت ہوگئی تھی اور بہت ہی برداشتہ خاطر ہوگیا تھا اگر کچھ مدت مجھے کوم مین اور بھی رہنے کا اتفاق ہوتا اور جس طرح سے کہ مین نے اپنا طریقہ وہان اختیار کیا تھا کیے رکھتا تو حق تو یہ ہی کہ اپنی زندگی کا باقیماندہ حصّہ مین مرزا عبد القاسم کی دعظ پر صدقے کر دیتا اور ہرگز وہان سے درانہ نکلتا۔ اور ہمیشہ اپنے سکوت اور سختی سے جو اپنے اوپر جھیلتا تھا دُنیا کو اپنی طرف متوجہ کرتا۔ لیکن ؎ ما درچہ خیالیم فلک درچہ خیال۔

یہان طبیعت کی یہ حالت ہونے کو تھی وہان قسمت میرے لیے کچھ اور ہی سامان کر رہی تھی اسوقت تک بھی زندگی کا میدان میرے لیے کشادہ تھا اور میری زندگی کے خنگ تیز گام نے ابھی تک نصف جست بھی نہ لگائی تھی جس سے وہ مجھے ایک مستقل زندگی مین رہنے کے لیے مانع آتا۔

میرے دل مین یہ خیال آیا کہ جس قدر مجھپر مصیبتین پڑرہین بلکہ اس سے اور بھی زیادہ پڑتین تو مین اُسکے لائق تھا اسلیے کہ مین نے اپنے پیارے والدین کو بالکل دل سے بھُلا دیا تھا۔

مین نے اپنی طرف خود مخاطب ہوکے کہا کہ مین بہت ہی کمبخت اور بدنصیب بیٹا ہون جب خدا نے مجھے حکومت وغیرہ سب کچھ دی تھی اور مین اپنی شہرت اور بڑی نیکنامی سے بہت فخر کرتا تھا افسوس ہین اپنے غریب حجام باپ کو اصفہان مین بھول گیا اور ذرا بھی بھولے سے بھی وہ مجھے کبھی یاد نہین آیا۔ اب مجھپر مصیبت آکے پڑی تو میری ہستی کے سبب وجود مجھے یاد آئے میرے اسکول ماسٹر کا ایک مقولہ جو وہ عربی مین اکثر کہا کرتا تھا مجھے یاد آگیا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ ایک پُرانا دوست اگر تمھارے پاس حاتم کے بھی خزانے ہون جب بھی تمھارے ہاتھ نہین لگ سکتا "خدا ملے تو ملے آشنا نہین ملتا"۔

تو ای نوجوان بچہ تو اس بات کو خوب یاد کرلے اور خوب اپنے دل مین سمجھ لے کہ تیرے پُرانے دوست اور بہی خواہ صرف تیرے والدین ہین۔

جون جون مین یہ کہتا تھا کہ کیا میرے والدین اب بھی خیال کرتے ہونگے کہ انکا کوئی بیٹا ہی۔ میرے دل مین الفت و محبت کا جوش بل کھاتا ہوا اُٹھتا تھا۔ اور انشاء اللہ اگر مین گھر پہونچ گیا تو وہ ضرور طعن و تشنیع اور چشم نمائی کرینگے مگر پاس ادب رکھکر بہت ہی آہستہ سے ایک آواز میرے کان مین آئیگی کہ تو بہت مدت سے غائب ہا اسوقت اسی غم و الم کا نشان جو زینب کے قتل ہونے اور طہران چھوڑنے پر ہوا تھا پھر میرے دماغ مین چکر کھانے لگا۔

جب مین نے کلاہ قاضی کے پہاڑ کی چوٹی دیکھی جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ صفہان قریب آگیا تو اب جو جو قدم اُٹھاتا ہون مجھے اندیشہ ہوتا جاتا ہی کہ دیکھیے مین اپنے کنبے کو کس حالت مین دیکھتا ہون۔ دیکھیے میرا پُرانا اُستاد بھی زندہ ملتا ہی

دیکھیئے میرا پڑوسی حلوائی بھی زندہ ہوگا جس دکان سے جب میرا باپ حجامت بنانے کے بعد پیسے دیا کرتا تھا تو مین مٹھائی مول لیا کرتا تھا۔ اور دیکھیئے میرا دوست دربان جس نے ترکمانون کے حملے کے وقت مین نے دھوکا دے کے دروازہ کھلوا لیا تھا آیا اُسکی زندگی کا دروازہ بند ہوگیا یا ابھی کُھلا ہی۔

مین اپنا راستہ ان ان خیالات سے طی کرتا چلا آتا تھا کہ مجھے سامنے سے صفہان کے مینار دکھائی دینے لگے۔ یہ مینارے دیکھ کے میرا دل مارے خوشی کے پھول گیا کہ خدا نے اتنی اتنی مشکلات کے بعد مجھے پھر میرے وطن کی بخیر و عافیت صورت دکھائی دی للہ الحمد کہ پھر اپنے وطن مین آئے۔"

مین یہان نماز ادا کرنے کے لیے ٹھہر گیا۔ پھر مین نے ایک پتھر اُٹھایا اور دوسرے پتھر پر رکھا۔ اور پھر مین یون التجا کرنے لگا۔

اے مرتضیٰ علیؓ شیر خدا حیدر کرار اگر آپکا یہ بندہ عاجز اور غلامان غلام پھر بحفاظت تمام اپنے وطن مالوفہ کو پہونچ جائیگا تو آپ کی نیاز کی ایک بھیڑ ذبح کریگا اور اُسکا پلاؤ پکا کر اپنے دوستون اور کنبے والون کو کھلائیگا۔

جب مین شہر کے باہر کے کونون کی طرف چل رہا تھا تو کوئی مقام ایسا نہین تھا جسکو مین نہ جانتا ہون اب مین شہر مین داخل ہوکے محرابدار بازارون اور پیچدار شاہراہون مین گذرا اور ابھی راستہ مین کوئی غلطی آکر واقع نہ ہوئی یہانتک کہ مین نے اپنے کو اپنے باپ کی دکان اور کاروان سرا کے دروازے کے سامنے کھڑا ہوا دیکھا۔

میرے باپ کی دکان کا دروازہ بند تھا۔ اور اُسکے کام کا ادھر اُدھر سان وگمان نہین معلوم ہوتا تھا۔ یہ دیکھ کے مین سکتہ مین بہت دیر تک کھڑا رہا آخر پھر مین آگے بڑھا کیونکہ میرا یہ دیکھتے ہی ماتھا ٹھنکا تھا کہ خدا خیر کرے ضرور یہ صورت کچھ بُرائی کی خبر دیتی ہی مگر پھر مجھے خیال آگیا کہ یہ صباح جمعہ ہی۔ آج کے دن تو اسوقت دُکان بند ہی

ہوتی ہی۔ اور غالبًا میرا باپ اپنے زمانۂ پیری مین یہ گھنٹے ضرور عبادت خدا مین صرف کرتا ہوگا۔

مگر کاروانسرا کھلی ہوئی تھی۔ اسکی تو مجھے وہی صورت نظر آئی جو مین پہلے ہمیشہ دیکھا کرتا تھا۔ اسباب کے گٹھر اِدھر اُدھر ڈھیر لگے ہوے تھے اور ایک طرف خچر اونٹ اور اُنکے ہانکنے والے بیٹھے ہوے تھے۔ آدمیون کے غول کے غول مختلف صورتون اور شباہتون کے موجود تھے بعض تو یونہی بیٹھے ہوے تھے بعض کچھ بات چیت کر رہے تھے اور بعض بے اعتنائی سے ادھر اُدھر نگران تھے اور بعض جلدی جلدی آتے تھے اور جاتے تھے جن کے چہرون سے ہوشیاری برستی تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ سب چیزین اُنکی نگاہ مین ہین۔ مین نے اِدھر اُدھر دیکھا کہ کہین حلوائی جو میرا بچپن کا دوست تھا نظر پڑ جاے لیکن مین یہ دیکھ کے کہ اُسکی دُکان بند ہی چونکا ہوتا کہ اتنے مین میری نگاہ اُسکے چہرے پر پڑی کہ جو سامنے حقہ کو لے کے اپنی چلم سلگانے کے لیے آگ تلاش کرتا پھرتا تھا۔

اُسکا سر اُسکے دھڑ مین بالکل غوطہ کھا گیا تھا اور اس زمانے مین جب مین نے اُسے دیکھا تھا اُس سے بہت ہی زیادہ چھاتی پر جھکا ہوا تھا۔ اُسکے جھکے ہوے گھٹنون سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ عمر گذران نے اسپر اپنا پورا جلوہ کیا ہی یعنی اسکی صورت سے یہ پایا جاتا تھا کہ یہ اتنی عمر کا ہی۔

جب مین نے اسکی طرف قدم اُٹھایا تو میری زبان سے یہ نکلا کہ کیا یہی علی محمد ہی یہ وہی ناک ہی جو ہزارون مین ایک ترچھوان ہی اور مین نے ہی تو اسکے نیچے کے گلچھون کی حجامت بنائی ہی۔

جب مین نے اسے اپنا وہ ہمیشہ کا سلام علیکم کیا وہ اپنا حقہ پیتا رہا اور اُس نے اوپر نظر اُٹھا کے بھی نہین دیکھا کیونکہ اُسے اجنبی کے ساتھ ذرا بات چیت کرنے کی

اتنی عادت نہین تھی۔

مین۔ای علی محمد کیا تم نے مجھے نہین پہچانا۔

علی محمد۔(اپنی ٹنّاسی آنکھ اوپر اُٹھا کے) دوست یہ کاروانسرا ے تصویرِ عالم ہی آدمی اس مین آتے ہین اور جاتے ہین۔انسے کچھ بھی مقصد نہین ہی۔پھر مین تم سے کیونکر آگاہ اور واقف ہون۔

اصل یہ تھی کہ علی محمد کی عمر زیادہ ہوگئی تھی اور اُسکی قوت یادمین فرق آگیا تھا۔

مین۔لیکن یقیناً یہ تو تمھین یاد ہوگا کہ حاجی بابا چھوٹا سا حاجی بابا جو تمھاری حجامت بنایا کرتا تھا اور تمھاری داڑھی اور گلمچھے درست کیا کرتا تھا۔

دربان۔خدا تو وحدہ لاشریک ہی (لیکن بہت ہی حیرانی کے ساتھ) کیا واقعی تم حاجی بابا ہو آہ ای میرے بیٹے مدت سے تیری جگہ خالی تھی۔آخر تم آگئے۔بہت اچھا منقبت بہ مرتضیٰ علیؑ مگر ای پیارے تیرا مغرور باپ اپنے لڑکے کے فراق مین آخر کار اس جہان فانی سے دم توڑ رہا ہی اور اُسکے ہر دم بردم واپسین کا شک ہوتا ہی۔

مین یہ کیا۔آپ اتنا مجھے بتا دیجیے کہ وہ کہان ہی اُسکی دُکان کیون بند ہی آپ اُسکی موت کی نسبت کیا فرماتے ہین۔

دربان۔ہان حاجی بابا بس جو اُسنے حجامت بنائی تھی وہ آخری تھی۔اب تم ایک لمحے کا بھی توقف اُسکے گھر جانے مین نہ کرو۔اور مجھے یقین ہی کہ تم اسکی زیارت دُنیا سے الوداع کہنے سے پہلے کر لوگے اگر خدا نے چاہا تو مین بھی بہت جلد اُسکا ساتھ دونگا کیونکہ دنیا ایک بہت ہی بیہودہ اور واہیات مقام ہی۔

مجھے کاروانسرا کا دروازہ کھولتے اور بند کرتے پچاس برس کا عرصہ گذر گیا لیکن اب مجھے معلوم ہوا ہی کہ میری تمام خوشیان رخصت ہوگئین میری کُنجیون مین اب تک رنگ وروغن باقی ہی لیکن مجھکو پھپوند لگ چلی۔

میں جلدی سے اپنے باپ کے مکان کی طرف روانہ ہوا تو میں نے دروازے
پر دیکھا کہ دو ملّانے ٹال مٹول کر رہے ہیں۔
میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ تم ای پرندو بہت بُرے شگون ہو شاید
تجہیز و تکفین کا سامان ہو رہا ہو قطعی یہاں موت ہو چکی۔
میں سیدھا کسی طرف بغیر نظر اُٹھائے مکان میں گھسا چلا گیا میں نے دیکھا کہ
میرے خاص دالان میں کثرت سے لوگ جمع ہیں اور ایک بوڑھے شخص کو آنگن میں
ایک بستر پر لٹا دیا ہی جب پاس سے جاکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ میرا بوڑھا باپ ہی
لیٹا ہوا ہی اور دم توڑ رہا ہی۔
کسی شخص نے بھی مجھے نہیں پہچانا۔ چونکہ ایران میں یہ قاعدہ ہی کہ میت کے گھر میں
چاہے جو کوئی اجنبی شخص چلا جائے تو اُس سے یہ دریافت نہ کرینگے کہ تو کون ہی اس لیے
مجھ سے بھی کوئی خبر نہوا ایک طرف طبیب بیٹھا ہوا تھا اور دوسری طرف ایک بوڑھا
شخص دوزانو سرھانے کی طرف بیٹھا ہوا معلوم ہوا میں نے پہچان لیا کہ یہ وہ میرا پہلا معلم
ہی وہ اپنے مرتے ہوے دوست سے تسلی بخش باتیں کر رہا تھا اور وہ باتیں یہ تھیں۔
افسردہ خاطر نہ ہو۔ اگر خدا نے چاہا تو ابھی دنیا میں اور بھی تم اپنی زندگی کے دن
گذاروگے ابھی تو تم اپنے بیٹے حاجی بابا کو دیکھوگے۔ دیکھو حاجی بابا ابھی یہیں آجاتا
ہی لیکن چونکہ یہ ایک واجب اور خوش قسمت کام ہی کہ تم صرف اپنی مرضی سے اپنا کوئی
وارث منتخب کرلو۔ کچھ اسمیں بُرائی نہیں ہی۔ اگر تمھاری یہی خواہش ہی تو ابھی اپنا وارث کسی کو بنا لو
میرا باپ۔ افسوس حاجی نے تو ہمیں چھوڑ دیا اب بھلا میں اُسے کہاں دیکھ سکونگا
اُسمیں تو کچھ اب ایسی شخصیت سمائی ہوگی کہ وہ اپنے غریب والدین کا خیال ہی کیوں
کرنے لگا اور وہ اس قابل کہاں ہی کہ اب میں اُسے اپنا وارث بناؤں۔
یہ پُر اثر اور دردناک باتیں میرے جگر کے پار ہوکر نکل گئیں اور میرے مجروح

اور خستہ قلب پر اتنا اثر کیا کہ اب مین اپنے کو زیادہ دیر چھپا نہ سکا اور مین بہت اضطرابی کی حالت مین بول اُٹھا کہ حاجی یہین موجود ہی حضور کی قدمبوسی کے لیے حاجی آیا ہی۔ مین ہی تمھارا بیٹیا ہون۔ آپ اسے برطرف نہ کیجیے۔

یہ کہکے مین بستر کی طرف دوڑا تو ہوا اور مین نے مرتے ہوے باپ کے ہاتھ کو چھاتی پر سے اُٹھاکر بوسہ دیا اور مین نے بہت ہی سخت واویلا اور آہ وزاری کی اور خون کے آنسو بہاے۔

یہ دیکھکے تمام لوگون مین ایک تحریک سی پھیل گئی بعض تو کچھ مایوس سے معلوم ہوے اور بعض کچھ ناراض ہوے اور سب پر ایک حیرت چھاگئی۔

میرا باپ جسکی آنکھین قریب قریب بند ہی ہوچکی تھین جب اُسکے کان مین یہ بھنک پہونچی کہ حاجی بابا آیا ہی تو اُس نے اس خوشی مین بہت ہی شکل سے میری صورت دیکھنے کے لیے آنکھین کھولین۔ اور اُسنے اپنے کپکپاتے ہوئے دونون ہاتھ ملاکر یہ کہا الحمد للہ مین نے اپنے چہیتے بیٹے کو دیکھ لیا اور اب میرا وارث بھی پیدا ہوگیا۔ پھر میری طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا۔

اے میرے بیٹے کیا یہ تمنے اچھا کیا کہ اتنے برس مجھ سے فراموشی اختیار کی۔ پیارے اس سے پہلے تم کیون نہین آئے۔

یہ کہکے وہ بیہوش ہوگیا اُسوقت کی خوشی نے اُسے اُس دمِ واپسین مین بھی اتنی فرصت دے دی تھی کہ اُس نے آنکھ کھولکر دیکھا اور کچھ الفاظ زبان سے کہے لیکن پھر وہ غوطہ زن ہوگیا۔

میرا پُرانا اُستاد (مجھے پہچان کر) ٹھہرو حاجی اِسے خود ہوشیار ہوجانے دو ابھی یہ اپنی مرضی اور بھی ظاہر کریگا۔

ایک کمسن لڑکا (میری طرف دشمنی کی نگاہ سے دیکھکر) ہان ہان ہم ابھی یہی

دیکھ رہے ہین کہ آیا یہ حاجی بابا ہی ہی یا نہین۔

پیچھے مجھے معلوم ہوا کہ یہ میرے باپ کی پہلی بیوی کا لڑکا ہی اور وہ اس امر کا امیدوار تھا کہ ملک کے بہت بڑے حصّے کا مین مالک بنون۔ جب مین نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ تھے جو وہان کھڑے ہوے تھے تو معلوم ہوا کہ یہ سب میری سوتیلی ہی مان کے کنبے کے لوگ تھے کہ میرے باپ کے مال پر قبضہ کرنا چاہتے ہین لیکن صرف مین نے سب کے ارادے کو توڑ دیا۔

وہ سب اسبات مین مشتبہ تھے کہ آیا یہ حاجی بابا ہی ہی یا نہین۔ اگر وہان میرا پُرانا اُستاد نہوتا تو وہ مجکو شاید بالکل ہی اُڑا دیتے۔

مگر جس قدر یہ شبہات تھے سب ایک ہی بات سے رفو چکر ہوگئے اور وہ بات یہ تھی کہ جب میری مان نے سُنا کہ میرا بیٹا حاجی آگیا ہی تو بھلا اُسے کہان تاب تھی وہ پھڑکتی ہوئی اندرون سے نقاب اُٹھاے ہوے باہر نکل آئی اور اپنے دونون ہاتھ پھیلاے ہوے یہ کہ رہی تھی کہ وہ کہان ہی۔ ہاے میرا بیٹا کہان ہی۔ اے حاجی میری روح بیٹا تو کہان ہی۔

جون ہی مین نے اپنے کو اُسکے آگے ظاہر کیا۔ بس دیکھتے ہی وہ میرے گلے لگ گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور جسقدر آثار شفقت مادری کو سزاوار ہین اُسکی ہر ہر بات سے عیان تھے اور یہ حالتین سواے ایک پیاری اور چہیتی مان کے کسی کو نصیب نہین ہوتین۔

میرے باپ کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کی غرض سے طبیب نے ایک یاقوتی تجویز کی کہ یہ اُسکے حلق مین ٹپکاؤ۔ جب اس مرتے ہوے پُر اُمید باپ کو اُٹھانے لگے اور اُسکے افسردہ جسم پر کچھ حرکت پہونچی تو یکایک اُسکو چھینک آئی۔ جو حاضرین کے خیال مین بہت بُرا شگون سمجھا گیا۔ اِسپر کوئی شخص بھی یہ جرأت نہ کرسکا کہ جب تک کامل دو گھنٹے نہ گذر جائین اُسے دوائی دے۔ اسلیے دوائی یون ہی کی یون ہی

پیالے ہی مین رکھی رہی۔

جب دو گھنٹے کامل گذر گئے تو پھر دوائی کے دینے کی تجویز کی گئی لیکن جب دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اُسکی روح عالم باقی مین جا چکی تھی۔ حاضرین دیکھ کے بہت ہی خوف زدہ ہوے اور اُن لوگون کی مایوسی اور ناامیدی کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہین تھا جنکو یہ اُمید تھی کہ یہ مرتا ہوا شخص ضرور ہی کچھ اپنی مرضی اور بھی ظاہر کرے گا۔

بوڑھا مُلّا۔ اُٹھو اور اپنی مرضی ظاہر کرو ہم لکھنے کے لیے موجود ہین۔

یہ کہہ کے اُس نے میرے باپ کا سر اُٹھایا وہان وہ کبھی کا حضرت عزرائیلؑ کا شکار ہو ہی چکا تھا روئی کے گالے کو پانی مین بھگو کے اُسکے مُنھ مین نچوڑا اور اُسکے پیر بہت ہوشیاری سے قبلہ کی طرف پھیر دیے گئے۔ جب یہ قطعی معلوم ہو چکا کہ اب اسمین زندگی کی کوئی رمق بھی باقی نہین تو بوڑھا مُلّا سرھانے بیٹھا ہوا قرآن شریف بہت ہی لہک لہک کر پڑھنے لگا۔ ایک رومال کو تہ کرکے تو اُسکی ٹھوڑی کے نیچے رکھ دیا اور ایک رومال ڈھاٹے کی طرح سے اُسکے سر پر باندھ دیا تھا اور دونون انگوٹھے باہم مضبوط کس دیے گئے تھے اُسوقت جس قدر لوگ کھڑے ہوے تھے سب کلمۂ شہادت پُکار پکار کے پڑھ رہے تھے اسی درمیان مین ایک پیالہ پانی کا بھرا ہوا اُسکے سر پر رکھا گیا۔

یہ سب باتین ہو گئین۔ اَب جس قدر کہ اُسکے دوست تھے اور جتنے رشتہ دار تھے سب جمع ہو گئے اور اُسکی نعش کو مرکز بنا کر آہ و زاری اور ماتم کرنا شروع کیا وہ دو مُلّا جنکا مین پہلے ذکر کر چکا ہون کہ باہر دروازے کے منڈلاتے پھرتے تھے اب وہ اپنا فرض پورا کرنے لگے مکان کی چوٹی پر کھڑے ہو گئے اور اُنھون نے قرآن شریف کی آیتین زور زور سے پڑھنی شروع کین اس سے یہ غرض ہے کہ عام مین روشن ہو جائے کہ فلان مریض چل بسا۔

ماتم و آہ وزاری سب مین پھیل گئی تھی۔ جب اِس نالہ و بکا کی آوازین عورتون کے کان مین گئین جو پاس ہی کے ایک درجہ مین بیٹھی ہوئی تھین اُنھون نے بھی اُسی طریقے سے پٹینا اور بیان کرکرکے رونا شروع کیا۔

میرا باپ اپنی حلیم الطبعی اور مروت و اخلاق سے ہر کہ و مہ کا پیارا تھا اور سب اُسے عزیز رکھتے تھے لیکن میری مان جو ایسے موقع پر ایک خاص ماتم کُن اور تمام تجہیز و تکفین کی رسم ادا کرنا یہ اُسی کا فرض تھا اُسکی بھی بہت سی عورات سے شناسائی تھی اس لیے پورا مجمع لیے ہوے وہ بھی ماتم کر رہی تھی اسوقت میرے باپ کی نعش پر اسقدر لوگ ماتم کنندہ تھے کہ کسی خان کو بھی اپنی موت مین یہ سامان میسر نہوتا ہوگا۔

میری اگر پوچھو تو ایک عجیب حالت تھی زمانے کے ہچکولون سے پہلے ہی شکستہ دلی اور خستہ خاطری نے میری طبیعت مین اپنا گھر کر لیا تھا۔ اور پھر اس خون آلود دل پر اور بھی یہ ایک چرکا لگا" اور چرکا دیا جلا دنے جاتے جاتے"

خدا کی پناہ۔ گویا اگر اصلی ماتمی تھا تو مین تھا جسکو ایک لمحہ بھی ایسی فرصت کا نہ ملا جو اپنے پیارے باپ سے ایک مدت کے بعد تو کچھ باتین کرتا۔

ایک صحبت نہ میسر ہوئی تنہائی کی	جی کی جی ہی مین رہی تیرے تمنائی کی

مین اپنا سر پکڑے ہوے ایک کونے مین بیٹھا ہوا تھا اور سخت نالہ و بکا کر رہا تھا میری وہ آہ وزاری نہ تھی جو اور حاضرین کی طرح سے بناوٹی ہوتی بلکہ اصلی آہ وزاری تھی جسنے میرے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے تھے۔ کہ اتنے مین میرے پاس ایک مذہبی شخص آیا اور اُس نے کہا حاجی بابا یہ کیا کر رہے ہو تم نے اب تک اپنے کپڑے نہین پھاڑے اس سے کیونکر معلوم ہوگا کہ تم اُسکے چاہیتے بیٹے ہو اگر تم کہو تو اس رسم کو مین ادا کر دون۔ مین نے اُسے اجازت دی کہ یہ ادپر کا کپڑا تو پھاڑ ڈالیو لیکن میرا کوٹ نہ پھٹے۔

جو کچھ اُسنے چاہا وہی مین نے اُسے کرنے کے لیے اجازت دیدی اُسنے یہ سُنتے ہی جھر جھر میرا کوٹ سلامت چھوڑ کر اوپر کا کپڑا جو چار انچہ لٹک رہا تھا پھاڑ ڈالا اور اُسنے یہ بھی ہدایت کی کہ اس امر کی بھی رسم ہوتی ہو کہ سر ننگا رہے اور پائون برہنہ ہون۔ غرض کل باتین ختم ہونے کے بعد تدفین ہوگئی۔

جو کچھ اُسنے کہا اور ہدایت کی تھی مین نے اُسی طرح سے ہر ایک بات انجام دی اور لوگون کا بعد ازان اس امر مین اطمینان کرا دیا کہ مین ایک نہایت ہی عمدہ ماتمی کی نظیر ہون۔ میری مان کے غم کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہین تھا۔ اُسنے اپنے تمام بال نوچ ڈالے تھے۔ اُسکا سر ایک سیاہ دوشالے مین لپٹا ہوا تھا اور جسوقت نہایت درد ناکی سے اپنے خاوند کا بیان کر کر کے روتی تھی سامعین کے جگر پھٹتے تھے۔

اُسوقت تمام ہمسائے۔ جان انجان اشخاص ملاؤن کو گھر کی چھت پر با آواز بلند قرآن شریف پڑھتے ہوے سُنکر غول کے غول جمع ہوکے آئے کیونکہ صرف قرآن شریف ہی سُننے سے انھین یہ معلوم ہو جاتا ہو کہ مریض مر گیا۔ انہین سے بعض تعزیت یعنی تسلی دینے کی غرض سے بھی آئے تھے جو اپنی عمدہ عمدہ تقریر سے رونے والون کو صبر دیتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ "بتحقیق اللہ صبر کرنے والون کے ساتھ ہو" میرا پُرانا اُستاد جو کہ اصلی تعزیت کرنے والا تھا اُسنے میرا ہاتھ پکڑا اور میرے پاس بیٹھ گیا اور مجھے مفصلۂ ذیل ہدایتین اور نصیحتین کین۔

"ہان آخرکار تمھارے والد کا انتقال ہوگیا۔ ایسا ہی ہونا تھا کس قدر صدمہ ہو چکا ہی کیا مرگ سب چیزون کی انتہا نہین ہی۔ وہ پیدا ہوا۔ پھر اُسکے ہان بیٹا بھی ہوا۔ پھر اُس نے اپنی عمر بسر کی اور مر گیا۔ اس سے زیادہ اور کون کر سکتا ہی۔ اب تم اس دُنیا مین اُسکی جگہ سنبھالو۔ تم ایک ہونہار جوان ہو اور لاکھون آدمیون مین سے تم پر سب سے زیادہ یہ چشمداشت ہو سکتی ہی کہ تم اس سر سبز کھیتی کو پورے طور سے

پکاؤگے اور پھر اس پختہ اناج کو کاٹ کر اس سے منفعت اُٹھاؤگے۔ اب تم کیا اس شخص پہ رونا چاہتے ہو جو خوش نصیب ہو چکا۔ بجائے حجامت بنانے کے اب وہ دو حور ون کے بیچ مین بیٹھا ہوا ہوگا اور شہد اور دودھ پیتا ہوگا۔ اب تم کیا اُسپر آہ وزاری کرنا چاہتے ہو ہان اگر روؤ تو اس بات پر روؤکہ افسوس تم وہان نہین ہو تم اگر سب باتون پہ خیال کرو تو تمھین معلوم ہو کہ واقعی یہ مقام گریہ نہین ہی بلکہ خوش ہونے کی جگہ ہی ہان یہ امر قابل گریہ وزاری تھا۔ اگر وہ مسلمان نہوتا اور بے ایمان ہوتا۔ اگر وہ ایرانی نہوتا۔ اگر وہ اسلام کا قانونی فرزند نہوتا اُسنے تو مرتے وقت کلمۂ طیب زبان سے نکالا اور جنت مین پہونچ گیا یہ سب باتین بہت ہی خوشی اور شادمانی کی ہین؛؛

غرض اسی طرح کی باتین کرکے وہ چلا گیا اور مجھے نوحہ کنان گروہ کے ساتھ نالہ کرنے کے لیے چھوڑ دیا۔

وہ اشخاص جنکو مردہ شو کہتے ہین اندر بلائے گئے اُنکے ساتھ ایک تابوت تھا جس مین مردہ رکھ کے دفن کرنے کے لیے لیجاتے ہین مجھ سے اس امر مین صلاح لی گئی کہ آیا جنازے پر کوئی دوشالہ چادر پشمینی یا اور کچھ کپڑا پڑیگا۔ یہ گویا متمول لوگون مین دستور ہوتا ہی کہ مردے پر ڈالدیا کرتے ہین اور وہ قبر تک یون لیجایا جاتا ہی لیکن مین نے اس امر کو اپنے پُرانے اُستاد بوڑھے ملا پر منحصر رکھا اُسنے یہ سُنتے ہی فوراً کہا کہ عام مین اُسکی عزت بڑھانے کے لیے زیبا ہی کہ اُسپر دوشالہ ڈالا جائے غرض یہ امر طے پا گیا نعش باہر نکالی گئی اور اب غسل کے لیے تیاری ہوئی۔ نہلانے والے اپنے کام مین مستعدی سے مشغول ہوے۔

پہلے نعش کو صاف ٹھنڈے پانی سے دھویا اور پھر کھلی سے وہ صاف کی گئی نمک اور کافور کفن مین لپیٹا گیا۔ اور اس طرح سے تکفین ہو کر تابوت مین رکھی گئی اور پھر قبرستان کی طرف لوگ لے چلے۔

وہ لوگ جو کثرت سے اس بات کے خواہشمند تھے کہ ہم ہی اپنے کاندھون پر

تابوت کو قبرستان تک اُٹھائے لیے چلین اور ہر متنفس اسکی خواہش کرتا تھا یہ اس بات کا کتنا ثبوت تھا کہ وہ میرے باپ سے بہت ہی محبت کرتے تھے - اجنبی اشخاص بھی جو کاندھا دینا ایک قابل نیک کام سمجھتے تھے راستہ چلتے چلتے دوڑتے تھے اور دو چار قدم کاندھا دے دیتے تھے - اور جب یہ جنازہ مدفن تک پہونچا تو لوگون کا مجمع بہت ہی کثرت سے تھا -

مین بھی کچھ دور کے فاصلے پر نعش کے ساتھ ساتھ اُس گروہ مین جا رہا تھا جو اپنے کو اُسکا رشتہ دار اور دوست کہتے تھے - پھر ملّا جنازے کی نماز پڑھانے کے لیے کھڑا ہوا سب لوگ جمع ہوگئے مجکو بہت ہی توپ بلایا اور جنازے کو زمین پر اُتروانے کے لیے کہا - مُلّا کے آگے ایک کپڑا بطور جا نماز کے بچھایا گیا اور اُسنے نماز پڑھائی پھر مین نے اور کئی لوگون نے ملکے جنازے کو قبر مین اُتارا اُسوقت ملاؤن نے بارہ اماموں کے نام لیے اور پھر کچھ پڑھا گیا اور اُسکے بعد قبر بند کر دی گئی -

پھر سب لوگون نے الحمد پڑھی - پھر قبر پر چھڑکاؤ کیا گیا اور تمام لوگ پھر متوفی کے گھر کی طرف روانہ ہوے -

اب مجھے بھی لوگون نے کام کاج کرنے کے لیے شریک کیا - مین ہی تو اِس واقعۂ جانکاہ اور سانحۂ اندوہ و الم مین ایک خاص شخصیت کا شخص ہوگیا تھا -

میرے ہی دماغ کے قلعہ پر افواج غم و آلام نے تاخت و تاراج کی تھی -

افسوس - (اپنے دل کی طرف مخاطب ہوکر) وہ دینی عہد و پیمان جو مین نے حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام سے شہر کے منارے دیکھ کر کیا تھا ضرور پورا کرنا چاہیے اسکے موافق میرا مطلب حاصل ہوا ہو یا نہو - مجھے بہت ہی دلیری اور بے جگری سے خرچ کرنا چاہیے ورنہ مین ایک نا فطرتی بیٹا بنونگا - اس لیے جب مین گھر مین آیا تو مین نے اندھا دھند آنکھون پر پٹی باندھ کر یہ کہدیا کہ ہر شی بہت ہی

عمدہ اور نفیس طریقے پر انجام پذیر ہو۔

دو کمرے ایک مردون کے لیے اور ایک عورات کے لیے مرتب ہوے رواج کے موافق مجکو چونکہ مین خاص ماتمی تھا ان سب لوگون کی دعوت کرنی پڑی جو مدفن تک ساتھ ساتھ گئے تھے۔ یہان مین اپنے پلاؤ اور اپنی اقرار شدہ بھیڑ کو بھی نہین بھولا تھا مین نے مُلّا بھی ٹھہرالیے۔ اُن مین سے دو تو مردانہ کمرے مین قرآن شریف پڑھنے کے لیے بٹھائے اور تیسرا باقیماندہ قبر پر قرآن شریف پڑھنے کے لیے بٹھایا گیا۔ وہان اُسکے لیے ایک چھوٹا سا ڈیرا بھی کھڑا کر دیا۔ عورات کے رواج کے موافق رونے پیٹنے کی رسم تین پانچ سات دن اور ایک ماہ تک بھی رہتی ہی۔ مین نے پانچ ہی دن مین پوری کر دی۔ اس عرصے مین ہر ایک رشتہ دار کھانا کھلاتا رہا۔ اس مدت کے اختتام ہونے پر چند بوڑھے مرد۔ اور عورتین ہمارے یہان ماتمی کپڑے سلوا کے لائین۔ اُس دن مجھے پھر دعوت کرنی پڑی اور جسقدر لوگ جمع تھے سب کو ایک ایک پارہ قرآن شریف کا پڑھنے کو دیا گیا جب وہ پڑھ چکے تو یہ پاک مذہبی تقریب ختم ہوئی۔

اسکے بعد میری مان مع اپنے چند رشتہ دارون اور مستورات کے جنسے اُسکا تعارف تھا۔ میرے باپ کی قبر پر گئی۔ اور مٹھائی اور خمیری روٹیان بھی اپنے ساتھ لے گئی اور وہان جاکے غربا کو تقسیم کر دیا۔ پھر وہان سے روتی ہوئی اور نالہ وزاری کرتی ہوئی اپنے مکان پر آئی۔

تین دن کے گذر جانے کے بعد میری مان کی وہی دوست مستوراتین اُسے حمام مین لے گئین تاکہ وہان غم کو کلیجے پر سے دھوڈالے۔ اور یہی وقت گویا غم کے آخر ختم ہونے کا ہی۔ وہان اُس نے نہا دھو کر صاف کپڑے پہنے اور اپنے ہاتھ پیرون مین مہندی لگائی۔

اب یہان زمانۂ ماتم ختم ہوا مجکو یون خوشی ہوئی کہ مین نے اپنے باپ کے کُل کام سنبھال لیے اور اسوقت مجھے صاف اور شفاف میدان ملا جس مین قدم زن ہوکر مین اپنی آیندہ قسمت کو ٹٹولون۔

دُوسرا باب

حاجی بابا کا اپنے باپ کی ایسی ملک پر قابض ہوجانا جو دریافت نہ ہوئی تھی لیکن حاجی بابا کا اُسپر شبہہ تھا۔

میرا باپ تو بغیر کسی وصیت کرنے کے مرگیا۔ ہان البتہ مین بغیر کسی مخالفت کے اُسکا وارث کہلانے لگا تھا۔

وہ لوگ جو میرے باپ کے مال کے وارث ہونے کی تمنا رکھتے تھے۔ اُنھون نے میری مایوسانہ صورت دیکھ کر مجھے بُرا بھلا کہنا شروع کیا اور انھون نے مجھے ایک کمبخت مشہور کیا اور یہ کہا کہ یہ ہمیشہ جنگل در جنگل پھرا ہی بدوؤن کے ساتھ رہا ہی بھلا اسکا کچھ ایمان کا ہیکو ہوگا غرض یون ہی خرافات بکا کرتے تھے اور اپنے جلے پھپھولے پھوڑتے تھے۔

چونکہ میرا ارادہ اصفہان مین رہنے کا تو تھا نہین تو مین نے چاہا کہ یہ جو میری حقارت کرتے پھرتے ہین اور مجھے خواہ مخواہ بدنام کرتے ہین تو مین انکو اسکا پورا مزہ چکھاؤن کہ نہ تو انھون نے نہ انکے باپ نے کبھی یہ لذت چکھی ہوگی۔ کیونکہ اس قسم کی ترکیبین مجھے بہت کچھ آتی تھین۔ اور وجہ یہ تھی کہ میری زندگی کا پہلا برس ایسے ہی خونخوار گروہ مین گذرا تھا۔

جب مین اور میری مان تنہا ہوئی مان تو وہ غمگین مان کہ جسکا سرتاج جاتا رہا اور بٹیا وہ بٹیا جسکا دامنِ اُلفت کے سائے مین پرورش کرنے والا عالم خموشان مین

جا سویا ہو تو ہم دونوں غمگین ماں بیٹیوں نے یہ گفتگو کی۔

میں۔ اے اماں جان مجھ میں تجھ میں کوئی پردہ تو نہیں ہے تو مجھے قربعلی حسین کے تعلق کی بابت تو کچھ خبر دے۔ وہ تم سے بہت ہی محبت کرتے تھے اور تم پر بہت ہی فریفتہ تھے ضرور اپنی پوشیدہ جمع سوا تمھارے وہ کسی کو بھی نہ بتا گئے ہونگے۔

ماں۔ (بہت ہی گھبراہٹ اور اضطرابی کی حالت میں) میں کیا جانوں بیٹا اس بات کی مجھے کیا خبر۔

میں۔ آپ ذرا صبر سے میری تقریر کو گوش گزار کر لیں۔ تم جانتی ہو کہ قانون کے موافق جو اُسکا وارث ہے اُسپر اُسکے قرضے کا بار پڑیگا تو پھر وہ ضرور ہی ادا کرنا ہوگا جو کچھ روپیہ تجہیز و تکفین میں اُٹھا وہ بھی بہت ہی بڑھ گیا۔ اب میں تو بالکل خالی ہاتھ ہوں اگر مجھے وہ پوشیدہ پونجی ہاتھ لگ جائیگی تو میری زندگی ہو جائیگی۔

یہ تو ایک امر ظاہر ہے کہ ان سب کاموں کے لیے روپیہ چاہیے یا اگر روپیہ نہو گا تو میرا اور میرے باپ کا نام لوگوں میں بعزت ہوگا اُسوقت میرے دشمن بھی مجھپر غلبہ پائینگے وہ ضرور دولتمند ہوگا ورنہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو زمانہ ساز گروہ بھلا اس مرگی بستر کو کیوں گھیرے رہتے وہ تو میرے آنے سے دفع ہوے تو اے میری پیاری ماں تو مجھے بتادے کہ نقدی کہاں رکھی ہوئی ہے اور اُسکا قرض کس کس پر لینا ہے۔ اور جو کچھ ظاہرا آنکھوں کے آگے رکھا ہوا ہے اسکے علاوہ اور اسکی کیا ملک ہے۔

ماں۔ اے اللہ یہ کیا باتیں ہیں۔ تمھارا باپ ایک نیک شخص اور غریب شخص تھا نہ اُسکے پاس زر نقد تھا نہ اور کچھ سامان تھا نہ روپیہ۔ بیشک صرف سوکھی روٹی کھانے کے لیے رہگئی تھی وہ بھی جاتی رہی۔ اس بیچارے کو آمد ہی کیا تھی جب کبھی کوئی کاروان آتا تھا تو کثرت سے اُسے حجامتیں ملجاتی تھیں تو اُسوقت تو ہم پلاؤ اور کباب کھاتے تھے لیکن جب وہ کاروان چلا گیا پھر وہی نوبت ہوگئی۔ اور

بھکاریون کی طرح سے زندگی بسر کرنے لگے - ایک روٹی کا ٹکڑا - ایک پنیر کا پُرزہ ایک پیاز کی گٹھی سا اور کچھ شوربہ بس یہ ہماری روزانہ خوراک تھی - اور ان ان حالتون مین ای پیارے بیٹے کیا یہ ہو سکتا ہی کہ تم مجھ سے روپیہ کے لیے پوچھو اور روپیہ بھی زر نقد - شاباش "این کار از تو آید و مردان چنین کنند"

دیکھو یہ گھر تو ہی جسکو تم دیکھ رہے ہو اور بخوبی جانتے ہو اُسکی دکان بھی مع سامان کے موجود ہی - تم ٹھیک ایسے وقت پر ای میرے بیٹے ہو پہنچے کہ اپنے باپ کے قدم بقدم ہو اور اُسکا کام سنبھال لو اور انشاءاللہ تمھارے ہاتھ خوش نصیب ہون پھر بھلا یہ تنگی کا ہیکو رہیگی ایک ہی سال مین سب دلدر پار ہو جائینگے -

مین - بڑے ہی تعجب کی بات ہی - پچاس برس یا اُنسے کچھ اوپر گذرے کہ اسنے سخت اور شدید محنتین کین اور پھر اُسکے پاس کچھ بھی نہ نکلے تو اس بات پر ہمین کسی رمال کو بلوانا چاہیے -

میری مان - ذرا بھونچکی ہوکر - رمال وہ کیا کام دے سکتے ہین وہ تو یہ ہی کہ جب کہین چوری ہو جاتی ہی تو اُنھین بلاتے ہین - تم اپنی مان کو چور تو نہ بناؤ گے - کیا حاجی بناؤ گے جاؤ اپنے دوستون سے اس امر مین صلاح لو اور اپنے باپ کے دوستون اور خصوصًا آخون سے -

مین - ای میری مان تو کیون غلط بیانی کرتی ہی - غالبًا آخون بھی نہین جانتا کہ میرے باپ کی آخری خواہشین کیا تھین ہان وہ یہ مجھ سے کہہ سکتا ہی کہ روپیہ اُسنے چھوڑا ہی یا نہین اور کہان ملے گا -

مین سیدھا اُٹھا ہوا اُس بوڑھے آخون کو تلاش کرنے چلا گیا - مین نے دیکھا کہ وہ اُسی کہنہ مسجد مین بیٹھا ہوا ہی اور اُسکے گرد شاگردون کی جماعت موجود ہی جسمین بیس برس پہلے مین بھی تعلیم پاتا تھا -

جون ہی اُسنے مجھے دیکھا خیر مقدم کہا اور سب شاگردون کو رخصت کر دیا۔
مین۔ آہ ای آخون تم میری داڑھی پر نہ ہنسنا۔ میری خوش قسمتی مجھے چھوڑے جاتی ہی۔

آخون۔ (اپنے دونون ہاتھ زانوؤن پر رکھے ہوے) واللہ جو کچھ تو ہی وہ تو ہی خوب جانتا ہی۔ (پھر میری طرف مخاطب ہوکر) ہان ای میرے بیٹے دُنیا کا یہی حال ہی اور یہ ہمیشہ یون ہی چلی جائیگی نہ کچھ چاہو نہ کسی شی کی تلاش کرو نہ تمھاری کوئی خواہش کریگا۔ نہ تلاش کریگا ورنہ انسان کا تو یہ حال ہی کہ جب تک مرتا ہی اُسوقت تک بھی اُسکے دل کی خواہشون کا دروازہ بند نہین ہوتا۔

مین۔ آپ کتنے دن سے صوفی ہین کہ اس قسم کی باتین کرنے لگے جب میری بُری قسمت مجھے کوم (قم) لے گئی تھی تو مین بھی اسی قسم کی باتین کرسکتا تھا لیکن چونکہ اب مین اور ہی مقام مین ہون اس لیے اب یہ خیالات نہ ہونگے۔ اسکے بعد مین نے اُسوقت اپنے آنے کی غرض ظاہر کی اور اُس سے کہا کہ میرے والد کی پوشیدہ جمع کی اگر آپکو اطلاع ہوئے تو بتا دیجیے۔

یہ سُنکر آخون ذرا کھنکارا اور ٹبرا عقل و دانشمندی کا چہرہ بنا کر اور صدہا قسمین وغیرہ کھا کھا کر وہی کہا جو مین اپنی مان سے سُنکر آیا تھا۔ اور اُسنے مجھے یقین دلانے کی کوشش کی کہ تیرا باپ ہرگز کچھ نقد نہین چھوڑ گیا اور سامان کی بابت حاجی جو کچھ تم پوچھتے ہو وہ تمھاری آنکھون کے آگے موجود ہی جسکو تم بخوبی جانتے ہو۔

مین نے اپنے دل مین کچھ مایوسانہ تفکر کرکے اپنا تعجب ذرا تیز لفظون مین ظاہر کیا مین بخوبی واقف تھا کہ میرا باپ بہت ہی خوبی کا مسلمان تھا اور اُسکی عمدگی یہ تھی کہ منافع پر اپنا روپیہ لوگون کو قرض دیدیتا تھا کیونکہ مجھے ایک حالت ایسی یاد آئی کہ جب مین بہت ہی بچہ تھا اور اُسوقت یہ معاملہ ہوا تھا۔ اس باتنے پورا پورا ثبوت دیدیا

ایک دفعہ میرے پہلے مالک عثمان آغا نے میرے والد سے بطور قرض روپیہ طلب کیا تھا اور کہا تھا کہ اس قدر زیادہ سود دونگا۔ یہ سنکر میرے والد نے سود لینے کا مسئلہ ایک کٹ ملا سے دریافت کیا اُسنے کہدیا کہ قرآن شریف مین اِسکی سخت ممانعت آئی ہو اب یہ مین نہین کہسکتا کہ آیا اُسنے میرے باپ کے دل پر اثر کیا یا نہین اور اُسنے عثمان آغا کو روپیہ دیا یا نہین دیا۔ لیکن یہ مجھے بخوبی یقین تھا کہ جب میرا باپ کوئی کام کرتا تھا شریعت کو طاق پر رکھ دیتا تھا اور ہرگز اُسنے کبھی یہ راستہ ہی نہین چلا جب چلا بے قانون شریعت مطلب یہ تھا کہ نفع ہو جس طرح سے پیدا ہوا تھا اسی طرح سے مرگیا اور خاصہ ایماندار رہا۔ کوئی بات بے ایمانی کی پائی ہی نہین جاتی تھی۔

مین بہت ہی آزردہ خاطری سے اُٹھکر سیدھا اُس مقام کی طرف روانہ ہوا جہان مین نے اپنی زندگی کا پہلا حصّہ گذرا نا تھا یعنی اپنے باپ کی دُکان پر پہونچا اور راستہ مین مین یہ خیال کرتا جاتا تھا کہ آیندہ زندگی کیونکر گذارنی چاہیے اور وہ کونسا طریقہ اختیار کرنا زیبا ہو جس سے آیندہ قسمت درست ہو اصفہان ہی مین رہنا یہ تو محض بے سود تھا۔ کیونکہ مجھے اِس مقام اور اس شہر کے باشندون سے سخت ہی نفرت تھی تو اس خیال نے مجھے اس طرف متوجہ کیا جو کچھ چیز میری ہو اُسکو مین سنبھالون اور سیدھا دارالخلافہ کی طرف چلا چلون "چلو چلو تو سہی جو کچھ کرے میرا مولی کرے"

وہان آیندہ قسمت آزمائی کے لیے مجھے میدان ملے گا جسمین مین بخوبی راہ طے کرسکون مگر یہ تو سب کچھ تھا یہ خیال اب بھی میری طبیعت سے نسیًا منسیًا نہین ہوا تھا کہ میرا باپ ضرور زر نقد چھوڑ مرا ہو۔ اب مجھے اس امر کی کس قدر بیتابی تھی کہ توبہ ہو۔ اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ مجکو تو اس شہر مین کوئی جانتا نہین روپیہ حاصل ہونے پر کامیابی ہو تو کیونکر ایک مصیبت مین جان ہو۔ دل مین آیا کہ چلو قاضی کے اجلاس مین مقدمہ پیش کرو جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا۔ یہ خیال کرتا ہوا مین اپنے باپ کی دوکان کے

قریب پہونچا۔ سامنے وہی بوڑھا دربان کھڑا ہوا دیکھا۔
دربان۔ سلام علیکم آغا۔

حاجی آغا جیسے ہزار برس		ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار

اور اللہ کرے تمھاری بہتات کو ترقی ہو۔ تمھارے دیکھنے سے میری آنکھیں روشن ہو جاتی ہین۔

مین۔ اللہ کرے آپ کی عنایت مجھپر یون ہی ہمیشہ رہے اور خدا کرے آپکا بول بالا ہو کہ آپ مجھ سے اس طرح سے پیش آتے ہین۔ بہتات کی نسبت جو آپ نے دعا دی تو بہتات ہان بیشک غم و الم کی تو زیادہ ہوتی جاتی ہی۔ دیکھیے میرا پتہ پانی ہوا جاتا ہی اور میری روح گھلی جاتی ہی۔

بوڑھا شخص۔ کہو تو سہی پیارے حاجی یہ کیا خبرین ہین تمھارے باپ کا (خدا اُس کو بہشت نصیب کرے) ابھی انتقال ہوا ہی وہ ہمارا بہت بڑا دوست تھا۔ تم اُسکے خاصے وارث ہو ماشاء اللہ تم نوجوان بھی ہو خوبصورت بھی ہو۔ تمھاری زیرکی بھی کچھ کم نہین ہی اب پھر اس سے زیادہ کیا چاہتے ہو۔

مین۔ مین اُسکا وارث ہون یہ تو سچ ہی لیکن پھر کیا۔ فرمائیے تو سہی مجھے نفع ہی کیا ہوا جب مین نے صرف ایک مٹی کا مکان۔ ایک پھٹی ہوئی دری۔ چند ظروف۔ اور کچھ پُرانا واہیات اسباب سامنے والی دُکان مین کیا ہی صرف ایک پیتل کی کٹوری ہی اور کوئی بارہ استرے ہین مین تو اس وراثت پر تھوکتا ہون۔

بوڑھا شخص۔ لیکن ای حاجی تمھارا وہ زر نقد کہان ہی تمھارا باپ (خدا اُسکی مغفرت کرے) مشہور تو یہی ہی کہ وہ بہت ہی روپیے والا شخص تھا۔ ہر شخص جانتا ہی کہ اُسنے بہت ہی کچھ اپنی زندگی مین فراہم کیا ہی اور کوئی دن ایسا ناغہ نہ جاتا تھا کہ جس مین وہ جوڑتا نہ ہو۔

مین - یہ درست ہی اے بوڑھے مہربان لیکن مجھے اُس روپیہ سے فائدہ کیا ہی
مجھے معلوم نہین کہ اُسنے کہان رکھا ہی پھر میرے ہاتھ کیونکر لگ سکتا ہی میری مان کا
تو یہ قول ہی کہ اُسکے پاس کچھ نہ تھا ہی آخون بھی رونا روتا ہی - مین کوئی افسونگر اور
ساحر تو ہون نہین کہ سچ اور حق الامر ظاہر کردون - میرا یہ ارادہ ہی کہ قاضی کے پاس جاؤن
بوڑھا شخص - قاضی کے پاس توبہ توبہ خدا ایسا نہ کرے ہرگز اُسکے پاس نہ جائیو
نا بابا نا خدا اُسکے سائے سے بچائے وہ تو بڑا بیڈھب آدمی ہی - دیکھو تم ایسے موقع پر
کاروانسرا کا دروازہ کھٹکاؤ کہ نہین نہ ہون اور پھر اُس سے جاکر انصاف طلب کرو مگر
تمھارے معاملے مین مشکل تو یہ ہی کہ جو یہ جانتے ہین کہ تمھارے باپ کے پاس بیشک جمع
تھی وہ تمھارے دشمن ہین تو کیا تم یہ نہین سمجھتے کہ وہ قاضی کو بھر کانے مین کمی کرینگے تو پھر
یہ کیا ممکن ہی کہ قاضی تمھاری جانب داری مین فیصلہ سُنادے -

مین - تو پھر اب کیا کرنا چاہیے اور اس درد کا علاج کیا ہوگا - اچھا کچھ مال
بھی ایسے موقع پر کیفیت کھولینگے -

بوڑھا شخص - ہان پیارے اسمین کچھ نقصان نہ ہوگا - مین جانتا ہون جب سے
مین یہان ملازم ہوا ہون اُنھون نے کاروانسرا مین کئی کئی باتین ایسی کی ہین کہ واہ
واہ - تجار کا اکثر روپیہ جاتا رہا ہی اور پھر جہان رمّالون نے پانسا پھینکا اور روپیہ
مل گیا - اور یہ بڑی بات تو جب ہوئی کہ جب ترکمانون نے یہان حملہ کیا تھا اور جسقدر
کہ مال و اسباب برباد ہوا تھا سب پورا پورا ظاہر ہوگیا تھا - افسوس وہ ایک
بہت بڑا عجیب موقع تھا مجھپر تو ایک مصیبت نازل ہوگئی تھی چند بدمعاشون
نے کہین مجھپر یہ الزام لگا دیا کہ یہ چورون سے ملا ہوا تھا -

اور ایک زیادہ عجیب تربات تو یہ ہی کہ حاجی تم بھی قزاقون مین تھے کیونکہ
یہ صرف تمھارے ہی نام کی وجہ تھی کہ کُتے کے بیٹے نے دھوکہ دے کر مجھ سے دروازہ

کھلوا لیا اور پھر تمام نقصان سہنا پڑا۔

میرے لیے بہت ہی خوش قسمت مقام سمجھیے کہ اول تو اس بوڑھے شخص رہبان کو کچھ دکھائی بھی کم دیتا تھا دوسرے میرے چہرے مین کچھ ایسا تغیر و تبدل آکر واقع ہوگیا تھا کہ وہ مجھے پہچان نہ سکا ورنہ سخت ہی وقت کا سامنا کرنا پڑتا۔ غرض میری اور اُسکی تقریر اس بات پر ختم ہوئی کہ اُسنے مجھ سے وعدہ کیا کہ مین ایک ایسا رمّال تمھارے پاس بھیجونگا جو نہایت ہی مشہور و معروف شخص ہی اور جسکو اتنا بڑا علم ہی کہ اگر ایک سونے کا ٹکڑا بیس گز کی گہری زمین مین بھی مدفون ہو جب بھی وہ بتا دیتا ہی۔ اور وہ کاشانی مشہور ہی۔

تیسرا باب

حاجی بابا کا رمّال سے تلاش زر کرانا

دوسرے دن علی الصباح نماز فجر کے کچھ ہی دیر کے بعد ایک چھوٹا سا شخص میرے کمرے مین آیا جسکو دیکھکر مین سمجھ گیا کہ یہ رمال ہی۔ یہ ایک کوزہ پشت شخص تھا اور ایک بہت بڑا سر والا جسمین دو آنکھین اس طرح سے روشن چمکتی تھین کہ مجھے معلوم ہوا کہ یہ ایک ہی نگاہ مین سب تاڑ لیگا اسکی صورت سے عقلمندی اور روشن دماغی ہویدا تھی۔ یہ ایک کلاہ درویشانہ پہنے ہوے تھا جس پر کالے بالون کا گھاٹا لٹکا ہوا اُڑتا تھا اُسکی آنکھین جو بھوٹے کی بھرتی سے (جو اصلی تھی یا نہین تھی اس سے مین واقف نہین) ستارون کی طرح سے چمکتی تھین جس سے یہ رمّال ریسا معلوم ہوتا تھا کہ ناک پر دو مشعلین ہین کہ روشن ہین۔

مجھ سے اسنے بہت ہی تنگی سے سوالات کیے اور کہا کہ تم مجھ سے اپنی زندگی کے تمام واقعات بیان کرو اور خصوصاً وہ موقع بھی بیان کرو جب تم صفہان مین واپس آئے ہو۔

تمھارے باپ کے بڑے بڑے ظاہرا دوست کونسے ہین اور تمھارا شبہہ اصلی کیا ہی غرض جسقدر خاص خاص اور پتے کی باتین تھین سب اُسنے پوچھ لین اور اس طرح سے کھود کھود کر دریافت کیا جیسے کوئی طبیب مریض سے کیفیت مرض دریافت کرتا ہی۔

جب مین اُس سے ساری باتین کہ چکا اور وہ پوری پوری حالت سے واقف ہوگیا تو اب اُسنے مجھ سے یہ کہا کہ وہ احاطہ بتاؤ جہان تمھارا باپ رہا کرتا تھا۔ میری مان اُسدن صبح کو حمام مین نہانے چلی گئی تھی مین موقع دیکھ کر خاص اُسکے کمرے مین اُسے لے گیا رمّال نے مجھ سے یہ کہا کہ تم مجھے اکیلا چھوڑ کر یہان سے چلے جاؤ تاکہ مین کچھ تحقیق و تفتیش کی فکر کرون اور معلوم کرون کہ زر نقد کہان رکھا ہوا ہی۔ مین باہر چلا آیا رمّال پاؤ گھنٹے کے بعد باہر نکل آیا اور کہا کہ جب تک تمھارے والد اور والدہ کے جان پہچان ملکر مکان مین نہ بیٹھین گے یہ کام نہین ہوسکتا اور اُسی وقت مین اپنا عمل بھی کرونگا جہان اکھٹے ہوے اور مین آیا۔ ابتو مین جاتا ہون۔

مین نے اپنی مان سے رمّال کی بابت تو کچھ بھی نہین کہا بلکہ صرف یہ کہا کہ تم اِن عورات کو بھی بلا لو جو تم سے دوستی و تعارف رکھتی ہین اور والد کے دوست آخون اور روزہ خوان کو مین خود کہہ آیا کہ کل آپکی دعوت ہی یہی مین نے اپنی مان سے کہا سب کی دعوت کرنا چاہتا ہون جب وہ علین وقت پر جمع ہوگئے تو کھانا دانا کھلانے کے بعد مین نے اُنسے اپنی رائے ظاہر کی کہ شاید میرے اس درد اضطرابی کے لیے کوئی مسیحا نکل آئے مگر نہین سب نے کانون پر ہاتھ رکھا اور صاف انکار کیا۔ جب یہان سے بالکل امید منقطع ہوگئی اور یہ بات ذہن نشین کر لی گئی کہ اب عقدہ کشائی یون ہونی مشکل ہی تو ناچار رمّال تیز نگاہ نامے کو بلوایا وہ ایک شخص کی ہمراہی مین جسکے ہاتھ مین کوئی چیز رومال مین لپٹی ہوئی تھی آیا۔ عورتون کو حکم دیدیا گیا کہ سب اپنی اپنی گھونگٹین ڈال لین کیونکہ بہت جلد مردون سے انکا آمنا سامنا ہو جائیگا۔ اب مین نے رمّال سے کہا کہ آپ اپنا عمل شروع کیجیے۔

تیز نگاہ نے پہلے تو سب کی طرف بہت نگاہ ٹھہرا ٹھہرا کر دیکھا لیکن سب سے زیادہ ٹکٹکی باندھ کر آخون کو دیکھتا رہا جب آخون نے دیکھا کہ میری طرف دیکھے جاتا ہی اور پلک جھکاتا ہی نہین تب تو اُسکے ہوش و حواس اُڑے اور گھبرا کر بول اُٹھا (آنکھین اور داڑھی نیچی کرکے) اللہ اللہ (اپنے دونون کاندھون کی طرف پھونک کر) توبہ۔ خدا ے تعالی ارواح خبیثہ سے بچاے اِسکی اس حالت پر لوگ خندہ زن ہوے مگر آخون کو ذرا بھی ہنسی نہین آئی اسکے بعد تیز نگاہ نے اپنے ساتھی کو آگے بلایا اُسنے اس لپٹے ہوے رومال مین سے ایک پیتل کا پیالہ نکالا جس پر چارون طرف آیات قرآنی کندہ تھین اور جو چوری وغیرہ ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتی تھین۔ یہ شخص تیز فہم صرف چند الفاظ سے زیادہ کہنا جانتا ہی نہین تھا کیا تو یہ کہتا تھا۔ ان اللہ علیم خبیر۔ یا۔ ان اللہ سمیعٌ بصیر۔ یعنی اللہ کو سب کا علم ہی اور سب سے باخبر ہی اور اللہ سُنتا بھی ہی اور دیکھتا بھی ہی۔ پھر یہ پیالہ یا کٹوری تیز نگاہ نے آنگن مین رکھی اور کچھ اپنے کرتب کیے بڑبڑایا بھی اور ہاتھ پیرون سے بھی کام لیا۔

پھر اس تیز نگاہ نے تمام ناظرین سے کہا۔ انشاء اللہ تعالی اب یہ کٹوری از خود وہان چلی جائیگی جہان مرحوم و مغفور قرب حسین کی دولت مدفون ہی۔

یہ سُنکر ہم سب ایک دوسرے کی طرف نظر کرنے لگے کوئی متعجب تھا کسی کو یقین نہ آتا تھا اور کوئی کچھ سمجھتا تھا۔ یہ تیز نگاہ اُسکی طرف جُھکا اور اُسنے اُسے ہاتھ سے کچھ ریل کر آگے کی طرف بڑھایا اور یہ کہتا رہا کہ دیکھو وہ چلی وہ چلی اب کوئی چیز بھی اُسے نہین ٹھہرا سکتی اب میری رہبری پر چلے گی۔ ماشاء اللہ ماشاء اللہ۔

ہم اُسکے ساتھ ساتھ چلے یہان تک کہ وہ حرم کے دروازے پر پہونچی مین نے اندر آنے کے لیے دروازے کو کھڑکھڑایا۔ تھوڑی دیر کے بعد دروازہ کھلا۔ دیکھا کہ کثرت سے عورتین بیٹھی ہوئی ہین اور بہت سی بہت ہی بے صبر ہین کہ دیکھیے یہ عجیب و غریب

کٹوری کیا سانگ کرتی ہو۔جب یہ اس دالان کے کونے مین چلنے لگی تو رمال نے اُن عورتون سے کہا جو دروازے پر کھڑی ہوئی تھین کہ اس کٹوری کو راستہ دیدو۔ اسپر کرے کی تمام کھڑکیان کھُل گئین (رمال کہتا جاتا ہو) راستہ دو دیکھو میری راہنما کو کوئی بھی نہین ٹھہرا سکتا۔

بار بار مین نے دیکھا کہ کوئی عورت رمال کو آگے بڑھنے سے مانع آتی ہو جب کئی دفعہ مانع آئی تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ میری مان ہو جو اُسے آگے بڑھنے نہین دیتی یہ دیکھ کے رمّال نے نصیحتاً کہا اگر کچھ تلخی سے کہ میرا راستہ صاف کیون نہین کرتی۔

رمّال کیا تم نہین دیکھتین کہ اسوقت ہم خدا کا کام کر رہے ہین۔ انصاف ہوگا اور کیا تم چاہتی ہو کہ انصاف نہو اور برائی ہو جائے۔

غرض وہ اُس کونے مین اُس کٹوری کی رہنمائی سے پہونچا جہان یہ تو صاف ہی معلوم ہوتا تھا کہ یہ زمین کچھ کھدی ہو اور یہین حضرت یہ کہکر ٹھہر گئے۔

بسم اللہ آپ سب لوگ میرے ارد گرد کھڑے ہو جائین اور جو کچھ مین کرون اُسے بغور ملاحظہ کرین۔

رمّال نے اُس زمین کو اپنی چھُری سے کھودا اُسکی مٹی الگ الگ اُٹھا کر رکھی جب بہت کھُدی تو چند برتن مٹی کے نکلے اور جگہہ اسقدر خالی تھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہان اور بھی برتن مٹی کے رکھے ہوئے ہونگے۔

رمّال۔ دیکھو دیکھو یہان روپیہ تھا لیکن اسوقت نہین ہو۔

یہ کہہ کے اُسنے اپنی کٹوری کو اُٹھا لیا اور اسپر شفقت کرنے لگا اور اُسکے چھوٹے چچا اور روح کو بلایا۔

یہ دیکھ کر ہر شخص بہت ہی چونکا اور سب غل مچانے لگے کہ عجائب عجائب اب اس بوڑھے کوزہ پشت پر نگاہین پڑنے لگین کہ کبھی یہ تو کوئی اور ہی شخص ہو

آدمی تو ہرگز نہین ہی۔

دربان جوکہ ایسے مشاہدون اور تحقیقات کا عادی تھا آخر اس دریافت کرنے کی دلیری کر ہی بیٹھا کہ جناب یہ تو بتایئے کہ چور کہان ہی۔ یہ تو تمنے دکھا دیا کہ یہان خزانہ مدفون تھا لیکن ہم تو اُس شخص کو جسنے خزانہ اُڑا لیا ہی گرفتار کرنا چاہتے ہین بس یہی ہماری خواہش تھی۔

رمّال۔ بہت نرمی سے۔ اے میرے دوست دربان تو اسقدر جلدی جرم سے مجرم تک جست لگانے کی فکر نہ کرے ہر مرض کی ہمارے پاس دوا ہی ہان اُسکے لیے کچھ وقت درکار ہی۔ پھر اس تیز نگاہ نے اپنی نظر حاضرین پر ڈالی اور چمکتی ہوئی آنکھون سے سب کی طرف دیکھ کر کہا مجھے یقین ہی کہ ہر شخص شبہہ سے بالکل صاف ہوگا اور جس کام کرنے کا میرا ارادہ ہی اُسکو پسند کریگا عمل بہت ہی سادہ ہی اور بہت جلد ختم ہو جائیگا۔

البتہ۔ بلے۔ این چہ حرف است۔ ہر شخص کی زبان سے یہ حرف نکلے۔ اب مین نے رمّال درویش سے آگے بڑھنے کی درخواست کی۔

درویش نے پھر اپنے خادم کو بُلایا اور وہ کٹوری تو اُسکے حوالے کی اور اس سے ایک تھیلی لی۔

درویش۔ (رمّال) اس تھیلی مین کچھ پُرانے چاول ہین تو تھوڑے تھوڑے چاول اسمین سے ہر شخص کو چبانے پڑینگے۔ دیکھو کوئی صاحب اسکے توڑنے مین پرہیز نہ کرین کیونکہ ابلیس بہت ہی قریب موجود ہی۔

یہ کہکر اُسنے تھوڑے تھوڑے سے چاول لیکر ہر شخص کے مُنھ مین بھرے اب وہ اُسے چبانے لگے۔ مین چونکہ مستغیث تھا تو مجھکو تو یہ چاول نہین چبانے پڑے مگر میری مان بھی اس پھیر مین نہین آئی یکایک درویش کی نگاہ اُسپر جا پڑی وہ فوراً بول اُٹھا کہ یہ زر نقد تمھارا نہین ہی جو تم چاول نہین چباتین بلکہ تمھارے بیٹے کا

ہی۔ ہان اگر تمھارے خاوند کا مال جاتا تو یہ بات دوسری تھی۔

آخر میری مان نے بھی پسند کر لیا اور چاول لے کر چبانے شروع کیے اُسوقت سب کے جبڑے برابر چل رہے تھے بعض تو یہ دیکھ کر خندہ زن تھے اور بعض اسے ایک سخت اور شدید امتحان سمجھتے تھے۔ اور اُنکے چہرون پر گونہ کدورت بھی تھی۔

جب ہر شخص نے چبا چبا کر وہ چاول زمین پر ڈالے تو اُسوقت فقیر کو بلایا گیا کہ دیکھیے چاول کیا کہتے ہین۔

سوائے میری مان اور آخون کے سب بیگناہ ثابت ہوے کیونکہ آخون نے تو وہ چاول چبائے ہی نہین تھے اور مُنھ مین پھلا رہا تھا جب اُسکے تھوکنے کی باری آئی تو اُسنے ذرا آواز بدل کر کہا کہ آپ بھی عجیب ہین مجھ ایسے بوڑھے کو جسکے مُنھ مین دانت اور نہ پیٹ مین آنت یہ چاول چبانے کو دیے ہین بھلا مجھ سے یہ کب چب سکتے ہین یہی میری مان نے کہا کہ میرے دانت ایسے کمزور ہو گئے ہین کہ مجھسے یہ سخت چاول نہین چب سکتے یہ سُنکر سب کی نگاہین دونون کے چہرون پر پڑنے لگین اور اب انھین لوگ اور ہی نظر سے دیکھنے لگے۔ میری مان ایک زمانہ ساز اور بڑی ہوشیار بڑھیا عورت تھی باواز بلند یہ کہنے لگی۔ یہ کیا بچون کا کھیل کر رکھا ہی۔ کسی نے آجتک سُنا ہی غضب خدا کا کہ مان کی اُسکا بیٹا یون سر مجلس بے عزتی کرے اور اسکے علاوہ اپنے پُرانے بوڑھے اُستاد کی۔ شرم شرم معلوم ہوتا ہی کہ وہ خود ہی چور رہی۔

درویش۔ کیا ہم گدھے ہین احمق ہین کہ ہم اس طریقے سے اپنا عمل کرتے ہین۔ آیا اس کونے مین روپیہ تھا یا نہ تھا۔ آیا دنیا مین چور ہین یا نہین ہین۔ (میری مان اور آخون کی طرف اشارہ کر کے) اس عورت اور اس مرد نے نہین چبائے اور سب نے چبا لیے ہین۔ شاید یہی سچے ہون۔ چونکہ یہ ضعیف ہین اس سبب سے نہین چبا سکتے ہون یہ بھلا کون شخص کہتا ہی کہ اُنھون نے روپیہ چُرا لیا۔ یہ اپنی طبیعتون مین اُسکا بخوبی علم

رکھتے ہین مگر وہ مشہور رمال ہزار فن نامے جو فرس عظیم کو اپنا دلی دوست کہتا ہے اور
سیارۂ زحل پر اُسکا بہت بڑا بھروسہ ہے۔ وہ وہ شخص ہے جو بے تکلف جو کچھ آدمی نے
پہلے خیال کیا یا جو کچھ اپنی طبیعت مین رکھتا ہے بخوبی بتا سکتا ہے اُسکا یہ قول ہے کہ صرف
ایسے موقع پر امتحان کے لیے چاولون سے زیادہ کوئی چیز بھی مفید نہین ہے۔ تو اب اے
میرے دوستو یہ تو بہت ہی آسان بات تھی کچھ شیرون کا قتل کرنا تو تھا نہین کہ تمھارے
اندام مین رگ رگ مین ڈر پھیل گیا اگر تمھین میرے ہزار فن اور عمل پر کچھ شبہہ ہے تو میرا ارادہ
ہے کہ مین دوسرا عمل اس سے بھی زیادہ آسان تمھین کرکے دکھادون تمھین کچھ بھی نہ کرنا پڑیگا
صرف تمھارے دماغون پر کچھ افسون پڑھا جائیگا اور وہ وہ افسون ہوگا کہ چور سب کے
آگے بڑھکر خود کہےگا کہ مین نے وہ زر نقد یا مال و اسباب لیا ہے۔ رات بھر مین اس کونے مین
اپنا عمل رکھونگا مجھے یقین کامل ہے کہ کل علی الصباح اسی گڑھے مین حاجی (میری طرف اشارہ
کرکے) اپنا گم شدہ روپیہ پالے گا۔ گو یہ بات عجیب ہے لیکن مین فی شقال اپنی داڑھی کے
بال دیتا ہون اگر کوئی چیز ظاہر نہ ہوئی۔

اَب یہ اس کونے مین اپنا عمل کرنے بیٹھ گیا۔ لوگون کی نگاہین برابر مجھپر اور
درویش پر پڑ رہی تھین بعض کا تو یہ خیال تھا کہ درویش اور حاجی بہت ہی نابکار اور
نالایق ہین اور بعض کا خیال میری مان اور آخون کی طرف جاتا تھا۔

سب لوگ پھر رخصت ہوے اُن مین سے بہت لوگون نے وعدہ کیا کہ ہم مقررہ
ساعت پر صبح کو یہان آئینگے کہ دیکھین فقیر نے کیا کرتب کیا۔

چوتھا باب

(درویش کا اپنے عمل مین کامیاب ہونا اور حاجی بابا کا اس سے نتیجہ پیدا کرنا)

اگر اسوقت میرے دل کی کوئی حالت پوچھے تو مین تو اپنے روپیے سے ناامیدہی

ہو چکا تھا مجکو یہ امر بعید از قیاس معلوم ہوتا تھا کہ مین اس بازیچۂ طفلان سے
اتنی رقم کثیر پر کامیاب ہو جاؤن گا۔ مگر خوش قسمتی سے رمال کے عمل نے وہ مقام
بتا دیا جہان روپیہ رکھا ہوا تھا اب مجکو تو دو صورتون پر شبہہ ہوا کیونکہ بجز اُنکے
کسی کا بھی کام نہین تھا اسی وقت تو وہ اپنا عمل حل کر کرا کر چلتا بنا صبح کو رمال
مع بوڑھے دربان اور سب اُن لوگون کے جو روز گزشتہ آچکے تھے اُسی مقام پر آیا
آخون صاحب ندارد تھے اور نیز میری ماں بھی کسی مریض کی عیادت کے بہانے چلتی بنی
تھی ہم سب اس عملی پشتہ کے پاس مع درویش کے پہونچے۔ درویش نے بڑی عزت
اور تپاک سے پڑھ پڑھا کر اس پشتہ کو کھود دینے کا ارادہ کیا۔

درویش۔ اب ہم دیکھینگے کہ آیا جن اور پریون نے شب کو اپنا کام پورا کیا
یا نہین بسم اللہ کہکر اس پشتہ کو کھودا جب کچھ مٹی کھُد گئی تو ایک بڑا پتھر
معلوم ہوا جب یہ پتھر ہٹایا گیا تو ایک بیگ ولائتی ٹاٹ کا کچھ کچھ بھرا ہوا نکلا۔
سب کو اُسے دیکھکر تعجب ہوا لیکن مجھے جسقدر خوشی ہوئی ہو اُسکا کیا عالم پوچھتے ہو

درویش۔ اے میری روح اے میرے دل (بیگ کو پکڑکر) دیکھو اے حاضرین خلسہ
مین وہ شخص نہین ہون کہ اپنی داڑھی کا ایک بھی بال ضایع کرون۔ یہ ہے۔ یہ ہے۔ اے حاجی
دمیرے ہاتھ مین دیکر) جاؤ اور شکر کرو کہ تمھاری ملک تمھین ملگئی۔ دیکھو میرا حق سعی نہ بھولنا
جب مین اُس بیگ کو لے کر اُسکی مومی مُہر کھولنے لگا تو سب لوگون نے مجھے گھیر لیا
کھولتے ہی اول میرے باپ کی مہر نکلی مین یہ دیکھکر بہت ہی خوش ہوا۔ مگر یہ خوشی میری
صورت غم مین دم بھر مین بدل گئی۔ جب مین نے بجاے اشرفیون کے روپیے دیکھے۔ یہ
تعداد ۵۰۰ پانچسو تھے۔ اُن مین سے مین نے پچاس لے کر اُس پونجی پیدا کرنے والے کو دیے۔
مین۔ لیجیے حضرت خدا کرے تمھارا گھر بھرا پُرا رہے۔ اگر مین امیر ہوتا تو کچھ اور بھی زیادہ
دیتا گو یہ ایک بدیہی امر ہے کہ جو کچھ میرے والد کی پونجی تھی اُسکا تو یہ بہت ہی تھوڑا

حقہ ہی مگر مین پھر آپ سے یہ کہتا ہون کہ خدا آپ کو پھر اپر ار کھے اور اُسکے ساتھ مین نے بہت ہی شُکریے کیے۔

یہ لیکر درویش مطمئن خاطر ہوگیا اور خوشی خوشی رخصت لیکر چلدیا۔ درویش کے جانے پر اور لوگ بھی سَب کے سب چلے گئے صرف مین اور بوڑھا دربان رہ گیا۔

بوڑھا دربان۔ دیکھو مین کہتا نہ تھا کہ یہ رمّال بہت ہی چلتا ہوا ہی دیکھیے اُسنے آپ کے گم شدہ زرِ نقد کو نکال دیا یا نہین۔ کیون کیسی تعجب انگیز بات ہی۔

مین۔ ہان بیشک یہ بہت ہی تعجب انگیز بات ہی۔ مجھے تو ہرگز یہ خیال ہی نہین تھا کہ اسکے عمل کوئی نتیجہ پیدا بھی کرینگے۔

مجھے تو اب بھی صبر نہین آیا کیونکہ میرے دل مین تو یہ خیال تھا کہ اسکا روپیہ بہت تھا یہ تو کچھ بھی ہاتھ نہین لگا ہی گو چمکتا ہوا ڈھیر میرے آگے رکھا ہوا تھا لیکن مین نے بوڑھے دربان علی محمد کے آگے پھر اپنی شکایتین دُہرانی شروع کین کہ مین نے تو اپنے باپ کی پونجی مین سے کچھ بھی تو نہین پایا۔ مین تو عدالت مین ضرور ہی اس مقدمے کو لے جاؤنگا۔ جب مجھے یہ پانچسو روپیہ اپنے باپ کی مِلک کے پہونچے تو باقیماندہ جو کچھ ہی وہ بھی از خود میرا حق ہوا اور اس امر کو تم بھی بخوبی جانتے ہو کہ میرا باپ بہت ہی روپیہ والا تھا۔

بوڑھا دربان علی محمد۔ اے میرے دوست۔

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند
جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

جو کچھ تجھے ملگیا ہی بس اسی کو اپنی گرہ مین باندھ رکھ اور شاد رہ۔ اول ہی جب تم قاضی کے پاس جاؤگے تو پہلی بات یقین کیا کرنی پڑیگی کہ جو کچھ تمھارے پاس ہی سب وہ رکھوالیگا تو پھر لعنت ہی کہ ایک سہ ہوم ملک پر ہاتھ سے رقم لکھو دیتی۔ یہ تو اسکا تم یقین کامل ہی کرو کہ

چارسو پچاس روپیے جو اسوقت تمھارے پاس ہین وہ تشریف لیجائینگے اور اسیقدر فریق ثانی کے بھی خرچ ہونگے اور پھر قاضی یہ کہدیگا۔ جاؤ باہم صلح کرلو۔ باہم جھگڑ کر شہر کو تکلیف و مصیبت مین نہ ڈالو تمھین تو اتنی مدت دُنیا مین رہتے ہوے گذر گئی کیا تمنے یہ مشہور قول بھی نہین سُنا ہے۔

"ہر شخص کے دانت کھٹاس سے بیکار ہو جاتے ہین مگر صرف قاضی کے دانت ہین جو مٹھاس سے بیکار ہوتے ہین"

غرض بڑی بحث بحثا کے بعد مین نے علی محمد ہی کی رائے پر عمل کیا کیونکہ مجکو یہ خیال آیا کہ فرضاً باللہ مین نے اپنے استحقاق حاصل کرنے کے لیے تحریک بھی کی تو وقت تو یہی آکر واقع ہوگی کہ صرف میری مان اور آخون صاحب ملزم گردانے جائینگے۔ تو یہ بہت ہی سخت بُرائی کا باعث ہوگا اور لوگ میرے بہت سے دشمن بنجائینگے چارون طرف سے پھٹ پھٹ پڑیگی کہ دیکھو حاجی نے اپنی ماںتا بھری مان اور اپنے پرانے اُستاد آخون سے کیا سلوک کیا ہے پھر جان بچانی بھی مشکل ہوگی۔

مین نے اپنے دل مین کہا کہ جس قدر میری چیزین اصفہان مین ہین اُنکا مین بخوبی بندوبست کرلون اور پھر یہان سے نکل کر چلا جاؤن اور جب تک کہ میری حالتین درست نہ ہوجائین ہرگز واپس ہوکر نہ آؤن۔ یہ شہر مجھے پھر کبھی بھی جانے کے بعد نہ دیکھے گا ہان جب تک کہ مین اسکا حاکم بنکر نہ آؤنگا۔

جب یہ بیہودہ تقریر میرے دل مین سمائی تو مجھے کچھ اسکا بھی خیال آگیا کہ حاجی تیرے کیا اچھے ستارے تھے اور تو کیسا خوش قسمت تھا کہ تیرے ہاتھ یہ بھی رقم لگ گئی ورنہ تو بہ تو بہ پتہ بھی نہ لگتا۔

میری رضامندی اور رائے سُنکر علی محمد بہت ہی خوش ہوا۔ اور اُسکو زیادہ خوش ہونے کی وجہ یہ تھی کہ اُسکا بھی ایک لڑکا نائی تھا تو اُسکی یہ غرض تھی کہ جب حاجی بابا اصفہا

سے چلا جائیگا تو وہ دُکان جسمین میرا مظلوم وغریب باپ بیٹھ کر بہت کامیابی سے اپنی روزی پیدا کرتا تھا اُس دُکان پر اپنے بیٹے کو بٹھاؤن کیونکہ وہ دُکان کاروانسرا کے نکڑ ہی پر تھی اور وہان آمد بہت ہوتی تھی۔

اُسنے یہ تجویز پیش کی کہ تم اپنے یہ کُل اوزار وغیرہ میرے پاس چھوڑ جاؤ مین نے یہ منظور کر لیا اور جسقدر سامان تھا سب اُسکے حوالہ کر دیا۔

اب اپنے باپ کے گھر اور اسباب پر جو مین نے نظر کی گو مجھے میری مان کا مجھسے یون آنکھون پر ٹھیکری رکھنا اور ایسی بے اُلفتی سے پیش آنا بہت ہی کھٹکا تھا مگر پھر مجھے یہ خیال ہوا کہ لوگ کیا کہینگے بہتر ہی کہ نیکنام ہی ہونا چاہیے تو مین نے خود مکان اور جس قدر کہ مکان کا سامان تھا سب اپنی مان کو بے کم وکاست دیدیا جس اسباب کا مین اصلی مستحق تھا۔

یہ سب باتین باہم پسند خاطر ہو گئین اور پھر ختم بھی ہو گئین۔ اب مین نے اپنا کام کرنا شروع کیا۔ اپنی دُکان کے عوض مین بوڑھے دربان سے پانچسو طالیہ کے سکے چاندی کے لیے یہ شخص علی محمد نامے بھی بہت بڑا جوڑنے والا اور روپیہ کا جمع کرنے والا تھا اسکو ہر شخص نے یہی صلاح دی کہ یہ دُکان ایسے موقع پر آکر واقع ہوئی ہی کہ اس مین برابر دولت اُمڈی چلی آتی ہی اس مین جو کوئی بیٹھیگا واقعی اُسکا بہت بڑا کام پھیل سکتا ہی اسوقت میرے پاس ایک سو دس اشرفیان سب ملا ملو کے ہو گئین تانبے کا جسقدر سکہ تھا اُسکو مین نے روپیون سے بدلوا لیا کیونکہ راہ مین اتنے وزن کا لیجانا بہت ہی وقت تھا کچھ روپے کے تو مین نے کپڑے خریدے اور انمین سے کچھ روپیون کا ایک خچر لیا کیونکہ اسباب کے لیے خچر کا ہونا ضرور تھا فطرت کی ایک بہت بڑی ردوقدح کے بعد مین نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ صاحب شمشیر نہ ہون بلکہ صاحب قلم بننے کو مین نے اسپر ترجیح دی تھی۔ گو صاحب شمشیر بھی مین بہت ہی رہا لیکن اپنی بدقسمتی اور نصیبے کی گردش سے جو مین کوم مین چلا گیا تھا اور وہان مجھپر اُس صحبت نے اپنا جلوہ کیا تو اب میری طبیعت کا پیشہ قلم کی طرف بہت ہی رجحان معلوم ہوا

مین نے اپنے دل مین کہا کہ مجھے اب یہ صورت سزاوار نہ ہوگی کہ مین ہر طرح سے مسلح
بنون کہ ایک طرف شمشیر آویزان۔ کمر مین دو پستول گھڑسے ہوے۔ پیٹھ پر قرابین
پڑی ہوئی ہین نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ پہلے کی طرز پر اپنی ٹوپی بھی ایک طرف سر پر بانکون
کی طرح سے رکھون اور میرے کانون پر بل کھاتی ہوئی میری زلفین آویزان رہین۔ بجاے
پستولون کے تو مین ایک گڈا کاغذ دن کا اپنی کمر مین گھڑسونگا اور بجاے کارتوسون اور
توشدان کے بلکس کے مین اپنے پہلو مین قرآن شریف لٹکاؤنگا۔ علاوہ اسکے مین اب کبھی
پنجون کے بل نہین چلنے کا اور نہ رفتار کے وقت اینٹھونگا اور نہ سینہ تانونگا اور نہ اپنے
کاندھون کو آگے کی طرف کرونگا۔ اور نہ چلتے وقت اپنے ہاتھ آگے پیچھے ہلاتا ہوا چہل قدمی
کرونگا۔ غرض وہ باتین سب اُڑا دونگا جب مین افسر جلادان کا سب یا تحت ڈپٹی تھا
اور اُس وقت یہ باتین کرتا تھا نہین بلکہ آیندہ یہ ہوگا کہ چلتے وقت گردن جُھکی ہوئی ہو
سر خم ہو۔ نظرین زمین پر پڑی رہی ہین۔ ہاتھ پیٹی کے آگے پڑے ہوے ہین یا عمود کی طرح سے
دونون میرے پہلوؤن مین آویزان ہین اور میرا پیر بہت ہی سہولیت مین ایک کے بعد
ایک اُٹھے گا کہ کسی قسم کی تیزی اور پھرتی اُس سے آشکار نہوگی۔ شاید اگر کوئی موقع
پڑے تو مین کوئی بیوقوفانہ بات کہہ سکون۔ کیونکہ جب کوئی بات ایک متین اور قرقرن صورت
سے نکلتی ہو تو وہ چاہے بیوقوفی کی کیون نہ ہو لیکن جب بھی ایک عقلمندی کی بات
سمجھی جاتی ہو۔ ملاؤن کی طرح سے سر پر ایک عمامہ شال کا باندھونگا۔ اور خصوصاً اُس
عمامہ کے ساتھ ٹھنڈھی ٹھنڈھی سانسین نکلتی ہون اور ہر دم صداے اللہ ہو۔ اور
اللہ اکبر آتی ہو پھر تو اور بھی اس عمامہ کی عزت بڑھ جائیگی۔ اور جسوقت مین سکوت
اختیار کرونگا اور زبان کو بند کرونگا تو خواہ مخواہ عقلمند ہی عقلمند معلوم ہونگا۔
علاوہ اس کے مین لکھ بھی سکتا ہون اور جو طریقہ کہ مین نے پسند کیا ہو اُس سے
لکھنے مین بھی مجھے کامل مہارت پیدا ہو جائیگی اور وہ طریقہ یہ تھا کہ قرآن شریف کی

نقل کرڈالون جس سے علاوہ خط صاف ہونے کے اسلامی دُنیا کے نزدیک میری عزت بہت ہوگی۔

اس غرض و تصور مین جب مین نے اپنا وقت صرف کیا تو اب مجھے یہ بھی خیال آیا کہ اس امر کو بھی طے کرنا چاہیے کہ مین اصفہان سے کس طرف روانہ ہون۔ تو اب مین نے یہ ارادہ کیا کہ کوم مجتہد کے پاس چلنا چاہیے کیونکہ جو کچھ یہ حال ہوا ہی سب اُسی کا طفیل ہی اور یقیناً وہ بطور کاتب کے کسی ملا کے پاس مجھے رکھوا دیگا جس سے اس منزل کا راستہ معلوم ہو جائیگا جہان میرا اسوقت قدم اُٹھانے کا ارادہ ہی دوسرے جسوقت کہ مین کوم کے قید خانے سے روانہ ہوا تو ایسے اُجڈ پن اور گنوار طریقے سے بھاگ کر آیا کہ اُسکو صورت بھی نہین دکھائی حالانکہ اور کچھ نہ تھا تو اُسکی عنایتون کا شکریہ تو واجب بلکہ اوجب تھا اب گویا مجھپر اُسکی شکر گزاری کا بھی تو ایک قرض ہی جو ادا کرنا فرض ہی۔ اور مین نے دل مین یہ بھی خیال کیا کہ ضرور اُسکے لیے یہان سے کچھ بطور تحفہ کے بھی لیچلون تاکہ اُسے یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ یہ شخص بہت ہی احسان فراموش ہی۔

پھر دہی خیال ایک جا نماز پیش کرنے کا میرے دل مین آیا کیونکہ میرے خیال مین اُسکے لیے اس سے بہتر کوئی تحفہ ہی نہ تھا۔ بہت ہی خوبصورت مین نے خرید لی اور تہ کرکے خچر کے پیچھے باندھ دی۔ چلو اس سے چھٹی پائی۔

اب مین گویا تقریباً پورا پورا تیار ہو گیا تھا۔ اور مین اپنے سفر کے لیے پورم پور مستعد تھا۔ اُسوقت مین نے اپنی یہ صورت دیکھ کر ذرا بہت ہی دل مین تعریف کی کہ مین تو بالکل ایک جیّد یا کتا مُلا معلوم ہوتا ہون۔ مین نے اپنے لیے کوئی لقب مقرر نہین کیا اور اُسکو صرف مختلف حالتون پر چھوڑ دیا لیکن میرا بچپنے کا نام حاجی جو ایک معقول نام اور خصوصاً اس شکل کے لیے وہ گویا پورا پورا پھبتا تھا کافی تھا۔ پھر اور نام کی حاجت ہی کیا تھی۔

ہان ایک فرض ابھی مجھے پورا کرنا اور بھی رہگیا تھا یعنی اپنے والد مرحوم کی تجہیز و تکفین

کے اخراجات کی ادائی پہلے تو مین نے اسے بہت ہی شدید اپنے اوپر خیال کیا کہ بھلا میرے پاس اتنی سی پونجی اور مین ہی تجہیز و تکفین کا قرضہ چکاؤن۔ بہتر ہو کہ چپ چپاتے اصفہان سے چلا جاؤن تاکہ کسی کو خبر بھی نہ ہو اچھا جب مین چلا جاؤنگا۔ تو ضرور ہو کہ اسکا بوجھ میری مان اور آخون پر پڑیگا اور جو بخوبی ادا کر سکتے ہین۔

مگر میرے عمدہ خیالات اور صفائی قلب نے یہ گوارا نہ کیا کہ لوگ مجھے بعد مین پدر سوختہ کے نام سے نامزد کرین۔ مین ہر ایک شخص کے پاس گیا کہ جسکا دینا واجب تھا۔ یعنی ملاؤن۔ واویلا و بکا کرتے والون اور مردہ شوؤن۔ اور جو کچھ انکو دینا تھا بطیب خاطر کوڑی کوڑی ادا کر دی۔

پانچوان باب

(حاجی بابا کی مان سے مفارقت اور ایک مشہور فاضل اجل کا کاتب ہونا)

بغیر کسی اور صدمے کے مین اپنی مان کے پاس سے روانہ ہوا اور نہ میری مان نے مادرانہ الفت و محبت سے میرے جانے پر کچھ افسوس کیا۔ میری مان کے لیے اسکی تدابیر تھین اور میرے لیے میری تھین۔ نہ وہ میری محتاج تھی اور نہ مین اُسکا تھا۔

دن نکلنے پر مین اپنے خچر پر سوار ہوا اور آفتاب جب تک کہ نصف النہار تک ہو کر گذرے مین نے بہت کچھ قوم کا راستہ طے کر لیا تھا مین نے اپنے سفر مین بہت ہی کم تساہل کو کام فرمایا گو کاشان مین کچھ دیر قیام سے مجھے بہت ہی دلچسپی ہوئی اور ہرچند اور بھی دل چاہا کہ یہان قیام کرون لیکن پھر بھی پھرتی کر کرا کر مین نو دن مین قوم جا پہونچا۔

مین شہر قوم کی چھوٹی سی سرا مین اُترا۔ اور مین نے اپنے خچر کو پوری طرح سے لدا پھندا پایا مین نے ارادہ کیا کہ نذرانہ لیکر مجتہد کے مکان پر چلون۔ اُسکا دروازہ سب کے لیے کھلا ہوا تھا ڈیوڑھی پر نہ کچھ شوکت اور عظمت جتانے کے لیے پہرا تھا اور نہ اور کچھ سامان تھا

جو غارس مین بڑے بڑے آدمیون کی ڈیوڑھیون پر ہوتا ہی مع اپنے جوتون کے مین نے دروازے پر اپنی ددی چھوڑکر قدم رکھا۔ ایک کونے مین یہ نیک شخص بیٹھا ہوا تھا اُسنے مجھے پہچان لیا اور میرے آنے پر مبارکباد دی پھر مجھ سے بیٹھنے کے لیے اشارہ کیا۔ مین بہت ادب سے بیٹھ گیا۔ مگر بچھے ہوے غالیچے کے کونے سے سرا گے نہ بڑھے مجتہد نے مجھ سے اُس زمانے سے جب مین کوم سے روانہ ہوا تھا اب تک کے کل حالات دریافت کیے مین نے حرف بحرف جو کچھ مجھپر آکر واقع ہوا تھا سب سُنا دیا کیونکہ میری قسمت کی تاریخ سے اُسے گونہ دلچسپی ہوئی تھی۔

مجتہد نے کچھ دیر تامل کرکے مجھ سے یہ کہا علی الصباح طہران سے ایک قانونی مشہور شخص ملا نادان کا خط میرے پاس آیا ہی اُنکو ایک ایسے کاتب کی ضرورت ہی کہ جو نصف تو کتابت کا کام کرے اور نصف خدمت کرے تو ایسے شخص کو ملا نادان آپ ہی اس کام مین جتنی ضروری چیزین ہین اُنکی پورے طور سے تعلیم کردے گا۔

یہ سُنکر میرا دل مارے خوشی کے اور کئی اُنگل بڑھ گیا۔ میرا خاص یہی خیال تھا جب مین گھر سے روانہ ہوا تھا۔ اور پھر وہی شے بطور پیشکش کے ازخود میرے روبرو پیش کی جاے تو پھر کیون نہ خوشی ہو۔ مین نے اپنے دل مین کہا کہ ایک دفعہ نصف مُلا بنجاؤن پھر کیا ہی پورا بننا تو بہت سہل ہی۔

مین نے بغیر ایک بھی لمحہ کے تامل کے اُسنے صاف اپنی خواہش ظاہر کی کہ آپ اس ملازمت کے لیے میری سفارش کر دیجیے اُسنے اقرار کرلیا اور اُسی وقت اپنے ہاتھ سے ایک خط اُسنے ملا نادان کو لکھا۔ وہ خط لفافہ مین بند بھی نہین کیا یون لپیٹ لپٹا کر مجھے دیدیا۔ ہان اُسپر اپنی مُہر ثبت کردی اور وہ خط مجھے دے کر کہا کہ تم ابھی طہران چلے جاؤ اسمین شبہہ نہین کہ وہ جگہہ خالی ہوگی اور ملا نادان تمھین اسجگہہ پر مقرر کرنے کے لیے راضی ہوگا۔

مین اس قدر خوش ہوا کہ مین نے اس نیک شخص کے ہاتھ چومے اور اُسکے جامہ کے دامن کو بوسہ دیا اور ہزارون لاکھون شکریے اور احسانات گوناگون کی ممنونی ظاہر کی اور کہا "در شکر نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو"، مین نے بہت ادب سے اُس سے عرض کیا کہ پہلے مین آپ سے معافی چاہتا ہون اور پھر بہت ہی عاجزی سے جانماز پیش کرتا ہون مجھے امید ہی کہ میرا آقا اپنے غلام کی دلدہی کے لیے اسے قبول کریگا اور مجھے یہ بھی یقین ہی کہ جبتک یہ حضور کے برتنے مین رہیگی حضور ہرگز مجھے نہ بھولینگے۔

مجتہد (بہت ہی مہربانی سے) خدا کرے حاجی تمھارا گھر ہمیشہ بھرا پُرا رہے مین تمھارا بہت ہی مشکور ہون کہ تمنے مجھے یاد تو رکھا اور یہ تحفہ خوشی خوشی میرے پاس لائے اچھے پاک مسلمان ہو۔ ہمیشہ کفار کے خلاف دست بشمشیر رہو اور بدکارون کو سنگسار کیا کرو۔ اور تم حاجی شاد رہو کہ اس طرح سے تحفہ لانے سے تم ہمیشہ میری یاد مین رہوگے اور مین تمھین کبھی فراموش نہین کرنے کا۔

پھر مین نے پیشکش حاضر خدمت کی وہ لیکر بہت خوش ہوا اسکے بعد مین رخصت ہو کر اپنی کاروانسرا مین آیا کہ جہانتک جلدی ممکن ہو مین دارالخلافتہ کی طرف رُخ کرون مین نے خود اپنے کو اتنی فرصت بھی تو نہین دی کہ اپنے پُرانے دوست سے کوم (قم) مین ملتا یا اپنے مقبرے مین ناخوش کوٹھری کو دیکھتا۔ مین نے کاروانسرا مین آتے ہی اپنے خچر کو کسا اور اُسی شب کو طہران کی طرف روانہ ہوا۔

شام کو مین طہران پہونچا۔ تاکہ مجھے وہ مقام نہ ملے جہان مظلوم خون آلود زینب بے خون تھی مین سیدھا بلند سڑک پر ہوکر شہر مین کسپین دروازے سے داخل ہوا مین اس امر سے بہت ہی خوش ہوا کہ مجکو دروازے پر پہرہ دینے والون نے ذرا بھی نہین پہچانا کیونکہ اگر وہ پہچان لیتے تو بیشک بہت ہی چونکتے لیکن واقعی یہ کچھ تعجب انگیز بات نہین تھی کہ ایسا خونخوار سخت دل کٹر جلاد ایک عاجز اور مظلوم مجاور یا پجاری یا مُلا بنجائیگا۔

جیسی کہ اب میری حالت تھی مین بہت دیری سے طہران کے بازارون مین آیا اور شہر کے بہت ہی مشہور مقام مین میرا گذر ہوا جہان پہلے صرف میرا چہرہ دیکھا گیا تھا۔ مین بہت ہی خوش ہوا جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ ہر شخص مجھے بھول گیا۔ مین نے اپنا سید ھا رُخ ملّا نادان کے مکان کی طرف کیا۔ ملّا نادان ایک مشہور و معروف شخص تھا اُسکا مکان بخوبی ہر شخص جان سکتا تھا لیکن دوسرا خیال اپنے آرام اور راحت کا میری طبیعت مین یہ آیا کہ بہتر ہی پہلے ایک چھوٹی سی کاروانسرا مین ٹھہرون جو میرے پہلے مالک کے مکان کے پاس ہی اور بہت دن چڑھے ملّا نادان کے مکان پر چلون کیونکہ میرا یہ بھی خیال تھا کہ شب کو میری صورت و شکل کچھ اچھی طرح معلوم نہوگی اپنے خچر کی پوری نگہداشت کر کے مین سناٹے مین سویا کہ سفر کی تکان تو اُتر جائے۔ صبح اُٹھتے ہی مین حمام مین گیا۔ وہان خوب نہایا دھویا اپنی داڑھی درست کرائی اور ہاتھ پیرون مین حنا ملی۔ اور اب اپنی صورت دیکھکر مجھے اُمید ہوئی کہ حاجی تو کامیاب ہوجائیگا۔

ملّا نادان کا مکان شاہی مسجد اور شتر خانے کے قریب واقع تھا اور بازار مین داخل ہوتے ہی معلوم ہوتا تھا۔ مذکورہ بالا مسجد کے دروازے سے اسمین راستہ جاتا تھا اور دوسرا دروازہ شاہی کھائین کی طرف کھُلا ہوا تھا۔ اسکے سامنے ایک بہت ہی کمینہ مقام تھا۔ اس لیے کہ جون ہی کورٹ کے احاطے مین قدم رکھو تو سامنے کی جگہ صاف اور چھڑکاؤ کی ہوئی معلوم ہوگی کچھ دری وغیرہ کا سادہ فرش بھی بچھا ہوا ہوگا لیکن جب اُس کرے کیطرف نظر پڑتی تھی جو اُسکے اندر بنا ہوا تھا۔ گو اُسمین صرف سفیدی پھری ہوئی تھی اور ایک جوڑا دری وغیرہ کا بچھا ہوا تھا۔ مگر مجموعی صورت سے افلاسی کے آثار معلوم ہوتے تھے۔

اس کمرے مین ایک شخص مرضین شباہت کا بیٹھا ہوا تھا۔ اُسکی صورت دیکھ کر اتنا تو مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ اس گھر کا مالک ہی لیکن مجھ سے غلطی ہوئی۔ مکین تو اپنے اندرون مین تھا لوگون نے کہا کہ وہ ابھی آتے ہونگے۔

ذرا اپنے کو ایک خادم سے زیادہ ادنیٰ ظاہر کرنے کو مین نیچے بیٹھ گیا اور مین اُس شخص سے جو وہان بیٹھا ہوا تھا باتین کرنے لگا۔ اُسنے چاہا کہ مجھ سے یہ دریافت کرے کہ مُلّا نادان سے تیرا کام کیا ہی لیکن وہ مجھ سے اچھی طرح اسکا پتہ نہ لگا سکا۔ اگرچہ اُسنے نہایت ہی متعجبانہ اور حیرت انگیز سوالات مجھ سے کیے۔

شخص۔ تم معلوم ہوتا ہی نئے نئے طہران مین آئے ہو۔

مین۔ ہان حضور والا۔ بجا درست ہی۔

شخص۔ تم کچھ دن یہان قیام کروگے۔

مین۔ یہ کچھ ٹھیک نہین بتا سکتا۔

شخص (کچھ دیر تامل کرکے) یہ شہر کچھ ایسا سُست ہی کہ اس مین تو ایک ہفتہ بھر بھی بیکار رہنا دوبھر ہو جاتا ہی۔ ہان یہ شہر تو خوشیون کا بھرا ہوا ہی اگر یہان کوئی خدمت ملگئی پھر کیا ہی مزے مین اب جیسے مین ہون کہ خوب کیفیت اُڑاتا ہون۔

مین۔ آپکی عنایتین کبھی کم نہ ہون میرا کام تو صرف مُلّا نادان سے ہی۔

شخص۔ مجھ مین اور مُلّا نادان مین کوئی فرق بھی نہین ہی۔ جو کچھ کام تمھارا ہو وہ مین بھی نکال سکتا ہون اور الحمدللہ تم اپنے دلکی مرضی کے موافق اسے راست پاؤگے۔ ہمارے اختیار مین سب قسمین بھی ہین اور ہر طرح کی قیمت بھی ہی۔

مین۔ جناب مین سوداگر تو ہون نہین۔

شخص۔ یہان تاجر ہونے کی کوئی ضرورت نہین ہی یہ کیا کافی نہین ہی کہ تم ایک آدمی ہو اور پردیسی ہو تمھین معلوم ہوگا چاہے ایک سال۔ ایک مہینا۔ ایک ہفتہ۔ ایک دن اور نیز ایک گھنٹہ بھی تمنے اپنا وقت بہت ہی پسندیدگی سے گذارا مین اُسکی اس عاجزانہ تقریر سے بہت ہی حیران ہوا اور میرا ارادہ ہوا کہ مین اُس سے

یہ التجا کرون کہ آپ ذرا اس سے مجھے واقف کردین کہ اتنے مین وہ یکتا کیا ہون کہ ملا خود آموجود ہوے۔

یہ شخص نہایت ہی خوبصورت جوان اور لانبے قد کا تھا۔ اور تقریباً چالیس برس کی عمر ہو گی۔ سیاہ چمکتی ہوئی گھنی داڑھی تھی اور دو آنکھین بہت ہی تابان اور روشن معلوم ہوتی تھین سفید ململ کا عمامہ سر پر بندھا ہوا تھا اور ایک عراقی یا عربی جبہ پہنے ہوے تھا کہ جسپر آگے پیچھے کاندھون یعنی مداخل و مخارج سفید سوتی کام کی پٹی لگی ہوئی تھی گو اسکی مجموعی ہیئت پر سپہ گری خوب پھبتی تھی اور شرعی کپڑے زیادہ زیب نہ دیتے تھے لیکن برخلاف اسکے اسکے چہرے پر ذرا کچھ بردباری اور فطرتی مادہ بہت پایا جاتا تھا مگر اس مادہ مین ایک تہ خوش طبعی کی بھی برابر جھلک رہی تھی۔

اسکے آتے ہی مین اٹھ بیٹھا اور فوراً وہ رقعہ جو مجتہد نے مجھے دیا تھا اسکے آگے پیش کیا اور رقعہ دیکر پھر بھی مین کھڑا ہی رہا جب اُسنے رقعہ لے کر کھولنا شروع کیا تو کبھی تو میری طرف سر تا پا دیکھتا تھا اور کبھی رقعہ کی طرف۔ اور وہ حیران تھا کہ دیکھیے یہ کہتا کیا ہے۔ مگر جون ہی اسکو کھولکر پڑھا اور مجتہد کی مہر دیکھی۔ نہایت ہی خوش و مسرور ہوا اور مجکو خندہ پیشانی سے بیٹھنے کے لیے کہا ملا نادان۔ مبارک ہو۔ کہو ہمارے قبلۂ و کعبہ جناب مولانا مقتدانا مجتہدنا کی طبع مبارک کیسی ہے۔

مین۔ حضور بہت ہی اچھی طرح سے ہین۔

ملا نادان کو مجتہد سے دلی عقیدت تھی۔ بہت ہی توجہ سے مجتہد صاحب کے رقعہ کو تو پڑھا لیکن اپنی مرضی کا ایک لفظ بھی نہین کہا۔ پھر ملا نادان نے بہت ہی معذرت کی اور اس امر کی معافی مانگی کہ میرے پاس آپکے پیشکش کرنے کے لیے قلیان نہین۔ اور سبب یہ ہے کہ مین تمباکو نہین پیتا۔ ہم لوگ جنکو خداوند تعالیٰ نے اپنی خاص ودیعت عنایت کی ہے یعنی سجادین۔ تو اس لیے ہمارے ہان جسقدر دنیاوی عیش و نشاط اور مسکرات کی چیزین

ہین سب حرام ہین۔ ہمارے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیروان دین سے ہدایت کی ہو کہ جس قدر نشیلی چیزین ہین سب حرام ہین۔ مگر تنباکو جو تمام ایران مین اُسی طرح سے شدت سے جاری ہو جیسے ٹرکی مین لیکن مجھے یہ معلوم ہوا ہو کہ قوت مدرکہ کو یہ تیرہ و تار کرتا ہو اس لیے مین نے اسے بھی چھوڑ دیا ہو۔

غرض وہ یون ہی ٹری دیر تک اپنے روزہ رکھنے کفارہ دینے اور اپنی ریاضت کی باتین کرتا رہا یہانتک کہ مین نے یہ ارادہ کر لیا کہ جس طرح سے یہ کہتا ہو یون زندگی کی کیفیت اُڑاؤن اور جو ارادہ پہلے ہوا تھا کہ مولویانہ زندگی بسر کرونگا وہ خیال جاتا رہا۔ جب مین نے اسکی صورت دیکھی کہ سُرخ و سفید بن رہا ہو جسم ہو کہ اُٹھا آتا ہو بازو خوب بھرے ہوے ہین۔ سینہ اُبھرا ہوا ہو مین نے اپنی اس اُمید سے ڈھارس بندھوائی کہ یہ اپنی شریعت مین بہت توضیح کے ساتھ غلو رکھتا ہوگا اور شاید مجھے بھی ایسا مکان دستیاب ہو جائے کہ جیسا ملّا نادان کے پاس تھا۔ دو کمرے تھے ایک تو دربار عام کے لیے اور ایک وہ کمرہ تھا جسین وہ تنہا کیفیت اُڑایا کرتا تھا۔ اور یہ کمرہ مکان کے اندر کی طرف بنا ہوا تھا۔

چھٹا باب

مُلّا نادان کا دولت پیدا کرنے کی نئی تدبیر بیان کرنا

جب مین اور صرف مُلّا نادان رہگئے اور وہ شخص مجاور جس سے میری پہلے باتین ہوئی تھین اُٹھکر چلا گیا تو ملّا نادان نے وہ خط اپنی چھاتی پر سے نکالا اور کہا کہ ایسی اچھی سفارش پر مین نے تمھین اپنی ملازمت مین رکھنا بہت ہی خوشی سے منظور کیا۔ پھر اسنے میری خاص خاص کچھ لیاقت و قابلیت کی بابت حالات پوچھے انکا مین نے اُسکو جواب اس عمدگی سے دیا کہ وہ مطمئن خاطر ہو گیا۔ ملّا نادان۔ مجھے تم جیسے شخص کی مدت سے تلاش تھی لیکن ابتک مجھے کامیابی نہین حاصل ہوئی تھی جو شخص ابھی اُٹھکر گیا ہو یہ میرے چند فرائض مین میری مدد کرتا رہتا ہو لیکن یہ ہرگز میرے

مطلب کا نہین ہی کیونکہ ناپاک بہت ہی مجھے تو ایسے شخص کی ضرورت ہی جس کی نظر میرے فوائد پر ایسی ہی ہو جیسے اسکی اپنے فوائد پر ہو وہ شخص بطمانیت میرے ساتھ بیٹھکر کھانا کھا سکتا ہی اور جس قدر کہ اسکے قابل ہی اُس سے بھی زیادہ فرا پائیگا۔

مین۔ گو مین نے بہت کچھ دُنیا کا دیکھا ہی لیکن مین امید دلاتا ہون کہ آپ مجھے اپنے کام اور خدمت مین ایماندار پائینگے۔ اور آپ ملاحظہ کرینگے کہ مین اپنے فرایض کسطرح ذہن نشین کرتا ہون اور اُسکے بجا لانے کے لیے کیسا مستعد ہون جب میرے دل مین یہ آیا کہ نئی زندگی کے میدان مین بھی قدم زن ہون تو مین سیدھا مجتہد صاحب کی خدمت مین چلا گیا اُنھون نے مجھے اس قدر تعلیم کی اور میرے دل کو دُنیاوی کدورتون سے ایسا صاف کیا کہ اب مین گویا سچے مسلمان کا ایک آئینہ بن گیا۔

مُلاّ۔ خوش ہوکر۔ تو اب اے حاجی تم خیال کرو کہ مین خوش قسمتون مین ایک خوش قسمت ہون کیونکہ مین محمد رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے پیروانون کی ایک مثال ہون۔ غرض کہ مین متواتر کلام اللہ پڑھتا ہون اور جس طرح سے کہ مین باقاعدہ مستعدی سے نماز ادا کرتا ہون اور کوئی بھی نہین کر سکتا جس طرح سے کہ مین حمام مین جاتا ہون اور ناپاکی سے بچتا ہون اور ہر وقت صفائی میرا اوڑھنا بچھونا رہتی ہی ایسی کوئی بھی پابندی نہین کرتا۔ دیکھو نا نہ تو تمھین یہ معلوم ہوگا کہ میری پوشاک مین کہین بھی ریشم کا نام ہی اور نہ تمھین کچھ سونے کی انگوٹھیان میری انگلیون مین دکھائی دینگی۔ دیکھو میرے وضو اس تقید کے ساتھ ہوتے ہین کہ طہران بھر مین کوئی کرنا نہین جانتا نہ تو مین آدمیون کے آگے حقہ پیتا ہون اور نہ پانی پیتا ہون اور نہ مین گنجفہ اور کوئی اور اسی قسم کا کھیل کھیلتا ہون۔ وہ بازیان جو شریعت مین منع ہین میرے پاس ہوکر نہین گذرین مین روزہ دن کا بھی ایک سانچا ہون جب رمضان شریف آتا ہی تو ہر قسم کے لوگ میرے پاس آتے ہین کہ کسی طرح سے قانون شریعت کی اس سختی سے پناہ ملے لیکن مین ہرگز انھین کسی آسانی کی رخصت نہین دیتا نہین بلکہ مین اُنسے یہ کہتا ہون کہ اگر ایسے ہی اکل شرب پر جان دیتے ہو تو مر جاؤ

رمضان مین کھانے پینے سے مرنا اچھا۔ میری طرح زندگی بسر نہین کرتے کہ یہان جمعہ سے جمعہ تک مُنھ بند ہی رہتا ہو اور ایک ٹکڑا غیر شریعت حکم زبان پر نہین رکھا جاتا۔

اگرچہ مین نے یہ سُنکر اُسکی روزون مین سخت گیری کی تعریف نہین کی لیکن ہان جو کچھ اُسنے کہا وہ مین نے بدل پذیرا کیا اُسوقت کچھ ایسا سمان بندھ گیا تھا کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ جس قدر یہ اپنے آپ خوش ہو ایسا ہی مجھ سے ہو۔

یہان پر مُلّا نے اپنی گفتگو ختم کی اور اس امر کا امیدوار رہا کہ دیکھون یہ جواب مین کیا کہتا ہی لیکن مین کامون کے اس وسیع میدان سے جو اُسنے میری نظر کے آگے کھولا تھا ایسا حیران و سرگردان تھا کہ توبہ لیکن اس سے چند منٹ مین مجھے اپنی حالت یاد آگئی مین جسنے یہ امید کی تھی کہ اپنی باقیماندہ زندگی کو گوشہ نشینی۔ قرآن کی تلاوت تسبیح پھیرنے مدرسون اور مسجدون مین وعظ و پند سُننے مین صرف کرونگا لیکن اب یہ حالت ہو کہ پھر وہی کیفیت نظر آتی ہو کہ اس دُنیا کی نیکیون سے حقارت کی جائے اور خواہشات کی طرف طبیعت متوجہ ہوا اور اچانک مجھ سے خواہش کی گئی کہ گذشتہ زمانے کی طرح سے مین پھر بہت گہرے دل سے زندگی کے کام مین مشغول ہون اور ایسے شخص کے قدم بقدم چلون کہ جو کٹا دنیادار ہو اور اُسے سوائے روپیہ جمع کرنے کے اور کچھ بھی خیال نہو مگر مین کوشش کر سکتا ہون لیکن میری حالتین اسطرح بے تحاشگی سے زیادہ سوچ و فکر کو قبول کر لیتی تھین کہ جسکی کوئی بھی حد نہ تھی غرض ان سب باتون کے بعد مین نے خیال کیا کہ ایسے بڑے مشہور و معروف شخص کا شاگرد ہونا جو طہران مین بہت بڑا نامی ہو کچھ بُرا اور قابل حقارت نہین ہو۔ یہ خیال کرتے ہی مین نے مُلّا نادان کی نوکری کو قبول کر لیا۔

پھر اس نے مجھ سے کہا کہ ابھی مجھے چند باتین تجسے اور بھی کرنی ہین لیکن اس وقت اُس نے یہ باتین ملتوی رکھین کیونکہ افسر العلما کا ایک شخص اسکے بُلانے کے لیے آگیا تھا جانے سے پیشتر اسنے مجھ سے یہ بھی کہدیا تھا کہ مین دُنیاوی شوکت جتانے کے لیے زیادہ نوکر نہین رکھتا ہان جنکی بہت ہی ضرورت ہو وہ رکھے جاتے ہین ۔

اسکے پاس صرف ایک باورچی اور ایک آدمی تھا جو سارے کام خدمتگاری کے کرتا تھا - اور اسکے اصطبل مین صرف ایک ہی خچر سواری کے لیے تھا۔

مُلّا نادان کہنے لگا کہ جب مجھے بہت ہی تکلیف ہوئی تو مین نے ایک سرنگ گھوڑے کے مول لینے کا بندوبست کرلیا ہی - کیونکہ یہ تم بخوبی جانتے ہو کہ جانور ایسا ہو کہ سوار پر لوگون کی نگاہین پڑین اچھا جون جون میری ترقی ہوگی اور میرا عہدہ بڑھے گا میرا ارادہ ہی کہ مین ایک خچر اور بھی خریدونگا۔

مین نے اُس سے اس امر کی اطلاع دہی مین ذرا بھی توقف نہین کیا کہ میرے پاس ایک خچر ہی غرض کچھ دیر کی تقریر کے بعد یہ امر طی پایا کہ مُلّا نادان دونون خچر اور گدھا اپنے ہی ہان رکھیگا ملا نادان تو خچر پر چڑھا کریگا - اور اگر کبھی ضرورت پڑی تو حاجی بابا غریب گدھے پر سوار ہوا کریگا

ساتوان باب

حاجی بابا کا بازار مین جانا۔

جب مین اپنے عہدے ملنے کی کیفیت سے واقف ہوگیا اور سارے فرائض منصب نشین ہوے تو مین نے پہلے بازار جاکر اپنے مولویانہ کپڑونکا بندوبست کیا۔ ایک جبہ خریدا جسکے بٹن چھاتی پر سے بھی عبور کیے ہوے تھے - ایک سفید ململ کا دوپٹہ لیا اور اُسکو عمامہ بناکر سر پر باندھا - اتفاقاً وہان مجھے میرے پہلے آقا کی خانم ملی۔

مین نے اپنے دل مین کہا کچھ جنون کا تو تصرف نہین ہی کہ خانم مرزا احمق کی بیوی یہان آئے۔

خانم - ہان جی ہان - تم وہی شخص ہو کہ تمنے میرے خاوند کو قتل کروا دیا اور اب تم یہان مُلّاپن کے آئے ہو۔

مین - آپکے خاوند کو مار ڈالا - یہ آپ مجھ سے کیا کہتی ہین بھلا اسقدر بیجا جسکی

کوئی بھی وتہا نہین ایسی باتین توزبان سے بھی نہین نکالنی چاہئین مین نے بھلا آپ کے خاوند کی مرگ مین کیا کیا۔ ایک زمانے مین وہ میرا مالک تھا۔ مجھے اسکے ضایع ہونے پر بہت ہی صدمہ ہوا۔ جو کچھ واقعہ ہوا ہی۔ اُسکا جلدی پورا پورا حال تشریحًا بیان کرو تاکہ میری خاطرجمعی ہو مین اسوقت بہت ہی فکر مین ڈوبا ہوا ہون۔

خانم۔ تم ایسے انجان کیون بنے جاتے ہو یہ تو تمھین بخوبی علم ہی کہ صرف تمھارے ہی سبب سے شاہ نے زینب کو فنا کر دیا اور اُسکی موت سے طبیب بیچارے کی داڑھی اکھیڑی گئی اُسکی داڑھی اکھیڑنے سے اُسکی سخت توہین ہوئی اور توہین سے پھر موت اس لیے وہ آپ ہی حضرت ہین جو سب باتون اور نقصانون کے سبب ہین۔

مین۔ ای خانم تم میرے سر پر کیون خاک ڈالتی ہو بھلا یہ بھی کوئی بات ہی بھلا مین ایسے نام سے کیون نامزد کیا جاؤن کہ مین کسی کا سبب مرگ ہون جب مین اس سے ہزارون کوس دور رہون یہ کیون نہین کہتین کہ تمھارا خاوند سوءہضمی سے مرگیا اگر واقعی ایسا ہوا ہی تو یہ سمجھ لو یہ اس شخص کا گناہ ہی جسنے اُسکے آگے چانولون کو لا کر رکھا۔

یون ہی خانم سے بہت دیر تک باتون ہی باتون مین گتھم گتھا ہوتی رہی۔ خانم جو کہ ظاہرا بہت ہی غمگین معلوم ہوتی تھی اور اپنے خاوند پر بہت ہی آنسو بہاتی تھی مجھ سے کہنے لگی کہ تم میری پہلی شان وشوکت اور تر و تازگی پر نظر نہ کرو۔

تاہم ایک عزت اور توقیر کی راہ سے مین نے خانم سے یہ کہا کہ آپ اپنے کچھ حالات بیان فرمائین۔

خانم۔ اسی طرح سے بخوبی جانتے ہو جیسے مین جانتی ہون کہ ایک دن وہ تھا کہ مین شاہ شاہان کی بیوی تھی اور مین اُسکی حرم مین اول نمبر کی حسین تھی اور صدہا اپنی سوکنون کے باعث رنج وملال مین مبتلا رہتی تھی۔ لیکن بھلا ایک حالت پر کسکا قیام رہ سکتا ہی۔ ایک نئی عورت شاہ کی حرم سرا مین آئی وہ کچھ مجھ سے بھی زیادہ دل کھینچنے مین قوی معلوم

ہوئی بس اُسنے شاہ کو اپنی طرف کھینچا اور اب میری طرف سے شاہ کا رخ پھر گیا۔
یہان تک کہ مین بالکل خارج ہوگئی لیکن پھر بھی اس عورت کو چین نہین آیا اور وہ میری
دلربائیون سے ڈرتی ہی رہی یہان تک کہ شاہ نے افسرالاطبا کو مجھے دیدیا۔
ہاے مین کبھی وہ سکرات موت نہین بھولونگی جو اُسوقت میرے دل کو حاصل ہوا تھا
جب شاہانہ شوکت اور جاہ وجلال سلطانی کی عظمت چھوڑکر ایک طبیب کی ہمکنار ہوئی
اور مجھے نسخون اور دوائیون کے مرتبانون مین رہنے کا اتفاق ہوا۔ اب مین بیچاری
زینب کی تاریخ نہ دُہراؤنگی۔
جب طبیب کا انتقال ہوگیا تو مین نے اسامر کی کوشش کی کہ شاہ مجھپر توجہ
کرین اور میری طرف نظر التفات سے دیکھین لیکن اُسکے کانون کے دونون راستے
بند ہوگئے۔ اب مین گویا ایک مصیبت کی آفت سے دوسری ایک قہر آلود آفت مین پھنسی ہون اب
اللہ تعالیٰ میرا معاون ہے۔ اے حاجی اب مین وہ ہون کہ خاوند کی تلاش کرتی ہون۔
یہ کہکے وہ پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی اور اپنی اس حالت پر اُسنے خون کے آنسو
بہائے مگر مین نے اُسے اطمینان دلایا کہ تم مطمئن خاطر ہو انشاء اللہ تعالیٰ تمھارے لیے
کوئی پسندیدہ خاوند تلاش کردونگا۔
خانم۔ تم دیکھو کہ اب تک مین خوبصورت ہون اور میرے بچپن کا دورہ ختم نہین
ہوا ہے میری آنکھون کی طرف نگاہ ڈالکر دیکھو کیون کیا انمین روشنی باقی نہین ہے۔ میری
کمان ابروؤن کی تعریف کرو تمھین مجھ سا ثانی کہان ملے گا۔ جو پورم پور میرا نظیر ہوسکے گا۔
میری کمر دیکھو جو ایک بالشت سے زیادہ چوڑی نہین ہے۔
غرض یون ہی اپنے حسن اور خوبی کی خانم تعریف کرتی رہی لیکن جب مین نے دیکھا
تو بڑھیا کھپڑ چہرے کی معلوم ہوئی جس سے مین نے چاہا کہ زینب کے ساتھ اسکے ظالمانہ
برتاؤ کا بدلہ لون جو مظلومہ مقتولہ کے ساتھ اس ظالمہ نے کیا تھا۔

غرض خانم نے مجھے یقین دلوانے کی کوشش کی کہ مین بہت ہی خوب صورت در
جوان ہون مین نے بھی اسکے حسن اور جوانی کا اس طرح سے یقین کیا کہ وہ خوش ہوگئی۔
مین نے اُس سے اقرار کیا کہ جہان تک مجھ سے ہوسکیگا انکے نفع کے لیے کوشش کرونگا۔
خانم۔ دیکھو مجھے نہ بھولنا۔
مین۔ یہ کہہ کے مین نے دروازے کی طرف قدم رکھا۔

آٹھوان باب

حاجی بابا کا ایسے شخص سے ملنا جسکو اسنے مردہ تصور کر لیا تھا

مین یہان سے شہر کی مشہور کاروانسرا کی طرف روانہ ہوا جب مین اسکے قریب پہونچا تو مجھے معلوم ہوا کہ دونون طرف راستون پر خچر اور اونٹ اسباب سے کھچا کھچ بھرے ہوے کھڑے ہین انمین آدمی بھی بہت کثرت سے ہین بعض کی حاجیون کی سی پوشاک ہے کہ سر سے پانون تک سفید پوشاک پہنے ہین جیسے مشہد مین امام رضا کی قبر پر زیارت کرنے کے لیے آتے ہین لیکن دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ کاروان خراسان سے آیا ہے پہلے تو بڑی دیر تک دیکھتا رہا۔ تنگ شاہراہون سے یہ ہجوم گذر رہا تھا لیکن جب خچر ہنکانے اور خچر ہنکانے والون کی کریہ الصوتی میرے کانون مین آنے لگی تو مین نے چاہا کہ مربع عمارت کاروانسرا مین چلون۔

مین نے دل مین خیال کیا کہ شاید مجھے خوش قسمتی اور نیک طالعی سے وہ لوگ ملجائین جنسے میری مشہد مین ملاقات ہوئی تھی۔ مین نے ہر ایک مسافر کو بہت ہی غور کر کر اور ٹکٹکی باندھ باندھ کر دیکھا۔ یہ تو درست تھا کہ اُس زمانے کو جب مین نے مشہد مین پیرون پر لکڑیان کھائی تھین ایک مدت گزر گئی تھی اس سے لوگون کی شکل مین بہت تغیر و تبدل بھی پیدا ہوگیا تھا۔ لیکن مین جو ہر شخص کی اصلی ہیئت اپنے

دماغ مین رکھتا تھا اور جنھون نے کہ مجھ سے لیکر حقہ پیا تھا اُنکو بخوبی جانتا تھا مجھے اُمید ہوئی کہ اگر ان مین سے کوئی صورت بھی نظر پڑ گئی بھولونگا تو نہین۔

ایک نئی تحقیق کرنے کا موقع تو مجھے حاصل ہوا جب میری نگاہ ایک جانی ہوئی ناک ایک شناسا چوکور پیٹھ۔ اُٹھی ہوئی توند پر پڑی تو یکایک میرا خیال اسطرف متوجہ ہوا۔ مین۔ یہ شکلین تو کچھ مجھے کھٹکتی ہین اور شناسا معلوم ہوتی ہین۔ انہین میرے اوائل عمر کے خیالات شامل ہین۔ اور واقعی یہ اسکی ملک ہین کہ جسکی شکل کے ساتھ میری واقفیت کا زیادہ سرمایہ شامل ہو۔ فوراً میرے خیال کرتے ہی میرا سب سے پہلا مالک عثمان آغا آیا لیکن اسکے تمام خیالات میرے دل سے فوراً نکل گئے کیونکہ اسکی ترکمانون کی قید مین رہکر عجیب حالت ہوگئی تھی اور یہ گوناگون حوادث سے بہت ہی چور ہوگیا تھا۔ وہ تر و تازگی اور وہ حالت خواب مین بھی نہین رہی تھی۔

تاہم مین اُسکی طرف نظران رہا مین نے خیال کیا کہ شاید یہ کوئی اسکا بھائی ہوگا۔ مین اُسکے قریب گیا کہ اسکی کچھ باتین سنون۔ مگر یہ گم صم بیٹھا ہوا تھا میرے شبہہ کو اور بھی دونی ترقی ہوئی مین کچھ دیر تک راہ دیکھتا رہا کہ یہ باتین کرے تو اسکی آواز پہچانون لیکن یہ خاموش ہی بیٹھا رہا مگر پھر تھوڑی دیر کے بعد صاف آواز مین اپنے ایک سوداگر سے یہ دریافت کرنے لگا کہ قسطنطنیہ مین بھیڑ کے چمڑے کی کیا قیمت ہو۔

مین اتنوا اپنے دل مین بہت ہی خوش ہوا اور کہا اُوہو قطعی تم عثمان آغا ہو مین نے ہرگز غلطی نہ کی تھی۔ مین فوراً اسکے پاس پہونچا اور اپنے کو ظاہر کیا۔

جب ہم باہم بہت دیر تک تعجب اور حیرت مین مبتلا رہے تو کچھ کچھ ہر ایک دوسرے کا شناسا بنا۔ مین نے اسکی داڑھی کی سفیدی پر کہا کہ بالکل پہچانے ہی نہین جاتے اور اسنے میری خوبصورتی اور سیاہی پر حیرت کی۔

اِسنے بہت ہی نرمی سے انقضائے وقت اور بے ثباتی دُنیا کا ذکر کیا اِسکی تقریر

سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ دُنیا کا یہ قاعدہ ہے کہ کبھی مصیبت بڑھتی ہے کبھی گھٹ جاتی ہے۔
غرض دُنیا کی حالت یکسان نہین رہتی مصیبت اور راحت یہ توامان پیدا ہوئی ہین
خوشی کے ساتھ رنج اور رنج کے ساتھ ہر جگہ خوشی ہے جب سے کہ مین اُسکے پاس سے جدا ہوا تھا
اور ہم دونون آقا خادمون مین مفارقت ہوئی تھی تو اُسنے معمولی طریقے سے ساری کیفیت بیانکی
جب مجھپر مصیبت آفت قید مین پڑی مگر یہ بعد ازان جاتی رہی تھی اور میرا وقت
خیال سے زیادہ بھی بہت ہی پسندیدگی سے گذرنے لگا کیونکہ میرا سوائے اسکے اور کوئی
کام ہی نہین تھا کہ اونٹون کے پاس بیٹھا رہون اور اُنکی بے شر فطرتی شکل کو تکا کرون
میری خوراک مختلف تھی لیکن پانی بہت عمدہ مجھے میسر ہوتا تھا ہان اگر مجھے تکلیف
تھی تو صرف تماکو کی تھی۔ کیونکہ مین اسکا مدت سے عادی تھا اور یکایک نہ ملنا تکلیف
کا باعث ہوا اسی طرح سالہا سال گذر گئے۔ مین نے تو یہ سوچ ہی لیا تھا کہ اپنی زندگی کا
باقی حصّہ بھی انھین اونٹون کے ساتھ صرف کرونگا کہ یکایک میری قسمت نے دوسرا پلٹا کھایا
اور اب مجھے خوشنما امید ہونے لگی کہ مین رہا ہو جاؤنگا جو شخص کہ اپنے کو ولی بتاتا تھا ان
ترکمانون مین بھی آیا معمول کے موافق جیسا کہ اس قسم کے اشخاص کرتے ہین اُسنے دو تین
کرامتین دکھائین۔ ان سریع الاعتقاد لوگون نے تو ان کرامتون کو بہت ہی کچھ سمجھا اور
اُنکو تسلیم کرلیا اُسکا ایک ایک لفظ کرامت ہوگئی۔ بڑے بڑے مشہور اور تجربہ کار ڈاکوؤن نے
بڑی عاجزی سے اسکے قدم چومے اور اُسکے جھنڈے کے نیچے آگئے جو کچھ اُسنے کہا اُسپر
سر تسلیم خم کیا۔ مین بھی اُسکے آگے گیا اور مین نے سُننے کے استحقاق حاصل کرنے کا دعویٰ کیا
اور مین نے یہ بھی اس سے بیان کیا کہ مین امیر ہون غرض وہ وہ باتین ہوئین کہ جس سے
مجھے اپنی آزادی حاصل ہوگئی۔ اور مجھے کچھ فدیہ بھی نہ دینا پڑا۔

بس جون ہی مین نے وہان سے رہائی پائی مین فوراً مشہد چلا گیا خوش قسمتی سے
میری چند بغداد کے تجار سے ملاقات ہوئی انہین سے ایک میرے متعلقین مین سے بھی

تھا اس سے مین نے کچھ روپیہ پیشگی لیا تھا کہ اس سے تجارت کرون۔
مجھے ترکی بازارون کی پوری پوری کیفیت اور ماہیت معلوم ہوگئی تھی کہ بخارا سے مال جاتا ہی اور وہان جاکر بکتا ہی تو مین اسلیے خریداری کے لیے وہان چلا گیا تاکہ ترکی بازارون مین جاکر فروخت کرون۔ چونکہ ترکمانون مین رہتے ہوئے ایک زمانہ مدید گذر گیا تھا اس لیے مین اُنکے طرق اور عادات سے بخوبی واقف ہوگیا تھا خصوصًا خرید و فروخت کے معاملے مین تو ید طولیٰ حاصل ہوگیا تھا اور صرف اسی سبب سے مین نے بخارا اور فارس مین بہت ہی کامیابی سے تجارت کی یہانتک کہ مجھے اسقدر منافع ہوا کہ مین اپنے ملک واپس جانے کے قابل ہوگیا جب مین قسطنطنیہ کی طرف چلا میرے ساتھ بہت سے خچر بخارا سمرقند اور مشرقی فارس کی تجارتی اشیا سے کھچا کھچ لدے ہوے تھے تو راہ مین مجھے اپنا پیارا شہر بغداد یاد آگیا۔ تو اب میرا یہ ارادہ ہی کہ مین جب تک کہ موسم بہار کا کاروان جمع نہ ہوجائیگا مین یہین قیام کرونگا۔ کیونکہ اب ذرا اس شاہانہ شہر مین رہنے کو طبیعت چاہتی ہی۔ وحشیون مین رہتے رہتے تو دم اُکتا گیا۔ تو اب تم یہ بتاؤ کہ مین اپنا وقت دلچسپی اور پسندیدگی سے کیونکر صرف کرون۔
یہ سُنتے ہی مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ شخص شادی کا بہت خواہشمند ہی۔ مین نے اس کہنے مین ایک لمحہ کا بھی توقف نہین کیا کہ آپ کے لیے بیوی موجود ہی۔
مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ کیا خدا کی شان ہی تقدیری معاملے مین یہین پلٹتے تھوڑی ہی مین بھلا کیا قضا و قدر کا کام ہی کہ میرا ایک مالک کتنی دور دراز سے آتا ہی کہ میرے دوسرے آقا کی بیوہ سے شادی کرے جسکو انتقال کیے ہوے بھی تو کچھ زمانہ نہین گذرا۔ اور مجھے دیکھو جنوبی اطراف سے آنا اور اسمین شامل ہونا۔
حکیم کی بیوہ بڑی ڈبل عورت تھی کہ تین عورتون کے برابر اُسکا گھیر تھا وہ عثمان آغا ہی کے لیے موزون بھی تھی جسنے سُنتے ہی میری درخواست کو قبول کرلیا کچھ

مین نے اُسکی تعریف کی کچھ ابرو کی صفتین کین۔غرض وہ باتین بنائین کرعثمان آغا کے نذاق کی تھین اور اُسکو پسند کر کر باتون ہی باتون مین منظور کرا دیا۔

مین نے یہ خوشخبری جاتے ہی خانم سے بیان کی۔خانم سنتے ہی بہت خوش ہوئی اَب خانم کا کیا کہنا یہ سمجھی واقعی میرا حُسن ہی ایسا ہی کہ سب سے افضل ہون اور خمار بھوین تو اس غضب کی ہین کہ ممکن نہین جو اُنکو دیکھے سر تسلیم خم نہ کرے۔

خانم کی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ خانم بہت ہی خوش ہوئی اور اُسے تُرک کے ساتھ متعہ کرنے مین کسی طرح کا بھی کلام نہین ہی۔

مین خانم کے پاس سے عثمان آغا کے پاس چلا گیا جو اس امر کے لیے مستعد تمام تھا اسکی حالت دیکھکر معلوم ہوا کہ چونکہ وہ اونٹون کے ساتھ مدت تک رہا ہی اسلیے اُسے مشک اور عنبر کی خوشبو بہت ہی دل آویز معلوم ہوتی ہی اور وہ اُسکے سونگھنے کا بہت عادی ہی عثمان آغا حمام مین نہانے گیا۔اپنی بھوری داڑھی پر خضاب کیا۔ہاتھون کو سُنہرے رنگ سے رنگا اور اُسکی زلفون کی رخسارون پر ہلال نما صورت بنگئی۔ بجاے اِسکے کہ پڑی لٹکا کرتین۔اب اُنھون نے وہین کلون کے اوپر دائرہ بنالیا۔

غرض عثمان آغا بن سنور کر میرے ساتھ مُلّا نادان کے مکان پر آیا چونکہ اسوقت ذرا نہایا دھویا تھا اور کپڑے وپڑے بدلے تھے اس لیے اُسکی اصلی عمر سے دس برس اور کم ہوگئے تھے جب دونون دولھا دُلھن کا آمنا سامنا ہوا تو اُسوقت وہ سمان تھا کہ بیغرض پاس کھڑے ہوے کو ان دونون کے دیکھنے سے بہت ہی لطف آتا تھا۔

دولھا تو اس کوشش مین تھا کہ کسی طرح سے یہ معلوم ہو جائے کہ جس سے میرا متعہ ہوتا ہی یہ کیسی صورت کی ہی۔دلھن نقاب ہی نقاب مین کچھ وہ ناز و انداز اور کرشمے کر رہی تھی جس سے دولھا کو یہ یقین ہو جائے کہ عجیب دلفریب چہرہ نقاب مین ہی۔ لیکن اِدھر تو یہ ہو رہا تھا اور اُدھر مین یہ کیفیت دیکھ رہا تھا۔

میرے خیال مین فیس کے پچاس ڈیوکیٹ آئے اور یہ وہ تعداد تھی جو اسنے مجھے دی تھی اور پھر ہم ترکمانون کی قید مین چلے گئے تھے۔ مین نے دل مین خیال کیا کہ اگر پچاس ڈیوکیٹ کھوے اور یہ خفا اور ناخوش ہوگیا تو کون جانتا ہی کہ عثمان آغا کتنی خاک میرے سر پر ڈالے گا۔

مگر انکی شادی ہوگئی اور اس امر کا مجھے کامل یقین تھا کہ جب تک مین نے یہ لفظ نہین کہا کہ مین نے پسند کرلیا اسنے خانم کے حُسن کا ایک چھکارہ بھی نہین دیکھا۔ تو اس بیصبری کے عالم مین اسنے اسکی نقاب الگ سرکا دی مین نہین کہہ سکتا کہ خانم کی صورت دیکھکر اُسے کس قدر صدمہ ہوا ہوگا

جب عثمان آغا نے دیکھ لیا کہ میری دلربا زلیخا صفت نہین ہی تو اُسنے مجھے پاس بلایا اور کہا۔ حاجی۔ مین نے تو یہ خیال کیا تھا کہ یہ نوجوان ہوگی اسپر تو اونٹ کی طرح سے جھُرّیان پڑرہی ہین۔ یہ بات کیونکر ہی۔

مین نے ہر حیلہ اور حوالہ سے اُسے یقین دلایا کہ آپ اسے جانتے نہین یہ ایک زمانہ مین شاہی حرم کا ایک پھول تھی یہ تو تقدیر کی بات ہی کہ اس کو آپ کی دُلھن بننے کا اتفاق ہوا۔ صرف یہ تقدیری بات ہی۔

عثمان آغا۔ افسوس ای حاجی کیا لفظ تقدیر ہر بات کا پورا جواب ہوسکتا ہی۔ چاہے تقدیر یا قسمت کا کچھ ہی اثر کیون نہو لیکن یہ تو کبھی نہین ہوتا کہ کہین قسمت نے ایک نوجوان عورت کی ایک کھپڑ بڑھیا بنا دی ہو۔

پہلے تو مجھے بڑا خیال ہوا کہ ایسا نہو عثمان آغا خفا ہوا اور اپنا روپیہ وغیرہ واپس پھیرے لیکن نہین وہ خانم کو سرا مین اپنے ساتھ لے گیا اور کہا کہ نیکبخت جب تک تیرا جی چاہے میرے یہان رہوا ور جب جی مین آئے چاہے جہان چلدیجیو۔

نوان باب

مُلّا نادان کی ہوسناکی

جب مُلّا نادان کی بہت قریب سے میرے مالک سے ملاقات ہوگئی تو مجھے معلوم ہوا کہ یکایک اُسکی طبیعت ہوسناکی کی طرف رجوع ہوئی اور اُسکا اصلی منشاء یہ تھا کہ طہران کا افسر العلما مین ہو جاؤن -

اس خیال مین اسنے بہت بہت جانکاہیان کین اور جہانتک اس سے ممکن ہوا اسمین کوئی کسر باقی نہین رکھی یہانتک کہ یہ بات روشن ہوگئی اور لوگ اسکے دشمن ہونے لگے خصوصًا افسر العلما تو جانی دشمن اور خون کا پیاسا ہوگیا۔ خاص مسجد مین ملّا نادان امام تھا یہ شاہی مدرسہ مین وعظ بھی دیا کرتا تھا اور گاہے گاہے فیصلے بھی اسکے یہان لوگون کے جھگڑون کے برابر ہوتے تھے ہر موقع پر اور خصوصًا نوروز کی تقریب مین جب تمام مُلّا تے شاہ کے آگے جاکر نماز پڑھتے اور اُسکی ترقی دولت اور سرسبزی ملک کی دعا کرتے تو وہان بھی مُلّا نادان سب مین ممتاز ہوتا اور اُسکی لہکتی ہوئی آواز سب مین سُنائی دیتی -

اِن اِن وسائل سے اسے لوگون مین پوری شہرت حاصل ہوگئی تھی۔ مگر جو لوگ کہ اس سے بخوبی واقف تھے اسکی اچھی طرح تعظیم و توقیر بھی نہین کرتے تھے ایک موقع ہوا جس سے یہ بات صاف معلوم ہوگئی اور یہین سے پھر میری قسمت نے پلٹا کھایا۔

موسم سرما بسر گذر چکا تھا ہنوز موسم بہار اپنا خوش جلوہ دے رہا تھا کہ یکایک دار الخلافۃ مین یہ خبر آپہونچی کہ جنوبی حصص ملک خصوصًا لار اور فارس مین مینھ کی اسقدر ضرورت تھی کہ توبہ لیکن چونکہ پانی نہین ملا اس بلا کا کال پڑا ہے جسنے تباہ کر دیا ہے۔ جب سال گذر گیا تو شمالی حصص مین بھی وہی آفت آکر واقع ہوئی اور امساک باران کا یہان بھی وہی حال ہوا شاہ نے حکم دیا کہ مساجد مین عبادت کیجائے اور مینھ کے لیے دعائین مانگی جائین مُلّا باشی اس حکم کی بجا آوری مین مشغول ہوا۔

مُلّا نادان نے یہ موقع بہت ہی اچھا دیکھا کہ اپنے مذہبی جوش کو دکھائے۔ اور

اس کام مین اپنے کو معروف و مشہور کرے۔ غرض اسنے ذرا اپنی نمود دکھانے مین ایک لمحہ کا بھی توقف نہین کیا۔

ذرا اپنا اثر اور دباؤ ڈالنے کے لیے اسنے افسر العلما کی طرح سے چھوٹی قوم کے لوگ بہت جمع کیے اور ان سب کو سمیٹ کر ایک کھُلے ہوے میدان مین پہونچا اور وہان آپ اُنکا امام بنا۔ پانی کا پھر بھی پتہ نہین شاہ نے حکم دیا کہ بڑے بڑے لوگ بھی اسکے شریک ہون اور اسکے پیچھے بلاب بلک کر دعائین مانگین۔

ہر چند سب نے پھڑک پھڑک کر دعائین مانگین لیکن تو بیتھ کا کہین نام تک بھی نہین تھا پھر اسنے تمام مسیحون یہودیون گبریون کو بُلایا اور اُنسے اُنکے مذہب کی نماز پڑھوا کر دعا منگوائی مگر آسمان کچھ ایسے لوہے کا بنا ہوا تھا کہ اُسپر ابر کا ایک ٹکڑا بھی معلوم نہین ہوتا تھا ایک بہت بڑی مایوسی سی چھا گئی۔

جب یہ صورت ملا نادان نے دیکھی تو ایک دن صبح کو اپنے مکان کے پاس ملا نادان نے لوگون کا ہجوم کیا اور مجمع کی طرف مخاطب ہوا۔

اے طہران کے لوگو اس بلاے بیدرمان کے دفع کرنے کے لیے اور بھی کوئی بات باقی ہے۔ وہ بلاے بیدرمان جو عراق پر چھانے کو مستعد ہے۔

یہ تو صاف ہے کہ آسمانون نے ہمارے خلاف کارروائی اختیار کی ہے کہ ایک قطرہ نہین برساتے اور یہ صرف اُن لوگون کی وجہ سے ہے جو سخت گناہگار ہین اور جن کے سبب سے ہمپر خدا نے یہ بلا نازل کی ہے۔ اچھا وہ کون لوگ ہین یہی کافر ہین جو ہمارے قانون شریعت کے توڑنے والے ہین یہ وہ کمبخت ہین جو کھلم کھُلا شراب پی کر ہماری دیوارون کی صفائی کو کھوتے ہین۔ اور جو کچھ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمادیا ہے وہی کرتے ہین اور ہماری شاہراہون کو اپنی برائیون سے مخزن بدی بناتے ہین اب مین یہ چاہتا ہون کہ ہم سب ملکر انکے میخانے مین چلین اور تم میری تقلید کرو اور

وہان چلکر انکی شراب کے خم دم سب توڑ ڈالین۔ بس پھر اللہ کا غضب جاتا رہیگا
اور نہین بھائیو یون تو جانا معلوم نہین ہوتا۔
یہ سنتے ہی سب کو اسقدر جوش آیا جسکا کوئی ٹھکانا نہین مجھے یہ کبھی امید نہ تھی کہ
وہ یکایک اس طرح بھڑک اٹھینگے مگر وہ تو بپھر پڑے اور چلنے پر آمادہ ہوے۔
ملا نادان نے اپنے کو انکا پیشوا بنایا مجھے ساتھ لیا مین بھی اور دن کی طرح سے
دیوانہ ہوگیا۔ اب ہم شہر کے اس حصہ کی طرف روانہ ہوے جہان آرمینین بستے تھے۔
آرمینیون نے جب یہ دیکھا کہ اسقدر غصیلے مسلمان پلے چلے آتے ہین وہ بیچارے
حیران ہوگئے اور انھون نے انکے امنڈنے کا کچھ بھی سبب نہ جانا بعض نے تو اپنے
دروازے بند کرلیے اور بعض بھاگ گئے اور بعض وہین موجود رہے۔ یہ شبہہ انھین بہت
دیر تک نہ رہا کیونکہ جب مسلمان قریب آگئے تو انپر پتھر برسنے شروع ہوے اور ہر طرح سے
انسے برائی کی گئی اور انکی توہین مین کوئی بات اٹھا کر نہین رکھی۔ پھر تو انھین معلوم
ہوگیا کہ شاید قتل عام کا حکم ہوا ہو کہ تمام مسیحی قتل کردیے جائین۔
ملا مع تمام بہیر و بنگاہ کے خاص خاص آرمینیون کے مکان مین گھس گیا اور بہت
تشدد سے شراب تلاش کرنے لگا اسنے نہ تو مرد کے کمرے مین فرق کیا اور نہ عورت کے بلکہ
بہت آزادی سے اندھا دھند سب کے دروازے چوپٹ کھول دیے آخر کار جب ملا
کو وہ خم ملا جسمین شراب بھری ہوئی تھی تو اب مین ناظرین پر اس آیندہ واقعہ کو چھوڑتا
ہون کہ پھر ملا کی غضبناکی اور اشتعال کا کیا حال ہوا ہوگا جسقدر خم تھے انکے
ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے اور شراب لنڈھا دی گئی۔ غریب مظلوم مالک سوا اسکے اور
کیا کرسکتے تھے کہ اپنی روزی کو اس طرح سے ویران ہوتا دیکھین اور ہاتھ سے ہاتھ ملین۔
سب کی مایوسانہ نظرین پڑ رہی تھین اور سب ہاتھ سے ہاتھ مل رہے تھے۔
اسوقت جب یہ معرکہ ہر ایک گھر مین ہوگیا تو اب اور بھی گروہ مسلمانون کا غصہ بھڑکا

گھرون سے وہ سیدھے ان بیگناہون کے معابد یعنی گرجاؤن کی طرف چلے۔ جبراً انھین کھلوایا اور جو چیز وہان تھی سب ویران کردی۔ وہان کتابین۔ زیورات۔ اسباب غرض کوئی چیز ایسی نہین بچی تھی کہ تباہ نہ ہوئی ہو۔ چونکہ کثرت سے لوگ نہین تھے کہ ہر شے کو لیجاتے اس لیے یہ رائے قرار پائی کہ جو قیمتی قیمتی چیزین ہین وہی لیجائی جائین گویا اب پورے طور سے بربادی کردی گئی۔ کچھ بھی سلامت نہین چھوڑا صرف وہ مظلوم تو انکی دست بُرد سے بچ گئے جنکا یہ مال لوٹ کرلائے تھے۔ اخیر تو پھر دوبارہ حملہ ہوتا اگر وہان چند خاص خاص آرمینین کے ہمراہ شاہی فراش نہ ظاہر ہوتا۔

جب مُلّا نادان کے پیروان نے یہ صورت دیکھی اسقدر ہڑبڑا کر بھاگے کہ نہ یہ خبر تھی کہان جاتے ہین اور کہان آتے ہین سر پر پاؤن رکھکر جو فرار شدن کا صیغہ گردانا تو پھر کر نہین دیکھا۔ صرف مین اور مُلّا نادان رہگئے جسوقت اُنھون نے کہا ہی کہ شاہ نے آپ لوگون کو ابھی حاضر ہونے کا حکم دیا ہی تو اوسان باختہ ہوگئے۔ مُلّا نادان نے تو میری طرف دیکھنا شروع کیا اور مین اُسکی طرف تکنے لگا۔ اور ایک دوسرے کی صورت کو اِس طرح ٹکٹکی باندھکر دیکھا اور اس نظر سے ایسی حماقت برستی تھی کہ دُنیا مین آج تک دو داڑھی بازون نے کبھی اس طرح سے نظر نہ کی ہوگی۔ یہ زمانہ سازی کی باتین کرنے لگا اور سرکاری آدمیون سے کہا کہ آپ ہمین صرف اتنی فرصت دین اور ہمارے ہمراہ ہمارے مکان پر چلین کہ مین اپنا سُرخ درباری جامہ پہنلون۔

فراش حضرت جامہ یا سُرخ جرابین پہننے کا کوئی موقع نہین ہی بس آپ سیدھے چلے چلیے

یہ سُنکر مُلّا نادان کے چھکّے چھوٹ گئے اور گھبرا کر یہ کہنے لگا۔ لیکن یہ تو بتاؤ خدا کے لیے مین نے کیا ہی کیا ہی۔ (فراش کی طرف مخاطب ہوکر) کیا یہ بات نہین ہی کہ ہم اپنے ایمان کے دشمنون کو زیر و زبر کرین۔

فراش۔ خیر آپ وہان چلے چلین آپ کو خود کیفیت روشن ہوجائیگی۔

آخر کار ہم محل کے دروازے پر پہونچے معلوم ہوا کہ وزیر اعظم افسر جلادان کی بیٹھک مین مع افسر العلما بیٹھا ہوا ہے۔

جب ہم دروازے پر جاکر کھڑے ہوے تو وزیر اعظم نے مُلّانادان سے مخاطب ہوکر کہا۔ خدا کے لیے یہ تو بتاؤ کہ جو کچھ ہم نے سُنا ہے یہ اصل مین کیا معاملہ ہے کیا تمھاری سمجھ پر پردہ پڑ گیا تھا کیا تمھین یہ معلوم نہ تھا کہ طہران مین شاہ بھی موجود ہے ملّا باشی۔ (یعنی افسر العلما) مین کون ہون کہ تمنے کفار کے خلاف بلوہ کیا اور اُنپر چڑھ گئے آخر مین بھی تو موجود ہون۔

افسر جلادان (اپنے محکمہ کی جریب یا سوٹا ہاتھ مین لیکر) انھین شاہ کے آگے پیش کرو شاہ انتظار ہی کر رہے ہونگے۔

بس اب یہ حال ہوا کہ جان ہی نکل گئی اور موت آنکھون کے آگے گردش کرنے لگی۔ غرض اُسی حالت مین ہم محل کے اندر دو طرفہ درختون والے راستہ سے روانہ ہوے پہلے ایک چھوٹے دروازے مین پہونچے پھر وہان سے ایک باغ مین گئے سامنے سے دیکھا کہ ایک کمرے مین خود شاہ جلوہ افگن ہین۔

جب ہم قریب پہونچے تو مین نے دیکھا کہ شاہ اپنی مونچھین مَروڑ رہے ہین یہ گویا شاہ کے بہت ہی غضبناک ہونے کی نشانی تھی کہ جب وہ بہت ہی غضب مین بھرتے تھے تو مونچھین مَروڑا کرتے تھے۔ مین نے ایک نظر سے مُلّانادان کو بھی دیکھا۔ معلوم ہوا کہ سر سے پانون تک ہر مسام سے ندیان کی ندیان بہ رہی ہین۔ جون ہی ہم سے شاہ کی نظرین ملین ہمنے اپنے جوتے اُتار ڈالے اور ہم سنگ مرمر کے حوض کے پاس بڑھے اس وقت شاہ کے آگے مُلّا باشی یعنی افسر العلما۔ افسر جلادان۔ اُمرا مین۔ اور مُلّانادان اور مین کھڑے ہوے تھے۔

افسر جلادان نے اپنے محکمہ کے ڈنڈے کو زمین پر رکھ کر ایک فرشی سجدہ نما

سلام کیا اور یہ زبان پر لایا۔ پہلے جو کچھ شاہ کی معمولی تعظیم کے الفاظ تھے وہ ادا کیے گویا ہر بات کی تمہید مین انھین کہا کرتے ہین اور پھر یہ کہا کہ ملّا نادان حاضر ہے۔ (میری طرف اشارہ کرکے) اور یہ اسکا نوکر بھی موجود ہے۔

شاہ (بہت ہی کڑاکے کی آواز مین) اے ملّا نادان بتا کہ تو کتنی مدت سے میری رعیت کو تباہ و برباد کر رہا ہے تجھین یہ قوت کس نے دی ہے کیا تم پیغمبر ہوگئے ہو یا تم اپنے کو شاہ بنانے یہان نازل ہوئے ہو۔ بتا کہ یہ تو کیا کر رہا ہے۔

یہان میان ملّا نادان کے چھکے چھوٹ گئے تھے تمام اندام مین لرزہ پڑ رہا تھا اور ہرگز ایک لفظ بھی زبان سے نہین نکل سکا۔ صرف بہت مشکل سے کچھ گنگنیاتے ہوئے اور ٹوٹے ہوئے الفاظ مین کافرون کی برائی کی۔ شراب کو برا کہا اور مینھ کے برسنے کی خواہش ظاہر کی اور پھر گم صم کا مضمون ہوگیا۔

شاہ۔ (ملّا باشی کی طرف مخاطب ہوکر) یہ کیا کہتا ہے مین نے صلا نہین سنا کہ یہ کیا کہ گیا۔

ملّا باشی۔ مین حضور پر سے قربان ہو جاؤن یہ یہ عرض کرتا ہے کہ مین نے یہ صرف حضور کی رعیت کے آرام کے لیے کارروائی کی تھی۔ کیونکہ جب تک کفار شراب پیتے رہینگے مینھ ہرگز نہ برسے گا۔ اور طہران مین کال پڑ جائیگا۔

شاہ۔ تو کچھ آدمیون کے بچانے کے لیے تمنے میری رعیت کا بہت بڑا جزو تباہ کر دیا یہ تو بتا کہ میری دارالخلافہ مین میری کچھ بھی ہستی نہین رہی کیا ایک گروہ کفار کا میرے ہی ناک کے نیچے برباد کیا جائے اور مجھ سے کچھ نہ دریافت کیا جاے کہ آیا حضور کی مرضی بھی ہے یا نہین کہ ایسا کیا جاے۔ اے شخص بول کہ تو کس خواب خرگوش مین مخمور ہے معلوم ہوتا ہے کہ تیرے دماغ مین خلل آگیا ہے۔ یہ کہکر شاہ نے زور کی آواز مین ذرا گرج کر یہ کہا (اپنے ملازمین کو بلا کر) اسکی پگڑی سر سے اتار لو اور اسکا چغہ اسکی پیٹھ پر سے علیحدہ کرلو۔ اسکی ٹھوڑی پر سے اسکی داڑھی اکھیڑ لو۔ اِس کے

دونون ہاتھ پشت پر کس دو اُلٹے گدھے پر اسے سوار کردو اور تمام شاہراہون مین اسے یون ہی گردش دو اور پھر دھکے دے کر اسے شہر بدر کردو اور ساتھ ہی اسکے نوکر کو بھی لے جاؤ۔

مین بہت بڑا ہی خوش قسمت تھا کہ مجھے کسی نے وہان یہ شناخت نہین کیا کہ یہ زینب کا عاشق ہے اگر ذرا بھی معلوم ہوجاتا تو جان کا بچنا یہ محض ناممکن تھا میری اور میرے مالک کی قسمت گویا جنت تھی کہ جو کچھ اور جتنا شاہ نے حکم دیا تھا اُسی قدر ہمارے ساتھ عمل مین آیا۔

نادان کی داڑھی ٹھوڑی پر سے لوگون نے اس آسانی سے اکھیڑلی کہ جیسے پرند کو صاف کرتے وقت اُسکے پر اُدھیڑتے ہین اسکے بعد میرے آقا ملا نادان کو گدھے پر اُلٹا سوار کیا اور تمام شاہراہون مین گردش دی مین بھی گدھے کے پیچھے بہت ہی غم کی حالت مین جا رہا تھا کیونکہ میرا مولویانہ شالی عمامہ اُتار لیا تھا اور چغے سے جُدا مجھے برہنہ کردیا تھا۔

جب شہر کے دروازے پر پہونچے تو مُلا نادان کو گدھے پر سے اُتار لیا اور مشکل سے ہماری پشتون پر ایک چیتھڑا چھوڑا ہوگا۔ جب ہم شہر بدر ہوئے ہین یہ بات قابل تحریر ہے کہ جون ہی ہمنے شہر چھوڑا اور جنگل کی طرف روانہ ہوے تو اس قدر مینھ برسا کہ جل تھل کھڑے ہوگئے۔ گویا خود آسمان ہماری بےعزتی کا منتظر تھا۔ جب اس طرح سربازار توہین ہوجائے تو مینھ برسائے۔

دسوان باب

حاجی بابا کا حمام مین ایک عجیب وغریب واقعہ دیکھنا اور اپنی اس مصیبت سے رہائی پانا۔

جب ہمکو سرکاری آدمیون نے چھوڑ دیا تو مین نے اپنے ساتھی سے کہا کاش اگر مجھے

یہ معلوم ہو جاتا کہ مجتہد کی سفارش یہ یہ نتائج پیدا کریگی اور یہ صورت دکھائیگی تو آپ حاجی بابا کو تو کبھی بھی نہ دیکھتے۔ بھلا آپ کو اس سے غرض ہی کیا تھی کہ مینھ برسے یا نہ برسے۔ آرمینین شراب پیتے ہین یا نہین پیتے۔ یہ آپ کے دخل در معقولات نے خراب نتیجہ دکھایا ہی۔

مُلّا نادان کی اسوقت وہ نوبت تھی کہ اسنے اسکا اصلا جواب نہ دیا ہم برابر خاموش ایک دوسرے کے پہلو مین چل رہے تھے۔ غم کے پہاڑ ہمپر ٹوٹے ہوئے تھے اور آلام سے چور تھے کہ اسی حالت مین ہم پہلے ایک گانون مین پہونچے جو اول ہی اول ہمارے راستے مین آیا یہان ہمنے قیام کیا تاکہ اس بات کو سوچین کہ اب کیا کرینگے اور آیندہ ہمین کیا کرنا زیبا ہی میرا بدقسمت ساتھی تو شہر بدر کر دیا گیا تھا اس لیے یہ محض ناممکن تھا کہ جب تک کامل یہ طوفان نہ جاتا رہے اور غلغلہ نہ ٹھنڈا پڑ جاے وہ شہر مین جا سکے لیکن جب ہم دونون یہ خیال کرتے تھے کہ ہماری ملک کے ساتھ کیا بیتی اور جائداد روپیہ کی کیا نوبت ہوئی تو ایک سانپ سا کلیجے پر لوٹ جاتا تھا۔ ملّا تو اپنے گھر اور اس بیعزتی پر خون کے آنسو روتا تھا اور مین اپنے کپڑے روپیہ اور خچر جانے پر گریبان چاک کرتا تھا یہ ارادہ ہوا کہ مین ہی پھر شہر مین واپس جاؤن اور خبر لاؤن کیا گذری۔

شام کو مین شہر مین داخل ہوا اور جہان تک مجھ سے ممکن ہوا مین نے اپنے کو چھپایا اور سیدھا شاہراہون مین ہوتا ہوا مُلّا نادان کے مکان کی طرف چلا۔ دل ہی نظر مین اتنا معلوم ہو گیا کہ ہمین بالکل تباہ کر دیا تھا۔ وہان یہ صورت دیکھی کہ جسکا جو داؤن چڑھا ہتھیا کر بیٹھ رہا۔ اول ہی مجھے وہ شخص نظر پڑا جو نادان کے مکان سے آ رہا تھا کہ جس نے ہمین پکڑ کر شاہ کے پاس حاضر کیا تھا یعنی وہی فراش جو میرے خچر پر سوار تھا۔ اس کے آگے ایک بقچی رکھی ہوئی تھی جس مین شاید میرے اور میرے مالک مُلّا نادان کے کپڑے ہونگے۔

اِسے دیکھکر مین اس قدر چکرایا اور یہ خیال کیا کہ اگر اسوقت تم شناخت کرلیے گئے تو ظلم ہی ہو جائیگا مین نے بہت ہی جلدی مین اس مقام کو چھوڑا اور ایسا بولایا ہوا تھا کہ مین بہی مشکل سے جان سکا کہ اپنے قدم کس طرف اُٹھاؤن کہین جگہ نہ ملی تو مین گھبراکر ایک حمام مین گھس گیا۔ ملّا باشی کے بہت ہی قریب مکان کے یہ حمام واقع تھا۔ یہ ملّا باشی ظاہر ہی کہ ہمارا جانی دشمن تھا۔

اس وقت اندھیرا بہت ہو گیا تھا اب مین حمام مین چلا گیا شاید ہی مجھے ان لوگون نے خیال کیا ہوگا جو حمام مین تھے۔ مین پہلے کمرے مین سے ہوکر سب سے گرم کمرے مین چلا گیا اور ایک اندھیری جگہ پر بیٹھ گیا کہ کوئی مجھے نہ دیکھ سکا اور اب مجھے خیالات کرنے کا آزادی سے راستہ ملا۔

مین نے دل مین خیال کیا اب مین اپنے ہاتھون کو زندگی بسر کرنے کے لیے کس کام کی طرف مائل کرون۔ کیونکہ خوش قسمتی نے تو مجھے معلوم ہوتا ہی ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا ہی اور بدقسمتی نے مجھے اپنا دل بہلانے والا کھلونا بنا لیا ہی کہ ہمیشہ میرے ہی ساتھ بازی کیا کرتی ہی۔

مین نے اپنے دل مین ذرا مسکراکر کہا۔ اول دیکھو مجھے عشق ہوا ہی تھا کہ شاہ میرا رقیب بنگیا اور میری دلربا کو قتل کر ڈالا اور میری ملازمت سے مجکو چھڑا کر میرا عہدہ چھین لیا مین ایسے شخص کا وارث ہون جو غیر مشتبہ دولت رکھتا ہی۔ مدت سے وہ شخص صرف میری آگاہی کے لیے زندہ ہی ہر شخص مجھ سے یہی کہتا ہی کہ تجھے دولتمند ہونا چاہیے۔ مگر یہان اور مفلسی گھیرتی جاتی ہی اور اب بھیک مانگنے کی نوبت آگئی۔ بھلا کس امید اور آرزو سے مین ایک قوی اور حامی قانون شریعت کے پاس پہونچا جس سے مجھے امید تھی کہ اپنی زندگی مین مین بہت کچھ چین اُڑاؤنگا وہان نوبت ہی اور ہوئی اُسکو اور اُلٹا دیس نکالا ملا۔ میرا آقا ہمیشہ

بُری ساعت مین خدا سے دعا مانگا کرتا تھا کہ اپنی رحمتون کو مجھپر نازل کرو ہان اور اُلٹی بات ہوگئی کہ وہ ایسا ذلیل و خوار ہوکر شہر بدر کیا گیا۔ بھلا جس قدر کہ مجھپر مصائب اور آلام پے درپے آکر واقع ہوے ہین آج تک کسی پر بھی یہ نوبت نہ ہوئی ہوگی اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہ ہمیشہ تک کیفیت رہیگی تو پھر اس سے تو مرنا ہی بہتر ہی تو مین نے چاہا کہ جہان بیٹھا ہوا ہون وہین مر کر رہجاؤن کہ اس عذاب سے تو جان بچے گی۔

چونکہ رات بہت گذر گئی تھی اس لیے لوگ حمام مین سے نکل نکل کر جانے لگے تھے مین اپنی اُسی جگہ بیٹھا ہوا تھا کہ مین نے دیکھا کہ سامنے سے ایک شخص چلا آتا ہی اور ذرا جُھپر شوکت ہی جب وہ قریب آیا تو معلوم ہوا کہ یہ خود مُلّا باشی ہی نہ تو اُسنے اور نہ اُسکے ہمراہیون نے میرا خیال کیا جب یہ افسر العلما اکیلا رہگیا تو یہ گرم حوض مین چلا گیا۔

جب یہ چلا گیا تو مین نے چھپ چھپ اور پانی کے چھینٹون اور پوری طاقت والی سانس کی آواز سُنی جیسے کوئی ہانپ رہا ہی۔ اور یہ معلوم ہوا کہ جیسے کوئی پانی پر چھپکے مارتا ہی اور گلا پھلا پھلا کر ہانپ رہا ہی مین سمجھا کہ شاید یہ کچھ جسمانی کثرت کر رہا ہی اسی تعجب مین مین بہت آہستہ آہستہ وہان سے اُٹھا اور اس طرح سے پنجون کے بل چپکے چپکے چلا کہ اسکے کان مین میرے پیرون کی اصلا آواز نہ آئی کیونکہ مجھے یہ بھی تو ڈر تھا کہ اگر اسنے دیکھ لیا تو قہر ہو جائے گا۔

جون ہی مین وہان پہونچا تو مجھے معلوم ہوا کہ افسر العلما کو دورہ آیا ہی اور اب وہ سر کے بل ڈبکت ڈون ڈبکت ڈون کر رہا ہی۔ اس بدقسمت ساعت کا ڈر تمام میرے رگ و ریشہ مین بیٹھ گیا اور مین نے اپنے دل مین یہ کہا کہ حاجی اب تم کیونکر چھپ سکتے ہو اب تو لا محالہ اسکے قاتل تمھین گردانے جاؤگے۔ یہ تو ہر شخص جانتا ہی کہ میرا آقا کا ناداں افسر العلما کا کیسا مخالف تھا اور پھر مین اُسکا خادم ہون تو گویا آلۂ قتل مین ہی قرار دیا جاؤنگا۔

مین حوض کے پاس یہ کھڑا ہوا سوچ رہا تھا کہ اتنے مین ملّا باشی کا ایک ملازم حمام والے کو ساتھ لے کر ایک کتان لیے ہوے آیا۔ اُسنے جون ہی دیکھا کہ ایک شخص حوض سے نہا دھو کر باہر نکلتا ہی اسنے اپنے متوفی آقا کی جگہ مجھے ہی اپنا آقا سمجھا کچھ کہا نہ سُنا خوب میرا جسم اس کتان سے پوچھا اور مجھے وہی کپڑا اُڑھا دیا۔

اب مجھے یہ موقع اچھا ملا جسنے مجھے اس بدقسمتی سے باہر نکال لیا جہان میری تقدیر نے مجھے جھونک دیا تھا مین بھی نہ بولا اور کچھ دیر کے لیے افسر العلما بننا مبارک سمجھا۔ صرف ایک دھندلا چراغ کپڑے پہننے کے کمرے مین ٹمٹما رہا تھا جس سے صاف صاف نہین معلوم ہوتا تھا۔ نوکرون کو ہرگز شبہہ نہ ہوا کیونکہ مین قد ڈیل ڈول مین ملا باشی کے کچھ کچھ مساوی تھا۔ اُنھون نے مجھے بہت اچھی پوشاک پہنائی چونکہ مین ملا نادان کے پاس رہا تھا اور جب تک میرا وہان قیام رہا تو مین نے ملا باشی کی بہت کچھ کیفیت دیکھی تھی اور مین اُسکے اطوار اور عادات سے بخوبی واقف تھا اور مین صرف اپنی واقفیت کی وجہ سے اُسکا پورا نقل بن سکتا تھا یہان تو مین کچھ ہی دیر ٹھہرنا پڑا یہانتک کہ اب ہم سب گھر آئے مگر یہ بہت ہی سخت اور مشکل کام تھا جب مین اندرون مین داخل ہون تو کیا طریقہ برتون جس سے کسی کو شبہہ نہو کیونکہ اس سے تو مین محض نابلد تھا کہ وہ حرم مین کیونکر پیش آتا تھا مگر یہان اُسکی نسبت بہت کچھ سُنا تھا کہ یہ خدا کی مخلوق پر مظالم بہت ہی توڑتا ہی اور اِسکا قاعدہ یہ ہی کہ اوّل تو خاموش رہتا ہی اور جب کبھی بولتا ہی تو بہت ہی ٹوٹے ہوئے فقرے اِسکی زبان سے نکلتے ہین۔

جب یہ اپنی زبان مین کچھ عربی الفاظ کی بھی آمیزش کرتا ہی تو اُسوقت الفاظ حلق سے نکالتا ہی اور یہ آوازین اُسکی مکروہ معلوم ہوتی ہین۔

جب تک مین کپڑے پہنتا رہا مین نے ایک بھی لفظ زبان سے نہ کہی جہان تک مجھے ممکن ہوا مین نے اپنے چہرے کو سائے مین رکھا۔ جب تلیان میرے آگے

لایا گیا تو مین نے اس طرح سے پیا جیسے گویا خود ملاباشی پی رہا ہو اور بہت آہستہ آہستہ مین نے دو تین گھونٹ لیے۔

جب مین نے حمامی کو خدا حافظ کہا تو ایک شخص نے نوکرون مین سے مجھ مین ایک غیر معمولی بات دیکھی اور اس سے وہ چونکا مگر جسوقت اُنھون نے مجھے گھوڑے پر سوار کیا تو مین نے اُنپر اتنا وزن ڈالا کہ سارا شبہہ انکا دور ہو گیا۔

متوفی ملاباشی کے دروازے پر جاکر گھوڑے پر سے اُترا گو مین نے ادھر اُدھر پھرنے یا جانے سے بہت پرہیز کیا مگر اتنے مین ایک شخص آیا اور مجھے سیدھا اندرون یعنی زنانے مین لے گیا مین نے دل مین خیال کیا کہ اگر مین اِسے کچھ کام کرنے کو کہتا ہون اور وہ ایک غیر معمولی بات ہوئی تو دقت پڑیگی جو کچھ یہ کرے اُسے کرنے دو تاکہ بھانڈا نہ پھوٹے جب وہ مجھے اندر کے دروازے مین لیگیا تو اُسنے آواز دی کہ چراغ بیار۔ اور پھر یہ چلدیا عورتون کی جوتیون کی آوازین آنے لگین مین نے دیکھا کہ دو نوجوان لونڈیان میری طرف لپک کر آ رہی ہین اور اسقدر تیز ہین کہ ہر ایک کی یہ کوشش معلوم ہوتی ہو کہ پہلے میرے پاس آکر پہونچے مکان کا بڑا درجہ خوب روشن تھا اور مجھے ایک سے زیادہ اس مین عورتین معلوم ہوئین۔

اب مین گویا بجائے ملاباشی کے اسکی بیوی کے کمرے مین جاتا ہون مجھے خوف ہوا کہ آخر کار یہ لونڈیان مجھے وہان لیجائینگی لیکن مجھے چاہیے کہ مین اس طرح سے جاکر پڑ رہون کہ جیسے میان بیوی مین جب لڑائی ہوتی ہو وہ اٹھواری کھٹواری لیکر پڑ جاتے ہین خدا کی شان کہ مین میری اس حالت اور اس نشا کو لونڈیون نے پہچان لیا وہ مجھے روشن مکان مین تو نہ لے گئین بلکہ مجھے ایک دروازے کی طرف لیکر پہونچین۔ جب مین وہان پہونچا تو یہ کمرہ خلوت کا دیکھا یہان مین بیٹھ گیا۔

اب یہ میری دوسری ہوشیاری تھی کہ انسے کیونکر محفوظ ہون کیونکہ وہ برابر میرے

آگے پھر رہی تھیں ضرور کبھی نہ کبھی تو میرے چہرے پر انکی نگاہ پڑ ہی جائیگی اور
پھر سوائے موت کے چارہ نہیں ہیں نے ایک لونڈی کے ہاتھ میں سے تو چراغ لے لیا
اور دوسری کو سر کے اشارے سے رخصت کر دیا۔ مجھے سخت اندیشہ تھا کہ کہیں انین سے
کوئی لونڈی پہچان تو نہیں لیتی مگر للہ الحمد کہ وہ دونون لڑکیاں پیٹھ موڑ کر دروازے
کی طرف جاتی ہوئی معلوم ہوئیں۔

میری قسمت مین گذشتہ ساعت جو کچھ تغیر و تبدل ہوا تھا اُس سے تو مین ایسا
مایوس ہوگیا تھا کہ مین یہ سمجھ گیا تھا کہ اب حضرت عزرائیل آئے اور انھون نے مصافحہ کیا
لیکن جب مین اتنی اہم راہیں طے کر کے یہاں پہونچا تو اب مجھے اپنی زندگی کی کچھ
اُمید معلوم ہوئی صرف یہی موقع میرے فخر اور خوشی کا تھا اور جو کچھ ہوگا دیکھا
جائے گا یہاں تک تو جان بچ گئی۔

گیارھوان باب

(اس سرگذشت کے نتائج۔ اتنے خطرہ پیدا ہونا مگر آخر کار خوش قسمتی کا حاجی بابا کا ساتھ دینا)

جون ہی وہ لڑکیاں اکیلا مجھے چھوڑ کر چلی گئین مین نے دروازہ کو اندر سے
خوب پیوست کر دیا اور موم بتی کو کمرے کے دور کے کونے مین اُٹھا کر رکھدیا کہ شاید
اگر کوئی دروازون کے شیشون مین سے دیکھنا بھی چاہے جب بھی میری صورت
اُسے صاف نہ معلوم ہو۔

جب یہ سب کام ختم ہوگیا تو مجھے ایک بات کا خیال آیا کہ یہ تو ضرور ہی کرنی چاہیے
یعنی پہلے ملا باشی کی جیب ٹٹولوں دیکھوں کیا نکلتا ہے اور اُن کاغذون کو دیکھون
جو بستہ مین بندھے ہوئے تھے شاید اُن کاغذون مین سے میری آئندہ تدابیر کی کوئی
تاریخ نکل آئے۔ اُس کی داہنی جیب مین تو مُہر اور تسبیح تھی۔ بائین طرف کی جیب مین

ایک دوات ایک چھوٹا سا شیشہ اور کنگھا پڑا ہوا تھا۔ اسکی گھڑی چھاتی کی اوپر والی پاکٹ مین رکھی ہوئی تھی اور اُسکی بغل کے پاس ایک تھیلی تھی۔

جب مین نے اُس تھیلی کو کھولا تو اُس مین سے پانچ اشرفیان اور دو روپے نکلے گھڑی سونے کی اور انگریزی ساخت تھی۔ اُس دوات پر بہت ہی خوبصورت نقش و نگار ہو رہے تھے اور وہ بھی بہت قیمتی تھی۔ اُنکے ساتھ ایک مقراض۔ ایک قلمتراش اور کچھ قلمین پڑی ہوئی تھین۔

یہ سب چیزین مین نے اس طرح سے دیکھین کہ گویا میری ہی کی ہین اور مین نے ہر ایک کو اپنے جسم پر موقع موقع سے لگایا اب وہ کاغذ ملاحظہ مین آیا۔ یہ دو کاغذ ساتھ ہی لپٹے ہوے داہین طرف کی جیب مین برآمد ہوے تھے ایک رقعہ مین تو یہ لکھا ہوا تھا۔

"ای میرے جگری دوست ای میرے بھائی"!

"آپ جانتے ہین کہ مین آپ کو کس لطف و محبت سے لکھ رہا ہون اور مجھے امید ہی کہ ہماری باہم دوستی بڑھیگی اور اسکو دن بدن قوت ہوگی مین آپ کو چند صفہانی سردے بھیجتا ہون جو ہمیشہ ہر روز نہین ملتے اور مین آپ سے ملتمس ہون کہ مجھے تربت روح افزا پینے کے لیے غیر محدود اجازت دیدین کیونکہ اطبا نے مجھے یقین دلا دیا ہی کہ جب تک تو کثرت سے اسے نہ پیے گا زمانہ غیر محدود تک ایران کے دشمنون کی بیخ کنی نہین کر سکتا یعنی بہت دنون تک زندہ نہین رہ سکتا"!

مجھے فوراً معلوم ہوگیا کہ ہو نہو یہ خط تو افسر جلادان کا معلوم ہوتا ہی۔ ایران مین صرف وہی شخص ہی جس نے اپنے اطوار کھلم کھلا ظاہر کردیے۔ مثلاً می نوشی اور شیخی بگھارنا اور خواہ مخواہ دون کی لینا۔ یہ اُسی کا طریقہ ہی۔ مین نے اسے رکھا کہ اسکو تو مین پھر دیکھونگا۔ آؤ دوسری چٹھی تو دیکھو۔ مین نے اُس کو بھی کھولا۔ اس مین مفصلۂ ذیل لکھا ہوا تھا"!

ای میرے مالک اور میرے آقا۔

"آپکا ادنیٰ خادم حضور کی خدمت مین جو حامی دین مبین ہین اور کفار کے لیئے ایک بہت بڑا خوف اور گنہگارون کی پناہ ہین یہ عرض کرتا ہو کہ بعد ایک سخت محنت اور بے تعداد مشکلات کے مین اپنی کوششون مین کامیاب ہوا اور مین نے بہت مشکل سے کسانون سے سو اشرفیان نقد حاصل کی ہین اور ان اشرفیون کے علاوہ پچاس خروار بھی ان سے لیے ہین (خروار غلے کے بھرے ہوے گدھے کو کہتے ہین) حسین علی نے کچھ بھی نہین دیا اگرچہ دو دو بار مین نے اُسے بندھوا بندھوا کر لکڑیون سے پٹوایا ہی مگر اُسکو کچھ بھی اثر نہین ہوا آخر مین نے بمجبوری اُسکی دو گائین لے لی ہین جہانتک مجھسے ممکن ہوگا انکا خوب کھایا ہوا اگلواؤنگا۔ اب مین یہ چاہتا ہون کہ حضور حکم دیکر اپنا کوئی آدمی بھیدین تو مین نقد روپیے اُسے دیدون۔

اِس خط کا اختتام اِن ہی معمولی فقرون پر تھا جیسے چھوٹے درجے کے بڑے آدمی کو لکھتے ہین اور آخر مین ایک چھوٹی سی مُہر لگی ہوئی تھی جسمین عبد الکریم راقم کا نام کھدا ہوا تھا۔

مین سوچا اگر میرے خوش قسمت ستارون نے مجھے بچا دیا تو مین تلاش کرون گا کہ یہ عبد الکریم کون شخص ہی اور وہ گانون کونسا ہی جہان سے اس نے یہ نامہ لکھا ہی۔ پھر کیا ہی سو تمن یعنی اشرفیان میری ہو جائینگی مین نے اسے تو اسوقت رکھدیا کہ ذرا سہولت سے کام کرنا چاہیے جس سے نتائج خیر نکلین۔ پہلے مین نے قلم داوات اُٹھائی اور افسر جلادان کو یہ لکھا۔

ای میرے دوست ای میری روح۔

تمھارا خط میرے پاس پہونچا اور اُسکا مضمون مین نے سمجھ لیا جب اسلام کے پاک جھنڈے کے نیچے سے شیرون کا شیر وہ دودھاری تلوار والا جوان مرد

قلعہ توت جسکی حفاظت پہلے فرض ہی کھویا جائیگا تو پھر بات ہی کیا ہوگی اس لیئے تمھین
بہت خوشی سے اجازت دیجاتی ہی کہ ای میرے دوست شربت روح افزا پیو پیو بلکہ
بشدت پیو اور سپچے دین کے تمام دشمنون کو دہلاؤ خدا کرے تمھارا گھر بھرا پُرا رہے
کیونکہ تم نے مجھے نایاب سروے بھیجے ہین جس قدر جتنے مہربانیان کی ہین اُن مین ایک
اور بھی مہربانی کرو کہ مجھے سواری کے لیے عارتیًا ایک گھوڑا اور بھی عنایت ہوا اور مین
اقرار کرتا ہون کہ جب میری تقدیر مجھے گھر واپس لیجائیگی تو مین تمھارا وہ گھوڑا واپس دیدونگا
یہ رقعہ لکھکر اُس پر مین نے مہر لگادی اور مین نے ارادہ کیا کہ علی الصباح اسکے
پاس سے لے کر چلو۔

دوسرے خط کا مین نے یہ جواب لکھا۔

میرے پیارے عبد الکریم۔

ہمین تمھارا خط پہونچا اور تمام حال معلوم ہوا۔ یہ خط تمھین ہمارے معتمد علیہ
حاجی بابا بیگ سے ملے گا جو کچھ تمھارے پاس زر نقد رہو سب ایک ایک کرکے اسے
دیدینا۔ اور جو کچھ لکھنا ہوگا پھر تحریر ہوگا۔ لیکن اب تو صرف یہی ہی کہ لوگون کو
خوب ہی لکڑیون سے اُدھیڑ دو اور ہم اللہ سے دعا کرینگے کہ وہ تمھین اپنی پاک
حفاظت مین رکھے گا۔

یہ تو مین نے سارا کام مکمل کرلیا اب مین اس خیال مین ہوا کہ کوئی مناسب
ساعت آئے تو بچنے کی کوئی صورت نکلے کیونکہ یہ مقام جہان مین بیٹھا ہوا ہون ایسا
پُر خطر مقام ہی جہان سوا مرگ کے چارہ ہی نہین معلوم ہوتا۔

اُس وقت ٹھیک آدھی رات تھی اور مین یہان سے بھگنے کے لیے تیار تھا کہ
اتنے مین دروازے پر کسی نے بہت ہی ملائمت اور آہستگی سے دستک دی جیسے
کوئی اندر آنا چاہتا ہی۔ یہ دستک سُنتے ہی میری روح نکل گئی اور مین یہ سمجھا کہ

شاید دار وغہ یعنی سپرنٹنڈنٹ پولیس میری گرفتاری کے لیے آگیا اب جو کچھ مجھپر صدمہ پڑا وہی شخص بخوبی اندازہ کرسکتا ہو جو ایسے خطرے مین پڑچکا ہو مگر تھوڑی دیر کے بعد سُنا کہ ایک عورت چُپکے چُپکے کسی عورت سے باتین کررہی ہو خبر نہین کہ اِن عورتون کے اندر آنے سے کیا نتیجہ ہوتا مین نے تو سوا اسکے اور کچھ جواب نہ دیا اور واقعی کیا جواب دیتا کہ مین تو زور زور سے خرانٹے لینے لگا وہ یہ سمجھین کہ ملاباشی سو گئے اب دروازہ نہین کھل سکتا کچھ دیر تو مین منتظر رہا جب مین نے دیکھا کہ ہر متنفس مکان مین چلا گیا اور اب کسی کا پتہ نہین تو مین نے خاص راستہ سے بہت آہستگی مین باہر کی طرف قدم اُٹھاے یہ راستہ گویا داخلہ کا تھا اور پھر مین سر پر پانون رکھ کے بھاگا کہ ایسا نہو میرا کوئی تعاقب کرکے گرفتار کرلے۔

مین نے اِس سے بہت ہی ہوشیاری کی کہ کہین پولیس مجھے نہ دیکھ لے اور پھر میری یہ تمام کوشش بیکار ہوجاے۔

دن آخر کا زنکل آیا تھا اور بازار رفتہ رفتہ سب کھل چکے تھے۔ اسوقت مین ملاباشی کے کپڑے زیب تن کیے ہوے تھا۔ اول مجھے خیال اُسی کا آیا کہ مین انکی وہ تبدیلی کرون کہ کوئی پہچان نہ سکے اور نہ مین مشتبہ گردانا جاؤن۔ ان کپڑون کو تو مین نے پُرانے کپڑے بیچنے والے کی دُکان کے بھینٹ چڑھایا اور مین نے پُرانے کپڑے زیب تن کیے لیکن اسوقت کپڑون کے اُتارنے چڑھانے مین مین نے اپنی قیمتی اشیا کا پورا خیال رکھا کہ کہین ظاہر نہو جائین۔

یہ صورت بناکر مین سیدھا افسر جلاوان کے مکان پر گیا اور ایک شخص کو جس سے مین اصلا واقف نہ تھا وہ رقعہ دیا اور اس سے مین نے یہ کہا کہ یہ ملاباشی نے بھیجا ہو تم اپنے آقا کو ابھی دو اور یہ عرض کردو کہ ملاباشی نے ابھی اسکا جواب مانگا ہو کیونکہ ایک خاص کام کے لیے وہ شہر کے باہر جانے کو ہین۔

بڑی خوشی تو مجھے یہ بات سُنکر ہوئی کہ افسر جلا دان اپنے اندرون مین تھا
وہین سے اُسنے رقعہ کا جواب لکھدیا اور اندرون ہی سے حکم دیدیا کہ اس شخص کو
ایک گھوڑا خاصہ گھوڑون مین سے دے دیا جاے۔

او ہو اُسوقت میری خوشی کا کچھ عالم نہ پوچھیے کہ جب مین نے اس جانور کو اصطبل
سے آتا ہوا دیکھا سنہری پاکھر پڑی ہوئی تھی۔ گلے مین سونے کی زنجیر پیشانی پر
سونے کی چمپا کلی پانؤن مین جھانجن غرض وہ گھوڑا سر سے پانؤن تک زرق برق تھا
اُسی وقت مجھے یہ بھی خیال آیا کہ یہ سب چیزین عنقریب میری تقدیر مین ہونگی یعنی میری
ملک بنینگی۔ اور بہت ہی جلد مین اُنپر قبضہ کرلون گا۔ مین پہلے اپنے دل مین سوچا کہ اس سے
کچھ اسکی بابت سوال کرون پھر مین نے خیال کیا اگر ذرا بھی توقف کیا تو یہ تساہل ہی
میری بربادی کا باعث ہوگا اس لیے مین بہت جلدی آنکھین بند کرکے اُسپر جا بیٹھا
اور وہان سے روانہ ہوا۔ آنکھ کی آن مین شہر کے دروازے سے باہر نکل گیا اور اب مین
اُس سے بہت ہی دور تھا۔

مین گھوڑے پر سوار اس بے تحاشگی سے جاتا تھا کہ نہ تو مین نے پھر کر دیکھا کہ
میرے پیچھے کیا ہو رہا ہے اور نہ مین کسی جگہ ٹھہرا یہان تک کہ مین دریاے برج کی ہیٹی
مین پہونچ گیا ہان یہان مین نے قیام کیا۔

مین نے یہ سُنا تھا کہ ملا باشی کا گانؤن ہمدان کی ادھر اُدھر سیدہ مین کہین
واقع ہے تو مین نے یہ سوچ کر سیدھا وہین روانہ ہونے کا قصد کیا۔ مین جانے ہی کو
تھا کہ یکایک اپنی تقدیر کے پلٹا کھانے سے مین بہت ہی خوف زدہ ہوا۔ مگر پھر مین نے
اسے سوچا اور اپنے اطمینان کے موافق اس مین رائے زنی کر لی مین نے اپنے دل
مین خیال کیا کہ مین ایک چور سے نہ کم ہون نہ زیادہ ہون غرض خاصہ ایک چور بنا بیٹھا
ہون ظاہر ہے اگر مین پکڑا گیا تو ضرور ہا دون یا کھلی مین میرا سر کچلا جائیگا لیکن ایسے

پر خلاف خیال کیا جاے کہ یہ حالت میری کس نے بدلی ہی اور مجھے ایسا کسنے بنایا ہی یقینًا یہ عجب کام صرف تقدیر کے ہین یہ میرا قصور نہین ہی مین تو اس خطا و گناہ سے بالکل مبرا ہون۔ مین نے ملاباشی کو نہین قتل کیا اور نہ مین نے اُسکے مرنے کی خواہش کی اگر ایسا ہوتا کہ مین اُسکے بچانے کے لیے چلا جاتا اور اُسکا آخری دم میری گودی مین نکلتا تو چاہے واقعی مین کیسا ہی ہوتا بیشک مین پکڑ لیا جاتا اور لوگ یہی کہتے کہ حاجی بابا نے اسے قتل کر ڈالا تو اب یہ ایک بدیہی اور صاف امر ہی کہ تقدیر نے مجھے اسکا وکیل گردانا ہی اب جو کچھ مین کرون وہ خلاف قانون اور قاعدہ نہین ہی یعنی اُسکے کپڑے میرے کپڑے ہین اُسکے سومتن (اشرفیان) میرے متن ہین اور علاوہ اسکے جو کچھ مین نے اسکے نام سے لکھا ہی وہ حق بجانب ہی۔ یہ خیال خوب دل مین جا کر اب مین سوار ہو کر چلا اور یہ دریافت کرتا جاتا تھا کہ افسر العلما کا گانون کہان ہی اور یہان کوئی ادھر اُدھر عبد الکریم ہی۔

مجھے دوسرے ہی گانون کی حدود مین قدم رکھتے ہی معلوم ہوا کہ جسکو مین دریافت کرتا ہون وہ شخص یہین ہی عبد الکریم یہان موجود ہی اور اپنے آقا ملاباشی کی تحصیل وصول کر رہا ہی اور وہ مولوی ہی۔ یہ سُنتے ہی مین نے اپنے دل مین کہا کہ جب وہ مولوی کے لقب سے مشہور ہی تو مجھے بھی اپنی تحریر کی طرز پلٹ دینی چاہیے اور اُسکو مولوی کے نام سے پکارنا زیبا ہی۔ یہ خیال آتے ہی مین گھوڑے پر سے اُتر پڑا مین نے اپنی پاکٹ مین سے دوات نکالی۔ اور بستہ مین سے ایک کاغذ لیا اور پھر نئے طرز سے نامہ کو تحریر کیا اور پھر مین سوار ہو کر وہان چلا تا کہ مین سومتن لون۔

بارھوان باب

(حاجی بابا کا ایماندار نہ بننا۔ مُلّا نادان کی سرگذشت)

غرض مین اس نامہ کو بدلکر سعید آباد پہونچا۔ یہی گانون کا نام تھا۔ سعید مین

دروازے کی طرف چلا اور اِس مین ایک حاکمانہ صورت بناکر داخل ہوا جس کسان نے مجھے دیکھا جھک کر ضروری آداب بجالایا۔

مین (گھوڑے پر سے اُتر کر اور ایک شخص کو گھوڑا پکڑا دا کر) عبد الکریم کہان ہی۔ دم بھر مین لوگون نے اُسے جاکر اطلاع کی اَب وہ فوراً حاضر ہوا۔

مین۔ (معمولی سلام و دعا کے بعد) مین آیا ہون۔ افسر العلما نے مجھے ہی اِس خاص کام کے لیے بھیجا ہی جسکو تم بخوبی جانتے ہو اور اس گفتگو کے ضمن مین مین نے اُسے وہ رقعہ بھی پڑھا دیا۔

عبد الکریم بہت ہی تیز نظر تھا کیونکہ اُسنے اپنی تیز آنکھ کے ایک کونے سے بہت ہی ٹکٹکی باندھکر مجھے دیکھا تھا۔ لیکن جب اسنے وہ خط پڑھ لیا تو یہ الفاظ کہے۔ بچشم روپیہ تیار ہی لیکن آپ تازہ دم ہولین۔ آئیے اندر تشریف لائیے۔

مین تو بہت ہی جلدی مین تھا اور یہ جلدی نہ صرف اس لیے تھی کہ مین اسکی تیز چمکتی ہوئی آنکھون کے نیچے زیادہ دیر نہ رہون بلکہ یہ تیزی اور تعجیل اسلیے تھی کہ مجھپر کسی قسم کا شبہہ کسی کو نہو جاے مین نے دودھ اور میوے وغیرہ جاکر کھائے

عبد الکریم۔ مجھے یاد نہین پڑتا کہ مین نے تمھین افسر العلما کے پاس کبھی دیکھا ہو (یہان اسوقت مُنھ پھاڑے ہوئے سرد اُنگل رہے تھے) مین جسقدر انکے نوکر و ملازم ہین سب سے بخوبی واقف ہون۔

مین نہین مجھے کچھ افسر العلما سے تعلق نہین ہی مین افسر جلادان کو خاص لخاص حاضر باشون مین سے ہون۔ اور مجھے یقین ہی کہ ملا باشی نے کچھ روپیے کا اُن سے لین دین کیا ہی۔

جب مین نے یہ کہا اُسنے سب مشکلین حل کر دین۔ اُسے کامل اطمینان ہوگیا پھر کسی قسم کا سوال نہوا۔ کیونکہ قیمتی گھوڑے زرین زین و لجام۔ اب ان سب چیزون

سے کوئی کھٹکا نہین رہا۔

سو تمن لے کر مین نے بہت حفاظت سے چھاتی مین رکھے اور پھر گھوڑے پر سوار ہو کر ظاہرا جو راستہ شہر کی طرف جاتا تھا اُسپر ہو لیا مین جس خوشی کے ساتھ اُس گانؤن مین داخل ہوا تھا اس سے کہین زیادہ خوشی مین اُسے الوداع کہا۔ لیکن جون ہی مین لوگون کی نظرون سے غائب ہوا مین نے اپنا خلاف راستہ اختیار کیا اور گھوڑے کو مہمیز کر کے زور سے ہانکا یہان تک کہ وہ اس وقت پوری تیزی مین تھا۔

مین نے ارادہ کیا کہ سیدھا کرمان شاہ چلا جاؤن اور وہان اپنے گھوڑے اور زرین زین ولجام کو فروخت کر ڈالون اور پھر سیدھا بغداد ہولون تاکہ ہر آفت سے محفوظ ہون اور پھر وہان مجھے کوئی گزند نہ پہونچا سکے۔

مین راہ پر تقریبًا پانچ فرسنگ گیا ہونگا کہ مین نے راستہ مین ایک خوبصورت شخص کو کچھ گاتے ہوئے دیکھا۔ یہ خاصی صاف اور نفیس پوشاک زیب تن کیے ہوئے تھا سلیپر پانؤن مین تھی اور ململ اسکے تمام چہرے پر لپٹی ہوئی تھی بس اور کچھ نہین صرف اتنا معلوم ہوتا تھا کہ شاید یہ بھی کوئی راہگیر ہی جب مین اسکے قریب آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ مین نے اسکی صورت پہلے کبھی دیکھی ہی۔ یہ لانبا قد تھا۔ چوڑے چوڑے اسکے کاندھے تھے اور بہت ہی پتلی کمر تھی۔ مین نے خیال کیا کہ شاید یہ مُلّا نادان ہو لیکن پھر مین دل مین سوچا کہ چاہے جو کچھ ہو جب بھی وہ بہت بڑا مولوی ہی بھلا وہ گانے کیون لگا یہ تو اُسکی شان سے بعید ہی۔

رفتہ رفتہ مین نے اسے دیکھا گو اب بھی پوری اسکی صورت نہین دیکھی تھی لیکن ہان اتنا معلوم ہو گیا کہ مین غلطی پر نہ تھا واقعی یہ مُلّا نادان ہی ہی۔

مین نے اپنے گھوڑے کو ٹھہرایا کہ مین اپنے سے اسے آگاہ کرون یا نہ کرون یہ مین

سوچنے لگا کہ اس سے صاف نکلجانا اور اس سے خبر نہ ہونا یہ تو ایک بہت ہی بیرحمی ہوگی اچھا اگر اسکو ساتھ لیا جاتا ہی تو پھر اسکا بوجھ بھی مجھپر ہی پڑیگا اور بھی زیادہ بے آرامی ہوگی۔

اور اگر یہ بھی ہوا کہ مین اس سے بچ کر نکل گیا اور اسے معلوم ہوا کہ مین کون تھا تو ضرور یہ مجھے چور کے نام سے مشہور کرے گا۔ گو مین اس سے اسوقت بچ جاؤنگا یہی سہی لیکن مین نے ہمیشہ کو اسکو اپنا جانی دشمن بنا لیا۔

ہم دونون ایک گاؤن کے بہت ہی قریب تھے جہان ہمین رات کو قیام کرنا زیبا تھا کیونکہ میرا گھوڑا ایسا شل ہوگیا تھا کہ جب تک اُسے شب کو آرام نہ ملتا تو وہ اس قابل نہ رہا تھا کہ مین اُسے آگے ہانکتا۔

مین نے اپنے گھوڑے کو بیچ کے راستہ مین ڈالا اور دل مین خیال کیا کہ اگر اسنے مجھے پہچان لیا تو خیر اور جو نہ پہچانا تو مین ظاہرا غیر پوشیدہ اسکی نظرون کے آگے سے بڑھا چلا جاؤنگا۔

مُلا نادان۔ اُو آغا خدا کے لیے اس کمبخت شخص پر بھی ایک نظر ہو کیونکہ مجھے سوا تمھارے اور خدائے عزوجل کے اور کوئی پناہ نہین ہی۔

اسکے اِس دردناکی کے کہنے اور میری جناب مین اپیل کرنے نے میرے دل پر اصلا اثر نہ کیا اور مین چپکا دو چار قدم اور بھی بڑھائے چلا گیا۔ کچھ دور تو خاموش گیا ہونگا لیکن پھر مجھے ہنسی آگئی اور مین کھلکھلا کر ہنس دیا۔ میرا ہنسنا ایسا ہی بحل معلوم ہوا جیسا اسکا گانا۔ لیکن جب مین نے باتین کرنی شروع کردین تو سارا شبہہ اسکا جاتا رہا اور اب وہ اِس خوشی اور شادمانی سے میری طرف لپکا جس سے بالکل دیوانہ پن پایا جاتا تھا جیسے بہت خوشی مین کوئی دیوانہ ہو جاتا ہی۔

مُلا نادان۔ اِی حاجی۔ میری روح۔ میرے چچا۔ میری آنکھون کی روشنی۔

(میرے گھٹنے چوم کر) کس آسمان سے تمنے نزول کیا ہی۔ اس عمدگی ٹیپ ٹاپ اس گھوڑے اس سونے اور اس زرین زین و لجام کے کیا معنی۔ کیا جنات اور دیوون سے تمھارا سابقہ پڑ گیا انھون نے تمھاری مدد کی ہی یا کسی جنّی سے عشق ہو گیا کہ اسنے یہ سب سامان مہیا کر دیا۔

چونکہ مجکو بہت ہی خوشی تھی اور میرا دل بہت ہی بشاش تھا ملّا نادان کی اس تعجب آمیز گفتگو سے مجھے ہنسی آگئی۔ اور جب وہ یہ کہنے لگا تو مین بے اختیار مارے ہنسی کے لوٹ گیا۔

یہ بات کیونکر ہو گئی کہ تمنے اپنے خچر کو ایسے نفیس زرین زین لجام والے گھوڑے سے بدل لیا۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ میری ملک کا کیا ہوا تمنے میرا گدھا بھی نہ بچا یا بھائی مین تو پیدل چلتے چلتے بالکل تھک گیا تمھین پیغمبرؐ کی ریش مبارک کی قسم کہ مجھسے ساری کیفیت کہو کہ یہ معاملہ کیونکر ہو گیا۔

مین نے یہ سوچا کہ اگر اپنی پوری پوری سرگذشت اس سے بیان نہین کرتے تو یہ شبہہ کرے گا کہ شاید میری کل املاک پر قبضہ کرکے اسکو اسنے کھڑے کھڑے بیچ ڈالی ہو اور پھر یہ نفیس اور عمدہ سامان مول لایا ہی۔

مینؔ نے اس سے اقرار کیا کہ تم گھبراؤ نہین مین تمسے پوری کیفیت مشرح بیان کرونگا۔ پہلے ہم باہم گانؤن مین چل کر ذرا سانس لے لین پھر ساری سرگذشت اول سے آخر تک کہہ دیجائیگی۔

ہم دونون گانؤن کی طرف بڑھے اور وہان جا کر مہمان خانے مین اُترے مہمان خانے تمام ایران مین تقریبًا ہر جھونپڑے والے گانؤن مین بنے ہوے ہوتے ہین۔ وہان پردیسی مسافر آزادی سے قیام کر سکتا ہی۔ یہان گویا رات کے رہنے کی جگہ ہم نے اپنے لیے مقرر کی۔

میری جیسی شکل و صورت کا آدمی ہرگز پوشیدہ نہین رہ سکتا۔ کدخدا یعنی جمعدار زمینداران آیا اور اُسنے ہماری راحت کے لیے ہر شے جو ممکن ہوسکتی تھی مہیا کردی جب ہمنے ذرا آرام لے لیا تو مین نے جو کچھ میری اصلی اصلی سرگذشت تھی سب کہنی شروع کی اور اوّل سے آخر تک بے کم و کاست کہدی۔

جب مُلّا نادان نے یہ سُنا کہ میرا پُرانا اور جانی دشمن مرگیا تو اسقدر خوش ہوا کہ کیا عجب جو شادی مرگ ہوجاتا کیونکہ اسنے اسکے مرنے سے سب کچھ بھر پا لیا جب ہم باہم کچھ ایک دوسرے پر بھروسے کے معاملے مین گفتگو کرنے لگے تو مین نے اس سے یہ کہا کہ اس سے پہلے مین نے کبھی نہین معلوم کیا تھا کہ تمھاری طبیعت اس قسم کی صاف ہی اور تم یون صاف باطن ہو۔ بھلا ایسا خوش مزاج شخص جیسے تم ہو اور ہو کون سکتا ہی

مُلّا نادان۔ افسوس ہی حاجی میری تقدیر ہمیشہ نامساعدت بخت سے کمبخت پلٹا کھاتی رہی ہی مین صرف اُس پہر کی کے موافق ہون جو ہمارے بازارون مین نوروز کے دن گردش کنان ہوتی ہی اور جو آسمان اور زمین کے بیچ مین معلق لٹکائی جاتی ہی۔ بدقسمتی سے مین اُن اشخاص مین سے ہون جنھون نے یہ مقولہ کبھی پسند نہین کیا کہ "اپنی چادر ایک گیلی جگہ مین نہ پھیلاؤ"

مین۔ آپ اپنی سرگذشت بیان کرین کیونکہ ہم چاہتے ہین کہ اپنا وقت خوش گذارین اور مجھے امید ہی کہ آپ مجھپر بھروسہ کرنے سے انکار نہ کرینگے۔

مُلّا نادان۔ آپ میری تاریخ مین کچھ بھی نہ سُنین گے سوائے انھین معمولی واقعات کے جو اکثر ایرانیون پر آکر پڑتے ہین جو ایک دن تو شہزادے ہین اور ایک دن بھکاری ہین لیکن چونکہ تم میری سرگذشت سُننے کا اشتیاق ظاہر کرتے ہو اور بہت ہی متعجبانہ دریافت کرتے ہو اس لیے مین تم سے اپنی سرگذشت بیان کرتا ہون۔ غرض مُلّا نادان نے مفصلۂ ذیل اپنی تاریخ بیان کرنی شروع کی۔

ملّا نادان - مین ہمدان کا رہنے والا ہون میرے والد کو وہ مرتبہ اور بلندی حاصل ہوئی کہ وہ ایران کے مجتہد بن گئے۔ مگر بدقسمتی سے مذہب کی چند خاص خاص باتون مین مباحثہ ہوگیا اور اس مباحثے نے ایسا طول کھینچا کہ ایک گروہ دشمن ہوگیا اور اسکی دشمنی نے انکو بلندی پر چڑھنے نہ دیا - میرے والد کے خاص ورسرآوردہ اصولون مین سے ایک اصول یہبی تھا کہ خلاف مذہب والون کی حقارت کرین اور عموماً وہ اُنپر اُدھار کھاے ہوے بیٹھے تھے۔

کہ ہمارے باپ داداؤن مین سے کوئی صاحب اول فارس مین آئے تھے اُنکو مذہب شیعہ سے اس قدر محبت تھی کہ وہ شیعہ کے بچون کو بھی تعلیم دیتے تھے۔

مین یہ امر دلیری سے کہتا ہون کہ آپ کو ہرگز اس قسم کا اتفاق زندگی مین پڑا ہوگا جیسا مجھے پڑا ہی کہ جب ہوا ہی کسی غلیظ اور مکدر مقام مین کبھی مین نے بزرگان دین کا نام نہین لیا ہی میرا باپ اُن لوگون کو حقارت سے دیکھتا تھا - کفار پر بہت سختی سے حملے ہوتے تھے - میرے باپ کا کنبہ جسمین مین بھی شریک تھا کٹے دیندار ہوگئے اور سب کے دلون مین سختی کے اصول جم گئے اور وہ سمجھ گئے کہ اسلام کے دشمنون کو گالیان دینا ہی عین ایمان کی نشانی ہی۔

اِسکے بعد تمھین میری اس کارروائی سے تعجب نہوگا جو مین نے طہران مین کی -

اور آرمینین کی مئے رنگین کے خم کے خم لنڈھاے اور برباد کر دیے - لیکن یہ جوش کا جلوہ جو تم نے مجھ مین ملاحظہ کیا صرف مجھے اپنی زندگی مین یہی پہلا نہین اُٹھا ہی شروع جوانی مین جب مین طالب علم تھا اور ہمدان مین تعلیم پاتا تھا تو مجھ سے ایک طوفان بےتمیزی برپا ہوگیا تھا اور بہت ہی درہمی برہمی اور ہنگامہ کھڑا ہوگیا تھا اور جسکا ترقی دینے والا مین تھا - پاشا بغداد کے پاس ایک ایلچی دربار شاہ مین جاتا تھا - چونکہ ہمارے شہر مین ہوکر گذرا تھا اس لیے اُسنے مع اپنے ساتھی کے کچھ روز یہان قیام بھی کیا تھا - یکایک ان سبقون سے جو میرے والد نے دیے تھے میری طبیعت بھڑک اُٹھی اور اب مین نے

اُنکو عملی طور پر برتنا چاہا۔ مین نے چند نوجوانون کو جو مجھ جیسے تھے جمع کیا اور
اُن سے مین نے خاص خاص اس قسم کی باتین کہین۔ مین نے اس قسم کی باتین
کر کر کے اُنکو اس قدر جوش دلائے کہ ہم سب اس امر پر آمادہ ہوے کہ اپنے مذہبی
اصول کے موافق کام کرین ہمنے ارادہ کیا کہ اپنے مہمان ترکون پر حملہ آور ہون
اور اُنکے آگے اُنکو بُرا بھلا کہین اور اُنکو اپنے مذہب پر لے آئین۔ ہم اس بات
سے محض نا بلد تھے کہ ایلچی سے کیونکر پیش آتے ہین ہمنے تو صرف یہ دیکھ لیا کہ
سلیمان آفندی چونکہ ہمارے خلاف ہے اس لیے ہمارا دشمن جانی ہوگا۔
ایک دن وہ اپنے مکان سے گورنر ہمدان کی ملاقات کے لیئے نکلا تھا کہ ہم
کئی آدمی جمع ہو گئے اور ہمنے اُسکو برا بھلا کہنا شروع کیا۔ یہ سُنکر اُنھین سخت غصہ
آیا۔ اور اُنھون نے اسکا جواب گھونسون سے دینا شروع کیا۔ ہمنے یہان سے تیر
مارے۔ غرض یہ معاملہ بہت بڑھ گیا اور عوام مین اسکی آگ بہت ہی مشتعل ہو گئی۔
پاشاء بغداد کے وکیل کی پگڑی سر پر سے نوچ لی گئی جس سے اُسکی توہین ہوئی اور
اُسکے کپڑے قریب قریب سب ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے گئے تھے۔

اس امر سے ایلچی بہت ہی خشمگین ہوا اسکا ارادہ ہوا کہ شاہ کے پاس ایک قاصد
بھیجدے اور وہ اپنے آقاے بغداد کے پاس واپس پھرنے کو تھا کہ گورنر ہمدان کو اسکی
اطلاع ہوئی یہ سُنتے ہی اُسکا دم نکل گیا کہ پاشاء بغداد کے ایلچی کے ساتھ اس طرح
ہمدان کے لوگ پیش آئے اسنے اُنسے اقرار کیا کہ آپ بغداد واپس نہ جائین مین
سب طرح سے آپ کا ہمین اطمینان کردونگا فوراً جو لوگ کہ اس ہنگامہ کے بانی
اور رہنما تھے گورنر کے آگے بلائے گئے۔

مجھے اپنے باپ کی منزلت اور رتبہ پر بہت بھروسہ تھا اور یہی تمام شہر کا حال تھا
کہ اُنھین کسی بات کی پرواہی نہین تھی لیکن گورنر ہمدان کا تو اِس سے دم نکلتا تھا

کہ اگر یہ خبر طہران کو جائیگی تو مین فوراً موقوف کردیا جاؤنگا اِسنے فوراً مجھے اور دو میرے ساتھیون کو پکڑ کر ایلچی کے حوالے کردیا۔

مین اپنے دل کی وہ حالت کبھی نہ بھولونگا کہ جب مین ان لوگون کے منھ بمنھ آیا جنسے مین سخت تنفر تھا۔ اب یہان مین نے اس دشنام دہی کی ندی کو اپنے دل مین بند کیا جو ابھی اُبنڑ ڈالی گئی تھی اور جسکی بوچھار نے اُنکو بھڑکا دیا تھا۔

اِس وقت معلوم ہوا کہ وہ ہمین اسکی مکافات دینے کو تیار ہین تھوڑی ہی دیر کے بعد ہم واقف بھی ہوگئے کہ ہمین ہماری ہرزہ درائی کی یہ سزا ملے گی اُنھون نے ہمین خالی نہین چھوڑا بلکہ ٹکٹکی مین باندھکر لکڑیون سے پٹنے کی ہمین سزا دی۔ اب ہمپر جو بیر بندھکر لکڑیان پڑنی شروع ہوئین الامان تمام مذہبی جوش کافور ہوگیا تھا۔ غرض ترکون نے اپنا بدلا لے لیا اور ہم چھوڑ دیے گئے۔

اس سرگذشت سے برسون تک میرا مذہبی جوش ٹھنڈا رہا۔ جوش کی بھڑکتی ہوئی آگ لکڑیون کی مار سے سرد ہوگئی۔ ہان یہ بات تو اب بھی تھی کہ جیسا میرے والد نے تعلیم کیا تھا مین مذہبی رد و بدل اور مباحثہ برابر کیا کرتا تھا جب میری پچیس برس کی عمر ہوگئی اور میری داڑھی بھی نکل آئی تو مین اصفہان چلا گیا تاکہ مین اپنے مشہور علما کا فیض صحبت اُٹھاؤن اور اُنکی صحبت مین قابل مدح لیاقتین پیدا کرون کہ جو مجھے زیبا ہین مین اپنی ان کوششون مین کامیاب ہوا اور مین نے بڑی ناموری حاصل کی مین صرف یہ موقع ڈھونڈھتا تھا کہ کسی طرح سے مین اپنے کو ممتاز بناؤن چنانچہ مفصلۂ ذیل صورتین جب آکر واقع ہوئین تو مین کامیاب ہوا۔

اسی زمانے مین مشہور شاہ صفی جو غیر متعصب تھا اصفہان مین اپنا قیام بہت ہی رکھتا تھا کہ تجارت کو کچھ ترقی دے۔ اِسنے تمام مسیحی علما کو آزادی دیدی تھی کہ وہ بہت دل کھولکر اپنے ارکان دین کو ہر جگہ اور ہر مکان پر ادا کرین۔ اسنے گرجے بنانے کے لیے

بھی انھین حکم دیدیا کہ وہان پادری رہا کرین۔ اور اسکے علاوہ یہان تک حکم دیدیا
کہ وہ عبادت کرنے والون کے بلانے کے لیے گرجاؤن مین گھنٹے بھی بجایا کرین۔
ان فرانسیسیون مین گرجا کا ایک اعلی افسر ہوتا ہی وہ بھی خلیفہ ہی کی قسم سے ہی جسکو یہ
لوگ پاپا کہتے ہین۔ اسکا فرض یہ ہی کہ تمام دُنیا مین اپنے مذہب کی تلقین کرے مختلف
مقامات پر انکے مذہبی مشن مقرر ہین کچھ خود اصفہان مین اور کچھ جلفا آرمینین مین۔

ان مین سے بہت لوگ چھوڑ چھوڑ کر چلدیے اور اُنکی عمارتین پرانی ہو ہو کر گر پڑین
لیکن وہ شخص کہ جسکا خاص فرض تلقین دین مسیحی ہی وہ اب بھی موجود ہی اسکی بربادی کے لیے
میری اور میرے ہم پیشہ چند ملّا لوگون کی بہت ہی کوشش ہوئی اور خدا کی قدرت ہی
باوجودیکہ خود گورنمنٹ اُنکی مخالف ہی اور وہ نہین چاہتی کہ دین مسیحی کی ایران مین بنیاد
جمے لیکن اسپر بھی یہی لوگ بہت دولتمند نظر آتے ہین اور انکی تجارت کو دن دونی اور
رات چوگنی ترقی ہی۔

اس خانقاہ مین دو پادری رہتے تھے ان مین سے ایک تو گویا بجاے خود ایک فت تھا
جس نے دُنیا کو خوب سمجھا تھا۔ اسکی تدبیر بہت ہی صائب تھی اور اسکی فہم ایسی تیز تھی کہ
اپنا آپ ہی نظیر تھا۔ یہ شخص بلند قامت دُبلا اور قوی تھا اسکی دونون آنکھین خوب
روشن تھین اور اسکی آواز چلتی ہوئی اور تیز ہوا کے مانند تھی۔ یہ ہمیشہ ہمارے بڑے بڑے
علما سے مذہب کی خاص خاص باتون پر خوب بحث کیا کرتا تھا اور خوب للکار کر دلیری
سے اپنے مطالب کو ادا کرتا تھا۔ اور شیر کی طرح سے یہ ڈکارتا تھا اور یہان تک دریاے تعصب
مین ڈوب گیا جیسے نوح اُسکا کشتیبان ہی اور صرف اس ہرزہ درائی ہی پر اُسنے
تکیہ نہ کیا جو وہ کہا کرتا تھا بلکہ اُسنے ایک کتاب بھی اسی مضمون کی شائع کی۔

بدقسمتی سے اس کتاب کا ہمارے علما مین سے ایک عالم نے جواب دینے کی کوشش
کی جس نے یہ نہ سمجھا کہ آتش کے ساتھ بازی کرنے سے کچھ نتیجہ نہین ہوتا۔

جب مین اصفہان مین پہونچا تو ایسی ہی باتون کا بہت ہی چرچا ہو رہا تھا۔ اور خاص اس معاملے پر بہت بحث تھی چونکہ مجھے تردد اس بات کا ہوا کہ مین بھی کچھ مباحثہ کرون تو مین نے یہ تجویز کی کہ پادری صاحب کو کہلا بھیجا جاے کہ آپ تن تنہا علماے اسلام سے مدرسۂ جدید مین روز مقررہ پر ملین وہان کامل طور پر مباحثہ ہوگا۔

پادری نے اسکو منظور کر لیا اول تو خوب خوب مباحثے ہوے آخرکار پادری کو کہین معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ آمادۂ فساد ہین تو وہ پوشیدہ چھپ چھپا کر چلدیا اور ہماری کوششین خوب کامیاب ہوئین کیونکہ ایک مدت مدید کے بعد وہ پھر وہان آیا تھا مین نے اس موقع پر اپنا جوش وخروش ظاہر کیا تھا اور مختلف طرق سے وہ پیر نکالے تھے کہ مین گویا مولویون کے گروہ مین سر برآوردہ بنگیا سر برآوردہ تو بنگیا۔ لیکن اس شہر مین کھا ہی کیا تھا جو مجھے کچھ حاصل ہوتا۔ اب مین نے یہ چاہا کہ طہران چلو وہان ضرور فائدہ بخش اور مستقل صورت نکل آئیگی اب مین اسطرف متوجہ ہوا جب یہ معاملہ ختم ہو گیا تو مین قم چلا گیا کہ وہان مجتہد سے جاکر سفارش کراؤن کیونکہ مین یہ جانتا تھا کہ اُنکی سفارش دس برس کی عبادت اور روزہ رکھنے سے بھی زیادہ ہے یعنی صوم وصلوٰۃ کا اس قدر اثر نہ پڑیگا جتنا اُنکی سفارش کام دیجائیگی۔ مین پورے طور سے کامیاب ہو گیا کیونکہ جب مین نے ذرا جاکر کافرون پر اناپ شناپ ہاتھ پھینکنے شروع کیے تو وہ مجھ سے بہت ہی مہربانی سے پیش آیا اور وہ یہ دیکھکر بہت ہی خوش ہوا کہ یہ میرا ذہین متعلم ہے جہان تک مجھ سے ممکن ہوا مین نے صوفیون پر خوب ہی جھاڑنا شروع کیا اور اسبات مین اُنکی خوب ہی ہان مین ہان ملائی۔ آخر اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مین اُنکی سفارش علماے طہران اور وزیر اعظم کے پاس لے گیا

جب مین اسکے پاس سے جدا ہونے لگا تو اِس نے بہت ہی رنج ظاہر کیا مگر مین نیک ساعت دیکھکر روانۂ طہران ہوا۔

مین آپ کو اِس امر کا یقین دلاتا ہون کہ اگرچہ یہان اور آدمیون سے زیادہ

سب ہی کچھ شائین شون تھی اور رائین بھی صائب تھین لیکن جس قسم کی مین نے امید
کی تھی کہ دربار مین مجھے باریابی ہوگی نہ ہوئی۔ مجھ جیسے اور بھی بہت سے ترقی کی اُمید
مین پڑے ہوے تھے اور بہ نسبت میرے دنیا کے کامون مین بہت ہی پیرے ہوے تھے انکی
طرح سے مین بھی دربارداری کرنے لگا اور مین نے بھی ان لوگون کی اُمیدواری کی کہ جو درباری
تھے مجھے مجلس علما مین بیٹھنے کا جب استحقاق حاصل ہوگیا تو مین نے رفتہ رفتہ وزیر اعظم وزیر خزانہ
سکریٹری اسٹیٹ اور افسر جلادان سے روشناسی حاصل کر لی مین اُنکے صبح اور شام کے دربار
مین حاضر ہونے لگا مگر کیا کچھ بھی نہین مین رہا صرف وہی غریب مُلّا کا مُلّا مگر مین نے یہ کوشش
کی کہ عوام الناس کے مجمع سے اپنے کو نکالون اول میری وزیر اعظم سے ملاقات ہوئی کیونکہ ایک بار
مرثیہ خوانی کرنے کا اُسکے مکان مین مجھے موقع ملگیا تھا مین نے لہک لہک کر مرثیے پڑھے کہ
سب کو رُلا رُلا دیا۔

اِس سے اتنا تو فائدہ ہوا کہ حضار مجلس اور وزیر اعظم واقف تو ہوگئے غرض مین نے لوگون
کی نگاہون مین بہت ترقی کی اور اُنکی نظرون مین توقیر ہونے سے مجھے بہت کچھ فائدہ ہوا لیکن
تم خود انصاف کرو کہ بھلا یہ لوگ کیا کر سکتے اور انکی طرفداری کیا کام دیتی کہ جب خود شاہ برگشتہ
ہو۔ صرف ان لوگون پر یہ بھروسہ کرکے کہ میرا اثر اُنپر بہت ہی افسوس مین نے اپنے کو تباہ و برباد
کر دیا۔ اب جو کچھ میری مصیبتناک حالت ہے وہ تم دیکھ رہے ہو جس طرح کہ بھوکے ننگا ئیون
کی صورت سے اپنے گھر سے نکلا تھا اُسی طرح خراب و خستہ پھر اپنے مکان کو جاتا ہون۔

تیرھوان باب

حاجی بابا اور مُلّا نادان کا باہم مشورہ کرنا

جب مُلّا نادان اپنی رام کہانی ختم کر چکا تو مین نے اُس سے یہ کہا کہ جس قسمت نے
آپ کو ایسی ذلیل جگہ سے وہان پہونچایا تھا اور ایسا اعلیٰ عہدہ دلوایا تھا اور جس قسمت نے

پھر ایسے نامعلوم غار زدلت مین جھونکا ہی تو پھر اُسی قسمت سے یہ امید ہو سکتی ہی کہ وہ پھر بھی ایکبار اُسی گم شدہ ممتاز جگہ پر پہونچا دے۔

گو کہ شب آخر ہوئی ای شمع تو زاری نہ کر	پھر وہی محفل وہی تیرا شبستان غم نہ کھا

کیونکہ ہم دونون نے ایران کی زندگی کو بہت کچھ دیکھا ہی۔ وہان سوائے ناپائداری اور تلون کے اور کچھ بھی نہین ہمیشہ ایک شے کو کبھی قیام ہی نہین رہتا۔

جس شخص نے تمھاری داڑھی جڑ سے اُکھڑوائی جس نے تمھین جلاوطن ہونے کا حکم دیا۔ ایسے بھی مواقع پڑ جاتے ہین کہ وہ پھر تمھین بُلائے اور تمھین تمھاری جگہ پر ممتاز کرے اسی بدقسمتی مین سرسبزی اور فراخی پوشیدہ ہی۔ دیکھو جب سُنار جلتی ہوئی اور شعلہ دیتی ہوئی آگ پر پانی چھڑک دیتا ہی تو ظاہرا وہ بجھ جاتی ہی مگر اُس مین سے کچھ کچھ دُھوان اُٹھتا رہتا ہی۔ جہان پھر اُسنے اپنی نلی سے ذرا سا پھونکا پھر اُسی طرح سے آگ بھڑکنے لگی۔

مُلا نادان۔ بھائی اسی قسم کے خیالات سے تو مین اپنے کو ڈھارس دیتا ہون تمنے جو مجھے سڑک پر گاتے ہوئے دیکھا تھا اسی قسم کے اشعار گا رہا تھا۔

غالبًا شاہ نے اسے بہت ہی ضروری خیال کیا ہی کہ وہ ایک نمائشی انصاف کرین اس خیال سے کہ مسیحی تجار پر اُنکی عنایت ہائے گوناگون مبذول ہوئے وہ دن اب آئیگا کہ جب اُسے ارکان مذہب اسلام کے زیادہ دوست بنانے کی ضرورت ہوگی چونکہ لوگ مجھے بہت ہی محبت کرتے ہین اور مین سب کا پیارا ہون تو اس لیے مجھے امید ہی کہ مجھ جیسے لائق شخص کی نیک رائے کی خواہش ہو۔

مجھے پہلے یہ خیال آئے تھے کہ مین اس مولویانہ مکر و فریب کو چھوڑ دون اور تاجر بنجاؤن لیکن پھر مجھے بھی خیال آیا کہ نہین اپنی اصلی ہی قسمت کو آزماؤن۔ اب مین تو شہید ہونے کو بیٹھا ہون اور مین جانتا ہون کہ شہادت میری دنیاوی نیکیان۔ میرے گھر اسباب میرے سفید گدھے سے بھی زیادہ قیمتی ہی۔

مین۔ تو اب تمھارا کیا ارادہ ہی آیا میرے ساتھ بغداد چلتے ہو یا اُسی دن کے
امیدوار ہو کہ جب شاہ تمھین یاد کرے گا۔

ملا نادان۔ میرا ارادہ ہی کہ مین اپنے وطن ہمدان چلا جاؤن جہان میرا باپ
جو ابھی زندہ ہی بہت ہی نیکنام ہی اور اُسکی بہت ہی شہرت ہی تو مین اُسکے وسیلے سے
دارالخلافہ تک کچھ تحریک کراؤنگا اور پھر مین اُمید کرتا ہون کہ مجھے ضرور میری جگہ ملجائیگی
لیکن تمنے بھلا کہان جانے کا ارادہ کیا ہی جب انشاء اللہ مین اپنی جگہ پر پھر بحال ہو گیا
تو پھر تمھاری وہی ملازمت موجود ہی۔

ذرّے کا بھی چلے گا ستارہ		قائم جو زمین و آسمان ہی

مین۔ افسوس اے میرے دوست اس بدبخت فیروز مندی سے جو تمھین دکھائی
دیتی ہی مین تمسے بھی زیادہ جلاوطن کیا گیا ہون۔ وقائع نے میری گو دمین بہت ہی
خراب اور بُرے طریقے سے بازی کی اور مین اسوقت گویا ایک چور کی صورت مین ہون
مین سوا اسکے کہ اپنی قسمت کی پیروی کرون اور کچھ نہ کرونگا جس قسمت نے کہ مجھے افسر العلما
کے کپڑے پہنوا دیے جس قسمت نے کہ اتنا زر نقد دلوا دیا جس قسمت نے کہ ایسا عمدہ اور زرین
زین و لجام والا افسر جلادان کا گھوڑا دلوا دیا۔ اُسی قسمت نے مجھے میرے ملک سے نکالا
اب مین نہین چاہتا کہ یہین رہکر اپنی شامت بلواؤن اور اپنے ٹکڑے کرواؤن نہین بلکہ
مجھے اُمید ہی کہ کئی دن کے بعد مین ترکی عملداری مین پہنچ جاؤنگا اور وہان پھر مین
اپنے کو حفاظت مین سمجھونگا جب یہ بات طے پائی تو مین نے اُس سے کہا کہ تم مجھ سے کچھ لے لو
تاکہ سفر مین تمھارے کام آئے اب تم بھی مفلس ہو۔ یہ درخواست اُسنے میری قبول کرلی
اور مجھ سے دس تمن لیے اور یہ اقرار کیا کہ مین اپنی جگہ پر ممتاز ہونے کے بعد تمھین
تمھارے تمن دیدونگا جب مجھ سے یہ تمن لے چکا تو اُسنے پھر مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ
ہمدان چلو۔ اُسنے بہت ہی مجھے خطرے دکھائے اور حد سے زیادہ ڈرایا اور یہ کہا

کہ تم جانتے کیا ہو بیشتر اسکے کہ تم شاہ کی حد سے گذر و گے فوراً شاہ کے آدمی گرفتار کر لینگے اور ساتھ ہی اسکے وہ یون کہنے لگا۔ اُسی لمحہ ملا باشی کی موت تو مشہور ہو گئی ہو گی اور جون ہی افسر جلادان کو یہ معلوم ہو گا کہ گھوڑا ہاتھ سے نکل گیا وہ ایک لمحے کا بھی توقف نہ کریگا اور سیکڑون آدمی اِدھر اُدھر بھیجدیگا کہ تمھین تلاش کر کے گرفتار کرین تو یہ تمھارے لیے بہت ہی بہتر ہو گا کہ تم میرے ساتھ پناہ لو۔ ہان جب یہ ہنگامہ اور طوفان بے تمیزی فرو ہو جائیگا اُسوقت آزادی سے تم اپنی آرا کا استعمال کر سکتے ہو ہمدان سے کچھ دور کے فاصلے پر میرے باپ کا گون ہی وہان تم بآرام تمام رہ سکتے ہو اور پھر پھر کوئی شبہہ بھی نہ کرے گا اور ہم تمھارا گھوڑا اور اُسکا سارا سامان اسطرح سے پوشیدہ کر دینگے کہ خبر بھی تو نہین ہو گی۔

ہمدان یہان سے کچھ بہت دور نہین ہی اگر آدھی رات کو یہان سے روانہ ہون تو ہم علی الصباح وہان پہونچ سکتے ہین اور یہ بہت ہی آسان ترکیب ہی کہ ہم دونون گھوڑے پر سوار ہو لین اور آناً فاناً مین منزل مقصود تک پہونچ جائین۔

یہان سے ترکی عملداری بہت دور ہی اگر گھوڑا تکان مان گیا اور نہ چل سکا تو بھی پھر کیا کرو گے۔

مُلا نادان کی گفتگو سے یکایک میرے خیالات بدلے اور مجھے معلوم ہوا کہ بات تو عقل کی کہتا ہی فارس کے حصہ سے مین محض نابلد تھا اور مین نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ میری حفاظت کے لیے نہ صرف یہی ضروری ہی کہ مین بڑے بلند راستون سے واقف ہون بلکہ اُن راستون کا بھی مجھے علم ہونا چاہیے کہ جہان آمد و رفت کم ہو تو مین نے دیکھا کہ جیسا مین نے خیال کیا ہی کہ بہت جلدی سرحد ایران سے پار ہو جاؤنگا یہ کچھ ویسا آسان نہین ہی۔ اگر ملا نادان مجھے دغا سے گرفتار کرانا چاہتا ہی تو یہ دونون طرح سے کرا سکتا ہی خواہ مین یہان سے بھاگ جاؤن خواہ اسکی ا___

نا گوار

تسلیم کرکے اسکے ساتھ ہمدان چلوں تو ان دونوں باتوں میں بہتر ہی کہ اُسی پر بھروسہ کروں "چلو چلو تو سہی جو کچھ کرے مرا مولی کرے"

مین نے اسکی تدبیر کو پسند کرلیا۔ ہم دونوں خوب کھا پی کر تازہ دم ہوگئے اور آدھی رات کو ہمدان روانہ ہوے کہ جلدی سے آفتاب نکلنے سے پہلے وہان پہونچ جائین جب ہم ایک بلند سڑک پر پہونچے جہان سے شہر ہمدان دکھائی دیتا تھا ہمنے وہان قیام کیا کہ جو کچھ اسوقت عمل کرنا ہی اُسکا مشورہ کرلیں ملا نادان نے انگلی سے ایک گانون کی طرف جو ایک فرسنگ کی دوری پر تھا اشارہ کرکے یہ کہا۔ دیکھو وہ گانون ہی جہان تم رہوگے اور جب تک کہ ملا باشی کا معاملہ ٹھنڈا نہ پڑجائیگا تمھین یہین رہنا پڑیگا لیکن ہان نہ تو تم یہ فوق البھڑک کپڑے پہنے رہو اور نہ اس شاندار گھوڑے پر سوار ہو جس سے خواہ مخواہ لوگون کا تمپر شبہہ آکر واقع ہو۔ لو آؤ ہم اپنی پوشاکین تبدیل کرلین اور تم مجھے اپنا گھوڑا سپرد کردو۔ جب تمھاری یہ صورت ہوگی اور اس صورت سے تم میرے باپ کے گانون مین جاؤگے وہان تمپر کوئی شبہہ نہ کریگا پھر مین تمھاری پورے طور سے خبر گیری کرونگا اس انتظام سے بہت ہی نیک صورت پیدا ہوگی۔ تمپر کسی قسم کا شبہہ آکر واقع نہوگا اور جیسی حقارت آمیز اور توہین خیز میری صورت ہی مین ویسا نہ رہونگا۔ اسمین شک نہین کہ میری جیسی طہران مین گت بنائی گئی ہی اُسکی خبر ضرور میرے کنبے مین پہونچ گئی ہوگی اور شاید وہ دنیا کی نظرون مین محقر ہوئے ہونگے۔ لیکن اس ملک مین جہان ظاہر ٹیپ ٹاپ بہت کچھ کام دیتی ہی جب وہ یہ دیکھینگے کہ ملا نادان ایسی قیمتی پوشاک بھی پہنے ہوے ہی کمر سے دوشالہ لپیٹے ہوے ہی ران کے نیچے ایک زرین زین ولجام اور سنہری سامان کا گھوڑا بھی ہی تو وہ یہ سمجھینگے کہ یہ اپنی جگہ پر بحال کردیا گیا۔ بس اس صورت مین میری بہت بڑی عزت ہوگی۔ جب مین کچھ دن تک یون اس گھوڑے پر سواری کرونگا اور یہ پوشاک زیب تن کرونگا تو پھر اس سامان کو بہت آسانی سے فروخت کروا لونگا

اور جو کچھ اِسکی قیمت ہوگی وہ مین تمھین دے دونگا۔

اپنے ساتھی کی یہ تجویز سُنکر مین بہت ہی چونکا کیونکہ میرے ساتھی نے مجھکو کوئی اس قسم کا الہام والقا تو بھجوایا نہین تھا جس سے مین یہ ملک صرف باتون ہی باتون مین اُسے سونپ دیتا اور کچھ خیال دل مین نہ لاتا۔ لیکن پھر بھی جو کچھ اُسنے کہا وہی مین نے سچ جانا کیونکہ یہ میرے لیے ناممکن تھا کہ دس دن تک بھی یا ایک پندھرواڑا اس جاہ و جلال کے ساتھ گذارون اور مجھپر لوگ شبہہ نہ کرین قطعی مین مشتبہ گردانا جاؤن اور جاؤن یہ سچ ہی کہ اسوقت مین بالکل مُلّا کے دست قدرت مین تھا جو کچھ اسنے کہا ہو اگر ایسا ہی انتظام کیا جائے تو گویا یہ بھی میرا ساتھی ہوتا ہو اور جب تک اسپر کوئی آفت آکر نہ واقع ہوگی یہ مجکو ملزم تو نہین بنا سکتا۔

مین۔ اچھا خیال کرو کہ کوئی افسر جلاد ان کا آدمی گھوڑے کو پہچان لے تو پھر ہمارا اسوقت کیا حال ہوگا جسطرح سے کہ مین پکڑا جاتا فوراً تم بھی یون ہی گرفتار کر لیے جاؤگے۔

مُلّا نادان۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیر جس طرح سے کہ ہمنے جلدی سفر کیا ہو کوئی شخص اتنی جلدی سفر نہین کر سکتا اور جب تک کوئی افسر ہمدان پہونچے گا مین اپنے باپ کے گھر مین پہونچ جاؤنگا اور پھر تمام تدبیرین عمل مین آجائینگی۔ پھر یہ بہت ہی آسان ہوگا کہ ہم گھوڑے اور اُسکے سنہری سامان کو بہت اچھی طرح پوشیدہ کر دینگے اور مین تمام بلا اپنے سر پر لے لونگا۔

بس سوا اسکے اور کچھ بھی میرے لیے نہ خیال کیا گیا۔ ہم نے فوراً باہم کپڑون کی تبدیلی کر لی اسنے متوفی مُلّا باشی کے مجھ سے کپڑے لے لیے۔ قبا۔ شال۔ جو کمر پر باندھا جاتا ہو اور اُسکا چغہ جو بہت سبز کپڑے کا بنا ہوا تھا اور مین نے اسکے عوض مین اُسکے پُرانے کپڑے لیے وہ کپڑے کہ جب وہ جلا وطن کیا گیا ہو تو لوگون نے اُسکے ٹکڑے اُڑا دیے تھے۔ مین نے اُسے اپنی کالی ٹوپی بھی دیدی جسکے ارد گرد

اُسنے مُلّا باشی کا شال لپیٹ لیا اور اُسکے بدلے مین اُسنے اپنی وہی پھٹی پرانی ٹوپی دیدی۔

مین نے مُلّا باشی کی تھیلی۔ باقیماندہ زر۔ گھڑی۔ مُہر کو تو دبائے رکھا مگر نادان کو آئینہ جیبی تسبیح اور کنگھا دیدیا۔ اس نے بستہ کاغذون کا اپنی کمر سے کس لیا اور جب وہ کپڑے پہن پہنا کر تیار ہوا اور گھوڑے پر سوار ہوا تو ملا باشی معلوم ہوتا تھا مین اسکی یہ شان شوکت اور صورت دیکھ کر چونکا۔

ہم دونون ظاہرا بہت ہی خوشی خوشی علحٰدہ ہوے۔ اس نے مجھسے اقرار کیا کہ تم بہت جلدی میری خبر سُنوگے اور اسنے مجھے یہ بھی سمجھا دیا کہ شہر پہونچ کر یہ باتین بنائی جائین اور اسکے علاوہ جیسی تمھاری عقل گواہی دے وہ کرنا۔ مُلّا نادان پھر سوار ہو کر چلدیا اور مجھ کو تن تنہا ایک مضطرب حالت مین چھوڑ دیا جب مین نے دیکھا کہ مین اکیلا رہ گیا تو اس وقت مجھے بڑا یہ تردد تھا کہ دیکھیے میری آیندہ قسمت کیا ہوگی اور حال کی تقدیر مین کیا لکھا ہی۔ وہ متردد تو یہ شتبہ۔

مین سیدھا گانؤن کی طرف چلا اب مین یہ متفکر تھا کہ وہان جا کر مین اپنے کو کس صورت سے ظاہر کرون اور کیا کہون۔ اور اسکے باشندون سے وقت تعارف کیا بیان کرون۔ غرضکہ صورت تو میری ایسی تھی کہ جیسے خدا رسیدہ لوگون کی ہوتی ہی۔ نہ تو میری کمر سے شال لپٹا ہوا تھا اور نہ قبا تھی اور نہ پانؤن مین جوتیان سر پر ایک دریدہ ٹوپی۔ بہت سوچ سمجھ کر مین نے یہ ارادہ کیا کہ مین اپنے کو یہ مشہور کرون تو بہتر ہوگا کہ مین ایک سوداگر ہون مجھکو راہ مین کُرد قوم نے لوٹ لیا اور پھر مین اُنکو مریض ہونے کا دھوکا دونگا جس بہانے سے جب تک کہ ملا میرے پاس آئیگا اور مجھے کچھ خبر دے مین رہ سکتا ہون اور اس سے مجھے یہ معلوم ہوجائیگا کہ مین اپنی پوشیدہ جگہ مین کب تک رہونگا۔

یہی بات ہے کہ جس سے مین کامیاب ہوجاؤنگا اور بخوبی کامیاب ہونگا گانون کے نیک آدمی اپنی بہت بڑی سستی کے حصہ مین اُس شخص کی رام کہانی بگوش دل سنلین گے جسکو خدانے انکی طرف بھیجا ہے اور مجھ کو اپنی پناہ مین لےلین گے۔

یہ توسب کچھ تھا مگر بڑی بے آرامی یہ تھی کہ ایک ضعیفہ عورت جو اس گانون مین بہت بڑی طبیب تھی میرے لیے بلائی گئی اور مجھکو اُسکے نسخے پینے کی ضرورت ہوئی۔

چودھوان باب

حاجی بابا کی آفت مین مُلّا نادان کا پھنسنا

مین نے اپنی پوشیدہ جگہ مین دس دن بڑے قہر کے گذارے اور اسوقت تک ملا نادان کی کوئی خوشخبری نہین معلوم ہوئی۔ مجھے شبہ ہوا کہ اِسکا ستارہ اب تک پستی کی طرف مائل ہے کیونکہ جیسی امید کی گئی تھی یہ معاملہ ملاباشی فرو نہین ہوا شہر اور گانون مین بہت ہی کم آمد و رفت ہوتی تھی مین بہت ہی مایوس ہوا کہ دیکھیے مین کیونکر اپنے گھوڑے اُسکے دولتمند زرین زین ولجام اور کپڑون کی خبر پاؤنگا۔ کہ اسی رات کو ایک کسان ہمدان سے اِس گانون مین آیا۔ یہ کسان ہمدان اپنے کام کے لیے گیا تھا۔ یہ وہان سے مایوسانہ واپس آیا اور مجھے میرے مطلب کی یہ خبر دی۔

اسنے کہا کہ ایک بہت بڑا غضب نازل ہوا کہ ایک شخص افسر جلادان کی طرف سے ظاہر ہوا اُسنے ہمارے آقا کے بیٹے کو پکڑ لیا اور اُسکا گھوڑا چھین لیا اور اُس کو گرفتار کر کے طہران لے گیا اور اُسکو ملاباشی کا قاتل گردانا۔

اب مین اپنے ناظرین پر اس امر کو چھوڑتا ہون کہ وہ میرے خیالات کا اندازہ کرین کہ اس خبر کے سُننے سے میری طبیعت کا کیا حال ہوا ہوگا مُلا کی طرف سے جو خاموشی ہوگئی تھی اس سے تو مجھے اطمینان ہوا گو اسوقت مین نے اپنے کو امن مین سمجھا لیکن اب

یہ خیال ہوا کہ مین اس حالت مین کب تک رہونگا۔

مین نے یکایک یہ مشتہر کیا کہ مین اچھا ہون۔ اور فوراً مین اس گانوئن سے ہمدان کی طرف چلا تاکہ اس امر کو بخوبی تحقیق کرون کہ آیا جو کچھ کسان نے کہا ہو وہ صحیح ہو یا نہین نادان کا باپ شہر مین ایک مشہور و معروف شخص تھا مجھے اُسکے تلاش کرنے مین کوئی دقت نہین ہوئی۔ مین سیدھا اُسکے مکان مین تو نہین گیا اور نہ اس سے اپنے دوست کی خبر سُنی لیکن وہین اُسکے مکان کے پڑوس مین ایک حجام کی دکان مین ٹھہر گیا سبب یہ تھا کہ یہ شخص مجھے مطلق نہین پہچانتا تھا اور دوسرے یہ بات بھی تھی کہ مجھے اس نائی سے ضرور پوری پوری خبر نادان کی ملیگی۔

یہ نائی ایک زیادہ گو اور ہر کام سے باخبر مجھے ملا۔ اور یہی میری خواہش تھی چنانچہ جب مین نے اُس سے دریافت کیا کہ آج شہر مین کیا گذری۔ اور مین نے اس خبر سے جس نے ہر فرد بشر کو متعجب و حیران کر دیا تھا اپنی جہالت ظاہر کی تو اسنے ذرا قدم آگے اُٹھایا اور مجھ سے یہ کہنے لگا۔

تم کہان سے آتے ہو کہ اس مُلّا نادان کی بھی تمھین اصلا خبر نہین۔ وہ صرف افسر العلما کو قتل کر کے مطمئن نہین ہوا بلکہ اور بھی طرہ یہ ہوا کہ اسکے کپڑے پہن لیے خیر کپڑے پہن لیے تو اسی پر صبر کرتا بلکہ اُسنے طرہ بر طرہ یہ کیا کہ افسر جلاوان کا گھوڑا چُرا لیا۔ اور اُسکا سامان وغیرہ لے آیا۔

مین نے اس سے یہ بھی کہا کہ آپ جو کچھ گذری ہو بتا دیجیے کیونکہ مین اس سے محض نابلد ہون۔ کیونکر مُلّا نادان گرفتار کیا گیا اور کیا ہوا۔ اِسنے یہ سُنکر ایک لمحہ کا بھی توقف نہین کیا اور یہ مفصلۂ ذیل کہنے لگا۔

دس دن کا عرصہ گذرا کہ یہ نادان ایک پُرشان و شوکت گھوڑے پر سوار اپنے باپ کے دروازے پر نمودار ہوا۔ بالکل صورت سے ایک خان معلوم ہوتا تھا یا ایک بہت بڑا مرد شمشیر۔ بھلا اپنی سیدھی سادی مولویانہ صورت کو چھوڑ کیا شکل

بنائی تھی یہ بہت ہی قیمتی شال پہنے ہوے تھا اور افسر العلما معلوم ہوتا تھا۔ اسکی اس صورت اور فیشن سے تمام ہمدان مین ایک تحریک پھیل گئی کیونکہ تھوڑے وقت پہلے معلوم ہوچکا تھا کہ اسپر شاہ کا سخت عتاب ہوا اور وہ طہران سے بہت ہی خستہ اور بُری صورت مین جلاوطن کیا گیا ہی جب وہ گھوڑے پر سے اُترا تو اُسنے بہت کچھ دون کی لی اور اپنی بہت کچھ بڑائی کی اور جب اس سے یہ سوال کیا کہ ہمنے سُنا تھا تمھاری طہران مین یون آبروریزی ہوئی اور شاہ کا یہ عتاب نازل ہوا تو اُسنے یہ جواب دیا کہ ہان صرف ایک شبہہ مین میری یہ صورت پیدا ہوگئی تھی لیکن بعد ازان جب یہ ظاہر ہوا کہ یہ محض جھوٹ بہتان تھا تو مین پھر اپنے عہدے پر ممتاز ہوا اور اُس بےغیرتی کے عوض مین شاہ نے مجھے یہ گھوڑا بخشا جس پر مین سوار ہون۔

ہر شخص نے اسکی اس رام کہانی کو یقین کرلیا اور جب وہ اپنے باپ کے مکان پر پہونچا ہی تو بہت ہی عزت سے اُسکا استقبال ہوا لیکن دوسرے دن بدقسمتی سے ملا نادان گھوڑے پر سوار ہوکر صبح کو شہر مین ذرا اپنی شوکت دکھانے کے لیے جاتا تھا کہ اتنے مین ایک شخص افسر جلاّدان کا آدمی دروازۂ شہر مین داخل ہوا یہی طہران سے آیا تھا وہ ٹھہر گیا اور اُسنے بہت غور سے گھوڑے کو دیکھا۔ اسکے زین زرین لجام پر خیال کیا جب خوب ٹکٹکی باندھکر دیکھ چکا تو اُسنے یہ کہا لا الہ الا اللہ خدا ایک ہی۔ اُسنے آس پاس کے کھڑے ہونے والون سے دریافت کیا کہ یہ گھوڑا کسکا ہی اُنھون نے کہدیا کہ گھوڑا ملا نادان کا ہی۔

افسر پولیس۔ بہت ہی غصے مین۔ ملا نادان کون شخص ہی یہ گھوڑا تو میرے مالک کی ملک ہی جو افسر جلادان ہی۔ تو پھر کون شخص کہسکتا ہی کہ یہ جھوٹ نہین ہی چاہے اس مین مُلاّ ہو یا اور کوئی ہو محض جھوٹا ہی۔

جب یہ معاملہ ہوا تو ملا نادان نے اپنے کو مجرم از خود ظاہر کیا کیونکہ اسی حالت کے

درمیان اُسنے چاہا کہ اس شخص کی نگاہ سے پوشیدہ ہو جاؤن - یہ وہ افسر تھا جس نے طہران مین جلا وطن ہوتے وقت اُسکو اُلٹے گدھے پر سوار کیا تھا - تو دونون ایک دوسرے کو پہچانتے بھی خوب تھے -

مگر پھر بھی یہ افسر ملا نادان کو یکایک شناخت نہ کرسکا کیونکہ افسر العلما کی ٹوپی اور کپڑے سب زیب تن کیے ہوے تھا یکایک ہوا ؤ نہ پڑا - اگر ملا نادان اس جگہ سے نیچے چلا آتا تو ہرگز وہ شخص اسے نہین پہچانتا - لیکن جب برابر آنکھین ملین اور افسر نے پہچان لیا تو وہ یہ غل مچانے لگا اسے پکڑ و اور اسکی روح لے لو کیونکہ یہ وہی شخص ہی - کیا ہی میری نیک اختری نے کام کیا ہی - قسم ہی کہ یہ وہی تو بدمعاش و یوالیہ شخص ہی کہ جسنے افسر العلما کو قتل کر ڈالا اور افسر جلادان کا گھوڑا چرا کر بھاگ آیا اسوقت یہ مدعی افسر گھوڑے پر سے نیچے اُترا اور اسنے اپنے ساتھیون اور پاس کھڑے ہوؤن کی مدد سے ملا نادان کو گرفتار کر لیا ملانے قسمون پر قسمین کھانی شروع کین کہ نہ مین چور ہون نہ قاتل ہون اگر تمھین یقین نہین آتا تو لاؤ مین قرآن شریف بھی اُٹھا جاؤن -

نائی نے غرض ملا نادان اور اس مدعی افسر مین جو کچھ گذری تھی بہت ایمانداری سے صاف صاف کہدی - اسنے بیان کیا کہ نادان کے دوستون اور باپ نے ہرچند چاہا اور بہت کچھ مُنھ بھرائی بھی دینی چاہی کہ یہ ملا نادان کو گرفتار کر کے طہران نہ لیجاے لیکن اسنے نہ مانا اور اُسے پکڑ کر طہران کی طرف لیے چلا گیا -

جسوقت مین نے اپنے ساتھی ملا نادان کی یہ کیفیت سُنی تو میری چھاتی کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے کہ خدا کی شان ہی کیا اُسکی قسمت آکر واقع ہوئی ہی -

اوّل تو مجھے اپنے گھوڑے اور زرین زین مع لجام کا بہت ہی صدمہ ہوا کہ کس ترکیب سے جان پر کھیل کر تو حاصل کیا اور یون نکل گیا - اور پھر جب مین نے دوسرے پہلو سے نظر کی تو مجھے بہت خوشی ہوئی کہ اچھا ہوا یہ بلا ملا نادان ہی کے اوپر رہی

اگر اس غریب کا سر کاٹا گیا تو پھر ظاہر ہی کہ مجھ سے تو کوئی باز پرس نہ کریگا۔

اسوقت مین اپنے پر نظر کرتا تھا تو مجھے معلوم ہوتا تھا کہ نیک اختری میرے ساتھ ہی مگر ہان ملّا نادان کا ستارہ پھر گیا کہ وہ یون بلاے بے درمان مین گرفتار ہوا بھلا ہم کیون کپڑے بدلتے۔ وہ مجھ سے اپنا گھوڑا کیون لیتا اور پھر ایسی صورت مین کہ مین اُسکی تجاویز کو منظور بھی تو نہین کرتا تھا۔ خدا کی قدرت ہی کرے داڑھی والا پکڑا جاے موچھون والا۔ گو یہ ایک بدیہی بات تھی کہ وہ وہ سزا بھگتے گا جسکا مین مستحق تھا لیکن پھر بھی مین نے یہ خیال کیا کہ حاجی جب تک تم یہان ہو یعنی ایران کی سرحد مین ہو اپنے کو ہرگز محفوظ نہ سمجھنا۔ اس لیے مین نے وہی اپنے سابق کے ارادے کو پورا کرنا چاہا۔ مین نے گھوڑے اور اُسکے قیمتی سامان جانے پر اپنی ڈھارس بندھائی اور یہ کہا کہ اگر وہ جاتا رہا تو بچا نوے تمن تو باقی ہین جو میری حال کی احتیاجات کو کافی ہین۔ اور اسکے علاوہ بڑی ڈھارس میری اس فقرے سے بندھتی تھی کہ خدا بزرگ است کہ وہ مظلومین کی مدد کرتا ہی اور انکو ہر آفت سے بچاتا ہی۔

اندھے کا دیا ہوے تو لنگڑے کا عصا ہو
سُنتا ہی اپیل اپنے ہان وہ شاہ و گدا کی
گل خار کو اور خار کو گل اُس نے بنایا
جب ایسا ہی حاجی تو دعا کر تو اُسی سے

رانڈون کا ہو والی تو یتیمون کا خدا ہی
دربار مین اُسکے نہ سفارش کا پتا ہی
شجر کو اُسی نے ہی تر و تازہ کیا ہی
شاید وہ سُنے غور سے جو تیری دعا ہی

پھر نرگس خونبار کو اپنی تو دکھا دے
اور اپنے کلیجے کو جو صد پارہ ہوا ہی

پندرھوان باب

حاجی بابا کا اپنی حمامی سرگذشت کا ایک عجیب غریب نتیجہ سُننا

مین نے اپنے کو تاجر قرار دے ہی لیا تھا اور مولویانہ طریقہ بالکل ترک
کر دیا تھا کیونکہ اس مولویانہ صورت سے مجھ پر کیا کیا آفتین نازل ہوئین اور جان
کیسے کیسے خطرون مین پھنسی۔ مین نے ایک خچر کا معاملہ کر کے آپ بھی اُس قافلے کے
ساتھ ہو لیا جو کرمان شاہ جاتا تھا۔ یہ بیکار خچر تھا کیونکہ طہران سے یون ہی بے سامان
آیا تھا اور چونکہ میرے پاس کچھ سامان وغیرہ نہین تھا تو مجھے میرے جانور نے بہت ہی
آرام سے منزل مقصود تک پہونچا دیا۔

سات دن مین ہم منزل مقصود پر پہونچے اب یہان مین نے اپنا مرکب بدلنا چاہا
لیکن مجھے اس امر کی اطلاع ملی کہ ایک مہینے کے اندر اندر تمھارا کام نکلے گا کیونکہ جب تک
کافی تعداد مسافرون کی نہین ہو جاتی قافلہ نہین روانہ ہوتا راہ مین کردش لوگون کا
بہت ڈر ہے جو حدود فارس کو ہمیشہ زیر و زبر کرتے رہتے ہین اور مجھ سے یہ بھی بیان کیا
کہ کل ہی ایک گروہ لوگون کا جنازہ کربلائے معلی لیکر گئے ہین اگر تم چاہو تو انھین
خوفناک اور پرخطر مقامات تک پہونچنے سے قبل لے سکتے ہو۔

یہ سنتے ہی مین نے تو چندان خیال بھی نہ کیا اور نہ کچھ سوچا نہ سواری کا راستہ
دیکھا پیدل ہی روانہ ہو گیا۔ میرا زر نقد حفاظت سے میری کمر مین جکڑا ہوا تھا میرے
پاس سوائے میری جریب یا عصا کے اور کچھ بھی نہ تھا۔ بس یون ہی کرمان شاہ سے روانہ ہوا

تیسرے دن کی شام کو مین تقریبًا ماندہ بھی بہت ہو گیا۔ میری نظرون کو دور سے
جلتی ہوئی آگ کا خوش نظارہ معلوم ہوا جس آگ کا دھوان پہاڑی پر بل کھاتا ہوا
اُٹھ رہا تھا جب مین قریب گیا تو معلوم ہوا کہ گھانس کی زمین پر مویشی چر رہے ہین۔
اس طرح سے مین نے یہ خیال کر کے کہ یہ کاروان ہے غلطی نہین کھائی تھی۔ جہان اسباب
سامان وغیرہ رکھا ہوا تھا جب اس طرف مین گیا تو مین نے دیکھا کہ ذرا دور کے فاصلے پر
ایک چھوٹا سا سفید ڈیرہ کھڑا ہوا ہے جب وہان جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ دستور آلون

کا ڈیرہ ہی کیونکہ اسکے پاس ایک تخت روان اور میانہ بھی رکھا ہوا تھا۔ مین نے دیکھا کہ مہتمم کاروان میرے لیے مرکب کا سامان کر رہا ہی میری تو ہرگز مرضی نہین تھی کہ مین اپنی کسی کو اطلاع کرتا بلکہ میرا ارادہ یہ تھا کہ مین چُپ چپاتے چلا جاؤن کیونکہ میری حالت ہی ایسی تھی۔ مگر پھر بھی بچا نوے تمن کا مجھے خیال آتا تھا کہ ایسا نہو اکیلا دکیلا دیکھکر کوئی یہ بھی سنگوالے اِس لیے مجبوراً یہی ارادہ ہوا کہ اپنے ملک والون کے ساتھ سفر کیا جائے۔

سامان مین مربع سے کچھ دور کے فاصلے پر جہان مین بیٹھا ہوا تھا چند بڑے بڑے اور تنگ صندوق رکھے ہوے تھے جو اونٹون پر سے اُتار کر زمین پر رکھے گئے تھے چونکہ مین نے آج تک یہ نہین دیکھے تھے اِن لوگون سے دریافت کیا کہ انمین کیا چیز ہی تو انھون نے کہا یہ تابوت ہین جنمین جنازے رکھ کے کربلائے معلی کو لیجاتے ہین۔

مہتمم کاروان۔ یہ ظاہر ہی کہ تم ایک پردیسی معلوم ہوتے ہو اس لیے تمھین واقف ہونا زیبا ہی۔ ہم ایک شکرف چیز کربلائے معلی لیے جاتے ہین۔

مین۔ ہان مین تو ایک پردیسی اور انجان شخص ہون۔ مین پیچھے سے آکر ملا ہون اور مین اُس شخص کے موافق ہون جو پہاڑون سے اُترتا ہو خدا کے لیے آپ اس مین کیا لیے جا رہے ہین۔

مہتمم کاروان۔ کیا تم نے ملا باشی کی طہران مین عجیب و غریب موت کا حال نہین سُنا کہ وہ حمام مین کیونکر مر گیا۔ اور پھر کس طرح سے اُسکا ہمزاد گھوڑے پر سوار ہوا اور پھر اُسکے حرم مین چلا گیا اور پھر وہ کس طرح سے افسر جلادان کا گھوڑا لے کر چلتا بنا۔ تم کہان تھے جب اس معاملے کا وقوع ہوا (دونون ہاتھ تھر تھرا کر اور اپنے دونون کاندھے سکیڑ کر)

مین یہ سُنکر بہت ہی خوف زدہ ہوا مگر مین نے صاف انکار کیا اور مین نے

اس سے درخواست کی کہ آپ اس سرگذشت کو تفصیلوار بیان کر دین تو وہ اس طرح سے بیان کرنے لگا۔

خچروالا۔ تھمین اس سے آگاہ ہونا چاہیے کہ جو کچھ مین کہونگا وہ وہ واقعہ ہی جسکو مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہی اس لیے کہ مین خود وہان موجود تھا اور یہ بہت ہی صحیح ہی کیونکہ سارا میرا چشم دید واقعہ ہی۔

افسرالعلما آفتاب غروب ہونے کے بعد۔ بعد نماز مغرب حمام مین گیا اور بعد اسکے وہان سے مع اپنے ملازمین کے گھوڑے پر سوار ہوکے اپنی حرم سرا مین تخلیہ کے کمرے مین چلا گیا۔

اِس امر کے تو بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہی کہ ایران مین اکثر عام حمام علی الصباح ساعت مقررہ تک عورتون کے لیے مخصوص رہتے ہین اور پھر اسوقت کے بعد سے مرد نہانے دھونے آنے لگتے ہین۔ صبح ملاباشی یعنی افسرالعلما کی بیوی عورتون کو لیکر حمام مین نہانے گئی۔ اوّل اوّل ہی عورت مع اپنی لونڈیون کے بہت ہی فجر کے تڑکے نہانے گئی۔ اُسدن اُس سے پہلے اور کوئی حمام مین نہین آیا تھا۔ چونکہ یہ بہت بڑا ادب ہی کہ بیگم کی لونڈیان باندیان ساتھ ساتھ حوض مین نہانے نہین جاتین اس لیے وہ توسب باہر رہ گئین اور صرف افسرالعلما کی بیوی اندر گرم حوض مین نہانے کو بڑھین اُسوقت ایسا اندھیرا تھا کہ صاف نہین معلوم ہوتا تھا۔ یہ اس حوض مین کوئی دو قدم گئی ہوگی کہ یکایک حد سے زیادہ ڈری کیونکہ اسکا ہاتھ ایک گوشت کے لوتھڑے پر پڑا۔

اول ہی تحریک مین تو اسے کچھ تعجب ہوا لیکن دوبارہ اسقدر خوفزدہ ہوئی کہ بیہوش ہوگئی۔

اِسکی حالت کی کیفیت بہت آسانی سے عورتون کو معلوم ہوگئی وہ یکے بعد دیگرے

موم بتیاں ہاتھوں میں لے کر دوڑیں کہ بیگم صاحبہ کیوں ڈریں اور یہ نوبت انکی کیوں ہو گئی مگر ان میں ایک عورت نے اس اصلی واقعہ کو دیکھا اور اُسسے معلوم ہو گیا کہ اصل میں یہ بات تھی آخر ایک بڑھیا عورت نے جو بیگم صاحبہ کی پاسبانہ تھی بہت دیر ی سے اس حوض کی طرف دیکھا جب معلوم ہوا کہ کسی شخص کی نعش پڑی ہوئی ہی۔ یہ دیکھتے ہی بہت کچھ غل وشور مچنے لگا جس سے بیگم صاحبہ ہوش میں آئیں اور ناظر گروہ کے ساتھ ملکر دیکھنے لگی اور اس تیرتی ہوئی نعش کو کچھ یوں ہی سا پہچانا اور نظروں میں اب وہ مختلف طرح سے سمانے لگی اور کچھ کچھ صورت دکھائی دی غرض کہ سر اور چہرہ معلوم ہوا وہ بڑھیا عورت جب چراغ لائی اور اُس نے پاس سے دیکھا تو ایک غل وشور مچ گیا اور یہ سب شور مچانے لگیں۔

ارے یہ تو ملا باشی ہی۔ ملا باشی ہی۔

یہ دیکھتے ہی افسر العلما کی بیوی پھر بیہوش ہو گئی اور لونڈیوں باندیوں نے واویلا کرنا شروع کیا اور اتنا غل مچایا کہ گویا قیامت کا صور پھکنا شروع ہو گیا۔ ممکن ہی کہ کسی کے کان میں آواز جاے اور وہ اُسے صور قیامت نہ سمجھے۔

اسی حالت میں کہ سب عورتیں نالہ و بکا کر رہی تھیں اور اس نعش پر اپنا سینہ چاک کر رہی تھیں کہ ایک عورت غل مچانے لگی کہ یہ ہمارا آقا نہیں ہی اس لیے کہ وہ تو شام کو حمام سے غسل کر کے آگئے تھے میں نے اُنکے لیے بچھونا کر دیا تھا اور مجھے یقین ہی کہ وہ اب تک آرام کرتے ہونگے یہ کوئی اور شخص ہوگا۔

اس سے اور بھی سب میں حیرت و پریشانی پھیل گئی کیونکہ انھوں نے یہ یقین کیا کہ جو کچھ یہ لونڈی کہہ رہی ہی واقعی وہ صحیح ہی مگر وہ ضرور مُلّا باشی کا ہمزاد ہوگا۔

بیگم۔ بھلا زندہ دوبارہ کون ہو سکتا ہی (نعش کی طرف اشارہ کر کے) یہی تو میرا خاوند تھا وہ نشان کھر۔ نیچ کا اسکے موجود ہی جو میں نے کل اُسکے چہرے پر کیا تھا۔

ایک لونڈی - دیکھو اسکی داڑھی مین ایک طرف کی جگہ بھی تو خالی ہے یہین سے تو ہمنے مٹھی بھر کے بال اُسکے اُکھیڑے تھے -

اِس قسم کی محبتی یادوہانیون نے بیگم صاحبہ کو بیتاب کردیا اور وہ خون کے آنسو رونے لگین اور بہت ہی نالہ وزاری کی مگر ہنوز لونڈیان اطمینان دیتی جاتی تھین کہ آپ ناحق روتی ہین مُلّا باشی ابھی زندہ ہین - ورنہ وہ میرے ہاتھ سے موم بتی جلتی ہوئی کیونکر لیتے - وہ دروازہ کیونکر بند کردیتے اور پھر خراٹے کیونکر لینے لگتے - مجھے تو یقین ہی اگر وہان چلکر دیکھا جائیگا تو بستر پر سوتے ہوے ملین گے مین ابھی جاکے اُنکی خبر لاتی ہون -

ایک عورت بولی (نعش کی طرف اشارہ کرکے) اگر مُلّا باشی وہان ہین تو پھر یہ کیا چیز ہی -

دوسری بولی - یہ اُسکا ہمزاد کیون ہونے لگا کسی شخص کے دو دو جسم نہین ہوتے کہ ایک تو وہ جسم ہو جسمین وہ زندہ رہے اور ایک بدلنے اور تبدیل کرنے کے لیے موجود رہے -

تیسری بولی - (مسخرے پن سے) نہین کیون نہین یہ بھی ہوسکتا ہی کہ وہ قصبہ اور شہر کے مکانون کی طرح سے اپنے جسمون کا بھی استعمال کرے -

یہ ہو رہا تھا کہ اتنے مین اور مختلف عورات بھی نہانے دھونے کے لیے آگئین جب وہ لونڈی جو ملا باشی کو گھر دیکھنے گئی تھی واپس آئی اور کہا کہ وہان تو ملا باشی کا پتہ نہین ہان صرف بستر پر نشان پڑے ہوئے ہین تو بیگم صاحبہ اسقدر پھوٹ پھوٹ کر روئین کہ توبہ - اُسکی آہ وزاری بڑی زبردست تھی کہ اسنے اچانک اپنے خاوند کو مردہ پایا -

یہ سانحہ تمام لوگون مین آناً فاناً پھیل گیا اب لوگون کے مجمع نے حمام کو گھیر لیا -

اس قسم کی سراسیمگی پھیلی اور ایسا غل و شور مچا کہ آج تک طہران مین تو یہ دیکھنے مین نہین آیا تھا ادھر تو ملا باشی کی عورتون کی آہ وزاری اور ادھر ان لوگون کا غل و شور جو خواہ مخواہ اندر گھسے چلے آتے تھے۔

آخر کار ملا باشی کے رفقا اور رشتہ دار مردہ شوؤن کو لیکر آئے اور نعش کو غسل کرانے کی جگہہ پر لے گئے اور جنازہ تیار کر کے تابوت مین رکھا اور کربلائے معلی کے جانے کے لیے ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔

یکایک اسکی بیوہ نے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ مین بھی نعش کے ساتھ کربلائے معلی جاؤنگی تو میرے خچر سب کرایہ کر لیے گئے۔ سامنے جو تم ڈیرہ کھڑا ہوا دیکھتے ہو اسمین متوفی کی بیوی اور اسکی لونڈیان موجود ہین اور سامنے جو تابوت رکھا ہوا ہے اسمین اسکے خاوند ملا باشی کی نعش ہے۔ اور یہ مختلف تابوت جو تم رکھے ہوے دیکھتے ہو یہ ان لوگون کے ہین جو اسی دن طہران مین مرے تھے تو انکے رشتہ دارون نے ملا باشی کی نعش کے ساتھ اس لیے کر دیا ہے کہ اسکے سبب سے کیونکہ یہ میر اور مولوی شخص تھا انکو بھی بہشت مین جگہہ ملجائے گی۔

یہان اس مہتمم یعنے خچر والے نے اس عجیب سانحے کو ختم کیا مین اسکی اس آخری گفتگو سے بہت ہی خوف زدہ ہوا کہ یہان اسکے رفقا اور رشتہ دار بھی ساتھ ساتھ آئے ہین مین نے سوچا کہ یہان تو یہ کوشش ہے کہ خطرے سے بچوا ور اسکے منہ مین آ کر پڑے ہو اگر مجھے افسر العلما کے بعض ملازم پہچان لین کیونکہ ان مین سے کئی مجھے بخوبی جانتے ہین بس یہی میرے ظاہر ہونے کا سبب ہو جاے۔

مین ۔لیکن جب اس نعش کو حمام کے باہر لے گئے ہین تو پھر کیا واقعہ ہوا۔ یہ سوال مین نے اس سے اس لیے کیا تھا کہ کہین ان کپڑون کی تو کسی کو خبر نہین ہوئی جو مین نے وہین حمام کے دالان کے کونے مین چھوڑے تھے۔

خنجر والا حضرت علیؑ کے سر مبارک کی قسم مجھے یہ تو اچھی طرح یاد نہین ہی۔ہان یہ مین جانتا ہون کہ افواہین بہت اُڑی تھین اور ہر شخص اپنی نئی داستان دہراتا تھا۔بعض کا تو یہ مقولہ ہی کہ افسر العلما نہا دھوکر اندرون گیا اور وہان جاکر بستر پر لیٹ رہا۔بعض یہ کہتے ہین کہ وہ صبح ہی افسر جلادان کے گھوڑے پر سوار ہوکر چلتا بنا افسر جلادان۔خود اُسکا ایک خط دکھاتا ہی جسپر اُسکی مہر لگی ہوئی ہی اور جسمین اُسے عرق روح افزا پینے کی اجازت دی ہی۔غرض اسی قسم کی مختلف روایات مشہور ہین لیکن کوئی ایسی نہین ہی کہ قابل یقین ہو۔

سب کو حیرانی تو بہت بڑی یہ ہی کہ وہ حمام مین سے زندہ کیونکر نکل آیا اور پھر اس مین مردہ کیونکر پڑا رہا۔کیونکہ اُسکا حمام سے زندہ نکلنا مالک حمام اور اُسکے گھر کی کُل عورات کہتی ہین۔

جب باہم لوگون کے بحث مباحثہ ہونے لگی تو اور بھی مشکلین پڑتی گئین کیونکہ ایسے موقع پر تو معاملہ ہی یہ تھا جتنا چھانو اسی قدر کرکرا ہوتا تھا۔مگر ان مشکلون کو حل کرنے والی ایک شی نکل آئی اور وہ۔وہ کپڑے تھے جو ایک کونے مین پڑے ہوے تھے وہ کپڑے بہت ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے تھے۔جب دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ کپڑے حاجی بابا کے ہین جو مُلّا نادان کے پاس نوکر تھا اور وہ مُلّا نادان جو افسر العلما کا کھلم کھلا جانی دشمن تھا اور اپنی حماقت سے وہ جلاوطن کرکے نکالا گیا۔

یہ دیکھکر ہر شخص بولا۔تو حاجی بابا اسکا قاتل ہی بےشبہ وہی اس پاک شخص کا قاتل ہی۔اس سے ضرور خونبہا لینا چاہیے۔اب تمام شہر حاجی بابا کی تلاش مین سرگرم ہی۔

بہت لوگون نے کہا کہ نہین نادان مجرم ہی۔غرض برابر چارون طرف ہرکارے اور پیامبر دوڑ گئے کہ جہان کہین یہ دونون ملین کیا تو انھین زندہ پکڑ کر لاؤ اور یا

انکے سر اتار لاؤ۔ مین خود یہ چاہتا ہون اور میری دعا ہو کہ کاش ان دونون مین سے
کوئی بھی میرے ہاتھ پڑ جاے اور مین پکڑ کر لیجاؤن تو پھر مجھے مقررشدہ انعام ملے
جوان سب خچرون کی قیمت سے بھی زیادہ ہوگا۔
مین نے اسکی ایک ایک بات کو بہت ہی غور سے سنا۔ اب کتنی مشکل کی بات تھی
یہ ایک بدیہی امر تھا کہ یہان قیام کرنا آگے بڑھنے سے بہت ہی خوفناک تھا اور یہ مجھے
یقین کامل تھا کہ مین بہت جلد دوسری گورنمنٹ کی حدود مین پہونچ جاؤنگا اور
پھر وہان سے مجھے اس خوف جانکاہ سے نجات ملے گی۔

سولھوان [۱۶] باب

حاجی بابا کا شناخت ہوکر پکڑا جانا مگر اپنی خوش نصیبی سے رہائی پانا

دوسرے دن صبح ہوتے ہی کاروان روانہ ہوا۔ مین نے خچر والون مین اور
کچھ لوگون مین ہوکر اپنا راستہ طے کیا محافہ مع افسر العلما کی بیوہ اور اسکی لونڈیون
کے سامنے سڑک پر پہونچا۔ اونٹ جن پر جنازے لدے ہوے تھے اور کاروان کے
باقیماندہ جنمین لدے پھندے خچر بھی شامل تھے سڑک کا بہت دور تک راستہ گھیرے ہوے تھے۔
جس شخص کی کہ قطاع الطریق اور جلادون کی سی صورت تھی اس پر میری نظرین
برابر لگ رہی تھین یا جو کوئی بہ نسبت میرے ڈھٹ کوٹ پہنے ہوے تھے انسے مین بہت
چونکتا تھا اور مجھے اور بھی اس امر سے ایسا ڈر تھا کہ مین انہین اچھے چہرے کا ہون۔
مین بیوہ کے ملازمین سے بہت ہی خوف زدہ تھا کیونکہ مجھے یقین کامل تھا کہ
اگر ذرا بھی کسی نے دیکھ لیا تو پھر حضرت عزرائیل سے مصافحہ کرنا پڑے گا۔ جہان
ان مین سے کسی کی نگاہ میری طرف پڑی اور مین نے گردن پھیری۔
پہلے دن کا سفر تو امن مین گذرا۔ رات کو مین اسباب کا سہارا لگا کر لیٹ رہا

اور رات بھر خوب سناٹے کی نیند مین سویا۔

دوسرا دن بھی بخیر و عافیت گذر گیا اور اب خوش قسمتی سے مجھپر اتنا بھروسہ ہوگیا تھا کہ مین بہ نسبت عام خچر ہانکنے والون کے ممتاز نظر سے دیکھا جاتا۔ اور ذرا آگے والی جگہ مین چلتا مین نے ایک شخص سے باتین کرنی شروع کین یہ مین نے سُنا تھا کہ یہ بشپ ہی۔ مین اُس سے یہ کہنے کو تھا کہ مین آپ سے ملنے پر آپکا بہت ہی شکر گزار ہون کہ اتنے مین مین نے وہ شخص جو اول ہی مین نے ناآنا دان کے مکان پر بیٹھا دیکھا تھا اور جو متعہ کراتا تھا اپنے آگے سے سوار جاتا ہوا دیکھا۔ بس دیکھتے ہی کلیجہ مُنھ کو آیا کہ اسنے پہچان لیا تو بہت ہی غضب ہوگا۔

یہ بالکل افسر العلما کا ہمزاد معلوم ہوتا تھا۔ مین نے صورت دیکھتے ہی جلدی سے اپنی گردن دوسری طرف پھیر لی کیونکہ اسوقت یون بہت چونکا تھا کہ وہ میرے آگے سے گذرا چلا گیا۔ مین نے کہا یہان پر ٹھہرنا بہتر نہ ہوگا مجھے اپنی اصل جگہ پر چلنا چاہیے۔ مین نے بشپ کو اسکی جگہ پر چھوڑا گویا دوسرے دن ہم ان گھاٹیون مین ہو کر سفر کرینگے جہان کردش گروہ کے قزاق راستہ لوٹتے ہین جہان ہر شخص نفسی نفسی پکارتا ہی اور اپنی حفاظت سب سے مقدم جانتا ہی۔ جہان ان حدودین سے گذرے اور ہمین ایرانی حدود سے نجات ملی تو اسوقت مجھے یہ خیال تھا کہ اگر مین پہچانا بھی جاؤن یا گرفتار ہو جاؤن تاہم ترکی حفاظت مین آنے کا دعویٰ کر سکتا ہون۔

اس سانحے کے دن جو دن کہ میری تمام سرگذشت مین ایک معرکے کا اور مشہور دن ہی۔ تمام کاروان نے جنگی لباس دربر کیا جن لوگون کے پاس ہتھیار کی صورت جو شی ہوئی وہ آگے لایا اور اُسنے سب کو ظاہر کر کر ذرا اپنی نمود دکھائی۔ مجھے اس قسم کی صورتین بخوبی معلوم تھین جیسے میری تاریخ کے شروع ہی صفحے پر ہین کہ جب مین اوّل ہی اوّل عثمان آغا کے ساتھ نکلا تھا اور ترکمانون نے ہمپر حملہ کیا تھا تو ہماری کیا کیفیت

ہوئی تھی۔کسی نے بھی توجہ تک نہین کی تھی وہ ہی ان مین بھی خطرہ بیٹھا ہوا تھا اور سب نے اپنا انتظام خوب خوب کر لیا تھا۔

تمام کاروان بہت ہی اکٹھا ہو کر سفر کر رہا تھا۔چاؤش اور مہتمم مع افسر العلما کی بیوی کے نوکرون کے سب کے آگے آگے جاتے تھے گویا ایک کثیر التعداد گروہ کے ہراول بنے ہوے تھے۔

مین جسکو اپنی حفاظت خود کرنی پڑی تھی اس غول مین چھپا ہوا تھا اور مین صرف یہ خیال کر کر کے خوش ہوتا تھا کہ تیرے پاس تو کچھ کھٹکا ہی نہین ہو صرف کچھ زر نقد ہو جو کمر سے بندھا ہوا ہو۔

ہم چپ چاپ مین اور خاموش چل رہے تھے سواے کاروان کی گھنٹیون کے اور کچھ بھی سُنائی نہین دیتا تھا۔مین اسی فکر مین تھا کہ بغداد کے پہونچنے تک مین اپنے بچا لوے تن کیونکر محفوظ رکھ سکونگا۔جب مین اِدھر اُدھر آنکھین پھیرتا تھا تو مہتمم اور ایرانی سوار کے سوا اور مجھے کوئی دکھائی ہی نہین دیتا تھا۔

مہتمم۔(میری طرف اشارہ کرکے اور اپنے ایک ساتھی کی طرف خطاب کرکے)"ہم این است"!

قسم ہو خداے بزرگ کی کہ مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ میری خوش قسمتی اُلٹی مجھپر پلٹ پڑی۔

جب مین نے مہتمم کے ساتھی کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا تو مجکو معلوم ہوا آہا یہ تو وہی عبد الکریم شخص ہو جس سے سید آباد گاؤن سے جاکر مین سو تمن لایا تھا اور اسکو اپنے ہاتھ سے رقعہ لکھکر دیا تھا اور اسپر مُلّا باشی کی مُہر لگا دی تھی۔

مین یہ سُنکر وہان سے کافور ہونے کو تھا کہ مہتمم نے مجھے یہ کہکر ٹھہرا لیا۔ تم تو وہی شخص ہو نا جو سب سے پیچھے ہمارے کاروان کے آکر ملے تھے۔ شاید

تم کلب علی خان کی حدود کے حصّے کی بابت کچھ کہہ سکو جو آج کل بہت بڑا ڈاکو اور قزاق ہی۔

مین نے اسکو اسکے سوال کا جواب بہت ہی گھبراہٹ اور پریشانی مین دیا مگر اس عرصے مین عبدالکریم کی طرف خوب ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا۔

اسکی بھی برابر قہر کے کلیجے مین بیٹھنے والی نظرین مجھپر پڑ رہی تھین جنسے میرا دل برابر نکلا چلا جاتا تھا۔ اب وہ مشتبہ نظرون سے میری طرف دیکھنے لگا مین نے چاہا کہ نظر بچا کر نکل جاؤن کہ وہ یہ کہنے لگا۔ مین نے اسے پالیا مین نے اُسے پالیا۔ یہی تو وہ شخص ہی جو میری داڑھی پر خندہ زن ہوا اور سومتن چرا کر لے گیا۔ یہ کہکر اُسنے پاس کے کھڑے ہوؤن سے کہا کہ اگر تمھین چور کی خواہش ہی تو یہ موجود ہی۔ خدا کے لیے اسکو پکڑ لو مین رد و بدل کرنے لگا اور مین نے شکایت آمیز گفتگو کی کہ جسکو تو بتاتا ہی وہ شخص مین نہین ہون شاید مین اس معاملے مین کامیاب بھی ہوجاتا اور جو آس پاس کھڑے ہوے تھے اُنھین یقین دلوا دیتا کہ مین وہ شخص نہین ہون مجھپر غلطی سے الزام قائم ہوا ہی۔ مگر ایک شخص جو ملّا نادان کے ملازمون مین سے تھا وہ میرے پاس آیا اور اُسنے مجھے پہچان لیا اور میرا نام لے کر مجھے آواز دی

پھر میری تمام تاریخ اُجالے مین آئی۔ اب میرا قاتل افسر العلما کے نام سے شہرہ ہوگیا تمام کاروان مین اسکا وہ غل مچا کہ قزاقون کا خوف بھی ان لوگون کی طبیعت سے جاتا رہا اور اب ہر شخص میری صورت دیکھنے کے لیے دوڑا۔

فوراً مین گرفتار کرلیا گیا اور میری مشکین کس لی گئین اور مین عنقریب افسر العلما کی بیوہ کے پاس حاضر ہونے ہی کو تھا کہ میری نیک اختری نے میری مدد کی۔

دور سے غل و شور کی آوازین سُنائی دین اور مین نے دیکھا کہ ایک سوارون کا گروہ پہاڑیون مین سے نیچے اُترا چلا آتا ہی۔ مجھے یہ دیکھکر بہت کچھ خوشی حاصل ہوئی

یہ وہ کردش لوگ تھے جنکا اسقدر خوف بیٹھا ہوا تھا - اور جو بہت خوفناک تھے سب
مین پریشانی اور گھبراہٹ پھیل گئی اور تمام کاروان کے چھکّے چھوٹ گئے اور کھلابلی
پڑگئی - جو لوگ سوار تھے وہ تو بھاگ گئے خچر والے کہان جاتے یہ یون متردد تھے
کہ ہمارے جانور ہاتھ سے نکل جائینگے تو اُنھون نے یہ کیا کہ اسباب کی وہ رسّیان
کاٹ دین جنسے اسباب خچرون پر بندھا ہوا تھا اور پھینک پھکا کر جنگل کی طرف
چلدیے - اونٹ بھی اپنے بوجھ سے سبکدوش ہوگئے تھے اور سارے مین بس
قزاق ہی قزاق معلوم ہوتے تھے - افسر العلما کا جنازہ ایک نالے مین گرگیا
انکے لیے وہی مقام زیبا ہوا - اس وقت سڑک پر پورا اور کافی اژدہام ہوگیا تھا -
مین خود بخود آزاد کردیا گیا تھا کہ اپنے بچنے کے وسائل پیدا کرون - مجھے
معلوم ہوا کہ کردش سیدھے محافہ کی طرف چلے کہ یہان اُنکے مطلب کے قیدی
ملین گے - اور مین یہ دیکھکر بہت ہی خوش ہوا کہ وہ لوگ جنکی صورت دیکھ دیکھکر
مین کانپا جاتا تھا اور مجھے انمین سے ہر ایک بصورت عزرائیل معلوم ہوتا تھا -
اب انھین کو اپنی لعل سی جان کے لالے پڑگئے اِن مین وہ بھی شخص گرفتار ہوگیا
جس نے مجھ غریب کو گرفتار کیا تھا -

ہر چند بیوہ کی لونڈیون نے قسمین بھی دین اور کچھ دھمکی بھی دکھائی مگر انکے
وحشی دلون پر ذرا اثر نہوا اور نہ اُنھون نے اسکی کچھ پروا کی -

اب اسوقت میری نہایت ابتری شامل حال تھی کیونکہ یہ تمام قزاق اسی طرف
زیادہ رجوع ہوتے تھے جسکو لدا پھندا اور اچھے کپڑے پہنے ہوئے دیکھتے تھے - مین بیچارہ
نہ میرے پاس کچھ سامان تھا نہ کچھ کپڑے لتے ہی اچھے پہنے ہوئے تھا اپنے برہنہ خچر پر سوار تھا
خاصہ بچا نکلا چلا گیا کسی نے بھی تو خبر نہین لی کہ کہان جاتا ہے - اور کون ہے نہ تو
میرے ساتھ کوئی نعش تھی - اور نہ مجھے متوفیٰ کے رشتہ دارون مین ہوکر کچھ سوگ

ادا کرنا تھا۔ مجھ سے تو کسی کا تعلق ہی نہین تھا مین تو محض ہوا کی طرح سے ایک آزاد شخص تھا جب مین نے دیکھا کہ تیری ان ہزارون مصیبتون اور سختیون سے نجات مل گئی ہے جو تھوڑی دیر پہلے تیرے محیط تھین اور اسوقت یہ ایسا کام ہوا ہی جیسا کسی نے جادو کر دیا ہو تو مین نے یہ کہا۔ بارک اللہ ای طالع من۔

ستّرھوان باب

حاجی بابا کا بغداد پہونچنا اور اپنے پہلے مالک سے ملکر اپنی توجہ تجارت کیطرف پھیرنا

مُلا باشی کی بیوہ اُسکی لونڈیون اور ہمراہیون کو کردوش کے قبضے مین چھوڑکر سیدھا منزل مقصود کی طرف رخ کیا۔ اور مین نے ذرا اسکا لحاظ بھی کیا کہ جو شخص راستہ مین ملے اُس سے بہت گفت و شنید بھی نہو۔ اور مین نے ایسی صورت مین سفر کیا کہ کسی کی توجہ زیادہ تر میری طرف مائل نہو۔

بہت سے آوارہ گرد جو کُردوش کے ہاتھون سے بچکر بھاگ آئے تھے راہ پر پھرتے ہوے دکھائی دیتے تھے لیکن چونکہ اُنھین کاروان کی قسمت سے کچھ نہ کچھ کم زیادہ دلچسپی تھی اس لیے وہ آگے نہین بڑھے تھے اور وہ اِدھر اُدھر منڈلاتے ہوے گردش کر رہے تھے کہ شاید کوئی ایسی تدبیر نکل آئے کہ ہمین اپنے مال و متاع کا پھر قبضہ ملجاے مین اسوقت آپ ہی تنہا تھا جب مین نے اس موقع خطرے سے دو تین فرسنگ کا فاصلہ طے کیا تو اسوقت سڑک پر سوا میرے اور کوئی بھی نہین معلوم ہوتا تھا۔ جو کچھ سانحہ ہو گیا تھا وہ باربار میرے دماغ مین گذر کرتا تھا تو اس سے مین یہ نتیجہ نکالتا تھا کہ یہ صرف میری تقدیر کی قوت تھی جسنے مجھے صرف اس خطرے سے یون نجات دی تو اس سے مجھے امید پڑتی ہی کہ مین آگے کچھ ترقی کر سکون اور مجھے اپنی خوش قسمتی کا ایک نفیس اور خوشگوار پھل ملے۔

مین نے اپنے دل مین کہا کہ بچا نوے تن میری گرہ مین بندھے ہوے ہین اور کیا یہ بات نہین ہیکہ تمام دُنیا اس وقت میرے آگے ناچیز ہی اگر ملا ناد ان کا اوکھلی مین سر کچلا گیا اور افسر العلما کی بیوہ کو کردش نے تباہ و برباد کر دیا تو پھر مین ایک طرف سر پر اپنی ٹوپی کیون نہ رکھونگا اور مین کیون نہ ان آدمیون کی طرح ہونگا جو ایران مین سب سے اعلی ہین -

آخر کار بغداد کی دیوارین دور سے معلوم ہونے لگین اور مین شہر مین نہایت ہی اجنبی اور پردیسیون کی طرح سے داخل ہوا - مین اسکی جگہ اور موقعون سے محض نابلد تھا - مین یہ تو جانتا تھا کہ کاروانسرائین ہر موقع و محل پر پاؤنگا اب یہ تو مین جانتا نہین تھا کہ اپنا قدم کس طرف اُٹھاؤن اور کہان اُتردن - مین نے تو خچر کو چھوڑ دیا کہ بھئی جدھر تیرا جی چاہے چلا چل -

خچر چونکہ ہر شاہراہ سے واقف تھا مجھے ایک بہت اچھی کاروانسرا مین لے گیا جہان کثرت سے اژدحام تھا اور برابر آمد و رفت جاری تھی اور لوگ برابر چلے آرہے تھے مین بڑا خوش قسمت تھا اور خوش قسمت مین اپنے کو اسلیے کہتا ہون کہ مین نے یہان اپنے ملکی بھائی کُئی آدمی دیکھے جنکا یہان جمع رہنا ایک معمولی کام تھا -

یہ مجھے ایک بہت بڑے فخر کرنے کا مقام تھا کہ میری وہ صورت تھی جس نے کسی کے دھیان کو بھی اپنی طرف متوجہ نہین کیا - لیکن یہ دیکھ کر مجھے بہت صدمہ ہوا کہ جون ہی مین خچر پر سے اُترا میرے اوپر سوالون کی بھرمار کردی اور سوال بھی ایک دو نہین بلکہ ہزارون سوال - الٰہی توبہ -

کاروان کی متواتر امید دن پر امیدین ہو رہی تھین تاجر اپنے اسباب پہونچنے کے بہت ہی شائق تھے مجھ سے وہ یہ خبرین دریافت کرتے تھے جو اس مطلب کی ہون مین نے بھی جیسا موقع دیکھا اُسکا ویسا جواب دیا - لیکن

مین نے اپنے دل مین یہ ارادہ کیا کہ بس اب بالکل تاریکی جہالت مین غرق ہوجانا چاہیے اور کسی کو زیادہ پوست کندہ حالات بتانے کچھ ضرور نہین ہین۔ مین نے خچر کو تو یہ سوچ کر اسکی قسمت پر چھوڑا کہ اسکا مالک آتا ہوگا وہ خود اُسے ڈھونڈھ لے گا اور مین نے کاروانسرا سے نکل کر شہر مین اور طرف کا رُخ کیا۔

جون ہی مین نے قدم اُٹھایا تو اول تو مین نے اپنی بیٹھی ہوئی چمڑے کی ٹوپی ملک کے سر کی پوشاک سے بدلی یعنی ایک بڑے سُرخ کپڑے کا بیگ خریدا جو میرے پیچھے لٹکتا جاتا تھا اور سر پر ریشمی عمامہ باندھا۔ مین نے ایک برتا ہوا چغہ بھی خریدا کہ جسکو ترک اکثر پہنتے ہین۔ اس سے میری شکل عثمانیون کی سی معلوم ہونے لگی اور پھر مین نے قرمزی چمڑے کی سلیپر پہنکر اپنی وردی کو مکمل کیا۔

جب یہ صورت ہوئی تو اب میرے دل مین یہ خیال آیا کہ عثمان آغا کے کنبے سے چلکر ملنا چاہیے کچھ نہ کچھ فائدہ ہی حاصل ہوگا۔ مین ذرا التجارت کی بھی آج خوب دُردن کی لونگا۔

مین سیدھا بڑے بڑے بازارون کی طرف چلا کہ عثمان آغا کا کسی سے کچھ پتہ لگاؤن اور جہان بھیڑ کے چمڑے کی دُکانین آتین مین ٹھہر جاتا کیونکہ یہی تجارت میرے آقا کو بہت پسند تھی۔ مجھے وہ خاص خاص باتین بھی یاد آئین جو وہ بغداد کی نسبت تعریفاً اپنے راستہ سفر مین کیا کرتا تھا۔

مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ مین بغیر پوچھے گچھے اپنے کو سیدھا اُسکے دروازے پر کھڑا ہوا دیکھونگا۔

مگر میری یہ مشکل بہت ہی جلدی اختتام پذیر ہوگئی۔ جب مین نے بخارا کے خاص سوداگر کی دُکان مین اپنا سر ڈالا اور مین نے پوچھا کہ عثمان آغا کی کوئی خبر یہان پہونچی ہے تو مین نے اسکے جواب مین ایک وہ آواز سُنی جسکو

مین بخوبی پہچانتا تھا اور وہ آواز یہ تھی پیغمبر کے لیے مجھے کون چاہتا ہو
مین موجود ہون۔

یہ آواز سُنکر مین اس قدر خوش اور متعجب ہوا جسکا مین بیان نہین کرسکتا
یہ وہی بوڑھا شخص تھا۔ مین اُسے بغداد مین دیکھکر اس سے بھی زیادہ متعجب
تھا کہ جب مین نے اُسے طہران مین دیکھا تھا اور یہی اُسکا حال تھا۔

مین نے اس سے اپنی تاریخ اُسی قدر دُہرائی جتنی مین نے اسکو آگاہ
کرنے کے لیے ضروری سمجھی۔ اور اسنے پھر مجھسے اپنی سرگذشت بیان کی جو مفصلہ ذیل ہے

مین طہران سے اس ارادے سے روانہ ہوا تھا کہ قسطنطنیہ مین اپنی تجارتی
چیزین فروخت کرون لیکن مین نے سُنا ہو کہ ایران اور ارض روم کے
درمیان قزاقی کا ایک بہت بڑا سانحہ پیش آیا ہو اس لیے ہنوز وہان کا ارادہ تو
ملتوی کردیا اور مین نے ایسے موقع پر یہی مناسب سمجھا کہ مین اپنے وطن مالوفہ
بغداد ہی مین ہوتا چلون جسمین کئی برس کے بعد یہان آنے کا اتفاق ہوا ہو۔ مین نے
یہان آکر دیکھا کہ میرا لڑکا خاصہ جوان ہوگیا اور خوب اُسنے ہاتھ پیر نکالے مین اچھا
مرد بنگیا۔ چونکہ مین مدت مدید سے غائب تھا تو یہان سمجھ لیا گیا تھا کہ مین مرگیا اسلیے
جو کچھ میری ملک تھی سب قانون شریعت کے موافق بہن بھائیون نے باہم تقسیم کرلی
اور قاعدے کے موافق میرا سوگ واکیا لیکن جب اُنھون نے اپنے باپ کو دیکھا
تو یہ نہین کہ وہ کچھ مُنھ سکیڑتے اور سر اطاعت خم نہ کرتے نہین بلکہ اُنھون نے
کلام اللہ کی نصیحت کے موافق عمل کیا کیونکہ اسمین لکھا ہو اپنے والدین پر مہربانیان
کرو۔ اسنے اسی طرح سے اطاعت کی۔ مین نے اپنی بیوی کو بھی زندہ دیکھا اور
میری بیٹی جو بہت ہی چھوٹی تھی بیاہنے کے قابل جوان ہوگئی تھی۔

ان مختصر الفاظ مین اپنی ساری سرگذشت ختم کرکے وہ مجھپر پلٹ پڑا اور

ذرا تیز طریقے سے جو اسکی ایک معمولی عادت تھی یہ کہا۔

حاجی میرے دوست تو یہ تو بتا کہ تو نے وہ جو شیطانی عورت میرے پلے باندھ دی اس سے تیرا کیا فائدہ ہوا۔ کیا تو نے یہی طہران مین سمجھا تھا کہ مین اس سے اپنا وقت کچھ پسندیدگی مین گذارونگا۔ اُس نمک کی قسم جو ہمنے تمنے برابر کھایا ہے کہ وہ چند دن جو مین نے اسکی ہمراہی مین گذارے ان تمام برسون سے زیادہ مصیبت ناک اور تکلیف دہ تھے جو مین نے ترکمانونکی قید مین گذارے تھے۔ کیا ایک پُرانے دوست سے پیش آنیکا یہی حق ہے جو تمنے کیا۔

مین نے اُسے یقین دلایا کہ مجھے تو صرف یہ خیال تھا کہ کسی طرح سے آپ کے اوقات خوشی مین گذرین اور آپ ہی کی شادمانی مدنظر تھی۔ مین یہ سمجھا تھا کہ اس عورت نے شاہ ایران کے محل مین اپنا زمانہ بہت گذارا ہے تو وہ ضرور آپ کو دلچسپی دیگی اور یہ اُس شخص کی جان ہوگی جسنے اپنا زمانہ مدید اونٹون کی صحبت مین گذارا ہو

عثمان آغا۔ اونٹ۔ واقعی اگر اسکا اُن سے مقابلہ کیا جاے تو اونٹ فرشتے ہین۔ یہ میرے لیے بہت ہی بہتر ہوتا کہ اگر تم اس کمبخت چڑیل کے بجاے ایک اونٹ سے بیاہ دیتے وہ غریب جانور کھڑا تو چپکا رہتا۔ کچھ بات تو نہ کرتا اور مجھے اپنا راستہ تو چلنے دیتا۔ یہ افعی کثردم عورت ہر وقت مجھے یہ کہا کرتی تھی اور اسنے میرا ناک مین دم کر دیا تھا کہ تم بہت بڑے عزت والے ہوا ور تمھاری توقیر بہت بڑھ گئی کیونکہ تمھین ایسی بیوی ملگئی ہے کہ جو شاہ ایران کی چاہیتی تھی۔

یہ کہکر اُس بوڑھے شخص نے اپنے دونون ہاتھ کلون سے ملے اور افسوس کیا۔ اسکے بعد عثمان آغا نے یہ کہا کہ تم کچھ ان باتون کا خیال نہ کرنا خیر گذشت انچہ گذشت اب مجھے صرف تمھاری خوشی کا خیال ہے اور پھر بہت ہی عنایت اور اُلفت سے مجھ سے دریافت کیا کہ تم بہت خوشی سے جب تک کہ میرا قیام بغداد مین رہے میرے مکان پر ٹھہرو مین نے اسکو بہت ہی خوشی سے منظور کر لیا۔

ہماری یہ باتین جبتین بخارا کے تاجر کی دُکان کے پشت کے کمرے مین ہوئی تھین جب یہ ختم ہو چکین تو آغا پاس کے کافی گھر سے ایک پیالہ کافی کا لے آیا اور مجھے بطیب خاطر پینے کو کہا پھر مجھ سے کہنے لگا کہ چلو میرے بیٹے کی دُکان پر چلکر جو اسی بازار مین ہی اور یہان سے دو چار دروازہ پرے ہی قیام کرو۔ اسکے بیٹے کا نام سلیمان تھا۔ اپنے باپ کی غیر موجودگی مین اسنے کپڑے کی دوکان کر لی تھی اور اس سے اپنی زندگی بہت آسایش مین گذارتا تھا۔ اور یہ سواے اوقات نماز پنجگانہ کے ہر وقت اپنی دُکان کے چھوٹے سے پلیٹ فارم پر بیٹھا رہا کرتا تھا۔ چارون طرف اُسکی تجارتی اشیا چُنی ہوئی تھین جو زیادہ تر دیوار سے لگی ہوئی اور چسپان الماریون مین چُنی ہوئی تھین۔ یہ ایک موٹا ٹھنگا اور چھوٹا سا آدمی تھا۔ گویا بالکل اپنے باپ کی صورت تھا جب اُسے معلوم ہوا کہ یہی حاجی بابا ہو تو اسنے میرا خیر مقدم کیا اور وہ حقہ جو وہ خود پی رہا تھا فوراً اسنے اپنے مُنھ سے لیکر میری طرف پھیر دیا۔ یہ گویا اصلی اُلفت اور محبت کا مقدمہ تھا جس سے مجھے امید ہوئی کہ مین اپنی چندروزہ اقامت بغداد مین بہت خوشی اور آرام سے گذارونگا۔ اور ان نیک اشخاص کی صحبت مین مجھے بہت ہی فرحت اور آسایش ملے گی۔ لیکن مین نے ابتدا ہی مین ظاہر کر دیا کہ مین آپ ہی پر دھنّا دے کر نہین پڑا ہون بلکہ میرے پاس پچانوے تمن ہین جسکے ذریعہ سے مین چاہتا ہون کہ تجارت مین ترقی کرونگا۔ اور مین نے انسے یہ بھی کہا کہ مین نے بہت کچھ مصائب جھیلے ہین اور ٹھوکرین کھائی ہین اب چاہتا ہون کہ اپنی زندگی با آرام آزادی سے گذارون اور اپنی محنت سے روپیہ پیدا کرکے آسایش کے سامان بہم پہونچاؤن اکثر لوگون نے تھوڑے سے سرمایہ سے بہت کچھ اپنی دولت کو ترقی دی ہی۔ یہ سُنکر دونون باپ بیٹون نے پسند کیا اور عثمان آغا نے ایک فارسی کا شعر پڑھا جسکا یہ مطلب تھا۔ کہ چٹان سے پہلے صرف ایک قطرہ قطرہ ٹپکتا ہی اور

وہی جمع ہوکر سمندر ہو جاتا ہے
پھر مین اور عثمان آغا دونون آغا کے مکان پر گئے جو بازار سے بہت ہی کم دوری کے فاصلے پر واقع تھا۔

اٹھارھوان باب

حاجی بابا کا حقے کی نَے خریدنا اور اپنے پُرانے مالک کی لڑکی کا ایک مایوسانہ جوش چھاتی مین اُٹھنا

عثمان آغا کا مکان بہت ہی تنگ گلی مین واقع تھا اور یہان سے ایک شاہراہ کو راستہ نکل جاتا تھا جہان سے سیدھا آدمی ایک خاص بازار کی طرف بے تکلف چلا جائے۔ سامنے ہی دروازے پر جو نظر پڑی تو ایک کوڑے کرکٹ یا ملبے کا ڈھیر دیکھا اسپر بلی کے بچے کئی تازہ تازہ معلوم ہوتے تھے اور کچھ دور آگے چلکر دیکھا تو اور ہی کیفیت معلوم ہوئی کہ ایک خارشتی کتیا نے بچے دیے ہین انکی آوازین جسوقت ملکر نکلتی تھین تو یہ ہین راستہ کاٹنا مشکل ہو گیا تھا۔

ان دونون کے بیچ مین میرے آقا عثمان آغا کے گھر کا دروازہ واقع تھا جسمین ہم داخل ہوے۔ اسمین بہت ہی چھوٹی عمارت بنی ہوئی تھی جسمین چند زدہ کمرے تھے۔ جو نہ صاف تھے اور نہ جنسے کچھ امیری برستی تھی۔ چونکہ میرے پاس سوائے ایک چادر کے اور کچھ سامان تو تھا ہی نہین تو مین نے ایک کونے مین اپنا بستر جما لیا یہین آغا بھی سویا کرتا تھا۔

میری عثمان آغا نے بہت خاطر کی ایک رکابی مین کباب ایک مین چانول جسمین خُرمے اور پنیر۔ پیاز بھی شامل تھی آگے لاکر رکھی۔ حرم مین یہ کھانا پکا تھا اسکی بیوی اور لڑکی نے بشمول لونڈی کے پکایا تھا۔ مین نے ان مین سے کسی کو نہین دیکھا تھا

کیونکہ جب مین گھر پر پہونچا ہون تو اندھیرا ہو گیا تھا۔

علاوہ میرے اور اُسکے بیٹے کے عثمان آغا نے اپنا ایک ہم پیشہ بھائی بھی بلایا تھا جو بھیڑ کے چمڑے کی تجارت کرتا تھا اور سفر بخارا مین اسکا بہت ہمدم رہا تھا اب تجارت پر باتین ہونے لگین جن سے مین بھی مطلق جاہل نہین تھا۔

چونکہ میرا خود ارادہ تھا کہ مین بھی اس میدان تجارت مین قدم زن ہون اسلیے مین نے بہت خوشی سے کان کھولکر انکی گفتگو گوش گذار کی۔

وہ بہت ہی گھبراہٹ سے اس مضمون مین گفتگو کرنے لگے اور تجارت کی ہر ایک شی پر گفتگو ہوئی۔ انکی گفتگو سے ایک سامع اتنا استنباط نکال سکتا ہو کہ دُنیا کے اختتام کا زمانہ بس ختم ہونے کو ہو کیونکہ وہان یہ گفتگو ہونے لگی کہ پیاری چیز کا مول قسطنطنیہ کے بازارون مین گر گیا۔ تو اُنھون نے مجھے اپنا روپیہ چمڑے کی خریداری مین تو لگانے سے روکا بلکہ اسکے عوض مین مجھے یہ صلاح دی کہ مین خشکے کی تھلیان خرید لون کیونکہ یہ مال ایسا نہین ہو کہ اگر جلدی نہ نکلے تو ویران ہو جاے۔ اور قسطنطنیہ کے بازارون مین اسکی قیمت بھی اچھی اُٹھ آئیگی۔

دعوت تو ختم ہو گئی مہمان چلے گئے اب مین بہت دل سے اور توجہ سے اس تجارت کیطرف متوجہ ہوا جو میرے لیے منتخب کی گئی تھی۔ اور مین نے اپنے خیال کا کل وزن اسی طرف جھونکدیا سارے دن کونے مین بیٹھا ہوا مین یہ سوچا کیا کہ میرے تمنون کے بائپ کتنے آئینگے اور قسطنطنیہ مین وہ کس قیمت سے بکینگے اور مجھے کس قدر نفع ہوگا لیکن جب مجھے ایک نفع کثیر کی امید ہوئی کہ اسقدر دولت حاصل ہوگی بس پھر کیا ٹھکانا تھا خیالات وہ بلند پروازیان کرتے تھے کہ توبہ اور وہ وہ آرزوئین اور امیدین ہوتی تھین کہ جنکا کوئی ٹھکانا ہی نہین تھا۔

اس سوداگر کی راے جو سعدی سے جزیرہ کیش مین ملا تھا بالکل ایسے شخص کے مقابل

ہوسکتی ہی کہ جو مجھ ایسا ہو۔ چنانچہ مین نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ جب آئین مجھے پورم پور نفع ہو جائیگا تو مین سمرنا مین انجیر خریدونگا اور انکو یورپ مین فروخت کرنے کے لیے لیجاؤنگا۔ اور وہان سے نفع کثیر اٹھا کر اس روپیے سے ٹوپیان خریدونگا جنکو مین قاہرہ لیجاؤنگا۔ وہان انکو فروخت کرکے جب زر نقد پیدا ہو جائیگا تو اسکو بحفاظت رکھکر ایبسوتھیا چلا جاؤنگا اور وہان سے لونڈی غلام خرید کرکے مکہ شریف لیجاکر فروخت کرونگا۔ اور مکہ شریف سے مدینہ منورہ کی زیارت سے فیضیاب ہونگا۔ مکہ سے کافی خارہن لیجاؤنگا جو بڑے نفع مین فروخت ہوگی اور اسکی بڑی قیمت اُٹھے گی اور پھر مین اپنے وطن مالوفہ مین آرام کرونگا یہان تک کہ مین دربار مین ایک اعلیٰ عہدہ خرید کرون جس عہدے سے مین شاہ شاہان کا وزیر اعظم بنجاؤن۔

اپنی بہتری کے اس قسم کے آئندہ خیالات کرکے اور انسے اپنے دلکو بہت ہی شاد اور خوش دیکھکر مین نے بہت ہی چالاکی اور مستعدی سے اپنی تجارتی اشیا کے پھیلانے مین کوشش کی۔ ایک پسندیدہ قاعدے کے موافق مین نے ایک لکڑی کاٹنے والے سے معاملہ کیا کہ جو لورا دس تج ترائی کے پہاڑون پر جانے کو تھا کہ وہان جاکر وہ اپنی پسند کے موافق لکڑیان چھانٹ کر کٹوائے اور بعد ازان واپس ہوکر اُسے درست کرکراکر قسطنطنیہ کے بازارون کے لیے تیار کرے۔

خیر یہ معاملہ تو سب طے ہوگیا۔ لیکن اس عرصے مین جسمین کہ مین لکڑی کاٹنے والے کی انتظاری کر رہا تھا مجھپر عجیب مرض نے حملہ کیا۔ جو اکثر پردیسیون کی دعوت کیا کرتا ہی اور اس مرض کا اختتام ایک ایسے پھوڑے پر ہوتا ہی جو خشک تو ہو جاتا ہی مگر اُسکا نشان بالکل جلد سے نہین جاتا۔ اب میرے حزن وملال پر خیال کیجیے کہ دائین رخسارے مین عین بیچ یہ پھوڑا نمودار ہوا سیجیے پہلے تو اسنے واڑھی کو چھدرا کیا اور پھر ایک غمناک نشان کردیا اور میرے بہت سے پیارے داڑھی کے بالون کو برباد کردیا اور اس جگہ کو جہان

یہ کمبخت نمودار ہوا تھا بہت ہی گھر دھرا اور خراب کر دیا اب مین اپنی تقدیر سے کیا جنگ و جدل کرتا کیونکہ مین نے جگہ ہی اپنے رہنے کی خود ہی تجویز کی تھی۔ تو اُس کا تحفہ ہی سہی جسوقت کہ مین اسکا افسوس کر رہا تھا تو ایک عقلمند شخص نے بہت ہی اچھا کہا کہ تمھین اسکا اتنا ناحق خیال ہو جب بغداد مین اکثر چہرون پر دکھائی دیتا ہو اور اسکے علاوہ مین اپنی ڈھارس اس بات سے اور بھی بندھواتا تھا کہ عثمان آغا کے چہرے پر بھی کئی جگہ اسی پھوڑے کا داغ تھا جب اسنے یہ داغ میرے چہرے پر دیکھا تو غم و افسوس کرنے کے بجاے وہ مجھے خوش معلوم ہوا۔

عثمان آغا۔ حاجی اگر تمھین اپنی تمام زندگی مین اس سے زیادہ کبھی تکلیف نہین ہوئی جب بھی اسکو خدا کی بہت بڑی رحمت خیال کرو کہ اگرچہ تمھارے چہرے کا ایک رخ بدصورت ہوگیا مگر دوسرا تو ابھی درست ہی۔ کیونکہ اگر ایک کلے پر سیاہ داغ ہوگیا این ہم غنیمت است کہ دوسرا تو صحیح و سالم موجود ہی۔

مین نے اپنے دل مین کہا افسوس خوبصورت شخص کو بدصورت آدمی نہین دیکھ سکتا جیسے بدنیک کی برداشت نہین کرسکتا۔ شہری اور دیسی کتے شکاری کتون کو دیکھتے ہی دور سے بھونکتے ہین مگر کیا مقدور ہی جو پاس آسکین۔ یہی بدصورتون اور بدسرشتون کا خوبصورتون اور نیکون کے ساتھ مین حال ہی۔ باوجودیکہ میرے رخسارے پر ایسا بدنما داغ ہوگیا تھا کہ مین خود اپنی طبیعت مین جھینپتا تھا۔ لیکن پھر بھی اس بدصورتی پر میرے آغا کی لڑکی مجھپر عاشق ہوئی اور میری محبت نے اُسکے دل پر وہ اثر کیا کہ اُسنے بڑے بڑے چلترون سے مجھے یہ دکھایا کہ مین تجھپر مرتی ہون۔ اس پری کا نام دل آرام تھا دل آرام اور اُسکی ماں دونون اس پھوڑے کا علاج جانتی تھین اور انھون نے میرے پھوڑے کا بھی معالجہ کیا تھا۔

میرا پھوڑا اور دل آرام کی محبت ایک ہی وقت مین بڑھنی شروع ہوئی تھی اور

ہوسکتی ہی کہ جو مجھ ایسا ہو۔ چنانچہ مین نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ جب آمین مجھے پورم پور نفع ہو جائیگا تو مین سمرنا مین انجیر خرید ون گا اور اُنکو یورپ مین فروخت کرنے کے لیے لیجاؤنگا۔ اور وہان سے نفع کثیر اٹھاکر اس روپیے سے ٹوپیان خرید ونگا جنکو مین قاہرہ لیجاؤنگا۔ وہان انکو فروخت کرکے جب زرنقد پیدا ہو جائیگا تو اسکو بحفاظت رکھکر ایپیو تھیا چلا جاؤنگا اور وہان سے لونڈی غلام خرید کرکے مکہ شریف لیجاکر فروخت کرونگا۔ اور مکہ شریف سے مدینہ منورہ کی زیارت سے فیضیاب ہونگا۔ مکہ سے کافی خارہیں لیجاؤنگا جو بڑے نفع مین فروخت ہوگی اور اسکی بڑی قیمت اُٹھے گی اور پھر مین اپنے وطن مالوفہ مین آرام کرونگا یہان تک کہ مین دربار مین ایک اعلیٰ عہدہ خرید کرون جس عہدے سے مین شاہ شاہان کا وزیر اعظم بنجاؤن۔

اپنی بہتری کے اس قسم کے آئندہ خیالات کرکے اور اُنسے اپنے دلکو بہت ہی شاد اور خوش دیکھکر مین نے بہت ہی چالاکی اور مستعدی سے اپنی تجارتی اشیا کے پھیلانے مین کوشش کی۔ ایک پسندیدہ قاعدے کے مواقق مین نے ایک لکڑی کاٹنے والے سے معاملہ کیا کہ جو لورادس بخ ترائی کے پہاڑون پر جانے کو تھا کہ وہان جاکر وہ اپنی پسند کے موافق لکڑیان چھانٹ کر کٹوائے اور بعد او مین واپس ہوکر اُسے درست کر کراکر قسطنطنیہ کے بازارون کے لیے تیار کرے۔

خیر یہ معاملہ تو سب طے ہوگیا۔ لیکن اس عرصے بین جسمین کہ مین لکڑی کاٹنے والے کی انتظاری کر رہا تھا مجھپر عجیب مرض نے حملہ کیا۔ جو اکثر پردیسیون کی دعوت کیا کرتا ہی اور اس مرض کا اختتام ایک ایسے پھوڑے پر ہوتا ہی جو خشک تو ہو جاتا ہی مگر اُسکا نشان تا زیست جلد سے نہین جاتا۔ اب میرے حزن وملال پر خیال کیجیے کہ دائین رخسارے مین عین بیچ یہ پھوڑا نمودار ہوا لیجیے پہلے تو اسنے واڑھی کو چھدرا کیا اور پھر ایک غمناک نشان کر دیا اور میرے بہت سے پیارے داڑھی کے بالون کو برباد کر دیا اور اس جگہ کو جہان

یہ کمبخت نمودار ہوا تھا بہت ہی گھر دھرا اور خراب کر دیا اب مین اپنی تقدیر سے کیا جنگ و جدل کرتا کیونکہ مین نے جگہ ہی اپنے رہنے کی خود ہی تجویز کی تھی۔ تو اُس کا تحفہ ہی سہی جسوقت کہ مین اسکا افسوس کر رہا تھا تو ایک عقلمند شخص نے بہت ہی اچھا کہا کہ تمھین اسکا اتنا ناحق خیال ہے جب بغداد مین اکثر چہرون پر دکھائی دیتا ہے اور اسکے علاوہ مین اپنی ڈھارس اس بات سے اور بھی بندھواتا تھا کہ عثمان آغا کے چہرے پر بھی کسی جگہ اسی پھوڑے کا داغ تھا جب اسنے یہ داغ میرے چہرے پر دیکھا تو غم و افسوس کرنے کے بجاے وہ مجھے خوش معلوم ہوا۔

عثمان آغا۔ حاجی اگر تمھین اپنی تمام زندگی مین اس سے زیادہ کبھی تکلیف نہین ہوئی جب بھی اسکو خدا کی بہت بڑی رحمت خیال کرو کہ اگرچہ تمھارے چہرے کا ایک رخ بدصورت ہوگیا مگر دوسرا تو ابھی درست ہے۔ کیونکہ اگر ایک کلّے پر سیاہ داغ ہوگیا این ہم غنیمت است کہ دوسرا تو صحیح و سالم موجود ہے۔

مین نے اپنے دل مین کہا افسوس خوبصورت شخص کو بدصورت آدمی نہین دیکھ سکتا جیسے بد نیک کی برداشت نہین کر سکتا شہری اور دیسی کُتّے شکاری کتون کو دیکھتے ہی دور سے بھونکتے ہین مگر کیا مقدور ہے جو پاس آسکین۔ یہی بدصورتون اور بدسرشتون کا خوبصورتون اور نیکون کے ساتھ مین حال ہے۔ باوجودیکہ میرے رخسارے پر ایسا بدنما داغ ہوگیا تھا کہ مین خود اپنی طبیعت مین جھینپتا تھا۔ لیکن پھر بھی اس بدصورتی پر میرے آغا کی لڑکی مجھپر عاشق ہوئی اور میری محبت نے اُسکے دل پر وہ اثر کیا کہ اُسنے بڑے بڑے چلترون سے مجھے یہ دکھایا کہ مین تجھپر مرتی ہون۔ اس پری کا نام دل آرام تھا دل آرام اور اُسکی مان دونون اس پھوڑے کا علاج جانتی تھین اور انھون نے میرے پھوڑے کا بھی معالجہ کیا تھا۔

میرا پھوڑا اور دل آرام کی محبت ایک ہی وقت مین بڑھنی شروع ہوئی تھی اور

انکی ترقی گویا دو طرفی تھی۔ اور اسی وقت مین جب دلارام کی اُلفت عدد جے پر ترقی کر گئی تھی پھوڑے کی تکلیف بھی بہت ہی زیادہ تھی۔ مجھپر اسکی محبت نے کچھ بھی اثر نہین ڈالا تھا۔ نہ مین اسپر اصلا فریفتہ تھا کیونکہ اسکی اور اسکے باپ بغدادی اونٹ کی ایک صورت تھی جون ہی میری نگاہ اسپر پڑی مجھے وہ صورت ایسی زبون معلوم ہوئی کہ میری طبیعت اور بھی خراب ہوگئی۔

جسوقت کاروان کے قسطنطنیہ روانہ ہونے کا موسم آیا تو بہت ہی تخفیف ہوگئی تھی اور دوسرے یہ بھی بہت بڑا فضل تھا کہ میری اس سے طبیعت نہ لگی تھی میری تمام حقے کی نلیون اور پیچون کے پیکیٹ مناسب بنڈلون مین احسن طریقے سے بندھ گئے تھے۔ میرا معاملہ قرضخواہون سے طے ہوگیا تھا۔ پوشاک وغیرہ سب تیار تھی۔ اور جب مین نے یہ سنا تو بہت ہی خوش ہوا کہ جب دو سیارے باہم آکر ملین گے تو کاروان قسطنطنیہ روانہ ہوگا۔ مگر بیچاری دلآرام بہت ہی مایوسانہ نظرون سے میری طرف نگران تھی اور بہت ہی حسرت بھری نگاہون سے مجھے دیکھتی تھی کہ اب میرا وہ دلبر چلا جو میرے کلیجے کی تسکین اور قلب کا آرام تھا۔

اُنیسوان باب ۱۹

حاجی بابا کا تاجر بننا۔ اور بغداد سے کاروان کے ساتھ قسطنطنیہ واپس ہونا

جب ہم بغداد سے روانہ ہوئے ہین تو بہت ہی سنتی صبح تھی مین اپنے لدے ہوئے اسباب پر بیٹھا ہوا تھا اور میرے بیگ۔ میرے ادرگرد دیکھے مین نے بہت ہی خوشی سے خچرون کی گھنٹیون کی آواز کو سنا اور مین نے اپنے کو بھی ایک قلیل بضاعت کا تاجر خیال کیا۔

میرے مخصوص ساتھیون مین عثمان آغا اور اسکا وہی ساتھی جسکا ذکر مین نے

دعوت مین کیا تھا اور جو بھیڑ کے چمڑے کا ذکر کرتا تھا - اور اسی طرح سے ایک یا دو بغداد کے تاجر تھے - انکے علاوہ میرے ملکی تجار کثرت سے تھے جو ایران کے مختلف حصص کے رہنے والے تھے سب صرف تجارت ہی کے لیے قسطنطنیہ جاتے تھے جنسے کم زیادہ میری واقفیت تھی - جو کچھ افسر العلما سے میرا معاملہ ہوا تھا وہ خوب روشن ہوگیا تھا اور سب مین پھیل گیا تھا - لیکن میری شکل تو پوشاک اور کلّے پر داغ سے ایسی بدل گئی تھی کہ مین بالکل بغدادی معلوم ہوتا تھا - اوراب میرا وہ چہرہ مُہرہ ہوگیا تھا کہ ایرانی تو مجھے کوئی بھی نہین کہہ سکتا تھا -

مین اپنے ناظرین کو ترکی حدود کے سفر کا حال سناکر تو تصدیعہ نہ دونگا کیونکہ تمام راستہ وہی قزاقون کی شکایت - خچر والون کا تکرار کرنا - کاروانسراؤن مین لڑائی دنگا غرض یہ ایک معمولی صورتین ہین جو پیش آتی ہین - یہی کہنا کافی ہوگا کہ ہم بحفاظت تمام اور صحیح وسالم قسطنطنیہ پہونچ گئے - لیکن جو کچھ مین نے قسطنطنیہ مین دیکھا ہے اُسکو ہرگز فروگذاشت نہ کرونگا -

مین ایک ایرانی اور ایک اصفہانی تھا ہمیشہ اپنے شہر اصفہان کو دُنیا مین سب سے بہتر گنا کرتا تھا - یہ کبھی میرے خیال ہی مین نہین آیا تھا کہ اور بھی اس سے بہتر کوئی شہر دُنیا مین ہے کہ مین اپنے شہر سے مقابلہ کرون بلکہ اس سے کبھی کچھ کم درجے کا سمجھون - لیکن جب مین نے قسطنطنیہ کو دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ ایران کا کوئی شہر بھی اسکی برابری اور مقابلہ نہین کرسکتا -

اوّل ہی مجھے اس تروتازہ اور پُرتکلف شہر کو دیکھ کر تعجب کے ساتھ پژمردگی ہوئی میری نظرون مین تو ہمیشہ سے اصفہان کی شاہی مسجد جو بڑی مربع زمین مین بنی ہوئی ہے سماری تھی لیکن یہان اس سے بدرجہا عمدہ صدہا نظر آئین - ہر مسجد اپنی خوبصورتی اور شان وشوکت مین دوسری مسجد کو مات کرتی تھی - مین نے تو

کبھی نہین خیال کیا تھا کہ اصفہان سے زیادہ کشادہ بھی کوئی شہر دُنیا مین ہوگا
مگر یہان وہ خیال باطل ثابت ہوا یہان تو یہ حال تھا کہ جہان نظر پڑتی تھی چٹانون
پر اور پہاڑیون مین کثرت سے بیشمار عمارتین ہی عمارتین ٹھٹی پڑی تھین اگر صفہان
کو نصف دُنیا کہو تو قسطنطنیہ پوری دُنیا تھی قسطنطنیہ کہ جو شہرون مین ایک گوہر ہوا
تھا ہر طرح سے اصفہان پر فوقیت رکھتا تھا۔ کیونکہ قدرتی یہ مختلف دریاؤن کے کنارے
پر آکر واقع ہوا تھا۔ اور شہر کی چارون طرف بل مارتا ہوا دریا ہی دریا معلوم ہوتا
تھا۔ بجاے ناہموار پہاڑون اور چٹانون کے فاس فورس جیسے دریا بہتے تھے۔ اسکی
خوبی اسکی وسعت سے بھی بڑھی ہوئی تھی لیکن مجھے کہان ٹھہرنا زیبا ہوگا جہان سے
مین ان حرکت زدہ چیزون کو بخوبی ملاحظہ کرسکون جو میری توجہ اور دھیان کو جبراً
کھینچے لیتی ہین۔ ہزارون بڑے بڑے بوٹ مختلف شکل اور قد کے آنکھون کے سامنے
گردش کنان رہتے تھے اور صدہا جہازات جنکی وسعت ایک ایک جنگل سے کم نہین تھی
ترکون کی عظمت اور جاہ وجلال کو دکھاتے تھے۔

مین۔ (اُن لوگون کی طرف مخاطب ہوکر جو میرے ارد گرد تھے) یہ تو جنت ہی مین تو
اسے مرتے دم تک بھی نہین چھوڑونگا۔ لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ اس شہر پر حکمران وہ
لوگ ہین جو حد سے زیادہ مکروہ ہین اور ملحد ہین تو مجھے بڑا تعجب آیا کہ انکو ایسے نایاب
اور نفیس مقام کو کس نے آرام اور آسائش کرنے کے لیے دے رکھا ہے ذرا جیب تفکر مین سر
جُھکایا اور یہ لاینحل عقدہ بھی حل ہوگیا۔ کہ انھین یہ پسندیدہ مقام صرف اسلیے ملا ہے
کہ یہ وہ خوف اور ہنگامہ برداشت کرینگے جو انکے لیے آیندہ تیار ہو رہا ہے۔
جب راہداری وغیرہ کے امتحان سے نجات ہوئی تو ہم اسکیترائی بوٹ مین بیٹھکر
روانہ ہوئے اور قسطنطنیہ پر ہوتے ہوے ایک کاروانسرا مین مقیم ہوے اور وہین اپنی
تجارتی اشیا کو بھی لیجا کر رکھا۔ یہ کاروانسرا ایرانی تجار کے لیے مخصوص تھی اور جو خاص

خاص بازارون اور شہر کے وسط مین واقع تھی۔

جب مین نے دیکھا کہ مین ایک عظیم الشان آبادی مین ہون جہان لوگ شاہراہون مین گشت لگاتے پھرتے ہین تو بے شبہہ مین نے ان مین اپنے کو ایک نہایت ہی قلیل اور خفیف شخصیت کا دیکھا۔

جب مین نے دیکھا کہ دُکانین کسقدر قیمتی مال و متاع سے پُر ہین جس شخص کو دیکھو نہایت قیمتی پوشاک زیب تن کیے ہوے ہی۔ جدھر نظر ڈالو آغا اور لارڈ ہی معلوم ہونگے جنکی رانون کے نیچے وہ وہ قیمتی اور نایاب اثردہا پیکر گھوڑے کہ دیکھ کر عقل دنگ ہوتی ہی مجھے یہ دیکھکر سخت حیرت ہوئی اور مین نے اپنے دل مین خیال کیا بھلا کہان قسطنطنیہ اور اُسکی شان و شوکت اور کہان ایران اور اُسکی فلاکت ۔

مین نے عثمان آغا کی شرکت مین کاروانسرا مین ایک کمرہ کرایہ پر لیا اور وہان اپنی تجارتی اشیا لیجا کر رکھین۔

مین نے تو یہ ترکیب کی کہ دن کو اپنے تمام نیچے اور گٹے جو مین لے گیا تھا پلیٹ فارم پر بہت ہی ترتیب سے لگائے چونکہ میری ترتیب اچھی تھی مین نے فروخت کرنا شروع کیا اس کثرت سے بکا کہ مجھے دُگنا تگنا نفع ہوا۔ جب مین نے اپنی جیب مین ذرا زرمنافع کھنکتا ہوا دیکھا تو آرایش اور آرام طلبی کی سوجھی۔ مین نے اپنی پوشاک کے حسن کو اور بھی زیادہ کیا۔ مین نے اپنی کمر سے لپیٹنے کا نہایت ہی نفیس اور فوق البھڑک شال لیا میری وہ تھیلی جسمین تماکو رہتا تھا ریشم کی بنی جسپر سلمے ستارے کا جگمگاتا کام ہو رہا تھا۔ میری سلیپر زرد رنگ کی روشن تھی اور میری کمر مین ایک قیمتی چھُری بھی گھُڑسی گئی۔ اخراجات کی تحریص دینے والی چیزین مجھے چارون طرف سے گھیرے ہوے تھین۔ مین دل مین یہی خیال کرتا تھا کہ اس دنیا مین کچھ عیش سے زندگی گزارنا ہی قیمتی چیز ہی۔

آن بہ کہ زجام بادہ دل شاد کنیم	وز ماندہ و ز گذشتہ کم یاد کنیم
دین عاریتی روان زندانی را	یک لحظہ ز بند عقل آزاد کنیم

اِسقدر مقامات بےشمار کثرت سے تھے کہ جہان ہزارون آدمی جمع ہوتے تھے مختلف قہوہ خانون مین جانے سے مین اپنے کو باز نہ رکھ سکا جہان بخون پر جنپر مسند اور گاؤ تکیہ لگا ہوا تھا مین بیٹھکر اس شان سے اپنا پائپ قہوہ پیتا تھا کہ جیسے بڑا امیر کبیر پیتا ہی۔

چونکہ ایران مین مجھپر طرح طرح کی مصیبتین گذری تھین اور مین نے اپنے ملکی بھائیون سے بہت ہی بے آرامی پائی تھی اس لیے اُن سے نفرت ہوگئی تھی اور اب مین اُنپر بھروسہ نہ کرتا تھا جب میری ترکون سے ملاقات اور واقفیت ہوگئی تو مین انسے بہت ہی پرہیز کرتا تھا۔

میرے ملک والے ایرانی کچھ ایسے پیٹ کے ہلکے اور کینہ ور ہین کہ لوگون کے سامنے میری اصلی حالت کھدی کہ یہ فلان شخص ہو اور فلان ہو تا کہ مین ان لوگون کی آنکھون سے گرجاؤن اور وہ میری توقیر نہ کرین۔ مگر مین انکے ساتھ اچھا ہی برتاؤ کرتا تھا۔ جب میری اور اُنکی تجارت کا مقابلہ ہوا تو بہت ہی فرق تھا تو پھر اُنھون نے مجھ سے کچھ مزاحمت نہ کی اور مجھے بخش دیا۔

اب مین نے عام مجمعون مین اپنے کو بغداد کا دولتمند تاجر مشہور کرنا شروع کیا مگر اُس داغ نے جس نے مجھے بہت ہی تکلیف دی تھی اسوقت بہت کام آیا اور سبنے مجھے زیادہ تر اُسکے سبب سے بغدادی تاجر مان لیا۔ ترکون کو دھوکا دینا کچھ بھی مشکل نہین تھا۔ صرف اپنی ظاہراصورت بنانی کافی ہی۔ اُنکے طریق اور وضع اور عادات مین انکی خموشی۔ متانت۔ استقلال۔ منزلت۔ انکا آہستہ آہستہ قدم اُٹھانا۔ غرض مین نے تھوڑے ہی وقت مین انکے سے طرق اور طرز معاشرت اختیار کرکے

اُنکو خوب گانٹھ لیا اور اُن سے سلسلۂ اتحاد یہ خاصہ بڑھ گیا۔

ابتو شب و روز یہ کیفیت ہوگئی کہ صدائے اللہ ہو بلند ہی۔ اور تسبیح پھر رہی ہی اور اسی حالت مین مین قہوہ خانون مین جاتا تھا۔ اور اکثر جھپر لوگون کی توجہ مائل ہوتی تھی۔ یہانتک کہ قہوہ خانے کا مالک میرے لیے اپنے ہاتھ سے قہوہ بناتا تھا۔ اور جہان اُسنے میری صورت دیکھی اور یہ کہنے لگا میرے آغا میرے سلطان ورود ای آمدنت باعث آبادئی ما۔"

میرا کچھ ایسا اثر ہوگیا اور میری اس شکل نے لوگون کو میرا ایسا معتقد بنا دیا تھا کہ جہان قہوہ خانے مین گھوڑون۔ کتون۔ ہتھیارون۔ تماکو پر جھگڑہ ہونے لگتا اور کچھ بحث آکر واقع ہوتی تو مین منصف قرار دیا جاتا تھا جو کچھ مین فیصلہ کر دیتا وہ فریقین تسلیم کر لیتے اور پھر جھگڑا مٹ جاتا۔

بیسوان باب

حاجی بابا کا ایک امیر کی بیوہ کو ہتھے پر چڑھانا۔ پہلے اس سے خوف کرنا مگر آخر بہت ہی خوشی مین پھولنا

کچھ مدت تک میرا وقت یون ہی صرف ہوا۔ مین جسوقت کہ قہوہ خانے سے شام کو گھر جاتا تھا تو مجھے ایک دفعہ یہ اتفاق ہوا کہ مین نے متواتر ایک بڑھیا عورت کو شاہراہ کے کونے پر کھڑا ہوا دیکھا۔ یہ عورت ہمیشہ ٹکٹکی باندھکر خوب غور سے میری طرف دیکھتی تھی اسکی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ مجھسے کچھ کہنا چاہتی ہی میرے مکان کے پائین مین کھڑے ہوکر کھڑکیون کی طرف بہت دیر تک نظر کرتی تھی۔

پہلے پہل تو مین اس سے بہت ہی مشکل سے خبردار ہوا کیونکہ شاہراہ کے کونے مین ایک بڑھیا عورت کا کھڑا ہونا اس قابل نہین ہی کہ کسی کا دھیان اسطرف پھرے۔

دوسری دفعہ مین بہت چونکا تیسری بار مجھے سخت تعجب ہوا۔ چوتھی شام کو مین نے یہ ارادہ کر لیا اگر آج وہ ٹبرھیا ملگئی تو اُس سے ضرور دریافت کرونگا کہ اسکے کیا معنی ہین اگر تجھے مجھ سے کچھ کام ہی تو کہتی کیون نہین۔ اور دنون سے مین نے اُس دن بہت ہی اچھی پوشاک پہنی کیونکہ مجھے یہ خیال تھا کہ میری خوش منظری کے ضمن مین میری نیک اختری بھی شامل ہی۔ اور یہی خوش منظری گویا میری نیک اختری کی محافظ ہی۔ مین نے قہوہ خانہ سے پھرتے وقت اس بعید الفہم مخفی ٹبرھیا کی طرف آہستہ آہستہ قدم اُٹھایا۔ مین اسکی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھنے ہی کو تھا اور مین شاہراہ کے زاویے مڑا ہی تھا کہ مین نے سامنے کے مکان کی کھڑکیون سے چلمن اُٹھی ہوئی دیکھی اور پھر جو نظر کی تو ایک ماہرو نے اپنا بے نقاب چہرہ اسمین سے نکالا۔ مجھے اُسکی ادا اور حُسن بھا گیا۔ ایک گلاب کا پھول اُسکے ہاتھ مین تھا۔ جون ہی میری اُسکی چار نگاہین ہوئین اُسنے وہ پھول مجھے دکھایا پھر اپنے سینے پر رکھا اور بعد ازان میری طرف پھینکدیا بس وہ پھر چلمنین اور پردے پڑ گئے اور وہ غائب ہوگئی۔ مین مُنھ کھُلا کا کھُلا اور اوپر دیکھتا کا دیکھتا رہگیا مگر پھر مین نے دیکھا کہ اس ٹبرھیا عورت نے بہت آہستگی سے پھول کو اُٹھایا اور میرے آگے لائی اُسوقت میری نگاہین اس ٹبرھیا پر جھپکے ہی تھین۔

مین۔ از برائے خدا یہ کیا معاملہ ہی۔ کیا اس سرزمین پر جن اور پریان بستی ہین

ٹبرھیا۔ تم ایسے اناڑی ہو کہ تمھین یہ بھی نہین معلوم کہ اس پھول سے کیا غرض ہی تمھاری داڑھی تو خاصی ٹبری ہی تم بچہ تو ہو نہین تمھاری پوشاک سے معلوم ہوتا ہی کہ تمنے سفر بھی کیا ہی۔ مگر تمھارا سفر محض بیکار رہا جس سے تمھین اتنا نہین معلوم ہوا کہ جب ایک بیگم تمھاری طرف پھول پھینکے تو اس سے کیا غرض ہوتی ہی۔

مین۔ یہ تو مین آپ کی تری کی سمجھ گیا کہ پھول سے یہ غرض ہی لیکن ساتھ ہی اسکے میری لانبی داڑھی نے مجھے یہ بتا دیا ہی کہ ایسی صورتین خطرہ خیز ہوتی ہین اور ایسے موقعون

یہ سر دھڑ پر سے ندارد ہو جاتے ہین۔

بڑھیا۔ ڈر کسکا ہی اور ڈر چیز ہی کیا ہی۔ پاک اور مقدس حضرت محمدؐ کی قسم کہ ہم بالکل صاف ہین اگر تم ہمین ناسموع کرو گے تو یہ تمھاری بدقسمتی ہی۔ تم کیا گدھے ہو کہ صرف سایہ سے بھڑکتے ہو اور اس سے تھین اس قدر خوف ہین۔

مین۔ اچھا تم مجھے یہ بتاؤ کہ جنکو مین نے ابھی دیکھا ہی یہ کونسی بیگم ہین۔ اور اب مین کیا کرون۔

بڑھیا۔ اس قدر جلدی نہ کرو۔ آج کی رات کچھ نہین ہوسکتا تمھین ذرا صبر کرنا چاہیے یہ وقت اور مقام اسوقت آسایش اور آرام کا نہین ہی کل دوپہر کو تم مجھے ایوب کی درگاہ مین ملو اسوقت جن باتون کو تم جاننا چاہتے ہو تمھین وہان سب معلوم ہو جائینگی مین قبر کے پائین مین تمھارے داہنے ہاتھ پر بیٹھونگی اور تم مجھے اس امتیاز سے پہچان لینا کہ میرے بائین کاندھے پر سرخ دوشالا پڑا ہوا ہوگا۔ جاؤ اور اللہ تمھارے ساتھ ہو۔

یہ کہکر وہ چلی گئی اور مین اپنے مقام قیام کاروانسرا مین آیا اور اپنے کمرے مین بیٹھکر سوچنے لگا کہ یہ معاملہ کیا ہی اور اسکا انجام کیا ہوگا۔ گو یہ تو مین بخوبی جانتا تھا کہ اس مین کچھ نہ کچھ میری بہتری کی صورت نکلے گی لیکن ساتھ ہی اسکے مجھے ترکی خاوندون کے سخت حسد سے بھی تو خوف لگتا ہی۔ کہ اگر خبر ہو گئی تو غضب ہی برپا ہو جائیگا۔ زینب اور اسکا گنبد۔ مریم اور اسکا یوسف۔ دلارام اور اسکا پھوڑا یہ سب میرے دل مین گذرتے تھے۔ اور بدنصیب عشاق کے نمونے ہو کر میری آنکھون کے آگے گردش کرتے تھے جو خواہش اور آرزو اس سرگذشت کے دریے ہونے کے لیے پیدا ہوتی وہ ان خیالات سے کہ عشق کا نتیجہ برا ہوتا ہی افسردہ پڑی جاتی تھی۔ مگر میرا خون ابھی تک جوان اور گرم تھا اور وہ ایسا کافی تھا کہ میرے قدمون کو خود بخود آگے کی طرف اٹھائے۔ گو میرا آگے بڑھنے کا ارادہ بہت ہی چارنا چاری سے ہوا تھا۔

مقررہ دن کی دوپہر کو مین نے ایمانداری سے اپنا وعدہ ایفا کیا مین نے سبز مقبرے کی طرف رخ کیا جو میرے داہنے ہاتھ کی طرف واقع تھا۔ وہان مین نے اس بڑھیا عورت کو بائین کاندھے پر شال ڈالے ہوے دیکھا۔ ہم نے سڑک کو چھوڑ دیا اور ایک تنہا مقام مین شمشاد کے درختون کے نیچے جو مقبرے ہی مین لگے ہوے تھے زمین پر جا بیٹھے یہان سے خوبصورت اور عظیم الشان قسطنطنیہ کا بندرگاہ دکھائی دے رہا تھا۔ ہمنے بہت آہستگی مین معاملہ کی گفتگو شروع کی۔

پہلے اس بڑھیا عورت نے میرے حفظ سخن کی بہت ہی تعریف کی اور پھر اسنے مجھے یقین دلایا کہ جو معاملہ تجویز ہوا ہی اسمین کسی قسم کی بھی خطرے کی بات نہین ہی پہلے اُس بڑھیا عورت نے عمر پر ہرزہ درائی کرنی شروع کی اور بھی اِسکے علاوہ جو باتین کین وہ کچھ زیادہ مطلب خیز نہین تھین مین نے جوان باتون پر خیال کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اور کچھ نہین صرف یہ میرے نیچون اور گٹون کا نفع کم کرائیگی مین نے مجبور ہو کر اسکی اس یاوہ گوئی کی بڑھتی کمین ڈوری کو توڑ دکا اور اُس سے یکایک یہ درخواست کی کہ جس بیگم کو مین نے کھڑکی مین سے دیکھا تھا مجھ سے تو اُسکی تاریخ بیان کرو۔

جب یہ اپنی رام کہانی گا چکی تو اس بیگم کا حال یون بیان کرنے لگی۔

وہ بیگم جو تم نے کھڑکی مین دیکھی ہی اور جسکی مین خادمہ ہون یہ ایک دولتمند تاجر کی لڑکی ہی جس کے اسکے علاوہ اور بھی دو بیٹے ہین۔ اس کے باپ کا بہت زمانہ نہین گذرا کہ انتقال ہوگیا۔ اسکے دو بیٹون نے اسکا کاروبار سنبھال لیا اور اب وہ بھی بہت بڑے تاجر ہین جو یہین رہتے ہین۔ میری بیگم جسکا نام شکرلب ہی اُٹھتی ہوئی نوجوانی کی حالت مین ایک بوڑھے سے بیاہی گئی تھی مگر یہ شخص دولتمند بہت تھا اور بہت ہی امیر کبیر مشہور تھا جسکی صرف یہی ایک بیوی تھی کیونکہ وہ خوب جانتا تھا کہ اگر کئی بیویان کرونگا تو رات دن مجھکو فضیحتی رہیگی۔ اور گھر دوزخ بنجائیگا۔ اسلیے اسنے صرف میری

بیگم ہی پر قناعت کی اور وہ یہ سمجھ گیا کہ دل آرزوئیں اسی سے پوری ہونگی اور گھرداری کی کیفیت بھی مین اسی سے اُٹھاؤن گا۔ اسکے مقابل مین ہماری بیگم نے بھی ہمیشہ اُسکا دل ہاتھ مین ہی رکھا اور کبھی اسکا دل آزردہ نہونے دیا۔ غرضکہ وہ بہت ہی خوش قسمت تھا کہ اُسکو میری بیگم جیسی شریف خلیق فرمانبردار بیگم ملی صرف ایک بات مین باہم کچھ ناچاقی سی رہتی تھی اور جو امیر کبیر کی موت کا بھی سبب ہوئی۔ جو ابھی واقع ہوئی ہی ہماری بیگم تو اُن سموسون کو پسند کرتی تھین جو بالائی کے بنے ہوے ہوتے تھے اور اُسکو ہمیشہ پنیر کے بنے ہوے بھاتے تھے۔ صرف اتنی سی بات پر جہان وہ کھانا کھانے بیٹھے اور جھگڑا ہونا شروع ہوا یہ جھگڑا برابر پانچ برس سے ہوتا ہوا چلا آتا تھا کوئی دن ناغا نہین جاتا تھا۔ ایک دن اس بوڑھے شخص نے اپنی چاہیتی خوراک بہت کھالی اس سے اُسکو سو ہضمی ہوئی اور وہ اسی مین مرگیا۔ وہ اسے مرتے وقت اپنی جائداد کا ۱/۴ حصّہ اسلامی قانون کے بموجب اپنی بیوی شکرلب کو دے مرا ہی وہ گھر ہی جس مین تمنے اسے بیٹھا ہوا دیکھا تھا۔ اسباب ہی۔ غلام ہین غرض جسقدر کہ شریعت کے موافق اُسکے حصّے مین آیا ہی وہ بیوہ کی ڈھارس بندھوانے کے لیے کافی ہی۔

اپنے بچپن حسن۔ اور دولت کے سبب سے یہ تو تم یقین ہی کرنا کہ وہ بغیر مداح سیاتھیون کے نہین رہسکتی یعنی مدح سرا ضرور ہی اُسکے شباب اور حسن۔ دولت کو دیکھکر پیدا ہوجاتے ہین مگر میری بیگم اپنی ہم عمرون مین بہت ہی عقلمند اور دوراندیش ہی صرف اُسکی یہ مرضی ہی کہ جو اُسے پسند آجاے اُس سے وہ شادی کرلے جس سے نہ بدنامی ہوگی اور نہ کوئی عیش مین خلل انداز ہوسکے گا۔

چونکہ اس کا مکان بہت ہی نامور اور مشہور قہوہ خانے کے پاس ہی اس لیے اُسے جھلملیون مین سے اُن لوگون کو نظر کرنے کا بہت ہی اچھا موقع ملتا ہی جو کثرت سے اُس مین آتے جاتے ہین۔ تو مین تم سے بے لاگ لپیٹ کے کہتی ہون کہ اس نے تمھین

اِن تمام لوگون مین ممتاز سمجھا ہی اور تھین وہ بہت ہی جوان رعنا خیال کرتی ہی۔ جس قدر کہ اب تک اُسکی نظر پڑے ہین سب مین تمھارا اوّل نمبر ہی میرا بھائی (یعنی بڑھیا کا بھائی) اس قہوہ خانے کا مالک ہی اور چونکہ اکثر بار تمھین دیکھنے کے مواقع پڑے اس لیے مین نے اس سے کہہ دیا تھا کہ ذرا تم اس شخص کی حالت دریافت کرنا کہ یہ کون ہی اور کیا پیشہ کرتا ہی اور اسکی طرز معاشرت کیسی ہی۔ اسنے جو کچھ تمھاری نسبت بیان کیا اُس سے ہماری بیگم بہت ہی شادمان ہوئی اب ہمارا ارادہ ہوا کہ تم سے تعارف پیدا کرین۔ تم اچھی طرح سے جانتے ہو کہ ہم کس طرح سے کامیاب ہوے ہین اور تم خود انصاف کرلو کہ آیا مین نے ایک قابل خدمت ادا کی ہی یا نہین۔

جب اس بڑھیا عورت نے مجھ سے باتین کرنی شروع کی تھین تو مین اُسکی گفتگو سے یہ نتیجہ جو اُسنے اب نکالا ہی ہرگز نہ سمجھا تھا۔ مین نے اپنے کو ان لوگون مین شمار کیا جو ایسے وقت مین قتل کیے جانے سے نجات پاتے ہین کہ اُنپر فتوۂ قتل دیدیا جاتا ہی مین بجاے ان مصائب و تکالیف اور جانون کے ہلاکت مین ڈالنے کے کہ جو ترکی حرم سرا مین ہوتی ہین اپنے آگے دولت۔ آرام عیش و عشرت کا ملاحظہ کیا۔ رحمت ہو تجھپر ای میرے ستارے کہ آخر کار مین اپنی مراد کو پہونچ گیا مین نے جب یہ گفتگو سُنی تو کچھ ایسا از خود رفتہ ہوگیا کہ بے لگاؤ جملے اُس سے کہنے شروع کیے۔ مین نے اس بیگم کی محبت کا مدامی اظہار کیا اور اُس سے اقرار کیا کہ اگر یہ معاملہ ہو جائیگا تو مین تمھین معقول معاوضہ اسکا دونگا۔

بڑھیا۔ صرف ایک بات اور رہگئی ہی جسکی نسبت میری بیگم کا یہ حکم ہی کہ پہلے اسکے کہ تم اسکے پاس چلو وہ دریافت ہو جائے اور وہ یہ ہی کہ تم اپنی دولت اور عالیخاندانی کی نسبت بیان کرو۔ تمھین یہ بھی معلوم رہے کہ اُسکے بھائی بہت ہی مغرور ہین اگر اُنکی بہن نے کسی ایسے ویسے سے نکاح کرلیا تو وہ اُسے بہت ہی نفرت کی نگاہ سے دیکھین گے اور بہت درشتی اور خشونت سے اُسکے ساتھ پیش آئینگے۔ اگر وہ اُسے

اُسکے خاوند کے ساتھ برطرف نہ کرسکیں گے۔ مگر بُری طرح سے تو پیش آئینگے۔

گو مین اس جواب دینے کے لیے تیار نہین تھا لیکن جب مجھ پر اس سوال کے جواب دینے کا بوجھ آکر واقع ہوا تو مین نے بغیر سوچے یہ جواب دیا۔ خاندان خاندان کی تم کہتی ہو۔ ایسا کون شخص ہی کہ جو حاجی بابا کو نہین جانتا۔ یمن سے عراق اور دریاے ہند سے کاسپین سے بحر اسود تک پوچھ جاؤ ہر فرد بشر مجھسے واقف ہوگا۔

بُڑھیا۔ تمھارا باپ کون تھا۔

مین۔ (کچھ دیر توقف کرکے) وہ بہت بڑا طاقت وعزت والا تھا بہت سے سر اُسکے انگوٹھے کے نیچے تھے۔ میرا باپ وہ تھا جو نہ صرف دہا ہوں بلکہ نیز اُنکے سردار کی بھی بے فکری سے داڑھیان پکڑتا تھا۔

اسوقت بڑھیا بہت غور سے جو کچھ مین کہہ رہا تھا گوش گذار کر رہی تھی اس لیے مجھے اپنا نسب نامہ ترتیب دینے کا بہت کافی وقت ملا۔ اور مین نے خوب اپنے دل مین گھڑ کر اس سے یون کہنا شروع کیا۔

اگر تمھاری بیگم صاحبہ اعلیٰ خون چاہتی ہین تو وہ میری طرف نگاہ کرین۔ تم اپنی بیگم کو یہ یقین دلواؤ کہ وہ یا اُنکے بھائی چاہے جیسے بڑھے چڑھے اور عالی النسب ہون۔ لیکن مجھسے کسی طرح فوقیت نہین حاصل کرسکتے۔ میری رگون مین عرب کا خون ہی اور وہ بھی بہت ہی پاک صاف۔ میرا جد منصوری عرب تھا جسکو بعض عراق کی سرسبز چراگاہون مین شاہ اسمٰعیل والئ فارس نے لاکر بسایا تھا جہان اب تک وہ بستے ہین۔ میرا جد امجد قطر بن خر بن اسپ بن المیدان قریش کے خاندان مین سے تھا جو ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ دار ہین جس صادق اور مقدس نبی سے تمام خون اسلام برآمد ہوتا ہی۔

بڑھیا۔ اللہ۔ اللہ بس بس کافی کافی۔ اگر واقعی یہی امر ہی اور آپ ایسے ہی عالی خاندان ہین تو پھر ہماری بیگم صاحبہ کو اور چاہیئے ہی کیا۔ اور اگر تمھاری دولت بھی

عالی خاندانی کے مساوی ہی تو پھر کیا کہنا ہم تو بالکل مطئین ہو جائینگے۔

مین میری دولت کی نسبت جو آپ پوچھتی ہین تو بندہ پرور زیادہ نقدی کا تو فخر نہین کر سکتا نہ میرے پاس اسقدر زر نقد ہی لیکن ہان جسقدر کہ ایک تاجر کی گرہ مین ہمیشہ زر نقد رہتا ہی وہ ہی۔ تم میری طرح اس سے تو بخوبی واقف ہو کہ تاجر کے پاس زر نقد کبھی نہین رہتا اسکا روپیہ تو تجارتی اشیا مین لگا رہتا ہی اور مختلف شہرون مین پھیلا رہتا ہی جو ایک وقت مقررہ پر مع نفع اُسکے ہاتھ لگتا ہی میری ریشمی اشیا اور مخملین اسوقت خراسان مین سفر کر رہی ہین جب وہ وہان فروخت ہو جائینگی تو بخارا کا بھیڑ کا چمڑا انکے روپے سے خرید ہو کر لایا جائیگا اسوقت میرے ایجنٹ کشمیری شال اور جواہرات ہند کی شہد مین خرید و فروخت کر رہے ہین۔ استرخون مین میرے روس کے سامان کا شیشے کے برتنون۔ کپڑون۔ اور اسی قسم کی اشیا سے تبادلہ ہو رہا ہی۔ اور ہندوستانی اشیا جو مین نے بصرے سے خریدی اور البیو بھیجی ہین اُسکی عنقریب ٹوپیان اور شالی اسباب آنے کو ہی۔

غرض اپنی دولت کی اصلی اصلی کیفیت صاف صاف کہنا اتنی ہی مشکل ہی کہ جتنا گیہون کے کھیت مین بالیون کا گنّا۔ لیکن تم اپنی بیگم کو یہ اطمینان دلا دو کہ تمھارا بھتیجا شخص جسوقت کہ اپنی دولت جمع کریگا تو تمھین اور تمھارے سارے کنبے کو حیرت مین ڈالدیگا۔

بڑھیا۔ الحمد للہ۔ جو کچھ کہ ہونا چاہیے تھا اور خواہش تھی وہ سب اسوقت موجود ہی اب صرف باہم ایک تعارف پیدا ہونا رہگیا ہی جسوقت کہ آفتاب غروب ہو اور شب اپنی گھپ کھاپ اور اندھیاری چادر عالم پر پھیلائے اُسوقت تم شاہراہ کے کونے پر ضرور ہی کھڑے ہونا۔ پھر ضروری دیکھ بھال اور دور اندیشانہ خیالات کر کے تمھین مین شکر لب سے ملوا دونگی۔ اگر تم اُسکی نگاہ پر چڑھ گئے۔ اور اُسنے تمھین پذیرا کر لیا بس پھر شادی ہونی کوئی بات ہی نہین ہی چھیڑ ہی۔ اور دو دو دیکین ہان ایک بات نصیحت کی ضروری ہی اور وہ تم خوب سمجھ لو کہ ہمیشہ بالائی کے سموسون کو تو پسند کرنا

اور پنیر کے سموسون سے نفرت کرنا۔ صرف اتنی سی بات ہی اور یون تو ہر بات مین وہ لاجواب ہی۔ خلیق ایسی ہی ہی ہر لاگ لپیٹ سے آزاد ہی۔ خدا کرے تم امن اور صلح مین رہو۔ یہ کہکر اُسنے اپنے منھہ پر سے نقاب اُٹھا دی۔ مین نے دو اشرفیان اُسکی ہتھیلی پر رکھین وہ لے کر چلتی بنی اور مجھکو اپنی فکر و تردد مین چھوڑا۔

۲۱ اکیسوان باب

حاجی بابا کا شکرلب سے ملنا اور اسکا ترکیب سے خاوند بننا

جب وہ بڑھیا چلی گئی تو مین زیادہ دیر تک درخت شمشاد کے نیچے نہ ٹھہرا رہا کیونکہ ملاقات کے پہلے مجھے اور بھی بہت کچھ کام کرنا تھا۔ یہ تو ضرور ہی تھا کہ مین ایک امیرانہ صورت بناتا ایک تھیلی بھی ایسی رکھتا کہ جس مین کھچا کھچ زرنقد ٹھسا ہوا ہوا اور ایک پوشاک بھی ایسی چاہیے تھی کہ جو میری صورت اور وضع کو زیب تھی۔ اور جہانتک کہ ہوسکے مجھے حمام مین جاکر اپنے کو خوب بنا سنوار نا تھا اور خوب خوشبوؤن سے معطر ہونا تھا۔

جب مین وہان سے نکلا تو مین نے اپنے دل مین یہ کہا۔ کہ ای حاجی دوست حاجی تمھارے باپ اور تمھاری روح کی قسم اس دفعہ ہی تمنے بیوقوف اور عقلمند مین فرق کیا ہی کیا خوب آپ منصوری کی اولاد مین سے ہین اور آپ کی نسل بھی قریش کے خاندان سے ملتی ہی۔

اپنی آئیندہ قسمتون کے خیالات مین غلطان و پیچان مین کاروانسرا مین پہونچا مین نے دیکھا کہ بوڑھا عثمان آغا کمرے کے ایک کونے مین بیٹھا ہوا ہی اور اپنی تجارتی اشیا کے منافع کو شمار کر رہا ہی۔ اور مین نے اپنے بیچون وغیرہ کے بھی بنڈل کو ایک طرف رکھا ہوا دیکھا۔ صرف ان کمینہ چیزون نے جو میرے آگے رکھی ہوئی تھین مجھے سربلندی حاصل کرنے کا موقع دیا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا کہ آیا عثمان آغا کو اسکی خبر ہی یا نہین مین نے فوراً اس سے یہ درخواست کی کہ آپ پچاس اشرفیان نفع کی دلوائیے

اور میرا سارا اسباب لے لیجیے۔

یہ سُنکر وہ بہت ہی چونکا جب مین نے اچانک اُس سے پچاس اشرفیان ٹربھتی کی طلب کین۔

عثمان آغا۔ میرے بیٹے یہ کیا خبر بن ہین۔ تم اس روپیے کو لیکر کیا کرو گے۔ اور پھر اتنی جلدی کیا تم دیوانے ہو گئے یا جواری بنگئے۔

مین۔ اللہ پناہ مین رکھے توبہ ہی۔ نہ تو مین دیوانہ ہون اور نہ مین جواری ہون میرا دماغ درست ہی اور دنیا نے اپنے قیود یعنی مہر مین مجھے لے لیا ہی۔ اب مجھے آپ روپیہ دلوائیے پھر جو کچھ ہوگا بعد ازان سُن لیجیے گا اسنے میری خواہش برلانے مین کچھ بھی توقف نہین کیا کیونکہ وہ میرے اسباب کی بخوبی قیمت جانتا تھا اور سمجھتا تھا کہ اُس سے بہت کچھ نفع حاصل ہوگا۔ بغیر پس و پیش کے اُسنے روپیہ گن دیا اور مین لیکر چلتا بنا۔

مین نے فوراً ایک نفیس اور عمدہ پوشاک خریدی اور سیدھا حمام کی طرف چلا جہان مین نے ساری ضروریات اور پاکی کی حجتون کو پورا کیا اور مین نے اعلیٰ درجے کے آدمی کی طرح سے اپنی تزئین کی۔

میری یہ تمام حاجتین پوری ہو گئین اور اب وقت وعدہ بھی آپہونچا اور مین دھکڑ پکڑ کرتے ہوے دل سے وہان پہونچا۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہ بڑھیا عورت میری پہلے ہی سے منتظر ہی۔ اِسنے چارون طرف دیکھکر کہ کوئی ہی تو نہین مجھے ایک دروازے مین سے جو بہت ہی دور کے کونے مین واقع تھا ایک گھر مین لے گئی۔

تمام مکان مین جو مین نے آرائشی سامان دیکھے تو مین بہت ہی خوش ہوا کیونکہ اسوقت جو کچھ مین نے دیکھا تھا یہ خیال کرتا تھا کہ مین ہی اُنکا مالک اور لارڈ ہون۔

ہم یکایک اُن کمرون مین پہونچے جو عورتون کے لیے مخصوص ہوتے ہین کیونکہ یہ

معلوم ہوا تھا کہ جب سے کہ امیر کا انتقال ہوا ہے تو گھر مین آنے کے خاص دروازے کا راستہ بند تھا۔ مگر اب بھی وہی چھپوان اور دور اندیشانہ اندر داخل ہونے کی تدابیر کی جاتی تھین جیسے کہ وہ نیک شخص یعنی امیر زندہ ہی ہے۔ دروازے کی شاہراہون سے گذر کر ہم ایک احاطے مین پہونچے جس پر بنگلہ یا سائبان پڑا ہوا تھا۔ پھر ہم ایک پردے کے پاس پہونچے جو رنگا رنگ کا تھا اور جب ہم وہان گئے تو یہ اُٹھا دیا گیا تھا۔ مین ایک اور بھی اندر والے کمرے مین داخل ہوا جہان لیمپ اور عورتون کے سلیپر رکھے ہوے تھے چار دروازے جو اسی کے قریب تھے اُسوقت کھل گئے تھے اب مین تنہا رہ گیا تھا۔ اُسوقت وہی بڑھیا یا مشاطہ اپنی بیگم کو میرے پاس لانے کے لیے بنا سنوار رہی تھی۔ مجھے مختلف کمرون مین سے آوازین بھی سُنائی دیتی تھین یہ اُنھین کی آوازین تھین جنکی جوتیان باہر پڑی ہوئی تھین سب کی آنکھین مجھپر تلی ہوئی تھین کیونکہ یہ ساری کیفیت مجھے درارون مین سے معلوم ہوتی تھی غرضکہ دروازہ کھلا اور مجھے اوپر پاس ہونے کا اشارہ ہوا۔

جب مین آگے بڑھا تو میرا دل دھڑکنے لگا۔ مین نے اپنے کو جبّہ سے جو پہنے ہوے تھا سرتاپا ڈھانک لیا تھا اور یہ صرف پاس غیرت رکھنے کا باعث تھا۔ اسی روش سے مین کمرے مین داخل ہوا جہان صرف ایک ہی لیمپ جل رہا تھا جسکی کمرے کی چیزون پر بہت ہی دھندلی اور مکدر روشنی پڑ رہی تھی۔

اس کمرے کے محیط ایک دیوانخانہ تھا جس پر نیلی اطلس منڈھی ہوئی تھی اور اسپر تمام سُنہری کام ہو رہا تھا کھڑکی کے ایک کونے مین آرزوے دل اور امیدجان بیٹھی ہوئی تھی شکرلب نے بہت ہی ہوشیاری سے اپنی نقاب سر سے پاؤن تک ڈال رکھی تھی صرف اسکی وہ سیاہ سیاہ آنکھین تو چمکتی تھین جو میری شکل و شباہت کو نظر حیرت سے دیکھ رہی تھین۔

اسنے مجھے اپنے ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ مین نے باصرار انکار کیا تھا کہ معلوم

ہوکہ مین بہت ہی ادب اور تعظیم کے گہرے سمندر مین ڈوبا ہوا ہون۔ مگر جب زیادہ انکار کرنا غیر مناسب تھا مین نے اپنے سلیپر اُتار ڈالے اور الگ پلنگ کے ایک کونے مین اپنے ہاتھون کو اپنی قبا مین ڈھانک کر دوزانو بیٹھ گیا۔ اور اپنی ایسی باتکلف صورت بنائی کہ مجھے اپنے پر خود ہنسی آتی تھی۔

کچھ دیر تک ہم ایک دوسرے کے مقابل مین بیٹھے رہے کچھ باہم نہ باتین ہوئین سوائے معمولی سلام وغیرہ کے۔ میری دلربا دلبر نے میری مشاطہ کو حکم دیا کہ کمرے سے چلی جا۔ شکر لب اپنا مورکے پرون کا مورچھل جو گاؤ تکیہ پر رکھا ہوا تھا اُٹھانے کے لیے ذرا آگے کی طرف جُھکی اور پھر اپنی نقاب گرادی اور میری بے صبر آنکھون کو ایسی صورت کے لیے پریشان مضطر چھوڑا کہ جسکو نیچر نے اور صورتون مین ممتاز بنایا تھا۔

یہ گویا ایک حجاب کا نشان تھا مین اس حسینہ کے آگے بہت ہی جُھکا اور مین نے بے ربط کلام سے اسکی تعریف کرنی شروع کی اور جسقدر کہ حُسن اور خوبی اسمین تھی اُسکو بہت ہی اچھے پیرایہ مین ادا کیا۔ اور اس انداز سے گفتگو کی کہ میری عمدگی اور میری لیاقت اُسکے دل مین کھُب گئی۔ غرضکہ امیر الامراکی بیوہ اپنے چاہیتے سے پوری مطئین ہوگئی اور جو بھروسہ کہ اُسنے مجھپر کیا تھا وہ فوراً ظاہر کیا اور مجھے اپنی سب پوشیدہ باتون سے اچانک آگاہ کر دیا۔

شکر لب۔ مین بہت ہی مشکل کی صورت مین ہون۔ وہ بُری آنکھ جو مجھپر تلی ہوئی ہی اُسنے میری جان کو گھُلا دیا ہی۔ تم خیال کرو کہ صرف اس دولت سے جو مجھے اپنے متوفی خاوند (اللہ اُسپر رحمتین نازل فرماے) سے پہونچی ہی اور اسکے علاوہ اور بھی جو کچھ میرا مال و متاع ہی اُسنے میرا ناک مین دم کر رکھا ہی اور صرف اسی کے سبب سے مجھے وہ وہ دور اندیشانہ خیالات کرنے پڑتے ہین کہ اُنھون نے مجھے دیوانہ بنا دیا ہی۔ اگر مین کنبے کی جاگیر سے علیحدہ ہوجاؤن تو مجھپر رشتہ دار اپنی حقیقت کا دعویٰ کرتے ہین۔

میرے بھائیون کی ٹری چاہت ہی کہ وہ میرے لیے خاوند تلاش کرین کیونکہ وہ
ایک ادنی لبادا جا نولون کے بورون سے بدلنا چاہتے ہین۔میرے متوفی خاوند کا
ایک بھتیجا مولوی ہی اُسنے جداستم کر رکھا ہی وہ یہ دعوی کرتا ہی کہ جب خاوند مرجاتا ہی تو
اُسکا کوئی رشتہ دار بیوہ پر دعوی رکھ سکتا ہی۔دوسرے اور رشتہ دار ہین انھون نے عجب
ناک مین دم کر رکھا ہی وہ کہتے ہین کہ جو کچھ اسوقت تیرے قبضے مین ہی اسپر تیرا دعوے
پہونچتا ہی نہین۔غرض ان باتون نے مجھے ایسا بیچین کیا اور ایسا پریشان بنایا اور انسے
مین ایسی تنگ ہوگئی کہ مین نے اس پریشانی کے کھونے اور اس چقلش سے نجات پانے کا
اور اس سے بہتر کوئی طریقہ ہی نہین دیکھا کہ مین دوسرا نکاح کرلون قسمت نے تمھین میرے
راستہ مین پھینکا ہی خیر تو مین بھی موجود ہون۔

پھر اسنے مجھے اس امر سے بھی مطلع کیا کہ اس نکاح کے لیے مین نے یہ سامان کیا
ہی۔مین نے اسکے بند وبست کو بطیب خاطر پسند کیا۔اور مجھے یہ بھی اطلاع دی کہ مین نے
ایک قانونی شخص تجویز کر لیا کہ جو تمام مناسب کاغذ تیار کرے گا۔وہ یہین اسوقت مکان
مین موجود ہی۔

شکرلب بہت ہی بے صبر تھی اور یہ چاہتی تھی کہ ذرا بھی توقف نہو۔اسنے جلدی
سے بوڑھی عورت سے کہا کہ تو حاجی بابا کو قانونی شخص کے پاس دوسرے کمرے مین لیجا
یہ کمرہ مکان کے بہت ہی دور و دراز والے حصے مین تھا۔علاوہ اپنے یہ قانونی شخص
دوسرا بھی اپنے ساتھ لے آیا تھا جس کی نسبت اسنے یہ بیان کیا کہ یہ تمھارا وکیل قرار
دیا گیا ہی کیونکہ جس قدر کہ عورت کی جانب پر ایک وکیل کی ضرورت ہوتی ہی اُسیقدر
مرد کی طرف سے ہوتی ہی۔اسنے پھر عقدنامہ میرے آگے پیش کیا جس مین ہنوز اسنے
مہر لکھا تھا اور اس مین اس عورت کی ملک وغیرہ بھی شریک تھی اب مجھ سے
درخواست کی گئی کہ تم اس مین کس قدر زیادہ کرتے ہو۔

یہ سُنکر میرے کان ذرا کھڑے ہوے اور پھر مین نے اپنی عقل کی طرف پلٹا کھایا سب سے عمدہ جواب جو مین دے سکتا تھا وہ یہی تھا کہ مین نے پھر اسی جواب کو دوبارہ دُھرایا کہ مین پہلے بُڑھیا سے کہہ چکا ہون کہ تاجر کی دولت کا کچھ ٹھکانا نہین ہے جو دُنیا کے مختلف حصص مین تجارت مین پھیلی رہتی ہو لیکن جو کچھ میرے پاس تھا اُسکو اپنی بیوی کے دینے مین ذرا بھی تامل نہین کیا کیونکہ اس قسم کا اقرارنامہ طرفین سے ہوتا ہے

میرے ضرر رسان کاتب نے کہا کہ یہ تو بہت ہی درست ہے لیکن کچھ چیز مصرحہ بھی ہونی چاہیے۔ مثلاً اس معاملہ مین یہ بتاؤ کہ قسطنطنیہ مین تمھاری جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کتنی ہے یہ تو ایک بدیہی امر ہے کہ تم اتنے دور دراز کے فاصلے پر سوائے عظیم الشان اور معروف مطالب کے اور کسی کام کے لیے تو آئے نہین۔ اس جگہ تمھارے پاس جس قدر دولت ہے اُسکو طے کر لو۔ چاہے زرنقد ہو چاہے تجارتی اشیا ہون۔ چاہے مکانات ہون جس سے اسوقت ایک اطمینان ہو جائیگا

مین۔ (مطالبہ پر ذرا اچھا چہرہ بنا کر) یون ہی سہی۔ یہ کہہ کر مین نے اپنے دل مین اندازہ کیا کہ کیا کہون پھر ذرا دلیری اور بے جگری سے یہ بولا۔ اچھا تم لکھدو کہ مین نے بیس تھیلیان روپیہ کی اور دس کپڑون کی دین۔

اسپر امیر کی بیوہ اور اُسکے ایجنٹ مین باہم گفت وشنید ہوئی تاکہ ایجنٹ اُسے اطلاع دے کہ دولھا کی یہ تجاویز ہین اور اس مین بیوہ کی مرضی حاصل کرے۔

غرض تھوڑی سی جھجک کے بعد تمام امور طے ہو گئے اور طرفین کا اطمینان ہو گیا۔ دستاویزون پر ہم دونون کی مُہرین لگائی گئین۔ معمولی قول و قرار طرفین کے وکیلون کی طرف سے ہوے غرض شریعت کے موافق نکاح ہو گیا حاضرین جلسہ نے مبارکباد دی جسوقت کاتب روانہ ہونے لگے مین نے اُنکی اُجرت دیدی اور انکے علاوہ اپنی دُلھن کے گھر مین جس قدر لوگ تھے سب کو انعام بانٹ دیا۔

بجاے عثمان آغا کے پاس واپس ہونے اور نیچون کے پلنگ کے پاس لیٹنے کے یہان ہوا ہی اور سما گئی۔ اور خاصے شاندار امیر تزک بنگئے اور ایسے سجے ہوے حرم مین جاکر آرام کیا۔

بائیسوان باب

حاجی بابا کا حقے والے تاجر سے دولتمند آغا ہونا

مجھے یہ امر جلدی معلوم ہوگیا ہی کہ مجھے بہت دشوار حصہ انجام دینا ہی۔ ایک چینی فلسفی کا مقولہ ہی کہ اگر کھانے کا عمل صرف مُنھ اور تالو تک ہی مقید رہتا تو اس سے بہتر بات کیا ہوتی اور پھر جھگڑا ہی کیا رہتا۔ لیکن یہ صرف معدہ اور ہاضم آلہ جسمانی ہین اور جسم کا باقیماندہ حصہ ہی کہ جو کسطرح سے خوراک ہضم کرنے مین مستعدی ظاہر کرتا ہی جس سے بہت کچھ صحت ہویدا ہوتی ہی۔ یہی شادی مین حال ہی کہ اگر صرف اسی پر انحصار رہے کہ جو کچھ بیوی اور خاوند مین آکر واقع ہوا ہی تو پھر کچھ بات ہی نہین ہی۔ لیکن غضب تو یہ ہی کہ رشتہ دارون کے ہاتھون پڑتا ہی اور کنبے کو اس معاملے سے دلچسپی ہوتی ہی۔ اور وہی اس معاملے کی مصیبت اور خوشی کا انفصال کرتے ہین۔

میری خوبصورت بیوی نے شادی کے کئی دن بعد تک مجھے اپنے کنبے کی تاریخ سُنانے مین لگاے رکھا۔ اُنکے باہمی تنازع کا بیان کیا۔ اُنکے حسدون اور بغض و عناد کا تذکرہ کیا اور خصوصاً اُسنے یہ بھی بیان کیا کہ سب کا خیال میری طرف بہت ہی متوجہ ہی اور سب مجھپر زیادہ تر لوٹے پڑتے ہین۔ اُسنے مجھ سے اس امر کی بھی سفارش کی کہ ہمین اس شادی کی اپنے بھائیون سے اطلاع کرنے مین بہت ہی کمال اندیشی اور خیال چاہیے۔ گو ہمارا باہم بہت جلدی نکاح ہوگیا ہی اور ہم قانونی ایک دوسرے کے میان بیوی ہوگئے ہین۔ مگر پھر بھی ہماری خوشی کا انحصار زیادہ تر اُنکی نیک مرضی پر منحصر ہی۔ کیونکہ وہ

بہت ہی دولتمند ہین اور اُنکی توقیر سارا شہر کرتا ہی۔ تو جہان تک ہماری قدرت مین
ہوا اور جیسے ہوسکے اُنسے احتیاط کرنا چاہیے۔

ایک دور اندیشانہ اُسنے یہ اندازہ کیا اور وہ بیان کرنے لگی کہ شادی کے معاملہ
مین جب میری ایک دولتمند تاجر سے ٹھہر رہی تھی اور اسمین میرے بھائی سے صلاح
لی گئی تو اُسنے کچھ انکار نہین کیا تھا مگر مین نے ہی اُس تاجر کو قبول نہین کیا۔

تو اب ہمین مناسب ہی کہ ہم اپنی شادی کی شہرت دیدین اور گھر مین سب کو بلاکر
دعوت کردین اور نمایان اور شاندار دعوت کرنے مین خرچ کا کچھ لحاظ نہ کیا جاے کیونکہ ہمین
صرف یہ یقین دلانا ہی کہ شکر لب صرف ایک پردیسی پر ریجھ کر فریفتہ نہین ہوگئی ہی اور اُسنے بالکل
اپنے کو اُسپر مائل نہین کردیا ہی بلکہ اپنا معاون اور مددگار گھر کا منتظم بنانے کے لیے نکاح کیا ہی۔

مین نے اُسکی خواہشات کی تائید کی اب مین ایسے موقع پر بہت خوش تھا کہ ہمارے
اظہار اور نمود دولت کا موقع آئیگا۔ مین نے دو ملازم کرایہ پر لیے دونون اپنا خطاب مخصوص
قیام گاہ رکھتے تھے۔ مین نے اپنی بیوی کے متوفی خاوند کے سب پُرانے حقّے نئے حقّون سے
بدلواے جنکا اسوقت فیشن بھی تھا۔ اسی طرز پر مین نے اپنے لیے بھی ایک سٹ کا سٹ قہوہ
نوشی کے پیالون کا لیا طشتریون مین بہت کچھ خرچ ہوگیا تھا بعضی تو سونے کی تھین اور
بعض پر مینا کاری کا کام ہو رہا تھا اور جو مین نے خاص اپنے استعمال کے لیے لین اُنمین
قیمتی جواہرات جڑا ہوا تھا۔

جب مین نے اپنی بیوی کے پہلے خاوند کے جوتے کو زیب پا کیا تو اب مین نے یہ
بھی ارادہ کیا کہ اسکے کپڑے بھی ٹٹولنے چاہئین۔ یہ شخص کپڑے پہننے مین بہت ہی کشادہ دل
تھا اور اسکے بڑے بڑے قیمتی کپڑے رکھے ہوئے تھے وہ بھی زیب تن کیے۔ بالجملہ دعوت کا
وقت آنے کے قبل مین نے اپنا سامان آغا کی طرح سے سب کرلیا۔ گو یہ تو مجھے یقین تھا کہ
مین پیدائشی نائی ہون لیکن میری صورت شکل ایسی بنی ہوئی تھی کہ مجھے یہ کوئی نہین

پہچان سکتا تھا کہ اُسکی اصلیت یہ ہوگی بلکہ ایک امیرانہ صورت میری تھی۔
مین اس امر کے بیان کرنے مین فروگذاشت نہین کر سکتا کہ دعوت سے پہلے مین اپنے نئے رشتہ دارون سے بہت ہی لایق صورت مین ملا۔ اوراگرچہ اس امر مین بہت ہی متردد تھا کہ دیکھون ہماری ملاقات کا نتیجہ کیا ہوتا ہو مگر جب مین امیر کے موٹے تازے گھوڑے پر شاہراہ ہون مین سوار ہوکر نکلا گھوڑے پر مخملی زین پوش جو زین پر لگوان جاتا تھا۔ چارون طرف اچھے اچھے کپڑے پہنے ہوے نوکر بچو بچو کرتے ہوے ایسی حالت مین ظاہر ہو کہ میری خوشی اور شادی کا کیا عالم ہوگا۔ لوگون کو مین دیکھتا تھا کہ برابر راستہ کرتے چلے جاتے تھے اور مجھے دیکھ دیکھ کر اپنے اور گھوڑے کی آن بان پر نظر ڈالکر جو کس ناز و انداز سے مٹک مٹک کر چلتا تھا گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اُسے مجھ جیسے سوار پر فخر ہو لوگ اپنے ہاتھ مجھے دیکھکر برابر سینون پر رکھتے جاتے تھے۔ ترکون یا عربون مین یہ قاعدہ ہو کہ اگر کسی کو سلام کرینگے تو اپنے ہاتھ ماتھے کی طرف نہ اُٹھائینگے بلکہ سینے پر رکھ لینگے۔
میری اس شان و شوکت اور آراستہ و پیراستہ حالت سے اور کچھ نہین تھا صرف ایک انسانیت ٹپکتی تھی۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ یہ بھی کوئی مرد آدمی ہو۔ یہ تو سب کچھ تھا اب یہ دیکھنا چاہیے کہ میرے ان ہموطنون پر کیا گذرتی ہوگی جو میرے ہمراہ کاروان مین آئے تھے اور جو اسوقت چمڑے کی ٹوپیان اور موٹے روئی کے کوٹ پہنے ہوے تھے صرف اتنا تھا کہ اپنی حسرت بھری نظرین تعجبانہ میری طرف اُٹھاتے تھے اور مجھے اس جاہ و حشمت کا مزا لیتے ہوے اور عثمانی پوشاک مین جلوہ دیتے ہوے دیکھکر منھ پھاڑے ہوے سکتے مین رہ جاتے تھے۔ یہ مین نہین بتا سکتا کہ آیا اس حالت مین اُنھون نے مجھے پہچانا یا نہین لیکن ہان جس شاہراہ مین میرا گذر ہوتا تھا مین ایک جانب اپنے سر کو پھیر لیتا تھا کہ میرا سر بڑے نمایان عمامہ اور چھاج سی داڑھی کے ضمنی سایہ مین پوشیدہ

ہوجاتا تھا۔

جیسا مین نے امید کیا تھا کہ میری ملاقات دیکھیے کیا نتایج پیدا کرتی ہی وہ نہین ہوا بلکہ کامیابی کے ساتھ وہ وقوع مین آئی۔ انکا چال چلن کیسا ہی کیون نہو لیکن انھون نے میرے ساتھ تو بہت ہی انسانیت برتی اور بہت ہی اخلاق و مروت سے پیش آئے۔ اور نیز وہ فخر کنان بھی اس امر سے معلوم ہوتے تھے کہ ہماری بہن سے تم نے شادی کرلی گویا ہمارا تمام خاندان نواز دیا چونکہ وہ تاجر تھے اِدھر اُدھر سے پھر پھرا کر آخر تجارت ہی پر آپڑے مین نے بھی یہ کام کیا کہ جہان تک مجھسے ممکن ہوا انھین اسکا یقین دلایا کہ میری تجارت کی اتنی وسعت ہی اور مجھے اس مین یہ غلو حاصل ہی۔

جسوقت کہ اُنھون نے مجھسے تجارتی ملکی حالات دریافت کرنے شروع کیے تو مین بہت چونکا اور مجھے خوف معلوم ہوا اور ذرا چوکنا ہوکر مین ہوشیار ہوگیا انھون نے مجھسے بغداد اور بصرے کی تجارت پر جرح کے سوالات کرنے شروع کیے اور مجھسے عرب اور عموماً ہند کے شہرون کا تجارتی تعلق دریافت کرنے لگے نیز چین کے ملک کا بھی ذکر آیا۔ یہان ان سب باتون سے محض نابلد اگر کچھ راے زنی کرتے ہین تو مشکل پڑتی ہی آخر یہی راے ہوئی کہ مین نے یکایک اس گفتگو کو پھیر کر ایک آدھ بات پر ختم کردیا اور دو تین باتین اور تجویزین ملا کر اُنھین ایسا راضی کردیا کہ جس سے کوئی ایسی ویسی بات پیدا نہین ہوئی۔

جب یہ بھی ملاقات اختتام پذیر ہوئی تو ایک خیال اور میرے دل مین آیا اور مجھے معلوم ہوا کہ ابھی ایک فرض اور بھی باقی رہگیا ہی اور وہ یہ ہی کہ اپنے پرانے منعم بوڑھے عثمان آغا کو بھی اس خوشی کا حصہ دار بنایا جاے اور جو دعوتی تقریب کہ ہمارے ہان ہوگی سمین اسکو بھی شریک کیا جاے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی مجھے یہ بھی خیال آیا کہ وہ میری اصل نسل سے بخوبی واقف ہی اور یہ سخت مقام خوف ہی اگر بھولے سے یا اشارتہً اُسکی زبان سے کچھ نکل گیا تو غضب ہی ہوجائیگا تو اب یہ لازم ہی کہ نہ اُسکو اور نہ اپنے کسی

ہموطن کو اس دعوت مین مدعو کرون بلکہ خبر بھی نہون۔
جب یہان میرا پورا جماؤ ہو جائیگا اور مجھے کسی قسم کا کوئی خوف نہین رہے گا
اُسوقت کچھ مضایقہ بھی نہ ہوگا۔

تیئیسوان باب

حاجی بابا کی اپنی بیوی سے نزاع

دعوت کا انجام بہت ہی کامیابی سے ہوا اور مین اپنے مہمانون کو اس امر کے یقین دلوانے مین پورا پورا کامیاب ہوا کہ حاجی بابا اسی شخصیت کا شخص ہے کہ جو اسنے خود ظاہر کی تھی۔ اس کامیابی نے میرے نئے جوش اور خواہشین پیدا کرنے کے لیے قدم بڑھاے اور اب مین شب و روز خوشی منانے لگا۔ خوش و خرم آدمیون کے ساتھ بیٹھتا اور اُن سے زندگی کی کیفیت اُڑاتا۔ خوب خوب نفیس نفیس پوشاکین زیب تن کرتا۔
یہ تو ایک بدیہی بات تھی کہ میرا ایک خوش قسمت دولتمند لیڈی کے ساتھ نکاح ہونا میری بے آرامی کا باعث ہوا کیونکہ یہ مین خوب جانتا تھا کہ جھگڑا صرف بالائی اور پنیر پر نہ اٹھانا تھا لیکن جن باتون کا کہ مین نے بوڑھی عورت کو یقین دلایا ہے اُنپر تو ضرور ہی کچھ نہ کچھ غلغلہ اُٹھے گا۔
مین نے اپنے دل مین کہا کہ وہ بوڑھا امیر یعنی میری بیوی کا مرحوم خاوند بہت ہی اچھا شخص تھا کہ تمام زندگی مین صرف ایک ہی شے پر جھگڑتا رہا دوسری چیز کی نوبت آئی
مین نے دل مین سوچ لیا تھا کہ جب میری یون تقدیر کھلی ہے تو مین زمانۂ مدید تک اسی خوش اسلوبی اور عیش و عشرت کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرونگا۔ میرا ارادہ ہوا کہ اب ذرا اپنی فوق البھڑک نمایش اور شان و شوکت اپنے ہموطنون اور کاروانسرا مین بھی چلکر دکھاؤن اور جو کچھ میرے بوڑھے ماسٹر کو میری صورت دیکھ کر تعجب اور حیرت ہو

اُسکا بھی مزا چکھون۔

اب اسوقت بالکل چارون طرف امن و امان تھی تو یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ اب کچھ اغوا بھی اگر کوئی کرے تو نہین ہوسکتا۔ مین نے اپنے قیمتی کپڑے زیب تن کیے اپنے اصطبل کے نایاب اور باد رفتار گھوڑے پر سوار ہوا اپنے ملازمین کو اپنے ساتھ لیا اور مین کاروانسرا کی طرف بڑھا۔

جس کاروانسرا مین مین نیچے لے کر داخل ہوا تھا۔ جب مین کاروانسرا کے دروازے مین داخل ہوا تو کسی نے بھی مجھے نہین جانا لیکن سب یہ سمجھکر کہ یہ ہمسے کچھ مال خریدنے آئے ہین اور کوئی رئیس ہین تعظیم بجا لائے۔ مین نے جاتے ہی عثمان آغا کو پوچھا۔ میرے خادم نے ایک نفیس ایرانی غالیچہ میرے بیٹھنے کے لیے بچھا دیا اور میرے آگے امیری قیمتی پیچوان پینے کو لگا دیا۔ عثمان آغا بہت ہی ادب سے آیا اور میرے غالیچے کے کونے کے پاس بڑے تکلف سے بیٹھ گیا لیکن ہنوز پہچانا بھی اُسنے نہین تھا۔ مین نے اُس سے بغیر کسی بات چھپانے کے گفتگو کی کہ وہ ذرا غور سے میری طرف متوجہ ہوا اور دیکھے کہ مین کون ہون عثمان آغا کو شبہہ تو ہو گیا تھا اور بیتاب ہوا جاتا تھا۔ آخر نہ رہا گیا اور یہ کہہ ہی اُٹھا بخدا تم حاجی بابا ہو۔ یا کوئی متنفس ہو۔ یہ سُنکر مجھے دل ہی دل مین بہت ہنسی آئی جب طرفین سے باتین ہوئین اور وہ مجھے پہچان گیا کہ حاجی بابا ہی ہے تو مین نے اُس سے ساری کیفیت بیان کردی کہ مین اسطرح سے اُن پچاس اشرفیون سے جو آپ سے نفع کی لی تھین اس شان و شوکت کو پہونچا۔ اسکا فلسفیانہ دماغ میری قسمت کے یکایک پلٹا کھانے سے کچھ خوش نہین ہوا لیکن ہان جب میرے ہموطنون نے جانا کہ یہ اس پوشاک و رجاہ و حشم مین حاجی بابا کا جلوہ ہوا ہے اور یہ گھوڑا نوکر چاکر قیمتی پیچوان یہ سب اسی کے لیے حاضر ہے تو اُنکے دل مین قومی حسد کی آگ بھڑکی اور میری یہ صورت اُنھین سخت ناگوار گذری۔ مجھ سے اب بھی غلطی ہو گئی مجھے ضرورت ہی کیا پڑی تھی کہ مین اپنے کو اس تزئینی

صورت مین ظاہر کرتا۔

ایک بولا۔کیا یہ اصفہان کے نائی کا بیٹا وہی حاجی بابا ہی۔خدا کرے اسکے باپ کی قبر ناپاک ہوا ور اسکی مان پر لعنت پڑے۔

دوسرا بولا۔ای ایران سرزمین کے اچھے لڑکے تونے بہت ہی اچھا کام کیا۔خدا کرے اور بھی یون ہی کرین۔

تیسرا بولا۔اسکے بڑے عمامے اسکے لمبے جامے اور اسکے بڑے پیچوان کی طرف تو خیال کرو اسکے باپ نے تو کبھی خواب مین بھی یہ چیزین نہین دیکھی تھین۔

میرے ہموطن مجھ سے اس حاسدانہ گفتگو سے پیش آئے بجاے عزت کرنے کے اُنھون نے میری اور توہین کی مین وہان سے اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر اُنھین اُنکی حقارت آمیز گفتگو کرتے ہوے چھوڑ آیا۔

پہلے تو مجھے یہ جوش آیا کہ اینر غضب نازل کرون۔اور پھر دوبارہ مجھے خود اپنے پر غصہ آیا۔

مین۔(آپ اپنے دل مین) بیشک تم نائی کے لڑکے ہو جو کچھ اُنھون نے کہا رب علی حسین نائی کی روح کی قسم سچ کہا۔کیا یہ ممکن ہی کہ ایک موٹا تازہ شکاری کتا بھیڑیون مین جاے اور اُسکے ٹکڑے نہ اُڑ جائین۔کیا ایک بیوقوف شہری یہ ممکن ہی کہ جنگلی اور وحشی عربون مین چلا جاے اور وہ اُسے نوچ کھسوٹ کر برہنہ نہ کردین۔شاید حاجی کبھی ایک دن عقلمند بنجاے لیکن اوّل ہی اوّل جو اُسے زرخیزی حاصل کرنے کا موقع آیا ہی یہ تو اُسکے لیے ضرر رسان ہوا۔(اپنی داڑھی اپنے ہاتھ مین لے کر) یہ کمبخت کس مطلب کی ہی ہاے ذرا بھی اتنی بڑی ہوکر عقل نہ آئی ایک بہت بڑے عقلمند کا قول بہت ہی درست ہی کہ اپنا ساتھی کبھی اپنے ساتھی کی سربلندی اور سرفرازی سے ہرگز خوش نہوگا بلکہ اسکی خوشی اُسوقت ہوگی کہ جب وہ اُسکو پھانسی کی لکڑی

پر لٹکا ہوا اپنی آنکھ سے دیکھ لے گا۔

اِسی خیال مین غلطان و پیچان مین اپنے گھر کی طرف پھرا یہ ارادہ میرا پہلے ہی سے ہوگیا تھا کہ تمام باقیماندہ دن ایک گوشہ مین آرام سے اپنی اس صورت پر خیال دوڑاتا رہونگا مگر اس رنج و ملال مین یہ حزن اور بھی بڑھا کہ میری بیوی شکرلب کو خبر نہین کس پاجی اور پلید بیدر۔مگ نے بہکا دیا کہ اُسنے اُس روپیہ کا مطالبہ کیا جو دُلھن کے جوڑے بننے کے لیے اقرار کیا تھا۔اسکی بیجا بیجا نامعقول استدعا سے مجھے وہ غصہ آیا کہ جس قدر طیش اپنے ہموطنون کی طرف سے میرے دل مین اُٹھ رہا تھا وہ سب اُسی پر پلٹ پڑا اور مین نے اپنا غصہ اُسپر اُتارا۔مین نے بہت ہی غضب کی حالت مین اور زور سے یہ الفاظ کہے لعنت ہو اُسپر اور تف ہی تجھپر یہ مین نے حد سے زیادہ طیش کی حالت مین کہا مین تو ہمیشہ بہت ہی ملائم اور نرم دل تھا لیکن اسوقت مازندرانی شیر کی طرح سے بھڑک اُٹھا۔

میری بیوی پہلے تو میرے اس غیظ و غضب سے بہت ہی حیران ہوئی اور اب وہ اپنی بوڑھی عورت اور لونڈیون کو اپنی تائید کرنے کے لیے مستعد کرکے جواب دینے کے لیے بہت ہی بے صبر معلوم ہوئی اور موقع ڈھونڈھنے لگی۔پھر جو موقع پاکر اُسنے جواب دینا شروع کیا تو وہ وہ الفاظ تیزی مین بولے کہ یہ تعجب ہوتا تھا کہ اتنے سے چھوٹے دہن سے اتنے بڑے الفاظ کیونکر سرزد ہوتے ہوے چلے جاتے ہین۔اسکی طراری کے آگے بڑھیا عورت بھی گرد تھی اور تمام عورتین بول رہی تھین لیکن تو بہ اُسکے آگے کہین چل سکتی تھین۔تاہم مجھپر وہ سب ملکر ٹوٹی پڑتی تھین اور اُنکے غصے اور غضب سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ مجھے بالکل مغلوب کرلین گی مین نے انکا مقابلہ کرنا چاہا مگر یہ محض ناممکن تھا۔اس قدر دُند مچا اور وہ طیشی شعلہ ہاے آتشین بلند ہوے اور اس قدر کہرام مچا کہ تمام عالم سر پر اُٹھا لیا اور جس کمرے مین یہ آفت برپا تھی وہ

اس قابل نہین معلوم ہوتا تھا کہ ہمین اور ہماری اس صورت کو سنبھال لے گا۔
آخر مین نے یہ مصلحت سوچی کہ اسنے پناہ لینی چاہیے۔ مین حرم سراے اس واویلا نالہ و بکا اور غل شور سے چلا گیا۔
مین اس غم والم اور محزونی مین اپنے کمرے مین جا کر بیٹھا اندر سے دروازہ مقفل کر لیا گو اس کمرے مین ہر قسم کا سامان عیش و نشاط جمع تھا جس سے مین اپنی طبیعت کو بطرز احسن شادمان کرتا تھا۔ مگر نہین مین اُسوقت وہ منحوس اور آفتی تھا کہ جسکی تمام خوشیان غم والم کے ساتھ بدلگئی تھین اور سرمیدان پر حزن و ملال کی افواج قاہرہ برابر تاخت و تاراج کرتی چلی آتی تھین۔ یہان تو یہ کیفیت تھی۔

نسل من از دودمان نوع انسانی مجو	حور غم رضوان درو است آدم و حوا من

اسوقت جو کچھ کہ بے آرامیان اور مصائب تھے وہ سب میرے آگے پھر رہے تھے مجھے اسکا بار بار خیال آتا تھا کہ مین اپنے جال مین خود ہی پکڑا گیا۔ یہ بھی خیال آتا تھا کہ اگر اس بلاے بے درمان سے جھوٹی ہوا بندیان کر کے اور غلط بول بُلا کر اسوقت خلاصی بھی حاصل کرون تو پھر کیا بکرے کی مان کب تک خیر منائیگی پھر اسکا آخر یہی ہوگا کہ مصیبت دوبارہ نازل ہوگی۔
اگر ایسا ہوا کہ اسوقت تو مین اچھا ہو کر چھوٹ جاؤنگا لیکن جب میری بیوی عدالت مین استغاثہ دائر کریگی تو ظاہر ہے کہ اقرار نامے پر میری مُہر ہے اور مہر بھی بل مُہر تو پھر اسوقت سواے اسکے کہ ایک عالم کی نگاہ مین جھوٹے ثابت ہوا اور دُنیا کی نگاہ مین ذلیل ہوا اور کیا ہوگا وہی ڈھاک کے تین پات موجود ہین۔

چوبیسوان باب

حاجی بابا کا ٹھگ ثابت ہونا بیوی کو کھونا اور پھر وسیع دُنیا کا اسکی آنکھو نکلے آگے آنا

مین نے اپنی رات تپ گرفتہ کی طرح سے بہت بیچینی کی حالت مین گذاری اور جب تک کہ ملاؤن نے اپنی اذانون سے دن نکلنے کی خبر نہ دی مین نہ سویا۔ شاید ہی ایک گھنٹے مین سویا ہونگا کہ اتنے مین میرے کانون مین کچھ غیر کی سی آواز آئی کہ میرے خادم نے مجھے آکر اطلاع دی کہ آپ کے نسبتی بھائی مع چند آدمیون کے موجود ہین یہ سُنتے ہی میرا تو دم فنا ہو گیا اور میرے تمام جسم پر ایک رعشہ سا چھا گیا اور تمام اوسان باختہ تھے۔ کہ اب جو کچھ مین نے اُنکے آگے جھوٹ بکا ہے دیکھیے اُسکا نتیجہ کیا ہوتا ہے پچاس خطرے جو ایک سے ایک بڑھا ہوا تھا میرے دماغ مین آنے شروع ہو گئے اور میرے تلوون مین وہ سنسنیان اُٹھین کہ برسون ہو گئے تھے جب مجھے مشہد مین سبق ملا تھا اسوقت شاید ایسی حالت ہوئی ہو تو ہوئی ہو مین نے اپنی طبیعت مین پھر خیال کیا کہ کچھ ہو شکر ہے آخر کو میری بیوی ہے اور اگر فرضاً باللہ یہ بھی سہی کہ مین نے حیلہ سازی کر کے انھین اس دھوکے مین پھنسایا کہ مین امیر ہون تو کیا نئی بات کی ہزارون یون ہی رات دن کرتے ہین۔ پھر مین نے اپنے نوکرون سے کہا کہ انھین یہین بھیجدو اور بہت جلدی قلیان اور کافی تیار کرو۔

میرا بستر تو سمیٹ کر کمرے کے باہر چلا گیا تھا اور میرے مہمان بہت ہی خاموشی کیساتھ یکے بعد دیگرے میرے دیوان خانے مین آکر بیٹھے۔ ان آدمیون مین دو میری بیوی کے بھائی تھے۔ اُسکے چچا اور ایک نہایت ہی درشت صورت کا ایک شخص تھا کہ جسکو مین نے کبھی نہ دیکھا تھا یہ تو سب بیٹھے ہوے تھے مگر پرے کی طرف خدام کا ایک گروہ کھڑا ہوا تھا جس مین دو آدمی ایسے جلادون کی سی صورت تھے کہ مجھے تو اُنکی صورت سے خوف معلوم ہوتا تھا۔ یہ بڑے بڑے وزنی ہتھیار باندھے ہوے تھے اور میری طرف ان کی آنکھین برابر لڑ رہی تھین۔

مین نے کوشش کی کہ مین اپنے کو بہت ہی غریب اور مسکین ثابت کرون۔

مین نے بطور مکر کے انکے آنے پر بہت ہی خوشی ظاہر کی اور انکی صورتون کو دیکھکر کھل گیا۔

مین نے ان سے بہت ہی مختصر یک تلفظی لفظون مین باتین کین اور پھر مین نے اپنے نوکرون کو حکم دیا کہ قلیان لاؤ اور قہوے کی پیالیان آگے حاضر کرو۔ مجھے خیال تھا کہ شاید اسکا انکے دلون پر کچھ اثر ہو۔

مین۔ (بڑے بھائی کی طرف مخاطب ہوکر) خدا کرے تمھارے گھٹنے خوش قسمت ہون۔ اسوقت علی الصباح مجھ سے کوئی بات کہنی ہی اگر ہی تو ارشاد ہو۔

بڑا بھائی۔ (بدشگون توقف کے بعد) حاجی کیا تمنے بغیر فہم و ادراک اور سمجھ بوجھ کے ہمکو جانورون کی طرح سے برتنا۔ یا تم آج کے دن اپنے کو اسدرجہ کا آدمی سمجھتے ہو کہ تمھارا کوئی مقابل نہین ہی۔ خصوصاً کیا تمھین یہ استحقاق ہی کہ تم آدمیون کی داڑھی اپنے ہاتھ مین پکڑ لو اور جو تمھارا جی چاہے اُنکے ساتھ کرو اور پیش آؤ۔

مین۔ یہ کیا بات ہی جو آپ فرما رہے ہین ای میرے آغا مین تو کچھ بھی حقیقت نہین رکھتا مین تو ایک چٹکی خاک سے بھی تو کمتر ہون۔

دوسرا بھائی۔ (بہت ہی تیز اور گرم لہجے مین) ای شخص تو یہ کہتا ہی کہ مین کچھ بھی نہین لیکن تو یہ بتا کہ ہماری تونے گت کیا بنائی ہی۔ کیا ہماری کچھ بھی حقیقت نہین ہی کہ تو اتنی دور بغداد سے ہمین بندر کی طرح ڈگڈگی پر نچانے آیا۔

مین۔ ای اللہ بزرگ اور نیک۔ یہ سارا معاملہ کیا ہی۔ آپ کس معاملے مین گفتگو کر رہے ہین مین نے کیا کیا۔ آپ فرمائیے اور سچ فرمائیے۔

میری بیوی کا چچا۔ آہ حاجی حاجی (اپنا سر اور بھوری داڑھی ہلاکر) تم یہ کیا بک رہے ہو۔ اور بھلا خیال تو کرو کہ تم جیسا شخص کہ جسنے دنیا کا بہت کچھ دیکھا ہی اور وہ یہ خیال کرے کہ اورون کو اپنے ساتھ غلاظت کھلانے مین شریک کرے اور پھر اللہ کا

شکر کرے۔ خیر ہم غلاظت تو کھالین گے لیکن حضرت قصور معاف آپ کی بیجا باتون کو
برداشت نہ کر سکین گے۔

مین۔ اے میرے معزز چچا آخر آپ بتائین تو سہی کہ مین نے کیا کیا ہی۔ آپ کو میری
روح کی قسم فرمائیے تو سہی۔

میری بیوی کا چچا۔ آپ نے کیا ہی۔ کیا آپ نے جھوٹ نہین بولا۔ کیا آپنے چوری
نہین کی۔ کیا آپ نے دھوکا دے کر ایک با عصمت عورت سے شادی نہین کی۔ آپ
تو ایک ایسے شگرف شخص ہین کہ یہ سب کچھ کیا لیکن پھر بھی کچھ نہ کیا۔

بڑا بھائی۔ تم اسے بڑی عزت خیال کرتے ہو کہ اصفہان کے نائی کے لڑکے نے
قسطنطنیہ کے دولتمند خاندان کی لڑکی سے شادی کی۔

دوسرا بولا۔ آپ دیکھیے تو سہی کہ صرف پیچے فروش شخص تاجر کے بھیس مین نمودار
ہوا اور وہ اس امر کے قابل سمجھا گیا۔

چچا۔ بہت ہی شدت سے لیکن حاجی۔ الحمد للہ رب العالمین بہت بڑا
عظیم الشان تاجر ہی۔ اسکا رشیمی اور مخملی سامان اسوقت راستہ مین ہی اور اسکے تبادلے
مین بخارا سے بھیڑی کا چمڑا آئیگا۔ اسکے دوشالے ہمارے لیے کشمیر سے آرہے ہین۔ اور
اسکے تجارتی جہازون نے چین اور بصرے کے سمندرون کو پاٹ دیا ہی۔

چچا کا بیٹا۔ آپ اسے نائی کا بیٹا کہتے ہین نہین نہین خدانخواستہ یہ تو قریش
کی نسل مین سے ہی یہ اولاد قریش مین سے تھوڑی ہی ہی بلکہ اللہ کی عنایت سے یہ اس
خاندان کے جدامجد مین سے ہی۔ بھلا منصوری عرب سے کون مقابلہ کر سکتا ہی۔

مین۔ بار بار۔ یہ بات ہی کیا ہی۔ تمام طوفان عظیم کو اپنے گرد برپا دیکھکر) اگر آپ مجھے
قتل کرنا چاہتے ہین۔ انیک تیغ و گردن لیکن آپ سب کا سب کا کر مجھ غریب کو
کیون قتل کرتے ہین۔

بدہیئت شخص - جواب تک خاموش کھڑا ہوا تھا - اے بے ایمان شخص سُن اصل یہ ہے - تم وہ کمبخت ہو کہ تھمیں زندہ چھوڑنا کسی طرح زیبا نہیں ہے - اگر تو اپنی زندگی چاہتا ہے تو ابھی سب چیزیں جو اس مکان میں ہیں چھوڑ کر چلا جا - اور کیا تم اِن آدمیون کو دیکھتے ہو (اِن دونون خوفناک شخصون کی طرف اشارہ کر کے) وہ تمھاری روح جسم سے اسطرح سے بآسانی نکال لینگے جیسے وہ اپنا تماکو پائپ سے پھینک دیتے ہین -

یہ سُنتے ہی تمام مجلس کی مجلس بھڑک اُٹھی اور وہ وہ نادرست اور ناشائستہ الفاظ سے مجھے یاد کیا جو ہرگز میرے قابل نہ تھے -

یہ غضبی شعلے بھڑکتے رہے مین چپکا سُنا کیا - اس عرصے مین مجھے کچھ سوچنے کا وقت بھی ملگیا - اور اب مین نے ارادہ کیا کہ اگر ہو سکے تو کچھ اسکی روک کرون -

مین - (بدہیئت شخص کی طرف مخاطب ہو کر) تم کون شخص ہو - یہ کس کو دلیری ہے کہ میرے مکان مین چلا آئے اور مجھے اپنے کُتّے کی طرح سے برتے - اور اگر انکی کہو (اپنی بیوی کے رشتہ دارون کی طرف اشارہ کر کے) یہ گھر انکا ہے اور انکا آنا یہان مبارک ہے - لیکن تم نہ میرے خسر ہو - نہ نسبتی بھائی ہو - نہ چچا ہو - کچھ بھی نہین پھر یہان کیا کرنے کو آئے ہو - مین نے تمھاری لڑکی یا بہن سے شادی نہین کی ہے اس لیے مین کوئی فردبشر ہون اس سے آپ کو کچھ غرض مطلب -

جب تک مین یہ کہتا رہا انکا یہ عالم تھا کہ مارے غصے کے پھُکے جاتے تھے اور وہ جلادی صورت اپنے گلپھُچھے آنکھون کے کوئے پر پیچاتے تھے اور مجھپر شیر غران کی طرح سے خون کی نگاہون سے دیکھ رہے تھے کہ اگر بس چلے تو نگل جائین -

بدہیئت شخص - (بہت ہی غصے کی آواز مین) مین کون ہون اگر تم مجھے جاننا چاہتے ہو تو انھین سے پوچھو جو مجھے یہان اپنے ہمراہ لائے ہین - مین اور میرے یہ دونون جلادی صورت آدمی حکام کی طرف سے ہین - اگر تم انکی ذرا بھی حقارت کرو گے تو یاد رکھنا کہ یہ

تمھارے لیے بہتر نہ ہوگا۔

مین۔ بہت ہی نرم آواز سے (یہ دریافت کرکے کہ یہ پولیس کے افسر ہین) اچھا اگر تم مجھے اپنی بیوی سے جدا کرنا چاہتے ہو جس سے مین نے شریعت کے بموجب نکاح کیا ہی تو مجھے کسی حاوی قانون شریعت سے مشورہ کر لینے دو۔ اسلام کا ہر ایک فرزند قرآن شریف اپنی پناہ کے لیے رکھتا ہی۔ اور تم ایسے کافر نہین ہو کہ مجھے قرآن شریف سے علیحدہ کرو گے علاوہ اسکے مین یہ بھی تو نہین کہہ سکتا کہ جو کچھ تمھاری تجویز ہی وہ میری بیوی نے بھی پسند کر لی ہی یا نہین۔ پہلے اسی نے مجھے تلاش کیا مین اُسکا متلاشی نہوا تھا۔ اُسنے مجھسے اپنی حفاظت کے لیے نکاح کیا اور اپنی مرضی سے میری منکوحہ بنی جب مین نے اُس سے نکاح کیا مین اصلا ناواقف تھا نہ اسکی دولت اور نہ اُسکے کنبے کی امیری کی بشارت سُنی تھی۔ جو کچھ یہ ہوا ہی سب تقدیری سرنوشت تھی۔ اور اگر تم مسلمان ہو تو کیا تقدیر کے نوشتے کی مخالفت کروگے۔

بڑا بھائی۔ شکر لب کی مرضی کی پوچھو تو ذرا اپنا مُنھ دھو رکھو وہ تو ہم سے بھی زیادہ یہ چاہتی ہو کہ تم سے علیحدگی ہو جاے۔

اسکے بعد عورتون کے کمرون مین سے یہ آوازین میرے کان مین آئین۔ ہان ہان براے خدا اسے بامن یہان سے جانے دو۔ خدا کی عنایت سے ہم آزاد ہو جائینگے جس کمرے سے کہ یہ آوازین آرہی تھین جب مین نے اُسطرف نظر اُٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ میری بیوی اپنی لونڈیون باندیون عورتون کا سرغنہ بنی کھڑی ہی جو اسوقت اس لیے مستعد تھین کہ میرے خلاف گواہی دین۔ اُنکی صورتون سے بُرائی ہویدا تھی اور وہ سب غل و شور مچا رہی تھین اور سب کا عندیہ یہ تھا کہ یہ بدبخت کمین یہان سے دفع ہو۔

جب مین نے یہ دیکھا کہ تمام طوفان بے تمیزی موجزن ہو رہا ہی اور اسوقت سب میری مخالفت پر تلے ہوے ہین تو اُنسے بازی لیجانا یا انکے مقابلہ کرنا امر محال ہوگا۔ ایک تو یہ ملک نیا دوسرے میرا کوئی یہان ہان مین ہان ملانے والا نہین۔ کیا ہو سکتا تھا۔

مین بہت اچھی طرح سے ذرا اپنی اچھی صورت بناکے اُٹھ بیٹھا اور اُٹھتے وقت یہ کہا۔
اگر یہی مرضی ہی تو یہی سہی نہ مجھے شکرلب کی حاجت ہی۔ نہ اُسکے روپیے کی۔ نہ اُسکے بھائیون کی نہ چچا کی نہ اُن چیزون کی جنکا اُنسے تعلق ہی لیکن ہان یہ ضرور کہونگا کہ آپ لوگ مجھسے اسلامی طریقے سے پیش نہین آئے۔ خیر۔ ایسا ایک مسلمان کو بہت ہی نازیبا ہی۔ کاش اگر مین کافرون کا کتا ہوتا تو یہ گت تو میری جب بھی نہ بنتی وہ مجھسے اچھی طرح پیش آتے مین تہ دل سے یقین کرتا ہون کہ جو سزا اُن لوگون کو ملے گی کہ جنھون نے ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی ہی وہی اور اُسی قدر بروز قیامت اُن لوگون کو ملے گی جنھون نے اسوقت میری عزت ریزی کی ہی اور میرا دل دُکھایا ہی۔ پھر مین نے ٹھنڈی سانس بھر بھر کر اُنکے خلاف قرآن شریف کی یہ آیتین جسقدر کہ مجھے یاد آئین پڑھکر سنائین وہ جلتی ہوئی اور مشتعل آگ کی پوشاکین پہنین گے۔ جو اُنکے جسمون پر کسی ہوئی ہونگی۔ کھولتا ہوا پانی اُنکے حلقون مین چوایا جائیگا۔ انکی تمام رودین اور چمڑا پگھل پگھل جائیگا اور پھر اس حالت مین اُنپر آگ کے بھرے ہوئے گُرز پڑینگے اور آتشین کوڑون سے اُنکی کھال اُدھیڑی جائیگی اور جنکی آوازین بجلی کی گرج کو بھی مات دینگی۔
اسوقت بیچ کے کمرے مین کھڑے ہوکر مین بہت ہی زور وشور اور غصے مین یہ آیتین پڑھ رہا تھا اور مین نے اپنے کو اپنی پوشاک اور اُس ہر ایک حصے سے برہنہ کر دیا تھا جو میری بیوی کا تھا یا اُسکے روپے سے خریدا گیا تھا ہر شے اُسکی مین نے زمین پر پھینک دی تھی مین نے اسکے بعد اپنا پرانا جبہ مانگا۔ اور اُسکو اپنے کاندھے پر ڈالکر سب پر لعنت ملامت کرتا ہوا وہانسے چلا آیا۔

پچیسوان باب

شاہراہ کے ایک واقعہ سے حاجی بابا کی کچھ کچھ مایوسی کم ہونا اور عثمان آغا کی صلاح سے اُسکی ڈھارس بندھنا

جب مین شاہراہ مین آیا تو بغیر سوچے اس امر کے کہ مین اپنا قدم کس طرف اُٹھاؤن مین جلد ہی جلد ہی چلا - ہزارہا قسم کے خیالون نے میرے دل مین اپنا گھر کر لیا تھا اور اسوقت میری یہ حالت ہوگئی اور کچھ ایسی عقل خبط ہوئی کہ جب مین نے سمندر کو لہرین مارتا ہوا دیکھا تو یہ عزم کیا کہ اسمین گر کر مرجاؤن - کیونکہ حرمانی اور شکستہ دلی میری راہ نما بنگئی تھی اور اُسوقت جو کچھ میری طبیعت کی حالت تھی وہ قابل بیان نہین -

از در دوست چہ گویم بچہ عنوان رفتم	ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرمان رفتم

مگر ایک سمت کھلے ہوئے میدان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو اس مین ایک واقعہ ہوا جو بظاہر بیقدر اور بیہودہ تھا لیکن میرے لیے وہ بہت ہی نتائج خیز ہوا اور اس سے وہ مایوسی اور نا امیدی کہ جس سے مین اپنی جان کھونے پر آمادہ ہوگیا تھا جاتی رہی -

مین نے کتون کو باہم لڑتے ہوے دیکھا جو قسطنطنیہ کی شاہراہون مین اکثر لڑا کرتے ہین - ایک کتا دوسرے کتون کی سرحد مین آگیا تھا اور جس نے اُنکے حقوق کو فسق کر دیا تھا اور اُنکی ہڈیان گُدڑیان کھا گیا تھا - فوراً ہی ایک آتش فتنہ بھڑکی سب دوڑتے تھے اور بے تحاشہ بھونکتے تھے - غیر کتا بہت صفائی سے اُنکی سرحدون سے گذر کر اپنی حدود مین چلا گیا اور وہان سے اپنے چند ساتھیون کو لیکر پھر اُن کتون پر حملہ آور ہوا جس وقت کہ میرا گذر اُدھر ہوا تو آتش جنگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے -

مین اس جگہ کھڑا ہوا تھا کہ یکا یک ایک خیال میرے دل مین آیا اور مین یہ کہنے لگا کہ ای باری تعالٰے تیرے ارادے اور منصوبے بھی کیسے غیر ممکن تفتیش ہین کوئی اُنکا تفحص نہین کر سکتا بھلا انسان ضعیف البنیان کم عقل کم نظر کیونکر تیری بادیکیون کو سمجھ سکتا ہی

زمین سے آسمان تک اُڑ گئے جادین	نشان اُسکی حقیقت کا نہ پادین
ہزارون مر گئے اس جستجو مین	نہ پایا بھید پر اُسکا کسو مین
شہنشاہون کو دیتا ہی گدائی	گدا کو بخشتا ہی بادشاہی

تو نے خود اسوقت میری راہ مین وہ سبق ڈالا ہی کہ جس سے مین اپنی راہ جدھر مجھے جانا چاہیے پوری پوری تلاش کرسکتا ہون اور جو تجھپر بھروسہ کرتے ہین ہمیشہ تو اُنکا معاون و مددگار رہتا ہی گو تو نے مجھے کُتے سے سبق دیا ہی مگر مجھے زیبا ہی کہ مین اسکو حقارت کی نظرون سے نہ دیکھون۔ اب مجھے فرض ہی کہ مین وہان چلا جاؤن جہان میرا کوئی دوست ہو تا کہ اُسکی نصیحت سے مین اپنی ڈھارس بندھواؤن۔

تو اس خیال پر مین نے اسی مصیبت زدگی اور تنہائی کیحالت مین اسطرف رُخ کیا کہ جہان مین اپنے پُرانے دوست بوڑھے ناصح کو پاسکون۔ باوجودیکہ وہ ترک تھا لیکن ہمیشہ میرے ساتھ اس طرح سے پیش آتا تھا کہ جیسے اپنا ہموطن یا میرے مذہب و ملت کا شخص پھر بھی جب مین اس حالت مین گیا تو وہ بہت ہی اچھی طرح سے پیش آیا اور اُسنے اپنا قلیان مجھے پینے کو دیا اور بہت ہی ٹھنڈی اور افسوسناک لنبی لنبی سانس بھرکر یہ کہا۔ اللہ کریم۔ جو کچھ مجھپر گذری تھی سب حرف بحرف اُس سے کہدی۔

عثمان آغا۔ ای میرے دوست جب تم اس شان و شوکت اور جاہ وحشمت سے اپنے ہموطن ایرانیون مین مجھ سے ملنے آئے تھے تو مجھے کھٹکا ہوا تھا کہ ضرور کچھ نہ کچھ تمپر آفت آکر واقع ہوگی۔ تم ابھی بچے ہو تم ان باتون کو نہین سمجھتے کہ تمثیل کیسی عداوت انگیز چیز ہی۔ کیا تمھین اسکا کبھی ایک لمحہ بھی خیال آیا تھا کہ تمھارے وہ ساتھی جنکے ساتھ تم نیچے اور شیراز کا تماکو فروخت کرتے تھے اور دن بدن نہایت ہی سختی سے محنت مین مصروف رہتے تھے اچھا جب وہ تمھین اس شان و شوکت اور نمایان ترقی جاہ وحشم مین دیکھین گے تو اُنکا کیا حال ہوگا اور وہ کیسے انگارون پر لوٹتے ہونگے کہ تم اس درجہ پر پہونچ گئے جسکی کبھی خواب و خیال مین بھی کوئی امید نہین کرسکتا تھا۔ جب تم اچھا قیمتی کوٹ اور ایک بیش بہا ٹوپی اور ایک اسپ بادرفتار ران کے نیچے اُن لوگون کے آگے دباکر آئے کہ جنکے پاس گدھا بھی نہین ہی تو وہ بتاؤ کیا خیال کرینگے

بس یہی سوچین گے کہ اسکے ہاتھ کہین سے مال لگ گیا ہی۔
جب اُنکی نگاہین تمھاری پُرشوکت اور نمایان پوشاک پر پڑین۔ اُنھون نے تمھارا امرتسر والا پائپ ملاحظہ کیا تمھارے ساتھ آدمیون کی قطار دیکھی تمھارے جڑاؤ زیور پہنے ہوے گھوڑے کو نظر کیا اور تمھاری عظمت اور جلال پر نظر کی فوراً آتش حسد کے شعلے انکی مجمر دل مین بھڑک اُٹھے اور اُنکی آنکھون سے عداوت کا غبار نکلنے لگا تو اب اُنھون نے چاہا کہ جہان تک ہوسکے کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیے کہ جس سے تمھارا تنزل ہوا ور جو کچھ عزت تمھین حاصل ہوئی ہی یہ سب برباد ہو جاے۔ تو یہ بدیہی ہی کہ یہی لوگ ہین جنھون نے تمھاری بیوی کے بھائیون سے جاکر کانا پھوسی کی کہ یہ شخص جس سے آپ کی بہن منسوب ہوئی ہی بغدادی تاجر نہین ہی بلکہ یہ اصفہان کے نائی کا بیٹا ہی۔ اُنھین لوگون نے اُن باتون کو جھٹلایا ہی جو تمنے شادی ہونے پر اپنی بیوی سے بنائی تھین اور اُنھین نے ہی بہت آزادی سے تمھارے خاندان وغیرہ کی بھی تردید کی جو تمنے قریشی بتایا تھا اور جو کچھ تم نے اپنی تجارتی دھوم دھام دکھائی تھی اور اُسکے تروتازہ اسباب کا نقشہ اُنکی آنکھون کے آگے کھینچا تھا اور سب کو اپنی مالی حالت کا سبز باغ دکھا کر دھوکے مین لائے تھے اور بخارا کا بیوپار اور چین مین اپنے جہازات چلتے ہوے لوگون پر عیان کیے تھے سب کی ان لوگون نے اصلیت ظاہر کر دی۔
کاش اگر تم مجھ سے حاجی بابا ترکی آغا کے طور پر نہ ملتے بلکہ حاجی بابا اصفہانی کے لباس مین ملاقات کرتے تو مین تمھین ہرگز یہ فضول نمائش نہ کرنے دیتا اور کبھی یہ راے نہ دیتا کہ تم اپنے ہموطنون کو یہ فلاحت اور سرسبزی اپنی دکھاؤ لیکن ابتو جو کچھ معاملہ تھا وہ ختم ہو گیا۔ ہوا کا رخ ہی پھر گیا اب اگر تم سے کہنے کی بات ہی تو یہ ہی کہ آیندہ کے لیے اس سے تم تجربہ حاصل کرو۔
اس نصیحت آمیز گفتگو کے بعد اُسنے پائپ بھر پیا اور مُنہ مین سے دھوئین کے

بقے کے بقے نکالنے لگا۔

مین۔ یہ توسب درست ہی جو آپنے فرمایا ہی۔ جو کچھ ہوا سو ہوا اور خدا اسکا نتیجہ بہتر کرے۔ مگر ان تمام باتون کے بعد یہ ہی کہ مین مسلمان ہون اور انصاف جیسا دوسرے شخص کے لیے ہی ایسا ہی میرے لیے۔ مین نے یہ کبھی نہین سُنا کہ ایک عورت نے اپنے خاوند کو طلاق دیدی ہو۔ ہان اسکے برخلاف تو ہوتا ہی کہ مرد عورت کو چھوڑ دیتا ہی یہ امر میری سمجھ مین نہین آتا کہ میری ایک کُتے کی طرح سے بے عزتی ہوئی اور یہ بھی کہین ہوتا ہی کہ ایک شب کو تو اُسنے مجھے پسند کیا اور صبح کو مجھے نکال دیا۔

قاضی مفتی شیخ الاسلام اور مسلمانون کے ممالک کی طرح سے یہان بے شمار موجود ہین پھر مین اُن سے کیون نہ دادخواہی چاہون۔ وہ انصاف کرتے ہین۔ جہان بیٹھکر وہ تسبیح پھراتے ہین اور صرف عدل کرنے کے لیے اس جگہ پر آکر بیٹھتے ہین تو مین ضرور اُنکی عدالت مین استغاثہ پیش کرونگا۔

بوڑھا عثمان آغا۔ اے حاجی کیا دیوانے ہوگئے ہو۔ تم یہان بیوہ اور اُسکے رشتہ دارون سے جو کہ اسلام کے ایک قوی امیر ہین حق رسی اور استغاثہ چاہتے ہو اور اسپر طرہ یہ کہ اسکے بھائی اس شہر مین بہت ہی دولتمند تاجر ہین۔ تم نے اپنی زندگی کہان گذاری کیا تم نہین جانتے کہ جسکے پاس سونا ہی اُسی کے پاس انصاف ہی اگر تم مفتی کے آگے استغاثہ دائر کرو اور یہ بھی فرض کرو کہ قرآن شریف کا ہر لفظ۔ ہر سطر۔ ہر حرف اور ہر سورۃ مین وہ باتین بھری ہوئی ہون جو تمھارے مفید مطلب ہین مگر طرف ثانی یعنی مدعا علیہ امیر ہین۔ اور ایسے امیر جیسے تمھاری بیوی کے بھائی ہین تو یاد رکھو کہ ہرگز تم فائدہ نہ اُٹھاؤگے زر بیدین و فولاد نرم کا معاملہ ہی وہان تو نقدی چاہیے فیصلہ شد۔ یون ہی ناکام پھر کر واپس چلے آؤگے۔

مین۔ اے علیؑ۔ اے محمدؐ۔ اگر دنیا مین نری غیر انصافی ہی غیر انصافی بھری ہوئی ہی۔

تو تو بیشک حاجی بابا نے اپنے معاملے مین خاک ڈالی اب مین چاہتا ہون کہ مین پھر نیچون اور حقون کی تجارت کرنے لگون لیکن نہ مین کر سکتا ہون نہ کرونگا۔ کیونکہ اسی آسان طریقے مین مین سب کچھ گنوا چکا اور باتون با تون مین میری متاع خاک مین ملگئی۔ مین جاؤنگا اور اپنی بدقسمتی کو مکان کی چوٹی پر سے مشتہر کر دونگا۔

اسپر مین ایک گھری مایوسی اور نا امیدی مین رونے لگا اور خوب نالہ و بکا کیا اور اپنی داڑھی کے چند بال جڑ سے اکھیڑ ڈالے۔

عثمان آغا نے مجھے تسلی دینے کی کوشش کی اور مجھ سے کہا کہ اپنی گذشتہ زندگی کی طرف خیال کرو اور اُسنے طرفین کی اُس سرگذشت کو یاد دلایا کہ جب ہم ترکمانون کی قید مین تھے۔

عثمان آغا۔ ان اللہ عظیم کریم۔ جو کچھ ہماری تقدیر مین ہو اور جو لوح محفوظ پر لکھا گیا وہ انمٹ ہی ہرگز نہین مٹنے کا اور وہ ہمین بھگتنا پڑے گا۔

مین۔ (ایک نیا خیال میرے دماغ مین پیدا ہوا۔) لیکن مین ایرانی اسطرح سے ہون کہ جیسے ایک مسلمان تو پھر ایک ترک سے یہ حق تلفی جو اُسنے میری کی ہے ضرور ہونی چاہیے تھی اِن سب باتون کے بعد ہم ایک ہی قوم تو ہین چنگیز خان۔ تیمور۔ نادر۔ یہ بھی تو ہم ہی مین سے ہوے ہین صرف انکے سبب سے دُنیا مین ہمارا نام کس قدر روشن ہوا جنھون نے ترکون کے باپ داداؤن کو جہان کہین پایا جلا دیا۔ اَب مجھے اپنے ملک کے ایلچی کے پاس جانا چاہیے وہ ضرور اس امر پر زور دیگا کہ میرے ساتھ انصاف ہو۔ (ای خوش قسمت خیال) ہان ہان وہ ایلچی ضرور میری بیوی کو مجھے واپس دلوا دیگا اور پھر دیکھین کہ ہم سے اُسے کون واپس لے لیتا ہے۔

اس خیال سے گویا ایک نئی جان مجھ مین پیدا ہوگئی جیسے کسی نے نئی روح پھونک دی ہو۔ مین ذرا بھی اس سُننے کے لیے نہین ٹھہرا کہ عثمان آغا اِس مضمون پر

مجھ سے کیا کہتا ہو۔ مین نے تو فوراً ہی قدم آگے بڑھایا۔ نئی نئی امیدون اور تازہ تازہ جرأتون کے دریا دل مین موج مار رہے تھے اب تلاش کیل شاہ شاہان کی ہوئی جو نہایت ہی خوش قسمت اور ساعت سعید مین ابھی رفیع بندرگاہ مین ایک مشن کے ہمراہ پہونچا تھا

چھبیسوان باب

اپنے دشمنون سے پیچھا چھڑانے اور مطمئن ہونے کے لیے حاجی بابا کو ایک دوست کا ہاتھ لگنا۔ مرزا فیروز کی کچھ کیفیت

دریافت کرنے پر مجھے معلوم ہوا کہ اسکوتراٹی مین ایلچی نے قیام کیا ہو مین نے اپنا قدم اُس طرف اُٹھایا اب مجھے یہ سوچنے کا خوب موقع ملا کہ اس قسم کی زبردست شکایت اُس سے جا کر کرونگا۔ کہ مجھپر یون ظلم ہوا اور میری یون گت بنائی گئی۔

خشکی پر اُتر کر مین نے اُسکے مکان کا راستہ دریافت کیا وہ راستہ جسکے دوطرفہ درخت لگے ہوے تھے اُسکے بے شمار ملازمین سے پُر تھا اُنکی صورت دیکھکر مجھے اپنا ملک یاد آگیا۔ (یہ ہم سے بہت ہی مختلف تھے) یعنی یہ اپنی زیادہ گوئی اور بک بک اور حرکات جسمانی مین ہم سے برابر رکھتے تھے۔

میری گفتگو سے انھون نے فوراً پہچان لیا کہ یہ بھی ہم ہی مین سے ہو گو میرا لباس ترکون کا سا تھا اور پھر مجھے اُنکے آقا تک پہونچنے مین بھی بہت دقت نہین ہوئی۔

لیکن قبل اسکے مجھے ذرا اسکی وضع پر تردد کرنا پڑا کہ جس قسم کا یہ شخص ہو اس سے اُسی موافق گفتگو کرنی چاہیے۔ اسلیے پہلے مین نے اسکے خادم سے باتین کین اور اسکا کچھ حال دریافت کیا لیکن وہ جتنا مین چاہتا تھا نہ بتا سکا۔

میری دریافت اور تفتیش کا یہ نتیجہ مفصلۂ ذیل ہوا۔

ایلچی جسکا نام میرزا فیروز تھا پیدائشی شیرازی تھا اور یہ ایک معزز خاندان مین سے

تھا گو نسباً اعلیٰ نہو۔ ہان اسکی ہان وزیر اعظم مرحوم کی بہن تھی جسنے شاہ کو تخت پر بٹھایا
تھا۔ مرزا فیروز کی مرحوم مذکور الذکر وزیر اعظم کی بیٹی سے شادی ہوگئی تھی۔ اور اسی سبب سے
مرزا فیروز کو سلطنت مین بڑا عہدہ ملا تھا۔ چونکہ تغیر و تبدل مرزا پر اکثر زیادہ واقع ہوا تھا
اس لئے اوسے مختلف ممالک کے دیکھنے کا بھی بہت اچھا موقع ملا تھا اور تمام ملکون مین
گردش لگانے کا یہی سبب تھا۔ یہی باعث تھا کہ شاہ نے غیر ممالک کے کام کی انجام دہی
اور سفارت کے لیے اسکو منتخب کیا۔

یہ ایک پھرتیلے اور سریع الفہم دماغ کا آدمی ہی جیسا کہ میرے مخبر رسان نے مجھ سے
بیان کیا مغلوب الغضب ہی لیکن کڑھی کے ابال کی طرح غصہ بہت جلد فرد ہو جاتا ہی۔
مزاج مین نرمی خدا ترسی اور سخاوت بہت ہی مگر یہ بھی ہی کہ حالت غضب مین ذرا تیزی
سے بھی کام لیتا ہی۔ اس مین قوت بیانیہ بہت بڑی ہی اور اس سے یہ فائدہ ہی کہ جب کبھی
اپنی بےعقلی اور بےشعوری سے کشمکش مین پھنس جاتا ہی تو صرف اپنی زبان آوری سے اسمین سے
بہت جلد نجات پا لیتا ہی اپنے خدام اور ہمراہیون پر یہ مہربان بھی ہی اور بعض دفعہ قہرناک
بھی ہو جاتا ہی بعض وقت تو ایسا مہربان ہوتا ہی کہ انسے یہ کہہ دیتا ہی کہ جو تمھارا جی چاہے
کرو اور مجھ سے جو عرض کرنا ہی کرو۔ مگر دوسرے وقت انکی صورت دیکھنے کا بھی آشنا نہین
رہتا۔ غرض اگر اسکی مجموعی حالت پر غور کیا جائے تو خلیق بھی ہی۔ اسکے طرق مین افسونگری
کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہی۔ اور اسکی فطرت مین ملنساری بہت ہی طبیعت بہت بڑی سلیم ہی
ان ان صفات کا شخص تھا جس کی خدمت مین حاضر ہونے کا مجھے اتفاق ہوا تھا۔
یہ ایک مقام پر اُسی ایرانی طریقے پر بیٹھا ہوا تھا۔ مزاج کیسا ہی کیون نہو لیکن صورت
بہت ہی پاکیزہ تھی۔ اسکے کاندھون پر اسکے سر کا بہت ہی موزونیت سے جلوہ ہوا تھا۔
اسکی کسی ہوئی پوشاک ذرا اور بھی اُسکے سینے کو چوڑا دکھاتی تھی۔ اسکا چہرہ ایسا خوبصورت
تھا کہ مین نے تو آج تک اپنے ملک والون مین کوئی ایسا دیکھا نہین۔ اسکی سوتوان ناک

بڑی بڑی نکیلی چمکتی ہوئی آنکھیں۔ اسکی گوہر نما بتیسی اسکی تنگی دہنی اسکی متناسب داڑھی جس نے اور بھی چہرے کی رونق بڑھا دی تھی غرض یہ تھا کہ جس قدر اسمیں صفات تھیں یہ اسی قابل تھا کہ دوسرے مقامات پر سفیر بنا کر بھیجا جائے اس سے بہتر ایران بھر میں کوئی نہیں منتخب ہو سکتا تھا جب ہماری باہم آنکھیں چار ہوئیں اور دو سچے ایمان والے ملے تو مجھ سے اسنے یہ سوال کیا۔ کیا تم ایرانی ہو۔

مین۔ جی ہاں حضور کی عنایت سے مین ایرانی ہون۔

مرزا فیروز۔ اچھا تو پھر تمنے ترکی صورت کیون بنائی۔ ہمارا بھی تو ایک شاہ ہے کہ جسکا ایسا ملک نہیں ہے کہ وہ کسی سے چھپے۔

مین۔ یہ درست ہے جو کچھ آپ نے ارشاد کیا ہے اسمین سر مو تفاوت نہیں مگر مین ترکون کی وضع کر کے کتے سے بھی بدتر ہو گیا میرے دن کس سختی پر صرف ہوے ہین اور میرا تیا پانی پانی ہو گیا۔ اور یہ کیفیت میری جب سے ہوئی کہ مجھے ان حقارت زدہ تحقیر آمیز ترکون مین کچھ رشتہ کرنے کا اتفاق ہوا۔ اب میرا خدا پناہ ہے یا حضور ہین۔

مرزا فیروز۔ یہ بات کیونکر ہے کہو تو سہی۔ اصفہانی بچہ بڑے ہی تعجب کی بات ہے کہ ترک اُس سے شادی کرین۔ ہم نے تمام راستہ سفر کیا یہ نہیں کہ ہم اُنکی غلاظت کھائین بلکہ اور اُلٹا اُنھیں اچھا ہی کھلاتے آئے ہین یعنی ہم اُن سے کسی حالت مین دبے نہین بلکہ اُنپر غالب ہی رہے۔

مین نے اُس سے اول سے آخر تک جو کچھ گذری تھی سب کیفیت حرف بحرف کہدی میری رام کہانی کو تعجب آمیز دلچسپی سے گوش گزار کرتا جاتا تھا۔

جب مین نے اپنی شادی کا ذکر کیا تو وہ بہت خوش ہوا اور جس طرح ہو کے سے کہ مین نے دولتمند بیوی حاصل کی تھی اُسپر اُس نے بہت ہی خندہ زنی کی۔ پھر مین نے تمام کیفیت دعوت کی بیان کی اور جس عزت سے کہ مین پیش آیا گیا تھا وہ بھی مین نے

اُس سے کہی اپنی شان وشوکت اور عظمت کا بھی حال کہا جسنے اُسے اور بھی خوشی دی
غرض جو کچھ پوست کندہ حالت تھی سب حرف بحرف کہ دی - ترکون کو دھوکا دینا اور
اپنے کو امیر کبیر تاجر مشہور کرنا جب مین یہ کہ چکا تو اُسنے کہا - ای اصفہانی تو نے غضب ہی
ڈھایا واقعی بہت ہی اچھا کیا خوب کیا اگر مین تیری جگہہ پر ہوتا تو مجھسے یہ کارگزاری نہوتی
لیکن جب مین نے یہ حال بیان کیا کہ دیکھیے میرے ہموطنون نے میرے ساتھ کیا کیا
اور مجھسے یون حاسدانہ طریقے سے پیش آئے اور میری بیوی اور اُسکے رشتہ دارون نے
مجھسے یون بدزبانی کی مین سمجھا تھا کہ یہ سُنکر ضرور اُسے پاس ملکی کے لحاظ سے جوش آئیگا
اور یہ کچھ انصرام اسکا کردے گا - اسنے یہ سُنکر پلنگ پر کروٹین لینا شروع کین لیکن اس حالت
مین برابر ہنستا جاتا تھا -

مین - ای میرے آغا آپ یہ خیال تو فرمائین کہ اسوقت میری کیا حالت ہی بجاے
پھولون کے بستر پر سونے کے اب میرے پاس تکیہ بھی تو نہین ہی کہ اسکا سرہانہ لگاؤن
نفیس گھوڑا اور مخملین جو مین زیب تن کرتا تھا اُنکے عوض مین اسوقت اگر ایک مرا ہوا گدھا
اور دریدہ کپڑے ملجائین تو پھر بھی مین غنیمت ہی جانون جب مین اپنے اُن عیش و عشرت کے
خیال کرتا ہون کہ جن مین زندگی مین بسر کرتا تھا میری دولتمندانہ پوشاک - میرے پُرشوکت
اور فوق البھڑک گھوڑے - میرے ملازمین کی زرین - میرے سنگ مرمری حمام - میرے
پائپ میرے قلیان - غرض اور مین کیا کہون میری تمام چیزین ایسی تھین جو ایک امیر شخص
کو سزاوار ہوسکتی ہین سب خیرباد ہوگیئن اور افسوس اب مین ایک بیچارہ فقیر اور بھکنگا
رہگیا - اب حضور غور فرمائین کہ مین کن کن مصائب کا شکار ہوا ہون اور جب یہ مجھے
یاد آتی ہین تو ایک ہنسی سی مجھمین پیدا ہوجاتی ہی اسی طرح سے جیسے یہ میری باتین حضور
کو خندہ زن کرتی ہین -

مرزا فیروز - ذرا اگر رج کرا ور کرٹک کر - کیا وہ ترک کیا وہ ڈبل ڈبل لوگ اب بھی قہقہہ

اترارہے ہین۔ الحمد للہ مین انھین اب مع انکی لنبی ڈاڑھیون کے دیکھ سکتا ہون۔ اُنکی بڑی بڑی ٹوپیان اُنکے خالی دماغ یقیناً یہ سب ترک ایران کے دیوانے لوگون کی طرح سے ہین لیکن انھین اس امر کا یقین ہوا اور وہ یہ سمجھتے ہین کہ نہین ہم بعینہٖ اُنکے مانند نہین ہین۔

لیکن مین اس معاملے مین کیا کرون نہ مین تمھارا باپ ہون اور نہ چچا ہون کہ تمھاری بیوی کے معاملے مین اُسکے رشتہ دارون سے کچھ گفتگو کرون اور اسمین دخل دون نہ مین قاضی ہون نہ مفتی ہون پھر بھلا فیصل مقدمہ کون کرسکتا ہی۔

مین نہین آپ میری جہان پناہ ہین اور آپ ظل اللہ کے سفیر ہین۔ اور آپ یہ دیکھ سکتے ہین کہ میرے ساتھ انصاف ہوا یا نہین۔ آپ مجھے جسکا نہ کوئی دوست نہ یار غمگسار نہ ہمدم ہی صرف ایک پردیسی شخص اُسکو تو اس ظلم کے حوالے نہ کیجیے۔

دستِ مرا بگیر کہ دستم ز کار رفت	در بحر رنج بس کہ نمودم شناوری
آغا منم کہ بعد ہزار آرزوے دل	بختم نمودہ سوے جناب تو رہبری
آن چشم دارم از نظر بندہ پرورت	کز عین التفات برین بندہ بنگری

مرزا فیروز۔ اچھا اگر تم نے دوبارہ اپنی بیوی کو لے لیا اور پھر تمھین کسی بہانے سے مار ڈالا گیا تو بتاؤ وہ مال و متاع پھر کس غرض کا ہی کہ جب چند ہی روز کے بعد تم بستر پر مرے ہوے معلوم ہو نہین نہین ان سب باتون پر خاک ڈالو اور میرا کہنا سُنو اپنے ترکی کپڑے آتار ڈالو اور پھر ایرانی پہن لو اور جب تمھاری مناسب وضع ہو جائیگی تو مین تمھین اپنے دل مین جگہ دونگا اور پھر تم دیکھو گے کہ تمھارے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہی۔ تمھاری رام کہانی سے مجھے بہت ہی دلچسپی حاصل ہوئی تمھاری عادتین اور قابلیتین پسندیدہ ہین اور اس امر کا یقین کرو کہ سارے دن تکیے سے لگے ہوے حقہ پینے سے اور بہت بہتر کام دُنیا مین کرتے ہین یہ بھی کوئی اچھی

زندگی ہی کہ پھولون کے بچھونے پر سونا اور موٹے گھوڑے کی چڑھی توڑنا - اسوقت تو تم اپنا بستر یہین جا تو - اور اپنے کو میرے ساتھیون مین شمار کرو جب ذرا طبیعت بحال ہو گی تو مین تمھین پھر بلاؤنگا تم اپنی کہانی پھر میرے آگے دہرانا -

یہ سنتے ہی مین نے اُٹھ کر اُسکے پیرون پر بوسہ دیا اور وہان سے مین چلا آیا - دل مین خیال کرتا تھا کہ دیکھیے اونٹ کس کل بیٹھتا ہی -

ستائیسوان باب

حاجی بابا کا ایلچی کے کامون مین فائدہ مند ہونا اور ایلچی کا اپنی رازداری مین اسکو شریک کرنا

ایک شاعر کا قول ہی کہ ضرورت ایک ایسی شتاب رکاب سوار ہی کہ بعض وقت ماندہ اور تھکے ہوے ناکارہ گھوڑے سے وہ کام لیتی ہی کہ جسکو بعض وقت ایک مضبوط گھوڑا نہین کر سکتا -

مین مایوس شکستہ دل اور ناامید ہو گیا تھا - اب وہ آس ہی جاتی رہی تھی کہ مین بھی اپنی زندگی کے دن خوشی مین بسر کرونگا -

ایک ہم ہین کہ ہوے ایسے پشیمان کہ بس	ایک وہ ہین کہ جنھین چاہ کے ارمان ہونگے

اسوقت ہان اتنا تو ہو گیا تھا کہ فاقہ کشی کے دفعیہ کی ایک معقول صورت تو مین نے نکال لی تھی -

مین سوچا کہ اگر مین نے اپنا گھر کھو دیا تو اسکے بدلے مین مجھے اپنا ایک دوست ملگیا اور مجھے اُس کی پناہ مین آرام کرنے کا بہت اچھا موقع ملا جس قوی اور پُرزور قسمت نے مجھے قدم بقدم زندگی کی بھول بھلیان مین پھرایا ہی بے شبہہ ہی قسمت جو کچھ مین چاہتا ہون اور میری خواہش ہی مجھے آرام سے زندگی بسر کرنے کا موقع دیگی

اور جس صورت عیش و راحت کو کہ مین نے اب تک نہین دیکھا ہی اسکا جلوہ میری آنکھون کے آگے کریگی۔

مین نے یہ ارادہ کیا کہ ایلچی سے خوب رسائی پیدا کرون لیکن مین یہ دیکھ کر بہت ہی خوش ہوا کہ اوّل ہی ملاقات مین میرا گھر اُسکے دل مین ہو گیا اور وہ میری ملاقات سے دلشاد ہوا اور کئی ملاقاتون مین میرا اسکا بہت بڑا ربط ضبط بڑھ گیا مگر رفتہ رفتہ یہ سب باتین مجھے حاصل ہوئین۔ وہ مجھ سے خبرین دریافت کرنے لگا اور گورنمنٹ کے کاروبار پر مجھ سے آزادانہ گفتگو آئی۔ اور نیز اُن اسباب کا بھی ذکر آیا کہ جنکے لیے اسکی سفارت آئی تھی۔

مین نے یہ دیکھکر پولیٹکل قابع کی طرف اپنا خیال پھیرا دُنیا کی قومون مین سے مین سوا اپنے یا ترکون کے اورون کو نہین جانتا تھا۔ ہان صرف چینی۔ ہندی افغان کردوش۔ عرب۔ ان قومون کے نام سے آگاہ تھا کہ یہ بھی کہین بستی ہین۔ ہان کچھ افریقیہ والون سے بھی مجھے واقفیت تھی کیونکہ وہ بطور غلامون کے ہمارے ہان رہتے تھے۔ فرانسیسی اور روسی انکی نسبت مین اتنا ہی جانتا تھا کہ جو کچھ اُنکا حال مجھے ایران مین معلوم ہوا تھا۔ اور مین نے انگلش کا بھی کچھ حال سُنا تھا۔

جب مین قسطنطنیہ پہونچا تو مجھے یہ دیکھکر بہت تعجب ہوا کہ علاوہ اُن قومون کے جنکا مین نے ذکر کیا ہی فرانسیسی یہان کثرت سے بستے ہین چونکہ اب تک مین اپنے کامون مین تھا اس لیے مجھے انکا بہت ہی کم علم تھا۔

لیکن جب مجھے ایلچی کی صحبت ہوئی تو میرے خیالات اور ہی طرف رجوع ہو گئے اور انھون نے اپنی دیرینہ جگہ کو چھوڑ دیا۔ اور جب مین نے اُن معاملات کی گفتگو کو سُنا جو اب تک میرے خیال مین نہین آئے تھے مین بہت بڑا محقق بنگیا۔ جب اسنے دیکھا کہ میری پولٹیکل باتون مین اسے دلچسپی ہوتی ہی تو وہ بہت ہی خوش ہوا اور

اب اُسنے مجھپر پورا پورا اپنا بھروسہ کرلیا۔

ایک دن صبح کو ایرانی دربار سے اسکے پاس چند خطوط آکر پہونچے اسنے مجھے بلایا اور کہا کہ مین کچھ پوشیدہ باتین کرنا چاہتا ہون سوا ے میرے سب لوگون کو اُسنے کمرے کے باہر نکالدیا اسنے مجھے اپنے پاس بٹھایا اور بہت ہی دبی آواز سے کہا۔ حاجی مین تم سے بہت دنون سے گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ وہ لوگ جو میری ہمراہی مین ہین انھین کسی بات کا بالکل سلیقہ ہی نہین نہ جس قدر کہ مین چاہتا ہون اُنکی سمجھ ہے۔ یہ صحیح ہے کہ وہ ایرانی ہین اور بہ نسبت تمام دنیا کے لوگونکے انھین قابلیت کا حصہ بھی ملا ہو "عقل و دانش ہمہ با مردم ایران زیبد"

لیکن با این ہمہ وہ معاملات سلطنت مین بالکل کورے ہین اور جس کام کے لیے کہ مین یہان بھیجا گیا ہون اس مین تو وہ محض نابلد ہین مگر الحمد للہ مین دیکھتا ہون کہ تم انھین سے نہین ہو۔ تم اُن لوگون مین سے ہو کہ جس نے دنیا کا بہت کچھ دیکھا ہے اور مجھے امید ہے کہ تم سے کوئی احسن کام انجام پذیر ہوگا۔ تم وہ شخص ہو کہ ایک شخص کے دل مین بیٹھکر اُسکا کُل راز دریافت کرسکتے ہو اور اُس سے باتون ہی باتون مین وہ اڑا سکتے ہو کہ جس سے بعد ازان بہت کچھ مطالب برآمد ہوسکتے ہین۔ تم اسی قسم کے آدمی ہو جسکی مجھے خواہش تھی یہ سمجھ لینا کہ اگر تم نے اپنے کو مجھپر اور شاہ شاہان پر قربان کردیا تو تمھین بہت فائدہ حاصل ہوگا اور تمھارا چہرہ تمھاری رائے کی طرح دھو دیا جائیگا یا تمھین سرخروئی حاصل ہوگی۔ اور ہماری خوش قسمتیون کی برکت سے ہمارے سر آسمان پر ٹکر کھائینگے۔

مین۔ جو کچھ میرے دست قدرت مین ہے اُس مین کسی طرح کمی نہین ہوسکتی حاضر ہون مین آپ کا غلام اور خادم ہون اور آپ کا ہمہ تن وقف ہون۔ آپ مجھے حکم عنایت فرمائین مین اپنے سر اور آنکھون سے تیار ہون۔

مرزا فیروز۔ شاید تم نے یہ سُنا ہوگا کہ میری سفارت یہان صرف شاہ کے لیے لونڈیان خریدنے کی غرض سے آئی ہے اور یہ غرض ہے کہ یہ بھی دیکھ لیا جائے

کہ آیا اُنھیں ناچنا گانا اور چکن کا کام آتا ہو اور شاہ کے لیے نہایت قیمتی ریشمی کپڑے اور دوسری وہ اشیا جنکا تعلق عیش و نشاط سے ہو خرید کی جائینگی۔

مین ان مصیبت انگیز مطالب کے لیے ایلچی نہین ہون نہین بلکہ میرے کام بڑے پایہ کے ہوتے ہین لیکن شاہ جو کہ بہت بڑا عقلمند ہو کبھی اپنے معاملات کی سربراہی کے لیے بغیر ذاتی قوت مدرکہ کے کسی کو منتخب نہین کرتا۔ تو اُسنے مجھے خاص اسکے لیے چھانٹا ہو تو اب سے گوش گزار کر لو جو کچھ کہ اب مین تم سے کہتا ہون۔

چند ماہ کا عرصہ گذرا کہ یورپ سے ایک ایلچی سلطنت کے دروازے پر پہونچا اور اُسنے یہ بیان کیا کہ مجھکو شہنشاہ فرانس بوناپارٹ نے ایک چٹھی اور تحفے دیکر بھیجا ہو۔ اسوقت اسمین پوری پوری قوتین تھین جسکی باتون سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اسکا آقا شہنشاہ کہ رہا ہو یعنی اسکی گفتگو شہنشاہ کی گفتگو خیال کی جاتی تھی اور علیٰ ہذا القیاس اسکے کام بھی۔ اسنے یہ بھی کہا کہ مجکو عہد نامہ کرنے کے لیے ہدایتین ہوئی ہین۔ یہ خود بہت بلند قد تھا اور جیسے کہ اور فرانسیسی گفتگو کرتے ہین اُسی طرح وہ بھی گفتگو کرتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گفتگو کیا کر رہا ہو گویا غلیظ کو جوتیون سے مل رہا ہو۔

اُس نے اقرار کیا کہ روسیون کو جارجیا مین اپنی فتوحات واپس کرنی پڑینگی اور جس قدر اس مین سے تمھارے حصے لیے ہین وہ سب دلوا دیے جائینگے۔ اور ہم شاہ کے قبضے مین طفلس۔ بدکو۔ دربنت۔ پھر دید ینگے اور جو شہر کہ فارس کے قبضے مین پہلے زمانے مین تھے غرض وہ سب واپس آجائینگے۔ اور اُسنے یہ بھی کہا کہ ہم تمھارے لیے ہندوستان فتح کر دینگے اور انگلش کو اُسمین سے نکال باہر کرینگے۔ غرض کہ جو کچھ ہمنے کہا وہ سب اُسنے اقرار کیا۔

اب یہ درست ہو کہ ہمنے پہلے سُنا تھا کہ فرانسیسی اچھے کپڑے اور زربفت بنانے مین اُستاد ہین۔ لیکن ہمنے پہلے یہ کبھی نہین سُنا تھا جسکی نسبت کہ اُنکے ایلچی نے

ہم سے کہا ہی۔
اُنکے مصر پر حملہ آور ہونے کی ہم نے کچھ خبر سُنی تھی اور حملہ کرنے کا سبب یہ تھا کہ قہوہ اور غلیا اُنھین ایک فائدہ مند شئی معلوم ہوئی تھی۔ ہمارے بوڑھے خان جو خاندان صفی مین سے ہین اس امرکو بخوبی یاد رکھتے تھے کہ شاہ حسین کے دربار مین لوئیس شاہ فرانس کی طرف سے تو آیا تھا لیکن بونا پارٹ کیونکر بادشاہ بن بیٹھا۔ یہ کوئی نہین بتا سکتا ایران کے کسی متنفس کو بھی یہ معلوم نہین ہی آرمینین تاجر جو تمام ممالک کا گشت لگاتے پھرتے ہین اُنھون نے بیان کیا کہ ہان نہین معلوم ہی بونا پارٹ موجود ہی اور جب سے کہ بادشاہ بنا ہی اُسنے تمام یورپ مین ایک کھلابلی مچا دی ہی۔ یہ سنکر تو شاہ کے کان کھڑے ہوے اور اُنھون نے بہت ہی عزت سے اسکا استقبال کیا۔
وہ کاغذ جو اُسنے پیش کیے ان حروف مین لکھے ہوے تھے کہ کوئی شخص پڑھ ہی نہ سکا کہ آیا یہ سچے ہین یا جھوٹے ہین یا جو کچھ اسنے کہا ہی اسکا یہ مطلب بھی ہی یا نہین ہی۔ ہمارے چھوٹے بڑے وزرانے بالکل ہی اس معاملے کو نہ سمجھا۔ ہمارا شاہ (کہ خدا اُسکو زندہ و سلامت رکھے) جو دنیا کے آفتاب کے نیچے سب کچھ جانتا ہی وہ بھی اسے نہین سمجھا۔ ہان علاوہ خواجہ عبید کے جو ایک آرمینین تھا اور جو مارسیلیا مین (فرانس کا ایک قصبہ ہی) قید کر دیا گیا تھا اور فرنسیز کے جوان ملکون مین پادری بھی رہا تھا کسی نے نہ سمجھا۔ ہم شاہ شاہان کی بارگاہ مین ایسا ایک شخص بھی نہ رکھتے تھے جو ہماری تاریکی جہالت کو کھو دیتا اور ہمارے دماغون کو واقفیت کی روشنی سے منور کرتا۔ یہ تو یہ کوئی آشنا بھی تو نہین ہوا کہ یہی ثابت کر دیتا کہ آیا بونا پارٹ اور اُسکا وکیل فریبی تو نہین ہی۔ آیا وہ اس لیے آئے ہین کہ ہماری ٹوپیان سرون پر سے اُتار لین یا ہمارے جسمون پر خوش قسمتی کی پوشاک پہنائین۔

لیکن ہم اس پیچ و تاب اور شبہہ مین بہت مدت تک نہین رہے۔ کیونکہ جب ان انگریزون نے جو ایران اور ہندوستان کے بیچ مین تجارت کرتے ہین اور انہین سے اکثر بوشہر مین بھی رہتے ہین انھون نے فوراً قاصد اور خطوط دوڑاے اور اپنے ایجنٹ بھیجے کہ فرانسیسی کی باریابی کی مزاحمت کرین اور ایسی عجیب و غریب کوششین عمل مین آئین کہ اُسکی ایران مین کامیابی نہو۔ ہمکو بہت کچھ معلوم ہوگیا کہ ان دونون مین رقابت چلی آتی ہی۔

شاہ نے کہا کہ میرے تاج کی قسم یہ سب اسوقت میری بلندی ستارہ سے ہوا ہی۔ مین تو یہان تخت پر بیٹھا ہوا ہون اور یہ صرف اس سبب سے کہ جھگڑا فساد نہو تحفے لے لیکر شمال اور جنوب اور مشرق و مغرب سے میری خدمت مین آتے ہین۔ انھین پاس آنے دو

جب مین نے شاہی دروازے کو چھوڑا ہی یعنی مین طہران سے روانہ ہوا ہون تو یہ امید تھی کہ انگریزون کا بھی ایک ایلچی عنقریب طہران مین پہونچے گا۔ تو یہ خطوط جو مجھے اب پہونچے ہین اسمین اُن تجاویز کا ذکر ہی جو اسکے استقبال کے لیے کی گئی ہین اور عہد و پیان کا بھی ذکر ہی جو اُس سے کیے جائینگے۔ لیکن جب تک کہ شاہ مجھ سے صلاح نہ لیگا ہرگز اس معاملے مین کچھ نکریگا۔ کیونکہ اُسے اس امر کی اطلاع ملی ہو کہ قسطنطنیہ مین اس قسم کی تمثیلین بہت سی ہین اور یہان صدہا سفیر شب و روز آتے رہتے ہین اور ان مین سے ہر ایک شخص یہان سفیر ہی ہو تو تم تمام معاملات کی بابت لکھو۔ اور جن باتون کی مجھے ضرورت ہو سب اطلاع دو اور شبہہ کو جو فرانسیسی اور انگریزونکی بابت ایران مین آکر واقع ہوا ہو اُسکو بالکل صاف کر دو اور اگر ممکن ہو تو اس امر کی بھی تحقیق کرنا کہ آیا جو کچھ یہ کہتے ہین سب صحیح ہی یا نہین

اب اے حاجی ایلچی نے کہا، مین تو اکیلا ہون اور اسقدر کام ہی جسکو مین نے پچاس آدمیون کا سمجھا ہی۔ کہ اتنے بڑے عظیم الشان کام کے لیے پچاس ہی کافی ہونگے۔ فرانسیسیون مین کثرت سے اقوام شامل ہین جہان ایک بولا دوسرے کی بھی گڑگڑانے کی آواز کان مین آنے لگی اور پھر اُس کے بعد دوسرے کی اور دوسرے کے بعد تیسرے

کی یہانتک کہ مجھے معلوم ہوا کہ یہان گلے کا گلہ ہی موجود ہی جیسے کہ مین تم سے پہلے کہہ چکا ہون کہ یہ لوگ جو میرے ساتھی ہین میرے مطلب کے نہین ہین اور اب مین نے اپنی نگاہ تم ہی پر ڈالی ہے تمھاری سرگرمی اور جد و جہد سے مجھے بہت کچھ امید ہی - تم چند کفار سے بھی واقف ہو تم ترکی زبان بھی سمجھتے ہو اور وہ تمھین جسقدر کہ ہم جاننا چاہتے ہین اس سے بھی اطلاع دینگے - مین تمھین شاہ کی ہدایتون کی ایک نقل دیتا ہون جسکو تم اپنے دماغ کے پوشیدہ کونے مین چھپا لینا - اور یہی تمھاری اُن باتون مین رہنما ہونگی جو ہم چاہتے ہین جاؤ اور ایک کونے مین بیٹھکر سوچو کہ ہم یہ کرنا چاہتے ہین اور ہماری مطلب برآری کیونکر ہوگی اور اُن تدابیر کا بھی خیال کرنا جو عمل مین آنے کے قابل ہین -

یہ کہکر اُسنے مجھے رخصت کیا اور اب مین زندگی کے سبیل خیز دور کی ترقی کی امید مین غلطان و پیچان ہوا -

اٹھائیسوان باب

پبلک لائف مین اسکی پہلی کوشش

جون ہی ایلچی نے ہدایتون کی نقول مجھے دین مین پاس کے رونے مین چلا گیا اور مین نے انھین پھر پڑھا - مین نے کاغذ کو بہت ہی ہوشیاری سے اپنی ٹوپی کے ایک طرف چسپان کر لیا - چونکہ پبلک کے کامون مین مشغول ہونے کا یہ پہلا ہی زمانہ تھا تو اسکی خاص خاص خوشیان میرے دماغ مین باقی ہین -

پہلا یہ منشا تھا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ جسکو ملک انگلستان کہتے مین اسکی وسعت کتنی ہی - اور جیسا کہ شاہ ایران کو یہ معلوم ہو کہ شاہ فرانس جسکو ذکر تھا تو وہ اب کیا زندہ ہی اور اسکا دار الخلافہ کونسا ہی -

دوسری خواہش یہ تھی کہ فرانس مین کتنی قومیں آباد ہین اور ان لوگون مین

صحرانشین اور شہری لوگ جیسے ایران مین ہین۔ ہین یا نہین۔ اور انکے خان کون ہین اور کیونکر حکومت ہوتی ہی

تیسری بات تحقیق طلب یہ تھی کہ فرانس کی وسعت کتنی ہی۔ آیا وہان فرانسیسیون کی قوم ہی یا کوئی جدا سلطنت ہی۔ اور یہ بونا پارٹ کون ہی جو اپنے کو ملک کا شہنشاہ کہتا ہی

چوتھا امر تفتیش طلب یہ تھا کہ انگریزون کی نسبت بھی دریافت کیا جائے جنکو ایران مین انکے لٹھے بگھڑیون۔ اور چاقوؤن سے بہت کچھ جانتے ہین اور یہ بھی وہ دریافت کرتا تھا کہ وہان کے لوگون کی حالت دریافت ہو آیا وہ ایسے جزیرے مین تو نہین رہتے جو تمام عمر گردش کرتا پھرتا ہی اور کوئی گرم شہر بھی اُنکے ملک مین ہی اور آیا کیا وہ جہازون پر نہین بستے اور مچھلی نہین کھاتے۔ اور اگر وہ وہین رہتے ہین تو یہ معاملہ کیونکر پیش آیا کہ اُنھون نے ہند فتح کر لیا۔ اور اُسنے یہ بھی مجھسے کہا کہ ایران مین اس امر پر بہت دنون سے مباحثہ ہو رہا ہی کہ آیا لندن انگلینڈ کا ایک حصّہ ہی یا انگلینڈ لندن کا ایک حصّہ ہی۔

پانچوین بات تحقیق طلب یہ تھی کہ اسکی مشرح خبرین لاؤ کہ کمپنی کون بلا ہی جسکی نسبت اسقدر شہرہ ہی اسکا انگلینڈ سے کیا تعلق ہی۔ کیا ایک ہی عورت کمپنی ہی جو اکثر بیان کی گئی ہی یا بہت سی بڑھیا عورتین ہین۔ اور آیا یہ جو مشہور ہی کہ یہ کبھی نہین مرنے کی صحیح ہی یا نہین۔ اور اُسکے ضمن مین یہ بھی دریافت کرنا کہ انگلینڈ مین طریقہ حکومت کیسا ہی۔

چھٹا امر۔ نئی دنیا نئی دنیا جسے کہتے ہین اسکی نسبت بھی پوری پوری خبرین آنی چاہئین یہ ہدایت دربار کی تھی جس پر ایلچی کا خیال بھی بہت رجوع تھا۔

ساتوان امر۔ فرانسیسیون کی عام تاریخ لکھی جاے اور نیز دربار کی طرف سے یہ بھی دریافت کیا گیا تھا کہ آیا سب سے آسان طریقہ کونسا ہو سکتا ہی جس سے اُنکا سور اور شراب چھوٹ جائے اور وہ دین اسلام قبول کر لین۔

جب مین نے کاغذ کا مطلب خوب سمجھ لیا تو مین نے خیال کیا کہ رئیس آفندی کے

کاتب کے ذریعہ سے یہ سب باتین بہت آسانی سے طے ہو جائینگی اس شخص سے میری اُسوقت سے جگری دوستی ہوگئی تھی کہ جب مین پُرشان وشوکت تھا۔ مین جانتا تھا کہ وہ اکثر قہوہ خانے مین آیا کرتا ہے اور وہ خاص گھنٹہ ہے جب وہ مجھسے قہوہ خانے مین ملے گا۔ گو یہ شخص زیادہ گو نہین تھا اور بہت ہی کم باتین کیا کرتا تھا۔ مجھے امید تھی کہ جب یہ ذرا قہوے کا گھونٹ پیے گا اور اپنے پائپ کا ایک آدھ دم لیگا۔ تو پھر اسوقت ذرا اسکی طبیعت بحال ہوگی اور مجھے اپنی اصلی راے سے اطلاع دیگا۔ خوب اس خیال سے لبالب مین ایلچی کے پاس روضے سے اُٹھکر آیا تو وہ مجھے دیکھتے ہی کھل گیا اور اسنے میری بہت بڑی عزت اور توقیر کی۔

مرزا فیروز۔ کیا مین نے تم سے نہین کہا تھا کہ تم ایسے شخص ہو۔ کیا مین نے تم سے نہین کہا تھا کہ عقل تمھین مین کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ جب مجھے یہ معلوم ہوگیا کہ میری اسکے ہان پوری پوری رسائی ہوگئی ہے تو مین نے اِس سے خوب باتین ملاکر کہا اور کہا جو کچھ ہم چاہتے ہین وہ سب اس کاتب سے جسکو مین نے تجویز کیا ہے معلوم ہو جائیگا۔ اُسوقت پناہ مخلوق کی ہدایات کی پوری تعمیل اور جواب باصواب ہو جائیگا۔

مرزا فیروز نے مجھے یہ بھی اختیار دیدیا کہ تم اُس سے اس امر کا بھی قرار کر لینا کہ تمھین کچھ بطور نذرانے کے بھی دیا جائیگا کیونکہ اگر اُسکو مفصل کیفیت کسی امر کی نہ معلوم ہو تو وہ خود رئیس آفندی سے اُسے دریافت کر لے۔

مین ٹھیک وقت پر قہوہ خانے پہونچا اور وہان اپنے دوست کو بیٹھا ہوا دیکھا مین اُسکے پاس بہت ہی زیادہ اثبات دوستی سے گیا۔ مین نے قہوہ خانے کے آدمی کو بلایا اور کہا کہ بہت اچھی قہوہ مین کے پیالے مین بنا کر لاؤ۔ چنانچہ وہ لے آیا۔ ہم دونون آمنے سامنے بیٹھے ہوے تھے۔ گفتگو کے سلسلے مین اُسنے اپنی گھڑی نکالی اُسوقت مجھے اپنے معاملے مین تعارف پیدا کرنے کا موقع ملا۔

مین۔ کیا یہ یورپ مین گھڑی ہے۔ یا نہین ہے۔

کاتب۔ ہان درست ہی یہ یورپ مین گھڑی ہی۔ علاوہ اسکے دنیا مین نہین ہوتی۔
مین متعجب ہوکر۔ یہ فرانسیسی تو بہت ہی عجیب لوگ ہین۔
کاتب۔ ہان۔ وہ بہت خردمند ہین۔
مین۔ اپنا حقہ اُسے دے کر۔ آپ برائے خدا کچھ انکا ذکر تو کرین۔ کیا یہ فرنگستان کچھ بہت بڑا ملک ہی۔ اسکا شاہ کہان رہتا ہی۔
کاتب۔ ای دوست تم کیا کہتے ہو۔ بڑا ملک تم پوچھتے ہو۔ بیشک یہ ایک بہت بڑا ملک ہی اسمین صرف ایک ہی شاہ حکومت نہین کرتا بلکہ بہت سے پادشاہ فرمانروائی کرتے ہین۔
مین۔ لیکن مین نے سُنا ہی اس مین بہت سی قومین آباد ہین سب کے مختلف نام ہین اور سب کے مختلف سردار ہوتے ہین۔
کاتب۔ اگر تم چاہو تو انھین ایک قوم کہہ سکتے ہو اور شاید یہ باعث ہی کہ وہ سب اپنی ٹھوڑی کا صفایا رکھتے ہین وہ سب موٹے کپڑے پہنتے ہین۔ وہ سب شراب پیتے ہین اور سور کھاتے ہین اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہین مانتے لیکن یہ تو صاف ہی کہ اپنر مختلف شاہ حکمران ہین دیکھو کہ انکے بیشمار ایلچی اپنی پیشانیان ہماری شاہی چوکھٹ پر گھسنے کو حاضر رہتے ہین۔ ایسے ہی بہت سے یہان موجود ہین۔
مین۔ خدا کے لیے آپ فرمائین کہ مین ذرا لکھون۔ آپ تو الحمدللہ بہت ہی عقلمند آدمی ہین۔ مین نے اپنے جزودان مین سے قلمدان نکالا اور لکھنے کے لیے مستعد ہوا اور وہ اپنے گلچھے چڑھانے لگا اور یورپ کی خاص قوم کی بابت سوچنے لگا کہ کونسی ہی اسنے مجھ سے یہ کہا۔ تم کیون تکلیف کرتے ہو وہ سب ایک ہی تھیلی کے بٹے ہین۔ لیکن ذرا تم ٹھہرو (اپنی انگلی کا اشارہ کر کے) پہلی ہی جگہ مین تو آسٹرین ہین جو ہمارے پڑوسی ہین۔ یہ ہمارے لیے کپڑے فولاد اور شیشہ آلات بھیجتے ہین۔ ان پر

ایک شاہ حکمرانی کرتا ہی جسکا سلسلہ بہت ہی پرانی قوم مین سے ہی۔ وہ بھی ہمارے
ہان اپنا ایک وکیل بھیجا کرتا ہی۔

لو اب روسیون کی طرف نظر ڈالو۔ انکا ملک اتنا بڑا ہی کہ کہتے ہین اُسکی ایک حد
تو ہمیشہ برف سے ڈھکی رہتی ہی اور دوسری کو تپش آفتاب پُھلساتی ہی۔ وہ ہمارے سچے
دشمن ہین۔ اور جب ہم انھین مارتے ہین تو ہم یہ غل مچاتے ہین ماشاء اللہ۔ باری باری سے
مرد اور عورتین ان مین حکمرانی کرتے ہین لیکن ہم مین اور انمین اس امر مین بہت ہی مشابہت
ہی کہ جیسے ہم اپنے سلطان کو قتل کر ڈالتے ہین وہ بھی اپنے بادشاہ کو ہلاک کر ڈالتے ہین
اور لو پھر پروشیین ہین۔ جو ہمارے ہان ایلچی بھیجتے ہین۔ اللہ ہی اس کا سبب
جانتا ہی۔ کیونکہ ہمین انکی کچھ ضرورت نہین ہی لیکن یہ تم بخوبی سمجھ لو کہ شاہی دروازہ
جیسا کہ ایمان والے کے لیے کشادہ ہی ویسا ہی اُنکے لیے بھی کُھلا ہوا ہی کیونکہ باران رحمت
جب برستا ہی تو کچھ خصوصیت نہین ہوتی۔

اچھا دوم وہ ہین کہ جو شمال مین آباد ہین اور جو تمام جزیرون کی اختتامی حد پر
رہتے ہین۔ ڈنیس۔ اور سوئیڈس یہ بھی چھوٹی قومین ہین جنکا شمار بہت ہی مشکل سے
آدمیون مین ہوتا ہی۔ گو یہ کہتے ہین کہ شاہ ڈنمارک شاہ فرانس سے بہت ہی شخصی اور
خود مختاری کی حکومت رکھتا ہی وہان جان نثار لوگ بھی تو نہین ہین جو اسکی راے مین
رخنہ کرین۔ اور سوئیڈس تو دیوانے مشہور ہین جنھون نے ایک بار یورپ مین جنگ
کی تھی مگر کچھ کامیابی نہین ہوئی۔ انکا شاہ ہماری حدود مین بھی ایک مرتبہ گھس آیا
تھا۔ اُسکو شکست فاش دے کر گرفتار کر لیا تھا۔ جب یہ معاملہ ہوا تو ہمین اُسکی قوم کا
علم ہوا اور اس سے پہلے ہمین معلوم نہین تھا کہ دُنیا مین انکا نام بھی ہی یا نہین۔

ایک کا اور بھی ذکر کرونگا۔ یہ فلیمنگ ہین سُست۔ ذلیل اور دیہاتی لوگ
ہین جو فرانسیسیون مین اس طرح سے آباد ہین جیسے ہم لوگون مین آرمنین وہ ایک

غنودہ ایلچی ہمارے ہان بھیرا اور مکھن اور نمکین مچھلی کی درآمد پر عہد و پیمان کرنے کے لیے بھیجتے ہین - لیکن جب سے کہ بوناپارٹ جوان سب کا مربی ہی نمودار ہوا ہی انکی تمام سلطنت تباہ ہوگئی - اور جو ایسا شخص ہی جسکو ہم اپنے نادر اور سلیمان سے مقابلہ کر سکتے ہین -

یہان مین نے کاتب کو اپنی حکایت کہتے ہوے ٹھہرایا - اور بوناپارٹ کا نام لیکر مین نے اُس سے کہا - بوناپارٹ بوناپارٹ ہی نقط تو ہی جسکی مجھے حاجت تھی کچھ اُسکی بابت بھی فرمایئے کیونکہ مین نے سُنا ہی کہ یہ بہت ہی بہادر اور جری ہے -

کاتب - مین سوا اسکے اور کیا کہہ سکتا ہون کہ ایک زمانے مین تو کچھ بھی نہ تھا صرف ایک سپاہی تھا اور اب وہ ایک بے تعداد قوم کا سلطان ہی اور تمام فرانسیسیون مین اجراے قوانین کرتا ہی - اسنے ہمین بھی پریشان کرنے کے لیے مصر کو فتح کیا تھا - مصر لیا تھا اور اسنے بیشمار لشکر بھیجا کہ ترکی کو فتح کرے - لیکن وہ ترکون کی خون آلود شمشیر بران کو بھول گیا تھا آخر ترک شمشیر بکف ہوے اور اسے ہٹا دیا -

مین - جنکو انگلش کہتے ہین کیا یہ بھی کوئی قوم ہی یا نہین - جو بہت ہی بیشمار لوگ دُنیا مین ایک جزیرے مین بستے ہین اور چاقو بناتے ہین -

کاتب - ہان درست ہی - یہ انگریز بھی فرانسیسیون مین وہ قوم ہی کہ جس نے صدیون تک ہماری شاہی درگاہ کے آستانے پر اپنی پیشانی رگڑی ہی اور ہمارے پُرشوکت سلطان کی نظرون مین اُنکی بہت ہی وقعت ہی اور وہ اُنھین بہت محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہی - انکی بحری قوت بہت بڑھی ہوئی ہی - اور انکا گھڑیون اور کپڑا بنانے مین کوئی ثانی نہین ہی -

مین - لیکن آپ نے انکی گورنمنٹ کی نسبت کیا سُنا ہی کیا علاوہ شاہ کے انکی گورنمنٹ مین کوئی اور بھی شامل ہی -

کاتب - ہان ٹھیک درست خبر ملی ہو کہ انکا ایک بادشاہ ہو لیکن اسکو بادشاہ کہنا ایک سوانگ مین داخل ہو - وہ اسے کھلاتے ہین پلاتے ہین اُسکے رہنے کے لیے مکان دیتے ہین - اُسکے آگے سالانہ آمدنی بھی پیش کرتے ہین اُسکے تخت کے ارد گرد رہتے ہین - اور جس طرح سے کہ ہم اپنے شاہون کی مدح سرائی کرتے ہین اور انکے لیے بڑے بڑے تعظیمی الفاظ استعمال کرتے ہین یہ بھی اسکے ساتھ اسی طرح سے کرتے ہین مگر جان نثارون کے ادنیٰ افسر مین جتنی قدرت اور اختیارات ہین وہ اُسکے نہین ہین اُس مین یہ بھی جرأت نہین ہو کہ اپنے وزیرون مین سے کسی وزیر کو ٹکٹکی مین بندھوا کے لکڑیان تڑوا دے چاہے اسکا کچھ ہی قصور کیون نہو - اور ایک آغا چاہے تو آدھے شہر کے کان کٹوا سکتا ہو اور پھر سلطان کی طرف سے اُسکا معاوضہ اور نیز جرأت بھی اُسکی بڑھائی جاتی ہو انکے ہان معین مکان ہین جنمین لوگ ملبب بھرے ہوے ہوتے ہین جہان جھگڑے کے لیے نصف شہر اکٹھا ہوتا ہو - ایک شخص اگر سفید کہتا ہو تو دوسرا سیاہ پکارتا ہو ایک بات پر وہ سب پل پڑتے ہین اور خوب بحث کرتے ہین - ایسی باتون کو تمام سلطنت مین ہمارے ہان صرف ایک مفتی فیصلہ کر دیتا ہو -

غرضکہ سلطنت مین کچھ بھی تصفیہ نہین ہوتا چاہے ایک سرکش آغا کا بغاوت مین سر کاٹ دیا جاے اور چاہے اُسکا مال سب ضبط ہو جائے اسی طرح سے سیکڑون باتین ہوتی ہین کس نمی پرسد کہ بھیّا کون ہو -

خدا کی شان ہو اسکا ہمین شکر کرنا چاہیے کہ ایک کو عقلمند بنایا اور دوسرے فرقے کو بیوقوف بنایا - بڑے شکر کا مقام ہو کہ ہمکو غریب انگلش لوگون کی مصیبتین نہین برداشت کرنی پڑتین - اور ہم فاسفورس کے کنارے پر بہت امن سے اپنے پائپ پیتے ہین - اور سلطان کی خیر مناتے ہین -

مین - آپ نے مجھسے بہت ہی عجیب عجیب باتین کہین اگرچہ یہ باتین میرے گوشگذار

ہونگی تو ہرگز مین یقین نہین کرسکتا۔ وہ یہ ہین کہ تمام ہند کا انگریزون سے تعلق ہی اور اُسپر ایک عورت حکمران ہی۔ آپ اسکا سبب جانتے ہین۔

کاتب۔ مین اُنکے کسی کام پر بھی متعجب نہونگا۔ کیونکہ عموماً انکی عقل مین بہت ہی شہرت ہی اور یہ بات کہ ہند پر ایک بڑھیا عورت حکومت کرتی ہی یہ مین نے نہین سُنا ہی شاید ایسا ہی ہو۔ (ہنسکر) خدا جانتا ہی۔ یہ لوگ کیا کیا عجیب باتین کرتے ہین۔

مین (تھوڑی دیر کے بعد) مجھے سب کا حال معلوم ہوگیا یا ابھی اور بھی لوگ باقی ہین۔ اپنی داڑھی کے صدقے سے یہ مجھے ضرور بتائیے۔ بھلا کون خیال کرسکتا ہی کہ اس عالم مین خدا نے ایسے ایسے لوگ پیدا کیے ہین۔

کاتب۔ کچھ دیر تامل کرکے۔ ہان ہان دو یا تین قومون کا ذکر کرنا تو مین بھول گیا لیکن وہ ذکر کرنے کے قابل نہین ہین۔ اسپینش۔ پرتگیز اور اطالیہ کے لوگ بھی ہین۔ انکے طرز معاشرت کے طریقے اور یورپ والون کے سے ہین لیکن وہ فرانسیسون کے آگے کچھ بھی حقیقت نہین رکھتے پہلی سلطنت دولٹھ مین بھیجتی ہی۔ اور دوسری سلطنت ہمکو یہودی روانہ کرتی ہی۔ اور تیسری کے ہان سے پادری آتے ہین جو یہان آکر صرف گرجا بنانے کے لیے شاہی خزانے مین زر خطیر دیتے ہین تاکہ اُنھین عبادت کی گھنٹی بجانے کی اجازت اور استحقاق ملجائے۔ ہان یہ بھی بیان کرنا ضرور ہی کہ پاپا (پوپ) یعنی فرانسیسی خلیفہ جو اطالیہ مین رہتے ہین اور اپنا تلقین مذہب کرتے ہین مگر ہم اُنسے اسمین بھی برتر ہین کیونکہ انکی نسبت ہم بہت سے کافرون کو مسلمان کرتے ہین۔

مین۔ ایک سوال مجھے اور بھی پوچھنا ہی۔ بس پھر مین مطمئن ہوجاونگا کیا آپ مجھے نئی دنیا کی بابت کچھ صحیح حالات کہہ سکتے ہین کیونکہ مین نے اسکی نسبت کچھ ایسے متناقض حالات سُنے ہین کہ میرا دماغ بھی سرگردان ہوگیا ہی۔ اچھا یہ فرمائیے کہ وہ زمین کے نیچے بستے ہین یا اوپر۔

کاتب۔ ہمکو چونکہ اس سلطنت سے کچھ زیادہ کام نہین ہتا اور نہ کچھ تعلق ہی اس لیے ہمین انکا زیادہ حال بھی نہین معلوم۔ ہان یہ صحیح ہی کہ ہر شخص ہان بذریعہ جہاز جاسکتا ہی کیونکہ یہان بھی نئی دُنیا کے جہازات بہت دیکھنے مین آتے ہین۔ ای میرے دوست (آہ مارکر) وہ بھی سب کافر ہین۔

جب مین نے کاتب کو دیکھا کہ اس سوال مین کچھ خام ہی تو مین نے سوالات بند کر دیے چونکہ یہ باتین کرتے کرتے بہت بڑا عرصہ ہو گیا تھا اس لیے مین نے پھر قہوے کے پیالے مانگے اور پائپ پیے اور ہم تازہ دم ہوے ہمنے باہم ایک دوسرے کو رخصت کیا اور طرفین سے کچھ دوبارہ ملنے کا وعدہ نہین کیا۔

انتیسوان باب ۲۹

حاجی بابا کا یورپ کی تاریخ لکھنا اور ایلچی کے ساتھ فارس واپس پھرنا

مین خبرون سے پُر اپنے ایلچی کے پاس واپس پھرا اور مین اپنی زندگی کے تمہیدی واقعہ کی اوّل ہی کامیابی پر حد سے زیادہ خوش تھا۔

ایلچی اس سرگذشت اور کیفیت سے جو مین نے قلمبند کی تھی بہت ہی خوش تھا اور جب تک کہ ہم قسطنطنیہ مین رہے وہ مجھے روزانہ خاص خاص باتون کی خبر لینے کے لیے بھیجا کرتا۔ یہان تک کہ ہم دونون کو باہم یہ اطمینان ہو گیا کہ یورپ کی پوری پوری تاریخ لکھنے کے لیے ہمارے پاس پُورا پُورا مصالح موجود ہی۔ اور اسوقت ان ہدایات اور خواہشات کا جو مرکز عالم یعنی شاہ شاہان نے ایلچی سے دریافت کی ہین اور حکم دیا ہی کہ ان سب باتون کو تحقیق کر کے واپس پھرو۔ بہت ہی تندہی سے اور جان لڑا کر مین نے یورپ کی تاریخ لکھنے کے لیے جان کھپائی۔ اور بہت ہی کوشش سے اپنا قیمتی پارہ تاریخ انشا کیا۔

مین نے ایک سخت مسودہ اسکا کیا اور پھر مین نے اسکو اپنے سردار کے پاس صحیح

کرنے کے لیے بھیجدیا۔ تو میرے سردار نے اُن مقامات پر جہان بہت ہی سختی سے کام
لیا گیا تھا نرم کردیا اور جہان بہت ہی نرمی تھی اُسکو ذرا گرم عبارت مین بنادیا اور
پھر اپنے ایک خوشنویس کاتب کو دیا کہ اسکو شاہ شاہان ملاحظہ فرمائین گے تو بہت ہی
پاکیزگی سے عمدہ طور پر صاف کرکے قلمبند کر۔ یہان تک کہ ایک اہم کام کی جلد تیار
ہوگئی۔ اس پر قاعدے کے موافق زینت دی گئی اور اسے خوب آراستہ پیراستہ کرکے ریشمی خریطے
مین لپیٹا۔ اب گویا شاہ شاہان کی خدمت مین پیش کرنے کے قابل یہ عریضہ تمام تیار ہوئی جب
مرزا فیروز سمجھا کہ مین اپنا کام پورا کر چکا تو اُسنے اپنا ارادہ ایران واپس ہونے کا ظاہر کیا
اور مجھسے بیان کیا کہ مین تمھین صرف ساتھ ہی نہ لیجاؤنگا بلکہ طہران پہونچتے ہی دربار مین ایک
معزز عہدے پر ممتاز کراؤنگا۔ کیونکہ اسنے مجھ سے یہ کہا کہ ایسا قابل واقفکار شخص دربار کیطرف
سے فرانسیسی ایلچیون سے پیش آنے کے لیے قابل ہی کہ جسوقت وہ ایران مین پہونچین تو انکی
آؤ بھگت کرے۔

یہان پہلے ہی ترکون سے سخت نفرت ہوچکی تھی اور اُنکے بُری طرح سے پیش آنے نے مجھے
انسے اور انکی تمام چیزون سے سخت متنفر کردیا تھا۔ اور جہان لشکر لب کا خیال آجاتا تھا بس
پھر تو میرے غصّے اور غضب کی کچھ نہ پوچھو تن بدن مین آگ لگجاتی تھی افسر العلماے طہران کے
معاملے کو بھی بہت کچھ مدت منقضی ہوچکی تھی۔ مُلّا نادان کے بارے مین سُن چکا تھا کہ طہران مین
جاتے ہی اسکا سر اوکھلی مین کچلا جاچکا۔ افسر العلما کی بیوی کی گردش کے ہاتھ سے رہائی ہوئی
تھی۔ تو ان سب باتون سے مین نے اپنا اطمینان کرلیا تھا کہ اب مجھے کچھ کسیکا بھی کھٹکا نہین
ہی اور اگر فرضاً باللہ تجھے پہچان بھی لیا تو بھی تجھپر کچھ آنچ نہین آسکتی اس لیے کہ تو ایسے
سردار جلیل القدر کی حفاظت مین ہی "دشمن اگر قوی است نگہبان قوی ترست"
جب بدقسمت مُلّا نادان گرفتار ہوا ہی تو افسر جلادان کے ہاتھ اسکا گم شدہ گھوڑا
اور سامان لگ ہی چکا تھا اور یہ ایک بدیہی امر ہی کہ عبدالکریم نے اپنی بالکنی کی قسمت

مین سے ضرور کچھ حصہ لیا ہو یعنی وہ بھی گردش کے نیچے مین مقید ہو تو پھر مجکو یہ بھی ڈر نہ تھا کہ وہ مجھ سے اپنے سوتن کا دعوی کریگا۔ تو اب مین طہران چلون یا نہین۔ پھر مین نے سوچا کہ چلنے مین ہرج ہی کیا ہی صرف ایکدفعہ اتنا ہو جاے کہ مین شاہ کا ملازم مشہور ہو جاؤن پھر کیا ہی۔ اگر مین نے ہزارون گناہ بھی کیے ہونگے تب بھی کچھ نہین اپنی ٹوپی سر پر بانکی رکھکر تمام سلطنت مین بآزادی پھرونگا۔

اِن سب باتون کو اپنی طبیعت مین خوب جانچ پرتال کرکے اور بخوبی سوچ سمجھا کر مین نے مشن یعنی سفارت کے ساتھ چلنے کا سامان کرنا شروع کیا۔

لیکن سفر کرنے سے پہلے مین نے یہ ارادہ کیا کہ کاروانسرا مین چلکر ضرور اپنے ہموطنون سے مل آؤن وہ بھی دیکھین کہ دو مہینے کا بھی عرصہ نہین گذرا کہ ہمنے اُسے زدہ حال مین دیکھا تھا دیکھو یہ پھر ویسا ہی ہو گیا۔ اور اُنکے حسد نے بہت ہی کم اُسپر اثر کیا۔ اپنے اوپر تکالیف جھیل کر مین نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ لوگون کو معلوم ہو جاے کہ اسکا سفارت سے تعلق ہی اب انکی وہ بات ہی جاتی رہی اور وہ جو مجھسے حقارت کرتے تھے وہ کوسون تھی۔ میری عزت ہی اور ہونے لگی اور جو کچھ کہ انسے شکایت تھی انکے اسطرح کے پیش آنے نے سب مٹا دی۔ کیونکہ وہ مجھسے اب ان لفاظ مین خطاب کرتے تھے۔ آپکی عنایت سے آپ کی مہربانی سے۔ آپ کے التفات سے یہ بات ہوئی۔ خدا کرے آپ کی عنایت و نوازشات کبھی کم نہون۔ غرض اسیطرح سے تعظیم و تکریم حد سے زیادہ کی کہ مین بیان نہین کر سکتا۔ لطف یہ تھا کہ یہ کسی نے بھی نہین پہچانا کہ یہ وہی شخص ہی کہ دو مہینے کا عرصہ ہوا جسکی اتنی عزت ریزی ہو چکی ہی اور ایک نہ پہچاننے کی یہ بات بھی تھی کہ میرے ساتھ تو اُن وقایع کا وقوع ہوا تھا کہ جس سے مجھے قتل کرنے کا حکم ہو چکا تھا بھلا ایسا ایرانی مجرم پھر ایران سفارت کے ساتھ جانے کیون لگا۔ جب مین بوڑھے عثمان آغا سے رخصت ہونے لگا تو اُسکی حالت مین کچھ فرق آیا اور اُسکی صورت سے کہ یہ ایکنائی کے

لڑکے سے کس قدر محبت رکھتا ہے اور اسکی طبیعت کا رجحان میری طرف کس قدر ہے اور کتنی ہمدردی برتتا ہے۔ رخصت ہوتے وقت اسنے مجھسے یہ فقرے کہے۔ جاؤ میرے بیٹے جاؤ۔ چاہے تم ترکمانون کے قیدی ہو۔ یا ایک مولوی۔ یا حقہ فروش۔ یا ترکی آغا۔ یا ایک ایرانی مرزا اور چاہے تم جو کچھ ہو۔ یہان تو ہمیشہ یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سرسبزی دے اور تمھارے ساتھ اُسکی حفاظت شامل حال رہے۔

مرزا فیروز حکام ترکی سے باقاعدہ ملکر عازم ایران ہوا۔ اسکاتری کو الوداع کیا اس قدر اُن لوگون کی کثرت تھی کہ جو ہمرکاب تھے کہ ایک فرسنگ تک برابر تانتا بندھا ہوا تھا ہمارا سفر مساعد تھا کیونکہ کوئی امر راہ مین قابل لکھنے کے نہین آکر واقع ہوا یا من یہان تک کہ قسطنطنیہ سے روانہ ہوکر طہران تک پہونچ گئے۔ ہمنے ایران مین تو کچھ سفیر کا غلغلہ سُنا مگر مکمل طریقے پر نہین مگر تبریز مین جہان مرزا عباس گورنر تھے وہان ہمنے مختلف سوالات کیے اور یہ سوال اُس معاملے مین تھے کہ جنھون نے ملک اور اُسکے دربار کو متحیر اور گھنچکر بنا رکھا تھا۔ بڑی خاص وجہ یہ تھی کہ فرانسیسی اور انگریزی ایلچیون مین سخت رقابت ہوگئی تھی اور فرانسیسی ایلچی آچکا تھا شاہ نے اُسکا بہت کچھ استقبال کیا اور وہ سفیر جو ہنوز پہونچا ہے یہ کچھ ایسا بندوبست کرنا چاہتا ہے کہ انگریزی سفیر جو ابھی تک پہونچا نہین ہے شاہ کے دربار مین اسکا دخل نہ ہونے دو اپنے مقاصد کی انجام دہی کے لیے جو اُنھون نے تدابیر شاقہ کی تھین اُسکی مختلف روایات سُننے مین آئین اور تمام ایران اس شش و پنج مین غلطان و پیچان تھا کہ یہ لوگ اتنے دور و دراز سے اپنا زرِ خطیر صرف کرکے اور تکالیف اُٹھاکر آتے ہین اور ایمان والون سے آکر جھگڑتے ہین اور یہ امر یقینی تھا کہ یہ ہماری تحقیر کرتے ہین اور ہم پر تضحیک کرتے ہین اور ہمین مغلوب کرنا چاہتے ہین۔

فرانسیسی ایلچی اپنا دباؤ ڈالنا چاہتا ہے اور اُسنے صرف ذرا اپنا زور ڈالنے کے لیے

اپنے سلطان کی قوت کو ظاہر کیا۔ اسکی بزرگی اسکی قوت تمام یورپ پر دکھلائی۔ کہ تمام یورپ اس کا سکہ مانے ہوے ہو اور وہ اس بیان کرنے مین بھی بند نہین ہوا کہ ہم میدان جنگ مین بے شمار فوج لا سکتے ہین۔ اسکا اُسے یہ جواب مِلا۔

اچھا یہ جا ہے سچ بھی ہو لیکن پھر ہم کیا کرین۔ تمام سلطنتین بیچ مین حائل ہین پھر بھلا فرانس اور فارس مین سلسلۂ اتحاد یہ کیونکر قائم ہو سکتا ہے۔

ایلچی۔ ہم انگلش سے ہند فتح کرنا چاہتے ہین تو ہم چاہتے ہین کہ ہمین آپ اپنی حدود مین سے کھُلا ہوا راستہ دیدین کہ ہمارا لشکر گذر جائے۔

شاہ۔ ہمارا اس مین کیا حرج ہو اگر تم ہند فتح کرنا چاہتے ہو تو ہم تمھارے لشکر کو اپنی حدود مین سے راستہ دیدینگے اسمین ہمین کچھ پس و پیش نہ ہوگا۔

ایلچی۔ لیکن ہم جارجیا آپ کے لیے فتح کرینگے اور طفلس پر آپ کو قبضہ دیدینگے اور آپ کو زیادہ تر روسی چپقلش سے نجات دلوائینگے۔

شاہ۔ یہ دوسری بات ہوئی جب ہم تمھاری دست اندازی کے نتائج گوشگذار کرینگے اور ہمین یہ معلوم ہوگا کہ کوہ قاف مین اب روسیون کا نام و نشان بھی نہین ہا تو ہم تمھارے ساتھ اُسوقت معاملہ کرینگے۔ تاوقتیکہ یہ معاملہ نہو جائے ہم آپ کو اپنی حدود مین سے راستہ نہ دے سکین گے۔ کیونکہ ہم اپنے پُرانے دوست انگلش سے بگاڑنا بھی نہین پسند کرتے۔

دوسری طرف لیجیے۔ انگریزون نے کہا۔ فرنچ کا ایران مین آنا صرف ہمارے پریشان کرنے اور ایذا رسانی پر مبنی ہو ہم چاہتے ہین کہ آپ انھین یہان سے برطرف کردین۔

شاہ۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہو۔ ہم تو یہ نہین کر سکتے۔ کیونکہ یہ قانون مہمان نوازی کے خلاف ہوگا۔ ہمارے محل کا دروازہ ہر ایک کے لیے کشادہ ہو۔

انگریز۔ تو آپ دونون مین سے ایک کو نہ جانے دین اور آپ ہم مین باہم فیصلہ کر دین۔ یا تو آپ ہمارے ہی دوست بنا پسند کرین اور نہین فرانس سے سلسلۂ اتحاد یہ قائم رکھیے اور یا ہم دونون کو اپنا دشمن جانی سمجھ لیجیے۔

شاہ۔ ہم تمھین اپنا دشمن کیون بنائین ہم تو تمام دنیا کو اپنا دوست بنانا چاہتے ہین۔

انگریز۔ ہم آپ کی مدد کرینگے آپ کو قوی بنائینگے اور آپ کو زر خطیر دینگے۔

شاہ۔ ہان تو پھر یہ بات ہی اور ہوئی۔ لو اب مجھے تعداد بتاؤ بس سب باتون کا بالکل فیصلہ ہی۔

بس تبریز مین ہمنے سلطنتی معاملات کی بابت یہ گفت و شنید سُنی چونکہ دربار مین ایلچی کی راہ بہت ہی اضطراب اور بے صبری سے دیکھی جارہی تھی اس لیے ہم زیادہ دیر شہزادے کے پاس بھی نہ ٹھہرے اور ایک منزلہ کا دو منزلہ کرتے ہوے روانہ ہوے۔

اُسی صبح کو جب ہم سلطانیہ پہونچے ہین اور طہران کی راہ پر گامزن تھے تو ہمنے سوارون کا ایک بہت بڑا پرا دیکھا جنکو ہم نے آتا تو پہچانا کہ یہ ایرانی سوار تو نہین ہین۔ ان سوارون کے ساتھ اُنکا اسباب سفر بھی تھا جب ہم اُنکے قریب پہونچے تو ہمین وہ فرانسیسی معلوم ہوے۔ شاہ کا ایک افسر اُنکے ہمراہ تھا جس نے ہمین مطلع کیا کہ یہ فرانسیسی سفارت ہی اور اب یہ اپنے ملک کو واپس جاتی ہی معلوم ہوتا تھا کہ ان سے بہت ہی انسانیت اور اخلاق سے درخواست ہوئی تھی کہ آپ رخصت کر دیے گئے۔

لیکن ہان یہ بھی معلوم ہوا کہ انگریزی سفیر بھی عنقریب طہران پہونچنے والا ہی۔

یہ بھی فوراً ہی معلوم ہو گیا تھا کہ دربار مین کیونکر معاملہ ہوا اور دو درشت اور تلخ رقیبون مین شاہ نے اپنا مطلب خاصہ سیدھا کر لیا ہی۔ میرا ایلچی اس امر سے بہت ہی متعجب تھا کہ مجھسے پوچھنے سے پہلے یہ معاملات کیونکر انجام پذیر ہو گئے اور چونکہ اس بات پر تھا کہ اُسے یورپ کی اقوام کی پوری پوری کیفیت معلوم ہو گئی تھی

لیکن واقعی یہ امر ہی ہے

	ای زر تو خدائی ولیکن بخدا		ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

ہم بہت خوش ہوے کہ ہمین اس قوم کے طرق و عادات دیکھنے کا موقع ملا جسکی بنسبت ہم نے پہلے سنا تھا - اور جب ہمنے ایک ہی مقام مین اپنا دن ساتھ گذارا میرے ایلچی نے سفیر فرانس سے ملاقات کرنے مین ذرا بھی توقف نہین کیا -

یہ تو ہمین اُمید تھی کہ یہ کچھ اوچھی روحون اور بُرے بونگے مزاجون کے ہین جبسے ہی تو شاہ شاہان کو انکی صحبت پسند نہین آئی اور انکو رخصت کر دیا - لیکن یہان اسکے علاوہ اور ہی برخلاف بات دیکھ کر ہمین تعجب آیا کہ ایرانیون نے آجتک ایسے لوگون کی کبھی نہین دیکھی تھی - تمام دن وہ گاتے رہے اور ناچتے رہے - یہ سب ملکر ایک ہی دفعہ زور سے بولتے تھے - ایک اگر بولا دوسرا اُس سے کہین زور سے بولے گا - اور گفتگو مین کچھ مدارج کا خیال بھی نہین معلوم ہوتا تھا سب ایک ہی عہدے کے دکھائی دیتے تھے - ہمارے نفیس نفیس اور عمدہ عمدہ غالیچون پر وہ مع جوتیون کے ڈگین بھرتے ہوے چلے آتے تھے اور زیادہ تر اسنے اور بھی ہمارے تعجب پر ایک تہ چڑھا دی کہ اُنھون نے اسپر تھوک بھی دیا -

جب مین نے اپنی بنسبت خیال کیا تو مجھے کچھ بطور واحد فرانسیسیون سے تعلق تھا - تو مین نے چاہا کہ مین اپنی زبان اور اُنکی زبان کو ملاؤن اگر کچھ مشابہت ہو اور ملتی جلتی ہو تو اُنسے اُنکے معاملے پر جو مین نے قسطنطنیہ مین سُنا تھا کچھ باتین کرون مگر جب دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ زمین آسمان کا فرق ہے ایک لفظ بھی تو نہین ملتا مجھے خیال آیا کہ مین انکی زبان مین کچھ واقفیت پیدا کرون تو مین نے یہ تین لفظ اپنے خیال مین جمائے - سکرے - پیرس - ایمپرر -

ہمنے انہین اور اپنے مین بہت سی باتون مین مطابقت دی اور ہمنے یہ خیال کیا

کہ اگر یہ اپنے مذہب کے باعث سے بہشت مین نہ جائینگے تو بجاے رونے واویلا کرنے
اور غم کرنے کے یہ اسی طرح سے خوشیان منائینگے۔ کہ جیسی سلطانیہ مین مناتے ہین۔ ہم
دوسری صبح کو اُنسے جُدا ہوے۔ وہ تو ہنس رہے تھے کلکاریان مار رہے تھے اور
بہت ہی خوش تھے لیکن یہان شاہ شاہان کے دربار مین پہونچنے کا بیم وہراس غالب
تھا کہ دیکھیے وہان چلکر کیا نوبت ہوتی ہی۔

تیسوان باب

طہران مین انگریزی ایلچی کا پہونچنا اور شاہ کی طرف سے تقریبات کا ادا ہونا

میرا سردار مرزا فیروز جب طہران پہونچا ہی تو شاہ بہت ہی التفات سے پیش آے
اور شاہ بہت خوش تھے کہ میرے بیشمار سوالات کا جواب کیسا برجستہ ملا ہی۔ جو سوال
کہ شاہ نے اس سے کیا جواب تیار تھا۔ نہ تو جہالت نے اُسے سراسیمہ کیا اور نہ مشکل نے
اُسے ساکت کیا۔ اگر شاہ کوئی امر دریافت کرین اور اُسکے جواب مین یہ کہہ دیا جاے
کہ۔ نمیدانم۔ مین نہین جانتا تو یہ گناہ سخت سمجھا جاتا ہی اُسنے ہر معاملے مین اِس
مستعدی سے گفتگو کی اور اپنی ایسی واقفیت جتائی جس سے سامع کو یہ معلوم ہوگیا
کہ یہ شافی جوابات ہین۔ یورپ مین کے معاملے مین وہ گفتگو کی کہ اگر کوئی سُنے تو یہ
معلوم ہو کہ یہ انہین پیدا ہوا ہی اور اُنھین مین اسکی پرورش ہوئی ہی۔
گفتگو مین جب میرا تذکرہ آیا کہ یہی شخص کل خبرین لایا تھا اور اسنے ہی میری
ماتحتی مین اپنا فرض بہت مستعدی سے ادا کیا اور اُنکی تاریخ بھی اسی نے لکھی ہی تو مین
بہت خوش ہوا اور مجھے معلوم ہوا کہ ذرا میرے علم و فضل کی ایران مین خوب ہوا بندھیگی
گو جو کچھ مجھے معلوم تھا مجھے اُسپر ہرگز دلجمعی نہین تھی لیکن پھر بھی مین بڑے بڑے سوالات کے
اسقدر پھرتی اور بے تکلفی سے جواب دیتا تھا کہ ذرا بھی رکاوٹ نہین تھا۔ میرے دن

بہت ہی سخت وحشت مین گذرے کہ ایسا نہو میری خبر غلط ثابت ہو اور پھر میرے
کان نہ کاٹے جائین۔ لیکن چونکہ ایران بھر مین کوئی شخص بھی ایسا نہین تھا کہ کچھ بھی یورپ
کا حال جانتا ہو تو مجھے کامل اطمینان تھا مجھے اسوقت آلمائی کا قول یاد آیا وہ لکھتا ہے۔
گونگون کے شہر مین ایک آواز کی صدا چاہے گدھے ہی کی کیون نہو ہارمونی ہی
کہلائی جائیگی۔

طہران مین ہمارے پہونچنے کے کچھ دن کے بعد انگریزی ایلچی طہران پہونچا اور بہت
دھوم دھام سے شاندار اُسکا استقبال کیا گیا۔ شاہ نے تو استقبال کیا لیکن ایرانی
سخت ناراض ہوے کہ ایک انگریز کی اتنی عزت کیون کی گئی۔ ایرانی رعیت تو
رعیت سب سے زیادہ غضب تو یہ ہوا کہ مُلّا نے تو بہت ہی غصّے مین آئے اور کہا کہ ہمنے
جو ایک انگریز کے ساتھ یہ رعایت برتی ہے اور اسپر جو عذاب خدا کی طرف سے ہمپر
نازل ہوگا اسکے لیے ہمین تیار ہو جانا چاہیے۔ سڑک کے مختلف مقامات پر سفیر کے گھوڑے
کے پیرون پر بیل ذبح کیے گئے تھے۔ راستہ کے بہت سے حصے مین اسکے آگے مصری قند
و نبات بچھایا گیا تھا جب وہ طہران مین داخل ہوا ہے تو اسکو اس امر کی اجازت
ہوگئی تھی کہ وہ اپنے بوق اور قرنا بجاے غرض اس قدر خاطر کی گئی کہ سواے
شہزادون کے کسی کی نہین ہوتی تھی۔

پھر مہمان نوازی کی انسب توجہات ظاہر کی گئین۔ خان کے گھر مین انگریزی
ایلچی کو مقیم کیا تھا جس قدر اسباب کی ضرورت ہوئی سب چشم زدن مین لاکر موجود کر دیا
گیا تھا۔ سامنے اس کوٹھی کے ایک خوبصورت باغ بھی لگا ہوا تھا وزیر خزانہ کا
فرض تھا کہ جس قدر غیر ممالک کے لوگ آئین انکو وہ اپنی گرہ سے کھلاے اور شاہی
تمام درباری لوگ صرف عزت کے لیے اپنے پاس سے پیش کرتے تھے۔ شہزادے
اور خاندان شاہی کے لوگون نے ایلچی کے لیے تحفے تحایف بھیجے اور اس حکم کی عام

اشاعت ہوگئی تھی کہ سفیر اور اُسکے ہمراہی شاہ شاہان کے مہمان ہین۔

اب ہر شخص خیال کرسکتا ہو کہ ایسے مسلمان اُس شخص کی جسکو وہ انگریز کہتے ہون ایسی عزت اور خاطر داری کرین یہ گویا بڑی بھاری انکی تقدیر تہی لیکن برخلاف اِسکے جب تعظیم و تکریم کا ذکر مذکور آیا تو ہم مشکلات کا سامنا پڑتا ہو معلوم ہوا ایلچی ایک بہت بڑا نافرمان اور سرکش انسان تھا اوّل نشست کے مضمون پر چون چرا ہوئی۔ کیونکہ اُسنے یہ کہا کہ جسوقت مین شاہ کی خدمت مین حاضر ہونگا زمین پر ہرگز نہین بیٹھنے کا بلکہ کرسی پر میری نشست ہوگی اور وہ کرسی بھی تخت شاہی سے بہت ہی دور کے فاصلے پر نہوگی بلکہ قریب ہوگی دوسری بات یہ تھی اور اُسپر وہ بہت ہی زور دیتا تھا کہ مین دربار مین جوتیان پہنکر جاؤنگا۔ پیرون سے کبھی نہ اُتارونگا۔ اور برہنہ پا فرش پر نہ چلونگا اور نہ مین ایرانی سرخ جرابین پہنونگا۔ تیسرے اس بات پر حجت ہوئی کہ صرف میری تعظیم یہ ہوگی کہ مین شاہ کو دیکھکر بس اپنی ٹوپی اُتارنے پر قناعت کرونگا۔ گو ہمنے اِسے یقین دلایا کہ برہنہ سر ہونا یہ بہت ہی بے ادبی اور بے امتیازی شاہ شاہان کے دربار مین خیال کی جاتی ہی اور پھر درباری پوشاک پر بہت ہی تیز اور زبردست جھگڑا اُٹھا۔ پہلے تو تجویز ہوا کہ درباری مناسب پوشاکین اسکو اور اسکے ہمراہیون کو بھیجی جائین تاکہ وہ اُسے پہنکر حاضر دربار ہوسکین لیکن یہ تجویز ایلچی نے استہزا سے ناپسند کی۔ اِسنے کہا کہ جو کپڑے کہ مین اپنے سلطان کے دربار مین پہنکر جاتا ہون وہی پوشاک شاہ کے دربار مین بھی زیب تن کرکے آؤنگا۔ اب کوئی ایسا ایرانی تو تھا ہی نہین کہ جو شاہ انگلینڈ کے دربار مین گیا ہو تو پھر بھلا کیونکر معلوم ہوسکتا تھا کہ جو کپڑے یہ درباری بتاتا ہو وہ یہی ہین اور یہ بھی ہمین معلوم ہوا کہ وہی ٹوپی جو شب کو وہ پہنتا ہو دربار مین سر پر رکھکر آئیگا۔ اب یہ کچھ ایسا جھگڑا تھا کہ فرو نہین ہوا اور برابر بحث پر بحث ہوتی چلی گئی جب مجھے اس جھگڑے کی خبر ہوئی تو مجھے یاد ہوا کہ شاہ عباس کے وقت مین مجل خہل ستونی مین

جب نقش ونگار اور تصویرین اُتاری گئی تھین توکثرت سے یورپ مین اصفہان مین جمع ہوئے تھے اور وہ شہر مین قیام پذیر تھے اور دربار مین بھی یون ہی جاتے تھے اور یہ مجھے بخوبی یاد ہو کہ ایک دن شاہ عباس خود اس محل مین موجود تھے اور اُسی وقت ایک یورپین آیا اسکی وہی پوشاک تھی کہ جو وہ سدا پہنا کرتا تھا۔ مین نے یہ ذکر اپنے مالک سے کیا اُسنے وزیر اعظم سے کہا وزیر اعظم نے فوراً حکم جاری کردیا کہ اصفہان کے صناع فوراً اِس واقعہ کی نقل کرکے روانہ کردین۔

جون ہی وہان سے وہ شبیہ پہونچی یہ فوراً انگریزی ایلچی کے پاس روانہ کی گئی اور اُسکے ساتھ شاہ کا یہ اعلان بھی تھا کہ جو پوشاک کہ وہ اپنے سلطان کے آگے پہنکے جاتے ہین شاہ بھی انسے اسی پوشاک مین ملاقات کریگا۔ اور اب اُمید کیجاتی ہو کہ تم اور تمھارے ساتھی اس امر کے لیے کمربستہ ہونگے۔

تصویر کو دیکھکر ان لوگون نے ٹرے قہقہے اُڑائے اور بہت ہی خوش ہوئے۔ غرضکہ یہ امر طی پا گیا کہ جس پوشاک مین چاہین وہ دربار مین حاضر ہوسکتے ہین۔

شاہ کی حضوری بہت ہی بہتر اور عمدہ طرز پر ختم ہوئی کیونکہ جو سامان ہندھا تھا اُسکی امید ایسے لوگون سے نہین کیجاتی تھی۔ اور ہم سب بہت ہی متعجب تھے کہ وہ لوگ جو دنیا کے طرق اور عادات سے محض نابلد ہین انھون نے اس اہم اور مشکل موقع پر اپنے کو ایسا سادھا کہ کوئی بات کیا مقدور ہی جو اُنسے خلاف سرزد ہوئی ہو۔

شاہ سونے کے تخت پر جلوہ فرا تھے اور اس قدر نمایان اور شاندار کپڑے پہنے ہوئے تھے کہ اُنھون نے ایلچی کی آنکھون کو خیرہ کردیا تھا۔ شاہ کے ارکین کی طرف سے یہ صدا آئی جمشید کون تھا۔ داراب چیز ہی کیا تھا۔ اور نوشیروان کی کیا ہستی تھی جو اس شان و شوکت کا فخر کرتا تخت کی بائین جانب شہزادے کھڑے ہوئے تھے کہ جنکے پر شوکت اور قیمتی کپڑون سے خود جواہرات بھی ماند پڑتے تھے جو بالکل اپنے باپ کی طرح سجے سجھو کا ہو رہے تھے

تخت سے کچھ دوری کے فاصلے پر تین وزیر گردنین نیچی کیے ہوے دست بستہ کھڑے ہوے تھے جن کی صورت پر عقل و دانش خوب جلوہ دے رہی تھی اور ہر ایک کی صورت سے شان و شوکت سلطنت غیاعب برس رہی تھی۔ انکے بیچ مین انگریزی سفیر اور اسکے ساتھی تھے۔ انکی چھپی ہوئی ٹانگین۔ انکے اونچے اونچے کٹے ہوے کوٹ ان کی بے داڑھی ٹھوڑیان۔ انکے بے موچھون والے ہونٹ۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے پرند گردنین کررہے ہین۔ یہ واقعی ایک عجیب مخلوق تھے کہ جب بڑی بڑی قیمتی اور فوق الیھڑک پوشاکون مین معلوم ہوتے تھے۔ انکی صورتون سے یہ ہرگز نہ برستا تھا کہ شاہ کے تابان درخشان دربار مین انھین کچھ انفعال ہوا یا کچھ خیرگی ہو مگر انکی صورتون۔ انکے چہرون انکی وضعون۔ انکے طریقون سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ انھین اتنی بڑی شان و شوکت کا ذرا بھی خیال نہین اور وہ ہماری طرح سے بے داغ ہین۔

ایلچی نے جو ایسے موقع پر گفتگو کی استغفراللہ نہ تہذیب نہ امتیاز کچھ بھی نہین سیدھی سیدھی اور سچی سچی باتین بتادین نہ کم نہ زیادہ صاف صاف۔ نہ شاہ کو شاہ شاہان کہا۔ اور نہ قبلۂ عالم کہا۔

ہم مین اور انین اتنا فرق تھا کہ اگر مین اپنی اور انکی طرز معاشرت کی تفریق بیان کرتا تو واقعی مجھ سے ابدالآباد تک ختم نہ ہوتی چند ہمارے داناؤن نے فلسفیانہ اصول سے انکے اندھیرے آبی۔ بے آفتاب ملک کے موسمون کی بابت گفتگو کی۔ اور گفتگو بھی یون کی۔ وہو ہذا۔

بھلا آدمی کیونکر زندہ رہ سکتا ہے جب اسکے محیط پانی ہو۔ اور نہ کبھی آفتاب کی گرمی اسے پہونچتی ہو اور پھر وہ ان آدمیون کے موافق ہو کہ کوئی دن ناغہ نہین جاتا کہ انکے چہرون پر آفتاب جہانتاب کی دمکتی ہوئی کرنین پڑتی ہون اور انکے محیط کسی سمندر کا نام و نشان بھی نہو۔ لیکن علماے اسلام نے اس سوال کو بہت ہی

اطمینان بخش طریقے سے طے کردیا۔ اور وہ یہ تھا جو انھون نے بیان کیا کہ اگر یہ ایلچی اُسکے ساتھی اور اسکی کل قوم مسلمان ہو جاے اور بہت سرگرمی سے سچے اسلام کی تقلید کرین وہ ہماری طرح سے بنجائینگے انکی جسقدر خرابی ہے سب دُھل جائیگی اور پھر اُنھین بھی بہشت مین جہل قدمی کرنے کا موقع ملے گا جیسا کہ ہر فرزند اسلام کو حاصل ہوگا

اکتیسوان باب

حاجی بابا کا وزیر اعظم سے ملاقات کرنا

یہ جس قدر معاملہ ہوا سب میری ترقی کا مساعد ہوا چونکہ لوگون کا یہ خیال تھا کہ اسے یورپ کا بہت کچھ علم حاصل ہے اور یہ بھی ایک بات ہوئی تھی کہ فرانسیسی ایلچی کے معاملات مین کچھ مجھے بھی حصہ ملا تھا تو اس سے بہت سے مواقع ایسے ملے جن سے وزیر اعظم اور اراکین سلطنت سے میری ملاقات ہوگئی اور سب مجھ سے واقف ہوگئے۔

مرزا فیروز کچھ بہت امیر شخص نہین تھا کیونکہ جو کچھ ساز و سامان جب وہ سفارت پر بھیجا گیا تھا اور جو کچھ اسے ملتا تھا وہ سب طہران پہونچنے پر بند ہوگیا تھا تو اب وہ اس حالت مین میرا بار بھی نہ اُٹھا سکا ہان اسے یہ بہت خوشی حاصل تھی کہ حاجی بابا کو وہ راستے معلوم ہوگئے ہین کہ یہ اپنی زندگی کو مقام مقصود پر بخوبی پہونچا سکتا ہے ہمیشہ یہ حکام کے آگے میری قابلیتون اور عمدہ خاصیتون کی تعریف کرتا تھا اور موقع بے موقع بغیر میری مدح سرائی کیے نہ رہتا تھا۔ نہ مین اسکی نمایان کوششون اور عرق ریزی بیان کرنے مین توقف کرتا تھا اور خوب خوب فخریہ جملے اسکی نسبت کہتا تھا۔

وزیر اعظم بے شبہہ فارس مین اپنی تیز فہمی۔ زیرکی حاضر دماغی مین ید طولیٰ رکھتا تھا اور صرف اپنی عقلمندی کے صدقے مین اسنے شاہ کو اپنے قبضہ مین بہت کچھ کر رکھا تھا اور شاہ اسکو بہت مانتا تھا جب سے کہ شاہ تخت پر جلوہ فرما ہوا تھا اُسی وقت سے وزیر اعظم کی بہت ہی

توقیر کرتا تھا اور جلوت وخلوت مین اس سے زیادہ عزت برتتا تھا اور یہ جانتا تھا کہ
ملک کے لیے اسکا وزیر ہونا ضروری ہے۔

یہ میری پہلی کوششین تھین کہ کسی طرح سے اسکی حفاظت مین آؤن اور اسکا سایۂ
عاطفت ڈھونڈھون۔ اب مین نے یہ التزام کرلیا کہ اسکے صبح کے دربار مین ہر روز جاتا با ادب
کھڑا ہوجاتا کچھ معاملات یورپ کا سلسلہ ایسا جاری ہوگیا تھا کہ کوئی دن نہین جاتا تھا
کہ وہ مجھسے یورپ کے معاملات مین کچھ سوالات نہ کرتا ہو۔ اِس سے اتنا ہوا کہ مین انگریزی
ایلچی اور وزیر مین میانجی بنگیا اور جو کچھ ایلچی کہتا اُسین کچھ ایسا نمک مرچ لگاکر اور کچھ وزیر
کی تعریف کرکے کہدیتا کہ طرفین کا مین پیارا بنگیا۔

وزیر اعظم کے ذوق وشوق صرف کچھ تحفے تحائف لینے کے لیے بہت تھے۔ تو اب
میری یہ کوششین ہوئین کہ کسی طرح سے وہ کارروائی کیجائے کہ ایلچی کچھ تحفہ" وزیر کو پیش کرے
تقریبات کی نذرین اور تحفے تحائف تو ایک لابد امر تھا اور وہ ضرور ہی دیا جاتا تو اب
مین نے اُسپر نگاہ رکھی کہ فائدہ اُٹھانے کا یہ موقع ہو لیکن میری بڑی کوشش
رازدارانہ یہ تھی کہ کوئی بات ایسی نکلے جس سے میرے مالک والون کا فائدہ ہو۔ اِس
معاملے کے شروع ہی سے وزیر کی نگاہ نوازش میرے حال پر مبذول ہونے لگی تھی۔

دو ممالک کے بیچ مین ایک عہدنامہ ہونے کی صلاح ہوئی میرا مربی شاہ کی
طرف سے مختار کل بنایا گیا۔ گو یہ ایسا کام تھا کہ مجھ جیسا ہیچ شخص ایسے معاملے مین کبھی
نہین دخیل کیا جاتا مگر مین نے بھی اس بارے مین جان لڑادی۔ اور اسکے گرد اسطرح سے
پھرا ہون جیسے کُتا ہڈی کی تلاش مین کھین عوت مین بولایا ہوا پھرتا ہے۔ اس کوشش کا
یہ نتیجہ ہوا کہ مجھے آخر کچھ فائدہ ہو ہی گیا۔

ایک دن صبح کو عہد وپیمان کرنے والون کی آخری نشست کے بعد مجکو وزیر اعظم
نے مقام خلوت مین بلایا جہان سواے اسکے اُن خادمون کے جنپر بھروسہ ہے اور وہ

ہر معاملے مین بڑے رازدار ہین کوئی نہین جا سکتا مین نے وہان جا کر دیکھا کہ نرم نرم تکیے لگائے ہوئے بستر پر وزیر اعظم تنہا بیٹھا ہوا ہے۔

وزیر اعظم۔ ایک بے تکلف اور مانوس آواز مین۔ حاجی آؤ آگے چلے آؤ اور میرے پاس آکر بیٹھ جاؤ۔ چند خاص خاص باتین تم سے کہنی ہین۔

پہلے تو مجھے اس عزت سے بہت لغزش ہوئی لیکن جب اسکا حکم تھا تو دو زانو بیٹھ گیا بغیر پس و پیش کرنے کے اُسنے مجھ سے یہ کہا کہ چند باتین بہت ہی اہم اور پیچیدہ آکر واقع ہوگئی ہین۔ ایلچی نے ایسے مطالبے کیے ہین کہ جنکا بخشنا محض ناممکن ہے۔ اور وہ یہ کہتا ہے کہ اگر یہ ہماری رضامندی کے موافق نہوا تو ہم طہران کو چھوڑ دینگے۔ پھر وزیر اعظم یہ کہنے لگا کہ شاہ یہ دھمکی دیتا ہے کہ اگر سفیر یہان سے غیر مطمئن چلا گیا تو جو کچھ معاملہ آکر واقع ہوگا اُسکے جوابدہ تم ہوگے۔ لیکن اسوقت مین اور میرے بھائی نے جو شاہ کیطرف سے مختار مطلق مقرر ہوئے ہین اس سے صاف کہدیا ہے کہ شاہ عالیجاہ اسے ہرگز گوارا اور قبول نہین کرنے کے مین۔ دلگھبرا کر اور عاجزانہ طریقے سے؛ کیا وہ رشوت لیکر راضی نہین ہوسکتے۔

وزیر۔ ہان کیون نہین اُسے رشوت دے سکتے ہین۔ اوّل تو یہ کہ رشوت کہان سے آئے دوسرے یہ کہ یہ لوگ ایسے نادان ہین کہ نہین جانتے کہ رشوت کسے کہتے ہین اور رشوت کے کیا معنی ہین۔ اچھا سنو۔ ہم ایسے بیوقوف نہین ہین جس قدر کہ وہ لوگ ہین۔ ایلچی تو بڑا متردد ہے اور فکر مین ہے کہ کس طرح سے اپنی بات طے کرکے لیجائے اور یہان یہ خیال ہے کہ اگر ایک دفعہ یہ بات ہتھے پر چڑھ گئی تو اسے کبھی بکمل ہی نہونے دون اب تم جاؤ اور اس سے گفتگو کرو۔ تم اُسکے دوست بھی ہو۔ تم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ تم میرے ہو تم اس سے کانا پھوسی مین وہ باتین کہہ سکتے ہو جو مین نہین کر سکتا۔ اسی بہت ہی تپاک سے مین نے اُسکے ہاتھون پر بوسہ دیا اور اپنے دونون ہاتھ اُٹھا کر اُسکے آگے کہا کہ اپنے سر اور آنکھون کی قسم مین اُسکے پاس جاتا ہون اور انشاءاللہ وہان

سے سفید چہرہ کیے بغیر واپس نہ آؤنگا۔
اسنے پھر مجھے رخصت کردیا مین خوشی خوشی طرح طرح کی امیدون سے پھر ایلچی کے مکان کی طرف چلا۔
مین یہ نہین بیان کرنے کا کہ مین نے جاکر کیا کیا باتین کہین اور کس طرح سے وزیر کے منشار کے موافق ایلچی کو راضی کیا اور مین نے دو ہی لفظون مین اسکا ایسا اطمینان کردیا کہ ایک تھیلا اشرفیون کا ایلچی نے مجھے دیا اور ساتھ ہی اسکے اسنے یہ وعدہ بھی کیا کہ انگلینڈ سے ایک ہیرے کی انگوٹھی بھیجی جائیگی جس سے اور بھی دو سلطنتین ایران اور انگلینڈ کے وکلا مین اتحادی سلسلہ قائم ہو جائیگا۔
جب مین وزیر کے پاس آیا اور مین نے وہ تھیلا اشرفیون کا اسکے آگے رکھدیا تو وہ سخت متحیر ہوا کبھی میری طرف دیکھتا تھا اور کبھی تھیلے کی طرف دیکھتا تھا اور پھر اسنے میری پھرتی اور جوش کی بہت ہی تعریف کی اور کہا۔
حاجی اب تم میری ملک ہو ہم ایران مین ذی وقعت شخص ہین اب تم زیادہ بے ٹوپی کے نہ رہوگے۔ عرض کرو جو تمھارا جی چاہے اور اُسکو مین پورا کرونگا مین نے اُس سے بہت سے اقرار با ایمان یا نت داری اور بے انتہا جوش کے کیے مین نے اسکا صلہ اس سے کچھ نہ مانگا ہان صرف یہ عرض کی کہ اگر حضور نوازش کرین اور حکم دین تو حاضر خدمت ہونے کا فخر حاصل کیا کرون۔ میری صورت ایسی عاجزانہ بنی ہوئی تھی اور مین ایسی بے غرضی سے باتین کرتا تھا کہ اگر اسنے تمام عمر کسی کا ایران مین یقین کیا ہوگا تو وہ مین شخص تھا۔ اور مین جس قدر کہ اسپر فخر کرون تھوڑا ہی۔
لیکن وہ ان باتون کی مجھ سے بھی زیادہ بہتر قیمت جانتا تھا۔ اسنے کہا۔ کہ اٹکل پچو باتین نہ کرو۔ تمھاری طرح سے مین نے بھی بہت کچھ دنیا کا دیکھا ہی اور تمھاری طرح سے مین بھی دنیا مین بہت پھرا ہون مین اُس خدمت کی پوری پوری

قدر جانتا ہون جو تم سے ظاہر ہوئی جو راستہ کہ اسوقت تمھارے آگے ہی اسمین تم
قدم بڑھاؤ مین تمھین علم دیتا ہون کہ تم انگریزون مین کام کرو - انکے پاس سونے کی
بہت سی بہتات ہی اور اُنھین ہماری ضرورت ہی اور کیا ضرورت بیان کیجاے - ایران
کے آدمی بالکل پست حالت مین ہین ہان اسوقت اُنکی دلچسپیان یون بڑھ سکتی ہین
کہ انھین کچھ نفع حاصل ہو - انگریزون کا خیال پبلک لائف کی طرف بہت ہی رجوع
ہی اوران مین عام کے فائدہ پہونچانے کا زیادہ خیال ہی لیکن ہم لوگ اسسے محض
جاہل ہین - جو کام وہ کرتے ہین اُسمین ضرور اُنکے ملک کا فائدہ مضمر ہوتا ہی اور وہ
ہرگز ایک قدم بھی بغیر اپنے فائدہ ملکی کے آگے نہین بڑھاتے - یہ لفظ ہمارے لیے
بے معنی ہین - اگر مین مرگیا یا شاہ ندارد ہوگئے تو جو کچھ ہمنے ملک کی بہتری کے
لیے کیا ہی وہ سب ویران جائیگا اور جب شاہ کے بعد کوئی تخت پر بیٹھے گا اور
وہ اپنا سکہ جمائیگا تو ضرور ہی کہ رعیت تباہ ہوگی اور پھر جو کچھ کہ ہماری ترقی کری
کرائی ہوگی وہ سب خیرباد ہوجائیگی - معیّن حقوق اور آسائشین شاہان فارس کا
حصہ ہوگئی ہین - خیر اللہ کے نام کے صدقے مین وہ انکے وارث رہین -

شاہون کے وزرا کو بھی کچھ حصے بجز اسکے مل گئے ہین تو پھر وہ اسنے
انکار کیون کرنے لگے اور ملک کے فائدے پر خیال کرو تو یہ بات ہی اور ہی
یہان تو کوئی شخص تمام سلطنت مین بھی ایسا نہین ہی جو یہ بھی جانے کہ ملک
کا فائدہ کسے کہتے ہین جب یہ نہین جانتے تو پھر کام کیا کرینگے -

وزیر کی اس گفتگو سے میرا دماغ روشن ہوا اور جو اندھیاری چادر کہ میری عقل
پر پڑی ہوئی تھی جس سے میری واقفیت پر اندھیرا ہوگیا تھا جاتا رہا تھا - مین نے نئی نئی
چشمداشتین ظاہر کین اور بطرز احسن فائدے پر تقریر کی "تم انگریزون مین کام کرو"
یہ میرے کانون مین گونج رہا تھا - اب میری قابلیتون نے فوراً اپنی ایجادیہ راہین کھولین -

بتیسوان باب

حاجی بابا کا ان معاملات کی سربراہی کرنا اور پھر دوبارہ وزیر اعظم سے ملنا

مین نے اس امر مین بہت ہی تکلیف اُٹھائی کہ کسی طرح سے تمام شہر مین یہ ثابت ہو جاے کہ یہ وزیر کا بہت بڑا رازدار ایجنٹ ہی اور ایلچیون کے معاملے مین وہ ساعی رہتا ہی کہ بغیر اسکے کوئی چیز انجام نہین پا سکتی۔

اس کارروائی کے یہ پھل بہت جلد عیان ہو گئے تھے اور میری خدمات نے وہ کام کیا تھا کہ جس سے میری دو طرفہ ترقی اور نفع ٹپکتا تھا۔

ہمارے مہمان انگلش کی عادات مین ایک یہ بات بھی داخل تھی اور یہ انکی حد سے زیادہ خواہش تھی کہ جس طرف ہمارا میل خاطر ہو اُسکے برخلاف کرین ہمارے لیے جو کچھ کہ وہ سوچتے تھے ہم سے خود اپنے لیے نہ خیال کیا جا سکتا تھا۔ اور جو کچھ کہ وہ ہم سے اُلفت و محبت ظاہر کرتے تھے ہم سوا اسکے اور انھین کچھ جانتے ہی نہین تھے کہ وہ انگریز ہین۔ اور وہ مخلوق ہین جو بہشت مین نہ جائینگے مگر مجھے ان باتون سے کچھ علاقہ نہین تھا۔ مجھے تو یہ دھن لگی رہتی تھی اور مین اسطرف اپنے خیالات کو بہت کچھ رجوع کرتا تھا کہ انسے کام کیونکر کیا جاے مجھے میری اس محنت کا عوض بخوبی ملگیا اور اسکے صلے مین خوب روپیہ ہاتھ لگا۔

میرے ناظرین کو بخوبی یاد ہوگا کہ مین نے بیان کیا ہی کہ میری ملاقات ایک یورپین ڈاکٹر سے ہو گئی تھی جو نو وارد تھا اور مرض سیتلا کے ازالے کیلیے بہت ہی سفید دوا دیتا تھا۔ تو اب وہ بات جاتی رہی تھی اور نہ چیچک والے کا وہ علاج ہوتا تھا جیسے کہ ڈاکٹر نے بتایا تھا بلکہ وہی طریقہ برتا جانے لگا جیسے ہمارے باپ دادا چیچک والے کے ساتھ برتتے تھے۔ اور پھر جتنے بچے ہمیشہ مرتے تھے وہی

مرنے لگے۔ ایک ڈاکٹر اس نئے ایلچی کے ساتھ بھی آیا ہوا تھا اور یہ بھی علاج کرتا تھا بہ نسبت اُنکے اپنے علاج کے فائدہ ہی ہوتا تھا۔

اسکا یہ دلی مدعا تھا کہ گاے کے دودھ کا طریقہ پھر از سر نو جاری کیا جاے اور جن ماؤن کو کہ اسنے ترغیب دیکر اپنی راے پر فریفتہ کیا تھا وہ اُسکے پاس بچے لیکر آتی تھین مگر متعجبانہ صورت مین۔

میری تدابیر مین سے اوّل تدبیر اپنی شُہرت دینے کی یہ تھی کہ مین نے غل مچایا کہ یہ بھی عجیب نقشہ ہے کہ ایمان والی عورتین انگریز کے مکان مین اپنے بچے لیکر جمع ہون مین نے وزیر اعظم سے بھی جاکر کہدیا کہ یہ ایک شرم کی بات ہے آپ یہ کیجیے کہ صرف ایک افسر پولیس دروازے پر بٹھا دیجیے کہ جو کوئی عورت آئے اُسکو وہ منع کرے۔ اس ترکیب سے ڈاکٹر ٹرون ٹون رہگئے اور کچھ اُنکا نسخہ بھی نہ چلا بہت ہی مایوس ہوا۔

مین۔ آپ غمگین کیون ہین۔ تم کچھ اپنی محنت اور تکلیف کا صلہ نہین لیتے لوگ تمھین مجبور نہین کرتے۔

ڈاکٹر۔ او ہو۔ تم جانتے ہو کہ تم کیا کہ رہے ہو۔ یہ برکت تو دنیا مین پھیلنی زیبا ہے اگر تمھاری گورنمنٹ اسے یہان بند کریگی تو جس قدر خون ہونگے اور ننھے بچون کی تڑپ تڑپ کر جانین نکلین گی اُسکا عذاب گورنمنٹ ایران پر ہوگا۔

مین ہمین اس سے کیا مطلب۔ وہ مرجائین۔ غرض۔ اُنکے جینے سے ہمارا کیا فائدہ ہے۔

ڈاکٹر۔ اگر تم کچھ فائدہ اُٹھانا چاہتے ہو تو جو کچھ تم مانگو مین ادا کرنے کو موجود ہون کیونکہ مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر یہ علاج بند ہو جائیگا تو میرے نشتر لگانے کا مادّہ خشک ہو جائیگا اب یہان ہم دونون مین باہم عہد و پیمان ہوا۔ اور بہت ہی مشکل سے انجام پذیر ہوا۔ کیونکہ اسوقت یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ وزیر اعظم کی ناخوشی کا بھی تو خطرہ ہے خیر جب یہ طے ہو گیا اور تعین فوائد کی جنسے کہ مین خوش ہو سکون مجھے اُمید دلائی گئی تو

وہ پابندی ڈاکٹر کے مکان سے اٹھائی گئی بس پھر کیا تھا عدہا عورتین ڈاکٹر کے مکان مین بھری چلی آئین۔ اسکا دروازہ ہجوم سے پُر ہوگیا تھا۔ اور اسکے مکان کی کوئی جگہ ایسی نہین تھی جہان عورتین نہ بھری ہوئی ہون۔

دوسرا اسکو جنون یہ اٹھا کہ مُردے کی نعش کو چیرون۔ غرض اسپر بھی وہ کامیاب ہوا جو کوئی مرا پہلے اُسکے پاس لایا گیا جب اسنے چیر پھاڑ کر دیکھ لیا پھر وہ قبرستان گیا مجھے اسپر بھی بہت تعجب ہوا اور مین نے دل مین یہ خیال کیا کہ یہ عجیب طرح کے آدمی ہین انھین ذرا بھی اس نامناسب ناپاکی سے نفرت نہین آتی۔

مین۔ (ڈاکٹر سے) جب تم نے ایک مردہ مسلمان کو چیرا پھاڑا تو یہ بتاؤ اس سے مخلوق خدا کا کیا فائدہ ہوگا۔

ڈاکٹر۔ یہ بتانا تو بہت ہی مشکل ہو کہ اس سے کیا فائدہ ہوگا لیکن ہان اگر نہ چیرون تو اپنا سیکھا سکھایا نہ بھول جاؤن۔

پھر اسنے نعش پر بھی ایک بڑی کثیر رقم دینے کا وعدہ کیا اور یہ بھی ساتھ ہی اسکے کہا کہ یہ مقرر نہین ہو کہ مسلمان ہی نعش ہو بلکہ چاہے یہودی کی ہو چاہے عیسائی ہو چاہے جسکی ہو۔

یہ بات مین نے اپنے دماغ مین رکھی۔ گو بیشک مجھے انھین لوگون کے معاملات مین ایسے ایسے مواقع پڑ گئے تھے کہ مین بہت جلدی مالامال ہو جاتا نہین بلکہ مین نے رفتہ رفتہ دولت حاصل کرنے کی طرف قدم بڑھایا۔

ایلچی کی خود خواہش یہ تھی کہ کسی طرح سے ہماری سلطنت کی ترقی ہو مین نے وہ تقریر جو مجھ مین اور وزیر اعظم مین ہوئی تھی اس سے بیان کر دی۔ اسنے یہ کہا کہ ہم متعین پیداواری محصول زمین بھی تمھین دے سکتے ہین۔ جواب تک ایشیا کے بہت سے حصون مین نہین جانتے لیکن ہان یورپ اس سے خوب بارآور ہوا ہو جو

اپنے فوائد کا ضرور ایران کو بھی حصہ پہونچائیگا اسنے یہ درخواست کی کہ وزیر اعظم میری اس تجویز مین مدد کرے اور یہ عہد کیا کہ اسکے بعد ایک نمونہ اس ملحوظی بخشش کا بھیجا جائیگا۔

وزیر اعظم کی یہ عادت تھی کہ جہان اُنھون نے ہوا مین کچھ منڈلانے اور تحفے کی قسم شی کو اُڑتا ہوا دیکھا اُنھون نے اپنی لمبی ناک اسطرف دراز کی۔ اسنے فوراً ہی اس عطیہ مین مجھسے بحث کی کہ جسکا سفیر نے عہد کیا تھا اور کہا کہ یہ کس قدر ہو سکتا ہی اسکے دل مین عطیہ کا نام سُنکر بصیری لمحہ بلمحہ ترقی کرتی جاتی تھی۔ میرے ذریعہ سے وزیر اعظم نے یہ انگریزی ایلچی سے کہلوایا کہ آپ مجھے نہایت ہی عمدہ قسم کی بانات پیش کیجیے مجھے اسکی بہت ہی ضرورت ہی اور مین بہت چاہتا ہون۔ کیونکہ وزیر نے اپنے دل مین خیال کر لیا تھا کہ یہ ایلچی کے لیے گویا ایک بہت ہی سہل معاملہ ہوگا اگر وہ جیبکے سے مجھے بانات دیدیگا۔ اسی بنا پر ایک دن علی الصباح اُٹھکر اُسنے مجھے بلایا اور یہ کہا کہ خدا کی عنایت سے جو کچھ ہمین ضرورت ہی وہ سب بکثرت یہان موجود ہی۔ یہان روٹی اور گوشت اور نمک اور چانول اناج اور میوے سب موجود ہین۔ اور ان لوگون نے کبھی خواب مین بھی یہ چیزین نہ دیکھی ہونگی غرض ہمارے ہان ہماری ضرورتون سے زیادہ اتنی چیزین ہین جنکا ادراک ناممکن ہی۔ تو پھر ہم ایلچی کی ان چیزون مین ممنون کیون ہون جنکی ہمین ضرورت و حاجت نہین ہی۔ ایک خوش خیال اسوقت میرے دل مین آیا جس سے مجھے یہ امید ہی کہ جو کچھ وہ چاہتا ہی وہ کام بھی بنجائیگا اور اُسے تکلیف بھی نہوگی۔ عام کے فائدے کے بجائے مین اس سے کچھ کپڑا لینا چاہتا ہون یہ معاملہ ایسا آسان ہی کہ تم جو الحمد للہ بہت بڑے لائق اور قابل ہو اسکو پیدا کر لاؤگے۔ جاؤ یہ ایلچی سے کہو اور بغیر توقف ایک لمحہ اُسکے پاس سے جا کر کپڑا لے آؤ

مین ایلچی کے پاس گیا اور اُسسے وزیر کا یہ پیغام دیا یہ سُنتے ہی سفیر اور اُنکے ساتھی اس قدر ٹھٹھے مار کر باآواز بلند ہنسے اور وہ شور و غل مچایا کہ توبہ۔

ایک انگریز بولا۔ کپڑے اور آلو مین کیا ربط ہی۔

دوسرا بولا۔ ہم چاہتے ہین کہ تمھارے ملک والون کو سستی اور آرام دہ ارزان خوراک دین۔

تیسرا بولا۔ لیکن معلوم یہ ہوتا ہو کہ تمھارا وزیر عطیہ کا سارا نفع قوم کی ہڈیون سے نکال کر اپنی کمر مین باندھنا چاہتا ہو۔

ایلچی جو کہ ان مین بہت بڑا عقلمند اور متین شخص معلوم ہوتا تھا اسنے نہایت ہی انسانیت سے حکم دیا کہ بانات لاؤ وہ مجھے فوراً دیدی گئی اسنے کہا یہ تم بہت ہی ادب سے میری طرف سے اپنے آقا کو جا کر دو تا کہ بنائے دوستی طرفین مضبوط ہو۔ اسنے یہ بھی یقین دلایا کہ مین ہرگز قوم کے فائدے سے پہلوتہی نہ کرونگا اور جہان تک میرے امکان مین ہوگا انھین مستفید کرونگا۔ اور انھین تاہم آلو بغیر کھلائے نہین رہ سکتا جو بہت ہی عزت اور توقیر کا نشان ہو۔

مین یہ کام بنا کر اپنے آقا وزیر اعظم کے پاس آیا جو صورت دیکھتے ہی کھل گیا اب میری لیاقت اور قابلیت کا اُسکے دل مین وہ سکہ جما کہ مجھپر وہ دلی فریفتہ ہوگیا اور اس قدر عنایات و نوازشات اُسنے میرے حال پر مبذول فرمائین کہ مین نے اپنے سب رقیبون کو مات دی اور اب مین اسکا پیارا اور بہت بڑا راز دار بنگیا۔

تینتیسوان باب

بدقسمتی کا حاجی بابا سے رخصت ہونا۔ حاجی بابا کا ایک امیر کبیر بنکر اپنے اس وطن اصفہان مین جانا جہان سے بُرے حالون نکلا تھا

انگریزون سے اسوقت جو کچھ معاملات ہو رہے تھے وہ سب ختم تھے۔ اور یہ ارادہ کیا گیا تھا کہ دو ممالک مین بنائے دوستی پوری پوری مضبوط ہو۔ ایک سفیر بھی شاہ ایران کی طرف سے شاہ انگلینڈ کو بھیجا جائے۔

نی دریچے تجارب کے بعد وزیر اعظم کا خیال میری طرف رجوع ہوا کہ یہی شخص سفارت مین بھیجنے کے قابل ہی جب انگلش اور ایرانی عہدنامہ پر دستخط ہو گئے تو دوسرے دن وزیر اعظم نے مجھے بُلوایا اور اپنے نج کے کمرے مین لیجا کر مفصلۂ ذیل فقرے کہے۔

لو اب تم میری طرف گوش کرو۔ چند خاص خاص باتین ظاہر کرنے کی ہین چونکہ مین تمھین اپنا بہت ہی بڑا دوست سمجھتا ہون اور ماسوا تمھارے میرا کوئی بھی رازدار نہین ہی اس لیے جو کچھ مین کہتا ہون اسکو خوب دل لگا کر سُنو مین نے وہی مؤدبانہ معروض شروع کی کہ مین تو ہمہ تن وقف ہون خادم ہون غلام ہون لیکن اسنے مجھے اس کہنے سے باز رکھا اور یہ کہنے لگا۔

اچھا یا بُرا انگریزی ایلچی کے ساتھ ہمارا کام تو ہو گیا شاہ کی خواہش ہی کہ اپنا ایک ایلچی انگلینڈ بھی بھیجے۔ اب ایرانیون کو تم بخوبی میری طرح سے جانتے ہو کہ وہ اپنے ملک کی حفاظت سے کتنے متنفر ہین اور کس قدر بھاگتے ہین اب مجھے ایک بہت بڑی مشکل لاحق ہوئی ہی کہ ایک ایسا شخص چاہتا ہون کہ جو اس خدمت پر اپنے کو قربان کر دے میری نگاہ مین صرف ایک ہی شخص ہی جسکو مین سب پر ترجیح دے کر بھیجنا چاہتا ہون۔ اور یہ مین نے سُنا ہی کہ وہ ایران سے اب چلا جائیگا اور خصوصًا مرکز عالمیان کی خدمت سے تو مین چاہتا ہون کہ اس عہدے پر مقرر کرنے کے لیے تم اپنی بیش بہا کوششون سے کام لو اور اس لائق شخص کو اسپر متعین کرا دو یہ سنتے ہی مین سمجھ گیا کہ وہ شخص جو یہ کہتا ہی اسکا مطلب مجھسے ہی ہی لیکن یہ مجھے نہ معلوم ہوا کہ شاہ کی خدمت سے مجھے علحدہ کرنا کیون چاہتا ہی مین اس عزت افزائی سے ایسا خوش ہوا جسکا کوئی ٹھکانا نہین تُجھکر اسکا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیا اور یہ کہا۔ آپ کا کمترین غلام ہمیشہ بہت آپ کے کُل خدام مین ایماندار اور جان نثار ثابت ہوا ہی جب تک کہ حضرت عزرائیلؑ سے مصافحہ نہین ہوتا آپ مجھے ہمیشہ مستعد اور حاضر پائینگے۔ جو کچھ ارشاد ہو فرمائیے۔

وزیر بہت ہی اطمینان سے۔ تمنے بہت ہی خوب کہا اچھا تو تو سنو۔ وہ آدمی جو مین نے چھانٹا ہی مرزا فیروز ہی اور یہ سُنکر میرا خیال وہ باطل نکلا اور مین نے اسکے جواب مین بلے کہا اصل یہ ہی

کہ مین نے پہلے ہی ثابت کردیا ہی کہ شاہ کے دل مین اسکی جگہ بہت ہی۔ گفتگو کی اسمین اتنی بڑی قابلیت
تھی اور وہ فصاحت و بلاغت سے تقریر کرتا تھا اور شاہ کی مدح سرائی مین جو وہ کچھ کہہ جاتا تھا کہ شاہ
دربار بھر مین اسقدر کسی سے خوش ہی نہین تھے۔ یہ کسے معلوم ہی کہ وہ کتنے پانی مین ہی۔ یہ ایک
بدیہی امر ہی کہ باطناً تو میرا جانی دشمن ہی مگر ظاہرا وہ میرا اپنے کو مفتون اور قربان شدہ خادم
سمجھتا ہی گو مین آج تک کسی کے فن فریب سے ذرا بھی خوف زدہ نہ ہوا تھا لیکن یہ نمونہ
جو میری آنکھون کے آگے تھا اُسنے مجھے ہرگز بے خوف نہونے دیا۔

شاہ کا وکیل بناکر اُسے کفار کے ہان بھیجنا جس سے میری تمام بے آرامیان اور
خلش جاتی رہیگی مین نے فوراً منظور کرلیا۔ ایکدفعہ وہ چلا جائے پس پھر تو مین کچھ ایسا
انتظام کرونگا کہ جب وہ ناکام سفارت سے واپس آئیگا اور خدا کی عنایت سے ضرور ہی
آئے گا تو پھر ہرگز شاہ کی بارگاہ مین کچھ باریابی نہ ہوگی۔

جو کچھ اُسنے کہا مین نے بلا تامل اُسے پسند کرلیا اور مین یہ خیال کرنے لگا کہ مین کیونکر اِس
پارہ بھروسہ کو اپنے فائدہ کی طرف پھیرون جب پھر وزیر نے مجھ سے یہ کہا اپنی تدبیر کے
ایک حصے کا مین بھی تمھین شریک بناتا ہون وہ یہ کہ تم مرزا فیروز کے چیف سکریٹری ہوکر
چلے جاؤ تم جو میرے رازدار اور دوست ہو جو کچھ میری خواہشین ہین تم بخوبی جانتے ہو
اور یورپینون کا تمکو بہت بڑا علم ہی۔ تو تم ہی اس قابل ہو کہ اس عہدے پر ممتاز کیے جاؤ
مجھے یقین ہی کہ تم میری اس تجویز کو قبول کرکے ان خدمات کی انجام دہی مین سعی بلیغ
کروگے۔ مین یہ درخواست سنکر پہلے تو بہت خوش ہوا لیکن جب مین نے یہ سوچا کہ میرزا کا
ماتحت بننا پڑیگا تو کچھ خیالات نے رنگ بدلا اور انمین تغیر و تبدل آکر واقع ہوا۔ مین نے
سوچا کہ اگر اس جگہ کو قبول نہین کرتے ہو تو بڑے عہدے سے رہجاؤ گے جسکے لیے یون یون
جان ہلاک ہوئی ہی مین قومی تنفر کا بہت ہی مضبوطی سے حصہ دار تھا۔ اوّل تو اپنا ملک
چھوڑنا یہ بہت بُرا معلوم ہوا اور پھر اس سے اور بھی ڈر لگا کہ سمندر کا سفر کرنا پڑیگا۔

"خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے"
اور مین نے یہ بھی خیال کیا کہ جس ملک کو کہ تو بھیجا جاتا ہی اس سے محض نابلد ہی - وہ ملک ہی جو مدامی گھٹا ٹوپ اندھیرے مین آباد ہی اور وہ آفتاب ممالک سے یعنی ان ممالک سے جہان آفتاب تابان رہتا ہی بہت ہی پرے ہی - مین نے وزیر کی درخواست سے اپنا دل پھیر لیا اور اس طرح سے ڈرا کہ جیسے کوئی خلیج فنا سے خوف کھاتا ہی -
مین نے اسکا جو کچھ وزیر کو جواب دیا وہ نہایت ہی عجیب ہوا تھا جو علی الدوام ایرانیون کے ہونٹون پر رہتا ہی تو مین نے بھی یون ہی اپنا مطلب ادا کیا -
اپنی آنکھون کی قسم مین آپ کا نوکر ہون - اسوقت میرا کان آپ کے ہاتھ مین ہی جو کچھ آپ کا حکم ہو میرا فرض ہی کہ مین اسکو بجا لاؤن - یہ کہکر مین صورت بت بنگیا -
وزیر نے جو بات میرے دل مین تھی تاڑ لی - اور کہا - اگر تم میری درخواست کو ناپسند کرتے ہو تو تم اپنی طبیعت کے مالک ہو دوسری بات اور بھی بہت ہی آسان تمھارے قبول کرنے کے قابل ہوسکتی ہی - مجھے تمھارے فائدے کا اپنے فائدے کی طرح خیال ہی - اچھا اول تو تم اصفہان شاہ کے ڈپٹی ہو کر چلے جاؤ اور وہان سے وہ وہ چیزین فراہم کرکے لاؤ کہ جو بطور تحفہ کے شاہ ایران کی طرف سے شاہ انگلینڈ کو بھیجی جائینگی بس پھر کیا ہو تمھین اپنے کو دولتمند کرنے کا خاصہ موقع ملیگا
مین نے وزیر کو کچھ اور کہنے ہی نہ دیا - یکایک میرے دماغ مین اپنے وطن مالوفہ کا خیال آیا مین اسقدر وہان جانے پر خوش ہوا کہ بیان نہین کرسکتا مین نے بڑی سرگرمی سے یہ کہا -
حضور کی جان حضور کے نمک و شاہ کی داڑھی کی قسم کہ مین وہان جانے کو تیار ہون - اب کسی لفظ کے کہنے کی ضرورت نہین ہی جہان آپ حکم کرینگے مین وہین جاؤنگا - چاہے فرانسیسیون کے دُھوکا دینے کے لیے حضور تحت السرا مین بھیجدین -
وزیر - بس تو خیر - اچھا پہلے تو تم مرزا فیروز کے پاس چلے جاؤ اور اُسکی جا کر ذرا تعریف کرو کہ ایران مین تم ہی ایک شخص ہو اور کوئی تمھارا ثانی نہین ہی شاہ نے اس اعلیٰ سفارت پر

تمھین بھیجنا پسند فرمایا ہی اور اسے باور کراؤ کہ تمھین نفع کثیر حاصل ہوگا۔ عزت۔ دولت شاہ
کی توجہ اور میری حفاظت سب اس مین شامل ہین اور جب وہ وہان سے واپس پھریگا تو خدا
جانتا ہی کس قدر اعلیٰ عہدے پر اسکی ترقی ہوگی۔ اور یہ بھی اُس سے کہنا کہ فلان فلان
تمھارے رقیبون نے جنکا تم نام بتا سکو اس جگہ کے لیے بہت ہی کوشش کی تھی لیکن
چونکہ تم سب مین لائق ہو اس لیے یہ عہدہ تم ہی کو ملا۔ جاؤ خدا حافظ۔

مین اسکے پاس سے اُٹھا لیکن اس امر کی تمیز کرنی بہت ہی مشکل تھی کہ آیا مین زمین
پر چل رہا ہون یا آسمان پر پرواز کر رہا ہون۔ اپنے دل مین کہا۔ کیا اب مین دنیا کی تمام
خوشیان حاصل کرونگا۔ کیا میرے گذشتہ نشانات اب ختم ہو جائینگے۔ کیا مین پھر اپنے شہر مین
پوشاک خلعت پہنے ہوے ہتھیار حکومت ہاتھ مین لیے ہوے۔ اور ایک شاندار گھوڑے پر
سوار داخل ہونگا۔ جو لوگ کہ پہلے حاجی بابا کو صرف ایک حجام کا چھوکرا کہتے تھے اب اُنھین
شاہ کا ڈپٹی سمجھکر تعظیم کرنی ہوگی۔ وہ سر جو ایکدفعہ میرے اُسترے کے آگے جھکاتے تھے
اب اُنھین میرے آگے تعظیم کرنے دو کیونکہ مین وہ شخص ہون جو دم بھر مین اُنکے کان کاٹ سکتا
ہون۔ اے لوگو تمنے جو میری وراثت سے مجھے محروم کیا تھا اب تم کانپو کیونکہ مجھ مین وہ قدرت ہی
کہ تمھارا سارا کھایا پیا اگلوا لون۔ مجھے اس امر سے واقفیت ہی کہ جب مین شاہراہون مین
اپنے عہدے اور مرتبے کے گھمنڈ مین اکڑ کر چلا تھا تو لوگون کو سخت تعجب تھا اور وہ میری طرف
نظر حیرت سے دیکھتے تھے۔ اور سوا اسکے مین خیال ہی کیا کر سکتا تھا کہ جب مین اصفہان مین ایک
زرق برق گھوڑے پر سوار سونے کی زنجیر گلے مین ڈالے تمام گہنا پاتا پہنے ہوے اردلی مین سوار و پیادے
کے پہونچونگا تو گورنر اصفہان کسقدر میری عزت کریگا اور اپنی آنکھین میرے قدمونکے نیچے بچھائیگا۔

مگر یہان سے تو مین مرزا فیروز کے پاس گیا جو سفارت کے معاملے مین گفتگو کرنے کے
لیے تیار تھا۔ یہ معلوم ہوا تھا کہ وزیر اعظم نے مرزا کے لیے جو جو تجاویز کی تھین وہی ایلچی
نے بھی مرزا کے لیے پہلے ہی سے سوچ رکھی تھین۔ گو قریب قریب مین نے اپنے کو وزیر کی خدمات

مین کھپا دیا تھا لیکن تاہم مین اُسکا دلی دوست تھا اور وہ بھی مجھے اپنا لائق ولی محب سمجھتا تھا جب اسنے یہ سنا کہ مین بھی اُسکی ہمراہی مین جاؤنگا تو وہ بہت ہی خوش ہوا تھا ہمنے گذشتہ اور آیندہ تدابیر پر گفتگو کرنی شروع کی اور خوب ٹھٹھے اُڑائے جب ہم باہم خوب قہقہے اُڑا رہے تھے تو اسنے مجھسے کہا کہ کیا مین پھر کوشش کرون کہ تمھاری شکر لب تمھین ملجائے اپنی زندگی کا وہ واقعہ جو مین مطلق بھول گیا تھا پھر یکایک میرے خیال مین آیا۔

دوسرے دن شاہ نے عام دربار مین یہ علان کر دیا کہ مین اپنا وکیل بناکر مرزا فیروز کو انگلینڈ بھیجونگا۔ وزیر نے مجھے فوراً حکم دیا کہ تم اصفہان چلے جاؤ اور جلد تحفے تحائف لیکر سفیر کے جانے سے پہلے واپس پھرو۔

مین اُن بے شمار تیاریون کا ذکر کرکے اپنے ناظرین باتمکین کو تکلیف نہ دونگا جو میرے اصفہان جانے پر ظہور پذیر ہوئی تھین کیونکہ ناظرین سُنتے سُنتے تھک جائینگے اور مجھے اپنی نمایش اور خود فروشی سے خجل ہونا پڑیگا صرف اتنا ہی کہنا کافی ہی کہ مینے اصفہان مین اس طمطراق سے سفر کیا جو ایک اعلیٰ اور زبردست شخص کو زیبا ہی اور مین اصفہان مین اس فخر کنان طریقے سے داخل ہوا کہ اسکا اندازہ صرف ایک ایرانی کر سکتا ہی۔ مین نے اپنے کو اس بلندی پر پایا جو انسان کی سعادت اور مبارکی کے لیے مکمل ہی معلوم ہوگیا تھا کہ بدقسمتیان مجھسے رخصت ہوگئی تھین اور ہر شی زبان حال سے مجھے یہ بتلاتی تھی کہ زندگی کی کتاب مین نیا باب کھلنے کو ہی۔ حاجی بابا سے حجام اپنے وطن با لوفہ مین مرزا حاجی بابا شاہ کا ڈپٹی بنکر داخل ہوا۔ کیا اور بھی کچھ کہنے کی ضرورت ہی فقط حاجی بابا پھر بڑی عزت اور حرمت سے اصفہان سے واپس پھرا پھر سفیر ایران بنکر یورپ گیا اسکے بعد قسطنطنیہ مین شاہ کا معتمد مقرر ہوگیا تھا۔ اور پھر اپنی تمام زندگی حکومت و عیش مین صرف کی

تمام شد

خاتمۃ الطبع۔ الحمد للہ یہ بے نظیر قصہ ماہ دسمبر ۱۹۲۶ء مین چھپکر شایع ہوا۔ فقط